بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصانیف اعلیٰ حضرت سے ماخوذ

اصلاح عقائد و اعمال اور مراسم اہل سنت پر ملفوظات اعلیٰ حضرت مجموعہ

فیضانِ اعلیٰ حضرت

افادات

اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا قادری

محدث بریلوی قدس سرہ

حسبِ فرمائش

نبیرۂ اعلیٰ حضرت

محمد تسلیم رضا خاں

صاحب نوری

جمع و ترتیب

محمد عیسیٰ رضوی قادری

ناشر

رضوی کتاب گھر دہلی

تصانیف اعلیٰ حضرت سے ماخوذ
اصلاحِ عقائد و اعمال اور مراسمِ اہلِ سنّت پر معلومات افزا عظیم مجموعہ

فیضانِ اعلیٰ حضرت

افادات
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری
محدث بریلوی قدسہ سرہٗ

حسبِ فرمائش
نبیرۂ اعلیٰ حضرت محمد تسلیم رضا خاں نوری

جمع و ترتیب محمد عیسیٰ رضوی قادری

رضوی کتاب گھر دہلی
۴۲۳۔ اردو مارکیٹ مٹیا محل
جامع مسجد دہلی
011-23264524
9350505879

نیو ایڈیشن ۲۰۱۱ء

جملہ حقوق کمپوزنگ وکتابت بحق ناشر محفوظ

کوئی صاحب بلا اجازت عکس نہ لیں

کتاب : فیضانِ اعلیٰ حضرت

افادات : شیخ الاسلام والمسلمین، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ

حسب فرمائش : نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ ریحان ملت حضرت الحاج محمد تسلیم رضا خاں صاحب نوری، بریلی شریف

جمع وترتیب : حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ رضوی قادری خلیفہ تاج الشریعہ

باہتمام : (حافظ) محمد قمر الدین رضوی

اشاعت اول : امام احمد رضا لائبریری بریلی شریف ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء

اشاعت دوم : رضوی کتاب گھر دہلی۔ ۲۰۱۱ء

مطبع : رضوی پریس ایجنسی۔ دہلی

کمپوزنگ وسیٹنگ : رضوی کمپیوٹر پوائنٹ، دہلی

تعداد : ۱۱۰۰

صفحات : 680

قیمت : [redacted]

Head Office

RAZAVI KITAB GHAR

423, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-110006

Ph:011-23264524, M. 9350505879

E-mail: razvikitabghar@yahoo.co.in

مہاراشٹر میں اہل سنت کا مرکزی کتب خانہ

رضوی کتاب گھر

۱۱۴ غیبی نگر، بھیونڈی ۴۲۱۳۰۲، ضلع تھانہ مہاراشٹر

فون: 220609

نیو رضوی کتاب گھر

نزد محمدیہ ہائی اسکول غیبی پیر روڈ، بھیونڈی، ضلع تھانہ

M.9823626741

عرض ناشر

اب رضوی کتاب گھر دہلی اصلاح معاشرہ کے موضوع پر لکھی گئی زیر نظر کتاب ''فیضان اعلیٰ حضرت'' شائع کرنے کا شرف حاصل کررہا ہے جس کے مضامین تصانیف اعلیٰ حضرت سے ماخوذ ہیں اور پوری کتاب اصلاح عقائد، اصلاح اعمال اور مراسم معمولات اہل سنت پر مشتمل بیش بہا معلومات کا خوب صورت مجموعہ ہے جس کو مفتی محمد عیسیٰ رضوی قادری نے جمع کیا ہے اور اصلاحی مضامین کو ترتیب دے کر فیضان اعلیٰ حضرت کو سینوں کے دل ودماغ اور عمل و برتاؤ تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ مرتب نے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی کی سیکڑوں کتابوں سے انتہائی نفع بخش معلومات اور تحقیقی مواد کو آسان زبان میں اخذ کیا ہے اور بھی مباحث اور مضامین کو حوالوں سے مزین کردیا ہے۔

اصلاح معاشرہ کے حوالے سے اس کتاب میں روزمرہ کی زندگی کے آداب ومسائل، ضروری اور بنیادی اسلامی عقائد واعمال، معاشرہ کی بے شمار قباحتوں اور خرابیوں کی اصلاح، معاشرتی آداب شریفانہ اور باوقار زندگی گزارنے کے سنہرے اصول، انبیاے کرام کے سبق آموز واقعات اور اللہ والوں کی حکایات خاص طور سے قابل ذکر ہیں اور قرآنی آیات، نبوی ارشادات اور فقہی جزئیات سے مؤید ومبرہن کرنے کے بعد بھی مضامین روح افزا ہوگئے ہیں اور عقیدہ وایمان ساز بھی۔

اس کتاب کے اکثر مضامین ومعلومات فتاویٰ رضویہ سے چن چن کرلیے گئے ہیں جن کا تعلق فکروعمل کی اصلاح حال سے ہے چوں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے زیادہ تر خالص علمی اور تحقیقی انداز کی تحریریں ہوتی ہیں جن کا پڑھنا پھر کما حقہ سمجھنا سب کے بس کی بات نہیں ہوتی اِس لئے ارشادات اعلیٰ حضرت اور تعلیمات رضا کو آسان زبان میں مفید بنا کر سلیقے سے ترتیب دینا بجائے خود ایک عظیم انفرادی خدمت ہے، اس لحاظ سے بھی یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے اور اصلاح معاشرہ کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں ایک انتہائی خوب صورت اور معلوماتی اضافہ ہے جس کی سخت ضرورت تھی، اس ضرورت کے پیش نظر رضوی کتاب گھر دہلی نے اس کتاب کی جدید کمپوزنگ کتابت محتاط پروف ریڈنگ اور عمدہ طباعت واشاعت کے ساتھ منظر عام پر لانے کا فیصلہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ اِس کتاب کو عام وخاص سب کے حق میں مفید بنائے۔ آمین

امیدوار کرم

(حافظ) محمد قمرالدین رضوی

چند جملے

از قلم: علامہ قاری عبدالرحمٰن خان قادری بریلوی
مدرس جامعہ منظر اسلام ومدیر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

تقریباً سات سو صفحات پر مشتمل کتاب ''فیضانِ اعلیٰ حضرت'' ذخیرۂ علم وادب میں ایک زبردست اضافہ ہے۔ کتاب ''فیضانِ اعلیٰ حضرت'' سیدی امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تصانیف جلیلہ سے ماخوذ ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کرتی ہے۔ عقائد حقہ سے لے کر مراسم اہل سنت تک ہر مرحلے پر یہ کتاب دستگیری کرتی نظر آتی ہے۔

حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ رضوی صاحب نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی صدہا کتابوں کی معلومات افزا، تحقیقی، نفع بخش، اور حوالوں سے مزین عبارتوں سے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ اہل سنت کے لئے ایک عظیم بلند پایہ علمی اور لاقیمت سرمایہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی سیکڑوں کتابوں کا علمی فیضان اور باطنی نور، قاری کے ذہن وفکر میں حسن وصداقت کے دیپ روشن کردیتا ہے۔ اس سے قبل حضرت مفتی محمد عیسیٰ رضوی صاحب کی کئی نادر اور معلوماتی کتابیں مثلاً ''امام احمد رضا اور علم حدیث'' (۵رجلدیں) ''سیرت مصطفیٰ جان رحمت'' (۴رجلدیں) ''فرمودات اعلیٰ حضرت''، ''تعارف تصانیف امام احمد رضا'' (۲رجلدیں) منظر عام پر آکر اہل علم وفضل سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہیں۔

اب نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج قاری محمد تسلیم رضا خان نوری اطال اللہ عمرہٗ بانی ومہتمم امام احمد رضا لائبریری بریلی شریف کی کوششوں سے اعلیٰ حضرت کا خصوصی فیضان یعنی ''فیضان اعلیٰ حضرت'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج قاری محمد تسلیم رضا خاں صاحب قادری نوری نے چند سالوں قبل بریلی شریف میں ''امام احمد رضا لائبریری'' قائم کی جس کے زیر اہتمام تاہنوز ۵۰ر سے زائد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ کتابیں شائع کرنا، فروغ مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے جلسے جلوس کرانا، غرباء وفقراء کی امداد کرنا، علماء ومصنفین سے خصوصی رابطہ رکھنا، گستاخان رسول کے خلاف ہمہ وقت محاذ آرا رہنا، آپ کی حیات مبارکہ کے حسین ترین مشاغل ہیں۔ ماضی قریب میں حضرت نے نجدیوں، وہابیوں کی سرکوبی کے لئے ایک تنظیم بنام ''لشکر اعلیٰ حضرت'' قائم کی جو حضرت کے جذبۂ احقاق حق وابطال باطل کی زندہ مثال ہے۔

خدائے وحدہٗ قدوس بطفیل رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ''فیضان اعلیٰ حضرت'' کے مرتب، ناشر، معاونین اور جملہ قارئین کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا علمی وروحانی فیضان مرحمت فرمائے اور دارین کی عظیم سعادتوں سے نوازے نیز کتاب کو مقبول فرماکر نجات اخروی کا ذریعہ بنائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سیدالمرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

✿✿✿

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
انتساب	۳۶
اعلیٰ حضرت اور فیضان اعلیٰ حضرت	۵۸
مسلک اعلیٰ حضرت کی صداقت و حیثیت	۶۰
فیضان اعلیٰ حضرت	۶۲
سبب تالیف	۶۳
تشکر و امتنان	۶۴
اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے متعلق عقیدہ	۶۶
فاعل مختار و مؤثر حقیقی	۶۶
ہر کفر مستلزم ہے جہل باللہ کو	۶۶
وہ ہر عیب و نقص سے پاک ہے	۶۶
رب تعالیٰ سے سچا حسن ظن رکھنا	۶۶
آخرت میں دیدار الٰہی	۶۷
اللہ کے لئے لفظ مؤنث کا استعمال	۶۷
اللہ تعالیٰ پر اللہ میاں کا اطلاق	۶۷
اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں غور و خوض	۶۷
اللہ تعالیٰ کو صاحب کہنا کیسا ہے	۶۷
حضور نے رب کو دیکھا	۶۸
اللہ تعالیٰ کا زمانہ سے پاک ہونا	۶۸
وہ بے حد ظاہر بھی ہے اور بے حد باطن بھی	۶۸
ماہتاب نبوت کا توسط و وسیلہ	۶۸
اللہ تعالیٰ کو عاشق کہنے کی ممانعت کیوں	۶۹
اللہ عزوجل کی تنزیہ میں اہلسنت کے عقیدے	۶۹
اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کیسا ہے؟	۷۰
اللہ کے نزدیک کس بندے کا مرتبہ کتنا	۷۰
نبوت و رسالت سے متعلق ایمانی باتیں	۷۱
مسئلہ حیات انبیاء	۷۱
حضور جان و مال کے مالک ہیں	۷۱
منعم حقیقی اللہ، قاسم حضور والا	۷۲
قلب رسول کی بیداری	۷۲
حالت جنابت میں حضور کا مسجد میں آنا	۷۲
کسی نبی کی طرف نسبت معصیت ہمیں حلال نہیں	۷۲
حضور کا غسالہ	۷۲
حضور کا فضل و شرف	۷۳
نواقض وضو	۷۳
فضلات شریفہ	۷۳
حضرت جابر کی خواہش	۷۳
اعضائے شریفہ	۷۴
انبیائے کرام کی حیات بعد وفات	۷۴
چار انبیائے کرام علیہم السلام کو ابھی وعدۂ الٰہیہ نہیں آیا	۷۵
ادریس علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ	۷۵
بیت المعمور میں امامت	۷۷
حضور کے چند متفرق اجمالی فضائل و کمالات	۷۷
تعظیم حضور عین ایمان و جان ایمان	۷۸

حضور کا ذکر اور نزول رحمت	۷۸
خواب میں حضور کی زیارت حق ہے	۷۹
خواب میں حضور کے فرمان پر عمل کا حکم وضابطہ	۷۹
حضور کے اسماء گرامی	۷۹
حضور کے اخلاق کریمانہ اور ایک کافر کا مسلمان ہونا	۸۰
اللہ ورسول کی محبت پیدا ہونے کا ذریعہ	۸۰
آیات قرآنیہ سے حضور کے علم غیب کا ثبوت	۸۰
حضور پر ہر چیز روشن ہوگئی	۸۱
مرتبۂ وجود، مرتبۂ ایجاد	۸۲
توحیدیں دو ہیں	۸۳
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری	۸۳
منکرین علم غیب کا حکم	۸۳
حکم شرع کا نفاذ	۸۴
حضرت سلیمان علیہ السلام اور بیت المقدس کی تعمیر	۸۴
مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں	۸۴
جملہ انبیاء پر ایمان لازم	۸۵
حضور نبی الانبیاء ہیں	۸۵
حضور دافع البلاء ہیں	۸۶
شان رسالت میں گستاخی کے احکام	۸۶
حضور کو ایلچی کہنا کفر کو مستلزم	۸۸
ایمان اور ایمان کی باتیں	۸۹
رسولوں، کتابوں اور ملائکہ پر ایمان	۸۹
ایمان خوف ورجا کا نام ہے	۸۹
حجت اسلام غالب ہے مغلوب نہیں	۸۹
خدا ورسول کی محبت مدار ایمان	۹۰
حرمت مومن زیادہ ہے یا حرمت کعبہ	۹۰
دنیا کے لئے صاحب ایمان کا وجود	۹۰
ایمان کامل	۹۱
دین رحمت آسان ہے	۹۱
دین میں تشدد ونفرت انگیزی نہیں	۹۱
اپنے مذہب پر یقین ضروری ہے	۹۲
تجدید ایمان کی تاکید بے وجہ ہو یا باوجہ	۹۲
ذکر اللہ کے فضائل وبرکات	۹۳
ذکر الٰہی سے غفلت کا نتیجہ	۹۳
لا الہ الا اللہ کا ثواب اور ایک جوان کا کشف	۹۳
ذکر الٰہی نزول رحمت کا سبب	۹۴
ذکر الٰہی کی کوئی حد مقرر نہیں	۹۴
پہاڑ وغیرہ ذکر اللہ کے گواہ ہیں	۹۴
ہر شئی کا ذکر وتسبیح کرنا	۹۴
عوام وخواص میں لا الہ الا اللہ کے معانی	۹۶
دنیا مستوجب لعنت ہے	۹۶
بہترین گروہ میں ذاکر کا تذکرہ	۹۶
حلقۂ ذکر	۹۷
کثرت ذکر کا مزاج کیا ہے	۹۷
ذکر الٰہی دافع عذاب ہے	۹۸
ذکر نبی ذکر خدا	۹۸
قرآن وحدیث میں ذکر اللہ کی تاکید	۹۹
لا الہ الا اللہ کی عظمت	۹۹
رسول اللہ کی سنتیں اور ان پر عمل کی تاکید وترغیب	۱۰۰
سنت چھوڑنے کا حکم کیا ہے	۱۰۰

سنتیں کیوں ہیں	۱۰۱
دس سنتیں	۱۰۱
منقوش انگوٹھی کا ادب	۱۰۱
غیر ضروری بال	۱۰۱
ہاتھی دانت کا کنگھا	۱۰۱
کھڑے ہو کر جوتا پہننا	۱۰۲
سنت زندہ کرنے کا ثواب	۱۰۲
منکر سنت پر حضور کی لعنت	۱۰۲
چھینک جماہی اور ڈکار کے بعض احکام	۱۰۲
مرض کا علاج سنت ہے یا نہیں	۱۰۴
خوشبو لگانا	۱۰۴
بالوں میں کنگھا کرنا	۱۰۴
حضور کو داہنا محبوب ہے	۱۰۴
علم اور علماء	۱۰۵
عالم کی تعریف	۱۰۵
علم کی تعریف	۱۰۵
علم باطن کا درجہ	۱۰۵
علماء کی شفاعت	۱۰۵
حضرت ابن عباس کا ادب	۱۰۶
حضرت زید کا ادب	۱۰۶
مامون رشید کو ہارون رشید کی تنبیہ	۱۰۶
ہارون رشید نے ہاتھ دھلائے	۱۰۶
علماء کی تعظیم اور ہارون رشید کا رعب	۱۰۷
بے علم صوفی مسخرۂ شیطان	۱۰۷
شیطان کا دھوکا	۱۰۸
شیاطین کی کارگزاریاں	۱۰۸
ایک عالم اور عابد کے پاس مع ذریت ابلیس کا جانا	۱۰۸
عالم کی زیارت موجب تقرب	۱۰۹
دیندار عالم وغیرہ کے بدن کو مٹی نہیں کھاتی	۱۰۹
کتنا علم دین حاصل کرنا لازم ہے	۱۰۹
ایک عالم قریش کا مقام	۱۰۹
عالم دین کی توہین کفر ہے	۱۰۹
کون کون علم سیکھنا فرض ہے	۱۰۹
علم محمود یا مذموم جاننے کا عمدہ معیار	۱۱۰
استاذ کی عزت وتوقیر	۱۱۱
علم دین کو حصول دنیا بنانے کی مذمت	۱۱۱
شاگرد پر استاذ کے حقوق	۱۱۲
علماء وسادات کا امتیازی اکرام	۱۱۲
امتیازی برتاؤ کی نظیر	۱۱۲
امتیازی سلوک کی خواہش مذموم ہے	۱۱۲
امتیازی برتاؤ قبول کرنا ممنوع نہیں	۱۱۳
عورتوں کو لکھنا نہ سکھانا ہی سلامت روی	۱۱۳
عورتوں کو کچھ مفید مفید باتوں کی تعلیم	۱۱۴
عبادت پر علم کا تقدم وفوقیت	۱۱۴
جاہل پر عالم کی فضیلت	۱۱۴
دنیاوی امور کی تعلیم کا حکم	۱۱۴
ائمہ وعلماء کے لئے بھی "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہہ سکتے ہیں	۱۱۵
لوگوں کو جنت میں بھی علماء کی طرف احتیاج	۱۱۵
باعمل اور بے عمل عالم کی ایک اچھی مثال	۱۱۵
انبیاء کرام کی وراثت ونیابت	۱۱۵

ربانی عالم	۱۱۶
صاحب علم ہی دراصل انسان ہے	۱۱۶
عالم سے جاہل کا گناہ دو چند	۱۱۶
لغزش عالم کی پیروی ممنوع	۱۱۷
اللہ کے یہاں عالم باعمل کی تکریم	۱۱۷
عالم کا چہرہ دیکھنا موجب ثواب ہے	۱۱۷
عالم دین کی توہین کا اثر	۱۱۷
ہر کتاب کی ہر بات لائق اعتبار نہیں	۱۱۷
استاذ و شاگرد سب کے لئے خصلت حمیدہ	۱۱۸
توکل وقناعت	۱۱۹
بلال سے حضور کا فرمان.	۱۱۹
سب کا حکم یکساں نہیں	۱۱۹
حضور اور اہل بیت کا توکل	۱۲۰
کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا	۱۲۰
توکل اور تدبیر	۱۲۰
توکل اور دنیا کی حقیقت	۱۲۰
صدیق وفاروق کا توکل	۱۲۲
استغناء اور پارسائی	۱۲۲
ابن آدم کا لالچ	۱۲۲
صبر وشکر	۱۲۳
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صبر وشکر	۱۲۳
ایک عورت کو صبر کی تلقین	۱۲۳
بلا رحمت الٰہی کوئی بھی مستحق جنت نہیں	۱۲۳
صبر ایوب علیہ السلام	۱۲۳
شکر وناشکری	۱۲۴
بچے کی موت پر صبر کا اجر	۱۲۴
مجاہدہ اور نفس کشی	۱۲۵
مجاہدہ کی مدت	۱۲۵
دینی خدمات اور مجاہدہ	۱۲۵
دنیوی تفکرات اور قلب جاری	۱۲۵
جہاد اکبر کیا ہے؟	۱۲۵
ایک صاحب کی خواہش	۱۲۶
نفسانی اور شیطانی خواہش میں امتیاز کا طریقہ	۱۲۶
ایک بزرگ کا گھڑا	۱۲۶
حضرت سری سقطی کا کوزہ	۱۲۶
ایک عابد اور فاسق	۱۲۶
فائدہ	۱۲۷
جھوٹ اور غیبت	۱۲۸
جھوٹ اور غیبت کی نجاست	۱۲۸
ایک نفیس فائدہ	۱۲۸
بدمذہب وفاسق کی غیبت	۱۲۸
فضول گوئی اچھے مسلمان کی شان نہیں	۱۲۹
غیبت کی شناعت	۱۲۹
پہلو دار بات کہنا	۱۲۹
امثال کے ساتھ مسئلہ کی تفہیم	۱۳۰
عقل ونقل کا ایک ضابطہ	۱۳۰
جھوٹی گواہی کی قباحت	۱۳۱
مذاق میں بھی جھوٹ جائز نہیں	۱۳۱
شیطانی وسوسے اور ان کا علاج	۱۳۲
پہلا علاج	۱۳۲

ایک تدبیر ماثور	۱۳۲
دوسرا علاج	۱۳۲
دو وہمیوں کی حکایت	۱۳۲
مخالفت وسوسہ کی برکت	۱۳۳
شیطانی وسوسے کا اثر	۱۳۳
وسوسہ شیطان سے شبہ ہو تو کیا کرے	۱۳۳
تیسرا علاج	۱۳۴
وسوسے کی تین حالتیں	۱۳۴
شیطان دو قسم ہیں	۱۳۵
دفع وسوسہ کی مؤثر ترکیب	۱۳۵
چوتھا علاج	۱۳۵
پانچواں علاج	۱۳۵
شیطان کی گرہ	۱۳۶
شیطان کی خوشی	۱۳۶
غروب آفتاب کے بعد شیاطین کا خروج وانتشار	۱۳۶
انسان کے دل پہ شیطان کا اثر	۱۳۶
دعا کے فوائد	۱۳۸
بلا رسیدہ کو دیکھ کر پڑھنے کی دعا	۱۳۸
جلسہ ختم ہونے پر یہ دعا پڑھے	۱۳۸
دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا	۱۳۸
بندۂ محبوب اور فاسق کی دعا	۱۳۹
فائدہ	۱۳۹
دعا بحالت سجدہ	۱۳۹
آدھی رات کی دعاء	۱۳۹
تین مسافروں کی دعائیں	۱۳۹
نیا کپڑا پہننے کی دعا	۱۴۰
رفع حاجت کی دعا	۱۴۰
انبیائے کرام کی خاص خاص دعائیں	۱۴۱
دعا اور تقدیر	۱۴۱
دوا اور تقدیر	۱۴۱
نماز کے بعد کی دعائیں	۱۴۲
روز جمعہ ایک ساعت اجابت	۱۴۳
نماز عید کے بعد دعا	۱۴۴
اجتماعی دعا	۱۴۵
ختم قرآن کے بعد کی دعا	۱۴۵
روزہ دار کی دعا	۱۴۵
اختتام مجلس پر دعا	۱۴۶
وقت اذان کی دعا	۱۴۷
نیا چاند دیکھ کر پڑھنے کی دعائیں	۱۴۷
سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر	۱۴۸
بہترین دعا	۱۴۸
مومن بھائی سے دعا کی درخواست	۱۴۸
اویس قرنی سے طلب دعا کا حکم	۱۴۸
سفر کی دعا	۱۴۹
سوار ہو کر پڑھنے کی دعا	۱۴۹
منزل کی دعا	۱۴۹
دریا میں سوار ہونے کی دعا	۱۴۹
گمشدہ چیز کے لئے دعا	۱۴۹
دعا کی منفعت پر احادیث	۱۴۹
درود شریف کی فضیلت	۱۵۱

درود کی برکت	۱۵۱
خوشبو سونگھتے وقت درود پڑھنا	۱۵۱
زیارت اقدس میسر ہو	۱۵۱
کثرت درود کے منافع	۱۵۲
درود پاک کے فوائد و برکات	۱۵۲
درود میں تخفیف کی ممانعت	۱۵۳
نام پاک سنکر درود پڑھنے کا حکم	۱۵۳
امر بالمعروف و نہی عن المنکر	۱۵۵
بد عقیدہ والوں سے نرمی کا فائدہ	۱۵۵
ایک جوان کو حضور کی نصیحت	۱۵۶
بقدر قدرت برائی سے نہ روکنا سبب ہلاکت ہے	۱۵۶
بروں کے ساتھ اچھوں کی ہلاکت	۱۵۷
وعظ و نصیحت کرنا عالم کا فرض منصبی	۱۵۷
امر و نہی نہ کرنے کا وبال	۱۵۸
واعظ کے لئے اسلامی شرائط	۱۵۸
بابرکت سبق آموز نصیحتیں	۱۵۹
نفرت دلانے والی بات نہ کرے	۱۵۹
بلا وجہ سمندر کا سفر	۱۵۹
دھوپ کا گرم پانی	۱۵۹
عذاب والی جگہ کا پانی	۱۶۰
نسبت کا فائدہ	۱۶۰
نگاہ شرع میں کافر کی بے وقعتی	۱۶۰
ساتھیوں کے مالوں کا خلط ملط	۱۶۰
میزبان کے مال میں مہمان کا تصرف	۱۶۰
ورزش کرنا کیسا ہے	۱۶۱

ناجائز چیز سے علاج	۱۶۱
خاک شفا چکھ لینا جائز، مٹی کھانی حرام	۱۶۱
سیپ کا چونا	۱۶۱
صورت بگاڑنے کی ممانعت	۱۶۱
گوبر وغیرہ کی راکھ	۱۶۱
غیر مسلم کی نوکری	۱۶۱
تقلید ائمہ کیوں فرض ہے	۱۶۱
تکرار مسائل کی افادیت	۱۶۲
حائضہ عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا	۱۶۲
سانپوں کا قتل	۱۶۲
گرگٹ یا چھپکلی کو مارنا	۱۶۲
افواہ یا سنی سنائی بات ناقابل التفات	۱۶۲
آج، کل سے بہتر ہے	۱۶۳
صابون کا مسئلہ	۱۶۳
عمروں کے تفاوت سے مراتب کا تفاوت	۱۶۳
حدیث ضعیف پر عمل کی صحت کیوں	۱۶۳
شبہ کی بات سے بچنا دانشمندی	۱۶۴
بدھ اور سنیچر کے دن پچھنا لگانے کی ممانعت	۱۶۵
بدھ کے دن ناخن تراشنا	۱۶۵
مرغ سفید	۱۶۵
عمل میں نیت کے فوائد	۱۶۵
مباح کھیل اور مباح بات	۱۶۷
رشتہ داروں سے نیک سلوک	۱۶۷
اجنبی عورت کو دیکھنے اور چھونے کا مسئلہ	۱۶۸
تعویذ جائز ہے	۱۶۸

قرآن کو چھوٹا بنا کر تعویذ بنانے کی ممانعت	۱۶۸
سفر کے لئے مناسب دن	۱۶۹
ایک پری کا قبول اسلام اور ابلیس کی نماز	۱۶۹
تاریخ کی ابتداء وانتہا کے طریقے	۱۷۰
عورت کے لئے پردہ کی حد	۱۷۰
قرض حسن کا فائدہ	۱۷۰
پھولوں کا سہرا مباح ہے اور باجا حرام	۱۷۰
زندگی میں اپنی قبر تیار کر رکھنا	۱۷۰
طوفان نوح اور مصر کے گنبد و مینار کی بنا	۱۷۰
غیر مسلم کو مسلمان کرنے کا طریقہ	۱۷۱
روح کا مقام اور قوت ادراک	۱۷۱
محبت کے بغیر سب عبادت و ریاضت بیکار	۱۷۱
قطب کی طرف پاؤں کرنا	۱۷۲
بندر کا ناچ اور دیگر تماشے کی حرمت	۱۷۲
محرم کی مجالس میں مرثیہ خوانی وغیرہ سننے کا حکم	۱۷۲
بدگمانی حرام ہے	۱۷۲
مرد کو چوٹی رکھنا حرام ہے	۱۷۳
دو عورتوں کے بیچ سے نکلنے کی ممانعت	۱۷۳
نفس اور روح میں فرق	۱۷۳
نسب بدلنا حرام ہے	۱۷۴
تفریحا جھولا جھولنا	۱۷۴
اللہ کے نزدیک دنیا کی حقیقت	۱۷۴
گناہ صغیرہ کو ہلکا جاننا کبیرہ ہے	۱۷۵
مال واولاد آزمائش کا ذریعہ ہیں	۱۷۵
کھیل، گنجفہ، چوسر اور شطرنج کی شناعت	۱۷۵
جانور پالنا، لڑانا، شکار کرنا	۱۷۶
پالتو جانوروں کا حق	۱۷۶
بلی کے سبب دوزخ	۱۷۷
شوقیا کتا پالنا	۱۷۷
بے اجازت دوسرے کا خط پڑھنا یا اس پر نظر ڈالنا	۱۷۷
فاسق جانور اور سانپ کو قتل کرنا	۱۷۸
سانپوں کو انذار کے طریقے	۱۷۸
خوش طبعی۔ دوستانہ مزاح اور گٹھلیاں مارنا	۱۷۹
عورت کس سے پردہ کرے، کس سے نہ کرے	۱۷۹
عورت کا بدن عورت ہے	۱۸۰
عورت کی آواز عورت ہے	۱۸۰
کفار کا میلہ دیکھنے جانا	۱۸۰
جواز کی ایک صورت	۱۸۰
عورتوں کو سونے چاندی کا زیور جائز	۱۸۱
بلاوجہ ترک زیور کی کراہت	۱۸۱
بجنے والا زیور کب مباح، کب ناجائز	۱۸۱
رات کو آئینہ دیکھنا منع نہیں	۱۸۱
بے ضرورت شکار کرنا ظلم و بے دردی	۱۸۲
کعبہ کی طرف پاؤں کرنا بے ادبی ہے	۱۸۲
قرض کی ادائیگی	۱۸۲
بدھ کے دن کسی کام کا افتتاح موجب تکمیل ہے	۱۸۳
آسمانی بجلی کیا چیز ہے	۱۸۳
زلزلہ کا سبب کیا ہے	۱۸۳
ہوا کیا چیز ہے	۱۸۴
اقلیم بدن کا سلطان	۱۸۵

زمین وآسمان ساکن ہیں	۱۸۵
تقویٰ مدارِ نجات وفضیلت ہے	۱۸۵
غوث پاک کا بکرا	۱۸۶
ذبیحہ کی حلت وحرمت	۱۸۶
مرض سے حصول شفا کا مفید نسخہ	۱۸۷
پانی ایک مجرب نسخہ	۱۸۷
پھولوں کا سہرا مباح ہے	۱۸۸
ایک واجب الحفظ قاعدۂ شرعیہ	۱۸۸
اسراف وفضول خرچی	۱۸۹
خیر میں اسراف نہیں	۱۸۹
اسراف وتبذیر کی وضاحت	۱۸۹
کبوتر اڑانا فسق اور ظالمانہ شوق ہے	۱۹۰
انذارِ حکیمانہ	۱۹۰
مزدور کا کام اور اجرت	۱۹۰
ناحق کسی کی زمین دبالینا	۱۹۱
بیماری کا اڑ کر لگنا	۱۹۱
ہدایا اور تحائف	۱۹۲
ہدیہ دیکر واپس لینے کی مذمت	۱۹۲
بندوں کے حقوق	۱۹۳
دفتر یعنی نامۂ اعمال تین قسم ہیں	۱۹۳
روز جزا اللہ کی رحمت وبخشش باہمی معافی پر موقوف	۱۹۳
تین پیسوں کے بدلے ستر نمازیں	۱۹۳
دامنِ رحمت کی وسعت	۱۹۴
رحمت حق کی بندہ نوازی	۱۹۴
اصلاح ذات البین	۱۹۵
حقوق اللہ کی معافی	۱۹۵
حقوق العباد کی معافی	۱۹۵
جانوروں کو بدلہ دلایا جائے گا	۱۹۵
اصل مفلس کون ہے	۱۹۶
خلاصۂ کلام	۱۹۶
اخوت وبھائی چارگی	۱۹۷
مسلمان کی اعانت	۱۹۷
مسلمان کا دل خوش کرنا	۱۹۷
مسلمان کی طرف گناہ کی نسبت کرنی	۱۹۷
بلاوجہ مسلمان کی تحقیر حرام ہے	۱۹۸
ایک بڑی عاقلانہ خصلت	۱۹۸
استطاعت کے باوجود مومن کی مدد نہ کرنا موجب رسوائی	۱۹۸
بے وجہ مسلمان کی تحقیر وایذا حرام	۱۹۸
مسلمان سے قطع تعلق کی شناعت	۱۹۹
احادیث سے صلہ رحمی وحسن سلوک کی برکات	۱۹۹
بھائی کا عذر قبول نہ کرنا حرماں نصیبی ہے	۲۰۰
پڑوسی کے حقوق کی رعایت لازم	۲۰۱
انتباہ	۲۰۱
بغض وحسد کی برائیاں	۲۰۲
ایمان اور حسد	۲۰۲
حسد کی آگ میں نیکیوں کا جلنا	۲۰۲
مسلمان سے بغض رکھنا حرام ہے	۲۰۲
اعلیٰ حضرت کا حسد سے گریز	۲۰۳
سلام کے احکام وآداب	۲۰۴
بے وضو یا بے غسل سلام کا جواب دینا	۲۰۴

بحالت استنجاء سلام ممنوع ہے	۲۰۴
سلام کی جگہ گالی	۲۰۴
غیر مسلم کو سلام کرے یا نہیں	۲۰۴
گھر میں داخل ہونے کے بعد سلام کرنا	۲۰۵
کس کس کو سلام کرنا منع ہے	۲۰۶
سلام اور جواب سلام کا اسلامی طریقہ	۲۰۶
مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا	۲۰۷
بدمذہبوں کو سلام کرنے کی ممانعت	۲۰۷
ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا	۲۰۷
مصافحہ ومعانقہ	۲۰۸
متعدد صحابہ کو حضور نے گلے لگایا	۲۰۸
بعض صحابہ کا حضور سے معانقہ	۲۰۹
حضور نے حسن وحسین کو گلے لگایا	۲۰۹
حضور نے ابوبکر کو گلے لگایا	۲۰۹
حضور نے عثمان کو گلے لگایا	۲۱۰
حضور نے علی کو گلے لگایا	۲۱۰
حضور نے فاطمہ کو گلے لگایا	۲۱۰
نمازوں کے بعد مصافحہ کی اباحت	۲۱۱
مصافحہ سے گناہوں کا جھڑنا	۲۱۱
حضور اور فاطمہ کا مصافحہ	۲۱۱
ایک صحابی کا مصافحہ	۲۱۲
مصافحہ کے وقت جھکنا	۲۱۲
مصافحہ دونوں ہاتھوں سے سنت ہے	۲۱۲
مصافحہ سے کینے ختم ہوجاتے ہیں	۲۱۳
لباس اور زینت	۲۱۴
کپڑے میں بانا اصل ہے	۲۱۴
صرف پاجامہ پہن کر نکلنا کیسا ہے	۲۱۴
مرد کے لئے سرخ لباس	۲۱۴
مرد کے لئے انگوٹھی کیسی جائز ہے	۲۱۴
تانبے یا لوہے کی انگوٹھی جائز نہیں	۲۱۴
انگوٹھی سے متعلق چند مسائل	۲۱۵
ٹوپی یا کپڑے میں سچے کام کا حکم	۲۱۵
تانبے پیتل کے تعویذ	۲۱۵
سونے چاندی کی گھڑی کا حکم	۲۱۵
پیراہن اقدس میں کپڑے	۲۱۵
گلے میں خلال لٹکانا کیسا ہے	۲۱۵
مہر کے لئے انگوٹھی کا حکم	۲۱۶
سونے چاندی کے بٹن کا حکم	۲۱۶
مردوں کے لئے بالوں میں دو طریقے ہیں	۲۱۶
خالص ریشم مرد کو حرام ہے	۲۱۶
تہبند اور پاجامہ پہننا	۲۱۷
ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا	۲۱۷
حضور کی قمیص مبارک کی لمبائی وغیرہ	۲۱۸
مرد وعورت کے لئے مناسب رنگ	۲۱۸
بعض ایام میں بعض رنگ کی ممانعت	۲۱۹
ناخن اور بغل وغیرہ کے بالوں کا حکم	۲۱۹
کپڑا تہہ کرکے رکھنا چاہئے	۲۱۹
شہرت کا لباس	۲۱۹
عمامہ کی فضیلت	۲۲۱
عمامہ اور احادیث	۲۲۱

عمامہ کی لمبائی	۲۲۱
شملے کی مقدار	۲۲۳
حیا و بے حیائی	۲۲۴
حیا ایمان کا جزء اہم ہے	۲۲۴
بے حیائی و فحش گوئی کا ضرر	۲۲۴
شراب اور اس کی برائیاں	۲۲۵
چالیس دن کی نماز قبول نہ ہو	۲۲۵
شرابی کے پاس فرشتے نہیں آتے	۲۲۵
شراب کی خرید و فروخت	۲۲۵
انگریزی دواؤں کا حکم	۲۲۵
پیشہ ور شراب فروش کے ہاتھ کوئی چیز بیچنا	۲۲۶
شراب سے متعلق کاموں کا حکم	۲۲۶
افیون کا حکم	۲۲۶
تاڑی کا حکم	۲۲۶
شراب کی حرمت و وعید	۲۲۷
افیونی کا حکم و استحقاق عذاب	۲۲۷
افیونی کو خیرات دینی	۲۲۷
مرکب دواؤں میں افیون۔ بھنگ یا چرس کا استعمال	۲۲۸
توبہ کے فوائد	۲۲۹
سچی توبہ کا مطلب اور اس کی برکت	۲۲۹
علانیہ گناہ دوہرا گناہ	۲۲۹
گناہ پوشیدہ کی توبہ پوشیدہ اور آشکارا کی آشکارا	۲۲۹
توبہ عبد سے رب تعالیٰ کا خوش ہونا	۲۳۰
بریلی کے ایک شخص کی عجیب شان سے توبہ	۲۳۰
ایک صحابی اور ایک صحابیہ کی توبہ کے واقعات	۲۳۰
گناہ کی سیاہی	۲۳۰
تائب کو عار دلانا جائز نہیں	۲۳۱
توبہ کے لئے بلندی پر جانے کا حکم اور اس کی حکمت	۲۳۱
حرام مال زبانی توبہ سے پاک نہیں ہوتا	۲۳۱
حلال کمائی اور تجارت و حرفت	۲۳۲
کسب حلال اور احادیث	۲۳۲
روزی میں اچھی طلب اختیار کرنا	۲۳۳
ذریعہ جہاد سے مال حاصل کرنا	۲۳۴
فضول خرچی کی مذمت	۲۳۴
اپنے ہاتھ کی کمائی	۲۳۵
تندرست کا بھیک مانگنا	۲۳۵
مجبوری میں سوال کرنا	۲۳۵
بے وجہ شرعی سوال کی مذمت	۲۳۵
خدا کا واسطہ دیکر مانگنا	۲۳۶
تلاوت و عبادات پر اجرت	۲۳۷
جواز کا حیلہ و تدبیر	۲۳۷
طریقۂ حلت	۲۳۸
مومن کی ناخوشی میں اس کا مال لینا	۲۳۸
داڑھی کے مسائل و احکام	۲۳۹
داڑھی سنت انبیاء ہے	۲۳۹
داڑھی چڑھانا حضور کی بیزاری کا موجب	۲۳۹
داڑھی منڈانی حضور کی بیزاری کا سبب	۲۳۹
داڑھی کی شرعی حد اور اس کی پیمائش	۲۴۰
بے جا درازی ریش مطلوب شرع نہیں	۲۴۰
داڑھی میں مسلک حنفی کا حاصل	۲۴۰

عمر، عثمان، اور علی کی داڑھی	۲۴۰
غوث اعظم کی داڑھی	۲۴۱
داڑھی کہاں سے کہاں تک ہوتی ہے	۲۴۱
بچی، داڑھی کا جز ہے	۲۴۱
حضور کی ریش مبارک کس انداز کی تھی	۲۴۱
احادیث میں داڑھی رکھنے کی تاکید	۲۴۲
داڑھی منڈے کی حرماں نصیبی	۲۴۳
داڑھی باندھنا حضور کی بیزاری کا سبب ہے	۲۴۳
داڑھی رکھنے کی تاکید پر نصوص ائمہ	۲۴۴
داڑھی نہ رکھنے کا رواج کیسے پڑا	۲۴۴
تمنا کہ کاش داڑھی مل جاتی	۲۴۵
داڑھی منڈانا مثلہ ہے	۲۴۶
داڑھی منڈانا عورتوں سے تشبہ ہے	۲۴۶
داڑھی منڈانے یا کترنے پر وعیدیں تہدیدیں	۲۴۷
سیاہ خضاب کی حرمت وممانعت	۲۴۸
سیاہ خضاب حرام، سرخ خضاب مستحب	۲۴۸
سیاہ خضاب کی ممانعت پر احادیث	۲۴۸
زرد خضاب	۲۴۹
پینے کی دوا کا استعمال	۲۴۹
حضور کے موئے مبارک	۲۴۹
فائدہ	۲۴۹
بے جا مشابہت کی ممانعت و وعید	۲۵۰
مردوں کے لئے بال بڑھانے کی حد	۲۵۰
زنانی وضع کی ممانعت	۲۵۰
تشبہ کی ممانعت و وعید پر احادیث	۲۵۰
جاہلیت کا کام کرنے والیوں پر لعنت	۲۵۲
غیر مسلموں سے تشبہ کی حرمت وممانعت	۲۵۲
غیر قوم سے دوستی میں وبال اخروی	۲۵۳
غیر مسلموں سے بے جا اختلاط واتحاد کی ممانعت وضرر	۲۵۴
نیک وبد کی ہم نشینی کا اثر	۲۵۵
وہابیہ وغیرہ مبتدعین کی ہم نشینی سے حکم احتراز	۲۵۵
مشرکین سے اتحاد و وداد کی حرمت پر قرآنی فتویٰ	۲۵۶
جاندار کی تصویر کی حرمت وممانعت	۲۵۷
تصویر کشی پر وعید اور احادیث	۲۵۷
تصویر دار پردہ حضور کی ناگواری کا باعث ہوا	۲۵۸
مدینے کی تصویروں کو مٹادیا گیا	۲۵۸
انتباہ	۲۵۹
کعبے کی تصاویر مٹادی گئیں	۲۵۹
رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں	۲۶۰
حبشہ کا گرجا	۲۶۰
حضرت عمر گرجا میں نہیں گئے	۲۶۰
تصاویر سے بت پرستی کا آغاز	۲۶۰
بت پرستی کی شروعات	۲۶۰
تصویر دار کپڑے میں نماز کی کراہت	۲۶۰
سماع وقوالی	۲۶۲
مزامیر اور باجا حرام ہے	۲۶۲
سماع بلا مزامیر کی چند صورتیں	۲۶۲
جائز اشعار پڑھنا	۲۶۳
مروجہ قوالی کا حکم	۲۶۳
عذر استغراق کوئی چیز نہیں	۲۶۴

انتباہ	۲۶۵
جوازِ سماع کی شرائط	۲۶۵
ایک شبہ کا ازالہ	۲۶۶
گراموفون سے قرآن وغیرہ سننے کا مسئلہ	۲۶۶
قبر شریف میں حضرت بختیار کاکی کی پریشانی	۲۶۶
حال اور وجد کا حکم	۲۶۶
تعزیہ داری	۲۶۷
تعزیہ کی حقیقت اور اس میں خرافات	۲۶۷
مروجہ تعزیہ داری بدعت شنیعہ	۲۶۸
شہادت نامہ پڑھنے کا حکم	۲۶۸
تجدیدِ غم وحزن ناجائز ہے	۲۶۹
ماتم وغم پروری مذموم ہے	۲۶۹
خلاصۂ کلام	۲۶۹
اولیائے کرام کی نفع بخش حکایات وواقعات	۲۷۰
غوث اور اس کے دو وزیر	۲۷۰
غوث اعظم کے کشف کا ایک واقعہ	۲۷۰
افراد کون حضرات	۲۷۰
وبا کا مختلف شکلوں میں متشکل ہونا	۲۷۱
تو آگ میں ہے	۲۷۱
حضرت شبلی کا حفظ قلب اور توکل	۲۷۱
ایک ولی کا دردِ سر	۲۷۳
قطب الدین بختیار کاکی کی بسم اللہ خوانی	۲۷۳
کاکی ہونے کی وجہ	۲۷۳
یا جنید یا جنید	۲۷۴
جنید بغدادی کا قارورہ ہدایت کا ذریعہ بن گیا	۲۷۴
ایک نصرانی کا قبولِ اسلام	۲۷۴
دو خدا رسیدہ بزرگ	۲۷۴
اللہ کے ولی کا وقتِ واحد میں متعدد جگہ موجود ہونا	۲۷۵
سیدی ابو الحسین احمد نوری کا وجد	۲۷۵
نماز سے آزادی	۲۷۵
حضرت گیسو دراز کے گیسو کا راز	۲۷۵
حضرت امام جعفر صادق کی گدڑی	۲۷۶
حضرت اورنگ زیب عالمگیر اور ایک بہروپیا	۲۷۷
ایک خاتون کا تقویٰ	۲۷۷
حضرت احمد بدوی کبیر کا غائبانہ مدد کرنا	۲۷۷
حضرت خواجہ غریب نواز کا فیض وتصرف	۲۷۸
خواجہ تورے بلہاری جاؤں	۲۷۸
حضرت احمد کبیر رفاعی کی زیارت کی تمنا	۲۷۸
کرامت نہ دیکھئے استقامت دیکھئے	۲۷۸
ایک ولی کی روشن ضمیری	۲۷۹
خواب میں ابوبکر حوار کا بیعت ہونا اور کلاہ صدیقی پانا	۲۷۹
مرا ہوا ہاتھی زندہ ہو گیا	۲۷۹
اہل اللہ کے درجات والقاب	۲۷۹
حضرت امیر کلال کی کشتی	۲۸۰
امام داؤد طائی کا زہد ومجاہدہ	۲۸۰
حضرت ابن مسعود کے شیر، پالتو کتوں کے مثل	۲۸۰
ایک ولی اور دو عالم	۲۸۱
شیخ فرید الدین کا لقب گنج شکر کیوں	۲۸۱
محبوب الٰہی کا مقام تبتل وانقطاع	۲۸۱
امام ابو یوسف کی فقاہت ومقام تشریع	۲۸۱

نفیس محاکمہ	۲۸۲
امام رازی کی وقت رحلت پیر کی غائبانہ امداد	۲۸۲
ایک صحابی کا کشف وعرفان	۲۸۲
اولیاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کمال رافت	۲۸۲
شہید کا اعزاز، اس سے حقوق العباد کی معافی	۲۸۳
شہید بحر	۲۸۳
شہید بر	۲۸۳
شہید صبر	۲۸۳
بدعتی مقتول کا انجام بد	۲۸۴
انا الحق کی حقیقت	۲۸۴
سبحانی ما اعظم شانی	۲۸۴
اولیاء کی گردنوں پر غوث اعظم کا قدم	۲۸۵
احمد کبیر رفاعی کی گردن پر	۲۸۵
روئے زمین کے اولیاء نے گردنیں جھکا دیں	۲۸۵
ادب اور بے ادبی کا پھل	۲۸۷
لوح محفوظ میں آنکھ کی پتلی	۲۸۹
غوث اعظم، دستگیر ہیں	۲۸۹
ایک حنفی المذہب عظیم الشان ولی	۲۸۹
ڈوبی ہوئی بارات نکل گئی	۲۹۰
حضور علیہ السلام سے غوث پاک کا مصافحہ	۲۹۰
غوث اعظم نے قطبیت عطا کی	۲۹۰
مرغی زندہ ہوگئی	۲۹۰
چیل کا مرنا جینا	۲۹۱
پیروں کے پیر	۲۹۱
شریعت وحقیقت کا دریا	۲۹۱

زیارت نہ کرنے پر حال کا سلب ہونا	۲۹۲
غوث پاک کی تعلیم اور نگاہ کا اثر	۲۹۲
غوث اعظم کی مدد	۲۹۲
شہرت وناموری میں آگے	۲۹۳
سو فقیہوں کا حال	۲۹۳
دلوں پر غوث اعظم کا قبضہ	۲۹۴
بارگاہ رسالت میں میر عبد الواحد بلگرامی کی مقبولیت	۲۹۴
موت کے بعد اولیائے کرام کی زندگی	۲۹۵
امام اعظم کا مقام ومرتبہ	۲۹۷
اعتراف عظمت پر اقوال ائمہ	۲۹۷
امام اعظم کا کشف ومشاہدہ باطن	۲۹۷
آب مستعمل کا حکم حکیمانہ	۲۹۷
امام اعظم کے تقویٰ کی جھلک	۲۹۸
اپنے مدیون کے ساتھ امام اعظم کی خیر خواہی	۲۹۹
امام اعظم کے بچے	۲۹۹
امام شافعی کا ادب	۲۹۹
امام اعمش کی حیرت	۲۹۹
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی ایمان افروز حکایات	۳۰۰
اعلیٰ حضرت کا پہلا فتویٰ	۳۰۰
ارشاد حدیث پر اعلیٰ حضرت کا یقین واعتماد	۳۰۰
آشوب چشم کا ازالہ	۳۰۱
نزول آب سے افاقہ	۳۰۱
دعا کی برکت سے شفایابی	۳۰۲
رجال الغیب سے اعلیٰ حضرت کی ملاقات	۳۰۲
ایک سید صاحب کو تسلی ہوگئی	۳۰۳

فن افتاء اور رد فرقہائے باطلہ	۳۰۳
ہدایہ اخیرین کا سبق کوئی سرقہ نہیں	۳۰۴
اصلاح فتاوٰی سے متعلق ایک شخص کا طرزِ عمل	۳۰۴
حضور کی زیارت اور علم زایرجہ کی اجازت	۳۰۵
اعلیٰ حضرت کی ایمانی فراست	۳۰۵
مسلمانوں کو اعلیٰ حضرت کی ناصحانہ تنبیہ	۳۰۶
اسم جلالت اور نام مبارک کا ادب	۳۰۷
بدمذہبوں کی بے تہذیبی اور اعلیٰ حضرت کا جذبۂ ایمانی	۳۰۷
دشمن دین سے اعلیٰ حضرت کی نفرت	۳۰۸
اعلیٰ حضرت کے ساتھ دشمن دین کا برتاؤ	۳۰۹
غوث پاک سے اعلیٰ حضرت کی استعانت	۳۱۰
آیت کریمہ سے اپنی تاریخ ولادت کا استخراج	۳۱۰
اعلیٰ حضرت کی نصیحت مفید ہوئی	۳۱۱
قدمبوسی سے ناگواری	۳۱۲
اعلیٰ حضرت کی غیبی مدد	۳۱۲
ایک بزرگ کی اعلیٰ حضرت کے لئے دعائے مغفرت	۳۱۳
بریلی کے ایک مجذوب سے ملاقات	۳۱۳
بیعت وارشاد کے احکام ومسائل	۳۱۴
بیعت کے شرائط	۳۱۴
حقیقی بیعت کا مطلب	۳۱۴
تجدید بیعت	۳۱۴
دوسرے پیر کی طرف رجوع	۳۱۴
تصور شیخ اور اس کا فائدہ	۳۱۵
حقیقی وسچی ارادت	۳۱۵
ازالۂ شبہ	۳۱۵
حضرت داؤد کا عجیب وغریب فیصلہ	۳۱۵
ارادت ہو تو ایسی ہو	۳۱۶
شیخ کے حضور خاموش رہنا	۳۱۷
بیعت کی تبدیل ممنوع اور تجدید مستحب	۳۱۷
تین قلندر بارگاہ نظامی میں	۳۱۷
مراقبہ، ذکر وشغل	۳۱۷
پیر پر مرید کا حق	۳۱۸
مرید پر پیر کا حق	۳۱۸
بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا	۳۱۹
سجدۂ تحیت کی تحریم	۳۲۰
سجدۂ عبادت؟	۳۲۰
انواع سجدہ اور ان کے احکام	۳۲۰
عثمان غنی کی بیعت غائبانہ	۳۲۰
مرید ہونے کے فوائد	۳۲۱
بدمذہب کا پیر شیطان ہے	۳۲۱
پیر کامل نہ ملے تو کیا کرے	۳۲۱
پیر کا سید ہونا ضروری نہیں	۳۲۱
بیعت ایک وسیلہ ہے	۳۲۲
دین ودنیا ہر جگہ پیر کامل کی مدد	۳۲۲
لوگوں سے تعلقات بڑھانا مفید ہے	۳۲۲
کون بے پیر اور کون شیطان کا مرید	۳۲۲
کوئی سنی صحیح العقیدہ بے پیر نہیں	۳۲۳
کیا عورت پیر بن سکتی ہے	۳۲۴
حضرت طلحہ کی بیعت بالواسطہ	۳۲۴
مرشد خاص کی دو قسم	۳۲۵

بیعت کی دو قسم	۳۲۶
خرقۂ ارادت وتبرک	۳۲۶
غوث پاک سے نسبت کا فائدہ	۳۲۶
مرید کی بدبختی کب	۳۲۷
بعض شرائط بیعت کی توضیح	۳۲۷
مراقبہ اور تصور شیخ	۳۲۸
جمال حضور کا تصور، تصور شیخ کی اصل ہے	۳۲۹
طریقہ تصور	۳۲۹
توسل واستمداد	۳۳۱
حضور بارگاہ عزت میں وسیلہ ہیں	۳۳۱
ہر واصل کے لئے صاحب الوسیلہ	۳۳۱
حضور کے وسیلے سے نعمتوں کا ملنا	۳۳۲
امام اعظم سے توسل	۳۳۲
منصور عباسی کا توسل	۳۳۲
غیر اللہ سے استعانت کا جواز	۳۳۳
تخصیص ممانعت مفید جواز ہے	۳۳۴
ربیعہ کو مژدۂ جنت اور ان سے طلب استعانت	۳۳۵
حضور کو وسیع اختیارات حاصل ہیں	۳۳۵
حاجت اور خیر کی چیز کس سے مانگیں	۳۳۵
ایک عجیب وغریب حکیمانہ نکتہ	۳۳۷
روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر بارش کی درخواست	۳۳۷
یا، کے ذریعہ پکارنا	۳۳۸
دعا سے آنکھیں روشن ہو گئیں	۳۳۸
ایک شخص کی حاجت برآری	۳۳۸
پاؤں کھل گیا	۳۳۹
قحط دور ہونے کی بشارت	۳۳۹
غائبانہ ندا کے جواز پر فتوے	۳۳۹
تین اولیاء کی حکایت	۳۴۰
غوث اعظم کی شان فریاد رسی اور طریقہ نماز غوثیہ	۳۴۰
اپنے فریادی کی بروقت امداد	۳۴۰
فریاد قلبی سنکر مدد کو کھڑاؤں بھیجی	۳۴۰
مریضہ کا خواب میں فریادی ہونا اور شفا پانا	۳۴۱
کھڑاؤں پھینک کر دختر مرید کی آبرو بچائی	۳۴۱
گمشدہ چیز کے حصول کے لئے ندا	۳۴۱
التحیات سے جواز ندا کا ثبوت	۳۴۱
مردان غیب کو ندا اور مفرور جانور پکڑ پانے کا عمل	۳۴۲
رجال الغیب سے استمداد	۳۴۲
یارسول اللہ، یا ولی اللہ کہنا بے شبہ جائز	۳۴۳
حقوق والدین	۳۴۴
باپ کا حق عظیم ہے یا ماں کا	۳۴۴
باپ سے ماں کا حق زائد ہونے کا مطلب	۳۴۵
خلاف شرع بات میں کسی کی اطاعت نہیں	۳۴۵
رب تعالیٰ کی خوشی ناخوشی والدین کی خوشی وناخوشی میں	۳۴۵
اولاد کے لئے ترہیب وتہدید	۳۴۶
ایک جوان کا عبرت ناک واقعہ	۳۴۶
سوتیلی ماں کا حق وحرمت	۳۴۶
اولاد کے لئے والد کی شرعی ذمہ داریاں	۳۴۶
پسر کے خصوصی حقوق	۳۴۹
دختر کے خصوصی حقوق	۳۴۹
اولاد پر والدین کے حقوق	۳۵۰

حقوق اولاد اور احادیث	۳۵۱
ایک صحابی کی خدمت مادر	۳۵۳
بیٹے کا مال باپ کا مال	۳۵۴
ایک بوڑھے باپ کے کچھ درد انگیز اشعار	۳۵۴
خلاصۂ مطلب	۳۵۵
اور حکم قضا اس سے جدا	۳۵۵
محبوب عمل	۳۵۵
والدین کی خدمت اور جہاد	۳۵۵
والدین کے قدموں کی برکت	۳۵۶
ماں کی پکار کا جواب نہ دینے کی سزا	۳۵۶
حقوق زوجین	۳۵۸
تین شخصوں کی نماز مقبول نہیں	۳۵۸
عورت پر لعنت ہوتی ہے	۳۵۹
بے وجہ شرعی عورت طلاق نہ مانگے	۳۵۹
کیا عورت شوہر کو سجدہ کر سکتی ہے	۳۵۹
زوجین میں الفت ہو گئی	۳۶۱
شوہر کی اطاعت اور جہاد کا ثواب	۳۶۱
حقوق شوہر اور بعض عورتوں کا نکاح سے اعراض	۳۶۲
ام ہانی کو حضور کا پیغام نکاح اور ان کا جواب	۳۶۳
ام سلمہ کے لئے حضور کی دعا اور ان سے نکاح فرمانا	۳۶۳
عورت کی ناشکری	۳۶۴
شوہر کا برتاؤ	۳۶۴
چند بیویوں کے درمیان عدل و مساوات	۳۶۵
جنت میں زوجین کا جمع ہونا	۳۶۵
ترک معاہدہ پر شوہر کا شکوہ	۳۶۶
صابرہ شاکرہ بیوہ کا مقام	۳۶۶
تنبیہ	۳۶۶
قرآن کریم کی عظمت و فضیلت	۳۶۷
سورۂ فاتحہ کی فضیلت	۳۶۷
رکوع اور پاروں کی تقسیم	۳۶۷
قرآن کریم میں احزاب و اعشار	۳۶۷
سورۂ اخلاص کا ثواب و مقام	۳۶۷
بندر نے قرآن شریف کا احترام کیا	۳۶۸
توریت سے اشیاء کی تفصیل اڑ گئی	۳۶۸
شان عبدیت اور ہے اور شان محبوبیت اور	۳۶۸
قرآن شریف کی چھوٹی تقطیع	۳۶۸
درو دیوار پر آیات قرآنیہ لکھنے کا حکم	۳۶۹
قرآن اللہ کی دعوت ہے۔	۳۶۹
حفظ قرآن کی فضیلت و برکت	۳۶۹
قرآن میں تحریف ممکن نہیں	۳۷۱
جمع قرآن	۳۷۱
اعراب قرآن	۳۷۱
تلاوت قرآن کے فضائل و آداب	۳۷۳
بے وضو قرآن چھونا منع ہے	۳۷۳
کتب تفسیر وغیرہ چھونے کا حکم	۳۷۳
جنب و حائض کے قرآن پڑھنے کا حکم	۳۷۳
نجاست کے پاس تلاوت کی کراہت	۳۷۴
قرآن سے شفایابی	۳۷۵
تلاوت قرآن پر اجرت لینے کی ممانعت	۳۷۵
بلاؤں سے حفاظت کی دعاء	۳۷۵

حضرت عمر کا حضور کی زبان مبارک سے قرآن سننا	۳۷۶
نماز عصر کے بعد تلاوت کا حکم	۳۷۶
شیطان کی مایوسی	۳۷۶
خوش الحانی سے قرآن پڑھنا	۳۷۶
ختم قرآن	۳۷۷
قرآن میں انہماک کا فائدہ	۳۷۸
قرآن میں دلہن	۳۷۸
رسول محترم ﷺ کی تعظیم و توقیر	۳۷۹
میلاد میں قیام کرنا تعظیم ہے	۳۷۹
شمع نہ بجھ سکی	۳۷۹
تعظیم کی باتیں جائز ہیں	۳۷۹
ذکر نبی کے وقت طریقہ تعظیم	۳۸۰
حدیث رسول کی تعظیم	۳۸۰
سرزمین مدینہ کا ادب	۳۸۰
کمان کا ادب	۳۸۱
مسجد نبوی میں کھڑے رہے	۳۸۱
صرف حضور کی زیارت	۳۸۱
محمد نام رکھنے کے فضائل و برکات	۳۸۲
محمد نام رکھنے کی تاکید پر احادیث	۳۸۲
لڑکا پیدا ہوگا	۳۸۳
کچھ ممنوع نام	۳۸۳
ناموں کی تبدیلی	۳۸۳
نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا	۳۸۵
انگوٹھے چومنا سنت صدیقی	۳۸۵
آنکھیں کبھی نہ دکھیں	۳۸۶
اندھا نہ ہو	۳۸۶
حضور کی قیادت نصیب ہوگی	۳۸۷
آنکھ کی کنکری نکل گئی	۳۸۷
بنی اسرائیل کے ایک گنہگار کی مغفرت	۳۸۷
آثار و تبرکات شریفہ	۳۸۸
حضور سے متعلق اشیاء قابل تعظیم ہیں	۳۸۸
نعل مبارک	۳۸۸
نقشہ نعل مبارک کی برکات	۳۸۹
حضور کا آب وضو	۳۹۰
موئے مبارک سے تبرک	۳۹۰
خالد بن ولید کی ٹوپی	۳۹۱
جبہ مقدس سے تبرک	۳۹۱
بابرکت پانی	۳۹۱
حضور کا برکت حاصل کرنا	۳۹۲
روضۂ اقدس کا نقشہ بنانا رکھنا	۳۹۲
خوشبو یا زیارت آثار کے وقت درود پڑھنا	۳۹۳
مقام ابراہیم ایک عظیم نشانی	۳۹۳
تابوت سکینہ	۳۹۴
غوث اعظم کی ٹوپی	۳۹۵
تبرکات کے لئے سند کی حاجت نہیں	۳۹۵
تبرکات کی زیارت پر اجرت لینے اور دینے کا حکم	۳۹۶
قمیص مبارک و ناخن اور موئے مقدس سے تبرک	۳۹۹
عصائے مبارک سے تبرک	۳۹۹
مشک سے تبرک	۳۹۹
اہل بیت و سادات کے فضائل	۴۰۰

سادات پر عذاب نہ ہوگا	۴۰۰
احترام سادات	۴۰۰
ایک عبرت انگیز حکایت	۴۰۱
اہلبیت کی توقیر	۴۰۱
برائے تادیب استاذ کا مارنا	۴۰۱
سید کی توہین حرام ہے	۴۰۱
سید پر تنقید درست نہیں	۴۰۲
اولاد فاطمہ کو ایذا دینا خطرناک ہے	۴۰۲
اہل بیت سے حسن سلوک کا فائدہ	۴۰۲
مدینہ منورہ کی فضیلت	۴۰۴
مدینہ افضل ہے یا مکہ مکرمہ	۴۰۴
مکہ و مدینہ میں تفاوت ثواب کی مثال	۴۰۴
مدینہ کی پر بہار رات	۴۰۵
عرب کی محبت دلیل ایمان ہے	۴۰۵
مدینہ کو یثرب کہنے کی ممانعت	۴۰۵
شیطان کی مایوسی	۴۰۶
مدینہ کے بدخواہ پر وعید	۴۰۶
مکہ مکرمہ کی عظمت	۴۰۷
زمزم شریف	۴۰۸
زمزم شریف اور اعلیٰ حضرت کا تجربہ	۴۰۸
زمزم کی ایک خاصیت	۴۰۸
دوا کی دوا، غذا کی غذا	۴۰۸
مومن و منافق کی جانچ	۴۰۹
زمزم کی عظمت	۴۰۹
مسجد کے آداب واحکام	۴۱۰
حالت جنابت میں مسجد میں جانا	۴۱۰
وضو کا پانی مسجد میں ڈالنا	۴۱۰
ویران مسجد کا سامان کیا کرے	۴۱۰
مسجد کے پانی کا حکم	۴۱۰
اندھیری میں مسجد جانے کی فضیلت	۴۱۱
مسجد میں احتلام ہو تو کیا کرے	۴۱۱
مسجد میں وضو اور غسل کرنا	۴۱۱
مسجد کی گرد وغبار	۴۱۲
مسجد کا چراغ	۴۱۲
گمشدہ شی کی تلاش	۴۱۳
مسجد میں کھانے پینے اور سونے کے لئے اعتکاف کا حکم	۴۱۳
مسجد کی چیز چرانے کی سزا	۴۱۳
آداب مسجد سے متعلق چند مسائل	۴۱۳
چربی ملی ہوئی موم بتی	۴۱۵
عورتوں کو مسجد میں آنے کی ممانعت	۴۱۵
مسجد میں پیڑ بونا	۴۱۵
مسجد سے کس کو روکا جائے	۴۱۵
مسجد میں مسافر کا قیام کیسا ہے	۴۱۶
مسجد میں مٹی کا تیل جلانے کا حکم	۴۱۶
مساجد کی زینت وآرائش	۴۱۶
مسجد میں کرسی پر وعظ کرنا	۴۱۷
مسجد میں جوتا رکھنا	۴۱۷
مسجد میں تھوکنا کیسا ہے	۴۱۷
مسجد میں بری باتیں کرنے کی برائی	۴۱۷
مسجد میں قبر ہو تو کیا کرے	۴۱۸

مسجد میں تدریس وتعلیم	۴۱۸
مسجد میں جھاڑو دینے کا ثواب	۴۱۹
مساجد میں مینارے بنانا	۴۱۹
مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے کی ممانعت وقباحت	۴۲۰
مسجد میں خرید وفروخت کی ممانعت	۴۲۰
تعمیر مسجد کا ثواب	۴۲۱
مسجد کے لئے غیر مسلم سے چندہ لینا	۴۲۱
مسجد کے لئے ہندو اور مرتد کا وقف	۴۲۱
جنت کی کیاری اور جنت کا خطہ	۴۲۲
کھانے پینے کے آداب وسنن	۴۲۳
کھانے کے لئے ہاتھ دھونا کلی کرنا	۴۲۳
کھانے کے بعد انگلیاں اور برتن چاٹنا	۴۲۳
کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنا	۴۲۳
کھانے کے برتن	۴۲۴
کافروں کے کھانے اوران کے برتن	۴۲۴
پانی پلانے سے گناہ جھڑتے ہیں	۴۲۵
دانے دانے پر لکھا ہے کھانے والے کا نام	۴۲۵
حالت جنابت میں کھانا پینا	۴۲۵
مہمان کھانے پینے کی تفتیش نہ کرے	۴۲۶
مسلم دھوبی اور فاحشہ کے یہاں کا کھانا	۴۲۶
گائے کا گوشت	۴۲۶
پانی ایک بڑی نعمت ہے	۴۲۶
مدینہ طیبہ کا پانی	۴۲۶
بعد زفاف ولیمہ کرنا سنت مستحبہ ہے	۴۲۷
کھانا کھانے کا مسنون طریقہ	۴۲۷
لکھے ہوئے دستر خوان وبرتن کا حکم	۴۲۷
کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا	۴۲۷
پانی کی اہمیت	۴۲۸
ایک حکیمانہ موعظت	۴۲۸
کھانا کھاتے وقت بولنا	۴۲۸
جذامی کے ساتھ کھانا کیسا ہے	۴۲۸
سبیل لگانا لنگر بانٹنا	۴۲۹
نچھاور سے منع فرمایا گیا	۴۲۹
دستر خوان بچھا کر کھانا	۴۲۹
مہمان کو کھلانے کی فضیلت	۴۳۰
عیسائیوں کے ساتھ کھانا کھانے سے احتراز لازم	۴۳۰
کھانے میں عیب نکالنا ناپسندیدہ	۴۳۰
ننگے سر کھانا خلاف سنت	۴۳۰
بغیر دعوت کے کسی کے کھانے میں شریک ہونے کا حکم	۴۳۰
دعوت ولیمہ قبول کرنا سنت موکدہ	۴۳۱
کھانا زیادہ کھانا بے برکتی کا سبب	۴۳۱
کھانا کھلانے کے فوائد پر احادیث	۴۳۱
جماعت کے ساتھ کھانا	۴۳۲
جھینگہ مچھلی حلال یا حرام	۴۳۲
روز قیامت اور قرب قیامت کی نشانیاں	۴۳۳
قرب قیامت کی علامت کبریٰ	۴۳۳
دابۃ الارض	۴۳۳
تین قسم کی قیامت	۴۳۳
روز قیامت زمین اور آفتاب کا حال	۴۳۳
قیامت اور ظہور مہدی کے وقت کا تعین	۴۳۵

علامہ سیوطی کا حساب	۴۳۵
امام احمد رضا بریلوی کا حساب	۴۳۵
امام مہدی اور اجتہاد	۴۳۶
امام مہدی کے طریقہ نماز وغیرہ سے مسلک حنفی کی تصویب	۴۳۶
نیز مسلک حنفی کا اخیر تک جاری رہنا	۴۳۶
فتنۂ خروج دجال وقیام عیسیٰ علیہ السلام	۴۳۶
چاند کا بڑا نکلنا	۴۳۷
جنت اور اس کی نعمتیں	۴۳۸
جنت کی وسعت اور مستحقین	۴۳۸
فقط ایمان پر جنت کا داخلہ	۴۳۸
چار سو سالہ عابد اور اللہ کی ایک نعمت	۴۳۸
گناہوں کے بدلے نیکیاں	۴۳۹
خدا کے دو بندے	۴۳۹
روز قیامت جانوروں کا حال	۴۳۹
کیا جنات، جنت میں جائیں گے	۴۳۹
موت کا مینڈھا	۴۴۰
جبریل امین کا معائنہ جنت	۴۴۱
جنت میں رب کا کلام	۴۴۱
حوض کوثر	۴۴۳
آب کوثر افضل ہے یا زمزم	۴۴۳
افضلیت کوثر کے دلائل	۴۴۳
مطلقاً سب سے اعلیٰ سب سے افضل پانی	۴۴۴
دوزخ اور اس کا عذاب	۴۴۵
ابو جہل وغیرہ کفار پر عذاب کا حال	۴۴۵
کفار مکہ کی جہالت واستہزاء	۴۴۶
عذاب قبر کی ہولناکیاں	۴۴۷
روح وجسم پر عذاب ہونے کی مثال	۴۴۷
صالحین کی قبروں کے پاس تدفین	۴۴۷
اولیاء کی شفاعت وعنایت سبب نجات ورحمت	۴۴۷
ہمزاد ہر ایک کے ساتھ ہے	۴۴۸
کراما کاتبین کا عمل	۴۴۸
دفن کے بعد قبر کو کھولنا	۴۴۸
ایک عالم کی قبر کھولکر دیکھنے کا وبال	۴۴۸
ایک میت کے عتاب کا مشاہدہ	۴۴۸
میت پر چلا کر رونا باعث عذاب ہے	۴۴۹
نوحہ کرنے کی ممانعت	۴۴۹
جمعہ تک قبر پر بیٹھنے کا میت کے لئے نفع	۴۵۰
قبروں پر چلنے کی ممانعت	۴۵۱
قبروں پر پاؤں رکھنا	۴۵۱
قبرستان کی بے حرمتی پر جامع ملفوظات کی تنبیہ	۴۵۱
قبرستان میں راستہ	۴۵۱
قبر کی طرف نماز پڑھنے کی کراہت	۴۵۲
زیارت قبور	۴۵۳
قبرستان میں جانے کا طریقہ	۴۵۳
مزار پر فاتحہ کا ادب	۴۵۳
مردہ پرانا اور کفن نیا	۴۵۳
زائد تہبند واپس آگیا	۴۵۳
ایک بی بی کے پاس سے آگ دور ہوگئی	۴۵۴
مزارات پر عورتوں کا جانا	۴۵۴
روضۂ انور کی زیارت کی اجازت کیوں	۴۵۴

مروان کوایک صحابی کا جواب	۴۵۵
حضرت بلال کا روضۂ رسول پر رونا	۴۵۵
مزار اقدس سے تحصیل شفا	۴۵۵
فائدہ جلیلہ	۴۵۵
زیارت قبور سنت ہے	۴۵۵
فاسد اعتقاد سے بچنا لازم	۴۵۶
قبر پر پھول رکھنا جائز شیرینی ممنوع	۴۵۶
فاتحہ وزیارت کا طریقہ	۴۵۶
توسل ووسیلہ	۴۵۷
طواف وبوسہ قبر اور آستانہ بوسی	۴۵۷
قبروں پر شمع روشن کرنا	۴۵۸
روشنی سے فائدے	۴۵۸
زیارت قبر کا ثبوت	۴۵۸
حضور شہدائے احد کی قبروں پر	۴۵۹
عمر فاروق کی اہل بقیع سے ہم کلامی	۴۵۹
علی مرتضیٰ کی اہل بقیع سے ہم کلامی	۴۵۹
قبرستان کی دعاء	۴۵۹
روضۂ انور کی زیارت کا ادب	۴۶۰
طلب شفاعت کی تکرار	۴۶۰
زیارت روضہ میں صحابہ کا ادب وعقیدت	۴۶۰
تربت صدیق وفاروق کی زیارت	۴۶۱
مردوں کا سننا دیکھنا	۴۶۲
زائرین کو صاحب قبر کا پہچاننا	۴۶۲
حضرت عائشہ کو قبر فاروق کا لحاظ وپاس	۴۶۲
بعد وفات روح مسلم کی آزادی	۴۶۲

روحوں کا گھروں میں آنا اور عزیزوں سے مطالبہ کرنا	۴۶۳
دنیا سے مسلمان کے جانے کی مثال	۴۶۳
مردے کی پکار	۴۶۴
پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں	۴۶۴
شہید کی بی بی	۴۶۴
مردے کا زندوں کو دیکھنا ثابت ہے	۴۶۴
مردے کا اپنے احوال کو سننا	۴۶۵
قبرستان میں رفع حاجت کی شناعت	۴۶۵
زندوں سے مردے کا جی بہلنا	۴۶۵
قبر پر بیٹھنے کی ممانعت	۴۶۶
مردوں پر آواز کے ساتھ رونا	۴۶۶
مردوں کا سننا پہچاننا سلام کا جواب دینا	۴۶۷
مردے کا زائر کو پہچاننا	۴۶۷
مردوں کا آواز سننا	۴۶۸
کفار بدر کے مقتولین سے حضور کا خطاب	۴۶۸
ایک پارسا جوان کا قصہ	۴۶۹
عرس وفاتحہ	۴۷۰
فاتحہ کا ثبوت	۴۷۰
فاتحہ کا ثواب حق ہے	۴۷۰
پانی پلانے کا ثواب	۴۷۱
ایصال ثواب کا افضل طریقہ	۴۷۱
تاریخ اعراس کی تعیین میں مصلحت	۴۷۲
اپنے لئے اپنی زندگی میں ثواب کا کام	۴۷۲
تبارک کی مقدار اور اس سے مقصود	۴۷۲
تبارک کے فائدے	۴۷۲

تبارک کس چیز پر ہو اور اس کی اصل کیا ہے	۴۷۳
میت کے یہاں کا کھانا	۴۷۳
نیاز کا کھانا	۴۷۳
تیجہ، دسواں، چالیسواں کے چنے	۴۷۴
شب براءت کی فاتحہ	۴۷۴
فاتحہ رضویہ	۴۷۴
فاتحہ اور نذر و نیاز	۴۷۵
فاتحہ میں ثواب پہنچانے کا طریقہ	۴۷۵
بارھویں شریف اور گیارھویں شریف	۴۷۵
ذکر میلاد اور قیام وسلام	۴۷۶
ولادت اقدس پر خوشی منانے کا حکم قرآنی	۴۷۶
جشن ولادت طیبہ مستحب اور ماتم وفات ممنوع	۴۷۶
بعض محافل مولود میں حضور کا جلوہ افروز ہونا	۴۷۷
ذکر رسول ذکر خدا	۴۷۷
مجلس میلاد میں جانور کا تعظیم بجالانا	۴۷۸
بندر نے قرآن شریف کی تعظیم کی	۴۷۸
وقت قیام بندر نے قیام کیا	۴۷۸
سانپ نے ذکر میلاد سنا	۴۷۸
قیام ذکر میلاد پر علماء کے اقوال وافعال	۴۷۸
امام تقی الدین سبکی کا عمل	۴۷۹
عارف باللہ سید جعفر برزنجی کا قول	۴۷۹
مولانا عثمان بن حسن دمیاطی کا قول	۴۷۹
استحباب قیام	۴۸۰
علامہ مدابغی کا قول	۴۸۰
علامہ ابوزید کا قول	۴۸۰
مولانا سید احمد زین دحلان مکی کا قول	۴۸۰
علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر مکی کا قول	۴۸۰
علامہ انباری کا قول	۴۸۰
مولانا حسین مکی کا قول	۴۸۰
مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی کا قول	۴۸۱
امام عبداللہ سراج مکی کا قول	۴۸۱
اصل دلیل	۴۸۱
مولانا محمد بن سلیمان کا قول	۴۸۱
مولانا احمد جلیس کا قول	۴۸۱
مولانا محمد صالح کا قول	۴۸۱
مولانا عبدالرحمٰن بن علی حضرمی کا قول	۴۸۱
آٹھ علماء مدینہ منورہ کا فتویٰ	۴۸۱
ذکر میلاد و قیام کا منکر بدعتی ہے	۴۸۲
مولانا نقی علی بریلوی کا قول	۴۸۲
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا قول	۴۸۲
فرقہائے باطلہ اور ان کا رد و ابطال	۴۸۳
ہر کافر ہر مرتد جاہل باللہ ہے	۴۸۳
منافقین کو مسجد نبوی سے نکال دیا گیا	۴۸۳
فاجر و فاسق کی برائیاں بیان کرنا	۴۸۴
حضرت عمر نے ایک مسافر کو نکال دیا	۴۸۴
دشمن تین ہیں	۴۸۴
دشمن خدا سے امام احمد رضا کی نفرت	۴۸۴
بدمذہبوں کی ہم نشینی مضر اور دوستانہ زہر قاتل	۴۸۵
آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا تھا	۴۸۵
بدمذہب کا رد فرض ہے	۴۸۵

بدمذہبوں کی کتابیں دیکھنے کا حکم	۴۸۵
مناظرہ میں غالب کا مذہب اختیار کرنے کی شرط	۴۸۶
مرتد کے یہاں کھانا پینا اس سے میل جول سب حرام	۴۸۶
بدعتی کے لئے وعیدیں	۴۸۷
اہل بدعت اور فساق میں فرق	۴۸۷
منافق و بدعتی کو سرسید و سردار کہنا ممنوع ہے	۴۸۸
بدمذہبوں سے میل جول کی ممانعت	۴۸۸
وہابی کون	۴۸۸
وہابیہ کی اجمالی شناخت	۴۸۹
بانی فتنہ وہابیت ہندوستان میں اسمٰعیل دہلوی	۴۸۹
نجدیوں کا خروج اور ان کا ظلم و سرکشی	۴۹۰
گروہ وہابیہ کی اصل	۴۹۰
عقائد وہابیہ کا حاصل	۴۹۱
وہابی کسے کہتے ہیں	۴۹۱
وہابیہ کے بعض عقائد باطلہ	۴۹۱
سب سے پہلا بے ادب و مغرور وہابی	۴۹۱
ایک بے ادب کی عدل نبوی پر گستاخانہ تنقید	۴۹۲
حضرت علی کا وہابیہ کے قتل کا حکم دینا	۴۹۳
مولیٰ علی کا علم بالمغیب	۴۹۳
وہابیہ کی نشانیاں	۴۹۳
اسمٰعیل دہلوی کی وہابیت نجدیت	۴۹۴
اسمٰعیل دہلوی کی مکاری کا ایک قصہ	۴۹۴
جلسہ وہابیہ کی شرکت سے استاد کی ناراضی	۴۹۴
مناظرہ کے بارے میں امام احمد رضا کا ارشاد	۴۹۵
وہابیہ کے لئے دعائے ہدایت فضول ہے	۴۹۵
وہابیہ سے شادی بیاہ کی حرمت و ممانعت	۴۹۵
دیوبندی فرقہ	۴۹۵
دیوبندیہ پر علماء کا فتوی	۴۹۶
دیوبندی سے بیعت ہونے کا حکم	۴۹۶
حروف بھی قابل تعظیم	۴۹۶
دیوبندی سے میل جول کی ممانعت	۴۹۶
دیوبندی سے مسئلہ پوچھنا حرام	۴۹۶
غیر مقلد	۴۹۷
غیر مقلد دیوبندیہ کا ہمنوا	۴۹۷
ترک تقلید دین میں بڑا فتنہ ہے	۴۹۷
انکار اجماع و قیاس کفر ہے	۴۹۷
غیر مقلد فقہ کے منکر ہیں	۴۹۸
قادیانی؟	۴۹۸
ختم نبوت کا منکر مرتد ہے	۴۹۸
قادیانی کے بعض کلمات کفریہ	۴۹۹
قادیانی خبیث کا کذب روشن	۴۹۹
صریح کفر کے سامنے فروعی بحث کیوں	۴۹۹
بعض کفریات قادیانی کی نشاندہی	۵۰۰
ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب کو مستلزم	۵۰۲
رافضی؟	۵۰۳
رافضیوں کے کفری عقیدے	۵۰۳
رافضی کے یہاں کھانا پینا نہ چاہئے	۵۰۳
روافض سے رشتہ ناطہ کی ممانعت	۵۰۳
شکاری خود شکار ہو گیا	۵۰۳
روافض کے پاس بیٹھنے کا برا نتیجہ	۵۰۴

روافض کی اذان	۵۰۴
ایک عجیب حکایت	۵۰۴
مولانا نور صاحب فرنگی محلی اور ایک رافضی کی حکایت	۵۰۵
ہر بد مذہب کی صحبت آگ اور صحبت ناگ	۵۰۶
حق امامت وخلافت میں رافضی کا اعتقاد	۵۰۶
رافضی کی نماز جنازہ	۵۰۶
نیچری کون	۵۰۷
نیچری کے نزدیک کلمہ طیبہ کا جز اول ہی نجات کیلئے کافی	۵۰۷
نیچریوں کے غیر اسلامی عقائد اور باطل نظریات	۵۰۸
چکڑالوی کون؟	۵۰۸
یہ فرقہ کیسے کو خدا کہتا ہے	۵۰۸
یہود کیسے کو خدا کہتے ہیں	۵۰۸
نصاریٰ کیسے کو خدا کہتے ہیں	۵۰۹
مذہب نصاریٰ میں نجاست، نجاست نہیں	۵۱۰
نصاریٰ کے یہاں کا کھانا	۵۱۰
مجوس کون؟	۵۱۰
مجوس کیسے کو خدا کہتے ہیں	۵۱۰
فلاسفہ کون؟	۵۱۱
آریہ کیسے کو ایشور مانتے ہیں	۵۱۱
آریہ اور دیگر بدعقیدوں کا بیان سننے کی ممانعت	۵۱۱
خلاصۂ مطلب	۵۱۳
تنبیہ ونصیحت	۵۱۳
سیدھی سہل غور طلب بات	۵۱۳
تمثیل حسن کے ساتھ تفہیم حق	۵۱۳
افترا سننے والا مفتری کا شریک ہے	۵۱۴
گناہوں کے کام میں تعاون بھی گناہ	۵۱۴
حاصل نصیحت	۵۱۴
شریعت وطریقت	۵۱۵
شریعت اصل ہے طریقت اس کی فرع	۵۱۶
شریعت وطریقت کی تعیین بالتمثیل	۵۱۶
جاہل صوفی، مسخرۂ شیطان	۵۱۷
سرکار غوث اعظم کے اقوال گرانمایہ	۵۱۷
حضرت سری سقطی کی دعا	۵۱۸
حضرت امام غزالی کے اقوال	۵۱۸
حضرت جنید بغدادی کے اقوال	۵۱۸
سرکار بایزید بسطامی کے اقوال	۵۱۹
حضرت ابوسعید خراز کا قول	۵۱۹
قول مذکور کی شرح نابلسی	۵۱۹
حضرت حارث محاسبی کا قول	۵۲۰
اس قول کی شرح رضوی	۵۲۰
ابوعثمان حیری کے اقوال	۵۲۰
حضرت ابوالحسین احمد کا قول	۵۲۰
حضرت ابوحفص حداد کا قول	۵۲۰
حضرت ابوالحسین احمد نوری کا قول	۵۲۰
حضرت ابوالعباس احمد کا قول	۵۲۰
حضرت سری سقطی کا قول	۵۲۰
حضرت ابوسلیمان دارانی کا قول	۵۲۱
حضرت ابوعلی رودباری کا قول	۵۲۱
حضرت ابوعبداللہ محمد کا قول	۵۲۱
حضرت ابوالقاسم نصرآبادی کا قول	۵۲۱

حضرت جعفر بن محمد خواص کا قول	۵۲۱
حضرت شہاب الدین سہروردی کے اقوال	۵۲۱
حضرت جامی کا قول	۵۲۲
حضرت مخدوم اشرف کا قول	۵۲۲
حضرت سیدنا محی الدین ابن عربی کے اقوال	۵۲۲
حضرت علی خواص کے اقوال	۵۲۳
حضرت افضل الدین کا قول	۵۲۳
امام عبدالوہاب شعرانی کے اقوال	۵۲۳
علامہ عبدالغنی نابلسی کے اقوال	۵۲۴
حضرت ابوالمکارم نورالدین کا قول	۵۲۵
حضرت احمد نامقی جامی کا قول	۵۲۵
ایک دلچسپ حکایت	۵۲۵
میر سید عبدالواحد بلگرامی کے اقوال	۵۲۷
شریعت وطریقت کے درمیان تخالف نہیں	۵۲۸
فرائض واحکام ساقط نہیں ہوتے	۵۲۸
پاکی اور ناپاکی	۵۲۹
پانی اور مٹی سے استنجا کرنا	۵۲۹
ہڈی اور گوبر سے استنجا منع ہے	۵۳۰
داہنے ہاتھ سے استنجا ممنوع ہے	۵۳۰
کاغذ سے استنجا کرنا	۵۳۰
پیشاب کے بعد استبراء کرنا	۵۳۰
قضائے حاجت کی سمت	۵۳۱
پاخانہ میں تھوکنا	۵۳۱
کھڑے ہوکر پیشاب کرنا	۵۳۱
منی پاک ہے یا ناپاک	۵۳۲

جنب کا پسینہ	۵۳۲
جوتے کی نجاست	۵۳۳
چوہے کی مینگنیوں کا حکم	۵۳۳
ہڈیوں کا حکم	۵۳۳
کپڑا پاک کرنے کا طریقہ	۵۳۳
انگلی کی نجاست	۵۳۳
شیرخوار بچہ کا پیشاب	۵۳۴
مسواک کی فضیلت	۵۳۵
مسواک وضو کی سنت قبلیہ ہے	۵۳۵
مسواک کا طریقۂ مسنونہ	۵۳۵
مسواک نہ ہو تو کیا کرے	۵۳۶
مسواک وضو میں داخل نہیں	۵۳۶
مسجد میں مسواک کرنے کی ممانعت	۵۳۷
حضور کی اپنی امت پر شفقت اور مسواک کی اہمیت	۵۳۷
مسواک اور نماز	۵۳۷
عورتوں کے لئے مسواک یا مِسّی	۵۳۷
وضو کے فضائل ومسائل	۵۳۸
وضو سے گناہوں کا دھلنا	۵۳۸
اعضائے وضو کی تابش وچمک	۵۳۸
وضو کے بعد اعضا کو پونچھنا	۵۳۹
ہر وقت باوضو رہنے کی فضیلت وبرکت	۵۴۰
سات بڑے فائدوں کا حصول	۵۴۰
وضو پر وضو نور پر نور	۵۴۰
وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا	۵۴۰
وضو میں اسراف کی ممانعت	۵۴۱

اسراف سے بچنے کی تدابیر	۵۴۱
مقامات احتیاط	۵۴۲
وضو کی چند ضروری باتیں	۵۴۴
وضو کا مسنون طریقہ	۵۴۵
وضو کی دعائیں	۵۴۶
وضو کا بچا ہوا پانی بعض باتوں میں مثل زمزم	۵۴۷
تانبے اور مٹی کے برتن سے وضو	۵۴۸
تیمم کے احکام	۵۴۹
بندوں پر شریعت کی شان رحمت	۵۴۹
تیمم کتنی ضربیں	۵۴۹
تیمم کی چند ضروری باتیں	۵۵۰
غسل کے احکام	۵۵۲
غسل کی نیت	۵۵۲
غسل عیدین وجمعہ	۵۵۲
غسل کے چند ضروری مسائل	۵۵۲
غسل کے بعض مقامات احتیاط	۵۵۳
دو وہمی شخصوں کا غسل	۵۵۴
نماز کے فضائل ومسائل	۵۵۵
نماز پنجگانہ	۵۵۵
نماز پنجگانہ کی فضیلت پر ایک روایت	۵۵۶
کونسی نماز کس نبی نے پہلے پڑھی	۵۵۷
نماز کب سے مشروع ومقرر ہوئی	۵۵۹
محافظت نماز کی فضیلت	۵۵۹
ترک نماز پر بھیانک وعیدیں	۵۶۰
توجیہ وتاویل حدیث	۵۶۱
بلا عذر نماز قضا کرنے والے کے لئے وعید ویل	۵۶۲
اوقات نماز کی کی محافظت کا حکم قرآنی	۵۶۲
تعیین اوقات کے لئے جبریل کی آمد	۵۶۳
ایک سائل کیلئے اوقات کی تعیین	۵۶۳
اوقات نماز کی ابتداء وانتہا	۵۶۳
وقت فجر	۵۶۳
حد طلوع وغروب	۵۶۴
وقت ظہر	۵۶۴
وقت عصر	۵۶۴
شروع وقت مغرب وافطار	۵۶۴
شروع وقت عشاء	۵۶۴
بے وقت نماز پڑھنے والے امراء کی اقتداء	۵۶۵
وقت زوال	۵۶۶
گرمی میں ظہر کا استحباب	۵۶۶
نمازوں کے لئے وقت متعین کرنا	۵۶۶
حکم جماعت	۵۶۷
ترک جماعت کے اعذار	۵۶۷
قلیل جماعت دیکھ کر حضور کا غضب وجلال	۵۶۷
فاروق اعظم کی باز پرس	۵۶۸
عورتوں کی نماز باجماعت	۵۶۸
ایک بی بی کا واقعہ	۵۷۰
عورت کی امامت	۵۷۰
تکمیل صفوف سے متعلق تین باتیں	۵۷۰
فائدہ	۵۷۲
صف اول کا ثواب	۵۷۲

سنتوں کا گھر میں ادا کرنا	۵۷۳
کھڑے ہو کر نفل پڑھنے کا ثواب	۵۷۳
نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت	۵۷۴
التحیات میں انگلی کا اشارہ	۵۷۵
رفع یدین کا مسئلہ	۵۷۵
سورت ملانے میں بسم اللہ پڑھنا	۵۷۶
ریل وغیرہ پر نماز کا حکم	۵۷۷
نماز میں بے احتیاطی باعث نقصان ہے	۵۷۷
نماز معاف نہیں	۵۷۸
کثرت نماز سے حضور کا شکر بجالانا	۵۷۸
مجنون سے نماز کی معافی	۵۷۸
ایک مجذوب کے لئے غوث پاک کا ارشاد	۵۷۹
نماز کے لئے منہ کی صفائی	۵۷۹
داغ جبیں یا نشان سجدہ	۵۷۹
انگلیاں چٹکانا	۵۸۱
بغیر وضو کی نماز	۵۸۱
تحیۃ الوضو کی فضیلت	۵۸۲
قضائے عمری کا آسان طریقہ	۵۸۲
قضائے عمری سے متعلق دیگر ارشادات	۵۸۳
نماز تہجد	۵۸۴
صدیق وفاروق اور بلال کی قرأت	۵۸۴
ابوموسیٰ اشعری کی خوش آوازی	۵۸۵
نماز جمعہ اور اس کی شرائط	۵۸۵
خطبہ کے آداب	۵۸۶
غیر عربی میں خطبہ پڑھنا	۵۸۶
اذان خطبہ کا جواب دینا	۵۸۶
جمعہ کا دن اور نمازی	۵۸۷
احتیاطی ظہر کا مسئلہ	۵۸۷
نماز عیدین اور عیدگاہ	۵۸۷
عیدین کے دن کھانا	۵۸۸
نماز استسقاء	۵۸۸
نماز کسوف وخسوف	۵۸۹
صلوۃ التسبیح	۵۸۹
نماز غوثیہ	۵۹۰
دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا	۵۹۰
دو نمازوں کو جمع کرنے کا گناہ	۵۹۲
اذان واقامت کے احکام	۵۹۳
موذن کے لئے دعائے مغفرت	۵۹۳
اذان دافع عذاب ہے	۵۹۳
اذان دافع وحشت وغم ہے	۵۹۳
مسجد میں طلب باران وغیرہ کے لئے اذان کیسی ہے	۵۹۴
اذان خطبہ	۵۹۴
عہد رسالت میں اذان خطبہ	۵۹۵
اذان ثانی کی ابتداء	۵۹۵
مسجد کے اندر اذان دینے کا حکم	۵۹۵
مسجد کے اندر اذان ہونا ثابت نہیں	۵۹۵
فاسق وظالم کا قول وفعل حجت نہیں	۵۹۶
اذان خطبہ بلند آواز سے کہنا	۵۹۶
اذان کا جواب دینا	۵۹۷
اذان کے بعد کی دعاء	۵۹۷

اذان کے بعد صلاۃ کہنا	۵۹۷
عیدین میں الصلاۃ جامعۃ کہنا	۵۹۸
اقامت کے مسائل	۵۹۸
اقامت کے وقت کھڑا رہنے کی کراہت	۵۹۸
تکبیر سے پہلے درود پڑھنا	۵۹۸
غیر موذن کا تکبیر کہنا	۵۹۹
مخلص موذن کا مقام	۵۹۹
اذان قبر کے فوائد و دلائل	۵۹۹
پہلی دلیل	۵۹۹
دوسری دلیل	۶۰۰
تیسری دلیل	۶۰۰
چوتھی دلیل	۶۰۱
پانچویں دلیل	۶۰۱
چھٹی دلیل	۶۰۱
ساتویں دلیل	۶۰۲
میت کے لئے اذان قبر کے فوائد و برکات	۶۰۲
زندوں کے لئے منافع	۶۰۲
ایک احمقانہ سوال کا جواب	۶۰۳
تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ	۶۰۴
نزع کے وقت کلمہ طیبہ کی تلقین	۶۰۴
غسل میت کا ایک مسئلہ	۶۰۵
مرد کے لئے کفن سنت	۶۰۵
عورت کے لئے کفن سنت	۶۰۵
مرد و عورت کے لئے کفن کفایت	۶۰۶
کفن کے لئے سوال کرنا	۶۰۶

نابالغ بچے کا کفن	۶۰۶
کفن پر پھول ڈالنا	۶۰۶
کفن پر عہدنامہ وغیرہ لکھنا جائز و نافع	۶۰۶
سعد بن ابی وقاص کا کفن	۶۰۸
دختر رسول کا کفن	۶۰۸
فاطمہ بنت اسد کا کفن	۶۰۹
امیر معاویہ کا کفن	۶۰۹
دفن میں عجلت کرنا چاہئے	۶۰۹
شب جمعہ کی موت	۶۱۰
قبر کی شرعی صورت	۶۱۰
مردے پر رونا	۶۱۰
ایذائے میت کی ممانعت	۶۱۱
تعزیت کو جانا	۶۱۱
طریقہ تلقین قبر	۶۱۲
نماز جنازہ کی فضیلت	۶۱۳
نماز جنازہ پڑھنے والے مومنین کے لئے اولیں تحفہ	۶۱۴
تین صف کی فضیلت	۶۱۴
دفن کے بعد نماز جنازہ	۶۱۵
دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا	۶۱۵
جنازہ غائب پر نماز پڑھنا	۶۱۶
بے نمازی کی نماز جنازہ	۶۱۶
مقام عبرت	۶۱۷
جنازہ سے متعلق چند ضروری باتیں	۶۱۷
حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ	۶۱۷
روزہ کے فضائل و مسائل	۶۱۹

بلاوجہ روزہ نہ رکھنے کا وبال	۶۱۹
عاشورہ کا روزہ	۶۲۰
۲۷ رجب کا روزہ اور شب کی نماز	۶۲۰
شعبان کا روزہ	۶۲۰
عشرۂ ذی الحجہ کا روزہ	۶۲۰
دوشنبہ اور جمعہ وغیرہ کے روزے	۶۲۱
افطار کا وقت کب	۶۲۱
افطار میں سنت	۶۲۱
روزہ دار کو افطار کرانے کی فضیلت	۶۲۲
دعائے افطار	۶۲۲
سحری میں تاخیر سنت ہے	۶۲۳
حالت ناپاکی میں روزے کا حکم	۶۲۳
اعتکاف	۶۲۴
زکوٰۃ کی اہمیت وحیثیت	۶۲۵
زکوٰۃ نہ دینے کی وعید پر احادیث	۶۲۵
ادائے نفل، بے ادائے فرض مقبول نہیں	۶۲۶
سونے چاندی کی نصاب	۶۲۹
انتباہ	۶۲۹
سادات وبنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا	۶۳۰
محتاج، رشتہ دار کو زکوٰۃ دینا	۶۳۱
بینک یا بیمہ کی رقم پر زکوٰۃ	۶۳۱
زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ یا عشر	۶۳۱
فقیر کو کپڑا دینا یا کھانا کھلانا	۶۳۲
صدقہ فطر کی چیزیں	۶۳۲
ایک منکر زکوٰۃ کا انجام	۶۳۲
صدقہ وخیرات کی فضیلت	۶۳۳
انفاق میں اعتدال کی نظیر	۶۳۴
پورا مال صرف کرنے کی نظیر	۶۳۴
رشتہ دار کو صدقہ دینا	۶۳۴
غیر ذمی کافر پر تصدق جائز نہیں	۶۳۵
اعانت کافر کا وبال	۶۳۵
اپنی زندگی میں اور چھپا کر صدقہ کی فضیلت	۶۳۵
حرام مال کا صدقہ مقبول نہیں	۶۳۵
ایک حاجتمند کے لئے حضور نے مالی امداد کا حکم دیا	۶۳۶
صدقے کے منافع وبرکات	۶۳۷
عورتوں کو صدقے کا حکم	۶۳۷
خیرات وصدقات کے بارے میں احادیث	۶۳۷
صدقے کا ثواب	۶۳۸
والدین کی طرف سے صدقے کا ثواب	۶۳۸
صدقہ کا اطلاق دیگر نیک کاموں پر	۶۳۸
صدقہ جاریہ	۶۳۹
سود کی حرمت ووعید	۶۴۰
روز قیامت سود خوار کا حال	۶۴۰
سود کی حرمت ونحوست سے متعلق چند احادیث	۶۴۰
گھٹیا چیز دیکر بدلے میں عمدہ لینا	۶۴۱
مال حرام پر زکوٰۃ نہیں	۶۴۲
مخلص قرضدار کا بدلہ	۶۴۲
حج وعمرہ کے احکام وآداب	۶۴۳
کونسا حج، حج مبرور اور کیسا حاجی مغفور	۶۴۳
والدین یا اور کسی میت کی طرف سے حج بدل	۶۴۳

بعد طواف، دوگانہ طواف اور زمزم پینے کی فضیلت	۶۴۴
رمضان میں طواف وعمرہ کا ثواب زائد تر	۶۴۴
حاجی سے جملہ حقوق شرع کی معافی کا کیا مطلب	۶۴۴
مقدمات حج اور آداب سفر	۶۴۵
احرام اور حرم کے آداب واحکام	۶۴۷
حج افراد	۶۴۷
حج تمتع	۶۴۷
حج قران	۶۴۷
طواف وسعی اور صفا ومروہ کے آداب	۶۴۸
منٰی کی روانگی اور عرفات کا وقوف	۶۵۰
اعلیٰ حضرت کا ایک خاص ناصحانہ اہم انتباہ	۶۵۱
منٰی ومزدلفہ اور باقی افعال حج	۶۵۱
مدینہ طیبہ کی حاضری	۶۵۳
مال حرام سے حج کرنا ناجائز	۶۵۵
حاجی اور کعبہ معظمہ	۶۵۵
قربانی کے احکام ومسائل	۶۵۶
امت کی طرف سے حضور کی قربانی	۶۵۶
قربانی کا طریقہ	۶۵۷
قربانی کی تاکید	۶۵۷
قربانی کا گوشت	۶۵۷
قربانی سے متعلق چند اور مسائل	۶۵۷
ایک بڑا اہم وخاص مسئلہ	۶۵۸
انتباہ	۶۵۹
قربانی کی کھال کا مصرف	۶۵۹
عقیقہ کے احکام	۶۶۰
موت کے بعد عقیقہ نہیں ہے	۶۶۰
عقیقہ کی دعاء	۶۶۰
اوراد ووظائف	۶۶۱
صبح وشام کی بعض دعائیں	۶۶۱
صرف صبح کی دعائیں	۶۶۱
سوتے وقت کی دعائیں	۶۶۲
بعد نماز پنجگانہ کی دعائیں	۶۶۲
نماز صبح کے بعد	۶۶۲
نماز صبح وعصر کے بعد	۶۶۲
نماز مغرب کے بعد	۶۶۳
نماز عشا کے بعد	۶۶۳
درود جمعہ	۶۶۳
دین وایمان کی حفاظت کا عمل	۶۶۴
خیر وبرکت کے لئے ایک دعائے ماثور	۶۶۴
رزق میں برکت کا عمل	۶۶۴
ایمان پر خاتمہ کا عمل	۶۶۵
دفع بخار کا عمل	۶۶۵
آیات کو معکوس کر کے پڑھنا حرام ہے	۶۶۵
سبحان اللہ وغیرہ کے فوائد	۶۶۵
بینائی زیادہ ہونے کے اعمال	۶۶۵
قرض ادا ہونے کی پراثر دعا	۶۶۶
زہریلے جانور سے حفاظت کی دعا	۶۶۶
زہر وضرر سے حفاظت کی دعا	۶۶۶
گلا پھول جائے تو کیا کرے	۶۶۶
بعض عمل ناجائز	۶۶۶

رب تعالیٰ کی رضا حاصل ہو	۶۶۷
مکر و بلا سے محفوظی	۶۶۷
ایک جامع دعا	۶۶۷
شیطان و آفات سے محفوظی	۶۶۷
فاقہ اور وحشت قبر و حشر سے حفاظت	۶۶۸
قضائے حاجات وحصول ظفر و مغلوبی دشمناں	۶۶۸
پنج گنج قادری	۶۶۸
شرائط وظائف اور طریقۂ زکوٰۃ	۶۶۸
نسیان کا مجرب علاج	۶۶۹
لا الہ الا اللہ کا ورد	۶۷۰
ازالۂ وہم کی دعائیں	۶۷۰
توشۂ قادریہ	۶۷۰
غصہ دور کرنے کا عمل	۶۷۰
گھر والوں میں باہمی اتفاق کا عمل	۶۷۱
چار سورتیں	۶۷۱
اصحاب کہف کے ناموں کی برکتیں	۶۷۱
فائدہ	۶۷۱
تجاویز وتدابیر	۶۷۲
فروغ مذہب کے لئے دس نکاتی تجاویز	۶۷۲
معیشت سے متعلق چار تدابیر	۶۷۲
وصیت اعلیٰ حضرت	۶۷۵
پیغام برائے اہل سنت	۶۸۰

☆☆☆

بسم الله الرحمن الرحیم

انتساب

مرکز اہلسنّت بریلی شریف کے نام جس کی آغوش عافیت میں عالم اسلام کی عبقری شخصیت امام اہلسنّت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب نوری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

آسودۂ خواب ہیں

محمد عیسیٰ رضوی قادری

مومنو اتمام حجت کیجئے

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیات ولادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ کی کثرت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام جان کافر پر قیامت کیجئے
آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہ ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے
حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب اب شفاعت بالمحبت کیجئے
اذن کب کا مل چکا اب تو حضور ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
ملحدوں کا شک نکل جائے حضور جانب مہ پھر اشارت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے
ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجئے
والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر مومنو! اتمام حجت کیجئے
بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے التجا و استعانت کیجئے
یارسول اللہ دہائی آپ کی گوشمال اہل بدعت کیجئے
غوث اعظم آپ سے فریاد ہے زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے
یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہیٰ اولیاء کو حکم نصرت کیجئے

میرے آقا حضرت اچھے میاں
ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

☆☆☆

دعوت اسلامی کتاب گھر

مکی مدینے والے

لب پہ رہے ترانہ مکی مدینے والے	ملے عشق کا قرینہ مکی مدینے والے ﷺ
قرآں کے ہر ورق میں توصیف مصطفیٰ ہے	واصف خدا تمہارا مکی مدینے والے ﷺ
مری روح کاش نکلے قدمان مصطفیٰ میں	جنت بنے ٹھکانا مکی مدینے والے ﷺ
مہکی ہوئی ہیں گلیاں اب تک ترے شہر کی	کھولے تھے زلف دوتا مکی مدینے والے ﷺ
قلب ونظر کے عصیاں اشکوں سے دھو رہا ہوں	تیرا ملے سہارا مکی مدینے والے ﷺ
ترے نقش پا پہ مرنا ترا نام لیکے جینا	عشق بلال دینا مکی مدینے والے ﷺ
آنگن بنے گا میرا خلد بریں کا نقشہ	رکھدو قدم خدارا مکی مدینے والے ﷺ
حرف دعا زباں پہ لب پہ رہا تبسم	پیغام تھے سراپا مکی مدینے والے ﷺ
نعلین مصطفیٰ کی مرے سر کو آرزو ہے	کب یہ انعام ہوگا مکی مدینے والے ﷺ
گنبد پہ دور سے جب میری نظر پڑے گی	کیا کیا دعا کروں گا مکی مدینے والے ﷺ
دست طلب نہ خالی باب کرم سے ہوگا	احمد رضا کا صدقہ مکی مدینے والے ﷺ
مجھ سے ہزار بہتر ثور و حرا کے پتھر	ترے نقش پا کو چوما مکی مدینے والے ﷺ
اسریٰ تیرا سفر ہے کونین کی خبر ہے	تم سا کوئی نہ آیا مکی مدینے والے ﷺ
ماحول شہر طیبہ جنت نشان ہوگا	عاشق تیرا کہے گا مکی مدینے والے ﷺ
کعبہ بنا ہے قبلہ تیری رضا کی خاطر	تم کو خدا نے چاہا مکی مدینے والے ﷺ

پڑھتا رہے گا نیرؔ جب تک ہیں ماہ و اختر
ترے نام کا وظیفہ مکی مدینے والے ﷺ

(از: مؤلف)

☆☆☆

دعائیہ کلمات

از

نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ

حضرت علامہ **مفتی محمد اختر رضا خاں** صاحب ازہری

آستانہ عالیہ رضویہ رضا نگر سوداگران بریلی شریف

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسوله الکریم واٰله وصحبه اجمعین

مجھے دوران سفر مولانا مولوی محمد عیسیٰ رضوی قادری کی تازہ تصنیف ''فیضان اعلیٰ حضرت'' کے کچھ کلمات سنائے، میں آج کل کچھ دیکھ کر پڑھنے سے معذور ہوں جو کچھ میں نے سنا وہ بہت خوب ہے، امید کرتا ہوں کہ ان کی یہ کتاب عوام اہل سنت وعلماء میں یکساں طور پر مقبول ہوگی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ موصوف کو جزائے خیر دے اور ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور فیضان اعلیٰ حضرت کو عام فرمائے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا سیدنا محمد واٰله وصحبه اجمعین۔

قاله بفمه وامر برقمه

الفقیر **محمد اختر رضا القادری** الازہری غفرلہٗ

۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

نوٹ: حضرت تاج الشریعہ کے یہ دعائیہ کلمات شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا محمد عسجد رضا خاں صاحب قبلہ کی کوششوں سے حاصل ہوئے اس کے لئے میں ان کا بیحد ممنون ومشکور ہوں۔

(محمد عیسیٰ رضوی قادری)

تقریظ جلیل

از

بقیۃ السلف حضرت علامہ مفتی سید محمد عارف صاحب رضوی
سابق شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! حضرت مولانا محمد عیسیٰ رضوی قادری شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج ضلع قنوج دورِ حاضر کے مصنفین میں ایک بلند پایہ مقام پر فائز ہیں، تدریسی مصروفیات کے باوجود تالیفات میں آپ کا قلم کمال سرعت کے ساتھ رواں دواں ہے، کئی کتابیں کافی ضخیم آپ کی زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر ملک و بیرونی ملک کے علماء و دانشوروں سے دادِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

سب سے اہم کارنامہ آپ کا یہ ہے کہ ''سیرت مصطفیٰ جانِ رحمت'' کے نام سے سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چار جلدیں کافی ضخیم تقریباً چار ہزار صفحات پر بکھرے ہوئے سیرت کے مستند جواہر پاروں سے مالا مال ہیں جو ہندو پاک میں اہلِ علم کی باصرہ نوازی کر رہی ہے۔ یہ کتاب یقیناً اہلِ سنت کے لئے باعثِ فخر اور قابلِ رشک سرمایہ ہے، یہی وجہ ہے کہ مارہرہ مقدسہ کے صاحب سجادہ حضرت امین ملت علامہ الحاج سید امین حیدر صاحب برکاتی اور اس کتاب کے ناشر حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب نے اس کی رسمِ اجرا فرماتے ہوئے مولانا محمد عیسیٰ صاحب کو زرِ نقد کی شکل میں امتیازی انعام عطا فرما کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللّٰھم زدفزد

ابھی اس واقعہ کو چند ہی دن گزرے تھے کہ حضرت امین ملت کی دعائیں مزید کامیابیوں کا ذریعہ بنیں کہ زیرِ نظر کتاب ''فیضانِ اعلیٰ حضرت'' جلد ہی منصۂ شہود پر آرہی ہے، اس مبارک کتاب کا میں نے مطالعہ کیا جہاں جہاں حذف و اضافہ اور الفاظ و ترتیب میں تغیر و تبدل کے مشورے دیئے انہیں موصوف نے سراہا اور ان پر عمل بھی کیا، میں نے اس کتاب کو مفید اور عوام و خواص کے لئے معلومات کا ایک اہم ذخیرہ پایا، روزمرہ کی زندگی کے آداب و مسائل، عقائد میں توحید و رسالت کے تعلق سے ضروری احکام، جھوٹ، بدعہدی، غیبت، زنا، شراب، سود وغیرہ کی قباحتیں، معاشرتی آداب و اصول اور انبیاء و اولیاء کرام کے نادر و سبق آموز واقعات و حکایات وغیرہ پر مشتمل یہ کتاب آیاتِ قرآنیہ و احادیث کریمہ اور فقہی جزئیات کی تائید سے مالا مال ہے، مجھے امید ہے کہ اس کتاب سے دنیا کو ہدایت و ارشاد کی روشنی ملے گی اس کتاب کو مساجد و مجالس میں پڑھکر سنانے کے لئے ترتیب دیا گیا ہے اگر اس کی پابندی کی گئی تو ہم یقین و اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا معاشرہ ذہنی آوارگی اور بدعملی کی خرافات سے پاک ہوکر صالح و نیک معاشرہ بن سکتا ہے۔

میری معلومات کے مطابق سب سے اہم بات موصوف کی جملہ کتابوں میں یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کے اقتباسات آپ اس حسن سلیقہ مندی سے عالمانہ انداز میں جمع فرماتے ہیں کہ قارئین جھوم جھوم جاتے ہیں اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ علم و معلومات کا کوئی گوشہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑا ہے۔

مولانا محمد عیسیٰ صاحب کی ان کاوشوں سے الگ الگ موضوعات پر کئی کتابیں منظر عام پر آکر دعوت مطالعہ دے رہی ہیں۔ میری دعا ہے کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ ''فیضان اعلیٰ حضرت'' اور آپ کی جملہ کتابوں کو مقبول عام بنائے اور مولانا موصوف کو عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین

وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

سید محمد عارف رضوی
بانی و سربراہ جامعہ حسینیہ رضویہ نانپارہ ضلع بہرائچ، (یوپی)
۲۸؍صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

تقریظ جلیل

از

حضرت مولانا محمد صالح صاحب قادری بریلوی
شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف

آج کا دور ترقی یافتہ اور سائنسی دور کہلاتا ہے اس عہد کے جدید ونوع بنوع ایجادات نے دنیا کی عقلوں کو حیران کر دیا ہے جن کی بدولت یہ ضعیف البیان انسان خود کو آزاد اور مختار سمجھنے لگا ہے اس کے پس منظر میں انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں جتنی ترقیاں ہوئی ہیں ان میں نجات وسلامتی کا راستہ کوئی نہیں، کیوں کہ دنیا کی مادی ترقیوں نے انسان کو غافل اور دین و مذہب سے دور کر دیا ہے، پر خار راہوں کی تاریکیاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں، نت نئے مسائل میں دنیا الجھی ہوئی ہے اہل علم کے ساتھ عوامی طبقہ بھی ذہنی انتشار اور مادی نشیب وفراز کا شکار ہے۔ ان کرب انگیز حالات میں دنیا کو نشان منزل تلاش کرنا ہوگا ورنہ آنے والا وقت ایسا پر آشوب ہوگا کہ کھلی فضا میں سکون کی سانس بھی میسر نہ ہوگی۔ اس صورت میں اخروی بھلائی سائنسی ایجادات میں نہیں بلکہ شرعی اصولوں میں مضمر و پنہاں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ دنیا کو صرف اسلام کے دامن رحمت میں پناہ مل سکتی ہے، اسلام ہی دردمندوں کا مداوا بن کر آیا ہے، اسلامی اصولوں پر عملی استقامت ہی سے نجات آخرت کی ضمانت مل سکتی ہے۔

زیر نظر کتاب ''فیضان اعلیٰ حضرت'' میرے تلمیذ رشید مولانا محمد عیسیٰ صاحب رضوی قادری شیخ الحدیث الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج ضلع قنوج یوپی کی تازہ ترین تالیف ہے اس میں انہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تصانیف خصوصاً فتاویٰ رضویہ سے چن چن کر ایسے مسائل ومواد کو یکجا کیا ہے جن کا تعلق اصلاح فکر وعمل سے ہے اور اسے ایسی سلیقہ مندی سے ترتیب دیا ہے کہ ہر بات دل کی گہرائی میں اترتی چلی جاتی ہے مجھے امید ہے کہ اس کے ذریعہ سے دنیا کو علم وعمل کی روشنی اور سلامتیٔ فکر کا راستہ ملے گا۔

مولانا محمد عیسیٰ صاحب ایک متحرک وفعال شخص اور درس نظامی کے لائق وفائق مدرس ہونے کے ساتھ تصنیف و تالیف کے جذبہ وشوق سے سرشار ہیں، ان کی تالیفات میں کئی کتابیں ضخیم اور کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں جو ہندوپاک کے اہل علم حضرات سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔ آج کے پر آشوب اور مادی دور میں لوح وقلم سے تعلق اور دینی شغف ایک بڑی بات ہے، مولیٰ تعالیٰ ان کی فکر ونظر کو سلامت رکھے۔

میرے تلمیذ رشید مولانا محمد عیسیٰ صاحب نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی حیات وخدمات اور ان کی علمی

تحقیقات کو محور فکر وقلم بنایا ہے چونکہ عہد حاضر میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت سنیت کی عظیم خدمت اور بے مثل کارنامہ ہے۔ کیوں کہ برصغیر کی مسلم اکثریت تاجدار بریلی شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کو اپنا دینی قائد ورہنما مانتی ہے انہوں نے عقائد واعمال کی اصلاح کے لئے جو افکار ونظریات پیش فرمائے وہ فروغ دین ومذہب کی راہ میں چراغ منزل اور مینارۂ ہدایت ہیں اس کے تناظر میں ان کی علمی تحقیقات ویادگاروں سے دنیا کو آگاہ وآشنا کرنا ہی وقت کا عین تقاضا اور دین متین کی سربلندی کا سبب ہے۔

"فیضان اعلیٰ حضرت" میری نظر میں عوام وخواص کی اصلاح ومعلومات کے لئے ایک مفید وبابرکت کتاب ہے میں نے اسے دیکھا ہے میرا خیال یہ ہے کہ اس کتاب سے اہل سنت وجماعت میں عملی بیداری آئے گی، مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ واستحکام میں اس کا کردار نمایاں ہوسکتا ہے کیوں کہ اس موضوع پر رضویات میں آج تک ایسی کتاب نہیں لکھی گئی اسے مساجد ومجالس میں بھی سنایا جاسکتا ہے۔

موصوف نے اس کی ترتیب وتدوین میں بڑی محنت وجانفشانی سے کام لیا ہے مولیٰ تعالیٰ ان کی اس کاوش وخدمت کو قبول فرمائے انہیں مزید دینی کام کرتے رہنے کی توفیق دے اور اس کتاب کو ان کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

محمد صالح قادری بریلوی

۲۲ رصفر المظفر ۱۴۲۹ھ

کلماتِ تاثر

از

عمدۃ المحققین حضرت علامہ **محمد عبد المبین صاحب** نعمانی قادری برکاتی مصباحی
المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

نحمدهٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسوله الكريم وآله وصحبه اجمعين

یہ حق ہے کہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ العزیز کی تعلیمات وارشادات مبنی برحق اور قرآن وحدیث سے ماخوذ اور اقوال ائمہ کرام و بزرگان دین سے مستفاد ہیں، دین حق اسلام اور مسلک اہل سنت وجماعت کو جس ستھرے انداز سے امام احمد رضا نے پیش کیا ہے، گذشتہ چودہویں اور موجودہ پندرہویں صدی ہجری میں اس کی مثال نہیں پیش کی جاسکی، جس کا ثمرہ ہے کہ آج پوری دنیا میں اس امام عشق ومحبت اور ترجمان سنت وشریعت کا ڈنکا بج رہا ہے اور آپ کا نام نامی اسم گرامی سنیت کی پہچان بن گیا ہے۔

الحمد للہ ایک عرصے کے جمود کے بعد اب اہل سنت وجماعت کے بیدار مغز اور فکر مند حضرات میدان عمل میں آگئے ہیں، تصانیف رضا کی اشاعت کا کام بھی بڑے پیمانے پر ہو رہا ہے، ہند وپاک کے اہل قلم حضرات بھی نئے نئے عنوانات کو زینت قرطاس بنا رہے ہیں، تصانیف اعلیٰ حضرت کے تراجم بھی مختلف زبانوں میں ہو رہے ہیں اور حیات وافکار رضا پر ریسرچ (تحقیق) کا کام تو پورے تسلسل سے ہو رہا ہے، کئی ایک تحقیقی مقالہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر مطالعے کی میز پر ہیں، رسائل ومیگزین اور اخبارات نے تو خصوصی نمبرات کی ایک لمبی لائن لگادی ہے، جہاں ماہ صفر المظفر کی آمد ہوتی ہے کسی نہ کسی رسالے یا اخبار کا خصوصی نمبر منظر عام پر آہی جاتا ہے، جس کے خوشگوار نتائج بھی دیکھنے کو مل رہے ہیں، کہ بہت سارے دانشور اور باشعور محققین نے دل سے اعتراف کیا کہ واقعی امام احمد رضا ایک عظیم مفکر زبردست محقق اور مایہ ناز داعی و مصلح تھے جنہوں نے ایک طرف علم وتحقیق کے دریا بہائے تو دوسری طرف امت میں پیدا ہونے والے نت نئے فتنوں کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اصلاح وتجدید کے میدان میں آپ نے صرف غیروں ہی کو متنبہ نہیں کیا اپنوں کے اندر پھیلی ہوئی غلط رسموں اور خرافات و بدعات کا بھی پوری جواں مردی اور دلیری سے قلع قمع فرمایا، گویا آپ کی شخصیت اس شعر کا مصداق ہے ؎

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

دوسروں نے اللہ ورسول کی شان میں جو گستاخیاں کیں ان کا سخت نوٹس لیا ان پر قرار واقعی شرعی حکم صادر فرمایا جو ایک مجدد ومصلح عالم ومفتی کا دینی فریضہ ہے تاکہ امت کو ان کے غلط افکار ونظریات سے بچایا جاسکے، تو دوسری طرف عوام اہل

سنت میں جو بدعات راہ پا گئی تھیں ان کے خلاف بھی تیغہ قلم چلانے میں آپ نے دریغ نہ کیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے خانقاہی حضرات جن کی روزی روٹی یہی خانقاہی مراسم تھے یا وہ محض قدیم رسم ورواج کے پرستار تھے شریعت کیا کہتی ہے اس کی ان کو کچھ پرواہ نہ تھی، وہ بھی سخت دشمنی پر آمادہ ہو گئے لیکن اس مرد حق آگاہ اور مجاہد بے باک نے کسی کی پرواہ نہ کی اور سنت وشریعت کے تقاضوں کو پورا کرتے رہے، اعلان حق سے کہیں منہ نہیں موڑا، یوں ہی بعض متروک سنتوں کے احیا میں بھی جان توڑ کوشش کی اس میں بھی بعض اپنے آڑے آئے، اور رسم قدیم کو صاف وصریح حکم شرع پر فوقیت دینے کی سعی کی، اور امام موصوف کے خلاف صف آرا ہوئے، کسی نے مخالفت کی تو کسی نے جلن وحسد کو شیوہ بنایا مگر ہوا وہ جو ہونا تھا کہ

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

اور فروزاں ہی نہیں ہے بلکہ اس کی لو تیز تر ہوتی جارہی ہے، اور ہزار مخالفتوں کے باوجود آپ کی عظمتوں کا سورج ہے جو بڑھتا ہی جارہا ہے "جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے" آپ پر خوب صادق آتا ہے، حق وصداقت اور اخلاص پیشہ مردان حق کے ساتھ، ہمیشہ ہی ایسا ہوا ہے، امام غزالی اور مجدد الف ثانی علیہما الرحمۃ والرضوان کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا، لیکن ان دونوں مصلحین امت کے نام اور کام کی بھی پورے عالم میں دھوم مچی ہوئی ہے۔

ضرورت تھی کہ امام احمد رضا جیسے مصلح ومجدد کے افکار ونظریات اور ان کے صاف ستھرے مسلک کو اور اصلاحی، تجدیدی خدمات کو اور عالم آشکارا کیا جائے، امام احمد رضا کی تصانیف چوں کہ ہر موضوع اور ہر فن پر ہیں اور زیادہ تر خالص علمی وتحقیقی انداز لئے ہوئے ہیں جن کا پڑھنا اور سمجھنا عام آدمیوں کے بس کی بات نہیں اور اہل علم حضرات کے لئے بھی جملہ تصانیف کا حصول اور ان کا مطالعہ آسان نہیں اس لئے سخت ضرورت تھی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تعلیمات وارشادات کو انتخاب واختصار کے ساتھ یکجا کر دیا جائے، سب سے پہلے راقم الحروف نے ارشادات اعلیٰ حضرت، ترتیب دے کر یہ خدمت انجام دی لیکن یہ بالکل ابتدائی کوشش تھی اور اب جب اس کے سلسلے کو آگے بڑھانے ڈھنگ سے کچھ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو ہجوم کار اور مختلف النوع مصروفیات نے آگے بڑھنے نہیں دیا جب کہ مزید ایک حصے کا مواد جمع ہے، انشاء اللہ فرصت نکال کر اس کو بھی منظر عام پر لانا ہے، دوسری کوشش مولانا محمد میکائیل ضیائی کی ہے جنہوں نے ارشادات اعلیٰ حضرت سے اچھے انداز پر تعلیمات اعلیٰ حضرت، ترتیب دی اس کے بھی متعدد ایڈیشن چھپ چکے ہیں لیکن یہ کتاب بھی حسن ترتیب کے باوجود مختصر ہے، اب اس سلسلے کی تیسری کڑی "فیضان اعلیٰ حضرت" ہے جس کے مؤلف ومرتب فاضل نوجوان حضرت مولانا محمد عیسیٰ رضوی زید مجدہٗ ہیں جنہوں نے کئی بڑے کام پہلے بھی کئے یعنی "امام احمد رضا اور علم حدیث" اور "سیرت مصطفیٰ جان رحمت" پہلی کتاب پانچ جلدوں میں ہے اور دوسری چار جلدوں میں اور اب یہ فیضان اعلیٰ حضرت، "فاضل موصوف کی تیسری بڑی کوشش ہے، اور بہت مفید ہے مجھے اس کتاب کو دیکھ کر اس لئے بھی زیادہ خوشی ہے کہ یہ اصلاً میرے خوابوں کی تعبیر ہے، کتاب اور اس کے عنوانات دیکھ کر دل، باغ باغ ہو گیا، اور قلب کی اتھاہ گہرائیوں سے یہ دعا نکلی اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو یہ کتاب کیا ہے واقعی فیضان اعلیٰ حضرت ہے، جو دریا کی طرح بہہ رہا ہے، فتاویٰ رضویہ اور دیگر تصانیف اعلیٰ حضرت سے غواصی کر کے ایسے ایسے موتی لائے ہیں کہ آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں، اور گلستان رضا سے ایسے

ایسے پھول چن کر صفحات قرطاس پر سجا دیئے ہیں کہ بس سونگھا کیجئے، اور مشام جان وایمان کو معطر کیجئے، توحید، رسالت، عقائد وکلام، فضائل ومسائل اور نصائح ومواعظ، نیز ایمان افروز واقعات، اوراد ووظائف سے لے کر حقوق وفرائض اور اصول زندگی وغیرہ جملہ مقاصد اور ضروری موضوعات کو اس کتاب نے گھیر رکھا ہے، گویا چودہ سو صفحات میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کے افکار ومعتقدات کا عطر، کشید کر کے مؤلف نے رکھدیا ہے، یقیناً اس کتاب کے فوائد بڑے دور رس اور دیرپا ہوں گے، ضرورت ہے کہ اس کو گھر گھر پہنچایا جائے، ارباب علم ودانش کی میزوں پر سجایا جا سکے، بھی لائبریریوں کو اس سے زینت دے دی جائے، اور کلیات کی اہم لائبریریوں میں اس کے نسخے بھیجے جائیں، مبارکباد کے مستحق ہیں اس کے جامع ومؤلف اور مبارک باد کے لائق ہیں اس کے ناشر شہزادۂ ریحان ملت قاری محمد تسلیم رضا خاں صاحب نوری بانی امام احمد رضا لائبریری اس کتاب کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمائے۔ اور مؤلف کو مزید خدمات کی توفیق دے، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ وصحبہ الصلاۃ والتسلیم

محمد عبد المبین نعمانی قادری برکاتی مصباحی
المجمع الاسلامی ملت نگر مبارک پور اعظم گڑھ (یوپی)

تذکرۂ کتاب اور صاحب کتاب کا

از

ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی

(ایم اے، پی، ایچ، ڈی، گولڈ میڈلسٹ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بوند بوند سے دریا بنتا ہے اور دریا بوند بوند سے ذرا سا غور کریں۔ یہ حقیقت خود بخود کھل جائے گی مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور مطلق کا جلوہ ہے، اسی نور سے یہ کائنات ارض وسماء اور یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر وجود میں آیا۔ علم الٰہی جو بیکراں ہے، لامتناہی ہے، جس کی تحدید ناممکن ہے، اس کی ایک ایک بوند ہی سے جو سیل رواں آگے بڑھا وہ میرے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قلب اطہر ہے۔ اسی سیل رواں کی بوند بوند سے مفسرین، محدثین، فقہاء، اطباء، فلاسفہ، اصولیین، مہندسین، مفکرین، مصلحین پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کی چمن بندی کی، دین متین کی مشاطگی کی، شجر علم کو ہرا رکھا، امت کی اصلاح فرمائی، حیات کے اسرار بتائے۔ کائنات کے راز کھولے، بندہ و بندگی کے بھید کو طشت ازبام کیا۔

چودھویں صدی ہجری میں علم نبوت کی ایک بوند کو موجزن دریا کی شکل میں مجسم دیکھنا ہو تو امام احمد رضا کو دیکھیں، جن کا علم لدنی تھا، ربانی تھا، کہنے والے ان کو نادرۂ دہر، نابغۂ عصر، عبقری الشان، مجدد اسلام، قطب الارشاد، امام اہل سنت کہتے ہیں، معجزۃ من معجزات رسول اللہ اور آیۃ من آیات اللہ کہتے ہیں، سو سال ہونے کو آئے تب سے اہل علم و اہل قلم ان کے علم و فن کی شرح و تفسیر میں ڈٹے جٹے رہے اور اب تو اس میں سو سو کا اضافہ روز افزوں ہے۔ تاہم ان کو وہ منزل نظر نہیں آتی جس کی وہ تلاش میں ہیں بلکہ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں۔ ؏

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

امام احمد رضا کے افکار عالیہ کے شارحین میں ایک ابھرتا اور معتبر نام حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب رضوی قادری خلیفۂ تاج الشریعہ وشیخ الحدیث الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم، گرسہائے گنج، ضلع قنوج (یوپی) کا ہے۔ وہ فاضل استاذ ہیں، مستند مفتی ہیں، نکتہ شناس مقرر ہیں، حقیقت بیں صاحب قلم ہیں، بنگال میں پیدا ہوئے، بہار عبور کر کے یوپی میں تعلیم پائی، اپنی علمی سرگرمیوں کی جولان گاہ بھی یوپی ہی کو بنایا، چونکہ وہ بریلی میں پلے بڑھے، پڑھے لکھے، پروان چڑھے، اسلئے ان کی زبان وقلم کا خاص موضوع فکر رضا ہے، یہی ان کی پہچان ہے، اسی سے ان کی شان ہے، اسی میں وہ رطب اللسان ہیں، افکار رضا ہی کے وہ ایک کامیاب شارح و ترجمان ہیں۔

قد نہ ناٹا بونا، نہ لانبا تڑنگا، درمیانی، گھٹا ہوا دوہرا جسم، گول نارنگی نما چہرہ، سیدھی اونچی ناک، عنابی عقابی آنکھیں، نہ

سرخ سرخ، نہ زرد زرد، دونوں کا آمیزہ رنگ، اس پر تیرتی ہوئی مسکراہٹ، چونکہ وہ گوشت خور بھی ہیں اس لئے سارے اعضاء گوشت سے پر، یہ ہے ان کا حلیہ، خوش خور، خوش پوش، خوش گفتار، خوش فکر، خوش نویس مفتی محمد عیسیٰ رضوی قادری کی پیدائش ۴ر جولائی ۱۹۶۱ء کو مغربی بنگال دیناجپور میں ہوئی، تعلیم سب بریلی کی ہے اس لئے ذہن وفکر، دل ودماغ، تہذیب و وضع اور زبان وقلم پر جو رنگ چڑھا ہے وہ خالص روہیل کھنڈی ہے، عہد تحصیل میں کامیاب طالب علم رہے، اب عہد تدریس میں کامیاب فاضل استاذ ہیں۔ نام کا جو سابقہ ہے وہ دار الافتاء سے جڑے رہنے کا کھلا اشارہ ہے اور نام کا جو لاحقہ ہے وہ ان کے مشرب کا واضح استعارہ ہے، تقریر تو میں نے نہیں سنی مگر کلام اور قلم سے اندازہ ہوتا ہے عمدگی، شستگی، شگفتگی سے کرتے ہوں گے۔ ان سے جو میرا تعارف ہے وہ کوئی پندرہ سال پرانا ہے، ان برسوں میں جو میں نے ان کو سمجھا اور پرکھا ہے وہ یہ کہ ان کے اندر پیشہ ورانہ ذہنیت نہیں ہے، علم ان کا زیور ہے اور اخلاص ان کا جوہر، جبھی ان کی مجھ سے نبھ رہی ہے، بن چھن رہی ہے، ورنہ کب کے ان بن ہو چکی ہوتی۔

علوم آلیہ اور علوم عالیہ تو پڑھاتے ہی ہیں مگر حدیث وفقہ ان کا خاص میدان ہے، شیخ الحدیث جو ٹھہرے، کوئی وقت تھا وہ جمعہ کا خطبہ دیتے تھے، خطبہ سے پہلے خطاب بھی کرتے تھے، یہ خطاب حدیث، تفسیر، فقہ کی روشنی میں ہوتا اور اخلاقیات، آداب، مسائل اور سماجی اصلاحیات پر ہوتا، بریلی کے پروردہ تھے، بریلی کی بہار حدیث کا جھونکا آیا، ذہن کا دریچہ کھلتا چلا گیا، اب وہ ہر جمعہ کا خطاب موضوعی لحاظ سے فتاویٰ رضویہ سے تیار کرنے لگے یوں ان کے دل میں تدوین حدیث کا داعیہ پیدا ہوا اور اب وہ خطاب سے زیادہ کتاب تیار کرنے میں جٹ گئے، یہ تھی تقریب ''امام احمد رضا اور علم حدیث'' کی تالیف کی جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔

ایک دفعہ دوران سفر ان سے میری ملاقات ہوئی، کتاب کا مسودہ میرے سامنے رکھ دیا، دیکھتا گیا حیرت ومسرت میں ڈوبتا گیا، علمی مواد اکٹھا کر لینا الگ بات ہے پھر اسے تدوین وتکنیکی مراحل سے گزارنا چیزے دیگر ہے، پہلا مرحلہ جذبہ اور جوش کا ہوتا ہے، دوسرا مرحلہ ہوش وہنر مندی چاہتا ہے، مفتی صاحب نے اپنی پہلی کاوش میں ان مراحل کو خوش اسلوبی سے طے کیا ہے۔ پھر ''امام احمد رضا اور علم حدیث'' مرتب ہوئی مطبوع ہوئی، ہندو پاک میں مشہور ومقبول ہوئی، ملاقات کا وہ دن جواب سے پندرہ برس پہلے گزرا اور آج کا دن، ربط وتعلق اور محبت واخوت میں کوئی کمی نہیں۔ یہ رسم محبت خاندانی، قرابت داری یا علاقائیت پر مبنی نہیں خالص علمی وایمانی ہے۔

مفتی صاحب کی درسگاہ بدلی میرا قیام بدلا مگر باہم رابطہ رہا، وہ میری اور میں ان کی قلمی سرگرمیوں سے آگاہ رہا، ''امام احمد رضا اور علم حدیث'' کے بعد جو وہ سیرت الرسول پر کام کر رہے تھے، ایک دفعہ انہوں نے خوشخبری سنائی سیرت الرسول کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے فل اسکیپ سائز کے سولہ سو صفحات پر مشتمل ہے چار جلد کا تخمینہ ہے، امام احمد رضا اور علم حدیث، کی طرز پر یہ بھی تصانیف رضا سے ماخوذ ومستفاد ہے، طباعت کا کیا ہوگا؟ میں نے ان کا رابطہ پور بندر گجرات کے مجاہد سنیت حضرت مولانا عبد الستار ہمدانی صاحب سے کرا دیا، کتاب ''سیرت مصطفیٰ جان رحمت'' کے نام سے چار جلدوں میں چھپی اور شایان شان چھپی جس کی زیارت مجھے کراچی میں ہوئی، ہندوستان میں دیکھنا اب تک نصیب نہ ہوا۔ سائز اور ضخامت میں اس کی ہر جلد مصباح اللغات جیسی ہے۔ ''حیات اعلیٰ حضرت'' کامل جب چھپی تو بمبئی لاہور اور پور بندر سے پے در پے

چھپی، لاہور ایڈیشن تو میرے پاس بروقت آگیا مگر ہندوستانی ہنوز دیکھنے سے رہا، حیرت ہے، یہ جملہ معترضہ ہے۔
مفتی محمد عیسیٰ رضوی نے جو کام کیا انوکھا کیا نرالا کیا، مگر حدیث وسیرت دونوں موضوعات کی بنیاد معمار رضویات ملک العلماء بحرالعلوم حضرت مولانا سید محمد ظفرالدین رضوی عظیم آبادی نے ڈالی تھی اس بنیاد پر مفتی محمد عیسیٰ رضوی نے دو الگ الگ فلک بوس عمارتیں کھڑی کردیں۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔
حضرت مفتی محمد عیسیٰ صاحب رضوی کی علمی مہم جوئی اور فتوحات دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے بریلی کے امن میاں نے ان کو اپنے امان میں لے لیا ہے، اپنے دربار میں قبول کرلیا ہے۔ مفتی محمد عیسیٰ رضوی نے ''امام احمد رضا اور علم حدیث'' پانچ جلد لکھی، سیرت مصطفیٰ جان رحمت، چار جلد لکھی، تعارف تصانیف امام احمد رضا، دو جلد لکھی، امام احمد رضا پر دنیا بھر میں لکھی گئی کتابوں کی فہرست، قرطاس وقلم لکھی، فرمودات اعلیٰ حضرت لکھی، امام احمد رضا اور مسائل نکاح لکھی، امام احمد رضا اور مسئلہ خضاب لکھی، فیضان اعلیٰ حضرت لکھی امام احمد رضا اور معارف تصوف لکھی امام اعظم ابوحنیفہ اعلیٰ حضرت کی نظر میں، ترتیب دی، تمہید ایمان کی تخریج کی، الملفوظ کی تخریج وتہذیب نو کی، انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شی، حاشیہ الدولۃ المکیہ کا ترجمہ کیا، علوم القرآن نام رکھا، انوار المنان فی توحید القرآن کا ترجمہ کیا، عظمت قرآن عنوان دیا، اور ابھی قلم جاری ہے بلکہ شباب پر ہے۔ اللھم زد فزد
مفتی صاحب کی عمر ہوگی کوئی یہی لگ بھگ چالیس سال، جب چہل سال کے اِدھر کا یہ جلوہ ہے تو چہل سال کے اُدھر کا عالم کیا ہوگا، کیوں کہ علمی کام جس علمی رسوخ، عقلی عرفان، پختہ تجربہ ومشاہدہ کی گہرائی کا طالب ہے وہ چہل سال کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ کہا جاسکتا ہے موجودہ کام ہی ان کے روشن مستقبل کی کھلی اشارت بھی ہے اور بشارت بھی، خدا مفتی صاحب کو حسد ونظر بد سے بچائے، ان کا یہ سارا کام حیرت کا ہے حسد کا نہیں، رشک کا ہے تعصب کا نہیں، حیرت، مسرت، رشک محمود ہے، جبکہ تعصب تنگ نظری سراپا مذموم ہے، حاسد اور متعصب دل کی لگی آگ میں سلگتا رہتا ہے، اس کی حرارت وتپش میں جلتا رہتا ہے اور محسود کا کچھ نہیں بگڑتا ہے، بلکہ اس کے درجات بلند ہوتے ہیں، تعصب کی تاریکی لیاقت کی تابندگی کے سامنے ماند پڑ جاتی ہے، وہ جو ارشاد حدیث ہے، محسود العلم محمود، وہ اسے اور فائق الاقران کردیتا ہے۔
مفتی صاحب کی ''امام احمد رضا اور علم حدیث'' میرے پاس ہے، قرطاس وقلم وفرمودات اعلیٰ حضرت بھی ہیں اور اب ''فیضان اعلیٰ حضرت'' کا مسودہ نہیں فہرست آئی ہے اور حکم ہوا ہے کہ یہ خام خیال اس پر کچھ اظہار خیال کرے کتاب پریس جانے کو ہے اور بنا آپ کی تحریر کے کتاب کا چھپنا مجھے گوارا نہیں لہٰذا فوراً سے پیشتر اپنی تحریر ارسال کریں، بتایا جائے کیا لکھوں؟ دعائیہ کلمات لکھوں، اس کا میں اہل نہیں، تقدیم وتقریظ لکھوں، یہ میرا منصب نہیں، ایک عرب ناقد نے لکھا ہے تقدیم نگاری اور تقریظ نگاری صاحب کتاب اور قارئین کے بیچ دلالی کرنا ہے، اس دلالی کے داغ سے میں اپنے دامن جو پہلے ہی سے آلودۂ عصیاں ہے اسے مزید آلودہ ہونے نہیں دینا چاہتا، البتہ مصنف کی قدر وقیمت اور مقام ومرتبہ کا تعین نہ کل برا تھا نہ آج برا ہے۔ بلکہ یہ اہل علم کا حق ہے فرض منصبی ہے اور اخلاقی فریضہ بھی، اسلئے نہ کوئی دست کش ہوسکتا ہے، نہ کوئی کسی کو دست بردار کرسکتا ہے۔
ہمارے یہاں ہر کام پچاس برس تاخیر سے ہوتا ہے مگر، دیر آید درست آید، ہوتا ہے بلکہ سونار کی سو لوہار کی ایک والا

ہوتا ہے، جس موضوع پر مفتی صاحب نے "فیضان اعلیٰ حضرت" لکھی ہے اس موضوع پر میری دانست میں صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی رضوی علیہ الرحمہ کی "اسلامی اخلاق وآداب" ہے مگر اس کتاب کو وہ مقبولیت حاصل نہ ہوسکی جو ان کی "بہار شریعت" کو ملی، ایک عرصہ بعد "فیضان سنت" سامنے آئی، فیضان شریعت رونما ہوئی، برکات شریعت وجود میں آئی۔
ان تمام کتابوں کے باوجود ضرورت تھی دعوت وتبلیغ اور اصلاح وتذکیر کے موضوع پر ایک ایسی کتاب کی جو مہد سے لحد تک کے مسائل کو محیط ہو، جامع مفصل، مستند اور عام فہم زبان میں ہو، مفتی صاحب نے "فیضان اعلیٰ حضرت" لکھی اور جماعت کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا، کتاب کا نام اگر چہ شخصیاتی ہے مگر موضوع عام ہے چونکہ یہ کتاب امام احمد رضا کی تصنیفات عالیہ اور تحقیقات غالیہ سے ماخوذ ومستفاد ہے اس لئے اس کی استنادی حیثیت مسلم ہے، مفتی صاحب عملی آدمی ہیں عمل پر یقین رکھتے ہیں، اپنے عمل سے اپنوں کا بھلا کرتے ہیں غیروں کا منہ کالا کرتے ہیں، کتاب کی فہرست بتاتی ہے کہ اصلاحی و اخلاقی اور دینی وسماجی موضوعات کے باب میں امام احمد رضا نے کس قدر بلیغ کوششیں کی ہیں۔
کتاب "فیضان اعلیٰ حضرت" سامنے نہیں فہرست جو کبھی آئی تھی نظر سے گزری تھی اب وہ بھی پیش نظر نہیں اس لئے کتاب پر اجمالی گفتگو کی گئی اور صاحب کتاب کی شخصی تصویر جو میرے نزدیک زیادہ واضح ہے اس پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی گئی اس طرح ان کے اس حکم کی تعمیل ہوگئی جو کئی مہینوں سے میرے کانوں میں بانگ جرس بن کر گونج رہا تھا۔
ایں وآں سے بالاتر ہو کر اس بات کی سفارش ضرور کی جاسکتی ہے کہ "فیضان اعلیٰ حضرت" شرعی احکام ومسائل پر مشتمل ایک موضوعی کتاب ہے اس کا ہدف عوام اہل سنت کی اصلاح ہے اور دور حاضر میں ہمیں اپنی اصلاح کی سخت ضرورت ہے اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ مساجد اہل سنت کے ائمہ کرام اپنی مسجدوں میں اس کتاب سے درس دیں، مدارس اہل سنت کے طلبہ اپنے مطالعے میں شامل کریں، خطباء اہل سنت اس سے اپنا خطاب تیار کریں، عوام اہل سنت اپنے گھروں دفتروں، دکانوں، محفلوں مجلسوں جہاں موقع ملے وہاں حلقہ بنا کر اس کو پڑھیں پڑھائیں، خواتین اہل سنت اپنے گھروں یا کسی مناسب مقام پر باپردہ جمع ہو کر سنیں سنائیں، ناشرین کتب اہل سنت اس کو ملک کے گوشے گوشے تک پہنچانے میں مدد کریں، جرائد اہل سنت مدیران محترم اس پر تبصرے اور اظہار خیال کریں کیوں کہ یہ سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے خدا ہم میں ذمہ داری کا احساس پیدا فرمائے اور اس احساس ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے، آمین
اخیر میں ہم نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ ریحان ملت الحاج حضرت قاری محمد تسلیم رضا صاحب نوری مدظلہ العالی بانی وسربراہ "امام احمد رضا لائبریری" کی خدمت میں خراج تشکر پیش کرتے ہیں کہ ان کے حکم وایماء پر "فیضان اعلیٰ حضرت" کی ترتیب و تدوین عمل میں آئی پھر اپنی قائم کردہ لائبریری سے اس کی طباعت واشاعت فرما کر انہوں نے اس کا بار گراں اٹھایا۔
دیار اعلیٰ حضرت بریلی شریف میں مدتوں سے جس چیز کی ضرورت کا شدت سے احساس تھا میرے خیال میں شہزادۂ ریحان ملت نے اسے "امام احمد رضا لائبریری" قائم کر کے پورا کر دیا، بریلی شریف عشق وعقیدت اور عرفان ووفا کی سرزمین ہے اس کی نکہت دلنور سے مشام جاں کو خوشبوؤں کی سوغات ملا کرتی ہے، جس کی مسند ارشاد وہدایت پر بیٹھ کر اعلیٰ حضرت نے قوم کو سیکڑوں کتابیں دیں آج ان کی زیارت، ان کا تحفظ، ان سے استفادہ کے لئے جو سامان "امام احمد رضا لائبریری" کے نام پر فراہم کیا گیا ہے اس کا سہرا شہزادۂ ریحان ملت الحاج قاری محمد تسلیم رضا صاحب نوری کے سر ہے۔

برسوں کے جمود وتعطل کے بعد ان کا یہ اقدام قابل قدر اور لائق ستائش ہے، خاندان اعلیٰ حضرت کا ایک ایک فرد ہمارے لئے قابل تعظیم واحترام ہے، وہ سروں کے تاج ہیں، نعمت عظمیٰ ہیں، ان کی عزت وتکریم ہمارے عشق وعقیدت کا حصہ ہے، خالق کائنات اعلیٰ حضرت کے افراد خاندان کو تادیر سلامت رکھے۔

مجھے امید ہے کہ "امام احمد رضا لائبریری" کی تعمیر وترقی سے مافات کی تلافی ہو جائے گی، اپنوں اور غیروں کے شکووں کا جواب ہوگا۔ "فیضان اعلیٰ حضرت" اور اس کے مرتب مفتی محمد عیسیٰ صاحب رضوی کے ساتھ شہزادۂ گرامی حضرت قاری محمد تسلیم رضا صاحب کا نام اور کام بھی جریدۂ عالم پر نقش رہے گا۔

دعا گو ودعا جو

غلام جابر شمس مصباحی پورنوی

بانی وسربراہ، مرکز برکات رضا، میرا روڈ ممبئی

۲۵/جون ۲۰۰۸ء

کتاب اور شخصیت

از

رفیع احمد مناؔئی، ایم اے، ایل ایل بی
بہار یونیورسٹی مظفر پور (بہار)

عقابی روح، شاہین مزاج، سراج عظمت، حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب رضوی قادری، خلیفۂ تاج الشریعہ وشیخ الحدیث الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج ضلع قنوج نے تصنیف وتالیف کی دنیا کا پہلا سفر نوخیزی کی عمر میں ۱۹۹۰ء سے شروع کیا اس پرخار راستے کی دشواریوں کا اندازہ ان لوگوں کو بخوبی ہے جو اس راہ کے مسافر رہ چکے ہیں۔ انہوں نے ”امام احمد رضا اور علم حدیث“ پانچ ضخیم جلدوں سے تصنیفی اور تالیفی سفر کا آغاز کیا جو اپنی جدت طرازیوں کے ساتھ صحیح سمت کی طرف لوح وقلم کی دہلیز پر حوصلہ مندی کا مستحسن اقدام تھا۔

اہل علم کے درمیان یہ کتاب ہندو پاک میں مقبول ہوئی، اس سفر کا اختتام ہوا ہی تھا کہ دوسرا سفر شروع ہوگیا، سفر زندگی کے ساتھ حضرت مفتی صاحب موصوف نے قلمی وتصنیفی سفر جاری رکھا ہے کیوں کہ ”منزل سے زیادہ کیف جہاد سفر میں ہے“

حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب قبلہ چونکہ یقین محکم، عمل پیہم، سوچنے والے ذہن، محسوس کرنے والے دل اور محنت کرنے والے ہاتھوں کے مالک ہیں، دین متین کی خدمت، مذہب اہل سنت کا فروغ واستحکام اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت ان کا متاع زندگی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے حوالے سے ”سیرت مصطفیٰ جان رحمت“ کے نام سے انہوں نے قوم کو عظیم انسائیکلوپیڈیا عطا کیا، سیرت الرسول کا یہ جامع ومستند ذخیرہ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب بھی ہندو پاک میں شائع ہوئی اسے علماء اور دانشوروں نے بہت سراہا، ان کے علاوہ آپ نے متعدد علمی و اصلاحی کتابیں تالیف کیں۔ مثلاً فرمودات اعلیٰ حضرت، علوم القرآن، عظمت قرآن، تعارف تصانیف امام احمد رضا، قرطاس وقلم، امام احمد رضا اور مسائل نکاح، امام احمد رضا اور مسئلہ خضاب، امام احمد رضا اور معارف تصوف امام اعظم ابوحنیفہ اعلیٰ حضرت کی نظر میں اور فیضان اعلیٰ حضرت، وغیرہ ان کتابوں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مفتی صاحب موصوف نے اب تک اپنی عمر سے زیادہ علمی وتصنیفی کام کیا ہے۔

حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب قبلہ ”کام ہی زندگی ہے“ کے بین الاقوامی کے فارمولے پر مکمل عمل کرتے ہیں، قدرت نے حضرت علامہ مفتی صاحب میں بہت سی خوبیاں ودیعت کی ہیں۔ تکلف وتصنع سے کوسوں دور، سنجیدہ طبیعت، وسیع اخلاق خوش طبعی وخوش مزاجی کے صفات سے آراستہ، نفاست ولطافت تحمل وبردباری دینی حمیت وحرارت اور عالمانہ وقار و تمکنت کے اجزاء وعناصر آپ کی طبیعت میں رچے بسے ہیں۔ حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب قبلہ اہل سنت وجماعت کے

ایسے فعال و متحرک عالم ہیں جو لائق تقلید اور قابل احترام شخصیت ہیں۔ حضرت مفتی صاحب موصوف کا حال یہ ہے کہ دن کے اجالے ہیں طلباء کرام کو حدیث مبارک کا درس دیتے ہیں اور رات کے سناٹے ہیں جب لوگ اپنے بستروں پر سکون وچین سے سوتے ہیں ایسے نازک لمحے میں قوم وملت کا درد لئے ہوئے نسخۂ شفاء کی تلاش میں خصوصاً سیدنا اعلیٰ حضرت کی تصانیف وفتاویٰ کے سمندر میں غوطہ لگا کر لعل وگوہر نکالتے اور گلاب ونرگس اور حنا کی شکل میں علمی گلدستہ تیار کرتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی انگلیوں اور جذبات کو سلامت رکھے۔

زیر نظر کتاب ''فیضان اعلیٰ حضرت'' حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب قبلہ کی تازہ ترین تالیف ہے۔ مدت سے اس کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ اسی ملی ضرورت کا احساس وخیال کرتے ہوئے حضرت مفتی صاحب موصوف نے اس میدان میں قدم بڑھایا اور چند ماہ کے قلیل عرصے میں تقریباً ۱۴۰۰ چودہ سو صفحات کا منفرد مجموعہ تیار کرکے قوم وملت پر احسان عظیم فرمایا۔ یہ وہ تاریخی کارنامہ ہے کہ کوئی بھی حساس ومنصف شخص اس پر داد وتحسین کا خراج پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی گہرائی وگیرائی پر قربان جایئے۔ جہاں آپ کا قلم ناموس رسالت کی حفاظت وصیانت کے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا وہیں آپ نے قوم وملت اور امت مسلمہ کو یہ بتایا کہ امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تاجدار عرب وعجم پیغمبر اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کتنے حقوق واجب ہیں۔ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان حقوق واجبہ سے واقف وآگاہ ہو۔ اور زندگی کے ہر موڑ پر ان کی بجا آوری کرتا رہے اور یہ کہ آپ کی عقابی نگاہ مسلم معاشرہ اور اس کے بیچ پھیلی ہوئی بدعات وخرافات اور مفاسدات پر بھی تھی۔ اعلیٰ حضرت نے معاشرہ کی صلاح وفلاح، اسے اسلامی معاشرہ بنانے اور بدعات وخرافات کے سدباب کے لئے جو نسخہائے کیمیا فتاویٰ وتصانیف کی شکل میں عطا فرمائے وہ عظیم بھی ہیں اور قابل عمل بھی مگر وہ ہر ایک کی دسترس میں نہیں ان کی افادیت عام وتام کرنے کے لئے ان میں اصلاح فکر واعتقاد کے جو موتی بکھرے ہوئے ہیں انہیں جگہ جگہ سے یکجا کرکے ایک لڑی میں پرونے کا کام قوم کا درد رکھنے والے مصلح قوم وملت حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب قبلہ نے ''فیضان اعلیٰ حضرت'' کے نام سے انجام دیا اس کتاب کی تالیف فرما کر انہوں نے قوم کے لئے ایک نیا چراغ روشن کیا۔ میرا وجدان اور احساس کہتا ہے کہ اس کی روشنی شرق وغرب میں پہنچے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

میری نظر میں یہ کتاب وعظ ونصیحت، اور میدان تقریر میں ایک بلند پایہ اور معتبر کتاب ہے جو واعظین ومقررین، اور خطباء وائمہ مساجد کے لئے عظیم وگراں قدر تحفہ اور عام لوگوں کے لئے حصول علم دین کا ذریعہ اور مسائل شرعیہ کا مستند ذخیرہ ہے۔ مؤلف نے اپنی اس تالیف کو ایک مصلح کی حیثیت سے سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں کے ازالے اور ان کے انسداد کے لئے کئی ابواب پر ترتیب دیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے متعلق عقیدہ کیا ہو؟ نبوت ورسالت سے متعلق کیا ہو؟ ذکر اللہ کے فضائل، رسول اللہ کی سنتیں، اولیائے امت کے سبق آموز واقعات وحکایات، توکل وقناعت، صبر وشکر، جھوٹ اور غیبت کی شناعت، شراب اور اس کی برائیاں، حلال کمائی اور تجارت وحرفت، حقوق والدین، نماز روزہ، حج، زکوٰۃ، اور دیگر زندگی کے معاملات۔ آپسی معاشرتی تعلقات پر ایسی سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے کہ آپ پڑھتے جایئے اور جھومتے جایئے۔

مؤلف موصوف نے اس میں نہایت حزم واحتیاط اور انتہائی محققانہ انداز میں احادیث کی تشریح کی ہے۔ نیز عقائد،

فقہ، تصوف، وطریقت کے خاص خاص پہلوؤں پر بھی بحث کی گئی ہے اور فرقہائے باطلہ کے رد وابطال کو بھی شامل کیا ہے۔ یہ کتاب تقریباً ۸۰ مجلسوں پر منقسم ہے اور ہر مجلس کا ایک مستقل موضوع ہے۔

اسلام کے اسی بنیادی عنوانات پر قدرے سیر حاصل اور تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ اکثر عنوان کی بنیاد آیات واحادیث پر رکھی گئی ہے، پھر ذیلی سرخیوں کے ضمن میں مسائل شرعیہ بیان کئے گئے ہیں۔ تشریح مطالب میں قرآن کریم کی آیات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات اور شریعت کے احکام ومسائل، تصوف وسلوک اور بزرگوں کے دلنشیں واقعات اس پیرائے میں جمع کئے گئے ہیں کہ ہر بات دل میں اترتی چلی جاتی ہے، اتباع سنت واعمال صالحہ کی ترغیب اور افعال بد سے بچنے کی تاکید اچھوتے اور موثر انداز میں کی گئی ہے۔ غرضیکہ اس کتاب سے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو روشنی ملے گی، ہر فرد بشر کسی نہ کسی جہت سے اس سے استفادہ کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ فیض رضا سے حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب قبلہ کو اتنا سیراب کرے اتنا شاداب کرے کہ وہ جل تھل ہو جائیں اور علم وفضل کے کوہ ہمالہ دین متین کے عظیم مجدد کے سفرۂ علم سے مزید خوشہ چینی کی توفیق عطا فرمائے، اور کتاب ''فیضان اعلیٰ حضرت'' مقبول سے مقبول تر ہو مجھے امید ہے کہ افادہ اور استفادہ میں ''فیضان اعلیٰ حضرت'' کا وہی مقام ہوگا جو سورج کا ستاروں کی انجمن میں ہے۔

آخیر میں حضرت مؤلف کی محنت وجانفشانی اور فکر وشعور کی جولانیت پر داد دیتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
تو مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

رفیع احمد منائی، ایم اے، ایل ایل بی
بہار یونیورسٹی مظفر پور (بہار)
۱۸ر محرم الحرام ۱۴۲۹ھ/ ۲۸ر جنوری ۲۰۰۸ء

اظہارِ حقیقت

از

مولانا محمد شمس الدین رضوی ایم، اے
خطیب وامام جامع مسجد کموخاں اردلی بازار بنارس

شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ برصغیر میں مسلمانان اہل سنت وجماعت کے ایک عظیم قائدورہنما کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں اس اعتبار سے ان کی ذات عالیہ محتاج تعارف نہیں۔ دنیا آج ان کی دینی وملی خدمات اور علمی تحقیقات کی معترف ومداح ہے علماء ومحققین ان کی تصانیف وباقیات پر کئی دہائیوں سے ریسرچ وتحقیق کررہے ہیں، میرا خیال ہے کہ اب تک ان کے فکرونظر پر کما حقہ کام نہیں ہوسکا ہے معلوم نہیں ان کی علمی تحقیقات ویادگاروں کو سمیٹنے میں محققین کو اور کتنا عرصہ لگے گا۔ رب کائنات نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کو علم کسبی کے ساتھ علم وہبی بھی عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے تجدید دین، اصلاح معاشرہ اور لوح وقلم کی بساط پر ایسے حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے کہ دنیا کی مسلم اکثریت ان کی طرف راغب ومتوجہ ہوگئی۔ ان کے وصال اقدس کو ایک صدی پوری ہونے والی ہے مگر ان کی خداداد مقبولیت وشہرت کا سلسلہ روز افزوں اور تیزی سے بڑھ رہا ہے میرا وجدان کہتا ہے کہ یہ ان کے خلوص وللہیت اور دینی درد کا نتیجہ ہے کہ ان کی حیات اقدس کے تابندہ نقوش اور ان کے دینی کارناموں سے آج تک سواد اعظم اہل سنت استفادہ کررہے ہیں۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے مختلف علوم وفنون پر تقریباً ایک ہزار تصانیف یادگار چھوڑیں خصوصاً اصلاح فکر واعتقاد اور فرقہائے باطلہ کے ردوابطال میں اپنے قلم کی توانائی اور اپنی زندگی کا بیشتر حصہ صرف فرمایا۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کی اکثر تصانیف علمی ووقیع اور بلند پایہ ہیں ان سے زیادہ تر علماء وخواص ہی استفادہ کرتے ہیں عوام کی دسترس ورسائی سے باہر ہیں وہ ان سے کما حقہ فائدہ حاصل نہیں کرسکتے جبکہ ان کی تصانیف میں علمی تحقیقات اور اعلیٰ استدلال کی جلوہ طرازیوں کے ساتھ رنگا رنگ معلومات کی ایک وسیع کائنات آباد ہے ان سے اکتساب اور ان کی افادیت کو عام سے عام تر اور عوامی ذہن وفکر سے قریب تر کرنے کے لئے حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب رضوی قادری شیخ الحدیث الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج ضلع قنوج یوپی، نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی تصانیف وفتاویٰ سے چن چن کر ایسے مضامین ومباحث کو یکجا کردیا ہے جن کا تعلق عقیدہ وعمل، شرعی احکام ومسائل، معاشرتی صلاح وفلاح، عشق وعرفاں، پندونصیحت، سلوک وطریقت، فوزوکامرانی، حقوق انسانی وغیرہ موضوعات سے ہے۔ ان چیزوں کو زیرنظر کتاب ''فیضان اعلیٰ حضرت'' میں حسن سلیقہ مندی سے اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ یہ مراسم اہل سنت وجماعت پر ایک انسائیکلوپیڈیا معلوم ہورہا ہے۔

''فیضان اعلیٰ حضرت'' اپنے وجود میں نہایت مفید و جامع اور معلومات افزا کتاب ہے مجھے امید ہے کہ اس سے دنیا کو علم و ہدایت کی روشنی ملے گی، اسے دیکھنے کے بعد مجھے احساس ہو رہا ہے کہ حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب نے اس کی جمع و ترتیب میں بڑی محنت و عرق ریزی کی ہے۔ موصوف انتہائی متحرک و فعال اور محنتی شخص ہیں۔ ان کے شب و روز کے معمولات اور مشاغل دیکھ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے، وہ درس و تدریس اور فتویٰ نویسی کی مشغولیت کے باوجود تصنیف و تالیف کے ذوق صادق اور جذبۂ فراواں سے مالا مال ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے علمی بساط پر اپنا سکہ منوالیا ہے، ان کی تصانیف و تالیفات کو علماء و دانشوران قدر کی نگاہوں سے دیکھتے اور سراہتے ہیں، ان کی تالیفات ہند و پاک میں مقبول انام ہو چکی ہیں۔ حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب رضوی قادری نے تصنیف و تالیف کی دنیا میں اب تک ان منازل کا سفر پورا کیا ہے۔

(۱) امام احمد رضا اور علم حدیث (پانچ جلدیں، ۳ جلدیں مطبوع، ۲ جلد زیر طبع) [تصانیف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے ماخوذ احادیث کا مستند و باحوالہ مجموعہ]

(۲) سیرت مصطفیٰ جان رحمت۔ (۴ جلدیں مطبوع) [تصانیف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے ماخوذ۔ سیرت الرسول کا عظیم مجموعہ]

(۳) تعارف تصانیف امام احمد رضا۔ (۲ رجلدیں، جلد اول مطبوع، جلد دوم زیر طبع) [اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے تقریباً ڈیڑھ سو رسائل کا مختصر تعارف و تجزیہ]

(۴) قرطاس و قلم۔ (مطبوع) [اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی پر لکھی جانے والی مطبوعہ و غیر مطبوعہ ۲۹ ۷ رکتابوں کی فہرست]

(۵) فرمودات اعلیٰ حضرت۔ (مطبوع) [تصانیف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے ماخوذ عقائد و اعمال کی اصلاح پر ایک فکر انگیز شاہکار۔]

(۶) علوم القرآن۔ (مطبوع) [انباء الحی حاشیہ الدولۃ المکیہ کا سلیس و بامحاورہ اردو ترجمہ]

(۷) عظمت قرآن۔ (غیر مطبوع) [انوار المنان فی توحید القرآن، مصنفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا سلیس اردو ترجمہ]

(۸) امام احمد رضا اور مسائل نکاح۔ (مطبوع) [قدیم و جدید مسائل نکاح خصوصاً بد مذہبوں سے رشتۂ نکاح کی ممانعت پر ایک جامع تحریر]

(۹) امام احمد رضا اور مسئلہ خضاب، (مطبوع) [جائز و ناجائز خضاب کا مدلل بیان]

(۱۰) امام احمد رضا اور معارف تصوف، (مطبوع) [تصانیف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے ماخوذ سلوک و تصوف اور طریقت کے اسرار و مسائل۔]

(۱۱) امام اعظم ابو حنیفہ اعلیٰ حضرت کی نظر میں (زیر طبع) (تصانیف اعلیٰ حضرت سے ماخوذ امام اعظم کے تذکرۂ جمیل کا حسین و مستند مجموعہ)

(۱۲) پیش نظر کتاب ''فیضان اعلیٰ حضرت''

حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب کے ان علمی کارناموں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اب تک اپنی عمر سے

زیادہ علمی کام کیا ہے۔ آج دنیا میں ایسی ہستیاں نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔ ہم ان کے شب و روز کو سلام شوق پیش کرتے ہیں کہ وہ اپنے اوقات کا بیشتر حصہ تصنیف و تالیف اور دینی خدمات میں صرف کرتے ہیں قوم کو ایسے باحوصلہ افراد کی ضرورت ہے موصوف ہماری ملت کے ایک عظیم سرمایہ اور گراں قدر امانت ہیں۔ رب تعالیٰ ان کے عزم جواں کو سلامت رکھے۔

''فیضان اعلیٰ حضرت'' کی اشاعت ایک دینی و ملی ضرورت اور ''امام احمد رضا لائبریری بریلی شریف'' کی قابل فخر پیشکش ہے، اس کی قدر و منزلت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی طباعت سے پہلے ہی یہ عوام و خواص کے بعض طبقے میں شہرت پا چکی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس کی مقبولیت میں مزید اضافہ اور اس کی افادیت کو عام سے عام تر فرمائے۔ آمین

(مولانا) محمد شمس الدین رضوی ایم، اے
خطیب و امام جامع مسجد کموخاں اردلی بازار بنارس
۶ رصفر ۱۴۲۹ھ/ ۱۵ رفروری ۲۰۰۸ء

مقدمہ

اعلیٰ حضرت اور فیضانِ اعلیٰ حضرت

شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت مجدد دین وملت عظیم البرکت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی ذات مقدسہ آج محتاج تعارف نہیں عرب وعجم، ایشیاء وافریقہ، براعظم وبرصغیر بلکہ عالم اسلام میں وہ اہلسنت وجماعت کے ایک امام ومقتدا کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ وہ مسلمانانِ عالم کے دلوں کی دھڑکن اور وجہ افتخار ہیں، دنیا کی مسلم اکثریت انہیں مذہب وملت کا محافظ و پاسبان جانتی ہے۔ انہوں نے جو افکار ونظریات پیش کیے انہیں گلے لگایا جا رہا ہے۔ ان کی بصیرت ودانائی پر زمانہ حیران ہے۔ انہوں نے دین وسنت کی ترویج وتشہیر میں نمایاں حصہ لیا، مذہب حق اور مسلک صحیح پر لوگوں کو گامزن رہنے کی تاکید وتلقین فرمائی فرزندان اسلام کے دلوں میں عشق رسالت کی شمع روشن وفروزاں کی، انہیں ایمان واسلام کے پاکیزہ راستے پر چلنے کی دعوت فکر دی، انسانوں کو نجات وسلامتی کے، اصول وضابطے بتائے، وہ عاشقِ رسول اور دین حق کے سچے علم بردار تھے، انہوں نے خوش عقیدہ مسلمانوں کی اصلاحی وعملی میدان میں قیادت ورہنمائی کی، ایک اچھے اور مخلص قائد ورہنما کا فریضہ انجام دیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ہمارے اسلاف واکابر کی سچے یادگار اور عملی تصویر تھے ان کے نقوشِ قدم سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو ہدایت وعرفان کی منزل ملی وہ علم وایقان کے چراغ راہ اور مینارہ نور تھے جن کی پرنور شعاعوں سے دل ودماغ کے ظلمت کدے روشن وتابناک ہو گئے اور قلوب واذہان میں صبح امید کا اجالا پھیلا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے قوم مسلم کو انتہائی نازک اور کرب انگیز حالات میں سنبھالا دیا۔ ضلالت وگمراہی کے عمیق غار میں انہیں گرنے سے بچایا، مسلمانوں کے عشق وعقیدے کی حفاظت فرمائی بدمذہبی وبدعقیدگی کی طوفانی ہواؤں کی زد سے انہیں محفوظ ومامون رکھا، شرک وگمراہی اور بدعات وخرافات کے بادسموم سے خوش عقیدہ مسلمانوں کے دین وایمان کو جھلسنے نہ دیا، ان کے وجود مسعود کے فیض وبرکت سے کفر وطغیان کے تاریک وسیاہ بادل چھٹ گئے، عیارانِ زمانہ کے چہروں سے نقاب الٹ دیا، مکروفریب کے دبیز پردے تار تار ہو گئے، اپنے خون جگر سے انہوں نے مذہب وملت کی آبیاری کی، دین وسنت کے رہزنوں کا مقابلہ کیا، شریعت اسلامیہ کی آہنی دیوار کو گرنے نہ دیا، وہ اسلام کے مرد مجاہد اور دین حق کے بطل جلیل تھے انہوں نے اعداء دین کی سرکوبی فرمائی، ظلم وتعدی کے خلاف آواز بلند کی، وقت کے ظالم وجابر کا پنجہ موڑ دیا حق کے خلاف ہر اٹھنے والی آواز کا گلا گھونٹ دیا وہ دین حق کے پیرو اور سچے علمبردار تھے، دین اسلام کا علم بلند کیا انہوں نے فرزندان توحید کو حق وصداقت کا درس محبت اور پیغام امن واماں دیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تجدیدی ذمہ داریوں کی بنیاد پر انسانوں کو خواب غفلت سے جگایا انہیں متحد ومتفق ہونے کی دعوت وآواز دی ان کی آواز میں درد وخلوص تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کی آواز صدا بصحرا اور بازگشت ثابت نہ ہوئی

بلکہ وہ انفس وآفاق میں سنائی دی اس سے ذہن ودماغ کے دریچے کُھل گئے چاروں طرف سے لبیک وسعدیک کی صدائیں بلند ہوئیں، ان کے قدموں میں صالح اور نیک روحوں کا جمگھٹا ہوگیا انہوں نے آپس میں اتحاد واتفاق کا جو درس محبت دیا وہ رنگ لایا، مسلمانوں میں اسلامی اخوت ومساوات کا جذبہ بیدار ہوا۔ دین وسنت کے تعلق سے عملی بیداری آئی، فرائض و واجبات، سنن ومستحبات اور اوامر ونواہی پر عمل کا جذبۂ شوق جاگا، جمود وتغافل کی بدنما چادر اتار دی گئی، ان کے قدموں کی برکت سے ملت کی کراہتی ہوئی روح مسکرا اٹھی، اسکا پژمردہ چہرہ کھل اٹھا اہلسنت وجماعت کے چمن زار میں یقین وعمل کے گلاب لہلہانے لگے، معاشرتی زندگی میں سدھار وتبدیلی آئی، تہذیب وثقافت کی فضا شاداب وخوشگوار ہوگئی۔ ان کارناموں سے انہوں نے نیابت رسول کا حق وفریضہ ادا کیا ان کے وجود مقدس سے ملت اسلامیہ کی روحانیت زندہ ہوگئی، مردہ دلوں کو ابدی زندگی کا حسین ودلنواز پیغام ملا، وہ احیاء دین وسنت اور تجدیدی کارناموں کی بناء پر ہماری جماعت میں ممتاز ومنفرد ہوئے عرب وعجم میں ان کی عظمت وبزرگی کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلک حق کی ترویج واشاعت کی، دین حق کی دعوت وارشاد کا خوشگوار فریضہ انجام دیا مذہب اہلسنت وجماعت پر ہونے والے حملوں کا دندان شکن اور مدلل جواب دیا، باطل طاقتوں کے پرخچے اڑا دیئے۔ طاغوتی قوتوں کے سرنگوں کردیئے۔ ان کی مساعی جمیلہ سے حق وصداقت کا بول بالا ہوا ایمان وایقان کی منزل میں سچائیوں کا سورج طلوع ہوا اس کی ضیاء بار کرنوں سے علم وعمل کے میدان میں صبح یقین کا سویرا ہوا راہ حق سے بھٹکے ہوئے مسافر کو اپنی منزل کا سراغ ونشان ملا۔ انہوں نے مراسم اہلسنت وجماعت کی حفاظت وصیانت کی اور گھر گھر میں اتباع سنت کا ماحول برپا کردیا، ان کی علمی ودینی خدمات کے تذکروں سے تاریخ کے صفحات روشن وفروزاں ہیں ایسی ہی شخصیات کے ذکر سے تاریخ کی زلفیں سنواری جاتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے جس دور میں بریلی شریف کی سرزمین پر ہوش وخرد کی آنکھیں کھولیں وہ انتہائی بھیانک وپرآشوب دور تھا، آسمان ہند پر کفر وشرک اور بدعات وخرافات کے بادل منڈلا رہے تھے خوش عقیدہ مسلمانوں کو صراط مستقیم وراہ ہدایت سے ہٹانے کی ناپاک کوشش کی جارہی تھی فرزندان توحید کے عشق وعقیدے پر شب خون اور ڈاکہ ڈالا جارہا تھا سعید ونیک روحیں مسلمانوں کے انجام سے گھبرا رہی تھیں انسانیت خوفزدہ تھی جبر واستبداد کے ہاتھوں خوش عقیدگی کا گلا گھونٹا جارہا تھا، دینی پامردی واستقامت متزلزل ہورہی تھی۔ ایسے بھیانک دور میں قدرت نے مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کو تجدید دین وسنت کے لئے مقرر فرمایا انہوں نے تائید غیبی سے اپنا فرض منصبی کو پورا کیا اور بے مثال تجدیدی کارنامے انجام دیئے، بدعقیدوں وبدمذہبوں کا کھلے عام رد وابطال فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نازیبا کلمات کہنے والوں کو ان کے کیفر کردار تک پہنچادیا باطل طاقتوں کی سرکوبی وبیخ کنی کی، بنام اسلام بعد کے زمانے میں جتنے فرقے وجود میں آئے ہر ایک کا رد بلیغ فرمایا ان کے اندرونی راز اور مکاریوں کو طشت از بام و آشکارا کیا، گویا کہ فرقہائے باطلہ کے رد وابطال کو انہوں نے اپنی زندگی کا اہم عنصر اور جز ولاینفک قرار دیا انہیں کی بدولت دین کے بھیڑیوں کی پہچان وشناخت ہوئی۔ اس خوفناک دور میں اگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی مساعی جمیلہ اور ان کے تجدیدی کارنامے نہ ہوتے تو دین کے ڈاکو مسلمانوں کو بھی انگریزی استعمار کے ہاتھوں ارزاں قیمت پر

فروخت کردیتے، جس طرح ملک ہندوستان پر انگریز کا ناجائز قبضہ واقتدار ہو گیا تھا اسی طرح وہ مسلمانوں کو بھی اسیر وقید کر لیتے، اعلیٰ حضرت کی ذات ستودہ صفات نے مسلمانوں کو بکنے اور اسیر قسمت ہونے سے بچالیا۔ یہ وہ تاریخی حقائق ہیں جنہیں ٹھکرایا نہیں جاسکتا تاریخ کے اوراق ان سچائیوں کے شاہد وگواہ ہیں۔

امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سچے عاشق رسول تھے ان کا عشق وعقیدت مشہور زمانہ اور خواص وعوام کے نزدیک مسلم ہے عشق رسالت ہی ان کی زندگی کا عظیم سرمایہ اور اصل معیار تھا، جس کے اندر عشق رسالت کی جلوہ فرمائی جتنی زیادہ ہوگی اس کا ایمان اتنا ہی کامل وقوی ہوگا انہوں نے عشق رسالت کی بلندی کو تکمیل ایمان کی علامت وپہچان قرار دیا، دنیا کو انہوں نے اپنے عشق بھرے پیغام ودرس محبت سے سرشار وسرمست کردیا، ان کی رفتار وگفتار میں عشق بلال واویس کی جھلک موجود تھی، ان کے کردار وعمل میں صدیق اکبر کا عشق واخلاص جلوہ فرما تھا، ان کی فکر ونظر میں عمر فاروق کا جوش وجذبہ موجزن تھا، ان کے عادات واطوار میں سلمان وبوذر کا سوز تھا، ان کے اقوال وافعال میں عشق رسالت کی رنگ آمیزیاں تھیں، انہوں نے جو لکھا عشق رسالت کے آئینے میں لکھا، انہوں نے جو کہا عشق رسول کے سانچے میں ڈھال کر کہا ان کی تصانیف کا ایک ایک ورق ان کے عاشق صادق ہونے کا شاہد وگواہ ہے، ان کی سطر سطر سے عشق رسول پھوٹا پڑتا ہے ان کا سینہ عشق رسول کا مدینہ اور وہ بذات خود عشق ووفا کے پیکر مجسم تھے، آج کے دور میں برصغیر کے اندر جب عاشق رسول بولا جاتا ہے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے سوا کوئی اور مراد نہیں ہوتا وہ عاشق علی الاطلاق ہیں، یہ ان کے عاشق پاکباز ہونے کی روشن وواضح دلیل ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کی صداقت وحیثیت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے جب آنکھیں کھولیں اس وقت عالم اسلام خاص طور سے ہندوستان کے اندر ہر طرف فتنوں کا دور دورہ تھا، بدعقیدگی وبدمذہبی اور بدعات وخرافات کی بیخکنی کی بجائے انہیں فروغ ورواج دیا جا رہا تھا، خوش عقیدہ مسلمانوں کو راہ راست پر لانے کے نام پر شرک وبدعت کی سند دی جارہی تھے، صحیح العقیدہ لوگوں کو ایمان وعقیدے کی حفاظت کے نام پر دین وسنت سے دور کیا جارہا تھا، دین وشریعت میں رخنہ اندازی کرنے والے کوئی غیر نہیں بلکہ وہ ایمان فروش مولوی تھے، مولویت کے لبادے میں وہ مذہب وملت کے دشمن وبدخواہ تھے وہ دشمن کے لباس میں نہیں بلکہ دوست بنکر ساتھی وہمنوا کے لباس میں سامنے آئے، دوستوں کی شکل میں عداوت ودشمنی کا جال بچھایا، انگریز کی غلامی اور انہیں خوش کرنے کے لئے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں کیں اور نازیبا کلمات کہے جس کے نتیجے میں مسلمان دو فرقوں میں بٹ گئے اور ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو گیا مگر وہ بزعم خویش اہل سنت کے خیر خواہ وہمنوا ہی بنے رہے اور اپنے کو اہل سنت کا قائد وپیشوا ہی کہا۔ کردار وگفتار اور قول وعمل کے اس تضاد وتخالف سے ملت اسلامیہ کو وہ نقصان وضرر پہنچا جس کی تلافی ممکن نہیں۔

حاصل یہ کہ جو لوگ گستاخ رسول تھے، جنہوں نے فتنے پیدا کیے، گروہ بندیاں کیں، جن کی ریشہ دوانیوں سے ملت اسلامیہ بے چین ومضطرب ہوگئی وہ ازراہ فریب یہی دعوے کرتے رہے کہ ہم ہی اہل سنت کے ٹھیکیدار وقائد ہیں ہمارا مذہب اہل سنت سے جو رشتہ ہے وہ اٹوٹ وپائدار ہے، انہوں نے اپنے آپ کو سنی بھی کہلایا اور حنفی بھی، چونکہ برصغیر کی مسلم اکثریت سنی حنفی

کی تھی اور آج بھی دنیا کی مسلم آبادی کا بیشتر حصہ سنی حنفی ہے، اسی سنی وحنفی کی آواز و لیبل سے انہوں نے صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسایا، اسی نام سے مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب میں ڈالا، ایسی صورت میں اہل سنت کے تشخص وبقا کے لئے کسی ایسے امتیازی نام وشناخت کی ضرورت تھی جس سے فرقہائے باطلہ اور حقیقی سنی وحنفی میں فرق وامتیاز پیدا ہوجاتا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے ان عیاران زمانہ کا داغدار و بدنما چہرہ بے نقاب کیا ان کی ناپاک کوششوں کو طشت از بام وواشگاف کیا، ان کے مکر وفریب سے دنیا کو آگاہ وآشنا کرایا اور بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع میں گستاخیوں کے سبب سے کافر ومرتد اور اسلام سے خارج ہیں، مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام نے ان پر کفر وارتداد کا حکم صادر فرمایا ہے اس لئے یہ حقیقی سنی یا حنفی نہیں ہیں یہ اپنے دعوے میں سراسر جھوٹے اور کاذب ہیں انہوں نے بدعقیدگی وبدمذہبی کو فروغ دیا بدعات وخرافات کی آبیاری کی یہ کفر وشرک کے علمبردار ہیں، انہوں نے کافروں کی ہمنوائی کی اور ان کی خوشی کو اپنی خوشی جانا، شیطان کی شاگردی کی اور اللہ ورسول کو ناراض وناخوش کیا، ہاں حقیقی سنی وحنفی وہ ہے جو عاشق رسول ہو، بارگاہ رسالت کا گستاخ ومجرم نہ ہو صحابہ وتابعین اور اسلاف واکابر کا ادب داں ہو، اولیائے امت کے تصرفات واختیارات کا قائل ومعتقد ہو۔

اس نقطۂ نظر سے جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی تعلیمات وتجدیدی کارناموں کا جائزہ لیا جاتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ذات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق واحترام اور ان سے والہانہ وارفتگی وشیفتگی کا درس محبت دیا ہے، صحابہ وتابعین کی بارگاہوں کا ادب بتایا، اولیائے امت اور اسلاف واکابر ملت کے مقام ومنصب سے آگاہ وآشنا کرایا اور بتایا کہ حقیقی سنی حنفی وہی ہے جو ان اوصاف مذکورہ کا حامل وامین ہو ورنہ فکر واعتقاد کی درستگی کے بغیر آدمی سچا پکا مسلمان نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے بغیر وہ کفر وشرک کے دلدل سے ہی نکل نہیں سکتا۔ چونکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی مساعی جمیلہ اور کوششوں سے دین وسنت کو فروغ ملا آئین سنت کو رواج دیا گیا، خاص طور سے اہل سنت و جماعت، بدعقیدوں اور بدمذہبوں سے ممتاز ونمایاں ہوگئے اس لئے وقت کے مشہور ومقتدر علماء نے تشخص وتفریق کے لئے "مسلک اعلیٰ حضرت" کہنا شروع کیا، مسلک اعلیٰ حضرت کہنے سے صحیح العقیدہ وبدعقیدہ سنی حنفی کے درمیان تفریق وتمیز پیدا ہوگئی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگیا، لہٰذا ماننا پڑے گا کہ مسلک اعلیٰ حضرت وہی ہے جو دین حق اور صحابہ وتابعین کا مذہب و مسلک ہے، مسلک اعلیٰ حضرت وہی ہے جو اسلاف واکابر اور اولیائے امت ومشائخ ملت کا مذہب ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا وجدید مسلک نہیں بلکہ اہل سنت وجماعت ہی کا دوسرا نام آج "مسلک اعلیٰ حضرت" ہے۔ جس طرح مذہب اہل سنت و جماعت میں اسلام کے تمام مبادیات ومعتقدات داخل ہیں اسی طرح مسلک اعلیٰ حضرت بھی اسلام کے تمام اعتقادیات ومبادیات سے سرمو منحرف یا جدا نہیں ہے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مقام ومرتبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے بڑھ کر ہے اگر کہنا ہی تھا تو "مسلک امام اعظم" یا "مسلک غوث اعظم" کہا جاتا؟

اس کا جواب یہی دیا جاتا ہے کہ اگر ایسی صورت میں "مسلک امام اعظم" کہا جاتا تو گمراہ وبددین فرقے اور خوش عقیدہ مسلمانوں کے درمیان فرق وامتیاز دشوار ہوجاتا۔

یہی وجہ ہے کہ مسلک امام اعظم نہیں کہا جاتا کیوں کہ بدعقیدہ اور دیوبندی لوگ بھی اپنے کو حنفی اور مسلک امام اعظم کے پیرو کہلاتے ہیں۔اسی طرح مسلک غوث اعظم بھی نہیں کہا جاتا کیوں کہ بعض گمراہ وملحد اور خرافاتی لوگ بھی مشربی اعتبار سے اپنے کو قادری وغیرہ کہلاتے ہیں، اگر مسلک امام اعظم، یا مسلک غوث اعظم وغیرہ کہا جاتا تو بین الناس ہمارا مذہبی و اعتقادی تشخص ظاہر نہ ہوتا اور نہ ہم ان ابن الوقتوں سے ممتاز ہوتے۔لہٰذا یہ باور وتسلیم کرنا پڑے گا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کہنے سے فرقہائے باطلہ اور حقیقی اہل سنت کے درمیان فرق وامتیاز پیدا ہوگیا۔آج کے دور میں نجات وسلامتی کا ضامن یہی ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کہا جائے ورنہ اپنے آپ کی شناخت وپہچان مشکل ہوگی، اہل حق اور اہل باطل کے درمیان فرق اور امتیازی نشان کا ہونا لازم وضروری ہے۔ ان حقائق وسچائیوں کے باوجود اگر کوئی مسلک اعلیٰ حضرت کے جواز پر قدغن و روک لگائے وہ اپنے مسلک کی شان امتیاز بتائے۔مسلک اعلیٰ حضرت کی صداقت وحقیقت اور اس کی شرعی حیثیت یہی ہے اس پر بے جا کلام کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اس پر اعتراض وانگشت نمائی کرنا مسلک حق سے بغاوت کرنا ہے۔

فیضان اعلیٰ حضرت

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے پچاس سے زائد بلکہ جدید تحقیق کے مطابق سو سے زائد علوم وفنون پر تقریباً ایک ہزار کتابیں تصنیف فرمائیں اکثر فنون پر آپ کی تصانیف ویادگار موجود ہیں علوم عقلیہ ونقلیہ کا شاید ہی کوئی فن ایسا ہے جس پر آپ کی تحریر وتصنیف نہ ہو۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے اندر ہمہ گیریت وہمہ دانی تھی تصنیف خواہ کسی علم وفن کی ہو اس میں متعدد موضوعات پر بحث وتمحیص کی جاتی ہے اور مسئلہ دائرہ کو دلائل وبراہین سے واضح ومبرہن کر کے پیش کیا جاتا ہے پیش آمدہ مسئلے پر اس شان سے کلام و گفتگو کرتے ہیں کہ اس کا کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل نہیں رہتا، ہر زاویۂ نگاہ سے اسے مکمل وآراستہ کرتے ہیں یہ آپ کی شان تجدید اور علوم وفنون پر مہارت ودسترس کی ادنیٰ مثال ہے۔

احیاء دین وسنت میں تحریر وتصنیف کا ایک اہم مقام ہے تحریری وتصنیفی صلاحیت واستعداد کے بغیر کما حقہ دین متین کی خدمت اور علوم اسلامیہ کی اشاعت وتشہیر ممکن نہیں۔خالق کائنات نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کو دینی جذبہ و شوق کا خاص حصہ عطا فرمایا تھا جس کی بدولت وہ علوم وفنون کے بحر بیکراں ہوگئے انہوں نے جس موضوع پر قلم اٹھایا علم وفن کا دریا بہا دیا ان کی تحریر سکۂ رائج الوقت ہوگئی ان کے نام سے کسی تحریر واقتباس کا حوالہ اس کے مستند ومعتبر ہونے کی ضمانت ہوگئی۔ انہوں نے جو لکھا قرآن وحدیث، ارشادات صحابہ وتابعین، کتب شرعیہ کی عبارات ونصوص اور اقوال ائمہ واسلاف کے حوالے سے لکھا کوئی بھی بات بے سند وغیر معتبر نہ لکھی وہ ہر بات میں حزم واحتیاط کا دامن تھامے رہے، صراط مستقیم وراہ اعتدال سے سر مو انحراف نہ کیا گویا کہ تقسیم ازل نے انہیں ثابت قدمی کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا جس کی بنیاد پر وہ کسی بھی لغزش وبے راہ روی سے ہمیشہ محفوظ ومامون رہے قدرت نے ان کے قلم کو اپنے ذمۂ کرم پر لے لیا اس لئے وہ غلطیوں سے پاک رہے۔

زیر نظر کتاب "فیضان اعلیٰ حضرت" کے مضامین ومواد تصانیف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ سے ماخوذ ومستخرج ہیں۔ان کی جملہ تصانیف اگرچہ علمی وفنی ہوتی ہیں زیادہ تر انہیں علماء ودانشور ہی سمجھ سکتے ہیں مگر اس کتاب میں جو مضامین ماخوذ ہیں انہیں آسان وسہل انداز میں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے اور خیال یہ رکھا گیا ہے کہ عوام وخواص دونوں کے لئے یکساں مفید وکار آمد ہو لیکن تسہیل کی ہزار کوششوں کے باوجود اعلیٰ حضرت کی علمیت کی جھلک

اس میں ضرور ظاہر و ہویدا ہے۔ ایسا ہونا بھی چاہئے تھا کیوں کہ جو سراپا علم وفن ہوا سے کسی بھی حال میں علم کی بستی سے دور نہیں کیا جا سکتا نہ اس کی علمیت اس سے خارج وجدا ہو سکتی ہے۔ ہاں میں نے اس کتاب کے مضامین و مواد کو علمیت سے خارج وجدا نہیں کیا ہے بلکہ انہیں زیادہ سے زیادہ آسان و سہل انداز میں سامنے لانے کی کوشش کی ہے مگر اس طرح کہ اس کی اصل روح متاثر نہیں ہوئی نہ اس سے انداز بیان و معانی میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی نہ مفاہیم کی ادائیگی میں کوئی فرق پڑا اور نہ اس کی برجستگی وسلاست وروانی میں کوئی جھول واقع ہوا۔

پیش نظر کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ تصانیف اعلیٰ حضرت کے حوالے سے لکھا گیا ہے ہر مضمون کے آخر میں اس کتاب کا نام اور صفحہ نمبر وغیرہ درج کر دیا گیا ہے جس سے وہ مضمون ماخوذ ہے گویا کہ ہم نے تصانیف اعلیٰ حضرت کو ماخذ و مرجع قرار دیا ہے اور اسی حیثیت سے ان کا حوالہ بھی دیا ہے اگر چہ تصانیف اعلیٰ حضرت کا ماخذ بھی دیگر کتب شرعیہ ہیں۔ خیال یہ ہے کہ آج ہمیں تصانیف اعلیٰ حضرت کو اسی طرح ماخذ و مراجع قرار دینے کا حق ہے جس طرح دوسرے ائمہ وعلماء کی تصانیف کو ماخذ سمجھا جاتا ہے جب کہ سب کا منبع و سرچشمہ آیات واحادیث ہی ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہم تصانیف اعلیٰ حضرت کو ماخذ کی حیثیت سے پیش نہ کریں۔ زمانہ ماضی میں یہ حوالہ دیا جاتا تھا کہ ''امام غزالی فرماتے ہیں یا امام رازی وامام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں'' اس کے بعد پھر کسی حوالے کی ضرورت نہیں رہتی تھی نہ اس کے ثبوت میں کسی کتاب کا نام لکھا جاتا تھا جبکہ ان ائمہ کرام کی جملہ باتیں بھی خود ان کی ذہنی کاوش یا دماغی پیداوار کی نہ ہوتی تھیں بلکہ وہ بھی شرعی دلائل کے حوالے سے کہتے تھے اسی طرح آج زمانہ حال میں اگر یہ کہا جائے کہ ''اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں'' تو اس کے بعد پھر دیگر حوالوں کی ضرورت کیوں ہے؟ جب کہ یہ بھی حوالے اور شرعی دلائل کے بغیر کوئی بات نہیں کہتے۔ عالم یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ جب کسی مسئلے کے ثبوت میں دلائل وشواہد پیش کرنے پر آتے ہیں تو وقت کے رازی وغزالی سے کم دکھائی نہیں دیتے، احادیث و آثار پیش کرنے پر آتے ہیں تو امام بخاری وامام مسلم کے ہمسر و ہم پایہ معلوم ہوتے ہیں۔

اس سب کے باوجود دور حاضر کے تقاضوں کا لحاظ کرتے ہوئے میں نے آیات قرآنیہ میں سورۃ و آیت نمبر اور احادیث میں ان کی اصل کتابوں کے حوالے بھی درج کر دیئے ہیں جن سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے حدیثوں کا استخراج فرمایا ہے اور کہیں کہیں دیگر کتب کے حوالوں کا اندراج بھی عمل میں آیا ہے۔

کتاب "فیضان اعلیٰ حضرت" احادیث نبویہ، آثار صحابہ وتابعین، ارشادات اسلاف واکابر، اقوال ائمہ وعلماء، اصلاح عقائد واعمال، رد وابطال، پند ونصائح، عبرت وموعظت، اولیائے کرام کے سبق آموز حکایات و واقعات، فرائض و واجبات، سنن و مستحبات، دینی احکام ومسائل وغیرہ مراسم اہل سنت پر ایک عظیم ومعلومات افزا مفید کتاب ہے اسے مساجد ومجالس وغیرہ میں سنایا جا سکتا ہے اسی غرض سے اس کی ترتیب وتشکیل بھی عمل میں آئی ہے۔ اس کتاب کی تدوین وترتیب سے کسی نئی جماعت وگروہ کی تشکیل وبنا یا کسی کی مخالفت ومقابلہ مقصود نہیں بلکہ اس سے صرف اور صرف مسلک اعلیٰ حضرت کا فروغ واستحکام اور اصلاح فکر وعمل مقصود و مدنظر ہے۔

سببِ تالیف

نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ ریحان ملت حضرت الحاج قاری محمد تسلیم رضا خاں صاحب نوری مدظلہ العالی سے ایک ملاقات کے موقع پر میری بعض تالیفات مثلاً ''امام احمد رضا اور علم حدیث (پانچ جلد)''

سیرت مصطفیٰ جان رحمت، (چار جلد) فرمودات اعلیٰ حضرت اور علوم القرآن وغیرہ کا ذکر ہوا تو انہوں نے انہیں خوب سراہا اور دعائیں دیں۔ نیز فرمایا کہ "فیضان اعلیٰ حضرت" کے نام سے ایک کتاب کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے اگر آپ اسے مرتب کریں تو بہت بہتر ہوگا آپ اس کی طباعت واشاعت کی فکر نہ کریں میں اسے "امام احمد رضا لائبریری" کی طرف سے چھپوادوں گا۔ ان کے حکم پر میں نے اثبات میں جواب تو دیدیا مگر کم مائیگی اور بے بضاعتی کا احساس بشدت دامنگیر ہوا اور میں سوچتا رہا کہ نشان منزل کے بغیر عزم سفر کیسے کروں۔ بات تو سمجھ میں آگئی تھی کہ "فیضان اعلیٰ حضرت" کے نام سے کتاب کی واقعی ضرورت ہے جو مساجد و مجالس وغیرہ میں عوام الناس کو پڑھکر سنایا جاسکے اور جس میں مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق عقائد وایمانیات اور مراسم اہل سنت وغیرہ کا جامع بیان ہو۔ میں اسی غور وفکر میں مستغرق ومحو تھا کہ شہزادۂ ریحان ملت قاری محمد تسلیم رضا خاں صاحب نوری سے پھر دوبارہ فون پر بات ہوئی تو آپ نے مزید تاکید کے ساتھ فرمایا کہ آپ ضرور "فیضان اعلیٰ حضرت" کی ترتیب شروع کردیں اور یہ کہ اس بات کا بھرپور خیال رکھا جائے کہ اس کے تمام مضامین ومواد تصانیف اعلیٰ حضرت ہی سے ماخوذ و مستخرج ہوں کیوں کہ میرے رضا نے اپنی تصانیف عالیہ میں کچھ بھی نہیں چھوڑا سب کچھ بیان فرمادیا ہے، ان کی تصانیف میں دنیائے علم وتحقیق کے قیمتی وانمول خزانے موجود ہیں بس ان سے گوہر ہائے آبدار نکالنے کی ضرورت ہے اگر ایسا ہو گیا تو ان سے دنیا کی آنکھیں چکاچوند اور خیرہ ہوجائیں گی اور دنیا پکار اٹھے گی کہ واقعی امام احمد رضا بریلوی اپنی ذات وصفات میں ایک جہان حیرت اور علم وفن کی آماجگاہ ہیں۔

پھر کچھ دنوں کے بعد شہزادۂ ریحان ملت کے حکم وایماء کے مطابق ذات واجب الوجود پر وثوق وتوکل کرتے ہوئے اس عظیم کام کا آغاز کردیا کہ اسے انجام واختتام تک پہنچانے والا صرف اور صرف وہی خالق ومالک ہے میں ابتدا وانتہا میں اسی کی رحمت وبرکات کا امیدوار ومتلاشی ہوں۔ میں قدم آگے بڑھاتا رہا منزلیں خود بخود سمٹتی چلی گئیں اور یکے بعد دیگر نشان راہ کی تلاش جاری رہی میری جستجو اور میرا کاروان شوق بڑھتا چلا گیا ادھر شہزادۂ ریحان ملت مدظلہ العالی کے پیہم اصرار وتقاضے ہوتے رہے جس کے نتیجے میں آج اہل سنت کی میز پر اس عظیم سوغات وارمغان خلوص کو پیش کرتے ہوئے میں ذہنی فخر وانبساط اور دلی فرحت وشادمانی محسوس کررہا ہوں۔ اگر یہ کاوش بارگاہ رب العزت وبارگاہ رسالت میں مقبول ہوجائے تو میری امیدوں اور آرزوؤں کی انتہا ہوجائے گی اور اس کتاب کے ذریعے اگر ایک شخص بھی راہ ہدایت وصراط مستقیم پر گامزن وعامل ہوگیا تو یہ میرے لئے سرخ اونٹ سے بہتر اور دارین کی سعادت وفیروز بختی ہوگی اور اسے سرمایۂ آخرت سمجھنے میں میں حق بجانب ہوں گا۔

تشکر وامتنان

نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ ریحان ملت حضرت الحاج قاری محمد تسلیم رضا خاں صاحب نوری مدظلہ العالی کی بارگاہ عالی میں ہم تشکر وامتنان کا خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہیں کے ایماء واشارے پر "فیضان اعلیٰ حضرت" ترتیب دی گئی اور ان کے مسلسل اصرار وتقاضے کی بنیاد پر صرف پانچ مہینے کی قلیل مدت میں اس کی تکمیل عمل میں آئی پھر انہوں نے اپنا قائم کردہ ادارہ "امام احمد رضا لائبریری رضا نگر سوداگران بریلی شریف" کی جانب سے اس کی طباعت واشاعت کا بار گراں اٹھایا اس کے لئے ہم مزید ان کی بارگاہ رفیع میں ہدیۂ تشکر پیش کرتے ہیں۔

بریلی شریف کی سرزمین پر ''امام احمد رضا لائبریری'' کا قیام وقت کی اہم ضرورت اور وقت کا عین تقاضا تھا۔ بریلی شریف اہل سنت وجماعت کا عظیم مرکز ہے جہاں پر ہمہ اوقات تشنگان علوم نبویہ کا ہجوم ومیلہ لگا رہتا ہے اور کچھ لوگ تو صرف تصانیف رضا کی زیارت ودیدار ہی کرنا چاہتے ہیں، اس لائبریری کا ایک فائدہ یہی ہوگا کہ متمنی اور شائق لوگ تصانیف رضا کی نظر بھر کر زیارت کر سکیں گے اور علمی استفادہ کرنے والے ان سے بآسانی استفادہ کر کے اپنی علمی پیاس بجھائیں گے۔ اور یہ کہ اعلیٰ حضرت کے شہر میں اگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تصانیف سے تشنگی زائل ودور نہ ہوگی تو کہاں دور ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ ''امام احمد رضا لائبریری'' اہل ذوق کو سامان تسکین وتسلی فراہم کرے گی اور اس کی حرکت وبرکت سے اہل شوق کی تلاش وجستجو کو منزل مقصود ملے گی۔ آج اگرچہ یہ ابتدائی مرحلے میں ہے مگر اس کے عروج وترقی سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک دن وہ آئے گا کہ یہ ایک تناور درخت کی طرح پورے ملک بلکہ پوری دنیائے سنیت میں چھا جائیگی۔ کام اگرچہ دیر سے شروع ہوا مگر درست اور مناسب ہوا۔

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے — دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

اخیر میں ہم اپنے شفیق استاذ مکرم حضرت مولانا محمد صالح صاحب قادری بریلوی شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف کی بارگاہ مقدسہ میں بصد عجز ونیاز اور بہ ہزار ادب وخلوص خراج تشکر پیش کرنے کی سعادتیں حاصل کر رہے ہیں کہ انہوں نے اس کتاب پر نظر ثانی کی اور اپنا قیمتی وقت صرف کر کے اس کی اصلاح فرمائی۔

ہم فراموش نہیں کر سکتے استاذی الکریم حضرت علامہ مفتی سید محمد عارف صاحب رضوی سابق شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف وبانی جامعہ حسینیہ رضویہ نانپارہ کو کہ انہوں نے مجھے مشکل موڑ پر مہمیز کی، اپنے مفید مشوروں سے نوازا اور کتاب پر نظر ثانی فرمائی۔

رب کائنات سے دعا ہے کہ میرے جملہ اساتذہ کرام کا سایۂ عاطفت میرے سر پر قائم ودائم رہے ان کے فیوض وحسنات اگر میرے سر پر سایہ فگن رہیں تو یہی میری کامیابی کی دلیل وضمانت ہوگی۔

اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کا اعتراف واقرار کرنے میں مجھے ذرا بھی جھجک نہیں اس لئے میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس راہ میں لغزش پا ضرور ہوئی ہوگی میں ٹھوکروں سے محفوظ نہیں رہا ہوں گا قارئین کرام کو اس میں اگر کوئی کمی یا خامی نظر آئے تو اس کی نشاندہی کرنے پر میں دل کی گہرائیوں سے ممنون ومشکور ہوں گا کیونکہ میں اس راہ میں اس نئے مسافر کی مانند ہوں جو کسی نئے شہر کی گلیوں میں کھو گیا ہو۔

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ

محمد عیسیٰ رضوی قادری

خلیفۂ تاج الشریعہ وخادم الحدیث والافتاء الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج، ضلع قنوج (یوپی)

متوطن۔ کٹم پوسہ، ڈاکخانہ۔ ڈمرولا، وایہ۔ اسلامپور ضلع۔ اتر دیناجپور (بنگال)

۵؍ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ/ ۶؍جنوری ۲۰۰۶ء

موبائل نمبر: 09956027182

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے متعلق عقیدہ

اللہ تعالیٰ تمام کمالات وحسنات کا جامع اور جملہ عیوب ونقائص سے پاک ومبرا ہے۔ ہر مخلوق اس کے حکم کی تابع ہے کوئی اس کے حکم سے سرتابی نہیں کرسکتا۔ اس کی ذات واجب الوجود ازلی وابدی ہے سب اس کے محتاج ہیں اسے کسی کی احتیاج نہیں۔ وہ قادر مطلق اور فاعل مختار ہے، وہ یکتا و بے مثل ہے۔ اس کی ذات اور جملہ صفات پر ایمان واعتقاد رکھنا لازم وفرض ہے۔ اس پر کسی طرح کا کوئی عیب لگانا یا اسے عیب سے پاک نہ سمجھنا کفر ہے۔ (مرتب)

فاعل مختار و مؤثر حقیقی

ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہے جو کچھ ہوتا ہے اسی کے ارادہ سے ہوتا ہے اور اس کے ارادہ کے سوا عالم میں کوئی شی مؤثر حقیقی نہیں، نہ آگ جلاتی ہے نہ پانی بجھاتا ہے بلکہ اسی کے ارادہ سے جلنا بجھنا پیدا ہوتا ہے۔ اس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اسباب ومسببات میں ربط فرمادیا ہے کہ وہ بھی اسی کے ارادہ کا ہر وقت محتاج ہے وہ چاہے تو چیز پانی سے جل جائے، آگ سے بجھ جائے، آنکھیں سنیں، کان دیکھیں، وغیرذلک، چاہے تو اسباب کو معطل کردے لاکھ سبب موجود ہوں اور مسبب نہ ہوسکے، چاہے تو اسباب کو معزول فرمادے کوئی سبب نہ ہو اور مسبب موجود ہو جائے۔ یادرکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ [فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۴۹۰]

ہر کفر مستلزم ہے جہل باللہ کو

اللہ عزوجل کو جاننا بحمدہ تعالیٰ مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے کوئی کافر کسی قسم کا ہو ہرگز اسے نہیں جانتا، کفر کہتے ہی جہل باللہ کو ہیں، یعنی مسلمانوں کے سوا اللہ تعالیٰ کو کوئی نہیں جانتا کلمہ گو مرتد اگرچہ نمازیں پڑھیں، قال اللہ، قال الرسول کہیں اللہ عزوجل کو ہرگز نہیں جانتے۔

[فتاویٰ رضویہ جلد اول، ص ۷۳۵]

وہ ہر عیب ونقص سے پاک ہے

جمیع صفات کمال، اللہ عزوجل کے لئے لازم ذات ہیں اور جملہ عیوب ونقائص کذب، جہل، وغیرہ وغیرہ سب اس پر محال بالذات ہیں کہ اصلاً کسی طرح امکان نہیں رکھتے۔ [فتاویٰ رضویہ جلد اول، ص ۷۳۶]

رب تعالیٰ سے سچا حسن ظن رکھنا

حضرت حق عزوجل اپنے بندہ کے ساتھ اس کے گمان پر معاملہ فرماتا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب جل وعلا سے روایت فرماتے ہیں کہ مولیٰ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے، میں اپنے بندہ کے ساتھ وہ کرتا ہوں جو، بندہ مجھ سے گمان رکھتا ہے۔

(بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

دوسری حدیث میں یہ ارشاد زائد ہے، اب جیسا چاہے مجھ پر گمان کرے۔ (طبرانی، حاکم)

تیسری حدیث میں یوں زیادت ہے، اگر بھلا گمان کرے گا تو اس کے لئے بھلائی ہے اور برا گمان کرے گا تو اس کے لئے۔ (مسند احمد، طبرانی، حلیہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۵۷، ۴۵۸]

آخرت میں دیدار الٰہی

اہل سنت کا ایمان ہے کہ قیامت و جنت میں مسلمانوں کو دیدار الٰہی بے کیف، و بے جہت، و بے محاذات ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وُجُوهٌ يَو مَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ (القیامۃ، ۲۳)

کچھ منہ تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوئے۔

کفار کے حق میں فرماتا ہے بیشک وہ اس دن اپنے رب سے حجاب میں رہیں گے، یہ کافروں پر عذاب بیان فرمایا گیا ہے، تو ضرور مسلمان اس سے محفوظ ہیں۔ [الملفوظ اول، ص ۵۷]

اللہ کے لئے لفظ مونث کا استعمال

رب العزت جل جلالہٗ کی طرف مونث کا صیغہ یا مونث کی ضمیر استعمال کرنا جائز نہیں، یہاں تک کہ اگر یہ نماز میں زبان سے نکل جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچانک سوتے سوتے اٹھ بیٹھے اور بہت روئے لوگوں نے سبب دریافت کیا، فرمایا میں نے دیکھا رب العزۃ کو کہ فرماتا ہے تو اشعار لیلیٰ و سلمیٰ کو مجھ پر محمول کرتا ہے، اگر میں نہ جانتا کہ تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو وہ عذاب کرتا جو کسی پر نہ کیا ہو۔ [الملفوظ اول، ص ۹۸]

اللہ تعالیٰ پر اللہ میاں کا اطلاق

زبان اردو میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں، ان میں سے دو ایسے ہیں جن سے شان الوہیت پاک و منزہ ہے اور ایک کا صدق ہو سکتا ہے تو جب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا، اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا۔

- اس کے ایک معنی مولیٰ، اللہ تعالیٰ بے شک مولیٰ ہے۔
- دوسرے معنی شوہر۔
- تیسرے معنی زنا کا دلال کہ زانی اور زانیہ میں متوسط ہو۔ [الملفوظ اول، ص ۱۱۶]

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں غور و خوض

ہم نہ اس کی ذات سے بحث کر سکتے ہیں نہ اس کی کسی صفت سے۔

حدیث میں ارشاد فرمایا اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو اور اس کی ذات میں فکر نہ کرو کہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ (کنز العمال)

اس کی صفات میں فکر ذات ہی میں فکر ہے، ادراک کنہ صفات، بے ادراک کنہ ذات ممکن نہیں کہ اس کی صفات کو کسی موطن میں ذات سے جدائی محال اسی لئے انہیں لا عین ولا غیر کہا جاتا ہے اور کنہ ذات کا ادراک مخلوق کو محال، کہ وہ ہر شیٔ کو محیط ہے، کوئی اسے محیط نہیں کر سکتا، لاجرم کنہ صفات کا بھی ادراک محال۔ [الملفوظ دوم، ص ۶۰]

اللہ تعالیٰ کو صاحب کہنا کیسا ہے؟

جائز ہے، حدیث میں ہے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ (ترمذی)

اور سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تو قرآن عظیم میں صاحب فرمایا گیا:

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى، وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُوْنٍ۔

لیکن "اللہ صاحب" کہنا اسماعیل دہلوی کا محاورہ ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً ہمارے صاحب ہیں، مگر نام پاک کے ساتھ صاحب کہنا آریہ و پادریوں کا محاورہ ہے، اس لئے نہ چاہئے۔ آریہ، پادری، وہابیہ سب ایک سے ہیں۔ [الملفوظ سوم، ص۴۴]

حضور نے رب کو دیکھا

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ خلوت میں لیٹے ہوئے تھے ایک صاحب نے پوچھا کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، یہ سنتے ہی اٹھکر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے حضور نے اپنے رب کو دیکھا دیکھا دیکھا، فرماتے رہے یہاں تک کہ سانس ختم ہوگئی۔

[الملفوظ سوم، ص۳۷]

اللہ تعالیٰ کا زمانہ سے پاک ہونا

رب العزت زمانے سے پاک ہے، مگر بولتے ہیں وہ ازل میں بھی ایسا ہی تھا جیسا اب ہے اور ابد تک ویسا ہی رہے گا۔ تھا اور ہے اور رہے گا یہ سب زمانے پر دلالت کرتے ہیں اور وہ زمانے سے پاک، اور حوادث جو ہیں فی الحقیقت وہ بھی زمانہ سے جدا ہیں، مگر ان کا زمانے سے جدا ہونا عقل بتائیگی اور کسی ذریعہ سے نہ معلوم ہوگا۔ [الملفوظ چہارم، ص۶۵]

وہ بے حد ظاہر بھی ہے اور بے حد باطن بھی

وہ تو اعرف المعارف ہے ہر شی کو تعین تو وہیں سے عطا ہوتی ہے۔ وہ تو اس قدر ظاہر ہے کہ اس کا بے غایت ظہور، وہی سبب ہوگیا بے غایت بطون کا۔

قاعدہ ہے کہ شی جب تک ایک حد معتاد تک ظاہر رہتی ہے مرئی ہوتی ہے اور جب اس حد سے گزرتی ہے نظر نہیں آتی۔ آفتاب، طلوع کے بعد کچھ بخارات، سحابات وغیرہ میں ہوتا ہے پوری طرح نظر آتا ہے، خوب اچھی طرح اس پر نگاہ جم سکتی ہے، اور جتنا بلند ہوتا جاتا ہے نگاہ میں خیرگی آتی جاتی ہے یہاں تک کہ جب بالکل نصف النہار پر آجاتا ہے، نگاہ کی مجال نہیں کہ اس پر جم سکے، مگر پھر بھی اس کا ظہور ایک حد ہی تک ہے اس لئے اگرچہ ہم اس کو دیکھ نہیں سکتے پھر بھی اسکی روشنی سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

چودھویں شب کو جب آفتاب ہم سے بالکل پوشیدہ ہو جاتا ہے کسی کی طاقت نہیں کہ آفتاب سے روشنی لے سکے، اس وقت ماہتاب، آفتاب اور اہل زمین کے درمیان متوسط ہو کر آفتاب سے نور لیتا ہے اور اہل زمین کو نور پہنچاتا ہے، جو چاہے کہ اس ماہتاب سے نور نہ لوں گا بلکہ آفتاب ہی سے لوں گا ہرگز نہیں لے سکتا۔

ماہتاب نبوت کا توسط و وسیلہ

بلاتشبیہ ذات باری تعالیٰ، بیحد ظاہر تھی اور اسی سبب سے بیحد باطن تھی، تمام موجودات میں اس سے مستفید ہونے کی استعداد بھی نہ تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ماہتاب نبوت بنایا کہ آفتاب الوہیت سے منور ہو کر تمام مخلوقات کو منور کردے۔

عرش تک پھیلی ہے تاب عارض
یوں چمکتے ہیں چمکنے والے

جو چاہے کہ بغیر وسیلے اس ماہتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، کچھ حاصل کرلوں وہ خدا کے گھر میں نقب لگانا چاہتا ہے، بغیر اس توسل کے کوئی نعمت، کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں مل سکتی، کون ہے جس سے تمام عالم منور وموجود ہے وہ نہ ہو تو تمام عالم پر تاریکی عدم چھا جائے، وہ قمر برج رسالت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔[الملفوظ چہارم، ص۷۰]

اللہ کو عاشق کہنے کی ممانعت کیوں

اللہ تعالیٰ کو عاشق اور حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسکا معشوق کہنا جائز نہیں کہ عشق کے معنی اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہیں اور ایسا لفظ حضرت عزت کی شان میں بولنا ممنوع قطعی ہے جس کے لئے کوئی دلیل شرعی وارد نہیں۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ صرف معنی محال کا ایہام ہی منع کے لئے کافی ہے۔

ہمارے علمائے حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ اگر کوئی کہے کہ میں اللہ سے عشق کرتا ہوں یا وہ مجھ سے عشق کرتا ہے تو وہ بدعتی ہے، ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ مجھ سے محبت فرماتا ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں۔[فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۶۱]

اللہ عزوجل کی تنزیہہ میں اہل سنت کے عقیدے

جو بات اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے اس کا اطلاق اس پر درست ہے اور جو بات اس کی شان وصفت کے لائق نہیں اسکے لئے اس کا استعمال جائز نہیں، اس سلسلے میں اہل سنت وجماعت کے عقیدے یہ ہیں۔(مرتب)

(۱) اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقصان سے پاک ہے۔

(۲) سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی چیز کی طرف کسی بات میں بالکل احتیاج نہیں رکھتا۔

(۳) مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔

(۴) اس میں تغیر نہیں آسکتا، ازل میں جیسا تھا ویسا ہی اب ہے اور ویسا ہی ہمیشہ رہے گا یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ پہلے ایک طور پر ہو پھر بدل کر اور حالت پر ہو جائے۔

(۵) وہ جسم نہیں، جسم والی کسی چیز کو اس سے لگاؤ نہیں۔

(۶) اسے مقدار عارض نہیں کہ اتنا یا اُتنا کہہ سکیں، لمبا یا چوڑا، یا دلدار موٹا، یا پتلا، یا بہت، تھوڑا، یا ناپ، یا گنتی، یا تول میں بڑا یا چھوٹا، یا بھاری یا ہلکا نہیں۔

(۷) وہ شکل سے منزہ ہے پھیلا، یا سمٹا گول، یا لمبا تکونا، یا چوکھونٹا، سیدھا، یا ترچھا، یا اور کسی صورت کا نہیں۔

(۸) حد وطرف ونہایت سے پاک ہے، اور اس معنی پر نامحدود بھی نہیں کہ بے نہایت پھیلا ہوا ہو بلکہ یہ معنی کہ وہ مقدار وغیرہ تمام اعراض سے منزہ ہے، غرض نامحدود کہنا نفی حد کے لئے ہے نہ اثبات مقدار بے نہایت کے لئے۔

(۹) وہ کسی چیز سے بنا نہیں۔

(۱۰) اس میں اجزاء یا حصے فرض نہیں کرسکتے۔

(۱۱) جہت اور طرف سے پاک ہے جس طرح اسے دہنے بائیں یا نیچے نہیں کہہ سکتے یوہیں جہت کے معنی پر آگے پیچھے یا اوپر بھی ہرگز نہیں۔

(۱۲) وہ کسی مخلوق سے مل نہیں سکتا کہ اس سے لگا ہوا ہو۔

(۱۳) کسی مخلوق سے جدا نہیں کہ اس میں اور مخلوق میں مسافت کا فاصلہ ہو۔
(۱۴) اس کے لئے مکان اور جگہ نہیں۔
(۱۵) اٹھنے، بیٹھنے، اترنے، چڑھنے، چلنے، ٹھہرنے، وغیرہا تمام عوارض جسم وجسمانیات سے منزہ ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۱۱،ص۳۳۰]

اور بعض عقائد مذکورہ بالا ایک اور مقام پر دوسرے انداز میں امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان یوں بیان فرماتے ہیں:

وہ مکان وتمکن سے پاک ہے، نہ عرش اس کا مکان ہے، نہ دوسری جگہ، عرش وفرش سب حادث ہیں اور وہ قدیم ازلی ابدی سرمدی جب تک یہ کچھ نہ تھے کہاں تھا جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے، اور جیسا اب ہے ویسا ہی ابدالآباد تک رہے گا۔ عرش وفرش سب متغیر ہیں۔ حادث ہیں، فانی ہیں، وہ اور اس کی صفات تغیر وحدوث وفنا سب سے پاک ہے۔

[فتاویٰ رضویہ ج۱۱،ص۴۹]

اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہنا کیسا ہے

اللہ عزوجل کو حاضر وناظر کہنا نہیں چاہئے کیوں کہ حاضر وناظر ہونا جسم وجسمانیات کو مستلزم ہے اور وہ اس سے پاک ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اللہ عزوجل کو حاضر وناظر کہنے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل شہید وبصیر ہے، اسے حاضر وناظر نہ کہنا چاہئے۔ یہاں تک کہ بعض علماء نے اس پر تکفیر کا خیال فرمایا، مگر ہمارے اکابر یہ فرماتے ہیں کہ جو ایسا کہتا ہے خطا کرتا ہے، بچنا چاہئے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۶،ص۱۵۷]

اللہ کے نزدیک کس بندے کا مرتبہ کتنا

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں فرماتا ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا شکر کرو ناشکری نہ کرو۔ (البقرہ،۱۵۲)

بندہ جب اللہ تعالیٰ کو کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر مجلس میں یاد فرماتا ہے گویا کہ اگر بندہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف نظر رحمت فرمائے گا۔ (مرتب)

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو یہ جاننا پسند کرے کہ اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ کتنا ہے، وہ یہ دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ کی قدر کیسی ہے کہ بندے کے دل میں جتنی عظمت اللہ کی ہوتی ہے، اللہ اسی کے لائق اپنے یہاں اسے مرتبہ دیتا ہے۔ (حاکم، دارقطنی، ابونعیم) [فتاویٰ رضویہ ج۸،ص۴۵۷]

☆☆☆

نبوت ورسالت سے متعلق ایمانی باتیں

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول برحق اور سید الانبیاء ہیں، ان پر اور جو وہ خدا کی طرف سے لیکر آئے سب پر ایمان رکھنا فرض ہے، ان پر عیب لگانا، ان کی تنقیص وتوہین کرنا یا ان کی شان اقدس میں نازیبا کلمات کہنا کفر ہے، اسی طرح جتنے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے سب کو برحق ماننا فرض ہے، ایک نبی کی توہین وتکذیب جملہ انبیاء ومرسلین صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تکذیب وتوہین کو مستلزم ہے۔ یہ ایمان رکھنا بھی لازم ہے بعض انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے بعض پر فضیلت دی ہے ان میں سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے افضل و اعلیٰ بنایا ہے۔ (مرتب)

مسئلہ حیات انبیاء انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام حال حیات وحال وفات میں ہمیشہ ہر وقت طیب وطاہر ہیں۔ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی موت یعنی ان کے اجسام طیبہ سے ارواح طاہرہ کا جدا ہونا صرف ایک آن کے لئے ہوتا ہے پھر ویسے ہی زندہ ہو جاتے ہیں جیسے حال حیات ظاہری میں تھے جسم وروح سے معاً ولہٰذا ان کا ترکہ نہیں بٹتا نہ ان کے بعد ان کی ازواج سے نکاح جائز۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو مردہ کہنا حرام، بلکہ معاذ اللہ بطور توہین ہو تو صریح کفر ہے، اللہ عزوجل نے شہداء کو مردہ کہنے سے منع فرمایا، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات ان سے بدرجہا زائد ہے شہید کی حیات احکام دنیا میں نہیں اسکا ترکہ بٹے گا، اس کی بی بی عدت کے بعد نکاح کر سکے گی، بخلاف انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام۔ [حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد اول، ص ۶۱۱]

حضور جان ومال کے مالک ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کے جان ومال کے مالک ہیں، اگر وہ کسی مسلمان سے کچھ طلب فرمائیں وہ معاذ اللہ سوال نہیں بلکہ یقیناً ایسا ہے جیسے مولیٰ اپنے غلام سے اس کی کمائی کا کچھ لے کہ غلام اور اس کی کمائی سب مولیٰ کی ملک ہے، اسی لئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

هَلْ اَنَا وَمَالِى اِلَّا لَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ.

"میں اور میرا مال کس کے ہیں حضور ہی کے ہیں یا رسول اللہ" [حاشیہ فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۷۵۵]

اللہ کی عطا سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی امت پر ان کے جان ومال میں تصرف کا پورا اختیار حاصل ہے کہ جس طرح چاہیں صرف میں لائیں کسی امتی کو چوں چرا کی گنجائش نہیں چنانچہ قرآن کریم کی روشنی میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ مسلمانوں پر ان کی جانوں سے زیادہ اختیار رکھتے ہیں" [حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد اول، ص ۷۵۵]

منعم حقیقی اللہ، قاسم حضور والا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان کے لئے نعمت الٰہیہ ہیں، ہر خیر، ہر نعمت، ہر مراد، ہر دولت، دین میں، دنیا میں، آخرت میں، روز ازل سے آج تک، آج سے ابدالاباد تک جسے ملی یا ملتی ہے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس سے ملی اور ملتی ہے، معطی حقیقی اللہ عزوجل ہے اور اس کی تمام نعمتوں کے بانٹنے والے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دوسرے سے کوئی نعمت، کوئی مراد کسی کو کبھی ملی نہ ملے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۵۳۵]

قلب رسول کی بیداری

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ (بخاری، مسلم)

اسی طرح انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی آنکھیں سوتی ہیں دل کبھی نہیں سوتا، یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا وضو سونے سے نہیں جاتا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قلب مبارک افکار صالحہ متواتر وحی والہام اور معارف الٰہیہ میں مستغرق رہنے کے سبب سے نہیں سوتا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۹۱]

حالت جنابت میں حضور کا مسجد میں آنا

جنابت کی حالت میں کسی شخص کو مسجد میں آنے کی اجازت نہیں مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسجد میں تشریف لانا اور مسجد میں قیام فرمانا جائز ومباح تھا۔ (ت)

ایک مرتبہ اقامت ہونے کے بعد صفوں کو درست کیا گیا پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے جب حضور مصلی پر کھڑے ہوئے تو حضور کو خیال آیا کہ حضور جنب ہیں یعنی غسل کی حاجت ہے، حضور نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم لوگ اپنی جگہ پر کھڑے رہو حضور واپس گئے غسل فرمایا پھر جب تشریف لائے تو حضور کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ (ت) (بخاری، مسلم) [فتاویٰ رضویہ جلد اول، ص ۶۳۸]

کسی نبی کی طرف نسبت معصیت ہمیں حلال نہیں

غیر تلاوت میں اپنی طرف سے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف نافرمانی وگناہ کی نسبت حرام ہے، ائمہ دین نے اس کی تصریح فرمائی بلکہ ایک جماعت علمائے کرام نے اسے کفر بتایا۔ مولیٰ کو شایاں ہے کہ اپنے محبوب بندوں کو جس عبارت سے تعبیر فرمائے فرمائے، دوسرا کہے تو اس کی زبان گدی کے پیچھے سے کھینچی جائے۔

یعنی تلاوت قرآن یا قرأت حدیث کے سوا اپنی طرف سے آدم علیہ الصلاۃ والسلام خواہ کسی نبی کو معصیت کی طرف منسوب کرنا سخت حرام ہے۔ [فتاویٰ رضویہ جلد اول، ص ۲۳۳]

حضور کا غسالہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو بلکہ غسل جنابت کا بھی پانی ہمارے حق میں طاہر مطہر ہے اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام۔

یعنی جن کے وضو وغسل کا غسالہ ہمارے حق میں پاک وصاف ہے تو ان کی طرف کسی معصیت وگناہ کی نسبت کیوں کر جائز ہو سکتی ہے ان کے نام پاک سے دلوں کا میل ڈھل جاتا ہے۔ [حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد اول، ص ۲۵۴]

جس طرح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا غسالہ شریف پاک ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار شریفہ مثل جبۂ اقدس و نعل مبارک کا غسالہ شفاو برکت اور قابل وضو معطی طہارت ہے مگر پاؤں پر نہ ڈالا جائے۔ [فتاویٰ رضویہ جلد اول، ص ۲۵۶]

حضور کا فضل و شرف

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی چیز سے شرف نہ پایا بلکہ جو چیز حضور کی طرف منسوب ہوگئی اسے شرف مل گیا۔

اللہ عزوجل غیر افضل اشیاء کو بھی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے تاکہ ان اشیاء کو فضل حاصل ہو، لہٰذا ولادت اقدس ماہ ربیع الاول شریف میں ہوئی نہ ماہ مبارک رمضان میں، اور روز جاں افروز دوشنبہ ہوئی، نہ روز مبارک جمعہ، اور مکان مولد اقدس میں ہوئی نہ کعبہ معظمہ میں۔ [حاشیہ فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۵۵۲]

نواقض وضو

بعض نواقض وضو انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے یوں ناقض نہیں کہ ان کا وقوع ہی ان سے محال ہے، جیسے جنون یا نماز میں قہقہہ۔

نیند کے سوا باقی اور نواقض سے بھی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا وضو جاتا یا نہیں، اس میں اختلاف ہے۔

- علامہ قہستانی وغیرہ نے فرمایا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا وضو نہیں جاتا۔
- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تحقیق یہ ہے کہ نواقض حکمیہ مثل خواب و غشی سے نہیں جاتا، اور نواقض حقیقیہ مثل بول وغیرہ سے ان کی عظمت شان کے سبب سے جاتا رہتا ہے۔
- نیند کے مثل غشی بھی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے جسم ظاہر پر طاری ہوسکتی دل مبارک اس حالت میں بھی بیدار و خبردار رہتا۔

فضلات شریفہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلات شریفہ مثل پیشاب وغیرہ سب طیب طاہر تھے جن کا کھانا پینا ہمیں حلال و باعث شفاو سعادت، مگر حضور کی عظمت شان کے سبب حضور کے حق میں حکم نجاست رکھتے۔ [حاشیہ فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۹۲، ۹۳]

انسان کا نطفہ جس سے آدمی کی پیدائش ہوتی ہے اسکے پاک و ناپاک ہونے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

منی مطلق ناپاک ہے سوا ان پاک نطفوں کے جن سے تخلیق حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہوئی، اور خود انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے نطفے، کہ ان کا پیشاب بھی پاک ہے یونہی تمام فضلات۔ [فتاویٰ رضویہ جلد دوم، ص ۱۳۸]

ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں:

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے فضلات شریفہ پاک ہیں اور ان کے والدین کریمین کے وہ نطفے بھی پاک ہیں جن سے یہ حضرات پیدا ہوئے۔

حضرت جابر کی خواہش

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا حضور کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی، دو متفرق پیڑ الگ الگ کھڑے تھے اور کچھ پتھر ادھر ادھر پڑے تھے، حضور نے ارشاد فرمایا اے جابر ان پیڑوں اور پتھروں سے جا کر کہدو کہ رسول اللہ (صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم) کا حکم ہے کہ تم آپس میں ملجاؤ، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر فرمایا دونوں پیڑوں نے جنبش کی اور اپنے تمام رگ وریشہ زمین سے نکالے، ایک ادھر سے چلا اور دوسرا ادھر سے، اور دونوں مل گئے، اور پتھروں نے ایک دیوار کی شکل ہو کر اڑنا شروع کیا اور درختوں کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر حضور وہاں تشریف لے گئے اور قضائے حاجت فرمائی، جب فارغ ہو کر تشریف لائے میں گیا اس قصد سے کہ جو کچھ خارج ہوا ہو اس کو کھاؤں وہاں کچھ نہ تھا البتہ اس جگہ مشک کی خوشبو آ رہی تھی فرمایا ان پیڑوں اور پتھروں سے کہو اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں اس نیت سے گیا تھا کہ جو کچھ ملے اس کو تبرکاً کھاؤں، وہاں سوائے مشک کی خوشبو کے اور کچھ نہ پایا، فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ زمین نگل لیتی ہے جو انبیاء سے خارج ہوتا ہے (پھر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے مسکرا کر فرمایا) جو اچھی چیز ہوتی ہے اس کو زمین ہی نہیں چھوڑتی۔ (مشکوٰۃ، الخصائص الکبریٰ)

(پھر فرمایا) سب انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام طاہر محض ہیں اور جو شیٔ ان سے علاقہ رکھنے والی ہے سب طاہر، ہاں ان کے فضلات خود ان کے حق میں ایسے ہی نجس ہیں جیسے ہمارے نزدیک ہمارے فضلات نجس ہیں اور اگر ان سے کوئی فضلہ خارج ہو جو ہمارے لئے ناقض وضو ہے تو بیشک ان کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔

پھر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی عشق بھرے انداز میں فرماتے ہیں کہ:

میری نظر میں امام ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کی وقعت ابتداءً امام بدر الدین محمود عینی شارح صحیح بخاری سے زیادہ تھی، فضلات شریفہ کی طہارت کی بحث ان دونوں صاحبوں نے کی ہے، امام ابن حجر نے ابحاث محدثانہ لکھی ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے، اور اس پر یہ اعتراض ہے، یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے، اخیر میں لکھا ہے کہ فضلات شریفہ کی طہارت ان کے نزدیک ثابت نہیں۔ امام عینی نے بھی شرح بخاری میں اس بحث کو بہت بسط سے لکھا ہے آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ابحاث ہیں، جو شخص طہارت کا قائل ہو اس کو میں مانتا ہوں اور جو اس کے خلاف کہے اس کے لئے میرے کان بہرے ہیں، میں سنتا نہیں، یہ لفظ ان کی کمال محبت کو ثابت کرتا ہے اور میرے دل میں ایسا اثر کر گیا کہ ان کی وقعت بہت ہو گئی۔

اعضائے شریفہ

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اعضائے شریفہ مثلاً موئے مبارک اور دندان شریف اور ناخن شریف کا کھانا ناجائز و حرام ہے، ابتذال وتوہین ہے، جو چیز حرام کی گئی اسکی حلت کی کوئی وجہ نہیں وہ مباح نہیں ہو سکتی اگر تبرک چاہتا ہے پانی میں دھو کر پیے۔ [الملفوظ حصہ چہارم، ص ۲۳، ۲۴]

انبیاء کرام کی حیات بعد وفات

تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات، حقیقی حسی دنیوی ہے۔

صحیح حدیث میں ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اجسام کا کھانا حرام فرما دیا ہے، تو اللہ کے نبی زندہ ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں۔ (نسائی)

دوسری صحیح حدیث میں ہے انبیاء سب زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

پھر قادیانیوں کا رد کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے متعلق فرماتے ہیں کہ:

اگر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات مان بھی لی جائے تو ان کی موت بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے صرف آنی ہے، ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے۔

یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ ضروریات مذہب اہل سنت سے ہے، اس کا منکر نہ ہوگا مگر بدمذہب گمراہ، تو پھر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام زندہ ہی ہیں ان کا نزول ممتنع کیوں کر ہوگا۔

چار انبیاء کرام کو ابھی وعدۂ الٰہیہ نہیں آیا

چار انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام وہ ہیں جن پر ابھی ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی۔

- دو آسمان پر
  (۱) سیدنا ادریس علیہ الصلاۃ والسلام
  (۲) اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام
- اور دو زمین پر
  (۱) سیدنا الیاس علیہ الصلاۃ والسلام
  (۲) اور سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام

ہر سال حج میں یہ دونوں حضرات جمع ہوتے ہیں، حج کرتے ہیں، ختم حج پر زمزم شریف کا پانی پیتے ہیں کہ وہ پانی ان کو کفایت کرتا ہے سال بھر کے طعام و شراب سے۔ [الملفوظ حصہ چہارم، ص ۴۵]

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ:

جمہور کا مذہب یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام نبی ہیں، زندہ ہیں خدمت بحر انہیں سے متعلق ہے اور الیاس علیہ الصلاۃ والسلام خشکی میں ہیں۔

پھر فرمایا، چار نبی زندہ ہیں کہ ان کو وعدۂ الٰہیہ ابھی آیا ہی نہیں، یوں تو ہر نبی زندہ ہے بیشک اللہ نے حرام کیا ہے زمین پر کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے جسموں کو خراب کرے، تو اللہ کے نبی زندہ ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر ایک آن کو محض تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لئے موت طاری ہوتی ہے، بعد اس کے پھر ان کو حیات حقیقی حسی دنیوی عطا ہوتی ہے۔ خیر ان چاروں میں سے دو آسمان پر ہیں اور دو زمین پر۔

- خضر و الیاس علیہما الصلاۃ والسلام زمین پر ہیں۔
- اور ادریس و عیسیٰ علیہما السلام آسمان پر ہیں۔

ادریس علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ

آپ کے واقعہ میں علماء کو اختلاف ہے، اتنا تو ایمان ہے کہ آپ آسمان پر تشریف فرما ہیں قرآن عظیم میں ہے:

وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِیًّا۔ (مریم، ۵۷)

ہم نے ان کو بلند مکان پر اٹھا لیا۔

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ بعد موت آپ آسمان پر تشریف لے گئے۔

ایک روایت میں یہ ہے، ایک بار آپ دھوپ کی شدت میں تشریف لئے جا رہے تھے دوپہر کا وقت تھا، آپ کو سخت تکلیف ہوئی خیال فرمایا کہ جو فرشتہ آسمان پر موکل ہے اس کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی، عرض کی اے اللہ اس فرشتہ پر تخفیف

فرما، فوراً دعا قبول ہوئی اور اس پر تخفیف ہوگئی، اس فرشتہ نے عرض کیا یا اللہ! مجھ پر تخفیف کس طرف سے آئی، ارشاد ہوا میرے بندے ادریس نے تیری تخفیف کے واسطے دعاء کی، میں نے اس کی دعا قبول کی، عرض کی مجھے اجازت دے کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں، اجازت ملنے پر حاضر ہوا، تمام واقعہ بیان کیا اور عرض کیا کہ حضرت کا کوئی مطلب ہو تو ارشاد فرمائیں، فرمایا ایک مرتبہ جنت میں لے چلو، عرض کی یہ تو میرے قبضہ سے باہر ہے لیکن عزرائیل ملک الموت سے میرا دوستانہ ہے ان کو لاتا ہوں، شاید کوئی تدبیر چل جائے۔ غرض عزرائیل علیہ السلام آئے آپ نے ان سے فرمایا، انہوں نے عرض کیا حضور بغیر موت کے تو جنت میں جانا نہیں ہوسکتا، فرمایا روح قبض کرلو، انہوں نے بحکم خدا ایک آن کے لئے روح قبض کی اور فوراً جسم میں ڈالدی، آپ نے فرمایا کہ مجھ کو جنت و دوزخ کی سیر کراؤ، حضرت عزرائیل علیہ السلام دوزخ پر لائے، طبقات جہنم کھلوائے، آپ دیکھتے ہی بے ہوش ہوکر گر پڑے، ؟ عزرائیل علیہ السلام وہاں سے لے آئے جب ہوش ہوا تو عرض کیا یہ تکلیف آپ نے اپنے ہاتھوں سے اٹھائی پھر جنت میں لے گئے، وہاں کی سیر کرنے کے بعد عزرائیل علیہ السلام نے چلنے کے واسطے عرض کیا آپ نے التفات نہ فرمایا، پھر دوبارہ عرض کیا آپ نے جواب نہ دیا، جب پھر انہوں نے عرض کیا تو فرمایا اب چلنا کیسا؟ جنت میں آکر بھی کوئی واپس جاتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو ان دونوں میں فیصلہ کرنے کے واسطے بھیجا اس نے آکر پہلے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے سارا واقعہ سنا پھر آپ سے دریافت کیا کہ آپ کیوں نہیں تشریف لے جاتے ارشاد فرمایا:

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

  كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔

  ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (ت) (آل عمران، ۱۸۵)

  اور میں موت کا مزہ چکھ چکا ہوں

- اور فرماتا ہے:

  وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا۔ (مریم، ۷۱)

  تم میں سے ہر ایک جہنم کی سیر کرے گا۔

  اور میں جہنم کی بھی سیر کر آیا۔

- وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ۔ (البقرۃ، ۱۶۷)

  اور وہ لوگ جنت سے کبھی نہ نکلیں گے۔

اب میں جنت میں آگیا کیوں جاؤں حکم ہوا میرا بندہ ادریس سچا ہے اس کو چھوڑ دو۔

ہر نبی کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، سب اولین و آخرین و انبیاء و مرسلین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی۔

حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

دراں مسجد امام انبیاء شد ۝ صف پیشینیاں را پیشوا شد

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سِر عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

بیت المعمور میں امامت

بیت المقدس میں تمام انبیاء اور مرسلین کے ساتھ نماز پڑھی اور بیت المعمور میں سب انبیاء اور امت مرحومہ نے بھی۔ کچھ لوگ پہلی صف میں تھے، کچھ دوسری، کچھ تیسری اور کچھ ان صفوں میں تھے جو بیت المعمور کے باہر تھیں، فرق مراتب میں تھا، ان میں کچھ کے کپڑے سپید تھے اور کچھ کے میلے، سپید والے صالحین ہیں اور میلے ہم جیسے گنہگار، پڑھی سب نے بیت المعمور میں۔

[الملفوظ حصہ چہارم، ص ۴۶/ملخصاً]

حدیث شب معراج میں تصریح ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد اقصیٰ میں تشریف فرما ہوئے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو ملاحظہ فرمایا کوئی قیام میں ہے، کوئی رکوع میں، کوئی سجود میں۔ (ابونعیم) [فتاویٰ رضویہ جلد دوم، ص ۱۸۴]

حضور کے چند متفرق اجمالی فضائل وکمالات

اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے شمار فضائل و کمالات عطا فرمائے ہر ایک کا تفصیلی ذکر تو رب تعالیٰ ہی فرما سکتا ہے وہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں، انسان تو بس ایک عاجز ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے بعض مقام پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعدد کمالات و اختیارات تحریر فرمائے ہیں مگر یہاں پر اجمالی طور پر چند خصوصیات واختیارات یہ ہیں۔ (مرتب)

قرآن وحدیث ناطق ہیں کہ:

- اللہ ورسول نے دولت مند کردیا۔
- اللہ ورسول نگہبان ہیں۔
- اللہ ورسول بے والیوں کے والی ہیں۔
- اللہ ورسول مالوں کے مالک ہیں۔
- اللہ ورسول زمین کے مالک ہیں۔
- اللہ ورسول کی طرف توبہ لاؤ۔
- اللہ ورسول کی دہائی دو۔
- اللہ ورسول دینے والے ہیں۔
- اللہ ورسول سے دینے کی توقع رکھو۔
- اللہ ورسول نے نعمت دی۔
- اللہ ورسول نے عزت بخشی۔
- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے حافظ ونگہبان ہیں۔
- حضور کی طرف سب کے ہاتھ پھیلے ہیں۔

- حضور کے آگے سب گڑگڑا رہے ہیں۔
- حضور ساری زمین کے مالک ہیں۔
- حضور سب آدمیوں کے مالک ہیں۔
- حضور تمام امتوں کے مالک ہیں۔
- ساری دنیا کی مخلوق حضور کے قبضہ میں ہے۔
- مدد کی کنجیاں حضور کے ہاتھ ہیں۔
- نفع کی کنجیاں حضور کے ہاتھ میں۔
- جنت کی کنجیاں حضور کے ہاتھ میں۔
- دوزخ کی کنجیاں حضور کے ہاتھ میں۔
- آخرت میں عزت دینا حضور کے ہاتھ ہے۔
- قیامت میں کل اختیار حضور کے ہاتھ ہے۔
- حضور مصیبتوں کے دور فرمانے والے۔
- حضور سختیوں کے ٹالنے والے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۲۰، ۵۲۱]

تعظیم حضور عین ایمان وجان ایمان

بحمد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ایمان میں تعظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین ایمان، ایمان کی جان ہے، اور علی الاطلاق مطلوب شرع، تو جو کچھ بھی، جس طرح بھی، جس وقت بھی، جس جگہ بھی تعظیم اقدس کے لئے بجالائے خواہ وہ بعینہٖ منقول ہو یا نہ ہو، سب جائز و مندوب و مستحب و مرغوب و مطلوب و پسندیدہ و خوب ہے، جب تک اس خاص سے نہی نہ آئی ہو، جب تک اس خاص میں کوئی حرج شرعی نہ ہو، وہ سب اس اطلاق ارشاد الٰہی "وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ" میں داخل اور امتثال حکم الٰہی کا فضل جلیل اسے شامل ہے۔ اس لئے ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ جو کچھ جس قدر ادب و تعظیم حبیب رب العٰلمین جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں زیادہ مداخلت رکھے اسی قدر زیادہ خوب ہے۔

امام ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم میں انواع تعظیم کی ہر وہ بات جائز و درست ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت و وحدانیت میں شرکت لازم نہ آئے، یہ بات اس کے نزدیک مستحسن و بہتر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نور بصیرت عطا فرمایا ہے۔ (ت) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۴۴]

حضور کا ذکر اور نزول رحمت

ذکر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باعث نزول رحمت ہے۔ کیوں کہ حضور کا ذکر، عین ذکر خدا ہے۔

ائمہ کرام "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا جو تمہارا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے اور ذکر الٰہی بلاشبہ رحمت اترنے کا باعث ہے۔ (الشفاء)

ہر محبوب کا ذکر محل نزول رحمت ہے، نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی اترتی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو

سب صالحین کے سردار ہیں، پھر حضور کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی کیوں نہیں اترے گی۔ [فتاوٰی رضویہ ج ۲، ص ۵۵۲ ملخصاً]

خواب میں حضور کی زیارت حق ہے

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہونا بلاشبہ حق ہے یہ خواب کبھی اضغاث احلام (شیطانی وساوس) سے نہیں ہوتی۔

حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھی کو دیکھا کہ شیطان میری مثال بن کر نہیں آسکتا۔ (بخاری، ترمذی)

اور فرماتے ہیں ﷺ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا کہ شیطان میری وضع نہ بنائے گا۔ (بخاری، مسلم)

خواب میں حضور کے فرمان پر عمل کا حکم وضابطہ

عالم خواب میں ہوش و حواس عالم بیداری کی طرح قابو میں نہیں ہوتے لہٰذا خواب میں جو ارشاد سنے، مثل بیداری مورث یقین نہیں ہوتا اس کا ضابطہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جو ارشادات، بیداری میں ثابت ہو چکے ان پر عرض کریں، اگر ان سے مخالف نہیں تو ٹھیک ہے خواہ حکم صریح کے مطابق ہو یا نہ ہو، ایسی حالت میں اس ارشاد کا ماننا چاہئے اور مخالف ہے تو یقین کریں گے کہ صاحب خواب کے سننے میں فرق ہوا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حق فرمایا اور خواب کے اثر سے حواس بگڑنے کے باعث اس کے سننے میں غلط آیا۔

جیسے ایک شخص نے خواب دیکھا کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے میکشی کا حکم دیتے ہیں، امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضور نے میکشی سے نہی فرمائی تیرے سننے میں الٹی آئی۔

اس امر میں فاسق و متقی برابر ہیں، نہ متقی کا سماع واجب الصحۃ، نہ فاسق کا بیان یقینی الکذب، بلکہ ضابطہ مطلقاً یہی ہے جو مذکور ہوا۔ [فتاوٰی رضویہ ج ۲، ص ۱۸۷]

حضور کے اسمائے گرامی

حضور کے علم ذات دو ہیں:

- کتب سابقہ میں احمد ہے۔
- اور قرآن کریم میں محمد ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور حضور کے اسماء صفات بے گنتی ہیں۔

- علامہ احمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانچسو جمع فرمائے۔
- سیرت شامی میں تین سو اور اضافہ کئے۔
- اور میں (امام احمد رضا بریلوی) نے چھ سو اور ملائے، کل چودہ سو ہوئے۔

اور حضور کے اسماء ہر طبقہ میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں جداگانہ ہیں۔ دریا میں اور نام ہیں، پہاڑوں میں اور، ہر طبقہ اور ہر جنس میں جدا جدا نام ہونا اس لئے کہ ہر جگہ حضور کی ایک خاص تجلی ہے، جس جگہ صفت کا ظہور ہے، اسی کے مناسب نام بھی ہے۔

انجیل شریف کی بہت سی آیات ہیں جو حضور کے اوصاف بیان کر رہی ہیں اگر چہ نصاریٰ نے بہت تحریف کی ہے اور اپنی چلتی وہ کل آیتیں جو حضور کے اوصاف میں تھیں نکال ڈالیں، مگر جس امر کو اللہ تعالیٰ پورا کرنا چاہے اسکو کون ناقص کر سکتا ہے، بہت سی آیتیں اب بھی رہ گئیں مگر انہیں سوجھتی نہیں، اسی طرح توریت وزبور میں بھی بہت سی آیات موجود ہیں۔

[الملفوظ اول، ص ۳۹]

حضور کے اخلاق کریمانہ اور ایک کافر کا مسلمان ہونا

ایک مرتبہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے کاشانہ اقدس میں ایک کافر مہمان ہوا اور اس خیال سے کہ اہل بیت اطہار بھوکے رہیں سب کھانا کھا گیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجرہ شریف میں ٹھہرایا، پچھلی رات کے وقت پیٹ میں گرانی معلوم ہوئی اور تھوڑی دیر بعد اجابت کی ضرورت ہوئی، شرمندگی کی وجہ سے کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے حجرہ شریف میں غلاظت پھیلائی اور تمام بستر وغیرہ خراب کر دیا اور صبح ہوتے ہی وہاں سے چلدیا، جب حضور حجرہ شریف میں مہمان کی خیریت معلوم کرنے کی غرض سے تشریف لائے تو یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی، آپ نے خود نجاست کو صاف کیا، صحابۂ کرام کو اس کی اس ناشائستہ حرکت پر سخت غصہ آیا۔ اتفاقاً عجلت میں وہ اپنی تلوار بھول گیا اور تلوار بہت اچھی تھی جس کے لئے اسے مجبوراً پھر لوٹنا پڑا، یہاں آکر دیکھا کہ حضور اپنے دست اقدس سے بستر دھو رہے ہیں، امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سزا دینے کا ارادہ کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ یہ میرا مہمان ہے، اور اس سے فرمایا تم اپنی تلوار بھول گئے تھے جہاں رکھی تھی وہاں سے اٹھالو، وہ حضور کے اس خلق عظیم کو دیکھ کر فوراً مشرف باسلام ہو گیا۔

اس کے قریب روایت مثنوی شریف میں مذکور ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے۔ اور کفار ومرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے، ان کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروائیں ہاتھ کاٹے، پاؤں کاٹے، پانی مانگا تو پانی تک نہ دیا۔ یہ سلوک کس کے ساتھ وہ رجوع لانے والے نہ تھے۔ (مثنوی) [الملفوظ اول، ص ۱۱۰]

اللہ ورسول کی محبت پیدا ہونے کا ذریعہ

تلاوت قرآن مجید اور درود شریف کی کثرت اور نعت شریف کے صحیح اشعار خوش الحانوں سے بکثرت سنے اور اللہ ورسول کی نعمتوں اور رحمتوں میں جو اس پر ہیں غور کرے تو ان چیزوں سے دل میں خدا اور رسول (عزجلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت پیدا ہو گی۔ [الملفوظ اول، ص ۱۱۵]

آیات قرآنیہ سے حضور کے علم غیب کا ثبوت

● قرآن عظیم فرماتا ہے:
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ (آل عمران ۱۷۹)

اے عام لوگو! اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع فرما دے ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔

● عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (الجن، ۲۶)

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

صرف اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو علم غیب پر مسلط فرمادیا۔

- اور قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۔ (التکویر،۲۴)

یعنی میرا محبوب غیب پر بخیل نہیں۔

جس میں استعداد پاتے ہیں اسے بتاتے بھی ہیں، اور ظاہر ہے کہ بخیل وہ کہ جس کے پاس مال ہو اور صرف نہ کرے، وہ کہ جس کے پاس مال ہی نہیں کیا بخیل کہا جائے گا۔ اور یہاں بخیل کی نفی کی گئی تو جب تک کوئی چیز صرف کی نہ ہو کیا مفاد ہوا، لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور غیب پر مطلع ہیں اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بخشتے ہیں۔

- اور فرماتا ہے:

نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَاناً لِكُلِّ شَيْءٍ۔ (النحل،۸۹)

ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شی کا روشن بیان کردینے کے لئے اتاری۔

تبیاناً ارشاد فرمایا، بیاناً نہ فرمایا کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں بیان اشیاء اس طرح پر ہے کہ اصلاً خفا نہیں۔

حضور پر ہر چیز روشن ہوگئی

حدیث میں ہے جسے امام ترمذی وغیرہ نے دس صحابہ سے روایت کیا کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور کی تشریف آوری میں دیر ہوئی، یعنی قریب تھا کہ آفتاب طلوع کر آئے اتنے میں حضور تشریف فرما ہوئے اور نماز پڑھائی، پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی؟ سب نے عرض کی اللہ و رسول خوب جانتے ہیں، ارشاد فرمایا میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا۔ یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا اس نماز میں عبد درگاہ معبود میں حاضر ہوتا ہے اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی، اس نے فرمایا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فرشتے کس بات میں مخاصمہ اور مباہات کرتے ہیں، میں نے عرض کی کہ میں بے تیرے بتائے کیا جانوں؟

تو رب العزت نے اپنا دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور میرے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔ (ترمذی)

صرف اسی پر اکتفا نہ فرمایا کہ کسی وہابی صاحب کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ "کُلُّ شَیْءٍ" سے مراد ہر شی متعلق بشرائع ہے، بلکہ ایک روایت میں فرمایا:

میں نے جان لیا جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔

اور دوسری روایت میں فرمایا: اور میں نے جان لیا جو کچھ مشرق و مغرب تک ہے۔

یہ تینوں روایتیں صحیح ہیں تو تینوں لفظ ارشاد اقدس سے ثابت ہیں، یعنی میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔ (مشکوٰۃ)

اور روشن ہونے کے ساتھ پہچان لینا اس لئے فرمایا کہ کبھی شی معروف ہوتی ہے، پیش نظر نہیں، اور کبھی شی پیش نظر ہوتی ہے اور معروف نہیں، جیسے ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے دیکھو وہ سب تمہارے پیش نظر ہوں گے، مگر ان میں

بہت کو پہچانتے نہ ہوں گے، اس لئے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیائے عالم ہمارے پیش نظر بھی ہوگئیں اور ہم نے پہچان بھی لیں کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی نہ علم سے خارج۔

مسلمان دیکھیں نصوص میں بلاضرورت تاویل وتخصیص باطل و نامسموع ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا ہر چیز کا روشن بیان کردینے کو یہ کتاب ہم نے تم پر اتاری، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔

تو بلاشبہ یہ رویت و معرفت جمیع مکنونات قلم ومکتوبات لوح کو شامل ہے جس میں سب ماکان و ما یکون روز اول سے روز آخر تک وجملہ خواطر وضمائر سب کچھ داخل۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔ (کنز العمال)

اور حضور کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا:

- ایک بزرگ فرماتے ہیں وہ مرد نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے، انہوں نے سچ فرمایا اپنے مرتبہ کا اظہار کیا۔
- ان کے بعد حضرت بہاء الدین نقش بند قدس سرہٗ نے فرمایا میں کہتا ہوں مرد وہ نہیں جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھے۔
- اور وہ جو نسب میں حضور کے صاحبزادے اور نسبت میں حضور کے ایک اعلیٰ جاہ کفش بردار ہیں یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدۂ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلیٰ بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعاً

کَخَرْدَلَۃٍ عَلیٰ حُکْمِ اتِّصَالٖ

یعنی میں نے اللہ کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے ملاحظہ کیا اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہ تھا بلکہ علی الاتصال یہی حکم ہے۔

- اور فرماتے ہیں کہ میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں لگی ہے۔

☆ لوح محفوظ کیا ہے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ہر بڑی چھوٹی چیز لکھی ہوئی ہے۔ (القمر،۵۳)

☆ اور فرماتا ہے، ہم نے کتاب میں کوئی شی اٹھا نہ رکھی۔ (الانعام،۳۸)

☆ اور فرماتا ہے، کوئی تر و خشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو۔ (الانعام،۵۹)

تو جب لوح محفوظ کی یہ حالت کہ اس میں تمام کائنات روز اول سے روز آخر تک محفوظ ہیں تو جس کو اس کا علم ہو بیشک اسے ساری کائنات کا علم ہوگا۔ [الملفوظ اول، ص ۲۵ تا ۲۹]

مرتبۂ وجود و مرتبۂ ایجاد

خلاصۂ اعتقاد شان رسالت میں یہ ہے کہ مرتبۂ وجود میں صرف اللہ عزوجل ہے باقی سب ظلال، اور مرتبۂ ایجاد میں صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں باقی سب عکس و پرتو۔

توحیدیں دو ہیں

توحیدیں دو ہیں؛

● ایک توحید الٰہی کہ اللہ ایک ہے ذات وصفات واسماء وافعال واحکام وسلطنت کسی بات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

● اور دوسری توحید رسول کہ حضور اپنے جمیع صفات کمالیہ میں تمام عالم سے متفرد ہیں۔

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِىْ مَحَاسِنِهٖ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٖ

(قصیدہ بردہ)

حضور اپنے محاسن وخوبی میں شریک سے پاک ہیں، حضور میں جو جوہر حسن ہے وہ غیر منقسم ہے۔

خلاصۂ ایمان یہ ہے جو محقق دہلوی فرماتے ہیں:

مخواں اور اخدا از بہر حفظ شرع و پاس دیں
دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش املا کن

شریعت کی حفاظت اور دین کے لحاظ و پاس کے واسطے سے حضور کو خدا مت کہو، دوسرا جو وصف چاہو حضور کی مدح و ستائش میں لکھو۔ (ت)

اور ان سے پہلے حضرت امام محمد بوصیری قدس اللہ تعالیٰ سرہ الشریف فرما گئے، (ترجمہ یہ ہے)

اتنی بات تو چھوڑ دے جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں ادعا کیا (یعنی خدا اور خدا کا بیٹا) اسے چھوڑ باقی حضور کی مدح میں جو کچھ تیرے جی میں آئے کہہ اور مضبوطی سے حکم لگا، تو ان کی ذات پاک کی طرف جتنا شرف چاہے منسوب کر اور ان کے مرتبۂ کریمہ کی طرف جتنی عظمت چاہے ثابت کر، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل کی کوئی انتہا ہی نہیں، کہ بیان کرنے والا کیسا ہی گویا ہو اسے بیان کر سکے۔ (قصیدہ بردہ)

بفرض محال اگر عالم ناسوت میں کوئی صورت الوہیت فرض کیجاتی تو وہ نہ ہوتی مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

[الملفوظ دوم، ص ۶۵]

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

علماء اہلسنّت کا اتفاق ہے کہ جو فضائل اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو عنایت فرمائے گئے وہ سب بالکل وجوہ اور ان سے بدرجہا زائد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوئے، اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل اور انبیاء (صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی سیدہم وعلیہم) کو ملے وہ سب حضور کے دیئے سے اور حضور کے طفیل میں۔ [الملفوظ اول، ص ۲۵]

منکرین علم غیب کا حکم

مطلقاً علم غیب کا منکر کافر ہے کہ وہ سرے ہی سے نبوت کا منکر ہے، نبوت کہتے ہی علم غیب دینے کو۔

امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں: نبوت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے۔

[الملفوظ سوم، ص ۸]

حکم شرع کا نفاذ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا خواہ حقیقت پر حکم فرمائیں یا ظاہر پر، لیکن اکثر احکام ظاہر ہی پر فرماتے اور بعض دفعہ باطن پر بھی حکم فرمایا۔

ایک شخص حاضر لایا گیا جس نے چوری کی تھی فرمایا اس کو قتل کردو۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ اس نے تو چوری کی ہے، فرمایا اچھا ہاتھ کاٹا جائے، دہنا ہاتھ کاٹ لیا گیا۔ اس نے پھر چوری کی، بایاں پیر کاٹ لیا، اس نے پھر چوری کی، بایاں ہاتھ کاٹ لیا، چوتھی بار پھر چوری کی اور دہنا پیر کاٹ لیا گیا، پانچویں مرتبہ اس نے منہ میں کوئی شئی چھپا کر رکھی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ اسے قتل کردو، یہ اسی کا نتیجہ تھا۔ (خصائص کبریٰ) [الملفوظ چہارم، ص ۴۹]

حضرت سلیمان علیہ السلام اور بیت المقدس کی تعمیر

سیدنا سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام جنوں سے بیت المقدس بنوا رہے تھے اور آپ کا قاعدہ یہ تھا کہ خود کھڑے ہو کر کام لیتے تھے، اگر آپ وہاں تشریف فرما نہ ہوتے تو وہ معمار شرارت کرتے تھے ابھی ایک سال کا کام باقی تھا کہ آپ کے انتقال کا وقت آگیا، آپ نے غسل فرمایا، نئے کپڑے پہنے، خوشبو لگائی اور اسی طرح تشریف لائے اور عصا پر تکیہ فرما کر کھڑے ہو گئے، عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ کی روح قبض کر لی آپ اسی طرح عصا پر ٹیک لگائے رہے، پہلے تو جنوں کو رات کو فرصت مل بھی جاتی تھی، اب دن رات برابر کام کرنا پڑتا تھا، حضرت ہر وقت کھڑے ہی رہتے تھے اور اجازت مانگنے کی کسی میں ہمت نہ تھی، ناچار سال بھر تک یک لخت رات دن برابر کام کیا۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اجسام بعینہا ویسے ہی رہتے ہیں، ان میں کوئی تغیر نہیں آتا ان کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لئے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں، ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا۔ ان کی ازواج کو نکاح حرام، نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں، وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نمازیں پڑھتے ہیں۔

انبیاء کرام کے اجسام کو مٹی نہیں کھاتی، ان میں کوئی تغیر نہیں آتا، سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کا جسم مبارک بھی اسی طرح رہا۔ جب کام پورا ہو چکا دیمک کو حکم ہوا اس نے آپ کے عصا کو کھانا شروع کیا جب عصا کمزور ہوا آپ نیچے تشریف لے آئے، جن پہلے غیب کے علم کا ادعا رکھتے تھے۔ کھل گیا جنوں کا حال کہ اگر غیب جانتے کیوں رہتے ایک سال سخت عذاب میں۔ [الملفوظ چہارم، ص ۷۶، ۷۷]

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مملوک جانے، تمام عالم ہی ان کے رب عزوجل کی عطا سے ان کی ملک ہے۔

- توریت مقدس میں ہے کہ رب عزوجل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے، احمد مالک ہیں تمام زمین اور مالک ہیں سب امتوں کی گردنوں کے۔ (تحفہ اثنا عشریہ)
- امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو جمع فرما کر اس مجمع کے سامنے خطبہ میں حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر شریف کر کے فرمایا، میں حضور کا عبد تھا، بندہ تھا، خادم تھا اور حضور کے سامنے تیغ برہنہ کی طرح تھا۔ (الامن والعلیٰ)

- حضرت اعشیٰ مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی "اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزاوسزا دینے والے۔ (شرح معانی الآثار)
- حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مملوک نہ جانے اس نے ان کی نسبت کا مزہ نہ چکھا۔ (الشفاء، مواہب اللدنیہ) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۳۶]

جملہ انبیاء پر ایمان لازم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جتنے انبیاء کرام بھیجے ان سب پر ایمان رکھنا لازم ہے اگر بعض پر ایمان رکھے اور بعض کے ساتھ کفر کرے تو اس کا ایمان معتبر نہیں وہ کافر ہے، جیسا کہ یہود ونصاریٰ نے کیا۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں دنیا وآخرت میں سب سے زیادہ عیسیٰ ابن مریم کا ولی میں ہوں، مجھ میں اور ان میں کوئی نبی نہیں۔ (بخاری، مسلم)

دوسری حدیث میں ہے کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں اور سب میں پچھلے میری بشارت دینے والے عیسیٰ تھے، علیہم الصلاۃ والسلام۔ (ابوداؤد طیالسی، ابن عساکر)

اس لئے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں احتیاط یہ ہے کہ ہم تمام انبیاء پر ایمان لاتے ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے۔ کہ بعض پر ایمان لائیں اور معاذ اللہ بعض پر نہیں جیسا کہ یہود ونصاریٰ نے کیا، خذلہم اللہ تعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ ج۱۲، ص۳۷)

حضور نبی الانبیاء ہیں

جس نبی کو بھی اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی وہ نبوت ان سے کبھی جدا نہ ہوئی، نہ اسے سلب کیا گیا، نہ کسی نبی ورسول کو معزول کیا گیا، نہ کبھی معزول کیا جائے گا۔ (مرتب)

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

نہ کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے، نہ سیدنا مسیح علیہ الصلاۃ والسلام رسالت سے معزول ہوں گے، نہ حضور کا امتی ہونا رسالت کے خلاف، وہ قبل نزول اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی تھے اور اٹھائے جانے کے بعد بھی امتی ہو کر اتریں گے، تمام انبیاء ومرسلین اپنے عہد میں بھی حضور کے امتی تھے اور اب بھی امتی ہیں، جب بھی رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں، ہاں اس وقت وہ اپنی شریعت پر حکم فرماتے تھے اب کہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ نے اگلی شریعتیں منسوخ فرمادیں۔ ایک حضرت مسیح نہیں جو کوئی رسول بھی اب ظاہر ہو شریعت محمدیہ پر ہی حکم کرے گا کہ منسوخ پر حکم باطل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر موسیٰ میرا زمانہ پاتے تو میرے اتباع کے سوا انہیں کچھ گنجائش نہ ہوتی۔ (مشکوٰۃ، سنن دارمی) [فتاویٰ رضویہ ج۱۱، ص۳۶]

حضور دافع البلا ہیں

ہر وہ بات جس سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار ثابت ہو یا نبوی کمالات پر دلالت کرے وہابیہ اس کا انکار کردیتے اور حضور کی تنقیص وتوہین کے درپے ہوجاتے ہیں حالانکہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو الوہیت کے سوا ہر وصف کمال عطا فرمایا ہے، اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور دافع البلا ہیں اپنی امت سے بلاؤں کو ٹالتے ہیں بلکہ حضور کے غلاموں میں بھی حضور کے وسیلے سے یہ وصف ہے کہ وہ مومنین سے بلاؤں کو دور کرتے ہیں۔ وہابیہ کے حسد وجلن کا عالم یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ درود تاج پڑھنا جائز نہیں کیوں کہ اس میں حضور کے لئے دافع البلاء والوباء کے جملے وارد ہوئے ہیں۔ (مرتب)

اس مضمون کے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک دافع ہر بلا ہیں۔ ان کی شان عظیم تو ارفع واعلیٰ ہے ان کے غلام دفع بلا فرماتے ہیں۔
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرا نام احید اس لئے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔ (ابن عدی، ابن عساکر)

دوزخ سے بدتر اور کیا بلا ہوگی جس کے دافع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

- شرف المصطفیٰ میں ہے، خفاف بن نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر بارگاہ ہوکر عرض کی میں کوشش کرتا ہوا مدینہ میں حاضر ہوا کہ زیارت اقدس سے مشرف ہوں تو حضور میری سب مشکلیں کھولدیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی عرض پسند کی اور تعریف فرمائی۔
- منح المدح میں ہے، حرب بن ریطہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق اور قطعی دلیل ہدایت کے ساتھ ایسا بھیجا کہ حضور دفع بلا فرماتے ہیں۔
- اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ حضور وہ رسول ہیں جن کے فضل کی امید کیجاتی ہے قحط کے وقت جب مینہ خطا کرے۔ (عمر بن شبہ)
- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے پر فرمایا، اے حمزہ، اے دافع البلا، اے حمزہ، اے چہرۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنوں کے دفع کرنے والے۔ (ابن شاذان)
- کتب سابقہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف میں ہے، ان کے دو نائب ہوں گے ایک سن رسیدہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے جوان یعنی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وہ جو جوان ہیں وہ سختیوں میں گھس پڑنے والے، اور بڑے دافع البلاء، بڑے مشکلکشا ہوں گے۔
- حضور فرماتے ہیں میں جن کا مددگار ہوں علی مرتضیٰ ان کے مددگار ہیں کہ ہر مکروہ کو اس سے دفع کرتے ہیں۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۸۱]

شان رسالت میں گستاخی کے احکام

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ متعدد کتب کے حوالے سے شان رسالت میں گستاخی کرنے والوں

سے متعلق فرماتے ہیں:

- علماء کا اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (شفا شریف)
- جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد توبہ بھی اسے سزا دی جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر نشہ کی بیہوشی میں کلمہ گستاخی بکا جب بھی معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (وجیز امام کردری)
- جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کینہ ہو وہ مرتد ہے تو گستاخی کرنے والا بدرجہ اولیٰ کافر ہے اور اگر نشہ بلا اکراہ وزبردستی پیا اور اس حالت میں کلمہ گستاخی بکا جب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔ (فتح القدیر)
- کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دینگے اور بعد ثبوت اس کا انکار فائدہ نہ دے گا کہ مرتد کا ارتداد سے مکرنا تو دفع سزا کے لئے وہاں توبہ قرار پاتا ہے جہاں توبہ سنی جائے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں اس سے یہاں اصلاً معافی نہ دیں گے۔ (بحرالرائق)
- اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے ہرگز معافی نہ دینگے اور تمام علمائے امت مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (درر الحکام مولیٰ خسرو)
- نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں، ہر طرح کے مرتد کو بعد توبہ معافی دینے کا حکم ہے مگر اس کافر مرتد کے لئے اس کی اجازت نہیں۔ (غنیۃ ذوالاحکام)
- نشہ کی بیہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بیہوشی کافر نہ کہیں گے، نہ سزائے کفر دینگے مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بیہوشی سے بھی صادر ہوا تو اسے معافی نہ دیں گے۔

(اشباہ والنظائر)

ارتداد کا حکم یہ ہے کہ اس کی عورت فوراً اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے اگر یہ بعد کو پھر اسلام لائے جب بھی عورت نکاح میں واپس نہ جائے گی اور جب وہ اسی ارتداد پر مرجائے تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں، نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے وہ تو کتے کی طرح کسی گڈھے میں پھینک دیا جائے، مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے۔

- جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کریم میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے اس کا حکم وہی ہے جو مرتدوں کا ہے، اس سے وہی برتاؤ کیا جائے گا جو مرتدوں سے کرنے کا حکم ہے اور اسے دنیا میں کسی طرح معافی نہ دیں گے۔ (فتاویٰ خیریہ)
- تمام امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی تنقیص شان کرنے والا کافر ہے خواہ اسے حلال جان کر اسکا مرتکب ہوا ہو یا حرام جان کر، بہر حال جمیع علماء کے نزدیک کافر ہے اور جو اس کے کفر میں

شک کرے وہ بھی کافر۔ (ذخیرۃ العقبیٰ)

وہ گستاخی کرنے والا جب مرجائے تو نہ انہیں غسل دیں، نہ کفن دیں، نہ اس پر نماز پڑھیں، ہاں اگر توبہ کرے اور اپنے اس کفر سے برأت کرے اور دین اسلام میں داخل ہو اس کے بعد مرجائے تو غسل، کفن، نماز، مقابر مسلمین میں دفن سب کچھ ہوگا۔ (ذخیرۃ العقبیٰ)

- ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا کافر ہے تو دنیا میں سزا سے بچانے کے لئے اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔ (تنویر الابصار)
- جو شخص کلمہ گو ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہے یا تکذیب کرے، یا کوئی عیب لگائے، یا شان گھٹائے وہ بلاشبہ کافر ہوگیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔ (کتاب الخراج امام ابو یوسف) [فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۹، ۴۰، ۴۱]

شان رسالت میں گستاخی کے حکم سے متعلق ایک اور سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرے یقیناً کافر ہے اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی، اور جو اس کی توہین پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جانے وہ بھی کافر ہے ایسے جتنے لوگ ہوں خواہ توہین کرنے والوں کے عزیز قریب ہوں، یا غیر، ان سب کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں عورتوں کو اختیار ہے کہ عدت کے بعد جس مسلمان سے چاہیں نکاح کرلیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۵]

حضور کو ایلچی کہنا کفر کو مستلزم

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قاصد یا ایلچی کہنے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول اعظم و نائب اکبر و خلیفۂ اعظم ہیں، ایلچی وہ ہوتا ہے جس کو پیام یا خط پہنچانے کے سوا کوئی سرداری اور حکومت نہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اکرم میں اس لفظ کا استعمال کرنا بیشک تنقیص و توہین ہے اور اس کا وہی حکم ہے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کا۔

[(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۵۵]

●●●

ایمان اور ایمان کی باتیں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے عالم ارواح ہی میں روحوں سے اپنی ربوبیت پر ایمان کا اقرار وعہد و پیمان لے لیا تھا جو پاکیزہ روحیں اسی اقرار پر گامزن رہیں وہ مومنہ ہوئیں اور جن کو دنیا میں آنے کے بعد ایمان کی توفیق نہ ملی وہ کافرہ ہوئیں پھر ایمان وکفر کا معرکہ گرم ہوا اور ہمیشہ یہ دونوں قوتیں برسرپیکار رہیں، رب عزوجل نے ایمان والوں کے لئے جنت اور اسکی نعمتوں کا وعدہ فرمایا ہے اور کافروں کے لئے جہنم اور اس کی بھیانک سزاؤں کی وعیدیں وارد ہوئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کی طرف سے جو لیکر آئے ان سب کی تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے، ایمان ایک بڑی دولت ہے جسے یہ ملجائے وہ بڑا خوش نصیب ہے اور اس کی حلاوت ولذت سے جو آشنا ہوجائے وہ دنیا سے بے نیاز ولاتعلق ہوجاتا ہے۔ (مرتب)

رسولوں، کتابوں اور ملائکہ پر ایمان

جتنے ملائکہ ہیں سب پر ایمان لانا ضروری ہے، کوئی تعداد مقرر نہ فرمائی، تمام فرشتوں پر ایمان لانا ضرور ہے۔ تمام کتابوں پر ایمان ضرور ہے، کتابوں میں چار کے نام معلوم ہیں اور ان کے سوا اور مصحف نازل ہوئے یہی کہنا چاہئے کہ ہم تمام کتابوں پر ایمان لائے، تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح جتنے ملائکہ ہیں سب پر ایمان لازمی ہے۔ [الملفوظ چہارم، ص،۹]

ایمان خوف ورجا کا نام ہے

نجات منحصر ہے اس بات پر کہ ایک ایک عقیدہ اہل سنت وجماعت کا ایسا پختہ ہو کہ آسمان وزمین ٹل جائیں اور وہ نہ ٹلے پھر اس کے ساتھ ہر وقت خوف لگا ہو۔

علمائے کرام فرماتے ہیں جس کو سلب ایمان کا خوف نہ ہو مرتے وقت اس کا ایمان سلب ہوجائے گا۔

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر آسمان سے ندا کیجائے کہ تمام روئے زمین کے آدمی بخشدیئے گئے مگر ایک شخص، تو میں خوف کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں۔ اور اگر ندا کیجائے روئے زمین کے تمام آدمی دوزخی ہیں سوائے ایک شخص کے، تو میں امید کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں۔

خوف ورجا کا مرتبہ ایسا معتدل ہونا چاہئے، یہ تو عمر کا حصہ تھا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لیکن کم سے کم ہر مسلمان کو اتنا تو ہونا ہی چاہئے کہ صحت وتندرستی کے وقت خوف غالب ہو اور مرتے وقت رجا۔

حدیث میں ہے ہر جھٹکا موت کا ہزار ضرب تلوار سے سخت تر ہے، ملائکہ دبوچے بیٹھے رہتے ہیں ورنہ آدمی تڑپ کر نہ معلوم کہاں جائے، اس وقت اگر معاذ اللہ کچھ اس طرف سے ناگواری آئی تو سلب ایمان ہوگیا اس لئے اس وقت بتایا جائے کہ کس کے پاس جارہا ہے۔ [الملفوظ چہارم، ص،۵۴]

حجت اسلام غالب ہے مغلوب نہیں

اسلام کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ مسلمان مغلوب ہوجائیں، مسلمانوں کے مغلوب ہونے سے اسلام کی مغلوبیت نہیں، اسلام جب مغلوب ہوتا کہ کفار کی حجت مسلمانوں کی حجت پر غالب آجاتی، ان کی حجت مغلوب ہے۔ [الملفوظ چہارم، ص،۲۸۰]

خدا ورسول کی محبت مدار ایمان

اہل سنت و جماعت کا مدار ایمان حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہے، جب تک اپنے ماں باپ اولاد تمام جہان سے زیادہ حضور کی محبت نہ رکھے مسلمان نہیں۔

خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔ (بخاری، مسلم)

اور محبوب کو محبّ کی ہرشی عزیز ہوتی ہے یہاں تک کہ اسکی گلی کا کتا بھی۔

حضرت مولانا رومی قدس سرہٗ نے مثنوی شریف میں حضرت مجنوں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حکایت تحریر فرمائی کہ کسی نے ان کو دیکھا کمال محبت کے طور پر ایک کتے کے بوسے لے رہے ہیں، اعتراض کیا کہ کتا نجس ہے، چنیں ہے، چناں ہے، فرمایا تو نہیں جانتا یہ کتا لیلیٰ کی گلی کا ہے۔ (مثنوی)

محبان صادق کا جب دنیا کے محبوبوں کے ساتھ یہ حال ہے جن میں ایک حسن فانی کا کمال سہی ہزاروں عیب ونقص بھی ہوتے ہیں تو کیا کہنا ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنہیں تمام اوصاف حمیدہ میں اعلیٰ کمال اور جن کا ہر کمال ابدی اور لازوال اور جو ہر عیب ونقص سے منزہ وبے مثال، ان کا ہر علاقہ والاسنی کے سر کا تاج ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۴۰۲]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۲۱۰ پر فرمایا ہے کہ حضرت مجنوں اولیاء اللہ سے تھے عشق لیلیٰ کو پردہ کررکھا تھا۔ (مرتب)

حرمت مومن زیادہ ہے یا حرمت کعبہ

بیت اللہ شریف کا مرتبہ زیادہ ہے یا اولیائے کرام کا اس کی وضاحت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

بلاشبہ ہر ولی کعبہ معظمہ سے افضل ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کعبہ معظمہ کا طواف کرتے اور فرماتے:

اے کعبہ تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے تو کیسا عظیم ہے اور تیری حرمت کتنی بڑی ہے، قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان کی حرمت تیری حرمت سے بہت زیادہ ہے۔ (ابن ماجہ)

ردالمحتار میں ہے ایک مسلمان کی حرمت قبلہ کی حرمت سے زیادہ ہے۔ [فتاویٰ رضویہ، ج۱۱، ص۳۰]

دنیا کے لئے صاحب ایمان کا وجود

مومن مستحق ثواب ورحمت ہے اور کافر مستحق عذاب ولعنت، کفر سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز ناپسندیدہ نہیں اسی لئے اگر دنیا مسلمان کے وجود سے خالی ہوجاتی تو زمین والے ہلاک و برباد ہوجاتے اہل ایمان کی برکت سے یہ دنیا ہلاک نہ ہوئی۔ (مرتب)

حدیث میں ہے روئے زمین پر ہر زمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں ایسا نہ ہوتا تو زمین واہل زمین سب ہلاک ہوجاتے۔(بخاری)

دوسری حدیث میں ہے نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد زمین کبھی سات بندگان خدا سے خالی نہ ہوئی جن کے سبب اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔(مصنف عبدالرزاق)[فتاویٰ رضویہ ج۱۱،ص۱۵۵]

ایمان کامل

ایمان کامل یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سچا جانے، حضور کی حقانیت کو صدق دل سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مقر ہوا سے مسلمان جانیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے، اور جس کے دل میں اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو، اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے، اگرچہ اپنے دشمن ہوں اور اللہ و رسول کے مخالفوں، بدگویوں سے عداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں، جو کچھ دے اللہ کے لئے دے۔ جو کچھ روکے اللہ کے لئے روکے تو اس کا ایمان کامل ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج۱۱،ص۸۰]

دین رحمت آسان ہے

اے عزیز! یہ دین محمد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانی وسماحت کے ساتھ آیا، جو اسے اس کے طور پر لے گا، اس کے لئے ہمیشہ رفق ونرمی ہے اور جو تعمق وتشدد کو راہ دے گا یہ دین اس کے لئے سخت ہوتا جائے گا یہاں تک کہ وہی تھک رہے گا اور اپنی سخت گیری کی آپ ندامت اٹھائے گا۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک دین سہل ہے اور دین پر کوئی غلبہ حاصل نہ کرسکے گا تو تم راستی ومیانہ روی اختیار کرو اور خوشخبری دو۔(ت)(بخاری،نسائی)

دوسری حدیث میں ہے کہ دین سہل ہے اور دین پر ہرگز کوئی غلبہ نہ پائے گا۔(ت)(شعب الایمان)

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین میں غلو کرنے سے اجتناب کرو کیوں کہ تمہارے اگلے، دین میں غلو کے سبب سے ہلاک ہوگئے۔(ت)(نسائی،ابن ماجہ)

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرگز تم اس امر کو غلبہ سے نہیں پاسکو گے۔(ت)(شعب الایمان)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب تر وہ دین ہے جو ہر باطل سے جدا اور نرم و سہل ہے، یعنی دین اسلام۔(ت)(مسند احمد،طبرانی)

حضور انور ﷺ فرماتے ہیں: کہ تمہاری دینی چیزوں میں بہتر وہ ہے جو سہل تر ہو۔(ت)(طبرانی،ابن عدی)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ دین کی گہرائی میں جانے سے بچو(یعنی غلو نہ کرو) کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دین سہل بنایا ہے۔(ت)(امالی ابوالقاسم بن بشران)[فتاویٰ رضویہ ج۲،ص۱۰۲]

دین میں تشدد ونفرت انگیزی نہیں

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: آسانی کرو اور دقت میں نہ ڈالو اور خوشخبری دو اور نفرت نہ دلاؤ۔(بخاری،مسلم،نسائی)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی صحابی کو کسی معاملے کے لئے بھیجتے تو ان سے یہی فرماتے کہ آسانی لاؤ، دقت میں نہ ڈالو، خوشخبری دو اور نفرت نہ دلاؤ۔(ت)(مسلم،ابوداؤد)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم آسانی کرنے والے بھیجے گئے ہو نہ دشواری میں ڈالنے والے۔ (صحاح ستہ)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہلاک ہوئے غلو وتشدد والے۔ (مسلم، ابوداؤد)

اور وارد ہوا فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نرم شریعت ہر باطل سے کنارہ کرنے والی لیکر بھیجا گیا ہوں جو میرے طریقے کا خلاف کرے میرے گروہ سے نہیں۔ (تاریخ خطیب) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۲۴، ۱۲۵]

اپنے مذہب پر یقین ضروری ہے

ایک حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ بوڑھیوں کا دین اختیار کرو، یعنی بوڑھیاں اپنے دین ومذہب پر سختی سے قائم ہوتی ہیں اس کے خلاف کوئی بات سننا پسند نہیں کرتیں، اسی طرح ہر مسلمان کو اپنے مذہب حق پر یقین واعتماد ضروری ہے، سلیم الطبع صحیح العقیدہ عوام بھی اپنے عقیدے میں پکے ہوتے ہیں۔ (مرتب)

امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں ان کا ایک شاگرد آیا وہاں ایک جاہل ان پڑھ بیٹھا تھا، اس سے کہا تمہارا کیا مذہب ہے، کہا سنی، پوچھا اپنے دل میں اس مذہب کی طرف سے کچھ خدشہ پاتے ہو کہا حاشا اللہ (ہرگز نہیں) جیسا مجھے دوپہر کے آفتاب پر یقین ہے ایسا ہی مجھے اپنے مذہب پر ہے، امام کا شاگرد یہ سن کر اتنا رویا کہ کپڑے بھیگ گئے اور کہا کہ میں اس وقت تک نہیں جانتا کہ کونسا مذہب حق ہے۔ [الملفوظ چہارم، ص ۴]

نجات منحصر ہے اس بات پر کہ ایک ایک عقیدہ اہل سنت وجماعت کا ایسا پختہ ہو کہ آسمان وزمین ٹل جائیں اور وہ نہ ٹلے پھر اس کے ساتھ ہر وقت خوف لگا ہو۔ [الملفوظ حصہ چہارم، ص ۵۴]

تجدید ایمان کی تاکید بے وجہ ہو یا باوجہ

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی بات ان سے خلاف اسلام نکل گئی جس سے توبہ وتجدید ایمان لازم ہوتی ہے اس کے باوجود وہ توبہ وتجدید ایمان نہیں کرتے بلکہ وہ شرم وعار محسوس کرتے ہیں اور عار پر نار کو ترجیح دیتے ہیں حالانکہ بے وجہ بھی تجدید ایمان امر محمود وپسندیدہ ہے۔ (مرتب)

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک ایمان تم میں کسی کے باطن میں پرانا پڑ جاتا ہے۔ جیسے کپڑا کہنہ ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل سے مانگو کہ تمہارے دلوں میں ایمان کو تازہ فرمائے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ایمان تازہ کرو لا الہ الا اللہ بکثرت کہو۔

(طبرانی، حاکم، مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۱۳۸]

❀❀❀

ذکر اللہ کے فضائل و برکات

جو بندۂ خدا ہمہ اوقات ذکر الٰہی میں مشغول و مصروف رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سب کام بنا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ملاء اعلیٰ اور فرشتوں میں اس کا تذکرہ فرماتا ہے ذکر الٰہی کی فضیلت سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

شرع مطہر نے لحاظ فرمایا کہ مسلمان ہر وقت، ہر حال میں اپنے رب جل وعلا کے ذکر و ثنا اور اس سے سوال و دعا کا محتاج رہے اور ثنائے الٰہی وہی اتم و اکمل ہے جو خود اس نے اپنے نفس کریم پر کی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں الٰہی میں تیری تعریف نہیں کر سکتا تو ویسا ہے جیسی تو نے خود اپنی ثنا کی۔ (ترمذی)

یونہی جو دعائیں قرآن عظیم نے تعلیم فرمائیں بندہ ان کی مثل کہاں سے لا سکتا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۲۳۰]

حدیث میں ہے ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت، اور ہر حال میں ذکر الٰہی کیا کرتے تھے۔ (ت) (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ جلد دوم، ص ۳۴]

ذکر الٰہی سے غفلت کا نتیجہ

کوئی جانور ذبح نہیں کیا جاتا، کوئی پیڑ کاٹا نہیں جاتا، کوئی پتا نہیں گرتا مگر جبکہ تسبیح الٰہی میں غفلت کرتا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ جلد اول، ص ۶۱۲]

لا الٰہ اللہ کا ثواب اور ایک جوان کا کشف

سیدی شیخ اکبر امام محی الدین بن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث پہنچی تھی کہ جو شخص ستر ہزار بار لا الہ الا اللہ کہے اس کی مغفرت ہو، اور جسکے لئے پڑھا جائے اس کی مغفرت ہو، میں نے لا الہ الا اللہ اتنے بار پڑھا تھا، اس میں کسی کے لئے خاص نیت نہ کی تھی، اپنے بعض رفیقوں کے ساتھ ایک دعوت میں گیا، ان میں ایک جوان کے کشف کا شہرہ تھا، کھانا کھاتے کھاتے وہ رونے لگا، میں نے سبب پوچھا کہا اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں، میں نے اپنے دل میں کلمہ کا ثواب اس کی ماں کو بخشدیا فوراً وہ جوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اسے اچھی جگہ دیکھتا ہوں۔

امام محی الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں تو میں نے حدیث کی صحت اس جوان کے کشف کی صحت سے پہچانی اور اس کے کشف کی صحت، حدیث کی صحت سے جانی۔ (فتوحات مکیہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۵۰]

سادات صوفیاء کرام میں ستر ہزار بار لا الـــہ الا اللہ کا رواج ہے اور بیان کرتے ہیں کہ جو ایسا کہے گا اللہ عزوجل اسے آزاد فرمائے گا، اس نے اپنی جان دوزخ سے بچالی اور اس پر اپنی اور اپنے اموات اقارب واحباب کے لئے محافظت فرماتے ہیں۔

علامہ نجم الدین غیطی فرماتے ہیں کہ آدمی کو چاہئے اس عمل کو بجالائے کہ اولیائے کرام کی پیروی اور اس کے وصیت فرمانے والوں کا حکم ماننا اور اس کے افعال سے برکت لینا حاصل ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۹۸]

ذکر الٰہی نزولِ رحمت کا سبب

ذکر الٰہی بلاشبہ رحمت اترنے کا باعث ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیح حدیث میں ذکر کرنے والوں کی نسبت فرماتے ہیں، انہیں ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ اور چین اترتا ہے۔ (مسلم، ترمذی) [فتاوٰی رضویہ ج ۲، ص ۵۵۲]

ذکر الٰہی کی کوئی حد مقرر نہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ایمان والو اللہ کا ذکر بکثرت کرو۔ (الاحزاب، ۴۱)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ کا ذکر اس درجہ بکثرت کر کہ لوگ مجنون بتائیں۔
(مسند احمد، ابویعلی، ابن حبان، حاکم)

اور فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سنگ و شجر کے پاس اللہ کا ذکر کر۔ (طبرانی)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی فرض مقرر نہ فرمایا مگر یہ کہ اس کے لئے ایک حد معین کر دی، پھر عذر کی حالت میں لوگوں کو اس سے معذور رکھا، سوا ذکر کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے کوئی حد نہ رکھی، جس پر انتہا ہو، اور نہ کسی کو اس کے ترک میں معذور رکھا مگر وہ جس کی عقل سلامت نہ رہے، اور بندوں کو تمام احوال میں ذکر کا حکم دیا۔ (معالم التنزیل)

ابن عباس کے شاگرد امام مجاہد فرماتے ہیں ذکر کثیر یہ ہے کہ کبھی ختم نہ ہو۔ (معالم التنزیل)

تو ذکر الٰہی ہمیشہ ہر جگہ محبوب و مرغوب و مطلوب و مندوب ہے جس سے ہرگز ممانعت نہیں ہو سکتی، جب تک کسی خصوصیت خاصہ میں کوئی نہی شرعی نہ آئی ہو۔ [فتاوٰی رضویہ ج ۲، ص ۵۵۴]

پہاڑ وغیرہ ذکر اللہ کے گواہ ہیں

ایک صاحب کا معمول تھا جب مسجد تشریف لاتے تو سات ڈھیلوں کو جو باہر مسجد کے طاق میں رکھے تھے اپنے کلمۂ شہادت کا گواہ کر لیا کرتے، اسی طرح جب واپس ہوتے تو گواہ بنا لیتے، بعد انتقال ملائکہ ان کو جہنم کی طرف لے چلے، ان ساتوں ڈھیلوں نے سات پہاڑ بن کر جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیئے اور کہا ہم اس کے کلمۂ شہادت کے گواہ ہیں، انہوں نے نجات پائی۔

حدیث میں ہے شام کو ایک پہاڑ دوسرے سے پوچھتا ہے کیا تیرے پاس آج کوئی ایسا گزرا جس نے ذکر الٰہی کیا ہو وہ کہتا ہے نہ، یہ کہتا ہے میرے پاس تو ایسا شخص گزرا جس نے ذکر الٰہی کیا وہ سمجھتا ہے کہ آج مجھ پر فضیلت ہے۔

[الملفوظ دوم، ص ۱۱۵]

ہر شئ کا ذکر و تسبیح کرنا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے اس مضمون کو کچھ شرح و بسط کے ساتھ علمی انداز میں بیان فرمایا ہے، ہم یہاں پر اس کا اقتباس بالمعنی آسان انداز میں پیش کر رہے ہیں،

آپ فرماتے ہیں:

ہر شئ ناطق ہے شجر، حجر، دیوار و در سب ناطق ہیں۔

- قرآن عظیم فرماتا ہے، اعضاء کہیں گے کہ ہم کو اس اللہ نے ناطق کیا جس نے ہر شئ کو ناطق کر دیا۔ (فصلت، ۲۱)
- اور فرماتا ہے، کوئی شئ ایسی نہیں کہ اللہ کی تسبیح و تحمید نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ (الاسراء، ۴۴)

ہر شئ مکلف ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور خدا کی تسبیح کے ساتھ۔

- قرآن کریم میں ہے: کیا نہیں جو لوگ زمین و آسمان میں ہیں اور پرندے صف باندھے ہوئے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ہر ایک نے اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو پہچان لیا۔ (النور، ۴۱)

آسمان و زمین میں رہنے والوں نے اپنی نماز کو جان لیا اور پرندوں نے اپنی تسبیح کو۔ جمادات نباتات کی نماز وہی ان کا ایمان و تسبیح ہے۔ ان میں مادۂ معصیت بھی ہے ان کے لائق جو سزا ہوتی ہے وہ ان کو دیجاتی ہے۔

اہل کشف فرماتے ہیں: تمام جانور تسبیح کرتے ہیں جب تسبیح چھوڑ دیتے ہیں اسی وقت ان کو موت آتی ہے، ہر پتا تسبیح کرتا ہے جس وقت تسبیح سے غفلت کرتا ہے اسی وقت درخت سے جدا ہوکر گر پڑتا ہے۔

جب مجمع ہوا کفار کا مدینہ طیبہ پر کہ اسلام کا قلع قمع کردیں، غزوۂ احزاب کا واقعہ ہے، رب عزوجل نے مدد فرمانا چاہی اپنے حبیب کی، شمالی ہوا کو حکم ہوا جا اور کافروں کو نیست و نابود کردے، اس نے کہا بی بیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں تو اللہ نے اس کو بانجھ کردیا۔ اسی وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا۔ پھر صبا (یعنی پروائی) سے فرمایا تو اس نے عرض کی ہم نے سنا اور اطاعت کی، وہ گئی اور کفار کو برباد کرنا شروع کیا صرف ایک خندق درمیان تھی، اس پار مسلمان تھے، اس پار کفار، ادھر صبح تک چراغ جلتے رہے اور دوسری طرف اونٹ بارہ بارہ کوس پر گرے، تو پروائی کو یہ نعمت دی کہ بارش اسی کے ساتھ ہوتی ہے۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

ایک ایک روحانیت تو ہر ہر نبات، ہر ہر جماد سے متعلق ہے اسے خواہ اس کی روح کہا جائے یا اور کچھ وہی مکلف ہے ایمان و تسبیح کے ساتھ۔

حدیث میں ہے کوئی شئ ایسی نہیں جو مجھ کو خدا کا رسول نہ جانتی ہو سوا سرکش جن اور انسانوں کے۔ (کنز العمال)

علماء فرماتے ہیں جو ان کے سمع و ادراک پر ایمان نہ لائے اس کے ایمان میں نقص ہے، یہ سب ایمان لائے ہیں حضور پر، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کوئی چیز ایسی نہیں یہاں تک کہ مصنوعات انسانیہ، جیسے (اپنی گھڑی اور ڈبیہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) یہ گھڑی اور ڈبیہ کہ ان کو انسان نے بنایا ہے مگر روز ازل سے عہد لیا گیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ تو فہم و ادراک نہ تھا تو یہ عہد کیسا؟

جس طرح تمہارا بدن نہیں سمجھتا وہ روح سمجھتی ہے جو اس بدن سے متعلق ہے اسی طرح وہ اجسام بھی سننے سمجھنے والے نہیں، بلکہ وہ روحانیتیں جو ان سے متعلق ہیں۔

ابتدائے اسلام میں کفار سخت دشمن تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لئے جارہے تھے راہ میں ایک پہاڑ پر تشریف لیجانے کا ارادہ فرمایا، پہاڑ سے آواز آئی حضور مجھ پر تشریف نہ لائیں کہ مجھ پر کوئی جگہ امن کی نہیں مجھے خوف ہے کہ اگر کفار نے حضور کو مجھ پر پالیا اور ایذا دی تو اللہ مجھ پر وہ سخت عذاب نازل کرے گا کہ کبھی نہ نازل کیا ہوگا۔ سامنے دوسرا پہاڑ تھا اس نے آواز دی یا رسول اللہ حضور میری طرف تشریف لائیں، سرکار اس پر تشریف لے گئے۔

تو اگر علم و ادراک و نطق نہ تھا تو کیوں کر ایسا ہوا؟

جب آیہ کریمہ نازل ہوئی، جہنم کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، پہاڑوں نے رونا شروع کیا، یہ آنسو ہیں دریا جو بہہ

گئے۔رجوع وخشوع وخضوع عام ہے تمام حیوانات ونباتات وجمادات کو۔

داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے لوہے کا نرم ہوجانا اسی کے حکم سے تھا،محض ارادۃ اللہ سے موم ہوجاتا تھا جیسے ٹھنڈا ہوجانا آگ کا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام پر۔[الملفوظ چہارم،ص۷۷تا۷۹]

مذکورہ دلائل وشواہد سے معلوم ہوا کہ جمادات ہوں یا نباتات،شجر وحجر ہوں یا حیوان وغیرہ ہر چیز اللہ عزوجل کا ذکر وثنا کرتی ہے کوئی چیز اس کی تسبیح وتحمید سے غافل نہیں جب غفلت طاری ہوتی ہے تو اسے موت آجاتی ہے۔(مرتب)

عوام وخواص میں لا الہ الا اللہ کے معانی

- لا الہ الا اللہ کے معنی عوام کے نزدیک لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللہ
- خواص کے نزدیک لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللہ
- اہل بدایت کے نزدیک لَا مَشْهُوْدَ اِلَّا اللہ
- اخص الخواص ارباب نہایت کے نزدیک لاموجود الا اللہ۔[فتاویٰ رضویہ ج۹،ص۵۲]

دنیا مستوجب لعنت ہے

ذکر اللہ کی خیر وبرکت وہم وگمان سے زیادہ ہے آدمی کو چاہئے کہ وہ اللہ کے ذکر کو اپنی زندگی کا جزو لازم بنالے اور دنیا ومافیہا سے اعراض کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر میں مشغول رہے کیوں کہ ذکر اللہ اور دینی امور کے علاوہ جو دنیا ہے اسے ملعون کہا گیا ہے۔(مرتب)

حدیث میں ہے:رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:دنیا ملعون ہے،دنیا میں جو ہے وہ ملعون ہے،ہاں جو اللہ عزوجل کے لئے ہے وہ ملعون نہیں۔(ت)(ابونعیم،ضیاء مقدسی)

دوسری حدیث میں ہے دنیا اور جو دنیا میں ہے وہ ملعون ہے مگر جس چیز سے اللہ عزوجل کی رضا وخوشنودی مقصود ہے وہ ملعون نہیں۔(ت)(طبرانی)

ایک اور حدیث میں ہے دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے ملعون ہے،بجز اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور اس چیز کے کہ جسے وہ دوست رکھے اور عالم ومتعلم۔(ت)(ابن ماجہ)

اور فرماتے ہیں ﷺ دنیا ومافیہا ملعون ہے مگر امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور اللہ کا ذکر۔(ت)(طبرانی،مسند بزار)

بہترین گروہ میں ذاکر کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے:تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد کروں گا،اس سے زیادہ مسلمان کی خوش نصیبی کیا ہوسکتی ہے کہ اگر وہ اللہ عزوجل کا ذکر کرے تو اللہ عزوجل کی بارگاہ رحمت میں یاد کیا جائے،فرشتوں کی مجالس میں اس کا تذکرہ ہو۔(مرتب)

حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رب عزوجل فرماتا ہے بندہ اگر میرا ذکر کسی جماعت میں کرے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کا چرچا کرتا ہوں۔(ت)(صحاح ستہ)

دوسری حدیث قدسی میں ہے جب کوئی میرا ذکر ایک جماعت میں کرتا ہے تو میں اس کا چرچا ملاء اعلیٰ میں کرتا ہوں۔(ت)(مسند احمد،طبرانی)

حلقۂ ذکر

ذکر الٰہی کا مقام یہ ہے کہ حلقۂ ذکر اور ذکر کی مجلسوں کو جنت کی کیاری کہا گیا ہے گویا کہ جب آدمی مجالس وغیرہ میں ذکر الٰہی میں مشغول و منہمک رہتا ہے تو وہ جنت کے سبزہ زاروں میں سیر و تفریح کرتا ہے۔ (مرجب)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو چرو یعنی ان کے پھل وغیرہ سے فائدہ حاصل کرو، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ فرمایا حلقۂ ذکر۔ (ت) (ترمذی)

حدیث میں ہے: اے لوگو اللہ کے فرشتوں کی کچھ جماعتیں ہیں جو زمین میں مجلس ذکر کے پاس آتی جاتی ہیں تو تم جنت کی کیاری میں چرو یعنی اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی ریاض جنت کہاں ہیں؟ فرمایا ذکر کی مجلسیں۔ (ت) (طبرانی، حاکم، بیہقی)

حدیث: جو لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں انہیں ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے، ان پر سکینہ اور چین اترتا ہے، اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کے پاس اس ذاکر کا ذکر کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔ (ت) (مسلم، ترمذی)

حدیث: اہل ذکر کی مجلسوں کی غنیمت، جنت ہے۔ (ت) (طبرانی، مسند احمد)

حدیث: اللہ تعالیٰ روز قیامت فرمائے گا کہ عنقریب اہل جمع اہل کرم کو پہچان لیں گے عرض کی گئی یارسول اللہ اہل کرم کون لوگ ہیں؟ فرمایا مسجدوں میں ذکر و اذکار کرنے والے۔ (ت) (مسند احمد، ابو یعلیٰ)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک گروہ صحابہ کے پاس تشریف لائے فرمایا کہ یہاں تمہیں کس چیز نے بٹھایا ہے صحابہ نے عرض کی ہم یہاں اللہ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل نے آکر مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تم سے فرشتوں میں مباہات فرماتا ہے۔ (ت) (مسلم، ترمذی، نسائی)

حدیث: اللہ تعالیٰ ابن رواحہ پر رحم فرمائے کہ وہ ان مجلسوں کو پسند کرتا ہے جن پر فرشتے فخر و مباہات کرتے ہیں۔ (ت) (مسند احمد)

حدیث: جو مجلس اللہ کا ذکر کرتی ہے ملائکہ اسے گھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اور ذکر کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحمت اور خیر و برکت زیادہ کرے گا اور ذکر ان کے مابین بلند ہوتا ہے اور فرشتے اپنے پروں کو پھیلائے ہوتے ہیں۔ (ت) (ابن حبان)

حدیث: جو لوگ ایک جگہ جمع ہو کر رضا الٰہی کے لئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ تم بخشد یئے گئے، بیشک تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا ہے۔ (ت) (احمد، طبرانی)

حدیث: رحمٰن کے دست راست پر (جو اس کی شان کے لائق ہے) کچھ لوگ ہیں جو نبی و شہید نہیں ہیں انکے چہروں کی چمک دیکھنے والوں کی نگاہیں خیرہ کرتی ہیں، ان کے بیٹھنے کی جگہ اور اللہ کی قربت و نزدیکی سے انبیاء و شہداء رشک کرتے ہیں۔ عرض کی گئی یارسول اللہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا قبیلوں کے نو وارد لوگوں کی جماعتیں کہ اللہ کے ذکر پر جمع ہوتی ہیں، پھر وہ لوگ کلام کی اچھائیاں چنتے ہیں جیسا کہ کھجور کھانے والا خوش ذائقہ کھجوروں کو چنتا ہے۔ (ت) (طبرانی)

کثرت ذکر کا مزاج کیا ہے

متعدد احادیث میں بکثرت ذکر الٰہی کرنے کا حکم آیا ہے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت، ہر لمحہ اللہ عزوجل کا ذکر کرتے تھے۔ ذکر اس طرح

کرے کہ زبان ذکر الٰہی سے ہمیشہ تر رہے اور دیکھنے والے پاگل کہنے لگیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے: اللہ تعالیٰ کا ذکر اس درجہ کثرت سے کرو کہ لوگ کہیں کہ یہ تو پاگل ہوگیا ہے۔ (ت) (احمد، ابویعلی)

دوسری حدیث میں ہے: اللہ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ منافقین کہنے لگیں کہ تم ریا کرتے ہو۔ (ت) (بیہقی)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ کا ذکر خوب خوب کرو کہ منافقین کہیں کہ تم دکھاوا کرتے ہو۔

(ت) (طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۰۹ تا ۱۱۱]

ذکر الٰہی دافع عذاب ہے

اللہ کا عذاب حق ہے گنہگار کو گناہ کی سزا ملے گی لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جائے تو وہ گناہوں کو معاف فرما کر جنت میں بھیج دیگا۔ جس طرح توبہ و استغفار سے گناہوں کے معاف ہونے کی امید ہے یوں ہی بکثرت ذکر الٰہی کرنے سے عذاب الٰہی دفع ہوتا ہے یہ بندوں پر اس کی رحمت ہے ورنہ وہ چاہے عذاب دے یا ثواب دے اسے اختیار ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: آدمی کا کوئی عمل اللہ کے ذکر سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دہندہ نہیں، عرض کی گئی کیا اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ فرمایا جہاد بھی نہیں مگر یہ کہ آدمی اسقدر تلوار چلائے کہ وہ ٹوٹ جائے یا کٹ جائے۔ (ت) (طبرانی)

دوسری حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کے لئے صیقل ہے اور دلوں کا صیقل اللہ کا ذکر ہے اور اللہ کے ذکر سے زیادہ کوئی چیز عذاب اللہ سے نجات دینے والی نہیں، عرض کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ فرمایا ہاں مگر یہ کہ آدمی اس قدر تلوار چلائے کہ وہ ختم ہو جائے۔ (ت) (بیہقی، ابن ابی الدنیا)

ایک اور حدیث میں ہے کہ آدمی کا کوئی عمل اللہ کے ذکر سے زیادہ عذاب اللہ سے نجات دہندہ نہیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جہاد بھی نہیں؟ فرمایا جہاد بھی نہیں مگر یہ کہ تم تلوار اسقدر چلاؤ کہ وہ ختم ہو جائے، پھر چلاؤ پھر ختم ہو جائے، پھر چلاؤ پھر ختم ہو جائے۔ (ت) (مسند احمد، طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۷۵]

ذکر نبی ذکر خدا

ذکر حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ایمان و سرور جان ہے ان کا ذکر بعینہٖ ذکر رحمٰن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے محبوب ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کیا۔ (ت) (الم نشرح ۴)

حدیث میں ہے اس آیہ کریمہ کے نزول کے بعد سیدنا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام حاضر بارگاہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے اور عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے:

کیا تم جانتے ہو میں نے کیسے بلند کیا تمہارے لئے تمہارا ذکر؟

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی اللہ عزوجل خوب جانتا ہے۔

ارشاد ہوا اے محبوب میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا کہ جس نے تمہارا ذکر کیا بیشک اس نے میرا ذکر کیا۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۰۹]

قرآن وحدیث میں ذکر اللہ کی تاکید

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک کی متعدد آیات میں یہ بیان فرمایا ہے کہ تم بکثرت خدا کو یاد کرو، ہر حال میں خدا کا ذکر کرو، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی کثیر حدیثوں میں ذکر اللہ کی تاکید وترغیب فرمائی ہے۔ (مرتب)

- اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے:
  اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر۔ (النساء،۱۰۳)
  علمائے کرام اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: کہ جمیع احوال میں ذکر الٰہی ودعا کی مداومت کرو۔
- اللہ عزوجل فرماتا ہے:
  اے ایمان والو اللہ کا ذکر بکثرت کرو۔ (الاحزاب،۴۱)
  یہ آیت تمام احوال واوقات کو عام ہے۔
- اور فرماتا ہے:
  اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ (البقرۃ،۲۰۰)
  اس آیت سے یہ مراد ہے کہ ذکر الٰہی جمیع اوقات میں کرو۔
- اور فرماتا ہے رب عزوجل:
  اور بکثرت خدا کا ذکر کرو۔ (الجمعۃ،۱۰)
  اس سے مراد یہ ہے کہ تمام مواضع میں، خوشی وتکلیف میں ذکر الٰہی کرو۔
- اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:
  خدا کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتوں کے لئے اللہ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (ھود،۱۱۴)

ذکر اللہ کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمیشہ ذکر الٰہی میں تر زبان رہ۔ (ترمذی)
دوسری حدیث میں ہے۔ اللہ کا ذکر بکثرت کر کہ تو کوئی ایسی چیز نہ لائے جو خدا کو اپنی کثرت ذکر سے زیادہ پیاری ہو۔ (طبرانی)
تیسری حدیث میں ہے، جو ذکر الٰہی کی کثرت نہ کرے وہ ایمان سے بیزار ہو گیا۔ (طبرانی)
اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت ذکر خدا فرمایا کرتے۔
(مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۸۶، ۷۸۷]

لا الٰہ الا اللہ کی عظمت

امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میرے پیارے میری آنکھوں کی ٹھنڈک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی کہ ان سے جبریل نے عرض کی کہ میں نے اللہ عزوجل کو فرماتے سنا کہ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے تو جس نے اسے کہا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے امان میں رہا۔ (مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۱۳۷]

رسول اللہ کی سنتیں اور ان پر عمل کی تاکید و ترغیب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے عمل مبارک سے احکام شرعیہ کی وضاحت فرمائی اگر حضور کی تعلیم نہ ہوتی تو امت کو طریقہ عبادت و عمل معلوم نہ ہوتا اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سنتیں فرض کی تکمیل کے لئے ہیں، سنتوں میں بعض موکدہ ہیں اور بعض غیر موکدہ، سنتوں سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

سنت ہدیٰ سنت مؤکدہ کا نام ہے اور سنت زائد سنت غیر مؤکدہ کا۔

متعدد احادیث میں سنتوں پر عمل کرنے کی تاکید آئی ہے۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جو میری سنت سے اعراض و روگردانی کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (بخاری، مسلم)

دوسری حدیث میں ہے کہ جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں۔ (ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج۱، ص۴۷]

سنت چھوڑنے کا حکم کیا ہے

سنت مؤکدہ کا ترک ایک آدھ بار مورث عتاب ہے مگر گناہ نہیں ہاں ترک کی عادت کرے تو گنہگار ہوگا۔ جیسے تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین سنت مؤکدہ ہے ترک کی عادت سے گنہگار ہوگا ورنہ مکروہ ضرور ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۱، ص۷۶]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ میں نرم اور آسان شریعت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں جو میری سنت کی مخالفت کرے وہ مجھ سے نہیں۔

(ت) (تاریخ خطیب) [فتاویٰ رضویہ ج۲، ص۱۲۵]

ایک حدیث میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا گیا کہ تم ایسے زمانے میں ہو کہ جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اگر اس کا دسواں حصہ چھوڑ دو تو تم ہلاک ہو جاؤ، پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جو اس وقت حکم الٰہی کے دسویں حصہ پر عمل کرلے گا وہ نجات پا جائے گا۔ (ت) (ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج۲، ص۱۲۳]

حضور کی سنتوں کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنتوں پر بھی عمل کرنا ضروری ہے، کیونکہ ان کی زندگی لائق تقلید اور ذریعۂ نجات ہے۔ حدیث میں ہے۔ (مرتب)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم پر میری اور میرے بعد کے خلفاء راشدین کی سنتوں کی پیروی لازم ہے۔ (ت) (ابوداؤد) [فتاویٰ رضویہ ج۲، ص۱۰۱]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو ہمارے غیر کی سنت پر عمل کرے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میری سنت اختیار کرے وہ میرا اور جو میری سنت سے منہ پھیرے وہ میرا نہیں۔ (ابن عساکر)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یعنی ہر کام کا ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو ایک فتور، تو جو فتور کے

وقت بھی میری سنت ہی کی طرف رہے ہدایت پائے اور جو دوسری جانب ہو ہلاک ہو جائے۔

(شعب الایمان) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۳۵]

سنتیں کیوں ہیں؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ شریعت میں سنتوں کا مقام ومرتبہ بتاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

مستحب، سنت کی تکمیل ہے، سنت، واجب کی، واجب، فرض کی۔ فرض، ایمان کی۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۸۷]

دس سنتیں

حدیث میں ہے کہ دس باتیں قدیم سے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت ہیں۔ (۱) لبیں کترنا (۲) داڑھی بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) وضو وغسل میں پانی سونگھ کر اوپر چڑھانا (۵) ناخن تراشنا (۶) انگلیوں کے جوڑ (یعنی جہاں جہاں میل جمع ہونے کا محل ہے اسے) دھونا (۷) بغل کے بال صاف کرنا (۸) زیر ناف بالوں سے صاف کرنا (۹) شرمگاہ پر پانی ڈالنا۔ راوی نے کہا دسویں میں بھول گیا شاید کلی ہو۔ (مسلم، ترمذی، ابوداود)

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ پانچ چیزیں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت قدیمہ سے ہیں، ختنہ اور استرہ لینا اور لبیں اور ناخن ترشوانا اور بغل کے بال دور کرنا۔ (بخاری، مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۱۳]

منقوش انگوٹھی کا ادب

جس انگشتری پر اللہ عزوجل یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک یا کوئی متبرک لفظ لکھا ہو استنجا کے وقت اس کا اتار لینا صرف مستحب ہی نہیں قطعاً سنت، اور اس کا ترک ضرور مکروہ بلکہ اساءت ہے، بلکہ مطلقاً کچھ لکھا ہو حروف ہی کا ادب چاہئے، بلکہ ایسی انگوٹھی پہنکر بیت الخلاء میں جانا ہی مکروہ ہے۔

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو انگشتری مبارک کو اتار لیتے کہ اس میں "محمد رسول اللہ" نقش تھا۔ (مرتب) (بخاری)

تعویذ اگر غلاف میں ہو تو اسے پہن کر بیت الخلاء میں جانا مکروہ نہیں پھر بھی اس سے بچنا افضل ہے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۷۱، ۱۷۲]

غیر ضروری بال

کلائیوں پر بال ہوں تو ترشوادیں کہ ان کا ہونا وضو یا غسل میں پانی زیادہ چاہتا ہے، اور مونڈنے سے سخت ہو جاتے ہیں اس لئے مشین سے تراشنا بہتر کہ خوب صاف کر دیتی ہے اور سب سے احسن وافضل نورہ (چونا وغیرہ) ہے کہ ان اعضا میں یہی سنت سے ثابت ہے۔

یعنی ہاتھ، پاؤں، سینہ، پشت، پر بال ہوں تو نورہ سے دور کرنا بہتر ہے اور موئے زیر ناف پر بھی استعمال نورہ آیا ہے۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نورہ کا استعمال فرماتے تو ستر مقدس پر اپنے دست مبارک سے لگاتے اور باقی بدن پر ازواج مطہرات لگادیتیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیھن وبارک وسلم۔ (ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۱۰]

ہاتھی دانت کا کنگھا

سرمہ دانی یا کنگھا وغیرہ ہاتھی کے دانت کا بنا ہوا ہو تو اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عاج (ہاتھی کے دانت) کا کنگھا کرتے۔

(بیہقی) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۷]

کھڑے ہوکر جوتا پہننا

اسلام نے ہر چیز کے آداب واصول سکھائے اورانسان کو ہر طرح کا سلیقۂ زندگی عطا فرمایا یہاں تک کہ جوتا پہننے، کنگھا کرنے ،سر پہ تیل ڈالنے وغیرہ کا حکم بھی بیان فرمایا۔ (مرتب)

حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔

(ت) (ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۳۱]

سنت زندہ کرنے کا ثواب

بیشک احادیث میں سنت زندہ کرنے کا حکم اوراس پر بڑے ثوابوں کے وعدے ہیں۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے میری سنت زندہ کی بیشک اسے مجھ سے محبت ہے اور جسے مجھ سے محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (کتاب الابانہ)

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میری کوئی سنت زندہ کرے کہ لوگوں نے میرے بعد چھوڑ دی ہو، جتنے اس پر عمل کریں سب کے برابر ثواب ملے اوران کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو۔ (ترمذی)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو فساد کے وقت میری سنت مضبوط تھامے اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے۔ (ابن ماجہ)

ظاہر ہے کہ زندہ وہی سنت کی جائے گی جو مردہ ہوگئی اور سنت مردہ جبھی ہوگی کہ اس کے خلاف رواج پڑ جائے۔

احیائے سنت علماء کا تو خاص فرض منصبی ہے اور جس مسلمان سے ممکن ہو اس کے لئے حکم عام ہے ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہئے کہ رسول اللہ کی سنتوں کو زندہ کریں اور سو سو شہیدوں کا ثواب لیں۔

اس پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے، یوں ہو تو کوئی سنت زندہ ہی نہ کر سکے۔ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی سنتیں زندہ فرمائیں، اس پر ان کی مدح ہوئی نہ کہ الٹا اعتراض، کہ تم سے پہلے تو صحابہ و تابعین تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۰۷، ۴۰۸]

منکر سنت پر حضور کی لعنت

حدیث سے ثابت کہ منکر سنت پر لعنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کچھ لوگ ہیں جن پر میں نے لعنت کی، اللہ ان پر لعنت کرے اور ہر نبی کی دعاء قبول ہے، ازاں جملہ ایک وہ کہ میری سنت کا منکر ہو۔ (ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۳۷]

چھینک، جماہی اور ڈکار کے بعض احکام

- مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آہستہ آواز نکلے اسی طرح کھانسی۔
- نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں زور کی چھینک کو ناپسند فرماتے۔ (کنز العمال)
- اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہئے اور نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے، اگرچہ غیر مسجد میں ہو خصوصاً مجلس میں یا کسی معظم کے سامنے کہ بے تہذیبی ہے۔

حدیث میں ہے ایک شخص نے دربار اقدس میں ڈکار لی فرمایا ہم سے اپنی ڈکار دور رکھ کہ دنیا میں جو زیادہ مدت تک پیٹ بھرے تھے وہ قیامت کے دن زیادہ مدت تک بھوکے رہیں گے۔ (کنز العمال)

- اور جماہی میں آواز نکلنا تو کہیں نہ چاہئے اگر چہ غیر مسجد میں تنہا ہو کہ وہ شیطان کا قہقہہ ہے جماہی جب آئے حتی الامکان منہ بند رکھو، منہ کھولنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے، یوں نہ رکے تو اوپر کے دانتوں سے نیچے کا ہونٹ دبالو اور یوں بھی نہ رکے تو حتی الامکان کم کھولو اور الٹا ہاتھ الٹی طرف سے منہ پر رکھ لو، یو ہیں نماز میں بھی مگر حالت قیام میں سیدھا ہاتھ الٹی طرف سے رکھو کہ الٹا ہاتھ رکھنے میں دونوں ہاتھ اپنی مسنون جگہ سے بدلیں گے اور سیدھا رکھنے میں صرف یہ ہی بضرورت بدلا، الٹا اپنے محل سنت پر ثابت رہا۔
- جماہی روکنے کا ایک مجرب طریقہ یہ ہے جب جماہی آنے کو ہو فوراً تصور کرے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو کبھی نہ آئی کہ یہ مثل احتلام، شیطان کی طرف سے ہے اور وہ دخل شیطان سے معصوم۔
- چھینک اچھی چیز ہے اسے بدشگونی جاننا مشرکین ہند کا ناپاک عقیدہ ہے۔

حدیث میں تو یہ ارشاد فرمایا کہ بات کے وقت چھینک عادل گواہ ہے۔ یعنی کچھ بیان کیا جاتا ہو جس کا صدق و کذب معلوم نہیں اور اس وقت کسی کو چھینک آئے تو وہ اس بات کے صدق پر دلیل ہے۔ اور حدیث میں یہ بھی آیا کہ دعاء کے وقت چھینک ہونا دلیل قبول ہے لہذا چھینک پر حمد الہی بجالانا مسنون ہوا۔ بہت لوگ صرف اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے ہیں پورا کلمہ کہنا چاہئے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

حدیث میں ہے جو چھینک پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے فرشتہ کہتا ہے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، یعنی اس کلمہ کو پورا کر دیتا ہے، اور جو کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فرشتہ کہتا ہے یَرْحَمُكَ اللّٰہُ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ تو کتنی بڑی دولت ہے کہ معصوم فرشتے کی زبان سے دعاء رحمت، یہ ملکہ کیلئے ہے، آدمی پر واجب ہے کہ جب چھینکنے والا مسلمان حمد الہی بجالائے اگر چہ صرف اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے، یہ یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہے۔ پھر اسے مستحب کہ اس سے کہے یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَكُمْ۔ اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے۔

اور چھینک پر افضل واکمل صیغہ حمد کا یہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَاكَانَ مِنْ حَالٍ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ بَیْتِہٖ۔

یہاں ایک حدیث زبان زد ہے، دو جگہ میرا ذکر نہ کیا جائے یعنی چھینک اور ذبح۔

اجلہ علماء نے اس پر اعتماد کر کے ان دونوں مقاموں کو ذکر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مستثنیٰ فرمادیا۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ حدیث ثابت نہیں، چھینک کے وقت ذکر شریف کا صیغہ یہ ہے اور ذبح میں بھی معاذ اللہ بطور شرکت نام لینا جائز نہیں۔ بطور برکت میں اصلاً مضائقہ نہیں۔ مثلاً

- بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ۔

بلکہ فتاویٰ امام قاضی خان میں اسکا جواز بھی مصرح کہ

- بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دنبے کے ذبح میں فرمایا:

- بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ بَیْتِہٖ۔ (ابوداؤد) [الملفوظ دوم، ص ۱۱۹، ۱۲۰]

مرض کا علاج سنت ہے یا نہیں

علاج کرنا اور نہ کرنا دونوں سنت ہیں، ارشاد ہوا ہے علاج کرواے اللہ کے بندو کہ جس نے مرض اتارا ہے اس نے ہر مرض کی دوا بھی اتاری ہے۔
انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی عادت کریمہ اکثر یہی (علاج) رہی ہے کہ ان کی امت کے لئے سنت ہو اور اکابر صدیقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت علاج نہ کرنا رہی ہے۔ [الملفوظ سوم ص۳۲]

خوشبو لگانا

خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ پسند بارگاہ رسالت ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمہاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈالی گئی نکاح، خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔ (مسند احمد، نسائی)

جس کے سامنے خوشبو، نبات، پھول پتی وغیرہ پیش کیجائے تو اسے رد نہ کرے کہ اس کا بوجھ ہلکا اور بو اچھی ہے۔ بوجھ ہلکا یہ کہ پیش کرنے والے پر مشقت نہیں، کوئی بھاری احسان نہیں۔

چار باتیں انبیاء مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی سنتوں سے ہیں ختنہ کرنا، خوشبو لگانا، نکاح اور مسواک۔ (مسند احمد، ترمذی، بیہقی)

رسول اللہ ﷺ خوشبو کی چیز رد نہ فرماتے تھے۔ (مسند احمد، ترمذی، نسائی) [فتاوی رضویہ ج۹، ص۲۲۵]

بالوں میں کنگھا کرنا

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پورے سر پر بال رکھنا ہے اور امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی سنت پورے سر کا منڈانا ہے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام اپنے موئے مبارک میں تیل ڈالتے کنگھا کرتے اور دوسروں کو بھی بالوں میں تیل ڈالنے اور کنگھا کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا مگر ناغہ کر کے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

دوسری حدیث میں بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ہم میں سے کوئی شخص روز کنگھی کرے۔ (ابوداؤد، نسائی)

مقصود یہ ہے کہ ہر وقت بدن کی زیب و زینت سے انہماک سے منع فرمایا یعنی مرد کو زنانہ طور پر سنگار اور کنگھی چوٹی میں مشغول نہ چاہئے اور جہاں پر یہ نیت ذمیمہ نہ ہو بلکہ بہ نیت صالحہ جیسے علاج وغیرہ کے طور پر دن میں کئی بار کنگھی کرے تو کوئی حرج و کراہت نہیں۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی میرے بال شانوں تک ہیں کیا میں انہیں کنگھی کروں فرمایا ہاں اور ان کی عزت کرو۔

اس کے بعد حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر دن میں دو بار بالوں میں تیل ڈالتے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ ہاں بالوں کی عزت کرو۔ (مؤطا امام مالک) [فتاوی رضویہ ج۹، ص۱۳۹]

حضور کو داہنا محبوب ہے

حضور سرور کونین ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ ہر کام کو داہنے ہاتھ سے کرتے اور داہنے طرف سے شروع فرماتے اور صحابہ کو بھی داہنی طرف سے ابتدا کی تاکید فرماتے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر بات میں دہنی طرف سے ابتدا کو پسند فرماتے یہاں تک کہ جوتا پہننے میں۔ (بخاری) [فتاوی رضویہ ج۹، ص۵۴۲]

علم اور علماء

قرآن عظیم فرماتا ہے کہ "جاننے والے اور انجان برابر نہیں"۔ "علم نور ہے اور جہالت ظلمت وتاریکی"۔ علم وعقل ہی سے انسان حیوانات سے ممتاز وجدا ہیں امام غزالی نقل فرماتے ہیں کہ جس انسان کے اندر علم نہیں وہ حیوان کے مترادف ہے۔ کھانا پینا، سونا، جاگنا، چلنا پھرنا وغیرہ انسان کرتا ہے تو جانور بھی یہ چیزیں کرتے ہیں دونوں کے درمیان فرق کرنے والی چیز صرف علم ہے، احادیث وآثار میں علم اور علماء کی کافی فضیلتیں ارشاد ہوئی ہیں، جہاں حصول علم کی تاکید کی گئی ہے، وہیں علماء کا احترام وادب بھی بتایا گیا ہے۔ (مرتب)

عالم کی تعریف

عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے۔ صرف کتب بینی سے ہی علم حاصل نہیں ہوتا بلکہ علم افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

علم کی تعریف

علم وہ نور ہے کہ جو شئی اس کے دائرے میں آگئی منکشف ہوگئی اور جس سے متعلق ہوگیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی۔

علم باطن کا درجہ

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

- میں نے ایک بار سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص وعوام سب نے قبول کیا۔
- دوبارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص نے قبول کیا، عوام نے نہ مانا۔
- سہ بارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جو خواص وعوام کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔

یہاں سفر سے سیر اقدام مراد نہیں بلکہ سیر قلب ہے، ان کے علوم کی حالت تو یہ ہے، اور ادنیٰ درجہ ان سے اعتقاد، ان پر اعتماد وتسلیم ارشاد، جو سمجھ میں آیا ٹھیک ہے ورنہ حضرت شیخ اکبر اور اکابر فن نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تصدیق کرے کہ اگر نہ جانتا تو ان کی تصدیق نہ کرتا۔

نیز حدیث میں فرمایا ہے صبح کر اس حالت میں کہ تو خود عالم ہے، یا علم سیکھتا ہے، یا عالم کی باتیں سنتا ہے، یا ادنیٰ درجہ یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہوجائے گا۔ (کنزالعمال) [الملفوظ اول، ص ۶،۷]

علماء کی شفاعت

علماء بے گنتی لوگوں کی شفاعت کریں گے یہاں تک کہ عالم کے ساتھ جن لوگوں کو بھی کچھ تعلق ہوگا اس کی شفاعت کریں گے۔ کوئی کہے گا میں نے وضو کے لئے پانی دیا تھا، کوئی کہے گا میں نے فلاں کام کردیا تھا۔ لوگوں کا حساب ہوتا جائے گا اور وہ جنت کو بھیجے جائیں گے۔ علماء کا حساب کب کا ہوچکا ہوگا اور وہ روکے جائیں گے، عرض کریں گے الٰہی لوگ جارہے ہیں ہم کیوں روکے گئے ہیں۔ فرمایا جائے گا تم آج میرے نزدیک فرشتوں کی مانند ہو، شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت سے لوگ بخشے جائیں، ہر سنی عالم سے فرمایا جائے گا اپنے شاگردوں کی

شفاعت کرا گرچہ آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں۔
حافظ قرآن اپنے اقربا سے دس شخصوں کی شفاعت کرے گا اور اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس سے مشرق سے مغرب تک روشن ہوجائے۔ اور شہید پچاس شخصوں کی اور حاجی ستر کی شفاعت کرے گا۔ [الملفوظ اول، ص ۱۴۸]

حضرت ابن عباس کا ادب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جب میں بغرض تحصیل علم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دردولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہ ادب ان کو آواز نہ دیتا، ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ رہتا، ہوا خاک اور ریتا اڑا کر مجھ پر ڈالتی، پھر جب حضرت زید کا شانہ اقدس سے تشریف لاتے، فرماتے اے ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرادی، میں عرض کرتا مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کراتا۔
یہ وہ ادب ہے جس کی تعلیم قرآن عظیم نے فرمائی:
"وہ جو حجروں کے باہر سے تمہیں آواز دیتے ہیں ان میں سے بہت کو عقل نہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم باہر تشریف لاؤ تو ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (الحجرات، ۴)

حضرت زید کا ادب

ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رکاب تھامی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے اے ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہوں نے کہا ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ علماء کے ساتھ ادب کریں، اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے اترے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا: ہمیں یہی حکم ہے کہ اہل بیت اطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں۔

مامون رشید کو ہارون رشید کی تنبیہ

ہارون رشید جیسے جبار بادشاہ نے مامون رشید کی تعلیم کے لئے حضرت امام کسائی (جو امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خالہ زاد بھائی اور اجلہ علماء وقراء سبعہ میں سے ہیں) سے عرض کیا: فرمایا میں یہاں پڑھانے نہ آؤں گا، شہزادہ میرے ہی مکان پر آجایا کرے، ہارون رشید نے عرض کی وہ وہیں حاضر ہوجایا کرے گا مگر اس کا سبق پہلے ہو، فرمایا یہ بھی نہ ہوگا بلکہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا۔ غرض مامون رشید نے پڑھنا شروع کیا۔ اتفاقاً ایک روز ہارون رشید کا گزر ہوا دیکھا کہ امام کسائی اپنے پاؤں دھورہے ہیں اور مامون رشید پانی ڈالتا ہے، بادشاہ غضبناک ہوکر اترا اور مامون رشید کے کوڑا مارا اور کہا او بے ادب خدا نے دو ہاتھ کس لئے دیئے ہیں؟ ایک ہاتھ سے پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے ان کا پاؤں دھو۔

ہارون رشید نے ہاتھ دھلائے

ایک مرتبہ ہارون رشید نے ابو معاویہ خزیر کی دعوت کی وہ آنکھوں سے معذور تھے جب آفتابہ اور چلمچی ہاتھ دھونے کے لئے لائی گئی تو چلمچی خدمتگار کو دی اور آفتابہ خود لیکر ان کے ہاتھ دھلائے اور کہا آپ نے جانا کون آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے کہا نہیں، کہا ہارون، کہا جیسی آپ نے علم کی عزت کی ایسی اللہ آپ کی عزت کرے ہارون رشید نے کہا اسی دعاء کو حاصل کرنے کے لئے یہ کیا تھا۔

علماء کی تعظیم اور ہارون رشید کا رعب

ہارون رشید کے دربار میں جب کوئی عالم تشریف لاتے بادشاہ ان کی تعظیم کے لئے سروقد کھڑا ہوتا۔ ایک بار درباریوں نے عرض کیا یا امیر المومنین رعب سلطنت جاتا ہے، جواب دیا اگر علمائے دین کی تعظیم سے رعب سلطنت جاتا ہے تو جانے ہی کے قابل ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کا رعب روئے زمین کے بادشاہوں پر بدرجۂ اتم تھا، سلاطین نصاریٰ ان کا نام لیتے تھراتے تھے۔

تخت قسطنطنیہ پر ایک عیسائی عورت حکمراں تھی اور وہ ہر سال خراج ادا کرتی، جب وہ مرگئی تو اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور خراج حاضر نہ کیا، ادھر سے خراج کا مطالبہ ہوا تو اس نے حضرت ہارون رشید کی خدمت میں ایک ایلچی کے ہاتھ اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ وہ مرگئی جو خود پیادہ بنی تھی اور آپ کو رخ بنایا تھا۔

یہ تحریر لیکر جب ایلچی حاضر دربار ہوا وزیر کو حکم ہوا سناؤ، وزیر نے اسے دیکھ کر عرض کی حضور مجھ میں تاب نہیں جو اسے سنا سکوں، فرمایا لا مجھے دے اور اس تحریر کو پڑھا، بادشاہ کو دیکھتے ہی ایسا جلال آیا جسے دیکھ کر تمام دربار بھاگ گیا، صرف وزیر اور وہ ایلچی رہ گئے وزیر کو حکم ہوا کہ جواب لکھ، اس نے ارادہ لکھنے کا کیا مگر رعب شاہی اس قدر غالب تھا کہ ہاتھ تھرتھرانے لگا اور قلم نہ چلا، پھر فرمایا لا مجھے دے اور یوں لکھا:

”یہ خط ہے خدا کے بندے امیر المومنین ہارون رشید کی طرف سے روم کے کتے فلاں کو کہ او کافرہ کے جنے! جواب وہ نہیں جو تو سنے، جواب وہ ہے جو تو دیکھے گا۔“

یہ فرمان ایلچی کو دیا اور فوراً لشکر کو تیاری کا حکم دیا، ایلچی کے ساتھ لشکر لیکر پہنچے اور جاتے ہی قسطنطنیہ کو فتح کر کے اس بادشاہ عیسائی کو گرفتار کرلیا۔ اس نے بہت گریہ وزاری کی، ہاتھ پاؤں جوڑے، خراج دینے کا وعدہ کیا، چھوڑ دیا اور تاج بخشی کر کے واپس آئے، ابھی ایک منزل آئے تھے کہ خبر پائی اس نے پھر سرتابی کی، فوراً واپس گئے اور پھر فتح کیا اور پھر اسے گرفتار کیا، پھر اس نے ہاتھ جوڑے اور خوشامد کی پھر چھوڑ دیا۔

ایسے جبار بادشاہ کی علماء کے ساتھ یہ طرز تعظیم تھی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ [الملفوظ اول، ص ۸۷ تا ۸۹]

بے علم صوفی مسخرۂ شیطان

صوفیائے کرام فرماتے ہیں بے علم صوفی شیطان کا مسخرہ ہے وہ جانتا ہی نہیں شیطان اپنی باگ ڈور پر لگالیتا ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا بغیر فقہ کے عابد بننے والا (عابد نہ فرمایا بلکہ عابد بننے والا فرمایا یعنی بغیر فقہ کے عبادت ہو ہی نہیں سکتی جو عابد بنتا ہے وہ) ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا کہ محنت شاقہ کرے اور حاصل کچھ نہیں۔ (کنز العمال)

ایک صاحب اولیاء کرام میں سے تھے انہوں نے ایک صاحب ریاضت و مجاہدہ کا شہرہ سنا، ان کے بڑے بڑے دعاوے سننے میں آئے ان کو بلایا اور فرمایا یہ کیا دعوے ہیں جو میں نے سنے، عرض کی مجھے دیدار الٰہی روز ہوتا ہے ان آنکھوں سے، سمندر پر خدا کا عرش بچھتا ہے اور اس پر خدا جلوہ فرما ہوتا ہے۔

اب اگر ان کو علم ہوتا تو پہلے ہی سمجھ لیتے کہ دیدار الٰہی دنیا میں بحالت بیداری ان آنکھوں سے محال ہے سوائے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، اور حضور کو بھی آسمانوں اور عرش کے اوپر دیدار ہوا، دنیا نام ہے سموات والارض کا، ان بزرگ نے ایک عالم صاحب کو بلایا ان سے فرمایا کہ وہ حدیث پڑھو جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے، انہوں نے عرض کی بیشک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے، انہوں نے جب یہ سنا تو سمجھے کہ اب تک میں شیطان کو خدا سمجھتا رہا، اسی کی عبادت کرتا رہا، اسی کو سجدے کرتا رہا۔ کپڑے پھاڑے اور جنگل کو چلے گئے پھر ان کا پتہ نہ چلا۔

شیطان کا دھوکا

سیدی ابوالحسن جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خلیفہ ہیں حضرت سیدی ابوالحسن علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور آپ خلیفہ ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ آپ نے اپنے ایک مرید کو رمضان میں چلے میں بٹھایا ایک دن انہوں نے رونا شروع کیا، آپ تشریف لائے اور فرمایا کیوں روتے ہو؟ عرض کیا حضرت شب قدر میری نظروں میں ہے شجر وحجر اور دیوار و در سجدہ میں ہیں، نور پھیلا ہوا ہے، میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں، ایک لوہے کی سلاخ حلق سے سینہ تک ہے جس سے میں سجدہ نہیں کرسکتا اس وجہ سے روتا ہوں۔ فرمایا اے فرزند وہ سلاخ نہیں وہ تیر ہے جو میں نے تیرے سینے میں رکھا ہے اور یہ سب شیطان کا کرشمہ ہے، شب قدر وغیرہ کچھ نہیں، عرض کی حضور میری تشفی کے لئے کوئی دلیل ارشاد ہو، فرمایا اچھا دونوں ہاتھ پھیلا کر تدریجا سمیٹو سمیٹنا شروع کیا، جتنا سمیٹتے تھے اتنی ہی روشنی ظلمت و تاریکی سے بدل جاتی تھی یہاں تک کہ دونوں ہاتھ مل گئے، بالکل اندھیرا ہوگیا، آپ کے ہاتھوں میں سے شور وغل ہونے لگا حضرت مجھے چھوڑ دیئے میں جاتا ہوں، تب ان مرید کی تشفی ہوئی۔ بغیر علم کے صوفی کو شیطان کچے دھاگے کی لگام ڈالتا ہے۔

شیاطین کی کارگزاریاں

ایک حدیث میں ہے بعد نماز عصر شیاطین سمندر پر جمع ہوتے ہیں، ابلیس کا تخت بچھتا ہے شیاطین کی کارگزاری پیش ہوتی ہے، کوئی کہتا ہے اس نے اتنی شرابیں پلائیں، کوئی کہتا ہے اس نے اتنے زنا کرائے، سب کی سنیں، کسی نے کہا اس نے آج فلاں طالب علم کو پڑھنے سے باز رکھا، سنتے ہی تخت پر سے اچھل پڑا اور اس کو گلے سے لگایا اور کہا تو نے کام کیا، تو نے کام کیا، اور شیاطین یہ کیفیت دیکھ کر جل گئے کہ انہوں نے اتنے بڑے بڑے کام کئے ان کو کچھ نہ کہا اور اس کو اتنی شاباشی دی، ابلیس بولا تمہیں نہیں معلوم جو کچھ تم نے کیا سب اسی کا صدقہ ہے۔ اگر علم ہوتا تو وہ گناہ نہ کرتے۔

ایک عالم اور عابد کے پاس، مع ذریت ابلیس کا جانا

بتاؤ وہ کونسی جگہ ہے جہاں سب سے بڑا عابد رہتا ہے مگر وہ عالم نہیں اور وہاں ایک عالم بھی رہتا ہو، انہوں نے ایک مقام کا نام لیا صبح کو قبل طلوع آفتاب شیاطین کو لئے ہوئے اس مقام پر پہنچا اور شیاطین مخفی رہے اور یہ انسانی شکل بن کر رستہ پر کھڑا ہوگیا۔ عابد صاحب تہجد کی نماز کے بعد نماز فجر کے واسطے مسجد کی طرف تشریف لائے، راستہ میں ابلیس کھڑا ہی تھا، سلام علیکم وعلیکم السلام، حضرت مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے عابد صاحب نے فرمایا جلد پوچھو مجھے نماز کو جانا ہے، اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی شیشی نکالکر پوچھا اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ان سموات وارض کو اس چھوٹی سی شیشی میں داخل کردے، عابد صاحب نے سوچا اور کہا کہاں آسمان وزمین اور کہاں یہ چھوٹی سی شیشی، بولا بس یہی پوچھنا تھا تشریف لیجائیے اور شیاطین سے کہا دیکھو میں نے اس کی راہ ماردی، اس کو اللہ کی قدرت ہی پر ایمان نہیں عبادت کس کام کی۔

طلوع آفتاب کے قریب عالم صاحب جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے اس نے کہا السلام علیکم وعلیکم السلام، مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے انہوں نے فرمایا پوچھو جلدی پوچھو نماز کا وقت کم ہے، اس نے وہی سوال کیا فرمایا ملعون تو ابلیس معلوم ہوتا

سے کافر یا بدعتی، سب میں پہلا فرض آدمی پر اسی کا تعلم ہے اور اس کی احتیاج میں سب یکساں۔

- پھر علم مسائل نماز، یعنی اس کے فرائض و شرائط و مفسدات جن کے جاننے سے نماز صحیح طور پر ادا کر سکے۔
- پھر جب رمضان آئے تو مسائل صوم
- مالک نصاب نامی ہو تو مسائل زکوٰۃ
- صاحب استطاعت ہو تو مسائل حج
- نکاح کیا چاہے تو اس کے متعلق ضروری مسئلے
- تاجر ہو تو مسائل بیع و شرا
- مزارع پر مسائل زراعت
- موجر و مستاجر پر مسائل اجارہ

اسی طرح ہر شخص پر اس کی حاجت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض عین ہے اور انہیں میں سے ہیں مسائل حلال وحرام کہ ہر فرد بشر ان کا محتاج ہے اور مسائل علم قلب یعنی فرائض قلبیہ جیسے تواضع واخلاص وتوکل وغیرہا اور ان کے طرق تحصیل اور محرمات باطنیہ تکبر وریا وعجب وحسد وغیرہا اور ان کے معالجات کہ ان کا تعلم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے، جس طرح بے نماز فاسق وفاجر مرتکب کبائر ہے یوں ہی بعینہ ریا سے نماز پڑھنے والا انہیں مصیبتوں میں گرفتار ہے۔

ہاں آیات واحادیث دیگر کہ فضیلت علماء وترغیب علم میں وارد، وہاں ان کے سوا اور علوم کثیرہ بھی مراد ہیں جن کا تعلم فرض کفایہ یا واجب یا مسنون یا مستحب، اس کے آگے کوئی درجۂ فضیلت وترغیب اور جو ان سے خارج ہو ہرگز آیات و احادیث میں مراد نہیں ہوسکتا، اور ان کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ علوم جو آدمی کو اس کے دین میں نافع ہوں خواہ اصالۃً جیسے فقہ و حدیث وتصوف بے تخلیط وتفسیر قرآن بے افراط وتفریط، خواہ وساطۃً جیسے نحو وصرف ومعانی وبیان کہ یہ علوم فی نفسہا امر دینی نہیں مگر فہم قرآن وحدیث کے لئے وسیلہ ہیں۔

علم محمود یا مذموم جاننے کا عمدہ معیار

اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ اس کے لئے عمدہ معیار عرض کرتا ہے۔ مراد متکلم جیسے خود اس کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے دوسرے کے بیان سے نہیں ہوسکتی۔

مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنہوں نے علم وعلماء کے فضائل عالیہ ارشاد فرمائے انہیں کی حدیث میں وارد ہے کہ علماء وارث انبیاء کے ہیں انبیاء نے درہم ودینار ترکہ میں نہ چھوڑے، علم اپنا ورثہ چھوڑا ہے جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا۔
(ابوداؤد، ترمذی)

بس ہر علم میں اسی قدر دیکھ لینا کافی کہ آیا یہ وہی عظیم دولت، نفیس مال ہے جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا، جب تو بیشک محمود اور فضائل جلیلہ موعودہ کا مصداق، اور اس کے جاننے والے کو لقب عالم ومولوی کا استحقاق، ورنہ مذموم وبد ہے۔

جیسے فلسفہ ونجوم یا لغو وفضول جیسے قافیہ وعروض یا کوئی دنیا کا کام جیسے نقشہ ومساحت، بہر حال ان فضائل کا مورد نہیں نہ

اس کے صاحب کو عالم کہہ سکیں۔

ائمہ دین فرماتے ہیں جو علم کلام میں مشغول رہے اس کا نام دفتر علماء سے محو ہو جائے۔

حکم شرعی ہے کہ اگر کوئی شخص علمائے شہر کے لئے وصیت کر جائے تو ان فنون کا جاننے والا ہرگز اس میں داخل نہ ہوگا۔

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: علم تین ہیں، قرآن، یا حدیث، یا وہ چیز جو وجوب عمل میں ان کی ہمسر ہے (گویا اجماع وقیاس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں) اور ان کے سوا جو کچھ ہے سب فضول۔

(ابو داؤد، ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۶، ۱۷، ۱۱]

استاذ کی عزت وتوقیر

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے کسی بندۂ مومن کو قرآن کی ایک بات سکھائی تو وہ اس کا آقا ہو گیا۔ (ت) (طبرانی)

امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے ایک حرف سکھایا اس نے مجھے اپنا غلام بنالیا اب چاہے بیچ دے یا آزاد کرے۔ (ت) (طبرانی)

شعبہ بن الحجاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جس سے میں نے چار یا پانچ حدیثیں لکھیں میں مرتے دم تک اس کا غلام ہو گیا۔ (ت) (مقاصد حسنہ)

اور فرماتے ہیں، میں نے جس سے بھی حدیث لکھی زندگی بھر اس کا غلام رہا۔ (ت) (مقاصد حسنہ)

حدیث میں ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استاذ کے لئے ادب وتواضع کرنے سے متعلق فرماتے ہیں کہ علم سیکھو اور علم کے لئے سکون ووقار سیکھو اور جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع وانکساری کرو۔ (ت) (طبرانی)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ استاذ کی حیثیت ایک آقا کی ہوتی ہے اور شاگرد کی حیثیت غلام کی، اور یہ کہ استاذ کے سامنے بے ادبی سے پیش نہ آئے، کسی بات میں ان سے مقابلہ کا خیال نہ کرے، ہر حال میں ان کی عزت وتکریم کا خیال رکھے ورنہ وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا۔

صاحب علم کا مرتبہ تو بہت عظیم ہے رسول اللہ ﷺ نے تو ہر بڑے کی عزت واحترام کا درس دیا ہے۔ (مرتب)

فرماتے ہیں محمد ﷺ وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی شرافت نہ پہچانے۔ (ت) (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ وہ ہمارے طریقے پر نہیں جو چھوٹے پر رحم اور بڑے کی توقیر نہ کرے۔ (ت) (ترمذی)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: وہ میری امت میں سے نہیں جو بڑے کی تعظیم نہ کرے اور چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے۔ (ت) (مسند احمد، طبرانی، حاکم)

علم دین کو حصول دنیا کا ذریعہ بنانے کی مذمت

حدیث میں ہے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو علم کو خوردنی کا ذریعہ بنائے اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو مسخ فرمادے گا اور اس کے دونوں پیروں کو پیچھے پھیر دے گا اور آتش دوزخ اس کو زیادہ سزاوار ہوگی۔

(ت) (کتاب الالقاب شیرازی)

دوسری حدیث میں ہے جو علم میں آگے بڑھے اور اسکی دنیا سے بے رغبتی میں اضافہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کی دوری

ہی بڑھے گی۔ (ت) (دیلمی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۰، ۲۱، ۲۲]

شاگرد پر استاذ کے حقوق

عالمگیری میں ہے کہ عالم کا حق جاہل اور استاذ کا شاگرد پر یکساں ہے اور وہ یہ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کی غیبت میں بھی نہ بیٹھے، اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے۔

عالمگیری میں غرائب سے ہے، آدمی کو چاہئے کہ اپنے استاذ کے حقوق واجبہ کا لحاظ رکھے، اپنے مال میں کسی چیز سے اسکے ساتھ بخل نہ کرے یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اس کے قبول کر لینے میں اس کا احسان اور اپنی سعادت جانے۔

نیز اسی میں ہے، استاذ کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگرچہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو اس کے لئے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی وقت اس کی مدد سے باز رہے، اپنے استاذ پر کسی کو ترجیح نہ دے، اگر ایسا کرے گا تو اس نے اسلام کے رشتوں سے ایک رسی کھولدی، استاذ کی تعظیم سے ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہوا تو اسکے دروازہ پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اسکے باہر آنے کا انتظار کرے۔

عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور استاذ علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ ہاں اگر کسی خلاف شرع بات کا حکم دے ہرگز نہ کرے کہ اللہ کی معصیت میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ مگر اس نہ ماننے میں گستاخی و بے ادبی سے پیش نہ آئے، بکمال عاجزی وزاری معذرت کرے اور بچے اور اگر اس کا حکم مباحات میں ہے تو حتی الوسع اس کی بجا آوری میں اس کی سعادت جانے۔

علماء فرماتے ہیں: جس سے اس کے استاذ کو کسی طرح کی ایذا پہنچے وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۶۷]

علماء و سادات کا امتیازی اکرام

علماء و سادات کو رب العزت جل وعلا نے اعزاز و امتیاز بخشا تو ان کا عام مسلمانوں سے زیادہ اکرام حکم شرعی کی بجا آوری اور صاحب حق کو اس کے حق کا ایفا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے عالم اور جاہل۔ (الزمر، ۹)

جب اللہ جل وعلا ہی نے علماء و جہلا کو برابر نہ رکھا تو مسلمانوں پر بھی ان کا امتیاز لازم، اسی لئے علمائے دین کو مجالس میں صدر مقام و مسند اکرام پر جگہ دینا مندوب و مطلوب ہے۔

امتیازی برتاؤ کی نظیر

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت اقدس میں ایک سائل کا گزر ہوا اسے ایک ٹکڑا عطا فرما دیا، ایک شخص خوش لباس شاندار گزرا اسے بٹھا کر کھانا کھلایا۔

اس بارہ میں ام المومنین سے استفسار ہوا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے لائق برتاؤ کرو۔ (ابوداؤد)

امتیازی سلوک کی خواہش مذموم ہے

دیکھو عالم و جاہل اور سید و غیر سید کا امتیاز سائل و خوش لباس کے امتیاز سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ہاں علماء و سادات کو یہ نا جائز و ممنوع

ہے کہ آپ اپنے لئے سب سے امتیاز چاہیں اور اپنے نفس کو اور مسلمانوں سے بڑا جانیں کہ یہ تکبر ہے اور تکبر ملک جبار کے سوا کسی کو لائق نہیں، بندہ کے حق میں گناہ اکبر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا جہنم میں نہیں ہے ٹھکانہ تکبر والوں کا۔ (الزمر، ۶۰)

امتیازی برتاؤ قبول کرنا ممنوع نہیں

جب سب علماء کے آقاء، سب سادات کے باپ حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہا درجہ کی تواضع فرماتے اور مقام و مجلس وخورش وروش کسی امر میں اپنے بندگان بارگاہ پر امتیاز نہ چاہتے تو دوسرے کی کیا حقیقت ہے، مگر مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ سب سے زائد علماء وسادات کا اعزاز وامتیاز کریں۔ یہ ایسا ہے کہ کسی شخص کو لوگوں سے اپنے لئے طالب قیام ہونا مکروہ، اور لوگوں کا معظم دینی کے لئے قیام مندوب۔ پھر جب اہل اسلام ان کے ساتھ امتیاز خاص کا برتاؤ کریں تو اس کا قبول انہیں ممنوع نہیں۔

امیر المؤمنین سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی کہیں تشریف فرما ہوئے صاحب خانہ نے حضرت کے لئے مسند حاضر کی، امیر المؤمنین اس پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کرے گا۔

(سنن سعید بن منصور) [فتاویٰ رضویہ ج۹ص۷۳]

عورتوں کو لکھنا نہ سکھانا ہی سلامت روی

عورتوں کو لکھنا سکھانا شرعاً ممنوع وطریقۂ نصاریٰ اور ہزاروں فتنوں کا دروازہ کھولنا اور مستان سرشار کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے جس کے مفاسد شدیدہ پر تجربات شاہد عدل ہیں، متعدد حدیثیں اس سے ممانعت میں وارد ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو بالاخانوں پر نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ انہیں کاتنا اور سورۂ نور تعلیم کرو۔ (ابن حبان، بیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اپنی عورتوں کو بالاخانوں پر نہ بساؤ اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ۔ (نوادر الاصول)

ایک اور حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور دو منزلوں پر نہ بساؤ۔ (ابن عدی، ابن حبان)

مرد ہر زمانے میں لاکھوں کاتب ہوئے اور عورتیں تیرہ سو برس میں معدود، ظاہر ہے کہ کتابت ایک عظیم نافع چیز ہے اگر کتابت نساء میں حرج نہ ہوتا، جمہور امت سلف سے آج تک اسکے ترک پر کیوں اتفاق کرتی۔

بالجملہ سلامتی کا راستہ اسی میں ہے کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھایا جائے اس لئے بڑے بڑے ائمہ وعلمائے کرام نے اسی طرف میل فرمایا، وہ ہر طرح ہم سے اعلم تھے۔ اب جو اجازت کی طرف جائے یا حال زمانہ سے غافل ہے یا امت مرحومہ کی خیر خواہی سے عاطل۔

ایک روایت میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ لقمان نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ مکتب میں سکھائی جارہی ہے فرمایا یہ تلوار کس کے لئے صیقل کی جاتی ہے۔ (نوادر الاصول حکیم ترمذی)

امام ابن حجر فرماتے ہیں اس حدیث میں علت نہی کتابت کی طرف اشارہ ہے کہ عورت لکھنا سیکھ کر خود بھی فاسد

غرضوں کی طرف راہ پائے گی اور فاسقوں کو بھی اس تک رسائی کا بڑا موقع مل جائے گا جو لکھنا نہ جاننے کی حالت میں نہ ملتا، کہ آدمی وہ بات لکھ سکتا ہے جو کسی کی زبانی نہ کہلا بھیجے گا، نیز خط ایلچی سے زیادہ پوشیدہ ہے تو اس میں حیلہ و مکر کی بہت جلد راہ ملے گی لہٰذا عورت لکھنا سیکھ کر صیقل کی ہوئی تلوار ہو جاتی ہے۔ [فتاوی رضویہ ج ۹، ص ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۸]

عورتوں کو کچھ مفید مفید باتوں کی تعلیم

- لڑکیوں اور عورتوں کو عقائد اہل سنت و مسائل اہلسنت کی کتابیں پڑھائی جائیں۔
- عقائد و مسائل ضروریہ کی تعلیم فرض ہے۔
- حساب وغیرہ بعض مفید باتیں بھی سکھانے میں حرج نہیں۔
- اصول حفظان صحت جہاں تک مسائل اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں ان کی تعلیم میں مضائقہ نہیں۔
- اور جو مخالف ہیں جیسے بیماری اڑ کر لگنے کے وسوسے ان کی تعلیم جائز نہیں۔
- تدبیر منزل بروجہ مطابق شرعی و حقوق شوہر و حقوق اولاد، جھوٹ و غیبت کی مذمت اور پردہ و حجاب کی ضرورت کی بھی تعلیم ہو۔
- مگر عورتوں کو لکھنا سکھانا منع ہے اس سے فتنہ کا چور دروازہ کھلتا ہے۔ [فتاوی رضویہ ج ۹، ص ۳۵۲]

عبادت پر علم کا تقدم و فوقیت

متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

- علم، عبادت سے افضل ہے۔ (خطیب، ابن عبد البر کتاب العلم)
- علم، عبادت سے بہتر ہے۔ (ابن عبد البر کتاب العلم)
- علم عمل سے افضل ہے۔ (شعب الایمان)
- علم عمل سے بہتر ہے۔ (ابن حبان) [فتاوی رضویہ ج ۹، ص ۱۸۵]

جاہل پر عالم کی فضیلت

جاہل، عالم کی فضیلت کو کسی طرح نہیں پہنچ سکتا جبکہ وہ عالم عالم دین ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے علم والے اور بے علم۔ (الزمر، ۹)

جاہل بوجہ جہل اپنی عبادت میں سو گناہ کر لیتا ہے اور مصیبت یہ کہ انہیں گناہ بھی نہیں جانتا، اور عالم دین اپنے گناہ میں بھی وہ حصہ خوف و ندامت کا رکھتا ہے کہ اسے جلد نجات بخشتا ہے۔

حدیث میں ارشاد ہوا کہ عالم کا ہاتھ رب العزت کے دست قدرت میں ہے اگر وہ لغزش بھی کرے تو اللہ تعالیٰ جب چاہے اسے اٹھا لے گا۔ [فتاوی رضویہ ج ۹، ص ۳۳۶]

دنیاوی امور کی تعلیم کا حکم

غیر دین کی ایسی تعلیم کہ تعلیم ضروری دین کو روکے مطلقاً حرام ہے، فارسی ہو یا انگریزی، یا ہندی، نیز ان باتوں کی تعلیم جو عقائد اسلام کے خلاف ہیں، جیسے وجود آسمان کا انکار، یا وجود جن و شیطان کا انکار، یا زمین کی گردش سے لیل و نہار، یا آسمان کا خرق والتیام محال ہونا، یا اعادۂ معدوم ناممکن ہونا وغیر ذلک عقائد باطلہ کہ فلسفہ قدیمہ جدیدہ میں ہیں ان کا پڑھنا پڑھانا حرام ہے کسی زبان میں ہو، نیز ایسی تعلیم جس میں نیچریوں، دہریوں کی صحبت رہے، ان کا اثر پڑے، دین کی گرہ سست ہو یا کھل جائے۔

اور اگر جملہ مفاسد سے پاک ہو تو علوم آلیہ مثل ریاضی و ہندسہ وحساب و جبر و مقابلہ و جغرافیہ وامثال ذلک ضروریات دینیہ سیکھنے کے بعد سیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں کسی زبان میں ہو، اور نفس زبان کا سیکھنا کوئی حرج رکھتا ہی نہیں۔

[فتاویٰ رضویہ ج۹،ص۴۴۳]

ائمہ وعلماء کبار کے لئے بھی ''رضی اللہ عنہم'' کہہ سکتے ہیں

''رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' صحابہ کرام کو تو کہا ہی جائے گا، ائمہ و اولیاء اور علمائے دین کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ صلاۃ وسلام یعنی علیہ الصلاۃ والسلام، بالاستقلال انبیاء وملئکہ علیہم الصلاۃ والسلام کے سوا کسی کے لئے نہیں ہاں بہ تبعیت جائز ہے۔ یعنی پہلے انبیائے کرام کو پھر ائمہ واولیا کو کہہ سکتے ہیں۔

صحابہ کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہا جائے۔ اولیاء وعلماء کو، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم، یا قدست اسرارہم اور اگر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہے جب بھی مضائقہ نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹،ص۴۵۳]

لوگوں کو جنت میں بھی علماء کی طرف احتیاج

جس طرح دینی مسائل کے لئے دنیا میں لوگوں کو علماء کرام کی حاجت ہوتی ہے یوہیں جنت میں بھی لوگ علماء کے محتاج ہوں گے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے شک اہل جنت، جنت میں علماء کے محتاج ہوں گے یوں کہ ہر جمعہ کو انہیں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا مولیٰ سبحانہ، وتعالیٰ فرمائے گا جو جی میں آئے مجھ سے مانگو (اب جنت جیسے مکان میں جا کر کون سی حاجت باقی ہے کچھ سمجھ میں نہ آئے گا کہ کیا مانگیں) علماء کی طرف منہ کر کے کہیں گے ہم کیا تمنا کریں وہ فرمائیں گے اپنے رب سے یہ مانگو تو لوگ جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے جس طرح دنیا میں ان کے محتاج ہیں۔

(ابن عساکر) [فتاویٰ رضویہ ج۳،ص۵۷۵]

باعمل اور بے عمل عالم کی ایک اچھی مثال

عالم شریعت اگر اپنے علم پر عامل بھی ہو چاند ہے کہ آپ ٹھنڈا اور تمہیں روشنی دے، ورنہ شمع ہے کہ خود جلے مگر تمہیں نفع دے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اس شخص کی مثال جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اس فتیلہ کی طرح ہے کہ لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا ہے۔ (ت) (بزار، طبرانی،) (مقال عرفا)

انبیاء کرام کی وراثت ونیابت

علمائے کرام انبیاء عظام علیہم الصلاۃ والسلام کے وارث و جانشین ہیں، یہ علوم انبیاء کے وارث وامین ہیں۔ ان کی وراثت درہم و دینار میں نہیں بلکہ علوم و معارف میں جاری ہوئی اسی وجہ سے علمائے کرام نائبین انبیاء ہیں علیہم الصلاۃ والسلام۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب آدمی قرآن مجید پڑھ لے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں جی بھر کے حاصل کرے اور اس کے ساتھ طبیعت سلیقہ دار رکھتا ہو تو وہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے نائبوں میں سے ایک ہے۔ (تاریخ رافعی، کنز العمال)

ربانی عالم

جو علماء درحقیقت نائبین انبیاء ہیں وہی علمائے ربانی ہیں، نائبین تین گروہ ہیں:
(۱) محدثین (۲) فقہاء (۳) صوفیاء

اللہ عزوجل فرماتا ہے: ربانی ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس لئے کہ تم پڑھتے ہو۔ (آل عمران، ۷۹)

اور فرماتا ہے: بیشک ہم نے اتاری توریت اس میں ہدایت و نور ہے، اس سے ہمارے فرماں بردار نبی اور ربانی اور دانشمند لوگ یہودیوں پر حکم کرتے تھے یوں کہ وہ کتاب اللہ کے نگہبان ٹھہرائے گئے اور وہ اس سے خبردار تھے۔ (المائدۃ، ۴۴)

ان آیات میں اللہ عزوجل نے ربانی ہونے کی وجہ اور ربانی ہونے کی صفات اس قدر بیان فرمائی کہ کتاب پڑھنا، پڑھانا، اس کے احکام سے خبردار ہونا، اس کی نگہداشت رکھنا، اس کے ساتھ حکم کرنا، ظاہر ہے کہ یہ سب اوصاف علمائے شریعت میں ہیں تو وہ ضرور ربانی ہیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، ربانی کے معنی ہیں فقیہ مدرس۔ (ابن ابی حاتم)

نیز وہ اور ان کے تلامذہ امام مجاہد و امام سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: ربانی عالم، فقیہ کو کہتے ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

صاحب علم ہی دراصل انسان ہے

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلمیذ رشید عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حدیث و فقہ و معرفت و ولایت سب میں امام اجل ہیں ان سے کسی نے پوچھا کہ ناس یعنی آدمی کون ہیں؟ فرمایا علماء، امام غزالی فرماتے ہیں: جو عالم نہ ہو ابن المبارک نے اسے آدمی نہ گنا اس لئے کہ انسان اور چوپائے میں علم ہی کا فرق ہے، انسان اسی سبب سے انسان ہے۔

- نہ جسم کے باعث کہ اس کا شرف جسمانی طاقت سے نہیں کہ اونٹ اس سے زیادہ طاقتور ہے۔
- نہ بڑے جثہ کے سبب کہ ہاتھی کا جثہ اس سے بڑا ہے۔
- نہ بہادری کے باعث کہ شیر اس سے زیادہ بہادر ہے۔
- نہ خوراک کی وجہ سے کہ بیل کا پیٹ اس سے بڑا ہے۔
- نہ جماع کی غرض سے کہ چڑوتا جو سب میں ذلیل چڑیا ہے اس سے زیادہ جفتی کی قوت رکھتا ہے۔

آدمی تو صرف علم کے لئے بنایا گیا اور اسی سے اسکا شرف ہے۔ (مقال العرفاء)

عالم سے جاہل کا گناہ دوچند

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ عالم اگر ایک گناہ کرے تو اسے دوگناہوں کی سزا ملے گی اور جاہل اگر ایک گناہ کرے تو اسے ایک ہی گناہ کی سزا ملے گی، مگر حدیث میں اس طرح ہے۔ (مرتب)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عالم کا گناہ ایک گناہ اور جاہل کا گناہ دوگناہ، کسی نے عرض کی یارسول اللہ کس لئے؟ فرمایا عالم پر وبال اسی کا ہے کہ گناہ کیوں کیا اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کا اور دوسرا نہ سیکھنے کا۔

(مسند الفردوس) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۷]

لغزش عالم کی پیروی ممنوع

کسی عالم سے اگر لغزش ہوجائے تو اس سے اس کے رجوع کا انتظار کیا جائے اور اس لغزش کی پیروی نہ کی جائے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: عالم کی لغزش سے بچو اور اسکے رجوع کا انتظار رکھو۔

(ابن عدی، بیہقی)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: عالم سے لغزش ہوتی ہے وہ تو اس سے رجوع کر لیتا ہے، اور اس کی خبر شہروں شہروں پہنچ کر لغزش اس سے منقول رہ جاتی ہے۔ (مناوی فیض القدیر) [فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۷۶]

اللہ کے یہاں عالم باعمل کی تکریم

باعمل عالم کی فضیلت یہ ہے کہ مرنے کے بعد اس کے جسم کو مٹی نہیں کھائے گی۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب حامل قرآن یعنی قرآن پر عمل کرنے والے عالم کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین سے فرماتا ہے کہ تم اس کا گوشت نہ کھانا، زمین عرض کرتی ہے اے رب میرے میں اس کا گوشت کیسے کھاؤں جس کے دل میں تیرا کلام موجود ہے۔ (ت) (ابن مندہ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ زمین اسکے جسم کو نہیں کھاسکتی جس نے کوئی گناہ نہ کیا۔

(ت) (مروزی) [فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۱۳۵]

عالم کا چہرہ دیکھنا موجب ثواب ہے

قرآن عظیم کو دیکھنا، کعبہ معظمہ پر نظر کرنا، عالم کو بنگاہ تعظیم دیکھنا، ماں باپ کو بنظر محبت دیکھنا عالم سے مصافحہ کرنا یہ سب عبادات ہیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: پانچ چیزیں عبادت سے ہیں۔ کم کھانا، مسجد میں بیٹھنا، کعبہ کو دیکھنا، مصحف کو دیکھنا اور عالم کا چہرہ دیکھنا۔ (مسند الفردوس)

دوسری روایت میں ہے فرماتے ہیں ﷺ پانچ چیزیں عبادت سے ہیں، مصحف کو دیکھنا، کعبہ کو دیکھنا، ماں باپ کو دیکھنا، زمزم کے اندر نظر کرنا کہ اس سے گناہ اترتے ہیں اور عالم کا چہرہ دیکھنا۔ (دار قطنی) [فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۶۱۶]

عالم دین کی توہین کا اثر

کسی خاص عالم کو کسی دنیوی وجہ سے گالی دینا برا ضرور ہے مگر کفر نہیں ہاں مطلقاً علماء کو، یا خاص کسی عالم کو علم دین کے سبب برا کہنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے، عورت فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے، توبہ اور اسلام لانے کے بعد اگر عورت راضی ہو تو اس سے نکاح کرسکتا ہے۔

[فتاوی رضویہ ج ۶، ص ۱۵۴]

ہر کتاب کی ہر بات لائق اعتبار نہیں

ہر کتاب کی ہر بات درست و صحیح نہیں ہوتی جو کتاب قرآن و حدیث اور ارشادات علماء کے مطابق ہو وہ لائق اعتبار ہے ورنہ اس پر عمل جائز نہیں۔ (مرتب)

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب تم میں کوئی ایک کتاب پائے جس میں علم کی بات ہے اور اسے کسی عالم سے نہ سنا تو برتن میں پانی منگا کر وہ کتاب اس میں ڈبودے کہ سیاہی سپیدی سب ایک ہوجائے۔

(خطیب بغدادی) [فتاوی رضویہ ج ۶، ص ۳۰۸]

استاد و شاگرد سب کے لئے خصلت حمیدہ

تواضع و انکساری اخلاق حسنہ کی سب سے بڑی منزل ہے، اللہ تعالیٰ کو عاجزی اور تواضع محبوب ہے جو اس کے لئے تواضع کرتا ہے اسے وہ بلند فرما دیتا ہے، جو تکبر کرتا ہے فرشتے اس کا سر کچل دیتے ہیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مالک کونین ہیں مگر حضور نے تواضع اختیار فرمائی اور اپنی امت مرحومہ کو بھی انکساری اور تواضع کی تعلیم دی۔ (مرتب)

بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب عزوجل نے صحابہ کی تواضع فرمانے کا حکم دیا ہے۔

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "مومنوں کے لئے اپنا پہلو جھکایئے" (الحجرات ۸۸)
- اور فرماتا ہے: "اپنے پیرو ایمان والوں کے لئے اپنا بازو نرم فرمایئے" (الشعراء، ۲۱۵)

ماں باپ کے لئے بھی قرآن عظیم میں تواضع کا حکم ہے۔

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ماں باپ کے لئے نرم دلی سے ذلت کا بازو بچھا" (الاسراء، ۲۴)

اپنے استاذ بلکہ شاگردوں کے لئے بھی تواضع کا حدیث میں حکم ہے۔

فرمایا جاتا ہے کہ جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور جسے سکھاتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور گردن کش عالم نہ بنو۔ (خطیب بغدادی) [فتاوی رضویہ ج ۶، ص ۳۱۲]

☆☆☆

توکل وقناعت

صدق وصفا اور اہل توکل واستغنا کی شان بہت ہی بلند وعظیم ہے ہر کس وناکس کو یہ مقام حاصل نہیں ہوتا جسے حقیقی توکل کی دولت حاصل ہو وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب ہو جاتا ہے توکل وقناعت اہل اللہ کا حصہ اور ایمان والوں کا خاصہ ہے۔ (مرتب)

بلال سے حضور کا فرمان

حدیث پاک میں ہے رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے بلال خرچ کر اور عرش کے مالک سے کمی کا اندیشہ نہ کر۔ (طبرانی، بیہقی)

اس حدیث کا مورد یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک من خرما ملاحظہ فرمایا، ارشاد ہوا بلال یہ کیا ہے؟ عرض کی حضور کے مہمانوں کے لئے رکھ چھوڑا ہے، فرمایا کیا ڈرتا نہیں کہ اس کے سبب آتش دوزخ میں تیرے لئے دھواں ہو، خرچ کر اے بلال! اور عرش کے مالک سے کمی کا خوف نہ کر۔ (بزار، طبرانی، بیہقی)

بلکہ خود انہیں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، اے بلال فقیر مرنا اور غنی نہ مرنا، عرض کی اس کے لئے کیا طریقہ برتوں، فرمایا جو تجھے ملے اسے نہ چھپا اور جو کچھ تجھ سے مانگا جائے اس کو منع نہ کر، عرض کی یارسول اللہ یہ میں کیوں کر کرسکوں فرمایا یا یہ یا نار۔ (طبرانی، حاکم)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کی تاکید اس لئے ہے کہ وہ اصحاب صفہ سے تھے، اور ان حضرات کرام کا عہد تھا کہ کچھ پاس نہ رکھیں گے۔

سب کا حکم یکساں نہیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ہاں اور ہم بھی نہیں کہتے کہ ایسا کرنا ہر ایک پر لازم ہے مگر ان حضرات پر اس کے لازم فرمانے ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کام فی نفسہ محمود ہے اور صادق التوکل کو اس کی اجازت، ورنہ ان کو بھی منع کیا جاتا ہے۔

- جیسے ایک صاحب نے عمر بھر رات کو نہ سونے کا عہد کیا۔
- ایک نے عمر بھر روزے رکھنے کا۔
- ایک نے کبھی نکاح نہ کرنے کا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر ناراضی فرمائی اور ارشاد ہوا میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، اور شب کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی فرماتا ہوں، اور نکاح کرتا ہوں تو جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں۔ (طبرانی، حاکم)

ایک شخص نے پیادہ حج کی منت مانی، ضعف سے دو آدمیوں پر تکیہ دیئے چل رہا تھا۔ اسے سوار ہونے کا حکم دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنی جان کو عذاب میں ڈالے۔ (طبرانی، حاکم) [فتاویٰ رضویہ ج اول ص ۱۸۱]

حضور اور اہل بیت کا توکل

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متوکلین کے سردار ہیں، دونوں جہان میں حضور سے بڑھ کر متوکل کوئی نہیں، عالم یہ ہے کہ کاشانۂ نبوت میں دو دو مہینے آگ روشن نہ ہوتی، صرف خرمے اور پانی پر اہل بیت طہارت کی گزر رہتی۔ (مرتب)

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا، اے میرے بھانجے خدا کی قسم! ہم ایک ہلال دیکھتے، پھر دوسرا، پھر تیسرا، دو مہینوں میں تین چاند، اور کاشانہائے نبوت میں آگ روشن نہ ہوتی، عروہ نے عرض کی اے خالہ پھر اہل بیت کرام مہینوں کیا کھاتے تھے فرمایا بس دو سیاہ چیزیں چھوہارے اور پانی۔

(بخاری، مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۵۵۰]

''کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا''

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بادشاہ دو عالم ہیں تمام جہان ملک ہے مگر کمل اوڑھتے اور متاع دنیا سے خالی ہاتھ رکھتے ہیں۔

ایک بار نماز کی اقامت ہوگئی تکبیر تحریمہ فرمانا چاہتے ہیں کہ دفعۃً صحابہ کو ارشاد ہوا اپنی جگہ ٹھہرے رہو کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے پھر برآمد ہوئے اور ارشاد فرمایا مجھے یاد آیا کہ آج تین دینار باقی ہیں، میں ڈرا کہ رات گزرے اور وہ باقی رہیں لہٰذا جا کر انہیں تصدق فرما آیا۔ (بخاری)

بندۂ بارگاہ عرض کرتا ہے۔

کل   اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی ...عت پہ لاکھوں سلام

نیز عرض رسا ہے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(الملفوظ دوم، ص ۶۶)

توکل اور تدبیر

انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ اور اس کے فضل و احسان پر توکل کرے اور تدبیر کا بھی سہارا لے، نہ بغیر تدبیر کے توکل ہو، نہ بغیر توکل کے تدبیر، بلکہ دونوں پر نظر و اعتماد ضروری ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی اپنی اونٹنی یوہیں چھوڑ دوں اور خدا پر بھروسہ رکھوں یا اسے باندھوں اور خدا پر توکل کروں، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا باندھ دے اور تکیہ خدا پر رکھ۔ (شعب الایمان)

صاف ارشاد ہے کہ تدبیر کرو مگر اس پر اعتماد نہ کرلو، دل کی نظر تقدیر پر رہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۸۲]

توکل اور دنیا کی حقیقت

دنیا کی محبت میں پڑ کر ایک ایک پیسہ جوڑنا اور آج کی چیز کل کے لئے اٹھا رکھنا یہ توکل و قناعت کے منافی اور اہل اللہ کے طریقے کے خلاف ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دنیا میں یوں رہ گویا تو مسافر بلکہ راہ چلتا ہے اور اپنے

ہمارے وہ قادر ہے کہ یہ شیشی تو بہت بڑی ہے ایک سوئی کے ناکے کے اندر اگر چاہے تو کروروں آسمان وزمیں داخل کردے۔
عالم صاحب کے تشریف لیجانے کے بعد شیاطین سے بولا دیکھا یہ علم ہی کی برکت ہے۔[الملفوظ سوم،ص ۲۴ تا ۲۵]

عالم کی زیارت موجب تقرب

صحیح حدیث میں وارد ہوا عالم کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے، کعبہ معظمہ کو دیکھنا عبادت ہے، قرآن عظیم کو دیکھنا عبادت ہے۔

(کنز العمال)[الملفوظ سوم،ص ۷۱]

دیندار عالم وغیرہ کے بدن کو مٹی نہیں کھاتی

جن لوگوں کے بدن کو زمین نہیں کھاتی وہ خوش نصیب حضرات یہ ہیں۔(مرتب)

(۱) حافظ، بشرطیکہ عمل کرتا ہو قرآن پر، بہتیرے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن انہیں لعنت کرتا ہے۔(۲) عالم دین اور (۳) شہید فی سبیل اللہ، (۴) ولی، (۵) اور وہ کہ درود شریف بکثرت پڑھا کرتا ہو، (۶) وہ جسم جس نے کبھی اللہ کی نافرمانی نہ کی (۷) اور وہ مؤذن جو بلا اجرت اذان دیا کرتا ہو۔
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو بلا اجرت سات برس محض اللہ کی رضا کے لئے اذان دے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔[الملفوظ چہارم،ص ۶۰]

کتنا علم دین حاصل کرنا لازم ہے

ہر مسلمان کے لئے کم از کم اتنا دینی علم حاصل کرنا فرض ہے، جس سے وہ ضروری مسائل جان لے مثلاً طہارت و پاکی، وضو و غسل، نماز روزے وغیرہ، بیع و شراء، خرید و فروخت اور دیگر ضروریات زندگی کے مسائل کا جاننا مسلمان پر فرض ہے۔(مرتب)
حدیث میں ہے "علم دین کا حصول فرض ہے"۔(ت)(تعقبات)
ایک حدیث میں ہے کہ "علم حاصل کرو اگرچہ چین جانا پڑے"۔(ت)(تعقبات)[فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۴۴۵، ۴۴۶]

ایک عالم قریش کا مقام

یوں تو ہر عالم دین سے علم کی روشنی پھیلتی ہے اور لوگ اس سے اکتساب فیض کرتے ہیں مگر خاص طور سے عالم قریش کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:(مرتب)
"قریش کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا"۔(ت)(شرح مواہب)[فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۴۴۵]

عالم دین کی توہین کفر ہے

عالم دین کی اس کے دینی علم کی بناء پر توہین و تحقیر کرنا کفر ہے، اسی لئے عالم دین کی تعظیم و تکریم کا حکم ہے۔(مرتب)
سنی صحیح العقیدہ عالم دین کی توہین کفر ہے، ائمہ کرام نے اس کی اہانت کو کفر لکھا ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج اول،ص ۵۰۷]

کون کون علم سیکھنا فرض ہے

حدیث میں ہے کہ ہر مسلمان پر علم حاصل کرنا فرض ہے، اس کا صریح مفاد ہر مسلمان مرد و عورت پر طلب علم کی فرضیت ہے، تو یہ صادق نہ آئے گا مگر اس علم پر جس کا تعلم فرض عین ہو، اور فرض عین نہیں مگر ان علوم کا سیکھنا جن کی طرف انسان بالفعل اپنے دین میں محتاج ہو۔
● ان میں سب سے اہم علم اصول عقائد ہے جن کے اعتقاد سے آدمی مسلمان سنی المذہب ہوتا ہے اور انکار و مخالفت

آپ کو قبر میں سمجھ، صبح کرے تو دل میں یہ خیال نہ لا کہ شام ہوگی اور شام ہو تو یہ نہ سمجھ کہ صبح ہوگی۔ (ترمذی، بیہقی)

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو کیا تمہیں شرم نہیں آتی، حاضرین نے عرض کی یارسول اللہ کس بات سے؟ فرمایا جمع کرتے ہو جو نہ کھاؤ گے اور عمارت بناتے ہو جس میں نہ رہو گے اور وہ آرزوئیں باندھتے ہو جن تک نہ پہنچو گے، اس سے شرماتے نہیں۔ (طبرانی)

ایک حدیث میں ہے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مہینے کے وعدے پر ایک کنیز سو دینار کو خریدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اسامہ سے تعجب نہیں کرتے جس نے ایک مہینے کے وعدے پر خریدی بیشک اسامہ کی امید لمبی ہے قسم اسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تو جب آنکھ کھولتا ہوں یہ گمان ہوتا ہے کہ پلک جھپکنے سے پہلے موت آجائے گی اور جب پیالہ منہ تک لیجاتا ہوں کبھی یہ گمان نہیں کرتا کہ اسکے رکھنے تک زندہ رہوں گا اور جب کوئی لقمہ لیتا ہوں گمان ہوتا ہے کہ اسے حلق سے اتارنے نہ پاؤں گا کہ موت اسے گلے میں روک دے گی۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور آنے والی ہے اور تم تھکا نہ سکو گے۔ (بیہقی، ابونعیم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیوار پر کہگل اور ٹٹی درست کرتے دیکھا فرمایا اے عبداللہ کیا ہے عرض کی اسے درست کرتا ہوں فرمایا معاملہ اس سے قریب تر ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گردن مبارک پر دست اقدس رکھ کر فرمایا یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کی موت ہے پھر دست انور پھیلا کر فرمایا اور وہ اتنی دور اس کی امید ہے، اتنی دور اس کی امید ہے۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں دنیا بے گھروں کا گھر ہے، اور اس کے لئے وہ جمع کرتا ہے جو بے عقل ہے۔ (شعب الایمان)

ایک حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو دنیا جوڑ کر رکھے کہ بقائے زندگی چاہتا ہو تو زندگی تو اللہ کے ہاتھ ہے سن لو میں نہ اشرفی جوڑ کر رکھتا ہوں نہ روپیہ نہ کل کے لئے کھانا اٹھا کر رکھوں۔ (ابوالشیخ، کتاب الثواب)

حضور پرنور سید المتوکلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے نفس کریم کے لئے کل کا کھانا بچا رکھنا پسند نہ فرماتے۔

ایک بار خادمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پرند کا گوشت کہ آج تناول تو فرمایا تھا بچا ہوا دوسرے دن حاضر کیا فرمایا کیا ہم نے منع نہ فرمایا کہ کل کے لئے کچھ اٹھا کر نہ رکھنا کل کی روزی اللہ کل دے گا۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں دنیا بے گھروں کا گھر ہے اور اس کے لئے احمق ہی جمع کرے گا۔ (ابویعلی، بیہقی)

حقیقی توکل تو یہی ہے کہ کل کے لئے کچھ اٹھا کر نہ رکھا جائے، لیکن اگر صاحب جائداد ہے اور اس کی آمدنی خرچ سے زائد ہے تو اس کی آمدنی سے بقدر خرچ رکھ کر باقی کا تصدق مطلقاً افضل ہے، اگر دخل ماہانہ ہے تو ایک مہینہ کا خرچ رکھ کر اور سالانہ ہے تو ایک سال کا، اس سے زائد کا جمع رکھنا حرص وحب دنیا بتاتا ہے اور دنیا کی محبت ہی خطا کی جڑ ہے۔

حدیث میں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنو نضیر کے مال غنیمت سے ایک سال کا خرچ ازواج مطہرات کے لئے نکال لیتے اور جو بچتا اسے فقراء و مساکین میں صرف فرمادیتے تھے۔ (ت) (بخاری، مسلم)

اور اگر جائداد نہیں رکھتا عیال کے لئے اتنا پس انداز کرتا کہ اگر یہ مرجائے تو وہ اس بقیہ سے نفع اٹھائیں اور انہیں بھیک مانگنی نہ پڑے افضل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا اپنی اولاد کو محتاج و دست نگر چھوڑنے سے مالدار و صاحب ثروت چھوڑنا بہتر ہے کیوں کہ انہیں محتاج ومفلس چھوڑنے کی صورت میں وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں گے۔ (ت) (بخاری، مسلم)

صدیق وفاروق کا توکل

جس کی سب عیال صابر ومتوکل ہوں اسے روا ہوگا کہ سب راہ خدا میں خرچ کردے اور جس کی اولاد ایسی نہیں وہ بقدر حاجت جمع رکھے۔ اس کی مثال صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زندگی میں یہ ہے۔ (مرتب)

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار صدقہ کا حکم فرمایا امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں خوش ہوا کہ اگر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سبقت لیجاؤں گا، تو اس بار کہ میرے پاس مال بہت ہے اور ان کے پاس کم۔ فاروق اپنے تمام مال کا نصف حاضر لائے ارشاد ہوا عیال کے لئے کیا چھوڑا عرض کی اتنا ہی۔ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام وکمال اتنا اپنا سارا مال حاضر لائے ارشاد ہوا عیال کے لئے کیا چھوڑا عرض کی اللہ اور اسکا رسول، جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سنکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں میں وہی فرق ہے جو تم دونوں کے جوابوں میں۔

(بخاری، مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۰۶ تا ۵۰۸]

استغنا اور پارسائی

اللہ تعالیٰ بندوں کے ساتھ ویسا ہی معاملہ فرماتا ہے جیسا اس کے دل میں اللہ عزوجل کے تعلق سے عقیدہ وعظمت ہوتی ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اللہ عزوجل کے بھروسہ پر خلق سے بے پرواہی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی کردے گا اور جو سچے دل سے پارسا بننا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے پارسا بنادے گا۔

(مسند احمد، نسائی) [فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۳۱۵]

ابن آدم کا لالچ

انسان کے اندر لالچ ایک ایسی بات ہے کہ وہ کسی ایک مقام پر نہیں رکے گی ایک چیز کے بعد دوسری چیز کی آرزو ہوتی جائے گی تمنا اور آرزو کا سلسلہ کسی ایک حد پر ختم نہیں ہوگا۔ لالچ، توکل وقناعت کے منافی ہے لالچی انسان متوکل نہیں ہوسکتا جب تک دل کو خیال غیر سے پاک کرکے ذات باری تعالیٰ کی طرف لو نہ لگائی جائے اس وقت تک اللہ پر وثوق وتوکل کی منزل حاصل نہ ہوگی کیوں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے اعمال اور تمہارے خلوص کو دیکھتا ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر ابن آدم کے لئے ایک جنگل بھر سونا ہو تو دوسرا جنگل اور مانگے اور دو جنگل ہوں تو تیسرا اور چاہے اور ابن آدم کا پیٹ نہیں بھرتی مگر خاک اور تائب کی توبہ اللہ قبول فرماتا ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۳۱۷]

✿✿✿

صبر وشکر

صبر وشکر انسان کا ایک عظیم وصف ہے وہ شخص قانع اور متوکل کہلاتا ہے جو صبر وشکر کرنے کو اپنی زندگی کا معمول بنالیتا ہے شکر گزار بندوں کو اللہ تعالیٰ محبوب و پسندیدہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے، مصائب پر صبر کرنا اور انعامات کے ملنے پر شکر کرنا اہل اللہ کا قدیم طریقہ ہے، قرآن عظیم میں متعدد مقامات پر صبر وشکر کی تلقین کی گئی ہے اور احادیث مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھی صابر وشاکر کے فضائل ارشاد ہوئے ہیں۔ (مرتب)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صبر وشکر

سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ایک مرتبہ لوگوں کے ساتھ تشریف لئے جارہے تھے راستہ میں نہایت لطیف خوشبو آئی تمام لوگوں نے قصداً اسے سونگھا اور آپ نے ناک بند کرلی، آگے چل کر ایک نہایت تیز بدبو آئی سب نے ناک بند کرلی مگر آپ کھولے رہے، لوگوں نے سبب پوچھا ارشاد فرمایا وہ نعمت تھی میں نے خوف کیا کہ شاید میں اس کا شکر یہ ادا نہ کرسکوں اور یہ بلا تھی اس پر میں نے صبر کیا۔ [الملفوظ سوم، ص۴۰]

ایک عورت کو صبر کی تلقین

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لئے جارہے تھے راہ میں ملاحظہ فرمایا کہ ایک عورت اپنے لڑکے کی موت پر نوحہ کررہی ہے حضور نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا صبر کر، وہ اپنے حال میں ایسی بے خبر تھی کہ اس کو نہ معلوم ہوا کون فرمارہے ہیں، جواب بیہودہ دیا کہ آپ تشریف لیجائیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں، حضور تشریف لے گئے بعد کو لوگوں نے اس سے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا وہ گھبرائی اور فوراً دربار میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ مجھے معلوم نہ ہوا کہ حضور منع فرمارہے ہیں اب میں صبر کرتی ہوں، ارشاد فرمایا صبر پہلی ہی بار کرتی تو ثواب ملتا پھر تو صبر آ ہی جاتا ہے۔ (بخاری) [الملفوظ سوم، ص۶۲]

بلا رحمت الٰہی کوئی بھی مستحق جنت نہیں

حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جاسکتا صحابہ نے عرض کی، آپ بھی نہیں یارسول اللہ۔ ارشاد فرمایا اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے۔ (الترغیب والترہیب)

گناہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے، دنیا ہی کا قاعدہ دیکھئے اگر اجیر ہے مزدوری کرے گا اجرت پائے گا اور اگر عبد ہے مملوک ہے کتنی ہی خدمت کرے کچھ نہ پائے گا ہم سب تو اسی کی مخلوق و مملوک ہیں اس کی رحمت ہی رحمت ہے۔ آپ ہی بندوں کو توفیق دی، آپ ہی ان کو اسباب دیئے، آپ ہی آسان فرمایا، اور فرماتا ہے بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا۔

صبر ایوب علیہ السلام

کیا اچھا بندہ ہے ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کتنے عرصہ تک بلا میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا جب اس سے نجات ملی عرض کیا الٰہی میں نے کیسا صبر کیا ارشاد ہوا اور توفیق کس گھر سے لایا، ایوب علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے سر پر خاک اڑائی عرض کیا بیشک اگر تو توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں سے کرتا۔ [الملفوظ سوم، ص۷۴]

شکر و ناشکری

حدیث میں ہے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی پر کوئی احسان کرے اور اس کے بدلے میں وہ اچھی تعریف کرے تو اس نے منعم کا شکریہ ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا اس نے اس کی ناشکری کی۔ (ت)

ایک روایت میں ہے کہ جس نے ثنائے حسن کی اس نے شکر کیا اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی۔ (ت) (ابوداؤد و ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو قلیل کا شکر نہیں کرتا وہ کثیر کا بھی شکر نہیں کرے گا۔ (ت) (بیہقی)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اللہ کا شکر نہیں کرتا وہ لوگوں کا شکر گزار نہیں۔ (ت) (ابوداؤد و ترمذی)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار نہیں۔ (ت) (ترمذی)

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے: اگر تم شکر کرو گے تو ہم تم پر نعمتیں زیادہ کریں گے اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔ (ت) (ابراہیم، ۷) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۹]

بچے کی موت پر صبر کا اجر

اگر کسی مسلمان کے ایک یا دو تین بچے کم عمری میں فوت ہو جائیں اور وہ ان کی موت پر گریہ و زاری نہ کرے بلکہ صبر و شکر کرے کہ اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے اور اللہ کے حکم سے وفات پا گئے تو وہ روز قیامت اجر عظیم کا مستحق ہوگا اور یہ کہ وہی بچے اپنے والدین کی شفاعت کریں گے اور ان کے ہاتھ پکڑ کر جنت میں لیجائیں گے۔ (مرتب)

اللہ عزوجل فرماتا ہے: یوہیں ہے کہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر پورا پورا دیا جائے گا بے شمار۔ (الزمر، ۱۰)

اور فرماتا ہے: ایسے ہی لوگوں پر درودیں ہیں ان کے رب کی طرف سے اور مہربانی اور یہی لوگ راہ پانے والے ہیں۔ (البقرہ، ۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس کے تین بچے نابالغی میں مریں گے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اس رحمت کی زیادت سے جو ان بچوں پر فرمائے گا۔ (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس مسلمان کے تین بچے نابالغ مریں گے وہ جنت کے آٹھوں دروازے سے اس کا استقبال کریں گے کہ جس سے چاہے داخل ہو۔ (ابن ماجہ)

ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی حدیث مذکور بیان فرمائی صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ، یا دو فرمایا، یا دو، عرض کی یا ایک فرمایا، یا ایک۔ پھر فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کچا بچا جو گر جاتا ہے اگر ثواب الٰہی کی امید میں اس کی ماں صبر کرے تو وہ اپنے نال سے اپنی ماں کو جنت میں کھینچ لیجائے گا۔ (مسند احمد، طبرانی)

ایک حدیث میں ہے جب مسلمان کا بچہ مرتا ہے اللہ عزوجل فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرلی، عرض کرتے ہیں ہاں، فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا، عرض کرتے ہیں ہاں، فرماتا ہے پھر میرے بندے نے کیا کہا، عرض کرتے ہیں تیرا شکر کیا اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہا فرماتا ہے میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام حمد کا مکان رکھو۔ (مسند احمد، ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۴۱]

مجاہدہ اور نفس کشی

انسانی قلب ونگاہ کی تطہیر وصفائی کے لئے مجاہدہ اور نفس کو مارنا ضروری ہے۔ عبادت وریاضت کے ساتھ آدمی انسانی خواہشات اور حرص ولالچ سے دور ہو کر اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہوجائے تو اس پر بارگاہ عزت سے فیضان جاری ہوگا مجاہدہ اور نفس کو قابو میں رکھنے کے لئے اس کا راستہ آسان ہوجائے گا۔ (مرتب)

مجاہدہ کی مدت

مجاہدے کے لئے کم از کم اسی ۸۰ ربرس درکار ہوتے ہیں باقی طلب ضرور کی جائے۔

یہاں ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص اسی ۸۰ ربرس کی عمر سے مجاہدات کرے یا اسی برس مجاہدہ کرے، تو اس کا ازالہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس عالم میں مسببات کو اسباب سے مربوط فرمایا گیا ہے اسی طریقہ پر اگر چھوڑیں اور جذب وعنایت ربانی، بعید کو قریب نہ کردے تو اس راہ کی قطع کو اسی ۸۰ ربرس درکار ہیں اور رحمت توجہ فرمائے تو ایک آن میں نصرانی سے ابدال کردیا جاتا ہے۔ اور صدق نیت کے ساتھ یہ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الٰہی ضرور کارفرما ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھائیں گے۔ (العنکبوت، ۶۹)

دینی خدمات اور مجاہدہ

جو عالم دین مذہب اہلسنت کی حمایت وحفاظت اور بدمذہبوں کے رد وابطال میں رہے تو اسکے لئے یہ دینی خدمت بہتر ہے یا مجاہدہ؟ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

عالم دین کے لئے یہی خدمات مجاہدات ہیں بلکہ اگر نیت صالحہ ہے تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ۔

امام ابو اسحٰق اسفرائنی جب انہیں مبتدعین کی بدعات کی اطلاع ہوئی، پہاڑوں پر ان اکابر علماء کے پاس تشریف لے گئے جو ترک دنیا ومافیہا کر کے مجاہدات میں معروف تھے، ان سے فرمایا:

اے سوکھی گھاس کھانے والو تم یہاں ہو اور امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتنوں میں ہے انہوں نے جواب دیا کہ امام یہ آپ ہی کا کام ہے ہم سے ہو نہیں سکتا۔ وہاں سے واپس آئے اور مبتدعین کے رد میں نہریں بہائیں۔

دنیوی تفکرات اور قلب جاری

دنیوی تفکرات کا قلب جاری پر اثر ہوتا ہے۔ دنیا کی فکریں جاری قلب کی حالت میں ضرور فرق ڈالتی ہیں۔

قلب جاری وہ قلب ہے جو خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف میں جاگتا رہے۔

[الملفوظ اول، ص ۸،۷]

جہاد اکبر کیا ہے؟

سارا مجاہدہ اس آیت کریمہ میں جمع فرما دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہشوں سے روکے بیشک تو جنت ہی ٹھکانا ہے۔

یہی جہاد اکبر ہے۔

حدیث میں ہے جہاد کفار سے واپس آتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اپنے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پھرے۔

ایک صاحب کی خواہش

ایک صاحب کو انار کی خواہش میں تیس برس گزر گئے اور نہ کھایا، اس کے بعد خواب میں زیارت اقدس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے، کہ فرماتے ہیں تیرے نفس کا بھی کچھ تجھ پر حق ہے۔ صبح اٹھے انار کھایا۔ اب نفس نے دودھ کی خواہش کی۔ فرمایا تیس برس خواہش کر شاید حضور تشریف لائیں اور فرمائیں اس سے یہی بہتر ہے کہ صبر کر، فوراً خلش دور ہوگئی۔

نفسانی اور شیطانی خواہش میں امتیاز کا طریقہ

اس قسم کی خواہش یا تو نفسانی ہوا کرتی ہے یا شیطانی، جس کے دو امتیاز سہل ہیں۔

- ایک یہ کہ شیطانی خواہش میں بہت جلد کا تقاضا ہوتا ہے کہ ابھی کرلو کیوں کہ عجلت شیطان کی طرف سے ہوا کرتی ہے اور نفس کو ایسی جلدی نہیں ہوتی۔
- دوسری یہ کہ نفس اپنی خواہش پر جما رہتا ہے، جب تک پوری نہ ہو اسے بدلتا نہیں، اسے واقعی اسی شئی کی خواہش ہوتی ہے، اگر شیطانی ہوئی تو ایک چیز کی خواہش ہوئی وہ نہ ملی، دوسری چیز کی ہوئی، وہ نہ ملی تیسری کی ہوگئی، اس واسطے کہ اس کا مقصد گمراہ کرنا ہے خواہ کسی طور پر ہو۔

ایک بزرگ کا گھڑا

ایک صاحب ایک بزرگ کے یہاں آئے دیکھا کہ پانی پینے کا گھڑا دھوپ میں رکھا ہے، انہوں نے کہا پانی دھوپ میں رکھا رہ گیا گرم ہوگیا ہوگا، فرمایا صبح تو سایہ ہی تھا پھر دھوپ آگئی، میں نے اللہ سے شرم کی کہ نفس کی خاطر قدم اٹھاؤں۔

حضرت سری سقطی کا کوزہ

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روزہ تھا طاق میں پانی ٹھنڈا ہونے کے لئے آبخورہ میں رکھدیا تھا، عصر کے مراقبہ میں تھے حوران بہشتی نے یکے بعد دیگرے سامنے سے گزرنا شروع کیا، جو سامنے آتی اس سے دریافت فرماتے تو کس کے لئے ہے، وہ ایک بندۂ خدا کا نام لیتی، ایک آئی اس سے پوچھا اس نے کہا میں اس کے لئے ہوں جو روزہ میں پانی ٹھنڈا ہونے کو نہ رکھے، فرمایا اگر تو سچ کہتی ہے تو اس کوزہ کو گرادے، اس نے گرادیا، اس کی آواز سے آنکھ کھل گئی دیکھا تو وہ آبخورہ ٹوٹا پڑا ہے۔ (جامع کرامات اولیاء)

ایک عابد اور فاسق

دو فرشتے آپس میں ملے ایک نے پوچھا کہاں جاتے ہو، دوسرے نے کہا فلاں عابد کے ہاتھ میں دودھ کا پیالہ ہے اور وہ پیا چاہتا ہے مجھے حکم ہے کہ جا کر پر ماروں اور گرادوں، اور تم کہاں جاتے ہو کہا ایک فاسق دیر سے دریا میں مچھی ڈالے بیٹھا ہے اور مچھلیاں نہیں پھنستیں مجھے حکم ہے جاؤں اور پھانس دوں۔

اگر چالیس دن گزر جائیں کہ کوئی علت یا قلت یا ذلت نہ ہو تو خوف کرے کہ کہیں چھوڑ نہ دیا گیا۔

حدیث میں ہے جب کوئی مقبول بندہ رب عزوجل کی طرف اپنی کسی حاجت کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے اور گڑگڑاتا ہے،

جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے اے جبریل اس کی حاجت رہنے دے کہ مجھے اس کا گڑ گڑانا اور میری طرف منہ اٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور جب کوئی فاسق اپنی حاجت کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے ارشاد ہوتا ہے اے جبریل اس کی حاجت جلد روا کردے کہ مجھے اپنی طرف اس کا منہ اٹھانا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

فائدہ اس حدیث پاک میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام حاجت روا ہیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاجت روا و مشکل کشا و دافع البلا ماننے میں کس مسلمان کو تامل ہو سکتا ہے، وہ تو جبریل کے بھی حاجت روا ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ [الملفوظ اول، ص ۱۰۰ تا ۱۰۲]

✿✿✿

جھوٹ اور غیبت

مسلمانوں کو راست بازی اور امن عامہ کی تعلیم دی گئی ہے۔ جھوٹ، غیبت، چغلی اور بدی سے منع کیا گیا ہے اسلام چونکہ ایک مہذب مذہب ہے وہ اپنے ماننے والوں کو صالح اور نیک دیکھنا چاہتا ہے اس نے قدم قدم پر انسان کی رہنمائی کی اچھائیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے روکا۔ جھوٹ اور غیبت جو بری باتیں ہیں شریعت اسلامیہ نے ان سے روکا اور ان کے مرتکب کے لئے ذلت وعذاب کی وعیدیں سنائیں۔ (مرتب)

جھوٹ اور غیبت کی نجاست

جھوٹ اور غیبت معنوی نجاست ہیں اس لئے جھوٹے کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ حفاظت کے فرشتے اس وقت اس کے پاس سے دور ہٹ جاتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے، اور اسی طرح ایک بدبو کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ یہ ان کے منہ کی سڑاہند (تیز بدبو) ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔ (نہایۃ المراد، سیدی عبدالغنی، نابلسی)

اور ہمیں جو جھوٹ یا غیبت کی بدبو محسوس نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اس سے مانوس ہو گئے، ہماری ناکیں، اس سے بھری ہوئی ہیں، جیسے چمڑا پکانے والوں کے محلہ میں جو رہتا ہے اسے اس کی بدبو سے ایذا نہیں ہوتی، دوسرا آئے تو اس سے ناک نہ رکھی جائے۔

ایک نفیس فائدہ

مسلمان اس نفیس فائدے کو یاد رکھیں اور اپنے رب سے ڈریں، جھوٹ اور غیبت ترک کریں، کیا معاذ اللہ منہ سے پاخانہ نکلنا کسی کو پسند ہوگا، باطن کی ناک کھلے تو معلوم ہو کہ جھوٹ اور غیبت میں پاخانے سے بدتر بدبو ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے اس کی بدبو کے باعث فرشتہ ایک میل مسافت تک اس سے دور ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے کہ ایک بدبو اٹھی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جانتے ہو کہ یہ بدبو کیا ہے؟ یہ ان کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔ (مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۱۹۲]

بد مذہب و فاسق کی غیبت

بلا وجہ شرعی وہ بات کرنی مکروہ ہے جس سے اس کی غیبت کا دروازہ کھلے مگر جبکہ جس کی برائی بیان کی وہ گمراہ یا بد مذہب یا فاسق و فاجر ہے تو اس کی شناعت و برائی سے مسلمانوں کو مطلع کرنا واجبات دینیہ سے ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کیا فاجر کی برائی بیان کرنے سے پرہیز رکھتے ہو، لوگ اسے کب پہچانیں گے، فاجر میں جو برائیاں ہیں انہیں بیان کرو کہ لوگ اس سے پرہیز کریں۔ (طبرانی، بیہقی، ابن ابی الدنیا، تاریخ خطیب)

فضول گوئی اچھے مسلمان کی شان نہیں

فضول ولایعنی بات کرنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے مسلمان کو لایعنی بات میں پڑنا مناسب نہیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے کہ انسان کے اسلام کی خوبی سے ہے یہ بات کہ غیر مہم کام میں مشغول نہ ہو، لایعنی بات ترک کرے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی)

جتنی بات آدمی کے دین میں نافع اور ثواب الٰہی کی باعث ہو، یا دنیا میں ضرورت کے لائق ہو، جیسے بھوک پیاس کا ازالہ، بدن ڈھانکنا، پارسائی حاصل کرنا، اسی قدر امر مہم ہے۔

اور اس سے زائد جو کچھ ہو جیسے دنیا کی لذتیں، نعمتیں، منصب، ریاستیں، غرض جملہ افعال و اقوال و احوال، جنکے بغیر زندگانی ممکن ہو، اور ان کے ترک میں نہ ثواب کا فوت، نہ اب یا آئندہ کسی ضرر کا خوف، وہ سب لایعنی و قابل ترک ہیں۔

مثلاً لوگوں کے سامنے اپنے سفر کی حکایتیں کہ اتنے اتنے شہر اور پہاڑ اور دریا دیکھے (مگر جبکہ ان کے ذکر میں اپنی یا سامعین کی منفعت دینی ہو اور خالص اسی کا قصد کرے) یہ یہ معاملات پیش آئے (مگر جبکہ اس سے مقصود اپنے اوپر احسانات الٰہی کا بیان ہو کہ ایسی جگہ ایسی بے سروسامانی میں مجھ سے ناچیز کو اپنے کرم سے ایسا ایسا عطا فرمایا) فلاں فلاں کھانے اور لباس عمدہ پائے۔ (مگر جبکہ علمائے سنت و صلحائے امت کے فضائل کا نشر اور سامعین کو ان سے استفادہ کی طرف ترغیب مقصود ہو) ایسے ایسے مشائخ سے ملنا ہوا، یہ سب باتیں اگر تو نہ بیان کرتا تو نہ گناہ تھا نہ ضرر ہوتا، اور اگر تو کامل کوشش کرے کہ تیرے کلام میں واقعیت سے کچھ کمی بیشی نہ ہونے پائے، نہ اس تفاخر سے نفس کی تعریف نکلے کہ ہم نے ایسے ایسے عظیم حال دیکھے، نہ اس میں کسی شخص کی غیبت ہو، نہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کی مذمت ہو، تو اتنی احتیاطوں کے بعد بھی اس کلام کا حاصل یہ ہوگا کہ تو اتنی دیر اپنا وقت ضائع کیا، اور تیری زبان سے اس کا حساب ہوگا، تو خیر کے عوض ادنیٰ بات اختیار کر رہا ہے، اس لئے کہ جتنی دیر تو نے یہ باتیں کیں اگر اتنا وقت اللہ عزوجل کی یاد اور اس کی نعمتوں، صنعتوں کی فکر میں صرف کرتا، تو غالباً رحمت الٰہی کے فیوض سے تجھ پر وہ کھلتا جو بڑا نفع دیتا، اور تسبیح الٰہی کرتا تو تیرے لئے جنت میں محل چنا جاتا۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ جو کچھ آخرت میں نافع ہو وہ لایعنی نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۲۰۵ تا ۲۰۷]

غیبت کی شناعت

زنا و غیبت دونوں یقیناً سخت گناہ ہیں۔ زنا کا گناہ توبہ یا سزا کے بعد معاف ہو جائے گا جب کہ زانیہ راضی ہو اور غیبت کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوگا جب تک وہ نہ معاف کرے جس کی غیبت کی ہے قرآن عظیم میں اسے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا فرمایا ہے۔ (مرتب)

اور حدیث میں آیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: غیبت سے بچو کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زانی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی بخشش ہی نہ ہوگی جب تک وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی تھی۔ (ابوالشیخ، ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۴۰]

پہلودار بات کہنا

اپنا حق مردہ، زندہ کرنے کے لئے پہلودار بات کہنا جس کا ظاہر دروغ و جھوٹ ہو اور واقعی میں اس کے سچے معنی مراد ہوں اگرچہ سننے والا کچھ سمجھے۔ بلاشبہ باتفاق علمائے دین جائز اور احادیث صحیحہ سے اس کا جواز ثابت ہے جبکہ وہ حق بے اس طریقے کے ملنا میسر نہ ہو ورنہ یہ بھی جائز نہیں۔

مثال کے ساتھ مسئلہ کی تفہیم

● پہلودار بات یوں کہ مثلاً ظالم نے ظلماً اس کی کسی چیز پر قبضہ مخالفانہ اس مدت تک رکھا جس کے باعث انگریزی قانون میں تمادی عارض ہو کر یعنی مدت دراز ہونے کے بعد حق، ناحق ہو جاتا ہے مگر مخالف کے پاس اپنے قبضہ کا کاغذی ثبوت نہیں، اس کے بیان پر رکھا گیا ہے اگر یہ اقرار کئے دیتا ہے کہ واقعی مثلاً بارہ برس سے میرا قبضہ نہیں تو حق جاتا اور ظالم فتح پاتا ہے لہٰذا یوں کہنے کی اجازت ہے کہ ہاں میرا قبضہ رہا ہے یعنی زمانہ گزشتہ میں۔ اور زیادہ تصریح چاہی جائے تو یوں کہہ سکتا ہے کہ آج تک میرا قبضہ چلا آیا۔ اور لفظ آیا کو نیت میں کلمۂ استفہام لے۔ جیسے کہتے ہیں، آیا یہ بات حق ہے یعنی کیا یہ بات حق ہے؟ تو استفہام انکاری کے طور پر اس کلمے کا یہ مطلب ہوا کہ کیا آج تک میرا قبضہ چلا؟ یعنی ایسا نہ ہوا بلکہ میرا قبضہ منقطع ہو کر مخالف کا قبضہ چلا، یعنی ایسا نہ ہوا بلکہ میرا قبضہ منقطع ہو کر مخالف کا قبضہ ہو گیا۔

● یا یوں کہے کل تک برابر میرا قبضہ رہا آج کا حال نہیں معلوم کہ کچہری کیا حکم دے، اور لفظ کل سے زمانہ قریب مراد لے۔ جیسے نوجوان لڑکے کو کہتے ہیں،۔ کل کا بچہ ہے۔ حالانکہ اس کی عمر بیس بائیس سال کی ہے۔ اس معنی پر قیامت کو روز فردا کہتے ہیں، کل آنے والی ہے۔ یعنی بہت نزدیک ہے۔

● یا مخالف کے قبضے کی نسبت سوال ہو تو کہے اس کا قبضہ کبھی نہ تھا، یا کبھی نہ ہوا اور مراد وہ لے کہ کبھی وہ وقت بھی تھا کہ اس کا قبضہ نہ تھا زیادہ تصریح درکار ہو تو کہے اسکا قبضہ اصلاً کسی وقت ایک آن کو نہ ہوا نہ ہے۔ اور معنی یہ لے حقیقی قبضہ ہر شی پر اللہ عزوجل کا ہے، دوسرے کا قبضہ ہو نہیں سکتا۔

غرض جو شخص تصرفات الفاظ و معانی سے آگاہ ہے سو پہلو نکال سکتا ہے، مگر ان کا جواز بھی صرف اسی حالت میں ہے جب یہ واقعی مظلوم ہے اور بغیر ایسی پہلودار بات کے ظلم سے نجات نہیں مل سکتی ورنہ اوپر مذکور ہوا کہ یہ بھی جائز نہیں۔

اب رہی یہ صورت کہ جہاں پہلودار بات سے بھی کام نہ چلے وہاں صریح کذب بھی دفع ظلم و احیائے حق کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

اس بارے میں کلمات علماء مختلف ہیں بہت روایات سے اجازت نکلتی ہے اور بہت اکابر نے منع کی تصریح فرمائی ہے حتی الوسع احتیاط اس سے اجتناب میں ہے۔

اور شاید قول فیصل یہ ہو کہ اس ظلم کی شدت اور کذب کی مصیبت کو عقل سلیم و دین قویم کی میزان میں تولے جدھر کا پلہ غالب پائے اس سے احتراز کرے۔ مثلاً اسکا ذریعۂ رزق تمام و کمال کسی ظالم نے چھین لیا اب اگر نہ لے تو یہ اور اس کے اہل و عیال سب فاقے مریں اور وہ صریح جھوٹ کے بغیر نہیں مل سکتا، تو اس ناقابل برداشت سخت ظلم کے دفع کو امید ہے کہ غلط بات کہدینے کی اجازت ہو۔ اور کسی مالدار شخص کے سو، دو سو روپے کسی نے دبا لئے تو اسکے لئے صریح جھوٹ کی اجازت اسے نہ ہونی چاہئے، کہ جھوٹ کا فساد زیادہ ہے اور اتنے ظلم کا برداشت کرنا اس مالدار پر گراں نہیں۔

عقل و نقل کا ایک ضابطہ

حدیث سے ثابت اور فقہ کا قاعدہ مقررہ بلکہ عقل و نقل کا ضابطہ کلیہ ہے کہ جو شخص دو بلاؤں میں گرفتار ہو ان میں جو آسان ہے اسے اختیار کرے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۷۷]

جھوٹی گواہی کی قباحت

آج کل کے حالات یہ ہیں کہ اگر کسی دو آدمیوں کے درمیان نزاع اور جھگڑا ہو تو وہ طرح طرح کے حیلے بہانے تراش کر قانون کا سہارا لیتا ہے اور مقدمہ دائر کر دیتا ہے پھر اپنی بات کو مضبوط کرنے کے لئے اس پر گواہی گزار دیتا ہے، مقدمات چونکہ زیادہ تر جھوٹ اور کذب پر چلائے جاتے ہیں، جس کے لئے بعض لوگ جھوٹی گواہی دیدیتے ہیں اس میں ذرا بھی افسوس نہیں کرتے، حالانکہ جھوٹی گواہی کے لئے وعید آئی ہے اور اسے گناہ کبیرہ کہا گیا ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جھوٹی گواہی دینے والا اپنے پاؤں ہٹانے نہیں پاتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم واجب کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۱۳۲]

مذاق میں بھی جھوٹ جائز نہیں

ہنسی مذاق میں جھوٹ بولنا جائز نہیں بعض لوگ تفریح اور مذاق میں جھوٹ بولتے اور اس کی پرواہ نہیں کرتے، سچائی یہی ہے کہ آدمی ہر حال میں صداقت وراست بازی کا دامن تھامے رہے، اور بعض لوگ چھوٹے بچوں سے جھوٹا وعدہ کرتے ہیں کہ کل فلاں چیز لاکر دیں گے حالانکہ اس طرح چھوٹے بچوں کو بہلانے پھسلانے کے لئے بھی جھوٹ بولنا منع ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنانا ہی ہماری نجات وسلامتی کا ضامن ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ارشاد ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اگرچہ کبھی مزاح بھی کرتا ہوں تو حق ہی کہتا ہوں۔ (ت) (مسند احمد، ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۲۳۰]

❁❁❁

شیطانی وسوسے اور ان کا علاج

شیطان، انسان کو گمراہ کرنے میں لگا ہوا ہے اس کا کام ہی انسان سے عداوت و دشمنی کرنا اور اسے راہ راست سے بہکا دینا ہے شیطانی وساوس سے بچنا ہی ایک مسلمان کی کامیابی اور نجات کا ضامن ہے شریعت نے شیطان سے بچنے کی جو تدابیر بتائیں انہیں بجالانے سے آدمی اس کے مکر و فریب سے بچ سکتا ہے۔ (مرتب)

دفع وسوسہ کے لئے بہترین تدبیر ان باتوں کا التزام ہے۔

پہلا علاج

رجوع الی اللہ۔

اللہ عزوجل کی طرف رجوع و توجہ کے لئے یہ باتیں مؤثر ہیں۔

- اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ کی کثرت۔
- لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ کی تکرار
- سورۂ ناس، پڑھنا۔
- اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، کہنا۔
- ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔
- سُبْحٰنَ الْمَلِکِ الْخَلَّاقِ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ۔

کی کثرت اسے جڑ سے قطع کر دیتی ہے، ان سے فوراً وسوسہ دفع ہو جاتا ہے۔

ایک تدبیر ماثور

حدیث میں ہے ایک صاحب نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر وسوسہ کی شکایت کی کہ نماز میں پتہ نہیں چلتا کہ دو پڑھیں یا تین، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جب تو ایسا پائے تو اپنی دہنی انگشت شہادت اٹھا کر اپنی بائیں ران میں مار اور بسم اللہ کہہ کہ وہ شیطان کے حق میں چھری ہے۔ (بزار، طبرانی)

دوسرا علاج

وسوسہ کی نہ سننا، اس پر عمل نہ کرنا، اس کے خلاف کرنا۔

اس بلائے عظیم کی عادت ہے کہ جس قدر اس پر عمل ہو، اسی قدر بڑھے اور جب قصداً اس کا خلاف کیا جائے تو باذنہ تعالٰی تھوڑی مدت میں بالکل دفع ہو جائے۔

عبد اللہ بن مرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں شیطان جسے دیکھتا ہے کہ میرا وسوسہ اس میں کارگر ہوتا ہے سب سے زیادہ اسی کے پیچھے پڑتا ہے۔ (ابن ابی شیبہ)

دو وہمیوں کی حکایت

امام ابن حجر مکی اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں: مجھ سے بعض ثقہ لوگوں نے بیان کیا کہ دو وسوسہ والوں کو نہانے کی ضرورت ہوئی، دریائے نیل پر گئے، طلوع صبح کے بعد پہنچے، ایک نے دوسرے سے کہا تو اتر کر غوطے لگا، میں گنتا جاؤں گا اور تجھے بتاؤں گا کہ پانی تیرے سارے سر کو پہنچا یا نہیں، وہ اترا اور غوطے لگانا شروع کئے اور یہ کہہ رہا ہے کہ تھوڑی سی جگہ تیرے سر میں باقی ہے، وہاں پانی نہ پہنچا، ایک صبح سے دوپہر ہو گیا،

آخر تھک کر باہر آیا اور دل میں شک رہا کہ غسل اترا یا نہیں۔

پھر اس نے اس دوسرے سے کہا اب تو اتر میں گنوں گا، اس نے ڈبکیاں لگائیں اور یہ کہتا جاتا ہے کہ ابھی سارے سر کو پانی نہ پہنچا، یہاں تک کہ دوپہر سے شام ہوگئی، مجبور وہ بھی دریا سے نکل آیا اور دل میں شبہ کا شبہ ہی رہا۔ دن بھر کی نمازیں کھوئیں اور غسل اترنے پر یقین نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ یہ وسوسہ ماننے کا نتیجہ تھا۔ [فتاویٰ ابن حجر مکی، الحدیقۃ الندیہ]

مخالفت وسوسہ کی برکت

صالحین میں سے ایک صاحب فرماتے ہیں مجھے دربارۂ طہارت وسوسہ تھا، راستہ کی کیچڑ اگر کپڑے میں لگ جاتی، اسے دھوتا (حالانکہ شرعاً جب تک خاص اس جگہ نجاست کا ہونا ثابت و محقق نہ ہو حکم طہارت ہے) ایک دن نماز صبح کے لئے جاتا تھا، راہ کی کیچڑ لگ گئی، میں نے دھونا چاہا اور خیال آیا کہ دھوتا ہوں تو جماعت جاتی ہے۔ ناگاہ اللہ عزوجل نے مجھے ہدایت فرمائی، میرے دل میں ڈالا کہ اس کیچڑ میں لوٹ اور سب کپڑے سان لے اور یوہیں نماز میں شریک ہوجا، میں نے ایسا ہی کیا پھر وسوسہ نہ ہوا۔ یہ اس کی مخالفت کی برکت تھی۔ (الطریقۃ المحمدیہ)

شیطانی وسوسے کا اثر

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تم میں کوئی مسجد میں ہوتا ہے شیطان آکر اس کے بدن پر ہاتھ پھیرتا ہے، جیسے تم میں کوئی اپنے گھوڑے کو رام کرنے کے لئے اس پر ہاتھ پھیرتا ہے، پس اگر وہ شخص ٹھہرا رہا یعنی اس کے وسوسہ سے فوراً الگ نہ ہوگیا تو اسے باندھ لیتا یا لگام دیتا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو روایت کر کے فرمایا کہ حدیث کی تصدیق تم آنکھوں دیکھ رہے ہو، وہ جو بندھا ہوا ہے اسے تو دیکھے گا یوں جھکا ہوا کہ ذکر الٰہی نہیں کرتا اور وہ جو لگام دیا ہوا ہے وہ منہ کھولے ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا۔ (مسند احمد)

وسوسہ شیطان سے شبہ ہو تو کیا کرے

شیطان کے تھوک اور پھونک سے نماز میں قطرے اور ریح کا شبہ جاتا ہے، حکم ہے کہ جب تک ایسا یقین نہ ہو جس پر قسم کھا سکے اس پر لحاظ نہ کرے، شیطان کہے کہ تیرا وضو جاتا رہا تو دل میں جواب دے لے کہ خبیث تو جھوٹا ہے اور اپنی نماز میں مشغول رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب تم میں کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ پائے اور اسے شک میں ڈالدے کہ کچھ نکلا یا نہیں تو مسجد سے ہرگز نہ نکلے یہاں تک کہ آواز سنے یا بو پائے۔ (ت) (مسلم)

دوسری حدیث میں ہے کہ آواز یا بو کے بغیر وضو نہیں ٹوٹتا یعنی شک وشبہ ناقض وضو نہیں۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی نے شکایت کی کہ اس کو نماز میں کچھ (یعنی ریح کا) خیال ہوتا ہے، حضور نے فرمایا آواز یا ریح کے بغیر نماز مت توڑ۔ (ت) (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نماز کے وقت تمہارے پاس آکر دبر کا ایک بال کھینچتا ہے تو تم سمجھتے ہو کہ وضو ٹوٹ گیا، تو کوئی شخص آواز یا بو کے بغیر نماز نہ توڑے۔ (ت) (مسند احمد)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شیطان تمہارے پاس نماز میں آکر مقعد میں پھونک مارتا ہے تو تم کو

خیال ہوتا ہے کہ وضو ٹوٹ گیا، حالانکہ وضو نہیں ٹوٹا تو جب ایسا محسوس ہو تو بغیر آواز و بو کے نماز نہ توڑے۔ (ت) (بزار)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیطان تمہاری نماز توڑنے کے لئے گھومتا رہتا ہے جب وہ تمہاری نماز توڑنے سے عاجز و حیران ہو جاتا ہے تو دبر میں پھونک مارتا ہے جس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وضو ٹوٹ گیا، حالانکہ درحقیقت وضو نہیں ٹوٹتا، تو تم میں کوئی آواز یا بو پائے بغیر نماز نہ چھوڑے۔ (ت)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیطان تمہارے پاس نماز کے وقت آ کر دبر میں پھونک مارتا ہے اور احلیل کو تر کر کے کہتا ہے کہ تمہارا وضو ٹوٹ گیا، تو کوئی نماز نہ چھوڑے یہاں تک کہ بو پائے یا آواز سنے اور تری پائے۔

(ت) (مصنف عبدالرزاق، ابن ابی الدنیا)

امام نخعی فرماتے ہیں کہ شیطان احلیل و دبر میں داخل ہو جاتا ہے تو آدمی محسوس کرتا ہے کہ وضو ٹوٹ گیا، لہٰذا کوئی نماز نہ چھوڑے یہاں تک کہ آواز سن لے یا بو اور تری پائے۔ (ت) (ابن ابی داؤد، کتاب الوسوسہ)

ان حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ شیطان نماز میں دھوکا دینے کے لئے کبھی انسان کی شرمگاہ پر آگے سے تھوک دیتا ہے کہ اسے قطرہ آنے کا گمان ہوتا ہے، کبھی پیچھے پھونکتا یا بال کھینچتا ہے کہ ریح خارج ہونے کا خیال گزرتا ہے، اس پر حکم ہوا کہ نماز سے نہ پھرو جب تک تری یا آواز یا بو نہ پاؤ یعنی جب تک وقوعِ حدث پر یقین نہ ہو لے نماز نہ توڑے۔

ہمارے امام اعظم کے شاگرد جلیل سیدنا عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں یعنی یقین ایسا درکار ہے جس پر قسم کھا سکے کہ ضرور حدث ہوا اور جب قسم کھاتے ہچکچائے تو معلوم ہوا کہ معلوم نہیں، مشکوک ہے اور شک کا اعتبار نہیں کہ طہارت پر یقین تھا اور یقین شک سے نہیں جاتا۔

تیسرا علاج اگر شیطان حیلہ سے بھی نہ مانے اور وسوسہ ڈالے ہی جائے کہ تیرے وضو میں غلطی رہی، یا تیری نماز ٹھیک نہ ہوئی تو سیدھا جواب یہ ہے کہ خبیث تو جھوٹا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تم میں کسی کے پاس شیطان آ کر وسوسہ ڈالے کہ تیرا وضو جاتا رہا تو فوراً اسے جواب دے کہ تو جھوٹا ہے (اور اگر مثلاً نماز میں ہے تو) دل میں یہی کہہ لے، مطلب وہی ہے کہ وسوسہ کی طرف التفات نہ کرے۔ (ابن حبان، حاکم)

وسوسے کی تین حالتیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ مزید اس کی تفصیل و وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حالتیں تین ہوتی ہیں:

- ایک تو یہ کہ عدو کا وسوسہ مان لیا، اس پر عمل کیا، یہ تو اس ملعون کی عین مراد ہے اور جب نہ ماننے لگا تو وہ کیا ایک ہی بار وسوسہ ڈال کر تھک رہے گا؟ حاشا وہ ملعون آٹھ پہر اس کی تاک میں ہے جتنا جتنا یہ مانتا جائے گا وہ اس کا سلسلہ بڑھاتا رہے گا، یہاں تک کہ نتیجہ وہی ہوگا کہ دو دو پہر کامل دریا میں غوطے لگائے اور سر نہ دھلا۔
- دوسرے یہ کہ مانے تو نہیں مگر اس کے ساتھ نزاع و بحث میں مصروف ہو جائے، یہ بھی اس کے مقصد ناپاک کا حصول ہے کہ اس کی غرض تو یہی تھی کہ یہ اپنی عبادت سے غافل ہو کر کسی دوسرے جھگڑے میں پڑ جائے اور پھر اس تکرار میں ممکن ہے وہی خبیث غالب آئے اور صورت ثانیہ، صورت اولیٰ کی طرف عود کر جائے۔

- لہٰذا نجات اس تیسری صورت میں ہے جو ہمارے نبی کریم حکیم علیم رؤف رحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم نے تعلیم فرمائی کہ فوراً اتنا کہکر الگ ہوجائے کہ تو جھوٹا ہے۔

شیطان دو قسم ہیں

(۱) شیاطین الجن کہ ابلیس لعین اور اس کی اولاد ملاعین ہیں۔

(۲) شیاطین الانس کہ کفار و مبتدعین کے داعی و منادی ہیں۔

ہمارا رب عزوجل فرماتا ہے:

یوہیں ہم نے ہر نبی کا دشمن کیا شیطان آدمیوں اور شیطان جنوں کو کہ آپس میں ایک دوسرے کے دل میں بناوٹ کی بات ڈالتے ہیں دھوکا دینے کے لئے۔ (الانعام ۱۱۲)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اللہ کی پناہ مانگ شیطان آدمیوں اور شیطان جنوں کے شر سے، عرض کی کیا آدمیوں میں بھی شیطان ہیں؟ فرمایا ہاں۔ (مسند احمد)

ائمہ دین فرمایا کرتے کہ شیطان آدمی، شیطان جن سے سخت تر ہوتا ہے۔

دفع وسوسہ کی مؤثر ترکیب

امام ابو حازم کہ اجلۂ تابعین سے ہیں، ان کے پاس ایک شخص آکر شاکی ہوا کہ شیطان مجھے وسوسے میں ڈالتا ہے اور سب سے زیادہ سخت مجھ پر یہ گزرتا ہے کہ آکر کہتا ہے تو نے اپنی عورت کو طلاق دیدی، امام نے فوراً فرمایا کیا تو نے میرے پاس آکر میرے سامنے اپنی عورت کو طلاق نہ دی، وہ گھبرا کر بولا خدا کی قسم میں نے کبھی آپ کے پاس اسے طلاق نہ دی، فرمایا جس طرح تم نے میرے آگے قسم کھائی، شیطان سے کیوں نہیں قسم کھا کر کہتا کہ وہ تیرا پیچھا چھوڑے۔ (کتاب الوسوسۃ، ابوبکر بن ابی داؤد)

چوتھا علاج

وسوسہ کا اتباع اپنے حول وقوت (یعنی لاحول ولا قوۃ الا باللہ نہ کہنا) پر نظر سے ہوتا ہے، ابلیس خیال ڈالتا ہے کہ تو نے یہ عمل کامل نہ کیا، اس میں فلاں نقص رہ گیا، یہ اس کی تکمیل کے خیال میں پڑتا ہے، حالانکہ جتنا رخصت شرعیہ کے مطابق ہوگیا وہ بھی کامل وکافی ہے۔ اکملیت کے درجات اکملوں کے لائق ہیں، دشمن سے کہہ کہ اپنی دلسوزی اٹھا رکھے، مجھ سے تو اتنا ہی ہوسکتا ہے، ناقص ہے تو میں خود ناقص ہوں، اپنے لائق میں بجالایا، میرا مولیٰ کریم ہے میرے عجز و ضعف پر رحم فرما کر اتنا ہی قبول فرمالے گا، اس کی عظمت کے لائق کون بجالاسکتا ہے۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں کہ

شیطان کا وسوسہ دفع کرنے میں تکلف نہ کرے، اس کے پیچھے نہ پڑے اور رخصت شرعیہ پر عمل کرلے، اگر شیطان لعین زیادہ مزاحمت کرے اور کہے کہ تو نے جو عمل کیا وہ ناقص و نادرست ہے وہ خدا کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہے تو اسے دھتکار دے اور کہے کہ تو جا، مجھ سے اس سے زیادہ نہیں ہوگا میرا مولیٰ تعالیٰ کریم و رحیم ہے، مجھ سے یہی قبول فرمالے گا اس کی رحمت وسیع و عظیم ہے۔

پانچواں علاج

یوں بھی نہ گزرے تو کہے فرض کردم کہ میرا وضو نہ ہوا، میری نماز نہ سہی، مگر مجھے تیرے زعم کے مطابق بے وضو یا ظہر کی تین رکعت پڑھنی گوارا ہے اور اے ملعون تیری اطاعت قبول نہیں۔ جب یوں دل میں ٹھان لی وسوسہ کی جڑ کٹ جائے گی اور بعونہ تعالیٰ دشمن ذلیل و خوار پسپا ہوگا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد امام مجاہد فرماتے ہیں: مجھے بے وضو پڑھ لینی اس سے زیادہ پسند ہے کہ شیطان کی اطاعت کروں۔ (الحدیقۃ الندیہ)

امام اجل قاسم بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایک شخص نے شکایت کی کہ نماز میں مجھے بہت سہو ہوتا ہے، سخت پریشان ہوتا ہوں، فرمایا اپنی نماز پڑھے جا کہ یہ شبہے دفع نہ ہوں گے جب تک تو یہ نہ کہے کہ ہاں میں نے نماز پوری نہ کی یعنی یونہی سہی مگر میں تیری نہیں سنتا۔ (موطا امام مالک) [فتاویٰ رضویہ ج اول ،ص ۲۱۱، تا ۲۱۴، ۲۱۸، ۲۱۹]

شیطان کی گرہ

حدیث شریف میں ہے جب انسان سوتا ہے شیطان تین گرہ لگا دیتا ہے، جب اٹھتے ہی وہ رب عز وجل کا نام لیتا ہے ایک گرہ کھل جاتی ہے، اور وضو کے بعد دوسری اور جب سنتوں کی نیت باندھی تیسری بھی کھل جاتی ہے۔ لہٰذا اول وقت فجر کی سنتیں پڑھنا اولیٰ ہے۔ (بخاری) [الملفوظ سوم ،ص ۲۰]

شیطان کی خوشی

حدیث میں فرمایا گیا اگر کافر کا جنازہ آتا ہو تو ہٹ کر چلنا چاہئے کہ شیطان آگے آگے آگ کا شعلہ ہاتھ میں لئے اچھلتا، کودتا، خوش ہوتا ہوا چلتا ہے کہ میری محنت ایک آدمی پر وصول ہوئی، یعنی اس کی موت کفر پر ہوئی، اس لئے کافر کے جنازہ میں شریک ہونا جائز نہیں، اگر اس اعتقاد سے جائے گا کہ اس کا جنازہ شرکت کے لائق ہے تو کافر ہو جائے گا اور اگر یہ نہیں تو حرام ہے۔ [الملفوظ چہارم ،ص ۲۵]

غروب آفتاب کے بعد شیاطین کا خروج وانتشار

آفتاب کے غروب ہونے کے بعد چاند جب روشن ہوتا ہے اس وقت سرکش ومتمرد جن زمین پر منتشر ہوتے ہیں۔ اسی واسطے حدیث میں آیا اپنے بچوں کو روکے رہو مغرب سے عشاء تک۔ بہت لوگ اس بات کو بہادری سمجھتے ہیں کہ جب لوگوں کی چہل پہل موقوف ہو اس وقت چلیں پھریں یہ جہالت ہے۔

حدیث میں ہے جب چہل پہل موقوف ہو باہر نہ نکلو۔ اور اکیلے مکان میں تنہا سونے کو بھی لوگ فخر سمجھتے ہیں حالانکہ اس کو بھی منع فرمایا ہے۔ [الملفوظ چہارم ،ص ۳۵]

انسان کے دل پہ شیطان کا اثر

شیطان انسان کے دل پر اثر بد ڈالتا ہے جس سے اس کو بھولی بسری باتیں یاد آ جاتی ہیں، شیطان اتنا شریر ہے کہ وہ انسان کے خون میں دوڑتا ہے اور انسان کے دل پر اپنی چونچ رکھ دیتا ہے۔ (مرتب)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: شیطان جن اور لوگ، لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔ (الناس، ۵، ۶)

اور فرماتا ہے: شیطان آدمی اور جن ایک دوسرے کے دل میں ڈالتے ہیں بناوٹ کی بات دھوکے کی۔ (الانعام، ۱۱۲)

(اور ایک حدیث میں شیطان کی تیزی حرکت کے بارے میں ہے کہ۔ مرتب)

بیشک شیطان، انسان کی رگ رگ میں خون کی طرح ساری وجاری ہے۔ (بخاری، مسلم)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب اذان ہوتی ہے شیطان گوز زناں بھاگ جاتا ہے کہ اذان کی آواز نہ سنے، جب اذان ہو چکتی ہے پھر آتا ہے، جب تکبیر ہوتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے، جب تکبیر ہو چکتی ہے پھر آتا ہے یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل کے اندر حائل ہو کر خطرے ڈالتا ہے، کہتا ہے کہ یہ بات یاد کر، وہ

بات یاد کر، ان باتوں کے لئے جو آدمی کے خیال میں بھی نہ تھیں یہاں تک کہ انسان کو یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ کتنی نماز پڑھی۔

(بخاری، مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے ہے، جب آدمی خدائے تعالیٰ کو یاد کرتا ہے شیطان دبک جاتا ہے اور جب آدمی ذکر سے غفلت کرتا ہے، بھول جاتا ہے تو شیطان اس کا دل اپنے منہ میں لے لیتا ہے تو یہ ہے شیطان خناس وسوسہ ڈالنے والا، دبک جانے والا۔

(بیہقی، نوادر الاصول، مسند ابو یعلیٰ) (رسالہ فقہ شہنشاہ)

❁❁❁

دعاء کے فوائد

دعاء مومن کا ہتھیار ہے، دعاء سے تقدیر بدل جایا کرتی ہے، حدیث پاک میں دعاء کو عبادت کا مغز کہا گیا ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر موڑ پر دعائیں فرمائیں اور اپنی امت کو بھی دعاؤں کی ترغیب دی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر شعبے کے لئے الگ الگ دعائیں ارشاد فرمائیں کوئی کام کوئی عمل ایسا نہیں جس کے لئے دعا نبوی موجود نہ ہو، عبادات و معاملات ہو یا معاشرتی زندگی ہر باب حیات کے لئے دعاء کی کنجیاں موجود ہیں، ہمارے لئے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ بہترین نمونہ عمل ہے حضور کی پیروی سے انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دعاء کے فوائد حاصل ہوں گے۔ (مرتب)

بلا رسیدہ کو دیکھ کر پڑھنے کی دعا

ہر بلا میں مبتلا کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ سکتا ہے خواہ وہ بلا انسانی ہو یا آسمانی
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔ (ترمذی) (یہاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:)

میں تو کافر کا مردہ بھی دیکھ کر پڑھتا ہوں کہ جس بلا میں وہ مبتلا ہوا یعنی موت علی الکفر، اس سے خدا نے ہم کو نجات دی کہ اس پر شکر کرنا چاہئے۔

حدیث میں ہے کافر کے جنازہ کے آگے شیطان آگ کے شعلے اڑاتا ہوا شور مچاتا، ناچتا ہوا چلتا ہے کہ آدمی کفر پر مرا۔

[الملفوظ سوم،۲۴]

جلسہ ختم ہونے پر یہ دعاء پڑھے

حدیث میں ہے جو شخص جلسہ سے اٹھتے وقت اس دعاء کو پڑھے گا جس قدر نیک باتیں اس جلسہ میں کی ہوں گی ان پر مہر لگادی جائے گی کہ ثابت رہیں اور جتنی بری باتیں کی ہوں گی وہ محو کردی جائیں گی۔

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ۔

(الترغیب والترھیب) [الملفوظ چہارم، ص ۲۱]

دعاء کے لئے ہاتھ اٹھانا

دعا کرتے وقت ہاتھوں کو کچھ اوپر اٹھا کر آسمان کی طرف پھیلانا حدیث پاک اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ یہ دستور دنیا بھی ہے کہ جب کسی سے کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو فطری طور پر ہاتھ پھیلتے ہیں، دعا چونکہ احکم الحاکمین کی بارگاہ عزت میں ہوتی ہے ایسے موقع پر اپنے کو محتاج و عاجز سمجھ کر ہاتھوں کو پھیلانا بہتر و مناسب ہے بلکہ یہ سنت سے بھی ثابت ہے۔ لہٰذا دعاء کے وقت صرف ایک ہاتھ نہیں بلکہ دونوں ہاتھ پھیلانا چاہئے۔ (مرتب)

ایک بزرگ شاید حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعاء میں سردی کے سبب صرف ایک ہاتھ باہر نکالا تھا، الہام ہوا ایک ہاتھ اٹھایا ہم نے اس میں رکھ دیا جو رکھنا تھا، دوسرا اٹھاتا تو اسے بھی بھر دیتے۔

حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ حیا والا کرم والا ہے اس سے شرم فرماتا ہے کہ اس کا بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھائے اور انہیں خالی پھیر دے۔ اور فرمایا جو دعاء نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرماتا ہے۔ (ترمذی) [الملفوظ اول ص ۹۹]

بندۂ محبوب اور فاسق کی دعا

حدیث میں ہے جب کوئی مقبول بندہ رب عزوجل کی طرف اپنی کسی حاجت کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے اور گڑگڑاتا ہے جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے اے جبریل اس کی حاجت رہنے دے کہ مجھے اس کا گڑگڑانا اور میری طرف منہ اٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

اور جب کوئی فاسق اپنی حاجت کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے ارشاد ہوتا ہے اے جبریل اس کی حاجت جلد روا کردے کہ مجھے اپنی طرف اس کا منہ اٹھانا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام حاجت روا ہیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاجت روا و مشکلکشا و دافع بلا ماننے میں کس مسلمان کو تامل ہوسکتا ہے وہ تو جبریل کے بھی حاجت روا ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [الملفوظ اول ص ۱۰۲]

دعا بحالت سجدہ

اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کی جائز دعائیں قبول فرماتا ہے اور بندے کو سب سے زیادہ قربت حالت سجدہ میں ہوتی ہے لہٰذا اس حالت قربت میں جو دعا کی جائے وہ قبول ہوگی۔ (مرتب)

سجدہ سب سے زیادہ خاص حاضری دربار ملک الملوک عز جلالہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب حالتوں سے زیادہ سجدہ میں بندہ اپنے رب سے قریب ہوتا ہے تو اس میں دعاء بکثرت کرو۔ (مسلم، ابوداود و نسائی) [فتاویٰ رضویہ جلد اول، ص ۱۸۸]

آدھی رات کی دعا

یوں تو ہر دعا کے لئے امید قبول ہے مگر وقت اور حالت کا بھی قبولیت میں دخل ہوتا ہے احادیث میں جن اوقات کے لئے آیا ہے کہ ان میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اگر بندہ مومن خلوص دل اور یقین و اعتماد کے ساتھ ان میں دعاء کرے تو رب تعالیٰ کی رحمت کاملہ سے امید ہے کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور منادی ندا کرتا ہے کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول فرمائی جائے، ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے عطا کریں، ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اسکی مشکلکشائی ہو، اس وقت جو مسلمان اللہ عزوجل سے کوئی دعا کرتا ہے مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ قبول فرماتا ہے مگر زانیہ کہ اپنی فرج کی کمائی کھاتی ہے یا لوگوں سے بے جا محاصل تحصیلنے والا۔ (مسند احمد، طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۸۲]

تین مسافروں کی دعائیں

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین مسافر رات کو ایک غار میں ٹھہرے پہاڑ سے ایک چٹان گر کر غار کے منہ پر ڈھک گئی یہ بند ہو گئے۔ آپس میں بولے خدا کی قسم یہاں سے نجات نہ پاؤ گے مگر یہ کہ اپنے نیک اعمال کو وسیلہ کر کے حضرت عزوجل سے دعاء کرو، ہر ایک نے اپنا اپنا ایک اعلیٰ درجہ کا عمل بیان کیا اور اس کے توسل سے دعا کی چٹان تھوڑی تھوڑی کھلتی گئی۔ تیسرے کی دعا پر بالکل ہٹ گئی اور انہوں نے نجات پائی۔

- ان میں ایک کی دعا یہ تھی کہ میرے چچا کی بیٹی مجھے سب سے زیادہ پیاری تھی میں نے اس سے بدکاری چاہی وہ باز

رہی یہاں تک کہ ایک سال قحط میں مبتلا ہو کر میرے پاس آئی میں نے اسے ایک سو بیس اشرفیاں دیں اس شرط پر کہ مجھے اپنے او پر قدرت دے اس نے قبول کیا جب میں نے اس پر دسترس پائی اور قریب ہوا کہ زنا واقع ہو وہ روئی اور کہا میں نے یہ کام کبھی نہ کیا احتیاج نے مجھے مجبور کر دیا اللہ سے ڈر اور ناحق طور پر مہر کو نہ توڑ، میں تجھ سے ڈرا اور اس فعل سے باز رہا اور وہ اشرفیاں بھی اسی کو چھوڑ دیں۔ الٰہی اگر میں نے یہ کام تیری رضا چاہنے کے لئے کیا ہو تو ہمیں اس بلا سے نجات دے، اس پر چٹان سرکی۔ (بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۸۷]

- دوسرے شخص کی دعا یہ تھی کہ میرے والدین بہت ضعیف اور بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا جب شام کو گھر آتا تو سب سے پہلے اپنے والدین کو دودھ پلاتا۔ ایک دن یہ ہوا کہ میں بکریوں کے چارے کی تلاش میں دور نکل گیا گھر آنے میں تاخیر ہوئی جب گھر پہنچا تو دیکھا کہ میرے والدین سو گئے ہیں، میں دودھ لیکر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور انہیں جگانے کو مکروہ و خلاف ادب جانا اور یہ بھی ناگوار ہوا کہ والدین سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں حالانکہ چھوٹے بچے میرے قدموں سے لپٹ کر رو رہے تھے مگر میں نے انہیں دودھ نہیں دیا کیوں کہ میرا معمول یہی تھا کہ پہلے والدین کو پلاتا تھا پھر بچوں کو، میں دودھ کے پیالے لیکر صبح تک ان کے سرہانے کھڑا رہا۔

اے پروردگار تو جانتا ہے اگر میں نے والدین کے ساتھ یہ سلوک تیری رضا و خوشنودی کے لئے کیا ہے تو اس چٹان کو غار کے منہ سے ہٹا دے اور ہم آسمان کو دیکھ سکیں، اس پر چٹان سرکی۔

- تیسرے شخص کی دعاء یہ تھی کہ میں نے کام کرنے کے لئے ایک مزدور کو اجرت پر لیا کام پورا ہونے کے بعد میں نے اسے اس کی اجرت دینا چاہی مگر وہ چھوڑ کر چلا گیا۔ میں اس کی اجرت کو بڑھاتا رہا یہاں تک کہ اس سے کافی مال مویشی ہو گئے، ایک دن ناگہاں وہی مزدور آیا اور کہا اللہ سے ڈرو اور میری اجرت میرے حوالے کرو اور مجھ پر ظلم نہ کرو، میں نے کہا یہ جو جانور وغیرہ دیکھ رہے ہو یہ سب تمہارا ہے مزدور نے کہا بھئی اللہ سے ڈرو میرا مذاق نہ اڑاؤ میں نے کہا میں تمہارا مذاق نہیں اڑا رہا ہوں، یہ سب تمہارے ہی ہیں انہیں لے لو وہ مزدور اپنا وہ مال گائے وغیرہ لیا اور چلا گیا۔

اے خالق کائنات تو خوب جانتا ہے اگر میں نے اس مزدور کے لئے یہ سب تیری رضا و خوشی کے لئے کیا ہے تو اس چٹان کو ہٹا دے، اس پر مکمل طور پر وہ چٹان غار کے منہ سے سرک گئی اور وہ لوگ بسلامت نکل آئے۔ (مرتب) (بخاری اول، باب حدیث الغار، ص ۴۹۳۔ بخاری دوم، باب اجابۃ دعاء من بر والدیہ، ص ۸۸۳)

نیا کپڑا پہننے کی دعا

نیا کپڑا بسم اللہ کہ کر پہنے اور پہن کر پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔

(ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۳۰]

رفع حاجت کی دعا

پاخانہ جانے سے پہلے یہ دعاء پڑھے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ (ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۷۳]

انبیا کرام کی خاص خاص دعائیں

اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کی دعا قبول فرماتا ہے۔ خصوصاً انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی دعائیں رد نہیں ہوتیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے: انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی اگر چہ ہزاروں دعائیں قبول ہوتی ہیں مگر ایک دعا انہیں خاص جناب باری تبارک وتعالیٰ سے ملتی ہے کہ جو چاہو مانگ لو، بیشک دیا جائے گا۔ تمام انبیاء آدم سے عیسیٰ تک علیہم الصلاۃ والسلام سب اپنی اپنی وہ دعا دنیا میں کر چکے، اور میں نے آخرت کے لئے اٹھا رکھی، وہ میری شفاعت ہے میری امت کے لئے، قیامت کے دن میں نے اسے اپنی ساری امت کے لئے رکھا ہے جو ایمان پر دنیا سے اٹھی۔ (بخاری، مسلم، مسند احمد)

اللہ اکبر! اے گنہگاران امت! کیا تم نے اپنے مالک ومولیٰ ﷺ کی یہ کمال رافت ورحمت اپنے حال پر نہ دیکھی؟ کہ بارگاہ الٰہی عز جلالہ سے تین سوال حضور کو ملے کہ جو چاہو مانگ لو عطا ہوگا، حضور نے کوئی سوال اپنی ذات کے لئے نہ رکھا، سب تمہارے ہی کام میں صرف فرما دیئے۔ دو سوال دنیا میں کئے وہ بھی تمہارے ہی واسطے۔ تیسرا آخرت کو اٹھا رکھا وہ تمہاری اس عظیم حاجت کے واسطے۔ جب اس مہربان مولیٰ رؤف الرحیم آقا ﷺ کے سوا کوئی کام آنے والا، بگڑی بنانے والا نہ ہوگا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ العظیم! قسم اس کی جس نے انہیں ہم پر مہربان کیا کہ ہرگز ہرگز کوئی ماں اپنے عزیز پیارے اکلوتے بیٹے پر زنہار اتنی مہربان نہیں جس قدر وہ اپنے ایک امتی پر مہربان ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الٰہی تو ہمارا عجز وضعف اور ان کے حقوق عظیم کی عظمت جانتا ہے۔ اے قادر، اے واجد، اے ماجد، ہماری طرف سے ان پر اور ان کی آل پر وہ برکت والی درودیں نازل فرما جو ان کے حقوق کو وافی ہوں اور ان کی رحمتوں کو کافی۔

سبحان اللہ! امتیوں نے ان کی رحمتوں کا یہ معاوضہ رکھا کہ کوئی افضلیت میں تشکیکیں نکالتا ہے، کوئی ان کی شفاعت میں شبہ ڈالتا ہے، کوئی ان کی تعریف اپنی سی جانتا ہے۔ کوئی ان کی تعظیم پر بگڑ کر غراتا ہے۔ افعال محبت کا بدعت نام، اجلال و ادب پر شرک کے احکام۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۳۸]

دعا اور تقدیر

بعض تقدیر جو اٹل نہیں ہوتی وہ دعا سے ٹل جاتی ہے اور بعض نہیں ٹلتی، اور دعاء بلاؤں کو اترنے نہیں دیتی۔ (مرتب)

حدیث میں ہے تقدیر کسی چیز سے نہیں ٹلتی مگر دعا سے، یعنی قضاء معلق۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

دوسری حدیث میں ہے، تقدیر کے آگے احتیاط کی کچھ نہیں چلتی اور دعا اس بلا سے جو اتر آئی اور جو ابھی نہیں اتری دونوں سے نفع دیتی ہے، اور بیشک بلا اترتی ہے دعا اس سے جا ملتی ہے دونوں قیامت تک کشتی لڑتی رہتی ہیں۔ یعنی بلا کتنا ہی اترنا چاہے دعا اسے اترنے نہیں دیتی۔ (حاکم، طبرانی، بزار)

دوا اور تقدیر

مرض لاحق ہونے پر علاج کرنا بھی سنت ہے اور نہ کرنا بھی، اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استعمال دوا فرمانا اور امت مرحومہ کو صدہا امراض کے علاج بتانا بکثرت احادیث میں مذکور اور طب نبوی وسیر وغیرہا کتابوں میں موجود ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے، خدا کے بندو دوا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نہ رکھی جس کی دوا نہ بنائی ہو، مگر ایک مرض یعنی بڑھاپا۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۷۸]

دوسری حدیث میں ہے حضور سید عالم ﷺ سے عرض کی گئی دوا تقدیر سے کیا نافع ہوگی فرمایا، دوا خود بھی تقدیر سے ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہے جس دوا سے چاہے نفع پہنچا دیتا ہے۔ (مسند الفردوس، ابو نعیم، طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۸۳]

نماز کے بعد کی دعائیں

نماز کے بعد دعا مانگنا سنت ہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور بعد دعا منہ پر ہاتھوں کو پھیر لینا یہ بھی سنت سے ثابت ہے یعنی جب نماز سے فارغ ہو جائے تو بارگاہ رب ذوالجلال میں گریہ وزاری کرتے ہوئے دعاء کرے، وہ دعا بارگاہ الٰہی میں قبول ہوتی ہے۔ جس میں آنسو نکل آئے یا اگر آنسو نہ نکلیں تو کم از کم روتی صورت ہی بنالے کہ یہ بھی قبول کی دلیل ہے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور اقدس ﷺ ضرور دعا فرماتے تھے مگر یہ کہ یہ دعائیں مختلف ہیں وقت اور حالات کے حساب سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام دعا کے الفاظ میں تبدیلی فرماتے یا یہ کہ جس طرح حضور کو حکم الٰہی ہوتا یا جو الفاظ کریمہ القا ہوتے انہیں سے دعا فرماتے تھے۔ (مرتب)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین بار استغفار فرماتے اور یہ کہتے۔ (ت)

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ (صحاح ستہ)

(۲) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فراغت کے بعد فرماتے۔ (ت)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔
اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

(۳) کعب احبار فرماتے ہیں اس کی قسم جس نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے دریا کو پھاڑ دیا ہم توریت میں پاتے ہیں کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والسلام جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ کہتے۔ (ت)

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهٗ لِيْ عِصْمَةً وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ (نسائی)

صہیب کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ بھی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس دعا کو پڑھتے تھے۔ (ت)

(۴) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم حضور کے داہنی جانب ہونے کو پسند کرتے تھے کیوں کہ حضور اس طرف چہرۂ انور سے متوجہ ہوتے اور یہ فرماتے۔ (ت)

رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ۔ (مسلم)

(۵) جب حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فراغت فرماتے تو داہنے ہاتھ کو سر مبارک پر رکھ کر کہتے۔ (ت)

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ۔ (عمل الیوم واللیلۃ)

(۶) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو بندہ نماز کے بعد ہاتھوں کو پھیلا کر یہ دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹائے گا یعنی اس کی دعا قبول ہو جائے گی۔ (ت)

اَللّٰهُمَّ اِلٰهِيْ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَاِلٰهَ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ اَسْئَلُكَ اَنْ تَسْتَجِيْبَ دَعْوَتِيْ فَاِنِّيْ مُضْطَرٌّ وَتَعْصِمَنِيْ فِيْ دِيْنِيْ فَاِنِّيْ مُبْتَلًى وَتَنَالَنِيْ بِرَحْمَتِكَ فَاِنِّيْ مُذْنِبٌ

وَتَنْفِی عَنِّی الْفَقْرَ فَاِنِّی مُتَمَسْکِنٌ۔ (الیوم واللیلۃ)

(۷) حدیث میں ہے کہ جو نماز فجر کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِی مِنَ النَّارِ، سات بار کہے اور وہ اسی دن مر جائے تو اللہ تعالیٰ اسے آتش دوزخ سے آزادی لکھدے گا، اور جو نماز مغرب کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے اسے سات بار پڑھے اور وہ اسی رات کو مر جائے تو وہ جہنم سے آزاد ہو جائے گا۔

(ت)(مسند احمد، نسائی، ابوداؤد)[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص۸۴ تا ۸۵]

(۸) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو بلند آواز سے کہتے۔ (ت)

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔ (مسلم)[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص۸۷]

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گاہ بگاہ ان دعاؤں کو بھی پڑھا کرتے تھے۔ (مرتب)

(۹) اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کَمَا تُحِبُّ رَبُّنَا وَتَرْضٰی مَلَاءَ السَّمٰوٰتِ وَمَلَاءَ الْاَرْضِ وَمَلَاءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ۔

(۱۰) اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا دَائِمًا مَعَ دَوَامِکَ وَلَکَ الْحَمْدُ خَالِدًا مَعَ خُلُوْدِکَ وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَا مُنْتَھٰی لَہٗ دُوْنَ مَشِیَّتِکَ وَلَکَ الْحَمْدُ دَائِمًا لَایُرِیْدُ قَائِلُہٗ اِلَّا رِضَاکَ وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا عِنْدَ کُلِّ طُرْفَۃِ عَیْنٍ وَتَنَفُّسِ کُلِّ نَفْسٍ۔

(۱۱) اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِی لِجَلَالِ وَجْھِکَ وَعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ

(۱۲) اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ شُکْرًا وَلَکَ الْمَنُّ فَضْلًا۔

(۱۳) اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا تَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص۵۵۰]

ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کی یارسول اللہ کونسی دعا زیادہ سنی جاتی ہے فرمایا رات کے نصف اخیر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی، نسائی)

فرض نمازوں کے بعد کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ وہ سب حالتوں سے افضل ہیں تو ان میں امید اجابت زیادہ ہے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص۷۷۹]

روز جمعہ ایک ساعت اجابت

جمعہ کے دن ایک مخصوص ساعت ہوتی ہے اس وقت اگر کوئی دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوگی اس ساعت کی تعیین میں بہت اختلاف ہے کہ آخر وہ وقت ہے کونسا؟ ان میں سے بعض اقوال ملاحظہ فرمائیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درباره ساعت جمعہ فرمایا وہ امام کے دو خطبوں کے درمیان جلوس سے نماز ختم ہونے تک ہے۔ (مسلم)

بلکہ صحیح حدیث حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و متعدد اقوال صحابہ و تابعین کی رو سے یہ جلسہ ان اوقات میں

ہے جن میں ساعت اجابت جمعہ کی امید ہے۔

(۲) شروع خطبہ سے ختم تک ہے۔(ابن عبدالبر)

خود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عین خطبہ میں دست مبارک بلند فرما کر ایک جمعہ کو پانی برسنے، دوسرے کو مدینہ طیبہ پر سے کھل جانے کی دعا مانگنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔(بخاری، مسلم)

یعنی حضور اقدس ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ایک اعرابی نے دوران خطبہ کھڑے ہو کر عرض کی یارسول اللہ ہم ہلاک ہو گئے، ہمارے اہل وعیال ضائع ہو گئے، ہمارے مال مویشی تباہ ہو گئے سفر کے راستے منقطع ہو گئے، آپ بارش کے لئے خدا سے دعا فرما دیجئے، یہ سنکر حضور رحمت عالم ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور دعا کی فوراً بادل امنڈ آئے اور بارش ہونے لگی مسلسل دوسرے جمعہ تک پانی برستا رہا، پھر وہی اعرابی کھڑا ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ کثرت باراں سے سب کچھ ہلاک ہو گیا وادیاں بھر گئیں، بارش بند ہونے کی دعا فرما دیجئے حضور نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ ہم پر نہ برسے مدینہ کے ارد گرد برسے، اس کے بعد فوراً ہی مدینہ کے اوپر سے بادل کھل گئے۔(مرتب)(بخاری اول، ص ۱۳۷۔باب الاستقائی المسجد الجامع)

(۳) وہ ساعت اجابت امام کے نکلنے سے ختم نماز تک ہے۔(ابن عبدالبر)

(۴) خروج امام سے ختم خطبہ تک ہے۔(ابن جریر طبری)

(۵) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اذان سے نماز تک رکھا۔(حمید بن زنجویہ)[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۶۳]

نماز عید کے بعد دعا

جس طرح فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اسی طرح نماز عید کے بعد بھی قبول ہونے کی امید ہے کیوں کہ اس میں بھی اجتماعیت ہوتی ہے۔(مرتب)

حدیث میں ہے حضور پرنور سید یوم النشور علیہ افضل الصلاۃ والسلام نے فرمایا جب عید کی صبح ہوتی ہے مولیٰ سبحانہ تعالیٰ ہر شہر میں فرشتے بھیجتا ہے (اس کے بعد حدیث میں ان فرشتوں کا شہر کے ہر ناکہ پر کھڑا ہونا اور مسلمانوں کو عیدگاہ کی طرف بلانا بیان فرمایا، اور یہ کہ جب مسلمان عیدگاہ کی طرف میدان میں آتے ہیں مولیٰ سبحانہ تعالیٰ فرشتوں سے یوں فرماتا ہے اور ملائکہ اس سے یوں عرض کرتے ہیں) پھر فرمایا رب تبارک وتعالیٰ مسلمانوں سے ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو مانگو کہ مجھے قسم اپنی عزت وجلال کی آج اس مجمع میں جو چیز اپنی آخرت کے لئے مانگو گے میں تمہیں عطا فرماؤں گا، اور جو کچھ دنیا کا سوال کرو گے اس میں تمہارے لئے نظر کروں گا (یعنی دنیا کی چیزیں خیر وشر دونوں کو محتمل ہیں اور آدمی اکثر اپنی نادانی سے خیر کو شر، شر کو خیر سمجھ لیتا ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے لہٰذا دنیا کے لئے جو کچھ مانگو گے اس میں بکمال رحمت نظر فرمائی جائے گی اگر وہ چیز تمہارے حق میں بہتر ہوئی عطا ہوگی ورنہ اس کی برابر بلا دفع کریں گے یا وہ دعا روز قیامت کے لئے ذخیرہ رکھیں گے اور یہ بندے کے لئے ہر صورت سے بہتر ہے) مجھے اپنی عزت کی قسم ہے جب تک تم میرا مراقبہ رکھو گے میں تمہاری لغزشوں کی ستاری فرماؤں گا، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تمہیں اہل کبائر میں فضیحت ورسوا نہ کروں گا، پلٹ جاؤ مغفرت پائے ہوئے، بیشک تم نے مجھے راضی کیا اور میں تم سے خوشنود ہوا۔(بیہقی، ابن حبان)

مجمع عید میں دعا پر نہایت ترغیب آئی ہے، یہاں تک حضور پرنور سید المرسلین ﷺ اس زمانہ خیر وصلاح میں کہ فتنہ وفساد سے یکسر پاک ومنزہ تھا حکم دیتے کہ عیدین میں کنواریاں نوجوانیں اور پردہ نشیں خاتونیں باہر نکلیں کہ مسلمانوں کی دعا میں

شریک ہوں، حتی کہ حائض عورتوں کو حکم ہوتا مصلے سے الگ بیٹھیں اور اس دن کی دعا میں شریک ہو جائیں۔ (بخاری)

حدیث میں ہے حضور پر نور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: نوجوان کنواریاں اور پردہ والیاں اور حائض عورتیں سب عیدگاہ کو جائیں اور حیض والیاں عیدگاہ سے الگ بیٹھیں اور اس بھلائی اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں۔ (مسند احمد)

دوسری روایت میں ہے ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ہم عورتوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ عید کے دن باہر جائیں یہاں تک کہ کنواری اپنے پردے سے نکلے یہاں تک کہ حیض والیاں باہر آئیں صفوں کے پیچھے بیٹھیں، مسلمانوں کی تکبیر پر تکبیر کہیں اور ان کی دعا کے ساتھ دعا مانگیں اس دن کی برکت و پاکیزگی کی امید کریں۔ (بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۷۸۲]

اجتماعی دعا

الحمد للہ قرآن و حدیث اور اقوال علماء کی شہادت سے ثابت ہے کہ نماز پنجگانہ و عیدین و تہجد وغیرہا ہر گونہ نماز کے بعد دعا مانگنا شرعاً جائز بلکہ مندوب و مرغوب ہے، علماء نے مجمع مسلمان کو اوقات اجابت سے شمار کیا، جس قدر مجمع کثیر ہوگا جیسے جمعہ و عیدین و عرفات میں اسی قدر امید اجابت ظاہر تر ہوگی۔

حدیث میں ہے حضور پر نور سید العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بے شک تمہارے رب کے لئے تمہارے زمانے کے دنوں میں کچھ وقت عطا و بخشش و تجلی و کرم وجود کے ہیں تو انہیں پانے کی تدبیر کرو شاید ان میں سے کوئی وقت تمہیں ملجائے تو پھر کبھی بدبختی تمہارے پاس نہ آئے۔ (طبرانی)

اور خود حدیث نے ان اوقات سے ایک وقت اجتماع مسلمین کا نشان دیا کہ ایک گروہ مسلماناں جمع ہو کر دعا مانگے کچھ عرض کریں۔ کچھ آمین کہیں۔

حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ مستجاب الدعوات تھے، فرماتے ہیں: میں نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی گروہ جمع نہ ہوگا کہ ان کے بعض دعا کریں، بعض آمین کہیں مگر یہ کہ اللہ عزوجل ان کی دعا مقبول فرمائے گا۔ (کتاب المستدرک علی البخاری و مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۷۸۰]

ختم قرآن کے بعد کی دعا

اصل یہ ہے کہ اعمال صالحہ وجہ رضائے مولیٰ جل وعلا ہوتے ہیں اور رضائے مولیٰ تبارک و تعالیٰ قبولیت دعا کا سبب اور اس کا محل عمل صالح سے فراغت پا کر ہے۔

حدیث میں ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ مزدور کام کرتے ہیں جب اپنے عمل سے فارغ ہوتے ہیں اس وقت پوری مزدوری پاتے ہیں۔ (بیہقی)

دوسری حدیث میں ہے عامل کو اسی وقت اجر کامل دیا جاتا ہے جب عمل تمام کر لیتا ہے۔ (مسند احمد، بزار)

تو سائل کے لئے بیشک بہت بڑا موقع دعا ہے کہ مولیٰ کی خدمت و طاعت کے بعد اپنی حاجات عرض کرے اس لئے وارد ہوا کہ ہر ختم قرآن پر ایک دعا قبول ہوتی ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر ختم کے ساتھ ایک دعا مقبول ہے۔ (بیہقی، خطیب)

اور فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو قرآن ختم کرے اس کے لئے ایک دعا مقبولہ ہے۔ (طبرانی)

روزہ دار کی دعا

اسی لئے روزہ دار کے حق میں ارشاد ہوا کہ افطار کے وقت اس کی ایک دعا رد نہیں ہوتی۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک ان میں روزہ دار جب افطار کرے۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

دوسری حدیث میں ہے بیشک روزہ دار کے لئے وقت افطار بالیقین ایک دعا ہے کہ رد نہ ہوگی۔ (ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہر روزہ دار بندے کے لئے افطار کے وقت ایک دعا مقبول ہے خواہ دنیا میں دیدی جائے یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ رکھی جائے۔

(نوادر الاصول، امام حکیم ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۷۸]

اختتام مجلس پر دعا آدمی جب کسی مجلس میں بیٹھتا ہے تو وہاں پر اچھی بری دونوں طرح کی باتیں ہوتی ہیں اگر باتیں اچھی ہوں تو ان کا فائدہ تو ہوتا ہی ہے اور اگر باتیں بری ہیں تو کچھ دعاؤں کے اختتام مجلس پر پڑھنے سے وہ باتیں محو ہو جاتی ہیں ان کا گناہ نہیں ہوتا۔ (مرتب)

حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب تم میں کوئی کسی جلسے میں بیٹھے تو ہرگز وہاں سے نہ ہٹے جب تک تین بار یہ دعا نہ کرلے۔ کہ اگر اس نے اس جلسے میں کوئی نیک بات کہی ہے تو یہ دعا اس پر مہر ہو جائے گی اور اگر وہ جلسہ لغو کا تھا تو جو کچھ اس میں گزرا یہ دعا اس کا کفارہ ہو جائے گی۔ دعا یہ ہے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اِغْفِرْلِی وَتُبْ عَلَیَّ۔

پاکی ہے تجھے اے رب ہمارے اور تیری تعریف بجالاتا ہوں تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں میرے گناہ بخش اور مجھے توبہ دے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

ایک حدیث میں یوں ہے حضور سید عالم ﷺ جب کوئی جلسہ فرماتے تو اس کے ختم میں اٹھتے وقت یہ دعا کرتے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

تیری پاکی بولتا اور تیری حمد میں مشغول ہوتا ہوں اے اللہ میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں میں تیری مغفرت مانگتا اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔ (ابن ابی الدنیا)

ایک روایت میں ہے کہ جب حضور اٹھنا چاہتے تو یہ دعا فرماتے۔ (طبرانی)

بعض روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں:

عَمِلْتُ سُوْءً وَظَلَمْتُ نَفْسِی فَاغْفِرْلِی اَنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

میں نے برا کیا اور اپنی ہی جان کو آزار پہنچایا اب میری مغفرت فرماوے بیشک تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں۔ (طبرانی)

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کھڑے ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھتے۔ (ابوداود)

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے کچھ کلمات فرماتے، ام المؤمنین نے وہ کلمات پوچھے فرمایا وہ ایسے ہیں کہ اگر اس جلسہ میں کوئی نیک بات کہی ہے تو یہ قیامت تک اس پر مہر ہو جائیں گے اور بری کہی ہے تو کفارہ۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

الٰہی میں تیری تسبیح وحمد بجالاتا اور تجھ سے استغفار وتوبہ کرتا ہوں۔(نسائی)[فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۷۸۳،۷۸۴]

وقت اذان کی دعا

اذان کے وقت جو دعا کیجاتی ہے وہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہوتی ہے۔(مرتب)
حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں دو دعائیں رد نہیں ہوتیں۔

- ایک اذان کے وقت۔
- اور ایک جہاد میں جب کفار سے لڑائی شروع ہو۔(ابوداؤد،ابن حبان)

دوسری حدیث میں ہے کہ جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔(ابویعلی،حاکم)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اذان اجابت دعا کے اسباب سے ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۵۵۱]

نیا چاند دیکھ کر پڑھنے کی دعائیں

حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے اپنا چہرۂ مبارک اس کی طرف سے پھیر لیتے۔(ابوداؤد)

شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ شر کی چیز ہے یا یہ کہ کفار نے اس کی عبادت کی، اور شرع میں اسے دیکھ کر اللہ عزوجلالہ سے دعا کرنی آئی تو پسندیدہ ہوا کہ منہ پھیر کر کیجائے تا کہ کفار سے مشابہت لازم نہ آئے۔

حدیث میں رویت ہلال کی بہت دعائیں آئی ہیں بعض یہ ہیں:

(۱) اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ (داری)

(۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذَا الشَّھْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ الْقَدْرِ وَمِنْ شَرِّ یَوْمِ الْمَحْشَرِ۔ (داری)

(۳) ھِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ آمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ۔(ابوداؤد)

(۴) اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذَا۔ (ابوداؤد)

(۵) اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذَا الشَّھْرِ وَخَیْرِ الْقَدْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ۔ (ابوداؤد)

(۶) اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ۔(ابوداؤد)

(۷) اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذَا الشَّھْرِ وَنُوْرِہٖ وَبَرَکَتِہٖ وَھُدَاہُ وَطُھُوْرِہٖ وَمُعَافَاتِہٖ۔ (ترمذی)

(۸) اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا خَیْرَہٗ وَانْصُرْہُ وَبَرَکَتَہٗ وَفَتْحَہٗ وَنُوْرَہٗ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا بَعْدَہٗ۔ (ترمذی)

"نیا چاند دیکھنے کے بعد ان تمام دعاؤں کا پڑھنا ضروری نہیں بلکہ ان میں سے کوئی ایک پڑھ لے تو کافی ہے" (مرتب)

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاند دیکھ کر فرمایا اے عائشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اس شر سے کہ یہی ہے وہ اندھیری ڈالنے والا جب ڈوبے یا گہنائے۔(نسائی)

یعنی قرآن عظیم میں (وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ) جس غاسق کا ذکر فرمایا اور اس کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم آیا اس سے یہی چاند مراد ہے۔ یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ فلاں چاند تلوار پر دیکھے، فلاں آئینہ پر یہ سب جہالت وحماقت ہے بلکہ حدیث میں جو دعائیں آئی ہیں وہ پڑھنی کافی ہیں۔[فتاویٰ رضویہ ج ۴،ص ۵۷۳،۵۷۴]

سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر

حدیث میں حکم آیا ہے کہ ۳۳ ربار سبحان اللہ، ۳۳ ربار الحمد للہ، ۳۴ ربار اللہ اکبر، کہا جائے تو بہت بڑی فضیلت حاصل ہوگی، اسے تسبیح فاطمہ بھی کہتے ہیں اگر کوئی رات کو سوتے وقت اس تسبیح کی مذکورہ تعداد پڑھ لے تو اس کے دن بھر کی تھکاوٹ ختم ہو جائے گی اور محسوس ہوگا کہ رات بھر کسی خادم نے خدمت کی ہے۔ (مرتب)

بلندی پر چڑھتے وقت اللہ اکبر اور نیچے اترتے وقت سبحان اللہ کہنے کا حکم آیا ہے۔ (مرتب)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ہم جب بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور نیچے کو اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے جب بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ تم تو اسے پکارتے ہو جو سنتا دیکھتا ہے۔ (ت) (بخاری، مسلم)

بہترین دعائیں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: بہترین دعا عرفہ کی دعا ہے، اور وہ دعا بہتر ہے جو میں نے اور مجھ سے پہلے کے انبیاء نے کہی ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ ذکر میں افضل ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه، اور دعا میں افضل ہے، الحمد للہ۔

(ت) (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۵۵]

مومن بھائی سے دعا کی درخواست

اگر کوئی مومن دوسرے مومن بھائی سے دعا کرائے اور وہ دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوگی کیوں کہ کسی مومن کے لئے اس کے غائبانہ میں دعا کرنے سے قبول ہوتی ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے خود مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا چاہی، جب وہ مکہ معظمہ جاتے تھے ارشاد فرمایا اے بھائی اپنی دعا میں ہمیں بھول نہ جانا۔ (ابوداؤد)

دوسری روایت میں ہے بھائی اپنی نیک دعا میں ہمیں بھی شریک کر لینا اور بھول نہ جانا۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

اویس قرنی سے طلب دعا کا حکم

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کر کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا تم میں جو اسے پائے اپنے لئے اس سے دعائے بخشش کرائے۔ (مسلم، بیہقی)

ایک روایت میں ہے حضرت فاروق کو بالتخصیص بھی حکم ہوا ان سے دعا کرانا کہ وہ اللہ کے حضور عزت والا ہے۔ حسب الحکم امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے دعا چاہی۔ (خطیب، ابن عساکر، حاکم)

ایک روایت میں ہے امیر المؤمنین فاروق و امیر المؤمنین مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کو حضرت اویس سے طلب دعا کا حکم تھا، دونوں صاحبوں نے اپنے لئے دعا کرائی۔ (ابن عساکر) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۳۶، ۲۴۷]

سفر کی دعا

گھر سے چلتے وقت جو یہ دعا پڑھے واپسی تک اس کے مال اور اہل وعیال محفوظ رہیں گے۔
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ عَنَاءِ السَّفَرِ وَکَابَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ۔
الٰہی ہم تیری پناہ مانگتے ہیں سفر کی مشقت اور واپسی کی بدحالی اور مال یا اولاد میں کوئی بری حالت نظر آنے سے۔

سوار ہو کر پڑھنے کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، تین تین بار، لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، ایک بار، پھر کہے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔

منزل کی دعا

مسافر جس منزل میں اترے تو یہ دعا کہے ہر نقصان سے محفوظ رہے گا۔
اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ۔
جب وہ بستی نظر پڑے جس میں ٹھہرنا یا جانا چاہتا ہے تو یہ کہے ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَافِیْھَا وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا۔

دریا میں سوار ہونے کی دعا

جب دریا میں سوار ہو تو کہے ڈوبنے سے محفوظ رہے گا۔
بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَمَا قَدَرُوااللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔

گمشدہ چیز کے لئے دعا

اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو یہ کہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ چیز مل جائے گی۔
یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّارَیْبَ فِیْہِ اِنَّ اللّٰہَ لَایُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ضَالَّتِیْ۔[فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۶۹۲، ۶۹۳]

دعا کی منفعت پر احادیث

دعا اللہ تعالیٰ سے سوال والتجا کا ایک ذریعہ ہے بندۂ مومن جب پروردگار عالم سے دعا کرتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے ورنہ غضب فرماتا ہے اور یہ کہ دعا بکثرت کرے کیوں کہ اس کی بارگاہ میں کسی چیز کی کمی نہیں اور یہ خیال کرے کہ رب تعالیٰ سے دعا کر رہا ہے جس کے دست قدرت میں بھلائیاں ہی بھلائیاں ہیں، دعا کی تاثیر تو یہ ہے کہ وہ قضائے مبرم کو رد کردیتی ہے، دعا کے منافع پر احادیث ملاحظہ ہوں۔ (مرتب)

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول فرماؤں گا۔ (غافر، ۶۰)
- اور فرماتا ہے: قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا جب مجھے پکارے۔ (البقرہ، ۱۸۶)

حدیث قدسی: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اور میں اسکے ساتھ ہوں جب مجھ سے دعا کرے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

حدیث قدسی: اور فرماتا ہے: اے فرزند آدم تو جب تک مجھ سے دعا مانگے جائے گا اور امید رکھے گا تیرے کیسے ہی گناہ ہوں بخشار ہوں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ (ترمذی)

حدیث قدسی: رب عزوجل فرماتا ہے جو مجھ سے دعا نہ کرے میں اس پر غضب فرماؤں گا۔ (کتاب المواعظ، عسکری)

بعض وہ احادیث جن میں دعا کی خاص تاکید یا اس کے ترک پر تہدید یا اس کی تکثیر کا تاکیدی حکم آیا ہے۔ (مرتب)

حدیث ۱: خدا کے بندو دعا کو لازم پکڑو۔ (ترمذی، حاکم)

حدیث ۲: مجھ پر درود بھیجو اور دعا میں کوشش کرو۔ (مسند احمد، نسائی)

حدیث ۳: دعا میں تقصیر نہ کرو کہ جو دعا کرتا رہے گا ہر گز ہلاک نہ ہوگا۔ (ابن حبان، حاکم)

حدیث ۴: رات دن خدا سے دعا مانگو کہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے۔ (ابو یعلی)

حدیث ۵: عافیت کی دعا اکثر مانگ۔ (حاکم)

حدیث ۶: دعا کی کثرت کرو کہ دعا قضائے مبرم کو رد کرتی ہے۔ (کتاب الثواب، ابو الشیخ)

حدیث ۷: ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی فضیلت ارشاد فرمائی صحابہ نے عرض کی ایسا ہے تو ہم دعا کی کثرت کریں گے فرمایا اللہ عزوجل کا کرم بہت کثیر ہے۔ (ترمذی، حاکم)

حدیث ۸: جسے خوش آئے کہ اللہ تعالیٰ سختیوں میں اس کی دعا قبول فرمائے وہ نرمی میں دعا کی کثرت رکھے۔ (ترمذی، حاکم)

حدیث ۹: جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے گا۔

(مسند احمد، ابن ابی شیبہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۲۳، ص ۷۸۴، ۷۸۵]

حدیث ۱۰: دعا کی کثرت کرے۔ (ترمذی، حاکم)

حدیث ۱۱: دعا میں کسل و کمی نہ کرو کہ دعا کے ساتھ کوئی ہلاک نہ ہوگا۔ (حاکم، ابن حبان)

حدیث ۱۲: بیشک اللہ تعالیٰ بکثرت و بار بار دعا کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (طبرانی، ابن عدی)

حدیث ۱۳: تمہارے رب کے لئے زمانے کے دنوں میں کچھ عطائیں، رحمتیں، تجلیاں ہیں تو ان کی تلاش رکھو (یعنی کھڑے، بیٹھے لیٹے ہر وقت دعا مانگتے رہو، تمہیں کیا معلوم کس وقت رحمت الٰہی کے خزانے کھولے جائیں) شاید ان میں کوئی تجلی تمہیں بھی پہنچ جائے کہ کبھی پھر بدبختی نہ آئے۔ (طبرانی)

حدیث ۱۴: جب تم میں کوئی شخص دعا مانگے تو کثرت کرے کہ اپنے رب ہی سے سوال کررہا ہے۔ (ابن حبان، طبرانی)
یعنی سوال کی کثرت ہو اور جو مانگا جائے زیادہ اور بڑی چیز مانگی جائے کہ آخر رب قدیر سے سوال کرتا ہے، رب کریم سوال کی کثرت سے خوش ہوتا ہے بخلاف ابن آدم کہ بار بار مانگنے سے جھنجھلا جاتا ہے۔ اور دعا نہ کرنے سے رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے۔ (مرتب)

حدیث ۱۵ - بیشک اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی آدمی کی اس حاجت میں جس میں وہ دعا کی کثرت کرے۔ (بیہقی)
کثرت دعا سے گھبرا کر دعا چھوڑ دینے والے کو فرمایا ایسے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

حدیث ۱۶ - جب تک بندہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے اور عجلت نہ کرے تو اس کی دعاء مقبول ہوتی ہے، وہ کہتا ہے میں نے بار بار دعا کی اور قبولیت نہ دیکھی پھر وہ اسوقت حیرت سے دعا چھوڑ دیتا ہے۔ ایسے شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

(ت) (مسلم، ابوداود، ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۲۳، ص ۴۲۰، ۱۹]

درود شریف کی فضیلت

درود پاک کی سب سے اہم فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، بندہ خداوند قدوس سے التجا وسوال کرتا ہے کہ اے پروردگار میں اس لائق نہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں درود مبارک کی ڈالیاں پیش کرسکوں یہ تجھی کو زیبا ہے تو ہی بھیج سکتا ہے لہٰذا تو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیج، رحمتیں نازل فرما۔ درود شریف کے فضائل بیشمار ہیں، درود پاک کی کثرت سے دین ودنیا کی بھلائیاں میسر ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ اس کے بگڑے کام بنادیتا ہے۔ اسے مانگنے سے سوا دیتا ہے لہٰذا اے ایمان والو تم بھی درود پڑھو۔ (مرتب)

درود کی برکت

حضور پرنور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مجھ پر درود بھیجے اس کا دل نفاق سے ایسا پاک ہوجائے جیسے کپڑا پانی سے۔ (کشف الغمہ عن جمیع الامۃ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو کہے صلی اللہ علیٰ محمد، اس نے ستر دروازے رحمت کے اپنے اوپر کھول لئے۔ اللہ عزوجل اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ اس سے بغض نہ رکھے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق ہوگا۔ (کشف الغمہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۵۹]

خوشبو سونگھتے وقت درود پڑھنا

خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت متنبہ ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے دوست رکھتے اور بکثرت استعمال فرماتے تھے اس خلق عظیم کو یاد کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے کہ حضور کی عظمت اور تمام امت پر حضور کا یہ حق ہونا اس کے دل میں جما کہ حضور کے آثار شریفہ یا ان پر دلالت کرنے والی کوئی چیز دیکھیں تو نہایت تعظیم کی آنکھ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور کریں، کہ زیارت آثار شریفہ کے وقت درود پڑھنا علماء نے مستحب رکھا ہے اور شک نہیں کہ جس نے خوشبو سونگھتے وقت یہ تصور کیا وہ گویا معنیً بعض آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے تو اسے اس وقت حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام کی کثرت سنت ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۹۸]

زیارت اقدس میسر ہو

حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ حاصل ہونے کے لئے درود شریف کی کثرت شب میں اور سوتے وقت کے علاوہ ہر وقت تکثیر رکھے بالخصوص اس درود شریف کو بعد عشا سو بار یا جتنی بار پڑھ سکے پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ۔

حصول زیارت اقدس کے لئے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیم شان اقدس کے لئے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ

نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو آگے ان کا کرم بے حد و بے انتہا۔ [الملفوظ اول، ص۷۱]

کثرت درود کے منافع

درود شریف کی جتنی کثرت کر سکے اتنے منافع و فوائد ملیں گے۔ وضو، بے وضو ہر حال میں درود پاک کا ورد کیا جا سکتا ہے خواہ مقدار متعین ہو یا نہ ہو، دونوں صورتیں درست ہیں۔

(مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سب درودوں سے افضل درود وہ ہے جو سب اعمال سے افضل یعنی نماز میں مقرر کیا گیا ہے، درود شریف راہ چلتے بھی پڑھنے کی اجازت ہے، جہاں نجاست پڑی ہے وہاں رک جائے، اور بہتر یہ ہے کہ ایک وقت معین کر کے ایک عدد مقرر کرلے کہ اس قدر باوضو دوزانو ادب کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے روزانہ عرض کیا کرے جس کی مقدار سو بار سے کم نہ ہو، زیادہ جس قدر نباہ سکے بہتر ہے۔ علاوہ اس کے چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے وضو بے وضو ہر حال میں درود جاری رکھے اور اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ ایک صیغہ خاص کا پابند نہ ہو بلکہ وقتاً فوقتاً مختلف صیغوں سے عرض کرتا رہے تاکہ حضور قلب میں فرق نہ ہو۔

درود شریف، کلمہ طیبہ اور استغفار ان سب کی کثرت نہایت محبوب و مطلوب ہے کلمہ طیبہ کو افضل الذکر فرمایا اور یہ کہ اللہ عزوجل تک اس کے پہنچنے میں کوئی روک نہیں اور استغفار کے لئے فرمایا شادمانی ہے اسے جو اپنے نامہ اعمال میں استغفار بکثرت پائے۔

اور اپنے تمام اوقات کو درود شریف میں صرف کر دینے کو فرمایا کہ ایسا کرے گا تو اللہ تیرے سب کام بنا دے گا، اور تیرے گناہ معاف فرما دے گا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص۶۲]

درود پاک کے فوائد و برکات

- حدائق الانوار میں ہے:

وہ فائدے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیج کر حاصل کرتے ہیں ان میں اجل و اعظم فائدوں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا دل میں نقش ہونا ہے۔

- امام ابو عبد اللہ ساحلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وہ عظیم و جلیل ثمرات و فوائد جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیج کر حاصل کئے جاتے ہیں یہ ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا پائدار و مستحکم و دائمی نقش دل میں ہو جائے یہ یوں حاصل ہوتا ہے کہ نیت خالص و رعایت شرائط آداب اور معانی پر غور و فکر کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی مداومت کریں۔
یہاں تک کہ حضور کی محبت ایسے سچے خالص طور پر دل میں جم جائے جس کے سبب نفس ذاکر کو، نفس اقدس حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتصال اور محل تقرب وصفا میں باہم الفت حاصل ہو۔

- شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر درود پاک کے فوائد میں سے یہ ہے کہ آنکھ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خیالی صورت قائم ہو جاتی ہے جس کے لئے حضور کی نعت شریف کے ساتھ درود شریف کی کثرت لازم ہے، توجہ اور حضور دل سے

پڑھے، اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ۔ (ت) (الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ)

درود میں تخفیف کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پاک بھیجنے کا حکم فرمایا، نام اقدس لکھنے، پڑھنے، بولنے یا سننے میں ہر حال میں درود شریف ادا کرے لکھنے میں آئے تو پورا درود لکھے اس میں کچھ تخفیف و کمی نہ کرے جس طرح زبان سے ادا کرنے میں پورا درود ادا کرتے ہیں اس میں کسی مختصر لفظ سے درود کی طرف اشارہ نہیں کرتے یوں ہی لکھنے میں بھی کسی مختصر لفظ سے درود کی طرف اشارہ کرنا جائز و درست نہیں۔ (مرتب)

اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

حرف (ؐ) لکھنا جائز نہیں، نہ لوگوں کے نام پر نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم کریم پر، لوگوں کے نام پر تو یوں نہیں کہ وہ اشارہ درود کا ہے اور غیر انبیاء و ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام پر بالاستقلال درود جائز نہیں اور نام اقدس پر یوں نہیں کہ وہاں پورے درود شریف کا حکم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھے، فقط ؐ یا عم یا صلعم جو لوگ لکھتے ہیں سخت شنیع و ممنوع ہے یہاں تک کہ تاتارخانیہ میں اس کو تخفیف شان اقدس ٹھہرایا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۴۴۱]

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے:

نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بجائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلعم لکھنا جہالت ہے آج کل بہت جلد بازوں میں یہ رائج ہے، کوئی صلعم لکھتا ہے، کوئی عم، کوئی ؐ، اور یہ سب بیہودہ و مکروہ و سخت ناپسند و موجب محرومی شدید ہے اس سے بہت سخت احتراز چاہئے، اگر تحریر میں ہزار جگہ نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئے ہر جگہ پورا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا جائے۔ ہرگز ہرگز کہیں صلعم وغیرہ نہ ہو۔ علماء نے اس سے سخت ممانعت فرمائی ہے یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت اشد حکم لکھدیا ہے۔

نام پاک سن کر درود پڑھنے کا حکم

نام پاک حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف جلسوں میں جتنی بار لے یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے، اگر نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا اور سخت سخت وعیدوں میں گرفتار۔

ہاں اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی جلسہ میں چند بار نام پاک لیا یا سنا تو ہر بار واجب ہے یا ایک بار کافی اور ہر بار مستحب ہے۔

بہت علماء قول اول کی طرف گئے ہیں ان کے نزدیک تو ایک جلسہ میں ہزار بار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی پڑھتا جائے۔ اگر ایک بار بھی چھوڑا گنہگار ہوا۔

دیگر علماء نے بنظر آسانی امت قول دوم اختیار کیا، ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود ادائے واجب کے لئے کفایت کرے گا، زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ ہوگا مگر ثواب عظیم و فضل جسیم سے بیشک محروم رہا۔

بہر حال مناسب یہی ہے کہ ہر بار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتا جائے کہ ایسی چیز جس کے کرنے میں بالاتفاق بڑی بڑی رحمتیں، برکتیں ہیں اور نہ کرنے میں بلاشبہ بڑے فضل سے محرومی، اور ایک مذہب قوی پر گناہ و معصیت، عاقل کا کام نہیں کہ

اسے ترک کرے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۸۲،۸۱]

نام اقدس سن کر درود پڑھنے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:
اللہ عزوجل کا نام پاک سن کر حکم ہے کہ عزوجل یا جل جلالہ یا اس کے مثل کلمات تعظیمی کہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر واجب ہے کہ "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا علیہ افضل الصلاۃ والسلام" یا اس کے مثل کلمات درود کہے۔
مگر یہ دونوں وجوب بیرون نماز ہیں، نماز میں سوا ان کلمات کے جو شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے مقرر فرمادیے ہیں اور کی اجازت نہیں، خصوصاً جہریہ نماز میں وقت قرأت امام، مقتدی کا سننا اور خاموش رہنا واجب ہے، یوہیں امام کے خطبہ پڑھتے میں جب اللہ عزوجل اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ آئیں سامعین دل میں کلمات تقدیس و درود کہیں، زبان سے کہنے کی وہاں بھی اجازت نہیں، نماز میں نام الٰہی سن کر جل وعلا، یا نام پاک سن کر "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کہنا اگر بقصد جواب ہے نماز جاتی رہے گی سہواً ہو یا قصداً اور اگر بلا قصد جواب ہو تو قصداً ممنوع اور سہواً پر مواخذہ نہیں۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۴۹]

❁❁❁

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

اللہ رب العزت جل شانہ نے اس امت مرحومہ کو بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لئے پیدا فرمایا، اس امت کے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کے مثل قرار دیا گیا، یعنی امم سابقہ میں جو کام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام انجام دیتے تھے وہ کام اس امت کے علماء ربانی انجام دیں گے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ایک دینی فریضہ ہے جو اس کام پر مامور ہو اللہ تعالیٰ پردۂ غیب سے اس کی مدد فرماتا ہے اور اس کے دنیا وآخرت کے کام بآسانی سنور جاتے ہیں، جس آدمی کے اندر جیسی استطاعت وقدرت ہو وہ اسی کے مطابق امر ونہی کا فریضہ انجام دے۔ (مرتب)

حدیث پاک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میں جو شخص کوئی منکر و برائی دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، اگر اس کے اندر اسے ہاتھ سے روکنے کی استطاعت وقدرت نہ ہو تو وہ اسے اپنی زبان سے روکنے کی کوشش کرے، اگر زبان سے بھی روکنے کی طاقت نہ ہو تو اسے اپنے دل سے ضرور برا جانے، اور یہ ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔ (ت) (مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۱۱]

جو لوگ کسی نیک بات کا ارادہ کریں اور وہ اسے نہ کر سکیں تو ان کی نیت نیک پر ہی اجر عظیم ہے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ایک شخص کو تیرے ذریعہ سے ہدایت فرمادے تو یہ تیرے لئے تمام روئے زمین کی سلطنت سے بہتر ہے۔ ہدایت کو جانے کے لئے آتے جاتے جتنے قدم ان کے پڑیں ہر قدم پر دس نیکیاں ہیں۔

امر بالمعروف، نہی عن المنکر فرض ہے۔ اگر کوئی اس فرض سے روکے تو یہ اس کا شیطانی کام ہے، بنی اسرائیل میں جنہوں نے مچھلی کا شکار کیا تھا وہ بھی بندر کر دیئے گئے اور جنہوں نے انہیں نصیحت کرنے کو منع کیا تھا (کہ کیوں ایسوں کو نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرے گا یا سخت عذاب دے گا) یہ بھی تباہ ہوئے اور نصیحت کرنے والوں نے نجات پائی۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۹ ملخصاً]

بدعقیدے والوں سے نرمی کا فائدہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں ایک وہابی خیال شخص آیا اور علم غیب سے متعلق مسئلہ دریافت کیا، آپ نے انتہائی نرمی سے اسے سمجھایا جس کا اس شخص پر بہت اچھا اثر پڑا جب وہ شخص یہاں سے گیا تو راستہ ہی میں کہنے لگا کہ اعلیٰ حضرت کی باتیں میرے دل نے قبول کیں اور اب میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا مرید ہوں گا۔ اس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے، اگر اس شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہ ہوتی، جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں۔

یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتداءً بہت نرمی کی گئی مگر چونکہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہو گئی تھی، جب انہوں نے حق نہ مانا اس وقت سختی کی گئی، کہ رب عزوجل فرماتا ہے:

اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔ (التحریم،۹)

اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے:

لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں۔ (التوبہ،۱۲۳)

ایک جوان کو حضور کی نصیحت

ایک شخص خدمت اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ میرے لئے زنا حلال فرمادیجئے، صحابہ کرام نے انہیں قتل کرنا چاہا کہ خدمت اقدس میں حاضر ہوکر یہ گستاخی کے الفاظ کہے، حضور نے منع فرمایا اور ان سے فرمایا، قریب آؤ، وہ قریب حاضر ہوئے، اور قریب فرمایا یہاں تک کہ ان کے زانو، زانوئے اقدس سے مل گئے، اس وقت ارشاد فرمایا:

- کیا تو چاہتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے۔

  عرض کی نہ۔

- فرمایا تیری بیٹی سے۔

  عرض کی نہ۔

- فرمایا تیری بہن سے۔

  عرض کی نہ۔

- فرمایا تیری پھوپھی سے۔

  عرض کی نہ۔

- فرمایا تیری خالہ سے۔

  عرض کی نہ۔

- فرمایا کہ جس سے تو زنا کرے گا آخر وہ بھی کسی کی ماں، یا بیٹی، یا بہن یا پھوپھی، یا خالہ ہوگی، یعنی جو بات اپنے لئے نہیں پسند کرتا دوسرے کے لئے کیوں پسند کرتا ہے، دست اقدس ان کے سینہ پر مار کر دعا فرمائی کہ الٰہی زنا کی محبت اس کے دل سے نکال دے۔

وہ صاحب کہتے ہیں جب میں حاضر ہوا تھا تو زنا سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی، اور اب اس سے زیادہ کوئی چیز مجھے ناپسند نہیں۔

اس کے بعد حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی کا اونٹ بھاگ گیا، لوگ اسے پکڑنے کو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں، جتنا دوڑتے ہیں وہ زیادہ بھاگتا ہے، اس کے مالک نے کہا تم لوگ ٹھہر جاؤ اس کی راہ میں جانتا ہوں، سبز گھاس کا ایک مٹھا لیکر چمکارتا ہوا اونٹ کے قریب گیا اور اسے پکڑ لیا اور بٹھا کر اس پر سوار ہولیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت اگر تم اسے قتل کردیتے تو وہ جہنم میں جاتا۔ [الملفوظ اول، ص ۳۷]

بقدر قدرت برائی سے نہ روکنا سبب ہلاکت ہے

اسلامی طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو گناہ کرتے ہوئے دیکھے تو اسے

اپنی قدرت واستطاعت کے حساب سے ضرور روکے ورنہ اگر اس گنہگار پر کوئی وبال آیا تو اس پر بھی آسکتا ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل میں پہلی خرابی جو آئی وہ یہ تھی کہ ان میں ایک شخص دوسرے سے ملتا اس سے کہتا اے شخص اللہ سے ڈر اور اپنے کام سے باز آ کہ یہ حلال نہیں، پھر دوسرے دن اس سے ملتا اور وہ اپنے اسی حال پر ہوتا تو یہ امر اس کو اس کے ساتھ کھانے پینے، پاس بیٹھنے سے نہ روکتا، جب انہوں نے یہ حرکت کی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل باہم ایک دوسرے پر مارے کہ منع کرنے والوں کا حال بھی انہیں خطا والوں کے مثل ہوگیا، پھر فرمایا بنی اسرائیل کے کافر لعنت کیے گئے داؤد و عیسیٰ بن مریم کی زبان پر یہ بدلہ ہے ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا وہ آپس میں ایک دوسرے کو برے کام سے نہ روکتے تھے البتہ یہ سخت بری حرکت تھی کہ وہ کرتے تھے۔ [ابوداؤد، ترمذی]

بروں کے ساتھ اچھوں کی ہلاکت

مروی ہوا اللہ عزوجل نے یوشع علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری بستی سے چالیس ہزار اچھے اور ساٹھ ہزار برے لوگ ہلاک کروں گا، عرض کی الٰہی برے تو برے ہیں اچھے کیوں ہلاک ہوں گے فرمایا اس لئے کہ جن پر میرا غضب تھا انہوں نے ان پر غضب نہ کیا اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہے۔ (ابن ابی الدنیا) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۱۸۲، ۱۸۳]

وعظ ونصیحت کرنا عالم کا فرض منصبی

عالم دین کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا، بندگان خدا کو دینی نصیحتیں دینا جسے وعظ کہتے ہیں ضرور اعلیٰ فرائض دین سے ہے۔

- اللہ عزوجل فرماتا ہے:

تم سب امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں حکم دیتے ہو بھلائی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔ (آل عمران، ۱۱۰)

- اور فرماتا ہے:

لازم ہے کہ تم میں ایک گروہ ایسا رہے کہ نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (آل عمران، ۱۰۴)

- قرآن عظیم میں اللہ عزوجل اور فرماتا ہے:

وعظ کہتا رہ کہ وعظ مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔ (الذاریات، ۵۵)

حاضرین کا ادب وخاموشی ورجوع قلب کے ساتھ اسے سنتے رہنا بھی مذہبی عبادت اور دینی فریضہ ہے۔

- اللہ عزوجل فرماتا ہے:

خوشخبری دے میرے ان بندوں کو جو متوجہ ہو کر بات سنتے پھر اس کے بہتر پر عمل کرتے ہیں۔ (الزمر، ۱۸)

وعظ ونصیحت کی مجلس میں شور وغل مچانا، گالیاں بکنا، اس میں دست اندازی کرنا مذہبی توہین اور خاص عادت کفار بے دین ہے۔

- اللہ عزوجل فرماتا ہے:

کافر بولے اس قرآن کو نہ سنو اور اس کے پڑھے جانے میں غل شور کرو شاید یوں ہی تم غالب آؤ۔ (فصلت، ۲۶)

اور فرماتا ہے:

انہیں کیا ہوا وعظ سے منہ پھیرتے ہیں گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگے ہیں۔(المدثر،۴۹)

وعظ تو وعظ کہ وہ بنص صریح قرآن مجید فرض مذہبی ہے، کتب دینیہ میں تصریح ہے کہ ہر خطبے حتیٰ کہ خطبۂ نکاح و خطبۂ ختم قرآن کا سننا بھی فرض ہے اور ان میں غل کرنا حرام۔ حالانکہ خطبۂ نکاح صرف سنت ہے اور خطبۂ ختم نرا مستحب۔

آیات قرآنیہ میں اصل مخاطب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، یہ کام علمائے دین حضور کی وراثت سے کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔(ابوداؤد، ترمذی)[فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۴۰۷]

امر و نہی نہ کرنے کا وبال

وعظ و نصیحت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر قرآن کریم کے حکم سے اہم فرائض دینیہ سے ہے اور وجوب کی حالت میں اس کا چھوڑنے والا نافرمان و گنہگار اور ان نافرنوں کی طرح خود بھی دنیا و آخرت میں عذاب کا مستحق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

بنی اسرائیل کے کافروں پر لعنت پڑی داؤد و عیسیٰ بن مریم علیہم الصلاۃ والسلام کی زبان سے یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا، برے کام سے ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے ضرور ان کا یہ فعل سخت برا تھا۔(المائدۃ،۸۷)

- اصحاب سبت (جنہیں سنیچر کے دن مچھلی کے شکار سے منع کیا گیا تھا) پر داؤد علیہ الصلاۃ والسلام نے دعا کی الٰہی انہیں لعنت کر اور لوگوں کے لئے نشانی بنادے، لہٰذا وہ بندر ہوگئے۔
- اہل مائدہ پر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے یہی دعا کی وہ سور ہوگئے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یوں نہیں خدا کی قسم یا تو تم ضرور امر بالمعروف کروگے اور ضرور نہی عن المنکر کروگے یا ضرور اللہ تعالیٰ تمہارے دل آپس میں ایک دوسرے پر مارے گا پھر تم سب پر اپنی لعنت اتارے گا۔ جیسی ان بنی اسرائیل پر اتاری۔(ابوداؤد)[فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۲۱۶]

واعظ کے لئے اسلامی شرائط

- واعظ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو، دیوبندی عقیدے والے مسلمان ہی نہیں، ان کا وعظ سننا حرام، اور دانستہ انہیں واعظ بنانا کفر ہے، علمائے حرمین شریفین نے فرمایا ہے کہ اس کے کفر و عذاب میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے، اسی طرح تمام وہابیہ و غیر مقلدین کا حکم ہے۔
- دوسری شرط سنی ہونا، غیر سنی کو واعظ بنانا حرام ہے اگرچہ بالفرض وہ بات ٹھیک ہی کہے۔

حدیث میں ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی اس نے دین اسلام کو ڈھادینے پر مدد دی۔(مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ لوگوں نے جاہلوں کو سردار بنالیا ہے انہوں نے بے علم احکام شرعی بیان کرنے شروع کئے تو آپ بھی گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی گمراہ کیا۔(بخاری)

- تیسری شرط فاسق معلن نہ ہونا۔

جب یہ سب شرائط مجتمع ہوں سنی صحیح العقیدہ عالم دین متقی وعظ فرمائے تو کوئی حرج نہیں۔[فتاویٰ رضویہ ج۱۲ ص۲۱۱]

بابرکت سبق آموز نصیحتیں

شریعت مطہرہ قدم قدم پر اپنے ماننے والوں کی ہدایت ورہنمائی کرتی ہے۔اور انہیں ہلاکتوں کی راہ سے نجات دینے کی کوشش کرتی ہے، شریعت اسلامیہ پر عمل کرنا ہی ہماری نجات وبخشش کا ضامن ہے، مختلف اموروا حکام سے متعلق قیمتی باتیں ملاحظہ فرمائیں۔(مرتب)

نفرت دلانے والی بات نہ کرے

بکثرت حدیثیں اس بارے میں ہیں کہ بلاوجہ شرعی وہ بات نہ کیجائے جو سننے سے بری معلوم ہو،اس سے عذر کی حاجت پڑے اور مسلمانوں کونفرت دلائے۔

متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس بات سے بچو جو کان کو بری لگے۔

(مسند احمد،طبرانی،طبقات ابن سعد)

نیز بہت حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر اس بات سے بچ جس میں عذر کرنا پڑے۔

(دیلمی،طبرانی،ضیاء مقدسی)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشارت دو اور وہ کام نہ کرو جس سے لوگوں کو نفرت پیدا ہو۔

(بخاری،مسلم،نسائی)[فتاویٰ رضویہ ج اول،ص ۳۳۲]

بلاوجہ سمندر کا سفر

کسی صحیح و جائز حاجت شرعی کے بغیر سمندر میں سوار ہونا نہ چاہئے کہ اس کے نیچے آگ ہے۔(مرتب)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے دریا اور دریا کے نیچے آگ۔(ت)(ابوداؤد)[فتاویٰ رضویہ ج اول،ص ۴۹]

قرآن پاک میں "وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ" آیا ہے ممکن ہے اس سے اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔یعنی قیامت کے دن سمندر کو آگ کر دیا جائے گا جس سے جہنم کی آگ میں اور بھی زیادتی ہو جائے گی۔(مرتب)

دھوپ کا گرم پانی

گرم ملک،گرم موسم میں جو پانی سونے چاندی کے سوا کسی اور دھات کے برتن میں دھوپ سے گرم ہو جائے وہ جب تک ٹھنڈا نہ ہو لے بدن کو کسی طرح پہنچانا نہ چاہئے وضو سے،نہ غسل سے،نہ پینے سے،یہاں تک کہ جو کپڑا اس سے بھیگا ہو جب تک سرد نہ ہو جائے پہننا مناسب نہیں،کہ اس پانی کے بدن کو پہنچنے سے معاذ اللہ احتمال برص ہے۔

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دھوپ سے گرم شدہ پانی سے غسل نہ کرو کیوں کہ اس سے برص ہوتا ہے۔(ت)(دار قطنی،عقیل)

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دھوپ میں پانی گرم کیا، اس پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اے حمیراء ایسا نہ کرو کیوں کہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔
(ت) (دار قطنی، ابونعیم) [فتاویٰ رضویہ اول، ص ۴۱۲]

عذاب والی جگہ کا پانی

مولیٰ کریم رؤف رحیم، عز جلالہ اپنے حبیب اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجاہت کریمہ کے صدقے میں اپنے غضب سے دونوں جہان میں بچائے۔
جس بستی پر (عیاذاً باللہ) عذاب اترا اس کے کنوؤں، تالابوں کے پانی کا استعمال کھانے، پینے طہارت، ہر شئی میں مکروہ ہے، یوہیں اس کی مٹی سے تیمم مکروہ ہے، ہاں زمین ثمود کا وہ کنواں جس سے ناقہ صالح علیہ الصلاۃ والسلام پانی پیتا، اس کا پانی اس حکم سے مستثنیٰ وخارج ہے۔
صحاح میں ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ رکاب اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمین ثمود پر اترے، وہاں کے کنوؤں سے پانی بھرا، اس سے آٹے گوندھے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ پانی پھینکدیں اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیں، چاہ ناقہ سے پانی لیں۔

نسبت کا فائدہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:
محبوبان خدا سے نسبت کا فائدہ دیکھئے، ثمود کی زمین پر کیسا سخت عذاب وغضب اترا مگر وہ کنواں جس سے ناقہ صالح علیہ الصلاۃ والسلام پانی پیتا وہ زیر نظر رحمت ہی رہا۔ (اس پر عذاب کا اثر نہ ہوا۔ م) [فتاویٰ رضویہ اول، ص ۴۲۶]

نگاہ شرع میں کافر کی بے وقعتی

ائمہ فرماتے ہیں اگر جنگل میں ایک کتا اور ایک حربی پیاس سے مرے جاتے ہوں، اور مسلمان کے پاس ایک کی پیاس کے قابل پانی ہے، اس صورت میں وہ کتے کو پانی پلائے اور حربی کافر کو نہ دے۔
(ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص کتے کو پانی پلانے کے سبب سے جنت میں گیا یعنی ایک جگہ ایک کتا شدت پیاس سے کنوئیں کے پاس کیچڑ چاٹ رہا تھا، اس شخص نے اپنے موزہ کے ذریعہ کنوئیں سے پانی نکالکر اس کو پلایا جس کے سبب سے وہ جنت میں گیا۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر تر جگر والے کو کھلانے پلانے میں ثواب ہے، مگر شاید کافر اس سے مستثنیٰ ہے۔ (مرتب) (بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۴۳۱]

ساتھیوں کے مالوں کا خلط ملط

سفر یا حضر میں رفیق آپس میں اپنا مال ملا لیں اور ملکر کھائیں تو اس میں حرج نہیں، اگر چہ ایک زیادہ کھائے گا اور دوسرا کم۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۴۳۶]

میزبان کے مال میں مہمان کا تصرف

مال کا مالک جس میں کسی شخص یا جماعت کے لئے تصرف مباح کردے، جیسے سبیل کا پانی، یا دعوت کا کھانا، یا جس نے کہہ دیا ہو کہ میرے باغ کے پھل جو چاہے کھائے، وہ مال تصرف کے وقت بھی مالک ہی کی ملک ہوتا ہے، لینے والوں کی ملک نہیں ہو جاتا، اس لئے مہمان کو جائز نہیں کہ جو کھانا اس کے سامنے رکھا گیا، یا اس کے کھانے سے بچ رہا، اس میں سے بے اجازت مالک کسی فقیر کو کوئی ٹکڑا دے، ہاں اجازت دلالۃً بھی کافی ہے جب یقین سے معلوم ہو کہ اتنا تصرف وہ روا رکھے گا،

اسے ناگوار نہ ہوگا۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۴۳۵]

ورزش کرنا کیسا ہے؟ فی نفسہ ورزش کرنا جائز ہے جب کہ اس کے لئے لوگوں کے سامنے ستر کھولنا نہ پڑے کیوں کہ لوگوں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے، ورزش کے سبب جماعت کھونا حرام ہے، نماز کا وقت تنگ و مکروہ کر دینا منع ہے ایسی ورزش ناجائز ہے، یعنی کسی ممنوع بات کا ارتکاب کئے بغیر ورزش کی جاسکتی ہے۔

[فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۵۸۳]

ناجائز چیز سے علاج بچھو کی خاک کہ سنگ گردہ و مثانہ وغیرہ یا پیشاب بند ہونے پر کھلائی جاتی ہے، شرعاً حرام ہے اور ایسا علاج ناجائز۔

(حدیث پاک میں ہے کہ حرام شی میں شفا نہیں ہے۔ (مرتب) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ۶۷۸]

خاک شفا چکھ لینا جائز، مٹی کھانی حرام اتنی مقدار میں مٹی کھانا حرام ہے جس سے ضرر کا اندیشہ ہو، مگر خاک شفا سے تبرکاً قدرے چکھ لینا جائز ہے جیسے پان میں چونا۔

[فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۶۹۶]

سیپ کا چونا: سیپ کا چونا حرام ہے جس پان پر وہ چونا لگا ہو اس کا کھانا حرام ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۷۰۱]

صورت بگاڑنے کی ممانعت بلا ضرورت دوا، منہ پر کوئی ایسی چیز ملنا جس سے صورت بگڑ جائے ناجائز ہے۔ بعض نوجوان جو آپس میں کیچڑ سے کھیلتے ہیں، ایک دوسرے کے منہ پر کیچڑ ملتے ہیں، یا ہنسی سے کسی کے سوتے میں اس کے منہ پر کالک یا سیاہی لگاتے ہیں یہ سب حرام ہے اور اس سے پرہیز فرض۔

یہی وجہ ہے کہ جہاد میں حربی کافروں کے ساتھ بھی مثلہ کرنا یعنی قتل کے بعد ناک، کان کاٹنا حرام ہے، ہاں عین قتال میں جہاں بھی ضرب ہو، جو کچھ قطع کیا جائے کمال اجر ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۷۰۴]

گوبر وغیرہ کی راکھ گوبر وغیرہ نجاست جب جل کر بالکل راکھ ہو جائیں جس میں اصلاً جان نہ رہے تو وہ راکھ پاک ہے، جب تک آگ ہے راکھ نہ ہوئی ضرور اس میں جان باقی ہے اس وقت تک وہ ہرگز پاک نہیں۔

بعض لوگ اپلے کی آگ پر لوبان ڈالکر فاتحہ کے وقت یا قبر پر رکھتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۷۰۷]

غیر مسلم کی نوکری کافر کی ایسی نوکری جائز نہیں جس سے مسلمان کی ذلت و رسوائی ہو، جیسے کافر کی خدمتگاری پر نوکر رہنا۔

حدیث پاک میں ہے کہ مسلمان کو جائز نہیں کہ اپنے اختیار و خوشی سے اپنے نفس کو ذلت میں ڈالے۔ (طبرانی)

ہاں ایسی نوکری جس میں ذلت بھی نہیں اور شرعی بات سے رکاوٹ بھی نہیں تو وہ مباح ہے۔

[فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۷۵۵]

تقلید ائمہ کیوں فرض ہے جب تک دلیل قطعی بآسانی ملے، دلیل ظنی پر عمل جائز نہیں، اسی لئے غیر مجتہد پر ائمہ مجتہدین کی تقلید فرض اور اسے چھوڑ کر حدیث پر عمل کرنا حرام ہے کہ یہ حدیث کو نہ سمجھے

گانہ اس کے راجح، مرجوح، ناسخ، منسوخ، صحت اسناد، صحت متن، صحت فقہی پر مطلع ہو سکے گا تو اسے حکم الٰہی پر ظن بھی نہیں مل سکتا۔ اپنے وہم کو ظن سمجھ لینا دوسری بات ہے، اور امام کے قول پر عمل کیا تو قطعاً حکم الٰہی بجالایا، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو، تو قطع ویقین کو چھوڑ کر شک و وہم میں پھنسنا حرام ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۷۸۶]

تکرار مسائل کی افادیت

افادات علماء میں تکرار مسائل معیوب نہیں امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتب میں مسائل مکرر ذکر فرماتے کہ لوگوں کو خواہی نہ خواہی حفظ ہو جائیں۔

[فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۸۲۰]

حائضہ عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا

حیض والی عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی جائز اور اسے اپنے ساتھ کھلانا بھی جائز ہے ان باتوں سے احتراز یہود و مجوس کا مسئلہ ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے سر مبارک کو دھونے کے لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب کر دیتے جبکہ حضور مسجد میں اعتکاف سے ہوتے اور حضرت عائشہ گھر میں ہوتیں، عائشہ عرض کرتیں کہ میں تو حائضہ ہوں، اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے کہ تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

(ت) (بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج دوم، ص ۳۶]

سانپوں کا قتل

تکلیف دینے والے جانوروں کو ان کے تکلیف دینے سے پہلے بھی مار ڈالنا جائز ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سانپوں کو قتل کرو اور جو ان کے بدلہ لینے سے ڈرے وہ ہمارے گروہ سے نہیں، یعنی مسلمان کی شان نہیں کہ بدلہ کے خوف سے سانپ کو چھوڑ دے۔

(ت) (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مار ڈالا کرو سانپوں کو، مار ڈالو تم اس سانپ کو جس کی پیٹھ پر دو سفید دھاریاں ہوتی ہیں اور اس سانپ کو بھی جو کبود رنگ اور کوتاہ دم ہوتا ہے۔ (ت) (ابوداؤد، نسائی)

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دو کالی چیزوں کو نماز میں بھی قتل کرو یعنی سانپ اور بچھو۔ (ت) (طبرانی)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں: جس نے سانپ کو قتل کیا اس نے گویا ایک مشرک حلال الدم کو قتل کیا، یعنی سانپوں کا قتل اجر عظیم کا سبب ہے۔ (ت) (مسند احمد)

گرگٹ یا چھپکلی کو مارنا

حدیث پاک میں جس طرح سانپوں کو مار ڈالنے کا حکم آیا ہے اسی طرح گرگٹ یا چھپکلی کو بھی مار ڈالنا ثواب کی بات ہے۔ (مرتب)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: گرگٹ یا چھپکلی کو قتل کر دو اگرچہ کعبہ کے اندر ہو۔ (ت) (طبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو سانپ کو مارے اس کیلئے سات نیکیاں ہیں اور جو چھپکلی یا گرگٹ کو مارے اس کے لئے ایک نیکی۔ (ت) (مسند احمد، ابن حبان) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۷۵]

افواہ یا سنی سنائی بات ناقابل التفات

حدیث میں ہے کہ جو آدمی ہر سنی ہوئی بات کو بیان کرے اس کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے۔ اس لئے افواہ یا سنی ہوئی

بات قابل اعتبار نہیں، نہ ایسی بات سے کوئی مسئلہ ثابت ہوسکتا ہے۔(مرتب)

ایک حدیث موقوف میں ہے شیطان آدمی کی شکل بن کر لوگوں میں جھوٹی بات مشہور کردیتا ہے، سننے والا اوروں سے بیان کرتا اور کہتا ہے مجھ سے ایک شخص نے ذکر کیا جس کی صورت پہچانتا ہوں، نام نہیں جانتا۔(مسلم مقدمہ صحیح)

علماء فرماتے ہیں افواہی خبر اگرچہ تمام شہر بیان کرے سننے کے قابل نہیں نہ کہ اس سے کوئی حکم ثابت کیا جائے۔

بازاری افواہ قابل اعتبار اور احکام شرع کی مناط و مدار نہیں ہوسکتی، بہت خبریں بے سروپا ایسی مشتہر ہوجاتی ہیں جن کی کچھ اصل نہیں، یا ہے تو بہزار تفاوت، اکثر دیکھا گیا ہے ایک خبر نے شہر میں شہرت پائی اور قائلوں سے تحقیق کیا تو یہی جواب ملا کہ سنا ہے، نہ کوئی اپنا دیکھا بیان کرے، نہ اس کی سند کا پتہ چلے کہ اصل قائل کون تھا جس سے سن کر شدہ شدہ اس اشتہار کی نوبت آئی، یا ثابت ہوا تو یہ کہ فلاں کافر یا فاسق منتہائے سند تھا، پھر معلوم و مشاہد کہ جس قدر سلسلہ بڑھتا جاتا ہے خبر میں نئے نئے شگوفے نکلتے آتے ہیں۔زید سے ایک واقعہ سنئے کہ مجھ سے عمرو نے کہا تھا، عمرو سے پوچھئے تو وہ کچھ اور بیان کرے گا اور بکر کا نام لے گا، بکر سے دریافت ہوا تو اور تفاوت نکلا، وعلی ہذا القیاس۔

آج کل سے بہتر

یہ وہی بات ہے جس کی صادق مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ زمانۂ خیر کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا خصوصاً اس زمانے میں، مگر بعد کا آخری زمانہ وہ ہوگا جس میں مسلمان ایک دل ہوں گے کسی کے خلاف کوئی بغض و عداوت نہ ہوگی، لوگ جھوٹ سے گریز کریں گے۔(ت)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ تم پر جو بھی زمانہ آتا ہے اس کا بعد والا اس سے زیادہ شرانگیز ہوتا ہے، اسی طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو۔(ت)(بخاری، ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ گزرا ہوا کل آج سے بہتر ہے، اور آج کا دن آنے والے کل سے بہتر ہے، قیامت تک معاملہ اسی طرح رہے گا۔(ت)(طبرانی)[فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۹۰،۹۱]

صابون کا مسئلہ

مسلمان کا بنایا ہوا صابون استعمال کرنا جائز ہے اور ہندو یا مجوسی یا نصرانی کا بنایا ہوا صابون جس میں چربی پڑتی ہو اگرچہ گائے یا بکری کی، ناپاک و حرام ہے، دیسی ہو یا ولایتی، اور جس میں چربی نہ ہو وہ جائز ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۴۰]

عمروں کے تفاوت سے مراتب کا تفاوت

موضوعات ابوالفرج میں یہ حدیث ہے کہ جب مسلمان کی عمر چالیس برس کی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ جنون و جذام و برص کو اس سے پھیر دیتا ہے، اور پچاس سال والے پر حساب میں نرمی اور ساٹھ برس والے کو توبہ و عبادت نصیب ہوتی ہے، ستر سالہ کو اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے دوست رکھتے ہیں، اسی ۸۰ برس والے کی نیکیاں قبول اور برائیاں معاف، نوے برس والے کے سب اگلے پچھلے گناہ مغفور ہوتے ہیں وہ زمین میں اللہ کا قیدی کہلاتا ہے اور اپنے گھر والوں کا شفیع کیا جاتا ہے۔(موضوعات ابوالفرج)[فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۴۱]

حدیث ضعیف پر عمل کی صحت کیوں؟

حدیث ضعیف باب فضائل میں مقبول ہے، یعنی حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں عمل اس لئے ٹھیک ہے کہ اگر واقع میں صحیح

ہوئی جب تو جواس کا حق تھا کہ اس پر عمل کیا جائے ادا ہو گیا، اور اگر صحیح نہ بھی ہو تو اس پر عمل کرنے میں کسی تحلیل، یا تحریم، یا کسی کی حق تلفی کا مفسدہ تو نہیں۔

ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جسے مجھ سے کسی عمل پر ثواب کی خبر پہنچی وہ اس پر عمل کر لے، اس کا اجر اسے حاصل ہو، اگر چہ وہ بات واقع میں میں نے نہ فرمائی ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۵۲]

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین، فرماتے ہیں: جسے اللہ تبارک وتعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور اس ثواب کی امید سے اس بات پر عمل کرے، اللہ تعالیٰ اسے وہ فضیلت عطا فرمائے اگر چہ خبر ٹھیک نہ ہو۔ (ابن حبان، ابن عبد البر)

دار قطنی کی حدیث میں یوں ہے، اللہ تعالیٰ اسے وہ ثواب عطا کرے اگر چہ جو حدیث اسے پہنچی حق نہ ہو۔ (دار قطنی)

ابن حبان کی حدیث میں یہ لفظ ہیں چاہے وہ حدیث مجھ سے ہو یا نہ ہو۔ (ابن حبان)

ابن عبد اللہ کے لفظ یوں ہیں اگر چہ اس حدیث کا راوی جھوٹا ہو۔ (مکارم الاخلاق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تمہیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی ہو یا نہ فرمائی ہو، میں اسے فرماتا ہوں۔ اور جس بری بات کی خبر پہنچے تو میں بری بات نہیں فرماتا۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

ابن ماجہ کے لفظ یہ ہیں: جو نیک بات میری طرف سے پہنچائی جائے وہ میں نے فرمائی ہو یا نہیں، اس پر عمل کیا جائے۔ (ابن ماجہ)

حمزہ بن عبد المجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں حطیم کعبہ معظمہ میں دیکھا، عرض کی یارسول اللہ حضور پر میرے ماں باپ قربان، ہمیں حضور سے حدیث پہنچی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی حدیث ایسی سنے جس میں کسی ثواب کا ذکر ہو، وہ اس حدیث پر بامید ثواب عمل کرے، اللہ عزوجل اسے وہ ثواب عطا فرمائے اگر چہ حدیث باطل ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں قسم اس شہر کے رب کی بیشک یہ حدیث مجھ سے ہے اور میں نے فرمائی ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (خلعی کتاب الفوائد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ سے کسی فضیلت کی خبر پہنچے وہ اسے نہ مانے اس فضل سے محروم رہے۔ (طبرانی، ابو یعلی) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۵۶، ۴۵۷]

شبہ کی بات سے بچنا دانشمندی

جس بات میں شک وشبہ ہو آدمی اسے نہ کرے ورنہ اس سے اور بڑے گناہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے، جو شبہات سے بھی بچنے کی کوشش کرے وہ گناہوں سے محفوظ رہے گا۔ (مرتب)

حدیث میں ہے فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو شبہات سے بچے اس نے اپنے دین وآبرو کی حفاظت کر لی اور جو شبہات میں پڑے، حرام میں پڑ جائے گا، جیسے رمنے کی گرد چرانے والا نزدیک ہے کہ رمنے کے اندر چرائے، سن لو ہر بادشاہ کا ایک رمنا ہوتا ہے، سن لو اللہ عزوجل کا رمنا وہ چیزیں ہیں جو اس نے حرام فرمائیں۔ (بخاری، مسلم)

ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں شبہ پڑتا ہو وہ کام چھوڑ دے اور ایسے کی طرف آ جس میں کچھ دغدغہ نہیں۔ (مسند احمد، ترمذی، نسائی) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۶۱، ۴۶۲]

بدھ اور سنیچر کے دن پچھنا لگانے کی ممانعت

ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن پچھنے لگانے سے ممانعت آئی ہے، کہ جو بدھ یا ہفتہ کے روز پچھنے لگائے پھر اس کے بدن پر سپید داغ ہو جائے تو اپنے ہی آپ کو ملامت کرے۔ (لالی وتعقبات)

ایک صاحب محمد بن جعفر بن مطر نیشاپوری کو فصد کی ضرورت تھی، بدھ کا دن تھا، خیال کیا کہ حدیث مذکور تو صحیح نہیں (بلکہ ضعیف ہے) فصد لے لی فوراً برص ہوگئی، خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے، حضور سے فریاد کی، حضور پر نور ﷺ نے فرمایا خبردار میری حدیث کو ہلکا نہ سمجھنا۔ انہوں نے توبہ کی آنکھ کھلی تو اچھے تھے۔ (لالی وتعقبات)

امام ابن عساکر روایت فرماتے ہیں ابو معین حسین بن حسن طبری نے پچھنے لگانے چاہے ہفتہ کا دن تھا، غلام سے کہا حجام کو بلالا، جب وہ حدیث یاد آئی، پھر کچھ سوچکر کہا حدیث میں تو ضعف ہے۔ غرض لگالئے برص ہوگئی، خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کی، فرمایا دیکھ میری حدیث کا معاملہ آسان نہ جاننا، انہوں نے منت مانی اللہ تعالیٰ اس مرض سے نجات دے تو اب کبھی حدیث کے معاملہ میں سہل انگاری نہ کروں گا، صحیح ہو یا ضعیف، اللہ عزوجل نے شفا بخشی۔ (لالی، ابن عساکر)

بدھ کے دن ناخن تراشنا

یوہیں ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن ناخن کتروانے کو آیا کہ مورث برص ہوتا ہے بعض علمائے کتروائے کسی نے بربنائے حدیث منع کیا، فرمایا حدیث صحیح نہیں (بلکہ ضعیف ہے) فوراً مبتلا ہوگئے، خواب میں زیارت جمال بے مثال حضور پر نور محبوب ذی الجلال ﷺ سے مشرف ہوئے، شافی کافی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت عرض کی، حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے اس سے نہی فرمائی ہے، عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی تھی ارشاد ہوا تمہیں اتنا کافی تھا کہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی یہ فرما کر حضور مبرئ الاکمہ والابرص محی الموتی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کہ پناہ دو جہاں و دستگیر بے کساں ہے، ان کے بدن پر لگا دیا فوراً اچھے ہوگئے اور اسی وقت توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سنکر مخالفت نہ کروں گا۔ (نسیم الریاض) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۶۳، ۴۶۴]

مرغ سفید

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتدا کے پیش نظر مرغ سپید کو اپنی خواب گاہ میں اپنے ساتھ رکھنا مستحب ہے۔ (مرتب)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مرغ سپید میرا خیر خواہ، اور میرے دوست کا خیر خواہ، اللہ تعالیٰ کے دشمن کا دشمن ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے شب کو مکان خوابگاہ اقدس میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

(ابوبکر برقی) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۷۸]

(ایک حدیث میں ہے کہ مرغ کو گالی نہ دو کیوں کہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔ (مرتب)

عمل میں نیت کے فوائد

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (بیہقی، طبرانی)

اور بیشک جو علم نیت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لئے کئی کئی نیکیاں کرسکتا ہے مثلاً جب نماز کے لئے مسجد کو چلا اور صرف یہی قصد ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بیشک اس کا یہ چلنا محمود، ہر قدم پر ایک نیکی لکھیں گے۔اور دوسرے پر گناہ محو کریں گے مگر نیت کا جاننے والا اس ایک ہی فعل میں اتنی نیتیں کرسکتا ہے۔

۱) اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں۔

۲) خانۂ خدا کی زیارت کروں گا۔

۳) شعائرِ اسلام ظاہر کرتا ہوں۔

۴) داعی اللہ کی اجابت کرتا ہوں۔

۵) تحیۃ المسجد پڑھنے جاتا ہوں۔

۶) مسجد سے خس وخاشاک وغیرہ دور کروں گا۔

۷) اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب مفتی بہ پر اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہوسکتا ہے، جب سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کی نیت کرلے۔انتظار نماز وادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا۔

۸) امرِ الٰہی (خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ) کے امتثال کو جاتا ہوں۔

۹) جو وہاں علم والا ملے گا اس سے مسائل پوچھوں گا، دین کی باتیں سیکھوں گا۔

۱۰) جاہلوں کو مسئلہ بتاؤں گا، دین سکھاؤں گا۔

۱۱) جو علم میں میرے برابر ہوگا اس سے علم کی تکرار کروں گا۔

۱۲) علماء کی زیارت۔

۱۳) نیک مسلمانوں کا دیدار۔

۱۴) دوستوں سے ملاقات۔

۱۵) مسلمانوں سے میل۔

۱۶) جو رشتہ دار ملیں گے ان سے بکشادہ پیشانی ملکر صلہ رحم۔

۱۷) اہل اسلام کو سلام

۱۸) مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا۔

۱۹) ان کے سلام کے جواب دوں گا۔

۲۰) نماز جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا۔

۲۱،۲۲) مسجد میں جاتے نکلتے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا، بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

۲۳،۲۴) دخول وخروج میں حضور وآل حضور وازواج حضور پر درود بھیجوں گا کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی

آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔

۲۵) بیمار کی مزاج پرسی کروں گا۔

۲۶) اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا۔

۲۷) جس مسلمان کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا، اسے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہوں گا۔

۲۸، ۲۹) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کروں گا۔

۳۰) نمازیوں کے وضو کو پانی دوں گا۔

۳۱، ۳۲) خود مؤذن ہے یا مسجد میں کوئی مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان واقامت کہوں گا۔

اب اگر یہ کہنے نہ پایا یا دوسرے نے کہدی، تاہم اپنی نیت پر اذان واقامت کا ثواب پاچکا، بارگاہ الٰہی میں اس کا اجر ثابت ہوگیا۔

۳۳) جو راہ بھولا ہو گا راستہ بتاؤں گا۔

۳۴) اندھے کی دستگیری کروں گا۔

۳۵) جنازہ ملا تو نماز پڑھوں گا۔

۳۶) موقع پایا تو ساتھ دفن تک جاؤں گا۔

۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حتی الوسع صلح کرواؤں گا۔

۳۸، ۳۹) مسجد میں جاتے وقت دہنے اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کی تقدیم سے اتباع سنت کروں گا۔

۴۰) راہ میں جو لکھا ہوا کاغذ پاؤں گا اٹھا کر ادب سے رکھدوں گا۔

دیکھئے کہ جو ان ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وہ صرف حسنہ نماز کے لئے نہیں جاتا بلکہ ان چالیس حسنات کے لئے جاتا ہے تو گویا اس کا یہ چلنا، چالیس طرف چلنا ہے۔ اور ہر قدم چالیس قدم، پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھا، اب چالیس نیکیاں ہوگا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۵۷]

مباح کھیل اور مباح بات

عبادت ومحنت دینیہ کے بعد دفع کلال وملال وحصول تازگی وراحت کے لیئے۔ احیاناً کسی امور مباح میں مشغولی، جیسے جائز اشعار عاشقانہ کا پڑھنا، سننا شرعاً مباح بلکہ مطلوب ہے۔

حدیث میں ہے حضور سید اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لہو ولعب کرو کیوں کہ میں دین میں شدت وسختی کو ناپسند کرتا ہوں۔ (شعب الایمان)

رشتہ داروں سے نیک سلوک

صلۂ رحم اور اپنے اقربا کی مواسات عمدہ حسنات سے ہے، لیکن اگر نیت لوجہ اللہ نہ ہو بلکہ مثلاً خون کی شرکت اور طبعی محبت کا تقاضا ہو تو اس سے عند اللہ کچھ فائدہ نہیں۔

رب عزوجل فرماتا ہے:

جو فزونی تم دو کہ لوگوں کے مال میں زیادت ہو وہ خدا کے نزدیک نہ بڑھے گی اور جو صدقہ دو خدا کی رضا چاہتے تو

انہیں لوگوں کے دونے ہیں۔ (الروم،۳۹)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

کیا تو نے نہ دیکھا کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے میں تجھے مالدار کردوں گا، پھر اسے دیتا ہے تو یہ دینا خدا کے یہاں نہ بڑھے گا کہ اس نے غیر خدا کے لئے صرف اس نیت سے دیا کہ اس کا مال بڑھادوں۔ (ابن جریر)

امام ابراہیم نخعی فرماتے ہیں، یہ زمانہ جاہلیت میں تھا اپنے عزیز کا مال بڑھانے کو اسے مال دیا کرتے۔

(ابن جریر) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۲۰۱]

اجنبی عورت کو دیکھنے اور چھونے کا مسئلہ

اجنبی آزاد عورت کے منہ کی صرف ٹکلی جس میں کان یا گلے یا بالوں کا کوئی ذرہ داخل نہیں اور ہتھیلیاں اور تلوے دیکھنا اگرچہ حرام نہیں کہ ترک فرض نہیں، مکروہ تحریمی ضرور ہے کہ ترک واجب ہے، مگر اس کے ان مواضع کا بھی چھونا مطلقاً حرام ہے۔ اس لئے شیخ کو حرام ہے کہ اجنبی عورت کا ہاتھ پکڑ کر بیعت لے۔

آزاد عورت کو حرام ہے کہ کسی نامحرم مرد کے بدن کو ہاتھ لگائے اگرچہ ہاتھ یا پاؤں کو، اور مرد پر حرام ہے کہ عورت کو چھونے کی اجازت دے۔

یہاں سے مشائخ زمانہ سبق لیں کہ اجنبی جوان مریدات اور وہ خود بھی ضعیف نہیں، پھر یہ ان کے قدم لیتیں، ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتیں، آنکھوں سے لگاتی ہیں، ان پر فرض ہے کہ انہیں ان حرکات سے بشدت روکیں۔

یوہیں بعض لوگ نہانے میں نائن یا اصیل سے ہاتھ پاؤں یا پیٹھ ملواتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔ اور احتراز فرض، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

البتہ اگر عورت بہت ضعیفہ بڑھیا ہے کہ محل فتنہ نہیں، یا یہ بہت ضعیف بوڑھا ہے اور طرفین سے کسی جانب احتمال فساد نہیں، تو مصافحہ کی اجازت ہے، یوہیں اس کے پاؤں چھونے سے اس عورت کو ممانعت نہ کیجائے گی اور اسی قیاس پر پیٹھ ملنا جبکہ ہر طرح فتنہ سے امن ہو۔

دوسرے کی کنیز شرعی کا حکم اپنی محرم عورت کے مثل ہے کہ پیٹ، پیٹھ اور ناف سے زانو کے نیچے تک دیکھنا جائز نہیں اس کے ماسوا میں جائز ہے بلکہ خوف فتنہ نہ ہو یا حاجت شرعیہ ہو تو چھونا بھی جائز ہے۔

دوسرے کی کنیز شرعی اگر اس کے سر میں تیل ڈالے، یا ہاتھ پاؤں دبائے، یا نہلانے میں اس کا پیٹھ، پیٹ ملے، جائز ہے جبکہ نیت بد نہ ہو۔ [فتاویٰ رضویہ اول، ص ۶۵۸]

تعویذ جائز ہے

تعویذ موم جامہ وغیرہ کر کے غلاف جداگانہ میں رکھ کر بچوں کے گلے میں ڈالنا جائز ہے اگرچہ اس میں بعض آیات قرآنیہ ہوں۔ اور اس احتیاط کے ساتھ پاخانے میں لے جانا بھی جائز ہے، ہاں افضل احتراز ہے، بے ادبیوں کی احتیاط کی جائے پھر بھی یہ امر مانع انتفاع نہیں کہ پہنانے والوں کی نیت تبرک ہے۔

قرآن کو چھوٹا بنا کر تعویذ بنانے کی ممانعت

تعویذ پر قرآن عظیم و مصحف کریم کا قیاس نہیں ہوسکتا۔

اولاً: قرآن مجید اگرچہ دس غلافوں میں ہو پاخانے میں لیجانا بلاشبہ

مسلمانوں کی نگاہ میں شنیع اور ان کے عرف میں بے ادبی ٹھہرے گا اور ادب وتوہین کا مدار عرف پر ہے، تعویذ کہ بعض آیات پر مشتمل ہو وہ آیات ضرور قرآن عظیم ہیں مگر اسے تعویذ کہیں گے، نہ قرآن، جیسے کتاب نحو کہ قواعد کی مثالوں میں آیات قرآنیہ پر مشتمل اس کے لئے کتاب نحو ہی کا حکم ہوگا نہ کہ مصحف شریف کا، مصحف شریف دار الحرب میں لیجانا منع ہے اور کتاب لیجانے سے کسی نے منع نہ کیا، مصحف کے پٹھے کو بے وضو چھونا حرام، اور اس کتاب کے ورق کو بھی چھونا جائز۔

ثانیاً: اس کاٹین میں رکھ کر بند کر دینا یا موم جامے یا کپڑے ہی کے غلاف میں سی دینا یہ خود خلاف شرع ہے کہ اس کی تلاوت سے منع ہے۔ ائمہ سلف تو غلاف مصحف شریف میں بند لگانے کو مکروہ جانتے تھے کہ بند باندھنا بظاہر منع کی صورت ہوگا تو یوں ٹین وغیرہ میں رکھ کر ہمیشہ کے لئے سی دینا کہ حقیقۃً منع ہے کس درجہ مکروہ وموردِ شنع ہے۔

ثالثاً: قرآن عظیم چھوٹی تقطیع پر لکھنا، حمائل بنانا شرعاً مکروہ وناپسند ہے۔

- امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے پاس قرآن عظیم باریک لکھا ہوا دیکھا اسے مکروہ رکھا اور اس شخص کو مارا اور فرمایا، کتاب اللہ کی عظمت کرو۔ (ابو عبید فضائل القرآن)
- امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم مصحف کو چھوٹا بنانا مکروہ رکھتے۔ (مصنف عبد الرزاق)
- اسی طرح ابراہیم نخعی نے اسے مکروہ فرمایا: (ابوداؤد کتاب المصاحف)

تو قرآن عظیم کو اس قدر چھوٹا بنانا کہ معاذ اللہ ایک کھلونا اور تماشا ہو کس طرح مقبول ہوسکتا ہے۔

اور وہ جری لوگ یہ فعل مردود انہیں تعویذوں کی خاطر کرتے ہیں، اگر مسلمان ان کو تعویذ نہ بنائیں تو کیوں خریدیں اور نہ خریدیں تو وہ کیوں اسے چھپائیں، تو ان کا تعویذ بنانا ان کے اس فعل کا باعث ہے اور اس کے ترک میں اس کا انسداد، تو اس کا تعویذ بنانا ضرور مستحق ترک ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۶۰، ۱۶۱]

سفر کے لئے مناسب دن

پنجشنبہ، شنبہ، دوشنبہ، سفر کے لئے مناسب دن ہیں۔

حدیث شریف میں ہے بروز شنبہ قبل طلوع آفتاب جو کسی حاجت کی طلب میں نکلے اس کا ضامن میں ہوں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

بحمد اللہ دوسرے بار کی حاضری حرمین طیبین میں یہاں سے جانے اور وہاں سے واپس آنے میں انہیں تین دن میں سے ایک دن میں روانگی ہوئی تھی، اور بفضلہ تعالیٰ فقیر کا یوم ولادت بھی شنبہ ہے۔ [الملفوظ اول، ص ۸]

ایک پری کا قبول اسلام اور ابلیس کی نماز

انسانوں کی طرح جن و پری بھی مسلمان ہوتے ہیں۔

ایک پری مشرف باسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی، ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی، جب حاضر ہوئی سبب دریافت فرمایا عرض کی حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہوگیا تھا وہاں گئی تھی، راہ میں میں نے دیکھا کہ ابلیس ایک پہاڑ پر نماز پڑھ رہا ہے میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کر دینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے، اس نے کہا کہ شاید رب العزت تبارک وتعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخشدے۔ [الملفوظ اول، ص ۱۲]

تاریخ کی ابتدا وانتہا کے طریقے

تاریخ کی ابتدا وانتہا میں چار طریقے ہیں:
- ایک طریقہ نصاریٰ کا کہ ان کے یہاں نصف شب سے نصف شب تک تاریخ کا شمار ہے۔
- دوسرا ہنود کا کہ طلوع آفتاب سے طلوع آفتاب تک۔
- تیسرا طریقہ فلاسفہ یونان کا ہے کہ نصف النہار سے نصف النہار تک، علم ہیئت میں یہی ماخوذ ہے۔
- چوتھا طریقہ مسلمانوں کا کہ غروب آفتاب سے غروب آفتاب تک، اور یہی عقل سلیم پسند کرتی ہے کہ ظلمت نور سے پہلے ہے۔[الملفوظ اول، ص ۱۵]

عورت کے لئے پردہ کی حد

آزاد عورتوں کو سر سے پاؤں تک تمام بدن کا چھپانا فرض ہے مگر چہرہ یعنی پیشانی سے ٹھوڑی اور ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک (جس میں سر کے بالوں یا کان کا کوئی حصہ داخل نہیں نہ ٹھوڑی کے نیچے کا) یہ تو بالاتفاق نماز میں چھپانا فرض نہیں، اور گٹوں تک دونوں ہاتھ، ٹخنوں تک دونوں پاؤں، ان میں اختلاف روایات ہے۔ اگر ان کے سوا کسی عضو کا چوتھائی حصہ نماز میں قصداً کھولے اگرچہ ایک آن کو یا بلا قصد بقدر ادائے رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی دیر تک کھلا رہے تو نماز نہ ہوگی اور باریک کپڑے جن سے بدن نظر آئے یا رنگت دکھائی دے یا سر کے بالوں کی سیاہی چمکے تو نماز نہ ہوگی۔[الملفوظ اول، ص ۲۴]

قرض حسن کا فائدہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:
اس زمانے میں قرض دینا اور یہ خیال کرنا کہ وصول ہو جائے گا ایک مشکل خیال ہے، میرے پندرہ سو روپے لوگوں پر قرض ہیں، جب قرض دیا یہ خیال کر لیا کہ دیدے تو خیر ورنہ طلب نہ کروں گا، جن صاحبوں نے قرض لیا دینے کا نام نہ لیا۔ جب یوں قرض دیتا ہوں تو ہبہ کیوں نہیں کر دیتا اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا جب کسی کا دوسرے پر دین ہو اور اس کی میعاد گزر جائے تو ہر روز اسی قدر روپیہ کی خیرات کا ثواب ملتا ہے جتنا دین ہے، اس ثواب عظیم کے لئے میں نے قرض دیئے ہبہ نہ کئے کہ پندرہ سو روپے روز میں کہاں سے خیرات کرتا۔[الملفوظ اول، ص ۳۸]

پھولوں کا سہرا مباح ہے اور باجا حرام

نوشہ کا وقت نکاح خالی پھولوں کا سہرا باندھنا جائز ہے اور یہ باجے جو شادیوں میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام ہیں۔
[الملفوظ اول، ص ۴۲]

زندگی میں اپنے لئے قبر تیار کر رکھنا

آدمی کو اپنی زندگی میں قبر تیار رکھنے کا شرعاً حکم نہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا، البتہ کفن سلوا کر رکھ سکتا ہے کہ جہاں کہیں جائے اپنے ساتھ لیجائے اور قبر ہمراہ نہیں رہ سکتی۔[الملفوظ اول، ص ۶۳]

طوفان نوح اور مصر کے گنبد و مینار کی بنا

مصر کے میناروں کی تعمیر حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام سے چودہ ہزار برس پہلے ہوئی، نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی امت پر جس روز عذاب طوفان نازل ہوا ہے پہلی رجب تھی، بارش بھی ہو رہی تھی اور زمین سے بھی پانی ابل رہا تھا، بحکم رب

العٰلمین نوح علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک کشتی تیار فرمائی، جو ۱۰ رر جب کو تیرنے لگی، اس کشتی پر اسی ۸۰ ر آدمی سوار تھے، جس میں دو نبی تھے (حضرت آدم و حضرت نوح علیہما الصلاۃ والسلام) حضرت نوح علیہ السلام نے اس کشتی پر حضرت آدم علیہ السلام کا تابوت رکھ لیا تھا، اور اس کے ایک جانب مرد اور دوسری جانب عورتوں کو بٹھایا تھا، پانی اس پہاڑ سے جو سب سے بلند تھا ۳۰ ر ہاتھ اونچا ہو گیا تھا۔

دسویں محرم کو چھ ماہ کے بعد سفینہ مبارکہ جودی پہاڑ پر ٹھہرا سب لوگ پہاڑ سے اترے اور پہلا شہر جو بسایا اس کا سوق الثمانین نام رکھا، یہ بستی جبل نہاوند کے قریب متصل موصل واقع ہے۔

پسماندگان طوفان سے کسی کی نسل نہ بڑھی صرف نوح علیہ السلام کی نسل تمام دنیا میں ہے۔

قرآن عظیم فرماتا ہے، ہم نے نوح کی ذریت کو باقی رکھا ہے۔ (الصافات، ۷۷)

اسی لئے نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو آدم ثانی کہتے ہیں۔ اور نوح علیہ السلام دنیا میں تقریباً سولہ سو برس تشریف فرما رہے۔ [الملفوظ اول، ص ۷۶، ۷۷]

غیر مسلم کو مسلمان کرنے کا طریقہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ ایک ہے آسمان سے پانی اتارنے والا، ایک اللہ ہے زمین سے کھیتی اگانے والا، ایک اللہ ہے جلانے والا، ایک اللہ ہے مارنے والا، ایک اللہ ہے روزی دینے والا ایک اللہ ہے، ایک اللہ کی پوجا ہے، اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہیں، لوگ اللہ کے سوا جن جن کو پوجتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں، اللہ نے اپنے بندوں کو سچا راستہ دکھانے کے لئے اپنے نیک بندے بھیجے جنہیں نبی اور رسول کہتے ہیں، وہ جو کچھ خدا کے پاس سے لائے وہ سب حق ہیں، ان نبیوں اور کتابوں پر ایمان لایا ان میں سب سے بڑے اور سب کے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، وہ جو کچھ اللہ کے پاس سے لائے سب سچ ہے، میرا دین مسلمانوں کا دین ہے، مسلمانوں کا دین سچا ہے، مسلمانوں کے دین کے سوا اور دین جتنے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ [الملفوظ اول، ص ۸۰]

روح کا مقام اور قوت ادراک

اگر مسلمان ہے تو اس کی روح علیین میں اور کافر ہے تو اسکی روح سجین میں رہتی ہے، جو شخص قبر پر جاتا ہے اس کو بخوبی دیکھتی ہے، اس کی بات سنتی سمجھتی ہے، مرنے کے بعد روح کا ادراک بیشمار بڑھ جاتا ہے خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی۔

شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں روح کو قرب و بعد مکان یکساں ہے، روح بصر کو دیکھو کنوئیں کے اندر سے ستاروں کو دیکھتی ہے یعنی نگاہ اٹھتے ہی زمین سے فلک ثوابت تک پہنچتی ہے جو یہاں سے آٹھ ہزار برس کی راہ پر ہے۔

حدیث میں روح زندہ و مردہ کی مثال پرند کی فرمائی کہ جب تک پنجرے میں بند ہے اسی کے لائق پر کھول سکتا ہے جب قفس سے نکالا پھر اس کی اڑان دیکھو۔ [الملفوظ اول، ص ۸۳]

محبت کے بغیر سب عبادت وریاضت بے کار

حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لئے بارگاہ رب العزۃ میں لایا جائے گا اس سے سوال ہوگا کیا لایا وہ کہے گا میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے، اتنے روزے رکھے علاوہ رمضان کے،

اسقدر خیرات کی علاوہ زکوٰۃ کے اور اس قدر حج کئے علاوہ حج فرض کے، وغیر ذلک، ارشاد باری ہوگا۔ کبھی میرے محبوبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی۔

تو عمر بھر کی عبادت ایک طرف اور خدا اور رسول کی محبت ایک طرف، اگر محبت نہیں سب عبادات و ریاضات بیکار۔

[الملفوظ اول، ص۱۰۷]

''قطب'' کی طرف پاؤں کرنا

قبلے کے علاوہ ہر طرف پاؤں پھیلا کر سونا بیٹھنا جائز ہے۔ (مرتب)

یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے، قطب عوام میں ایک ستارے کا نام ہے کہ قطب شمالی کے قریب ہے، تو تارے تو چاروں طرف ہیں کسی طرف پاؤں نہ کرے۔

اسی تذکرہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

حضرت سیدی ابراہیم بن ادہم مسجد میں پاؤں پھیلائے بیٹھے تھے غیب سے ندا آئی، ابراہیم کیا بادشاہوں کے حضور یوں ہی بیٹھتے ہیں، اس وقت سے جو پاؤں سمیٹے تو تختے ہی پر پھیلے کبھی سوتے میں بھی نہ پھیلائے۔ [الملفوظ دوم، ص۵۲]

بندر کا ناچ اور دیگر تماشے کی حرمت

ناجائز کام میں جس طرح جان مال سے مدد کرے گا یوہیں سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا، ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے، بندر نچانا حرام ہے، اسکا تماشا دیکھنا حرام ہے۔ آج کل لوگ ان سے غافل ہیں متقی لوگ جن کو شریعت کی احتیاط ہے ناواقفی سے ریچھ یا بندر کا تماشا یا مرغوں کی پالی دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے گنہگار ہوتے ہیں۔

حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر کوئی مجمع خیر کا ہو اور وہ نہ جانے پایا اور خبر ملنے پر اس نے افسوس کیا تو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا حاضرین کو، اور اگر مجمع شر کا ہو اس نے اپنے نہ جانے پر افسوس کیا تو جو گناہ ان حاضرین پر ہوگا وہ اس پر بھی۔ [الملفوظ دوم، ص۹۶]

محرم کی مجالس میں مرثیہ خوانی وغیرہ سننے کا حکم

محرم کی مجلسوں میں مرثیہ وغیرہ سننے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی کتاب جو عربی میں ہے وہ یا حسن میاں مرحوم میرے بھائی کی کتاب ''آئینۂ قیامت'' میں صحیح روایات ہیں انہیں سننا چاہئے باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور نہ سننا بہتر ہے۔

ان مجالس میں اگر رقت آئے تو کوئی حرج نہیں باقی رفضہ کی سی حالت بنانا جائز نہیں، کہ جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہیں میں سے ہوتا ہے، نیز حق سبحانہ تعالیٰ نے نعمتوں کے اعلان کو فرمایا اور مصیبت پر صبر کا حکم دیا ہے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاول شریف یوم دوشنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف ہے تو ائمہ نے خوشی و مسرت کا اظہار کیا، غم پروری کا حکم شریعت نہیں دیتی۔ [الملفوظ دوم، ص۱۰۰]

بدگمانی حرام ہے

اللہ عزوجل فرماتا ہے، اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بیشک بعض گمان گناہ ہیں۔ (الحجرات،۱۲)

اور حدیث صحیح میں فرمایا، گمان سے دور رہو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ (بخاری، مسلم)

ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا ایک گدڑی پہنے مدینہ طیبہ سے کعبہ معظمہ کو تشریف لئے جاتے تھے اور

ہاتھ میں صرف ایک تاملوٹ، شقیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر اوروں پر اپنا بار ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ وسوسہ شیطانی آنا تھا کہ امام نے فرمایا شقیق بچو گمانوں سے بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

نام بتانے اور وسوسہ دلی پر آگاہی سے نہایت عقیدت ہوگئی اور امام کے ساتھ ہو لئے راستہ میں ایک ٹیلہ پر پہنچکر امام نے اس سے تھوڑا ریت لیکر تاملوٹ میں گھولکر پیا اور شقیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی پینے کو فرمایا، انہیں انکار کا چارہ نہ ہوا جب پیا تو ایسے نفیس لذیذ خوشبودار ستو تھے کہ عمر بھر میں نہ دیکھے نہ سنے۔ [الملفوظ دوم، ص ۱۰۲]

مرد کو چوٹی رکھنا حرام ہے

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکثرت احادیث صحیحہ میں ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے۔

اور تشبہ کے لئے ہر بات میں پوری وضع بنانا ضرور نہیں ایک ہی بات میں مشابہت کافی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت کو ملاحظہ فرمایا کہ مردوں کی طرح کندھے پر کمان لٹکائے جارہی ہے اس پر بھی یہی فرمایا کہ ان عورتوں پر لعنت جو مردوں سے تشبہ کریں۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا اس پر بھی یہی حدیث روایت فرمائی کہ مردوں سے تشبہ کرنے والیاں ملعون ہیں۔ (ابوداؤد)

جب صرف جوتے یا کمان لٹکانے میں مشابہت موجب لعنت ہے تو عورتوں کے سے بال بڑھانا اس سے سخت تر موجب لعنت ہوگا کہ وہ ایک خارجی چیز ہیں اور یہ خاص جزو بدن، تو شانوں سے نیچے گیسو رکھنا، بحکم احادیث ضرور موجب لعنت ہے اور چوٹی گندھوانا اور زیادہ اور اس میں مباف ڈالنا اور اس سے سخت تر۔ [الملفوظ دوم، ص ۱۰۴]

دو عورتوں کے بیچ سے نکلنے کی ممانعت

دو عورتوں کے بیچ سے نکلنے کو منع فرمایا، عورتوں کے پیچھے چلنے سے منع فرمایا۔

- ایک عورت تین مردوں کی نماز فاسد کرتی ہے، ایک وہ جو دہنی طرف ہو، ایک وہ جو بائیں طرف ہو اور ایک وہ جو پیچھے ہو۔
- اور دو عورتیں کم سے کم چار کی، دو دہنے بائیں اور دو وہ جو ان کے پیچھے ہیں۔
- اور تین عورتیں دو دہنے بائیں مردوں کی نماز فاسد کرتی ہیں اور اپنے پیچھے ہر صف میں سے تین تین آدمیوں کی جو ان کے محاذات میں ہوں۔
- اور اگر چار عورتیں ہیں تو دو مردوں کی تو دہنے بائیں نماز فاسد کریں گی اور ان کے پیچھے اگر لاکھ صفیں ہوں تو سب کی نماز فاسد، اگرچہ محاذات نہ ہو۔

۔ آخر کچھ تو اثر ہے جو اتنی نمازیں فاسد ہوتی ہیں اسی وجہ سے دو عورتوں کے درمیان نکلنے سے منع فرمایا۔ [الملفوظ سوم، ص ۲۷]

نفس اور روح میں فرق

اصل میں تین چیزیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ نفس، روح، قلب۔

روح بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور نفس و قلب اس کے دو وزیر ہیں۔ نفس اس کو ہمیشہ شر کی طرف لیجاتا ہے اور قلب جب تک صاف ہے خیر کی طرف بلاتا ہے اور معاذ اللہ کثرت معاصی اور خصوصاً کثرت بدعات سے اندھا کردیا جاتا ہے، اب اسمیں حق کے دیکھنے، سمجھنے، غور کرنے کی قابلیت نہیں رہتی، مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی

رہتی ہے اور پھر معاذ اللہ اوندھا کر دیا جاتا ہے، اب وہ نہ حق سن سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے بالکل چوپٹ ہو کر رہ جاتا ہے۔

قلب حقیقۂ اس مضغہ گوشت کا نام نہیں بلکہ وہ ایک لطیفۂ غیبیہ ہے جس کا مرکز یہ مضغہ گوشت ہے سینے کے بائیں جانب، اور نفس کا مرکز زیر ناف ہے، اسی واسطے شافعیہ سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں کہ نفس سے جو وساوس اٹھیں وہ قلب تک نہ پہنچنے پائیں، اور حنفیہ زیر ناف باندھتے ہیں کہ گربہ کشتن روز اول باید، اسی واسطے یہ تحریر کیا گیا ہے کہ اگر ہاتھ سختی سے باندھے جائیں تو وساوس نہ پیدا ہوں۔ [الملفوظ سوم، ص ۶۳]

نسب بدلنا حرام ہے

بعض لوگ فخر و بڑائی کے لئے اپنا نسب بدلکر شریف اور اچھے لوگوں میں شمار کرانا پسند کرتے ہیں یہاں تک کہ جو لوگ سید نہیں ہوتے وہ اپنی تعظیم و تکریم کے لئے اپنے کو سید کہلواتے ہیں، نسب کا بدلنا سخت منع اور حرام ہے احادیث مبارکہ میں اس کے لئے وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ (مرتب)

جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کو باپ بتائے یا اپنے مولیٰ کے ہوتے غیر کو مولیٰ بنائے اس پر خدا و ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف ادعا کرے یعنی کسی دوسرے کو باپ بنائے یا اپنے مولیٰ کے سوا دوسرے کو اپنا مولیٰ بنائے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے نہ اس کا فرض قبول اور نہ نفل۔ (بخاری، مسلم) (نقاء السلافہ)

ایک اور حدیث میں ہے جو شخص اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بنائے اس پر اللہ اور تمام فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

دوسری حدیث میں ارشاد ہوا کہ جنت اس پر حرام ہے۔

تیسری حدیث میں فرمایا اس پر اللہ کی پے در پے قیامت تک لعنت ہے۔ [الملفوظ سوم، ص ۴۳]

تفریحاً جھولا جھولنا

شارع عام پر نہ ہو، مکان میں ہو کچھ حرج نہیں، یہ تو بدن کی ریاضت ہے بعض امراض میں اطبا مفید بتاتے ہیں۔

اور عورتوں کے لئے یہ ہے کہ کوئی نامحرم نہ ہو اور گھر کے اندر ہوں اور گانا نہ گائیں تو ان کے واسطے بھی جائز۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، مجھے اپنے نکاح کی کوئی خبر نہ تھی میں اپنے مکان میں جھولا جھول رہی تھی کہ میری ماں مجھکو اٹھا کر لے گئیں۔ [الملفوظ چہارم، ص ۲۵]

اللہ کے نزدیک دنیا کی حقیقت

حدیث میں ہے اگر دنیا کی قدر اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو ایک گھونٹ اس میں سے کافر کو نہ دیتا۔ ذلیل ہے ذلیلوں کو دی گئی جب سے اسے بنایا ہے کبھی اس کی طرف نظر نہ فرمائی۔ (ترمذی)

دنیا کی روحانیت آسمان و زمین کے درمیان فضا میں معلق ہے فریاد و زاری کرتی ہے اور کہتی ہے اے میرے رب تو مجھ سے کیوں ناراض ہے، مدتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے، "چپ خبیثہ"۔ (ترمذی)

سورۂ زخرف شریف میں تو یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اندھے کہیں گے یہ کفر ہی حق ہے ورنہ ہم کافروں کے واسطے ان کے

گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں چاندی کی بنا دیتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت سونے کے۔ (زخرف ۳۳،۳۴)

پھر سائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

صرف اس بات پر کہ کفار کو دنیا بہت دی ہے اور ہم کو تھوڑی، اس پر تو آپ جیسے عالم یہ کہہ رہے ہیں، اگر سب دنیا انہیں دیدی جاتی اور ہم کو بالکل نہ ملتی تو نہ معلوم کیا حال ہوتا۔

سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں وہ لوگ جو دنیا میں سونے چاندی سے محبت رکھتے ہیں قیامت کے دن پکارے جائیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے محبت رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ دنیا کو اپنے محبوب سے ایسا دور فرماتا ہے جیسے بلا تشبیہ بیمار بچے کو اس کی مضر چیزوں سے اس کی ماں دور رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تم کو دھوکے میں نہ ڈالدے کافروں کا اہلے گہلے شہروں میں پھرنا یہ تھوڑی پونجی ہے پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور برا ٹھکانا ہے۔ (آل عمران، ۱۹۶) [الملفوظ چہارم، ص ۲۸، ۲۹]

گناہ صغیرہ کو ہلکا جاننا کبیرہ ہے

بعض وقت صغیرہ کو ہلکا جاننا کفر ہو جائے گا جب کہ اس کا گناہ ضروریات دین سے ہو۔ بہت صغائر ایسے ہیں جن کا معصیت ہونا ضروریات دین سے ہے مثلاً اجنبیہ سے مس و تقبیل صغیرہ ہے، اگر حلال جانے کافر ہے، یعنی جسکو سمجھا کہ یہ ہلکا گناہ ہے فوراً صغیرہ سے کبیرہ ہو گیا۔

اولیائے کرام فرماتے ہیں: اس گناہ کو دوسرے گناہ سے نسبت دیتا ہے کہ یہ اس سے چھوٹا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ گناہ کس کا کر رہا ہے اگر دیکھتا تو یہ فرق نہ کرتا۔ [الملفوظ چہارم، ص ۳۵]

مال و اولاد آزمائش کا ذریعہ ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ایمان والو تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن ہیں تم ان سے بچو اور تمہارے مال و اولاد فتنہ ہیں۔ اور اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو خدا کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ خسارے میں ہیں۔ (التغابن، ۱۴، ۱۵، المنافقون، ۹)

چونکہ ازواج و اولاد کو دشمن بتایا گیا تھا ممکن تھا کوئی سمجھ لیتا ان کو تکلیف دینا چاہیے۔ لہٰذا اسی جگہ فرمادیا، اور اگر تم معاف کردو اور درگزر کردو اور بخشدو تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (التغابن، ۱۴)

اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ الحمدللہ کہ میں نے مال من حیث مال سے کبھی محبت نہ رکھی صرف انفاق فی سبیل اللہ کے لئے اس سے محبت ہے اسی طرح اولاد من حیث ھو اولاد سے بھی محبت نہیں، صرف اس سبب سے کہ صلہ رحم عمل نیک ہے اسکا سبب اولاد ہے اور یہ میری اختیاری بات نہیں میری طبیعت کا تقاضا ہے۔ [الملفوظ چہارم ص ۵۶]

کھیل، گنجفہ، چوسر اور شطرنج کی شناعات

یہ سب کھیل ممنوع و ناجائز ہیں، ان میں چوسر اور گنجفہ بدتر ہیں، گنجفہ میں تصاویر ہیں انہیں عظمت کے ساتھ رکھتے اور وقعت و عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، یہ امر اس کے سخت گناہ کا موجب ہے۔

چوسر کی نسبت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چوسر کھیلی اس نے گویا اپنا ہاتھ سور کے گوشت

وخون میں رنگا۔ (مسلم)

دوسری حدیث میں فرمایا جس نے چوسر کھیلی اس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

چوسر بالاجماع حرام وموجب فسق ورد شہادت ہے، یہی حال گنجفہ کا سمجھنا چاہئے۔

شطرنج کو بعض علماء نے بعض روایات میں چند شرطوں کے ساتھ جائز بتایا ہے۔

(۱) بدکرنہ ہو یعنی کوئی شرط مقرر نہ ہو۔

(۲) نادراً کبھی کبھی ہو عادت نہ ڈالیں۔

(۳) اس کے سبب نماز باجماعت خواہ کسی واجب شرعی میں خلل نہ آئے۔

(۴) اس پر قسمیں نہ کھایا کریں۔

(۵) فحش نہ بکیں

مگر تحقیق یہ کہ مطلقاً منع ہے اور حق یہ کہ ان شرطوں کا نباہ ہرگز نہیں ہوتا، خصوصاً شرط دوم، وسوم، کہ جب اس کا چسکا پڑجاتا ہے ضرور مداومت کرتے ہیں اور کم سے کم وقت نماز میں تنگی یا جماعت میں سستی بیشک ہوتی ہے۔ جیسا کہ تجربہ اس پر شاہد، اور بالفرض ہزار میں ایک آدھ آدمی ایسا نکلے کہ ان شرائط کا پورا لحاظ رکھے تو نادر پر حکم نہیں ہوتا۔ تو ٹھیک یہی ہے کہ اس سے مطلقاً ممانعت کی جائے۔

ہاں اتنا ہے کہ اگر بدکرنہ ہو تو ایک آدھ بار کھیل لینا گناہ صغیرہ ہے۔ اور بدکر ہو یا عادت کی جائے یا اسکے سبب نماز کھوئیں، یا جماعتیں فوت کریں تو آپ ہی گناہ کبیرہ ہوجائے گی۔

اسی طرح ہر کھیل اور عبث وبیکار فعل جس میں نہ کوئی غرض دین، نہ کوئی منفعت جائزہ دنیوی ہو سب مکروہ و بے جا ہیں، کوئی کم کوئی زیادہ۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۴۴]

جانور پالنا، لڑانا، شکار کرنا

شکرا، باز پالنا درست ہے اور ان سے شکار کرانا اور اس کا کھانا بھی درست ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ شکار غذا ودوا، یا کسی نفع صحیح کی غرض سے ہو، محض تفریح ولہو ولعب نہ ہو، ورنہ حرام ہے یہ گنہگار ہوگا اگرچہ ان کا مارا ہوا جانور جبکہ وہ تعلیم پاگئے ہوں اور بسم اللہ کہکر چھوڑا ہو حلال ہوجائے گا۔

بٹیر بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا، جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں، لال لڑاتے ہیں، یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں، ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلاوجہ بے زبانوں کو ایذا ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانوروں کے لڑانے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

کبوتر پالنا، جبکہ خالی دل بہلانے کے لیئے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف پہنچانے والا نہ ہو، اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اڑائے کہ مسلمانوں کی عورات پر نگاہ پڑے، یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکے، جو کسی کا شیشہ توڑیں، یا کسی کی آنکھ پھوڑیں، یا کسی کا دم بڑھائے، اور تماشا ہونے کے لیئے دن بھر انہیں بھوکا اڑائے، جب اترنا چاہیں نہ اترنے دیں ایسا پالنا حرام ہے۔

پالتو جانوروں کا حق

ایک حدیث میں حکم ہے کہ جو جانور پالو دن میں ۷۰ ربار اسے دانہ پانی دکھاؤ، نہ کہ گھنٹوں، پہروں بھوکا پیاسا رکھو اور نیچے آنا چاہے تو نہ آنے دو۔

علماء فرماتے ہیں جانور پر ظلم، کافر ذمی پر ظلم سے سخت تر ہے اور کافر ذمی پر، مسلمان پر ظلم سے اشد ہے۔

بلی کے سبب دوزخ

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ایک عورت دوزخ میں گئی ایک بلی کے سبب کہ اسے باندھ رکھا تھا نہ اسے کھانا دیا نہ چھوڑا کہ زمین کے چوہے وغیرہ کھالیتی۔ (بخاری)

ایک روایت میں ہے کہ وہ بلی دوزخ میں اس عورت پر مسلط کی گئی ہے کہ اس کا آگا، پیچھا دانتوں سے نوچ رہی ہے۔ (ابن حبان)

شوقیا کتا پالنا

کتا پالنا حرام ہے، جس گھر میں کتا ہو اس گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا، روز اس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کتا پالے مگر گلے کا کتا یا شکاری، روز اس کی نیکیوں سے دو قیراط کم ہوں، ان قیراطوں کی مقدار اللہ ورسول جانے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (ت)

تو صرف دو قسم کے کتے اجازت میں رہے۔

- ایک شکاری جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیحہ کے لئے شکار کی حاجت ہو، نہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے۔
- دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کے لئے پالا جائے۔

اور حفاظت کی سچی حاجت ہو ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چور لیں، یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں، غرض جہاں یہ اپنے دل سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے اصل میں کتے کا شوق ہے وہاں جائز نہیں، آخر آس پاس کے گھر والے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں اگر بے کتے کے حفاظت نہ ہوتی تو وہ بھی پالتے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں حیلہ نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۱۹۵، ۱۹۶]

بے اجازت دوسرے کا خط پڑھنا یا اس پر نظر ڈالنا

بغیر اجازت کے دوسرے کا خط پڑھنا، یا سرسری نگاہ سے دیکھنا جائز نہیں۔

علماء فرماتے ہیں خط کاتب کی ملک ہے، یہاں تک کہ اگر وہ لکھے کہ اس پر جواب لکھدے تو خود مکتوب الیہ کو اس میں تصرف جائز نہیں، مالک کو واپس دینا لازم، واپس نہ چاہے تو بحکم عرف مکتوب الیہ مالک ہو جائے گا۔

حدیث میں ہے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اپنے بھائی کا خط بے اس کی اجازت کے دیکھے وہ بلاشبہ آگ دیکھ رہا ہے۔ (ابوداؤد، حاکم)

کسی کا خط بغیر اجازت کے دیکھنا ایسا ہے جیسے کسی کے دروازہ میں سے جھانکے، اسی پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس حالت میں اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو کچھ الزام نہیں۔ (بخاری، مسلم)

دوسری حدیث میں ہے جو شخص کوئی پردہ کھولکر قبل اجازت نگاہ کرے وہ ایسی ممنوع بات کا مرتکب ہے جو اسے جائز نہ تھی اور اگر کوئی اس کی آنکھ پھوڑ دے تو قصاص نہیں۔ (مسند احمد)

انصاف سے دیکھئے تو لفافہ چاک کر کے خط پڑھنا بھی ایک قسم کا پردہ کھولکر نگاہ کرنا ہے۔ لہٰذا خط کھلا ہو یا لفافہ میں بند ہو دونوں صورت میں بغیر اجازت پڑھنا منع ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۷۶]

فاسق جانور اور سانپ کو قتل کرنا

قتل سانپ کا مستحب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم کیا ہے یہاں تک کہ اس کے قتل کی حرم میں اور محرم کو بھی اجازت ہے اور جو خوف سے چھوڑ دے اس کے لئے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاٹنے والا کتا، چوہا، بچھو، چیل، کوا اور سانپ کو مار ڈالنے کا حکم فرماتے۔ (ت) (مسلم)

اور فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ پانچ جانوروں کو حالت احرام میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے سانپ، چوہا، چیل، کوا اور کاٹنے والا کتا۔ (ت) (نسائی)

لیکن قتل اس سانپ کا کہ سپید رنگ ہے اور سیدھا چلتا ہے یعنی چلنے میں بل نہیں کھاتا، قبل انداز و تحذیر کے ممنوع ہے۔

حدیث میں ہے کہ تمام سانپوں کو قتل کرو مگر وہ سانپ جو سفید چاندی کے دھاگے کی طرح باریک ہوتا ہے اسے قتل نہ کیا جائے۔ (ت) (ابوداؤد)

دوسری حدیث میں ہے ذوالطفیتین اور ابتر کو قتل کرو اور سفید سانپ کے قتل سے بچو کہ وہ جن ہے۔ (ت) (زیلعی)

یعنی وہ سانپ جو مدینہ کے گھروں میں رہتے ہیں بے انذار و تحذیر کے نہ قتل کیے جائیں مگر ذوالطفیتین۔ کہ اس کی پیٹھ پر دو خط سپید ہوتے ہیں، اور ابتر کہ ایک قسم ہے سانپ کی کبود رنگ، کوتاہ دم، اور ان دونوں قسموں کے سانپوں کا خاصہ ہے کہ جس کی آنکھ پر ان کی نگاہ پڑے اندھا ہو جائے، زن حاملہ اگر انہیں دیکھ لے حمل ساقط ہو، کہ اس طرح کے سانپ اگر مدینہ کے گھروں میں بھی رہتے ہوں تو ان کا مارنا بے انذار کے جائز ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ مدینہ منورہ کے کچھ جن اسلام لے آئے ہیں جنہیں ان میں سے کچھ نظر آئے تو انہیں تین دن کی مہلت دے اگر اس کے بعد بھی نکلے تو اسے قتل کر دے کہ وہ شیطان ہے۔ (ت) (مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ ان گھروں میں کچھ سانپ رہتے ہیں اگر وہ تمہیں نظر آئیں تو انہیں تین دن نکالو اگر چلے جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ انہیں قتل کر دو کہ وہ کافر ہے۔ (ت) (مسلم)

لیکن بعض علماء نے قتل ان سانپوں کا کہ گھروں میں رہتے ہیں مطلقاً بے انذار کے ممنوع ٹھہرایا، کہ حدیث میں گھروں میں رہنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا گیا۔

مگر یہاں پر گھروں سے مراد مدینہ کے گھر ہیں مطلقاً گھر مراد نہیں ہیں۔ (مرتب)

سانپوں کو انذار کے طریقے

انذار و تحذیر کے طریقے مختلف ہیں۔

- ایک یہ کہ یوں کہا جائے میں تم کو قسم دلاتا ہوں اس عہد کی جو تم سے سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے لیا کہ ہمیں ایذا مت دو اور ہمارے سامنے ظاہر مت ہو۔
- دوسرے یہ کہ اس طرح کہا جائے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں بوسیلہ عہد نوح و عہد سلیمان بن داؤد علیہم السلام کے کہ ہمیں ایذا مت دے۔
- تیسرے یہ کہ میں تمہیں قسم دلاتا ہوں اس عہد کی جو تم سے نوح علیہ السلام نے لیا، میں تمہیں قسم دلاتا ہوں اس عہد کی جو تم سے سلیمان علیہ السلام نے لیا کہ ایذا مت دو۔

- چوتھے یہ کہ لوٹ جا خدا کے حکم سے۔
- پانچویں یہ کہ مسلمان کی راہ چھوڑ دے۔

حاصل یہ کہ قتل سانپ کا مستحب ہے، سپید اور مدینہ کے گھروں میں رہنے والوں کا قتل بے انذار و تحذیر کے ممنوع ہے ہاں ذوالطفیتین اور ابتر کو کہیں بھی قتل کرنا جائز ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۱۰۰، ۱۰۱]

خوش طبعی دوستانہ مزاح، اور گٹھلیاں مارنا

اکثر لوگ جب آم کی فصل آتی ہے تو باغوں کو جا کر آم کھاتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے آموں کی گٹھلیاں مارتے ہیں اور لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں، یہ ناجائز و ممنوع ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غلایا گٹھلی، کنکری پھینک کر مارنے سے منع کیا اور فرمایا اس سے نہ دشمن پر وار ہو سکے، نہ جانور کا شکار، اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنکھ پھوڑ دے یا دانت توڑ دے۔ (بخاری، مسلم)

ہاں صرف چھلکوں سے ہم عمر، ہم مرتبہ لوگ کبھی صرف دل خوش کرنے کے طور پر باہم دوستانہ مزاح کریں جس میں کسی حرمت یا حشمت دینی کا بالکل ضرر بھی نہ ہو تو مباح ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۱۶۵]

عورت کس سے پردہ کرے کس سے نہ کرے؟

پردہ صرف ان سے نادرست ہے جو بسبب نسب کے عورت پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوں اور کبھی کسی حالت میں ان سے نکاح ناممکن ہو، جیسے باپ، دادا، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجہ، چچا، ماموں، بیٹا، پوتا، نواسہ۔

ان کے سوا جن سے نکاح کبھی درست ہے اگرچہ فی الحال ناجائز ہو۔ جیسے بہنوئی جب تک بہن زندہ ہے، یا چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کے بیٹے یا جیٹھ، دیور، ان سے پردہ واجب ہے۔

اور جن سے ہمیشہ کو حرام ہے کبھی حلال نہیں ہو سکتا مگر وجہ حرمت علاقہ نسب نہیں بلکہ علاقہ رضاعت ہے جیسے دودھ کے رشتے باپ، دادا، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجہ، ماموں، بیٹا، پوتا، نواسہ، یا علاقہ صہر ہو جیسے خسر، ساس، داماد، بہو، ان سب سے نہ پردہ واجب ہے نہ نادرست ہے کرنا نہ کرنا دونوں جائز، اور بحالت جوانی یا احتمال فتنہ پردہ کرنا ہی مناسب۔ خصوصاً دودھ کے رشتے میں کہ عوام کے خیال میں اس کی ہیبت بہت کم ہوتی ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۲۴۷]

عورت کے پردہ ہی سے متعلق ایک دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

جیٹھ، دیور، بہنوئی، پھوپھا، خالو، چچازاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد بھائی یہ سب لوگ عورت کے لئے محض اجنبی ہیں بلکہ ان کا ضرر نرے بیگانے شخص کے ضرر سے زائد ہے کہ محض غیر آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈرے گا اور یہ آپس کے میل جول کے باعث خوف نہیں رکھتے، عورت نرے اجنبی شخص سے دفعۃً میل نہیں کھا سکتی، اور ان سے لحاظ ٹوٹا ہوتا ہے، اس لئے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر عورتوں کے پاس جانے کو منع فرمایا، ایک صحابی انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ جیٹھ دیور کے لیئے کیا حکم ہے فرمایا جیٹھ دیور تو موت ہیں۔ (بخاری، مسند احمد)

خصوصاً جو، لباس کی وضع اور پہناوے کا طریقہ اب عورات میں رائج ہے کہ کپڑے باریک جن میں سے بدن چمکتا ہے یا سر کے بالوں یا گلے یا بازو یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ کھلا ہو یوں تو خاص محارم کہ جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے

کسی کے سامنے ہونا سخت حرام قطعی ہے، اور اگر بفرض غلط کوئی عورت ایسی ہو بھی کہ ان امور کی پوری احتیاط ہمیشہ رکھے کپڑے موٹے سر سے پاؤں تک پہنے رہے کہ منہ کی ٹکلی اور ہتھیلی، تلوؤں کے سوا جسم کا کوئی بال کبھی نہ ظاہر ہو، تو اس صورت میں بھی جب کہ شوہر ان لوگوں کے سامنے آنے کو منع کرتا اور ناراض ہوتا ہے تو اب یوں سامنے آنا بھی حرام ہو گیا، عورت اگر نہ مانے گی اللہ واحد قہار کے غضب میں گرفتار ہو گی۔ جب تک شوہر ناراض رہے گا عورت کی کوئی نماز قبول نہ ہو گی، اللہ کے فرشتے عورت پر لعنت کریں گے، اگر طلاق مانگے گی منافقہ ہو گی۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۱۹۶]

عورت کا بدن عورت ہے

عورت کا جسم تو عورت ہے ہی اس کا چھپانا فرض ہے یہاں تک کہ عورت کے گٹے ستر عورت میں داخل ہیں، غیر محرم کو ان کا دیکھنا حرام ہے، عورت کو حکم ہے کہ اس کے پائچے خوب نیچے ہوں کہ چلنے میں پنڈلی یا گٹے کھلنے کا احتمال نہ رہے۔

عورت کی آواز عورت ہے

اسی طرح عورت کی آواز بھی عورت ہے غیر مرد کو سنانا جائز نہیں، یہاں تک کہ عورت کا خوش الحانی سے بآواز ایسا پڑھنا کہ نامحرموں کو اس کے نغمہ کی آواز جائے حرام ہے۔ اگر صرف عورتوں کا مجمع ہو اور آواز کسی نامحرم کے کان تک نہ پہنچے تو اس کا پڑھنا جائز ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۱۱۴]

کفار کا میلہ دیکھنے جانا

کفار کا میلہ دیکھنے جانا مطلقاً ناجائز ہے، اگر ان کا مذہبی میلہ ہے جس میں وہ اپنا کفر و شرک کریں گے، کفر کی آوازوں سے چلائیں گے جب تو ظاہر ہے اور یہ صورت سخت حرام گناہ کبائر میں سے ہے، اگر کفری باتوں سے متنفر ہے تو کفر نہیں، ہاں معاذ اللہ ان میں سے کسی بات کو پسند کرے یا ہلکا جانے تو آپ ہی کافر ہے، اس صورت میں عورت نکاح سے نکل جائے گی اور یہ اسلام سے، ورنہ فاسق ہے، فسق سے اگرچہ نکاح نہیں ٹوٹتا پھر بھی وعید شدید ہے اور کفریات کو تماشا بنانا ضلال بعید ہے۔

حدیث میں ہے جو کسی قوم کا جتھا بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے اور جو کسی قوم کا کوئی کام پسند کرے وہ اس کام کرنے والوں کا شریک ہے۔ (مسند ابو یعلی)

اور اگر مذہبی میلہ نہیں، لہو و لعب کا ہے جب بھی ناممکن کہ منکرات و قبائح سے خالی ہو اور منکرات کا تماشا بنانا جائز نہیں۔

فقہ کی بعض کتاب میں ہے، شعبدہ باز، بھان متی، بازیگر کے افعال حرام ہیں اور اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے کہ حرام کو تماشا بنانا حرام ہے۔

خصوصاً اگر کافروں کی کسی شیطانی خرافات کو اچھا جانا تو آفت اشد ہے، اور اس وقت تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر تجارت کے لئے جائے تو اگر میلہ ان کے کفر و شرک کا ہے جانا ناجائز و ممنوع ہے کہ اب وہ جگہ ان کا معبد ہے اور معبد کفار میں جانا گناہ۔ اور اگر میلہ لہو و لعب کا ہے اور خود اس سے بچے، نہ اس میں شریک ہو، نہ اسے دیکھے، نہ وہ چیزیں بیچے جو ان کے لہو و لعب ممنوع کی ہوں تو جائز ہے پھر بھی مناسب نہیں کہ ان کا مجمع ہر وقت محل لعنت ہے تو اس سے دوری ہی میں خیر و سلامت ہے۔ اس لئے علماء نے فرمایا کہ ان کے محلہ میں ہو کر نکلے تو جلد لمکتا ہوا گزر جائے۔

جواز کی ایک صورت

اور اگر خود شریک ہو، یا تماشا دیکھے، یا ان کے لہو ممنوع کی چیزیں بیچے تو آپ ہی گناہ و ناجائز ہے۔ ہاں کفار کے میلے میں جانے کی ایک صورت جواز مطلق کی ہے وہ یہ کہ عالم

انہیں ہدایت اور اسلام کی طرف دعوت کے لئے جائے جبکہ اس پر قادر ہو یہ جانا حسن ومحمود ہے اگر چہ ان کا مذہبی میلہ ہو ایسا تشریف لیجانا خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بارہا ثابت ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۶۳]

عورتوں کو سونے چاندی کا زیور جائز

عورتوں کو سونے چاندی کا زیور پہننا جائز ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کو حلال اور مردوں پر حرام ہیں۔ (ابوبکر بن ابی شیبہ، طبرانی)

بلکہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا، بناؤ سنگار کرنا باعث اجر عظیم اور اس کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے۔

بعض صالحات کہ خود اور ان کے شوہر دونوں صاحب اولیاء کرام سے تھے ہر شب بعد نماز عشاء پورا سنگار کر کے دولہن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں اگر انہیں اپنی طرف حاجت پاتیں حاضر رہتیں ورنہ زیور ولباس اتار کر مصلیٰ بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہو جاتیں۔

بلا وجہ ترک زیور کی کراہت

اور دولہن کو سجانا تو سنت قدیمہ اور بہت احادیث سے ثابت ہے بلکہ کنواری لڑکیوں کو زیور ولباس سے آراستہ رکھنا کہ ان کی منگنیاں آئیں یہ بھی سنت ہے۔ بلکہ عورت کا باوصف قدرت بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ مردوں سے تشبہ ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے فرمایا اے علی اپنی پردہ نشینوں کو حکم دو کہ بے گہنے نماز نہ پڑھیں۔ (نہایہ ابن اثیر)

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں اور کچھ نہ پائے تو ایک ڈور اپنے گلے میں باندھ لے۔ (مجمع البحار)

بجنے والا زیور کب مباح، کب ناجائز

بجنے والا زیور عورت کے لئے اس حالت میں جائز ہے کہ نامحرموں مثلاً خالہ، ماموں، پھوپھی کے بیٹوں، جیٹھ دیور، بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو نہ اس کے زیور کی جھنکار نامحرم تک پہنچے۔

- اللہ عزوجل فرماتا ہے:
  عورتیں اپنے سنگار شوہر یا محرم کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں۔ (النور، ۳۱)
- اور فرماتا ہے: عورتیں پاؤں دھمک کر نہ رکھیں کہ ان کا چھپا ہوا سنگار ظاہر ہو۔ (النور، ۳۱)

یہ آیت کریمہ جس طرح نامحرم کو گہنے کی آواز پہنچنا منع فرماتی ہے یوہیں جب آواز نہ پہنچے اس کا پہننا عورتوں کے لئے جائز بتاتی ہے کہ دھمک کر پاؤں رکھنے کو منع فرمایا نہ کہ پہننے کو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۶۴]

رات کو آئینہ دیکھنا منع نہیں

رات کو آئینہ دیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں بعض عوام کا خیال ہے کہ اس سے منہ پر جھائیاں پڑتی ہیں اور اس کا بھی کوئی ثبوت نہ شرعاً ہے نہ طباً نہ تجربۃً، اور عورت کہ اپنے شوہر کے سنگار کے واسطے آئینہ دیکھے ثواب عظیم کی مستحق ہے، ثواب کی بات بے اصل خیالات کی بنا پر منع نہیں ہو سکتی۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۸۳]

بے ضرورت شکار کرنا ظلم و بے دردی جسے کھانے یا دوا کے لئے کسی جانور کی حاجت ہے وہ اگر بقدر حاجت دو ایک جانور مار لائے تو یہ کسی کھیل یا تفریح کا فعل نہ ہوگا۔ مگر بے حاجت مذکورہ تفریح طبع کے لئے جو شکار کیا جاتا ہے وہ خود نا جائز ہے کہ ایک لہو ولعب ہے، لوگ خود اسے شکار کھیلنا کہتے ہیں اور کھیل کے لئے بے زبانوں کی جان ہلاک کرنا ظلم و بے دردی ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۰۲]

کعبہ کی طرف پاؤں کرنا بے ادبی ہے کعبہ معظمہ کی طرف پاؤں کر کے سونا بلکہ اس طرف پاؤں پھیلانا سونے میں ہو، خواہ جاگنے میں، لیٹے میں ہو، خواہ بیٹھے میں ہر طرح ممنوع و بے ادبی ہے۔ سونے میں سنت یوں ہے کہ قطب کی طرف سر کرے اور سیدھی کروٹ پر سوئے کہ سونے میں بھی منہ کعبہ ہی کو رہے۔ ہاں وہ مریض جس میں اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہیں اس کی نماز کے لئے ایک طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ پائنتی قبلہ کی طرف ہو اور سر کے نیچے اونچا تکیہ رکھ دیں کہ منہ کعبہ معظمہ کو ہو، پھر یہ ضرورت کے واسطے ہے۔ غیر مریض اپنے آپ کو اس پر قیاس نہیں کر سکتا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۲۲]

قرض کی ادائیگی وہ قرض دار جس نے بحاجت شرعیہ کسی نیک جائز کام کے لئے دین لیا اور اپنی چلتی ادا میں کمی نہ کی، نہ کبھی تاخیر ناروا، روا رکھی، بلکہ ہمیشہ سچے دل سے ادا پر آمادہ اور تا حد قدرت اس کی فکر کرتا رہا پھر بمجبوری ادا نہ ہو سکا اور موت آگئی تو مولیٰ عزوجل اس کے لئے اس دین سے درگزر فرمائے گا اور روز قیامت اپنے خزانہ قدرت سے ادا فرما کر دائن کو راضی کر دے گا۔ اس کے لئے یہ وعدے خاص اسی دین کے واسطے ہے نہ تمام حقوق العباد کے لئے، یعنی قرض کا بوجھ حقوق العباد میں سے ہے، حقوق العباد کو اللہ عزوجل معاف نہیں فرمائے گا بلکہ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق معاف کر دینے کا حکم ہوگا۔ مگر وہ قرض دار جو ضرورت شرعیہ سے قرض لیا اور چاہتے ہوئے بھی ادا نہ کر سکا تو اگرچہ یہ حقوق العباد میں سے ہے مگر اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت کاملہ سے عطا فرما دے گا۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو کسی دین کا معاملہ کرے کہ اس کے ادا کی نیت رکھتا ہو اللہ عزوجل روز قیامت اس کی طرف سے ادا فرما دے گا۔ (بخاری، ابن ماجہ، طبرانی)

دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے کوئی معاملہ دین کیا اور دل میں ادا کی نیت رکھتا تھا پھر موت آگئی اللہ عزوجل اس سے درگزر فرمائے گا اور دائن کو جس طرح چاہے راضی کر دے گا۔ (مستدرک، حاکم)

تیسری حدیث میں ہے بیشک اللہ تعالیٰ قرض دار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ اپنا قرض ادا کرے جب تک اس کا دین اللہ تعالیٰ کے ناپسند کام میں نہ ہو۔ (ابن ماجہ، حاکم)

ایک اور حدیث میں ہے رب العزت جل وعلا روز قیامت مدیون سے پوچھے گا تو نے کا ہے میں یہ دین لیا اور لوگوں کا حق ضائع کیا عرض کرے گا اے رب میرے تو جانتا ہے میرے اپنے کھانے پینے، پہننے ضائع کر دینے کے سبب وہ دین رہ گیا بلکہ آگ لگ گئی یا چوری ہو گئی یا تجارت میں ٹوٹا پڑا یوں رہ گیا، مولیٰ عزوجل فرمائے گا میرا بندہ سچ کہتا ہے سب سے زیادہ میں مستحق ہوں کہ تیری طرف سے ادا فرما دوں پھر مولیٰ سبحنہ وتعالیٰ کوئی چیز منگا کر اس کے پلہ میزان میں رکھ دے گا کہ نیکیاں برائیوں پر غالب آجائیں گی اور وہ بندہ رحمت الٰہی کے فضل سے داخل جنت ہوگا۔ (کنز العمال) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۱، ۵۲]

بدھ کے دن کسی کام کا افتتاح موجب تکمیل ہے

احادیث وغیرہ میں بعض ساعتوں کے بارے میں آیا ہے کہ ان میں دعائیں قبول ہوتی ہیں یوہیں دنوں کے بارے میں بھی آیا ہے کہ فلاں دن فلاں کام کے لئے مبارک و مفید ہے۔ (مرتب)

بدھ کے دن کے بارے میں حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو چیز بدھ کے دن شروع کی جاتی ہے وہ اتمام کو پہنچتی ہے۔ (مسند احمد)

اس کے لئے ظہر و عصر کے درمیان مناسب ہے کہ بدھ کے دن یہ وقت ساعت اجابت ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۶۰]

آسمانی بجلی کیا چیز ہے؟

اللہ تعالیٰ نے بادلوں کے چلانے پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جس کا نام رعد ہے، اس کا قد بہت چھوٹا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا کوڑا ہے، جب وہ کوڑا بادل کو مارتا ہے اس کی تری سے آگ جھڑتی ہے اس آگ کا نام بجلی ہے۔

زلزلہ کا سبب کیا ہے؟

زلزلہ آنے کا اصلی باعث آدمیوں کے گناہ ہیں اور پیدا یوں ہوتا ہے کہ ایک پہاڑ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں جیسے بڑے درخت کی جڑیں دور تک اندر اندر پھیلتی ہیں۔ جس زمین میں معاذ اللہ زلزلہ کا حکم ہوتا ہے وہ پہاڑ اپنے اس جگہ کے ریشے کو جنبش دیتا ہے زمین ہلنے لگتی ہے۔

یہی مضمون تفصیلی طور پر دوسری جگہ اس طرح ہے۔

متعدد کتب احادیث میں ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں: اللہ عزوجل نے ان مخلوقات میں سب سے پہلے قلم پیدا کیا اور اس سے قیامت تک کے تمام مقادیر لکھوائے اور عرش الٰہی پانی پر تھا، پانی کے بخارات اٹھے، ان سے آسمان جدا جدا بنائے گئے، پھر مولیٰ عزوجل نے مچھلی پیدا کی، اس پر زمین بچھائی، زمین پشت ماہی پر ہے، مچھلی تڑپی زمین جھونکے لینے لگی اس پر پہاڑ کو جما کر بوجھل کر دی گئی۔ (ابوالشیخ کتاب العظمۃ، بیہقی کتاب الاسماء، حاکم)

مگر یہ زلزلہ ساری زمین کو تھا۔ خاص خاص مواضع میں زلزلہ آنا، دوسری جگہ نہ ہونا، اور جہاں ہونا وہاں بھی شدت و خفت میں مختلف ہونا، اس کا سبب وہ نہیں جو عوام بتاتے ہیں (کہ زمین ایک شاخ گاؤ پر ہے کہ وہ مچھلی پر کھڑی رہتی ہے، جب اس کا سینگ تھک جاتا ہے تو دوسرے سینگ پر بدل کر رکھ لیتی ہے اس سے جو جنبش و حرکت زمین کو ہوتی اس کو زلزلہ کہتے ہیں۔ مرتب) سبب حقیقی تو وہی ارادۃ اللہ ہے، اور عالم اسباب میں باعث اصلی بندوں کے معاصی ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

''تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائیوں کا بدلہ ہے اور بہت کچھ معاف فرما دیتا ہے'' (الشوریٰ، ۳۰)

اور زلزلہ واقع ہونے کی وجہ کوہ قاف کے ریشہ کی حرکت ہے۔

حق سبحنہ وتعالیٰ نے زمین کو محیط ایک پہاڑ پیدا کیا ہے جس کا نام قاف ہے، کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں اس کے ریشے زمین میں نہ پھیلے ہوں جس طرح پیڑ کی جڑ بالائے زمین تھوڑی سی جگہ میں ہوتی ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر بہت دور تک پھیلے ہوتے ہیں کہ اس کے لئے وجہ قرار ہوں اور آندھیوں میں گرنے سے روکیں، پھر پیڑ جس قدر بڑا ہوگا اتنی

ہی دور تک اس کے ریشے پھیریں گے۔

کوہ قاف جس کا دور تمام کرۂ زمین کو اپنے پیٹ میں لئے ہے اس کے ریشے ساری زمین میں اپنا جال بچھائے ہیں۔ کہیں اوپر ظاہر پہاڑیاں ہو گئے کہیں سطح تک آ کر تھم رہے، جسے زمین سنگلاخ کہتے ہیں، کہیں زمین کے اندر ہے قریب یا بعید ایسے کہ پانی کی چوان سے بہت نیچے ان مقامات میں زمین کا بالائی حصہ دور تک نرم مٹی رہتا ہے جسے عربی میں سہل کہتے ہیں، ہمارے قرب کے عام شہر ایسے ہی ہیں مگر اندر اندر قاف کے رگ و ریشے سے کوئی جگہ خالی نہیں۔

جس جگہ زلزلہ کے لئے ارادۂ الٰہی عزوجل ہوتا ہے قاف کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وہاں کے ریشے کو جنبش دیتا ہے صرف وہیں زلزلہ آئے گا جہاں کے ریشے کو حرکت دی گئی، پھر جہاں خفیف کا حکم ہے اس کے محاذی ریشے کو آہستہ ہلاتا ہے، اور جہاں شدید کا امر ہے وہاں بقوت، یہاں تک کہ بعض جگہ صرف ایک دھکا سا لگ کر ختم ہو جاتا ہے اور اسی وقت دوسرے قریب مقام کے در و دیوار جھونکے لیتے اور تیسری جگہ زمین پھٹ کر پانی نکل آتا ہے، یا حرکت کی شدت و سختی سے مادۂ کبریتی مشتعل ہو کر شعلے نکلتے ہیں، چیخوں کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

زمین کے نیچے رطوبتوں میں حرارت شمس کے عمل سے بخارات سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور بہت جگہ دخانی مادہ ہے جنبش کے منافذ زمین وسیع ہو کر وہ بخار و دخان (یعنی دھواں) نکلتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں:

اللہ عزوجل نے ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام قاف ہے وہ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے اس چٹان تک پھیلے ہیں جس پر زمین ہے، جب اللہ عزوجل کسی جگہ زلزلہ لانا چاہتا ہے اس پہاڑ کو حکم دیتا ہے وہ اپنے اس جگہ کے متصل ریشے کو لرزش و جنبش دیتا ہے یہی باعث ہے کہ زلزلہ ایک بستی میں آتا ہے دوسری میں نہیں۔

(ابن ابی الدنیا کتاب العقوبات، ابو الشیخ کتاب العظمۃ) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۸۹، ۱۹۰]

ہوا کیا چیز ہے؟ ہوا رب العزت تبارک وتعالیٰ کی ایک پرانی مخلوق ہے کہ پانی سے بنائی گئی اور اس کے لئے علم الٰہی میں ایک خزانہ ہے جس پر دروازہ لگا ہوا ہے اور وہ بند ہے اور فرشتہ اس پر موکل ہے، جتنی ہوا اس میں سے رب العزت بھیجنا چاہتا ہے فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ اس میں سے بمقدار حکم ایک بہت خفیف حصہ روانہ کرتا ہے۔

جب قوم عاد پر اللہ تعالیٰ نے ہوا کا طوفان بھیجنا چاہا جو سات راتیں اور آٹھ دن متواتر ان پر رہا ان سب کو ہلاک کر دیا، اس وقت اس فرشتہ کو حکم ہوا تھا کہ عاد پر ہوا بھیج، اس نے عرض کی اتنا سوراخ کھولوں جتنا بیل کا نتھنا، فرمایا تو چاہتا ہے کہ ساری زمین کو الٹ دے بلکہ چھلے برابر کھول۔

اور یوں ہوا ہر وقت زمین اور آسمانوں سب میں بھری ہے اور انسان اور اکثر حیوانات کی اس پر زندگی ہے۔ اور بادل بخارات سے بنتے ہیں، جب رطوبت میں حرارت عمل کرتی ہے، بھاپ پیدا ہوتی ہے حق سبحانہ وتعالیٰ ہوا بھیجتا ہے کہ وہ اس کو جمع کرتی ہے پھر تہ بہ تہ اس کے بادل بناتی ہے، پھر جہاں حکم ہوتا ہے اسے لیجاتی ہے اور بحکم الٰہی حرارت کے عمل سے وہ پگھل کر پانی ہو کر گرتی ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۹۲]

اقلیم بدن کا سلطان

قلب وہ عضو ہے کہ اقلیم بدن کا سلطان اور عقل وفہم، منشأ قصد واختیار اور رضا وانکار کا محل ہے۔ سلطان اگر ٹھیک ہے تو ملک وسلطنت کے انتظامات درست وصحیح رہتے ہیں ورنہ ان میں رخنہ وخلل پڑتا ہے یوں ہی انسان کے بدن میں جب قلب درست رہتا ہے تو بدن بھی درست رہتا ہے ورنہ اس کے ساتھ بدن بھی بگڑ جاتا ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: سنتے ہو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے وہ ٹھیک ہے تو سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے سنتے ہو وہ دل ہے۔ (بخاری) [فتاوی رضویہ ج ۱۲، ص ۱۹۴]

زمین وآسمان ساکن ہیں

اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین وآسمان دونوں ساکن ہیں کواکب چل رہے ہیں، ہر ایک ایک فلک میں تیرتا ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

بیشک اللہ آسمان وزمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ سرکیں تو اللہ کے سوا انہیں کون روکے۔ بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔ (الفاطر، ۴۱)

صحیح بخاری ومسلم میں ہے۔ "ایک صاحب حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوئے فرمایا کہاں سے آئے عرض کی شام سے، فرمایا وہاں کس سے ملے عرض کی کعب سے، فرمایا کعب نے تم سے کیا بات کی عرض کی یہ کہا کہ آسمان ایک فرشتے کے شانے پر گھومتے ہیں۔ فرمایا تم نے اس میں کعب کی تصدیق کی یا تکذیب، عرض کی کچھ نہیں (یعنی جس طرح حکم ہے کہ جب تک اپنی کتاب کریم کا حکم نہ معلوم ہو اہل کتاب کی باتوں کو نہ سچ جانو نہ جھوٹ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کاش تم اپنا اونٹ اور اسکا کجاوہ سب اپنے اس سفر سے چھٹکارے کو دیدیتے، کعب نے جھوٹ کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اگر وہ ہٹیں تو اللہ کے سوا انہیں کون تھامے، گھومنا ان کے سرک جانے کو بہت ہے۔" (بخاری، مسلم)

طبری نے ابراہیم نخعی سے روایت کی، "جندب بجلی" کعب احبار کے پاس جا کر واپس آئے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہو کعب نے تم سے کیا کہا، عرض کیا یہ کہا کہ آسمان چکی کی طرح ایک کیلی میں ہے، حضرت عبداللہ نے فرمایا مجھے تمنا ہوئی کہ تم اپنے ناقہ کے برابر مال دیکر اس سفر سے چھٹ گئے ہوتے یہودیت کی خراش جس دل میں لگتی ہے پھر مشکل ہی سے چھوٹتی ہے، اللہ تو فرمار ہا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ نہ سرکیں ان کے سرکنے کو گھومنا ہی کافی ہے۔" (طبری)

عبد بن حمید نے قتادہ شاگرد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کعب کہا کرتے کہ آسمان ایک کیلی پر دورہ کرتا ہے جیسے چکی کی کیلی، اس پر حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کعب نے جھوٹ کہا بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے کہ جنبش نہ کریں۔ (مسند عبد بن حمید) [فتاوی رضویہ ج ۱۲، ص ۲۷۵، ۲۸۲]

تقویٰ مدار نجات وفضیلت ہے

تقویٰ وپرہیزگاری انسان کا ایسا وصف ہے جس سے وہ دنیا وآخرت دونوں میں عزت وکرامت والا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی وہ مکرم ہے

یہاں تک کہ حسب ونسب سے زیادہ مرتبہ تقویٰ کا ہے قیامت کے دن نسب کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا بلکہ تقویٰ وطہارت کے بارے میں سوال ہوگا مدارنجات یہی تقویٰ ہے، تقویٰ میں جو بڑھکر ہے اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ زیادہ ہے۔(مرتب)

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے حسب ونسب کے بارے میں قیامت کے دن سوال نہ کرے گا ہاں اعمال کا سوال ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو پرہیزگار ہے۔(ابن جریر)

دوسری حدیث میں ہے کہ سن رکھو تم احمر یا اسود سے افضل نہیں ہو مگر یہ کہ تقویٰ میں آگے بڑھ جاؤ۔(مسند احمد)

ایک خطبہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب کا رب ایک ہی ہے اور باپ بھی ایک ہے، عربی کو عجمی پر اور اسود پر احمر کو تقویٰ کے سوا کوئی فضیلت نہیں اللہ کے حضور وہی بہتر ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

(مسند احمد)[فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۲۵]

غوث پاک کا بکرا

وہابیہ نے جس طرح رسول کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص کی اور شان اقدس میں نازیبا کلمات کہے اسی طرح جس سے اولیائے کرام کی تعظیم وتکریم نکلتی ہے اس کا انکار کیا بلکہ ستم یہ ہے کہ اس پر شرک وکفر کا حکم لگایا وہابیہ کے ناپاک مذہب کی بنیاد ہی محبوبان خدا سے نفرت وعداوت پر ہے:

اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر غوث پاک یا دیگر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام سے کوئی جانور رکھ چھوڑا جائے اور اسے اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے تو یہ بلاشبہ جائز ودرست ہے اس میں کسی طرح کی کوئی کراہت وحرمت نہیں ہے، ہاں اگر غوث کے نام سے ذبح کیا جائے تو وہ یقیناً حرام ہوگا۔

وہابیہ ودیوبندیہ وغیرہ گمراہان زمانہ کہتے ہیں کہ "ایسا کرنا شرک ہے اس کا گوشت کھانا حلال نہیں خواہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ہی کیوں نہ لیا جائے کیوں کہ اس جانور میں غیر اللہ کے نام کا تمغہ شامل ہو گیا ہے اس لئے یہ شرک وبدعت ہے۔ اور ایسے جانور کا گوشت کھانا جائز نہیں"۔

حالانکہ شرعی حکم یہ ہے کہ وقت ذبح کا اعتبار ہے اس وقت اگر غیر اللہ کا نام لیا جائے تو وہ جانور حلال نہیں اور اگر ذبح کے وقت اللہ عزوجل کا نام پاک لیا جائے تو وہ حلال ہے۔(مرتب)

ذبیحہ کی حلت وحرمت

ذبیحہ کی حرمت وحلت سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

"حق اس مسئلہ میں یہ ہے کہ ذبیحہ کی حلت وحرمت میں ذبح کرنے والے کی حالت وقول کا اعتبار ہے، نہ مالک کا، مثلاً مسلمان کا جانور کوئی مجوسی ذبح کرے تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک مسلم تھا، اور مجوسی کا جانور مسلمان ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک مشرک تھا، یا زید کا جانور عمرو ذبح کرے اور قصداً تکبیر نہ کہے حرام ہوگیا اگرچہ مالک برابر کھڑا سو بار بسم اللہ اللہ اکبر کہتا رہے۔ اور ذبح کرنے والا تکبیر سے ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک ایک بار بھی نہ کہے۔ ذابح کلمہ گو نے غیر خدا کی عبادت وتعظیم مخصوص کی نیت سے ذبح کیا تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک کی نیت خاص اللہ عزوجل کے لئے ذبح کی تھی۔ یوں ہی ذابح نے خاص اللہ عزوجل کے لئے ذبح کیا تو حلال اگرچہ مالک کی نیت کسی کے واسطے تھی۔

تمام صورتوں میں ذبح کرنے والے کی حالت کا اعتبار ماننا اور اس خاص شکل میں انکار کر جانا محض تحکم باطل ہے جس

پر شرع مطہر سے اصلاً دلیل نہیں۔

فقہائے کرام خاص اس جزئیہ کی تصریح فرماتے ہیں کہ مثلاً مجوسی نے اپنے آتشکدے یا مشرک نے اپنے بتوں کے لئے مسلمان سے بکری ذبح کرائی اور اس نے تکبیر کہکر ذبح کی، حلال ہے کھائی جائے۔ اگر چہ یہ بات مسلم کے حق میں مکروہ ہے۔

پھر مسلمان ذبح کرنے والے کی نیت بھی وقت ذبح کی معتبر ہے اس سے قبل و بعد کا اعتبار نہیں۔ ذبح سے ایک آن پہلے تک خاص اللہ عزوجل کے لئے نیت تھی ذبح کرتے وقت غیر خدا کے لئے اس کی جان دی ذبیحہ حرام ہو گیا وہ پہلی نیت کچھ نفع نہ دے گی۔ یونہیں اگر ذبح سے پہلے غیر خدا کے لئے ارادہ تھا ذبح کے وقت اس سے تائب ہو کر مولیٰ تبارک وتعالیٰ کے لئے خون بہایا تو حلال ہو گیا یہاں وہ پہلی نیت کچھ نقصان نہ دے گی۔

حدیث میں ہے، خدا کی لعنت ہے اس پر جو غیر خدا کے لئے ذبح کرے۔ (مسلم ،نسائی) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۹۳،۹۴]

مرض سے حصول شفا کا مفید نسخہ

اللہ تعالیٰ نے مرض کے ساتھ دوا بھی نازل فرمائی ہے جیسا مرض ہو ویسی اس کی دوا ہوتی ہے مگر ایک نسخہ ایسا مفید و جامع ہے کہ وہ ہر مرض کے لئے نسخۂ شفا اور اثر میں کیمیا ہے۔ (مرتب)

علمائے کرام بغرض حصول شفاء و دفع بلا متفرق اشیاء جمع فرماتے ہیں کہ اپنی زوجہ کو اس کا مہر کل یا بعض دے وہ اس میں سے کچھ بخوشی اسے ہبہ کر دے، ان داموں کا شہد و روغن زیتون خریدے، بعض آیات قرآنیہ خصوصاً سورۂ فاتحہ اور آیات شفاء رکابی میں لکھ کر آب باراں، اور وہ نہ ملے تو آب دریا سے دھوئے، قدرے وہ روغن و شہد ملا کر پئے بعونہ تعالیٰ ہر مرض سے شفا پائے۔

امیر المومنین مولیٰ علی شیر خدا مشکلکشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ فرماتے ہیں:

جب تم میں کوئی بیمار ہو تو اسے چاہئے اپنی عورت سے اس کے مہر میں سے ایک درہم ہبہ کرائے، اس کا شہد مول لے، پھر آسمان کا پانی لے کہ رچتا پچتا برکت والا جمع کرے گا۔ (تفسیر ابن ابی حاتم)

مولیٰ علی نے ایک بار فرمایا:

جب تم میں سے کوئی شخص شفا چاہے تو قرآن عظیم کی کوئی آیت رکابی میں لکھے اور آب باراں سے دھوئے اور اپنی عورت سے ایک درہم اس کی خوشی سے لے اس کا شہد خرید کر پئے کہ بیشک شفا ہے۔ (مواہب اللدنیہ)

عوف بن مالک اشجعی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیل ہوئے فرمایا کہ پانی لاؤ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے اتارا آسمان سے برکت والا پانی، پھر فرمایا شہد لاؤ اور آیت پڑھی کہ اس میں شفا ہے لوگوں کے لئے، پھر فرمایا روغن زیتوں لاؤ، اور آیت پڑھی کہ برکت والے پیڑ سے، پھر ان سب کو ملا کر نوش فرمایا شفا پائی۔ (زرقانی شرح مواہب)

پانی ایک مجرب نسخہ

علی بن حسین بن شقیق کہتے ہیں میرے سامنے ایک شخص نے امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی، اے ابا عبدالرحمٰن! سات برس سے میرے ایک زانو میں پھوڑا ہے، قسم قسم کے علاج کئے، طبیبوں سے رجوع کی کچھ نفع نہ ہوا۔ فرمایا جا ایسی جگہ دیکھ جہاں لوگوں کو پانی کی حاجت ہو وہاں ایک کنواں کھود اور (براہ کرامت یہ بھی) ارشاد فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہاں تیرے لئے ایک چشمہ نکلے گا اور تیرا یہ خون بہنا تھم جائے گا اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اچھا ہو گیا۔ (بیہقی)

امام بیہقی فرماتے ہیں: اسی قبیل سے ہمارے استاذ ابو عبداللہ حاکم کی حکایت ہے کہ ان کے منہ پر پھوڑے نکلے طرح طرح کے علاج کیے، نہ گئے، قریب ایک سال کے اسی حال میں گزرا انہوں نے ایک جمعہ کو امام استاذ ابو عثمان صابونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کی مجلس میں دعا کی درخواست کی، امام نے دعا فرمائی حاضرین نے بکثرت آمین کہی، دوسرا جمعہ ہوا کسی بی بی نے ایک رقعہ مسجد میں ڈالدیا اس میں لکھا تھا کہ میں اپنے گھر پلٹ کر گئی اور شب کو ابو عبداللہ حاکم کے لئے دعا میں کوشش کی میں خواب میں جمال جہاں آرائے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئی، گویا مجھے ارشاد فرماتے ہیں، ابو عبداللہ سے کہہ مسلمانوں پر پانی کی وسعت کرے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں میں وہ رقعہ اپنے استاذ حاکم کے پاس لے گیا انہوں نے اپنے دروازے پر ایک سقایہ بنانے کا حکم دیا، جب بن چکا اس میں پانی بھروادیا اور برف ڈالی اور لوگوں نے پینا شروع کیا، ایک ہفتہ نہ گزرا کہ شفا ظاہر ہوئی، پھوڑے جاتے رہے، چہرہ اس اچھے سے اچھے حال پر ہوگیا جیسا کبھی نہ تھا، اس کے بعد برسوں زندہ رہے۔ (راد القحط والوباء)

پھولوں کا سہرا مباح ہے

بعض باتیں شریعت میں مباح ہیں جن کے لئے شریعت میں کوئی ممانعت نہیں اور نہ جواز پر کوئی نص و دلیل وارد تو ایسی باتیں جائز و مباح رہیں گی ان کے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ سہرا باندھنے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

پھولوں کا سہرا رسوم دنیویہ سے ایک رسم ہے جس کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت نہیں، نہ شرع میں اس کے کرنے کا حکم آیا، تو مثل اور تمام عادات و رسوم مباحہ کے مباح رہے گا۔

ایک واجب الحفظ قاعدہ شرعیہ

شرع شریف کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کو خدا اور رسول اچھا بتائیں وہ اچھی ہے اور جسے برا فرمائیں وہ بری، اور جس سے سکوت فرمائیں یعنی شرع سے نہ اس کی خوبی نکلے نہ برائی، وہ اباحت اصلیہ پر رہتی ہے کہ اس کے فعل و ترک میں ثواب نہ عقاب۔

یہ قاعدہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اکثر جگہ کام آئے گا، آج کل مخالفین اہلسنّت نے یہ روش اختیار کرلی ہے کہ جس چیز کو چاہا شرک، حرام، بدعت، ضلالت کہنا شروع کردیا اگرچہ وہ فعل صحابہ کرام یا تابعین عظام یا ائمہ اعلام سے ثابت ہو، اگرچہ وہ فعل اس نیک بات کے عموم و اطلاق میں داخل ہو جس کی خوبیاں صریح قرآن مجید و حدیث شریف میں مذکور ہیں، پھر سہرے وغیرہ رسمی باتوں کی تو کیا حقیقت ہے، اور اس پر طرہ یہ ہوتا ہے کہ اہلسنّت سے پوچھتے ہیں تم جو ان چیزوں کو جائز بتاتے ہو قرآن وحدیث میں کہاں جائز لکھا ہے، حالانکہ ان کو اپنی خوش فہمی سے اتنی خبر نہیں کہ جائز کہنے والا دلیل خاص کا محتاج نہیں، جو ناجائز کہے وہ قرآن وحدیث میں دکھائے کہ ان افعال کو کہاں ناجائز کہا ہے، کیا اہلسنّت پر لازم ہے کہ وہ جس جس چیز کو جائز و مباح بتائیں اس کی خاص صورت کا حکم صریح قرآن مجید و احادیث شریف میں دکھائیں اور تم پر کچھ ضرور نہیں کہ جس چیز کو حرام، بدعت، گمراہی کہو خاص اس کی نسبت ان حکموں کی تصریح کتاب و سنت میں دکھادو۔

جب یہ قاعدہ شرعیہ معلوم ہولیا تو سہرے کا حکم خود ہی کھل گیا اب جو ناجائز، حرام، بدعت، ضلالت بتائے وہ خود قرآن مجید و احادیث شریف سے ثابت کر دکھائے، ورنہ جان برادر! شرع تمہاری زبان کا نام نہیں کہ جسے چاہو بے دلیل حرام د

ممنوع کہہ دو۔(ہادی الناس فی رسوم الاعراس)

اسراف وفضول خرچی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اپنی رحمت کاملہ سے بیشار نعمتیں عطا فرمائیں، ان میں ایک دنیاوی نعمت مال و دولت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اس سے اس کا حساب لیا جائے گا کہ اس نے اسے کہاں پر خرچ کیا اور کہاں اٹھایا ایک ایک ذرہ کا حساب ہوگا اور اگر مال کو بیجا طور پر خرچ کیا تو اس کا اور سخت وشدید حساب ہوگا۔قرآن عظیم میں فضول خرچی کرنے والوں کو شیاطین کا بھائی کہا گیا ہے، معلوم ہوا کہ فضول خرچی کرنا شیطانی فعل ہے۔اور احادیث مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھی اس کی ممانعت و وعید آئی ہے، باطل وعبث میں خرچ کرنا اسراف کہلاتا ہے، راہ حق میں کتنا ہی خرچ کیا جائے وہ اسراف نہیں۔(مرتب)

خیر میں اسراف نہیں

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: کہ اگر تو پہاڑ برابر سونا طاعت الٰہی میں خرچ کردے تو اسراف نہیں اور اگر ایک صاع جو گناہ مین خرچ کرے تو اسراف ہے۔

(ابن ابی حاتم)

کسی نے حاتم کی کثرت داد و دہش پر کہا، اسراف میں خیر نہیں، اس نے جواب دیا، خیر میں اسراف نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ ”حاتم کا مقصود تو خدا نہ تھا، نام تھا“ تو اس کی ساری داد و دہش اسراف ہی تھی۔

اسراف وتبذیر کی وضاحت

- ایاس بن معویہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ کے حکم سے تجاوز کرے وہ اسراف ہے۔(ت)(ابن جریر)
- طریقہ محمدیہ میں ہے کہ جہاں پر حکم شرع یا مروت کے طور پر مال کو روکنا واجب وضروری ہے وہاں پر مال کا خرچ کرنا اسراف ہے۔(ت)
- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ باطل میں خرچ نہ کرو کہ باطل میں خرچ کرنے والا ہی اسراف کرنے والا ہے۔ (ت)(ابن جریر)[فتاویٰ رضویہ ج اول،۱۸۰،۱۸۳]

جس طرح اسراف کی ممانعت ہے اسی طرح تبذیر بھی ممنوع ہے بلکہ درحقیقت دونوں کا حکم ایک ہے۔(مرتب)

- ناحق صرف کرنا تبذیر ہے۔(ت)

ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپس میں بات کیا کرتے تھے کہ غیر حق میں خرچ کرنا تبذیر ہے۔

(ت)(ابن جریر)

- امام مجاہد فرماتے ہیں کہ اگر آدمی اپنا پورا مال حق میں صرف کرے تو تبذیر نہیں ہے، اور اگر ایک قلیل مقدار باطل میں خرچ کرے تو وہ تبذیر ہے۔(ت)(ابن جریر)

حاصل یہ ہے کہ اسراف کہ ناجائز وگناہ ہے صرف دو صورتوں میں ہوتا ہے۔

- ایک یہ کہ کسی گناہ میں صرف واستعمال کریں۔
- دوسرے بیکار محض مال ضائع کریں۔[فتاویٰ رضویہ ج ا،ص ۱۸۳،۱۸۴ملتقطاً]

کبوتر اُڑانا فسق اور ظالمانہ شوق ہے

بلاضرورت کبوتر اڑانا یا اس بہانے دوسروں کے کبوتر پکڑنا جائز نہیں ہے، اس میں کئی طرح کی برائیاں ہیں اس کی وضاحت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

پرایا کبوتر پکڑنا حرام ہے، پکڑنے والا فاسق وغاصب اور ظالم ہے، بلکہ خالی کبوتر اڑانے والا کہ اوروں کے کبوتر نہیں پکڑتا مگر اپنے کبوتر اڑانے کو ایسی بلند چھتوں پر چڑھتا ہے جس سے مسلمانوں کی بے پردگی ہوتی ہے، یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکتا ہے، جن سے لوگوں کو مالی یا جسمانی ضرر پہنچتا ہے، اس کے لئے بھی شرع مطہر میں حکم ہے کہ اسے نہایت سختی سے منع کیا جائے، تعزیر وسزا دی جائے، اس پر بھی نہ مانے تو احتساب شرعی کا عہدہ دار اس کے کبوتر ذبح کرکے اس کے سامنے پھینکدے۔

بلکہ ان کا خالی اڑانا کہ نہ کسی کی بے پردگی ہو، نہ کنکریوں سے نقصان، خود کب ظلم شدید سے خالی ہے جب کہ رواج زمانہ کے طور پر ہو، کہ کبوتروں کو اڑاتے ہیں اور ان کا دم بڑھانے کے لئے محض بے فائدہ اپنے بیہودہ، بے معنی شوق کے واسطے انہیں اترنے نہیں دیتے، وہ تھک تھک کے نیچے گرتے ہیں، یہ مار مار کر پھر اڑا دیتے ہیں صبح کا دانہ دیر تک کی محنت شاقہ پرواز سے ہضم ہو گیا۔ بھوک سے بے تاب ہیں اور یہ غل مچا کر، بانس دکھا کر آنے نہیں دیتے، خالی معدے، شہپر تھکے اور کسی طرح نیچے اترنے، دم لینے، دانہ پانی سے اوسان ٹھکانے کرنے کا حکم نہیں، یہاں تک گھنٹوں اور گھنٹوں سے پہروں انہیں اسی عذاب شدید میں رکھتے ہیں، یہ سخت ظلم ہے اور ظلم بھی بے زبان، بے گناہ جانور پر کہ آدمیوں کی ضرر رسانی سے کہیں سخت تر ہے۔ بے درد کو پرائی مصیبت نہیں معلوم ہوتی، اپنے اوپر قیاس کر کے دیکھیں اگر کسی ظالم کے پالے پڑیں کہ وہ میدان میں ایک دائرہ کھینچ کر گھنٹوں ان سے کاوا کاٹنے کو کہے، یہ جب تھکیں، پست ہو کر رکیں، کوڑے سے خبر لے، ان کا دم چڑھ جائے، تھک جائے، بھوک پیاس بیحد ستائے، مگر وہ کوڑا لئے تیار ہے کہ رکنے نہیں دیتا، اس وقت ان کو خبر ہو کہ ہم بے زبان جانور پر کیسا ظلم کرتے تھے۔

انذار حکیمانہ

دنیا گزشتنی ہے یہاں احکام شرع جاری نہ ہونے سے خوش نہ ہوں، ایک دن انصاف کا آنے والا ہے جس میں شاخ دار بکری سے منڈی بکری کا حساب لیا جائے گا، حالانکہ جانور غیر مکلف ہے، تم تو مکلفین میں ہو، تمہارے ہی لئے ثواب وعذاب، جنت وجہنم تیار ہوئے ہیں کس گھمنڈ میں ہو وہاں اگر نار جہنم میں کاوا کاٹنا پڑا کہ وہاں جزا بقدر اعمال ہونا ہے تو اس وقت کے لئے طاقت مہیا کر رکھو۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک عورت جہنم میں گئی ایک بلی کے سبب، کہ اسے باندھ رکھا تھا نہ کھانا دیا، نہ چھوڑا کہ زمین کا گرا پڑا یا جو جانور ملتا کھاتی اس وجہ سے اس عورت کے لئے جہنم واجب ہو گئی۔

(بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۰۱،۴۰۲]

مزدور کا کام اور اجرت

بعض مزدور ایسے ہوتے ہیں جو نہایت خلوص اور خوشروئی سے ایمانداری کے ساتھ کام کرتے ہیں اور بعض سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتے اور معمول کے مطابق کام نہیں کرتے، ایسے کام اور مزدور کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

کام کی تین حالتیں ہیں: سست، معتدل، نہایت تیز۔

اگر مزدوری میں سستی کے ساتھ کام کرتا ہے گنہگار ہے اور اس پر پوری مزدوری لینی حرام اتنے کام کے لائق جتنی

اجرت ہے لے، اس سے جو کچھ زیادہ ملا مستاجر کو واپس دے، وہ نہ رہا ہو اس کے وارثوں کو دے، ان کا بھی پتہ نہ چلے مسلمان محتاج پر تصدق کرے، اپنے صرف میں لانا، غیر صدقہ میں اسے صرف کرنا حرام ہے، اگر چہ ٹھیکے کے کام میں کاہلی سے سستی کرتا ہو۔ اور اگر مزدوری میں معتدل کام کرتا ہے مزدوری حلال ہے اگر چہ ٹھیکے کے کام میں حد سے زیادہ مشقت اٹھا کر زیادہ کام کرتا ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۱۴۸]

شریعت اسلامیہ نے جہاں مزدور کے لئے دائرۂ اعتدال کھینچا ہے کہ اگر وہ معتدل کام کرے تو مزدوری کا مستحق ہے اور وہ اس کے لئے حلال ہے وہیں مستاجر کو بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ مزدور کو اس کی محنت کے حساب سے مزدوری دی جائے ورنہ وہ شرعی مواخذے میں گرفتار رہے گا۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:
قیامت کے دن تین شخصوں کا میں مدعی ہوں گا اور جس کا میں مدعی ہوں میں ہی اس پر غالب آؤں گا۔

- ایک وہ جس نے میرا عہد دیا پھر عہد شکنی کی۔
- دوسرا وہ جس نے کسی آزاد کو غلام بنا کر بیچ ڈالا اور اس کی قیمت کھائی
- تیسرا وہ جس نے کسی شخص کو مزدوری میں لیکر اپنا کام تو اس سے پورا کرالیا اور مزدوری اسے پوری نہ دی۔

(بخاری، ابن ماجہ، مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۱۴۷]

ناحق کسی کی زمین دبالینا

ظلم بہر حال ظلم ہے روز حساب اس کا بدلہ ہونا ہے جو اہل زمین پر ظلم وزیادتی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دردناک عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔ کسی کی زمین ناحق دبانے سے متعلق حدیث میں ہے۔ (مرتب)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص ایک بالشت بھر زمین ناحق لے گا اللہ تعالیٰ وہ زمین، زمین کے ساتوں طبقوں تک اس کے گلے میں قیامت کے دن طوق بنا کر ڈالے گا۔ (بخاری، مسلم،)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو شخص کسی قدر زمین ناحق دبالیگا قیامت کے دن ساتویں طبق تک دھنسا دیا جائے۔ (بخاری)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو شخص ایک بالشت زمین ناحق لے لے اللہ تعالیٰ اسے تکلیف دے کہ اس زمین کو کھودے یہاں تک کہ ساتویں طبقے کے ختم تک پہنچے، پھر قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالے یہاں تک کہ تمام مخلوق کا حساب ختم ہو کر فیصلہ فرما دیا جائے۔ (طبرانی، احمد)

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو کسی قدر زمین ناجائز طور پر لے اللہ تعالیٰ ساتوں زمینوں سے اس کے گلے میں طوق ڈالے نہ اس کا فرض قبول ہو نہ نفل۔ (مسند احمد، طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۲۳۹]

بیماری کا اُڑ کر لگنا

بعض لوگ بیمار آدمی کے ساتھ کھانے سے پرہیز کرتے ہیں اور اس مریض کا کپڑا نہیں پہنتے، اور کہتے ہیں کہ ایک کی بیماری دوسرے کو اڑ کر لگ جاتی ہے۔ بیماری اڑ کر لگتی ہے یا نہیں، اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

یہ جھوٹ ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو اڑ کر لگتی ہے۔
حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیماری اڑ کر نہیں لگتی۔ (بخاری، مسلم)
اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دوسرے کو تو پہلے کی اڑ کر لگی اس پہلے کو کس کی لگی؟ (بخاری، مسلم)
ہاں جس مریض کے بدن سے نجاست نکلتی اور کپڑوں کو لگتی ہو، جیسے تر خارش یا جذام میں ہوتا ہے، اس کا کپڑا نہ پہنا جائے، نہ اس خیال سے کہ بیماری لگ جائے گی بلکہ نجاست سے احتیاط کے لئے اور جہاں یہ نہ ہو کپڑا پہننے میں حرج نہیں۔
یونہی ساتھ کھانے میں بھی حرج نہیں جب کہ ایمان قوی ہو کہ اگر معاذ اللہ بتقدیر الٰہی اسے وہی مرض ہو جائے تو یہ نہ سمجھے کہ ساتھ کھانے یا اس کا کپڑا پہننے سے ہو گیا، ایسا نہ کرتا تو نہ ہوتا۔
اور اگر ضعیف الایمان ہے تو وہ ان مرض والوں سے بچے جن کی نسبت متعدی ہونا یعنی اڑ کر لگنا عوام کے ذہن میں جما ہوا ہے جیسے جذام، یہ بچنا اس خیال سے نہ ہو کہ بیماری لگ جائے گی کہ یہ تو مردود و باطل ہے بلکہ اس خیال سے کہ اگر بتقدیر الٰہی کچھ واقع ہوا تو ایمان ایسا قوی نہیں کہ شیطانی وسوسہ کی مدافعت کرے اور جب مدافعت نہ ہو سکی تو فاسد عقیدہ میں مبتلا ہونا ہو گا، لہٰذا احتراز کرے ایسوں کو حدیث میں ارشاد ہوا۔
مجذوم سے بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔ (بخاری) [احکام شریعت اول، ص۱۱۶]

ہدایا اور تحائف

انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ آپس میں مل جل کر رہے آپس میں بلا وجہ شرعی بغض وحسد عداوت و کینہ، دشمنی ومخالفت نہ کرے بلکہ وہ ایک دوسرے کی مدارات ودلجوئی کرے یہ حسن سلوک خواہ بات چیت سے ہو یا ہدایا وتحائف دینے لینے سے ہو کیوں کہ ہدیہ یا تحفہ کے لینے دینے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے اگر معاشرے میں شرعی انداز سے اس چیز کا رواج ہو جائے تو یقیناً وہ معاشرہ اسلامی ہو جائے گا۔ (مرتب)
اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:
بیشک تحفوں کا محبت ورغبت پیدا کرنے میں بڑا اثر ہوتا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہدیہ دو، ہدیہ لو اور محبت بڑھاؤ۔ (مسند ابو یعلی)
دوسری روایت میں ہے ہدیہ کے رواج سے آپس میں محبت بڑھاؤ۔ (ابن عساکر)
ایک حدیث میں ہے کہ ہدیہ آدمی کو اندھا بہرا دیوانہ کر دیتا ہے۔ (طبرانی)
ایک اور حدیث میں ہے کہ ہدیہ حکیم کی آنکھ اندھی کر دیتا ہے۔ (دیلمی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۹۴]

ہدیہ دیکر واپس لینے کی مذمت

کوئی شخص جب کسی کو کوئی چیز ہبہ یا ہدیہ کے طور پر دے تو اسے واپس لینا معیوب اور ناپسندیدہ کام ہے۔ (مرتب)
حدیث میں ہے سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہمارے لئے بری مثل نہیں، اپنی دی ہوئی چیز پھیر لینے والا ایسا ہے جیسے کتا قے کر کے اسے پھر کھا لیتا ہے۔ (ت) (بخاری، مسلم)
دوسری حدیث میں ہے حضور پر نور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں عطیہ دیکر واپس لینے والے آدمی کی مثال اس کتے کی طرح ہے جو آسودہ ہو کر کھانے کے بعد قے کر دیتا ہے پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔ (ت) (سنن اربعہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۴۵]

بندوں کے حقوق

جس طرح ارکان اسلام کی ادائیگی اور پابندی ضروری ہے اسی طرح بندوں کے حقوق کی رعایت بھی لازمی ہے بندوں کے حقوق اگر ایک دوسرے پر ہوں تو جب تک بندے آپس میں معاف نہ کریں وہ معاف نہیں ہوں گے۔ (مرتب)

دفتر یعنی نامۂ اعمال تین قسم ہیں

حدیث میں ہے حضور اکرم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دفتر تین ہیں:

- ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا۔
- اور ایک دفتر کی اللہ عزوجل کو کچھ پرواہ نہیں۔
- اور ایک دفتر میں سے اللہ تبارک تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا۔

☆ وہ دفتر جس میں سے اللہ عزوجل کچھ نہ بخشے گا وہ دفتر کفر ہے۔

اور وہ جس کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں، وہ بندے کا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے، اپنے اور اپنے رب کے معاملہ میں، مثلاً کسی دن کا روزہ ترک کیا، یا کوئی نماز چھوڑ دی کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے معاف کردے گا اور درگزر فرمائے گا۔

☆ اور وہ دفتر جس میں سے کچھ نہ چھوڑے گا وہ حقوق العباد ہیں، اس کا حکم یہ ہے ضرور بدلہ ہونا ہے۔

(مسند احمد، حاکم) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۱]

روز جزا اللہ کی رحمت و بخشش، باہمی معافی پر موقوف

ایک حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی اے رب میری امت کا حساب مجھے دیدے ارشاد فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تیری امت میرے بندے ہیں خود حساب لوں گا اور خود ہی بخشدوں گا۔

روز قیامت دامن رحمت میں تمام امت کو جمع فرمایا جائے گا اور ارشاد فرمایا جائے گا میں نے اپنے حقوق معاف کیئے تم آپس میں ایک دوسرے کے حقوق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ، یہ سب صدقہ ہے سرکار کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بندگی ہونا چاہئے مرتے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھکر جان نکل جائے، پھر تو سب آسان ہے یہی ایک پہلی ہی منزل ہے جو تمام منزلوں سے سخت تر ہے، اللہ آسان فرمائے۔

قیامت کے دن باوجود ان رحمتوں اور مہربانیوں کے ہم میں بعض وہ لوگ ہوں گے جو اس وقت بھی بخل کریں گے۔

تین پیسوں کے بدلے ۷۰۰ نمازیں

حدیث میں ہے ایک شخص کو جنت کا حکم ہوگا وہ جانا چاہے گا کہ اس کا حقدار کھڑا ہوگا عرض کرے گا اے رب میرا حق میرے اس بھائی سے دلا، حکم ہوگا کہ اس کی نیکیاں اسے دیکر حق پورا کرو، نیکیاں ختم ہوجائیں گی اور اس کا حق باقی رہے گا۔ تین پیسے جو کسی کے اوپر آتے ہوں گے ان کے بدلے میں ۷۰۰ باجماعت نمازیں لی جائیں گی۔

حقدار پھر کھڑا ہوگا عرض کرے گا۔ اے رب میرا حق میرے اس بھائی سے دلوا۔ حکم ہوگا اس کی بدیاں اس پر رکھ کر حق پورا کرو، اس کی بدیاں بھی ختم ہو جائیں گی اور ابھی حق باقی ہے، پھر وہ کھڑا ہوگا اور عرض کرے گا اے رب میرا حق میرے اس بھائی سے دلوا، ارشاد ہوگا اس کی تمام نیکیاں تجھے مل گئیں، تیری تمام برائیاں اس پر رکھدی گئیں، اب اس کے پاس کیا ہے جو تو لے گا عرض کرے گا اے رب میرے میرا حق ابھی باقی ہے وہ اس سے دلوا، تب فرشتوں کو حکم ہوگا کہ جنت سے ایک مکان خوب آراستہ کر کے عرصات میں لایا جائے، سب لوگ اسکو نہایت شوق سے دیکھنے لگیں گے۔

دامن رحمت کی وسعت

رب العزت جل جلالہ ارشاد فرمائے گا میں اس مکان کو بیچتا ہوں کوئی ہے جو اس کو خریدے حقدار عرض کرے گا اے رب میرے اس کی قیمت کس کے پاس ہوگی، ارشاد فرمائے گا و لیکن تیرے پاس اس کی قیمت ہے، عرض کرے گا اے رب میرے وہ کیا چیز ہے، ارشاد فرمائے گا اپنے بھائی کا حق معاف فرمادے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں چلا جا۔

خدا نے وعدہ فرمالیا ہے کہ حق العبد کو میں معاف نہ کروں گا، ورنہ بندے کا بھی وہی مالک، بندوں کے حقوق کا بھی وہی مالک، وہ چاہے تو تمام بندوں کے تمام حقوق معاف کردے مگر چونکہ اس نے وعدہ فرمالیا ہے اس لئے اس طور پر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں سے حقوق العباد معاف کرائے گا۔ (الترغیب والترہیب) [الملفوظ سوم، ص ۶۵]

رحمت حق کی بندہ نوازی

اسی مضمون کو دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ اس انداز میں تحریر فرماتے ہیں:

کریم و رحیم مولیٰ تبارک و تعالیٰ جس پر رحم فرمانا چاہے گا تو یوں کرے گا کہ حق والے کو بے بہا قصور جنت معاوضہ میں عطا فرما کر عفو حق پر راضی کردے گا۔ ایک ایک کرشمۂ کرم میں دونوں کا بھلا ہوگا، نہ اس کی نیکیاں اسے دی گئیں، نہ اس کی برائیاں اس کے سر رکھی گئیں، نہ اس کا حق ضائع ہونے پایا بلکہ حق سے ہزاروں درجے بہتر افضل پایا، رحمت حق کی بندہ نوازی ظالم ناجی، مظلوم راضی۔

ایک دن حضور پر نور سید العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ناگاہ خنداں فرمایا کہ اگلے دندان مبارک ظاہر ہوئے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان، کس بات پر حضور کو ہنسی آئی ارشاد فرمایا:

دو مرد میری امت سے رب العزت جل جلالہ کے حضور زانوؤں پر کھڑے ہوئے ایک نے عرض کی اے رب میرے، میرے اس بھائی نے جو مجھ پر ظلم کیا ہے اس کا عوض میرے لئے لے، رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اپنے بھائی کے ساتھ کیا کرے گا اس کی نیکیاں تو سب ہو چکیں۔ مدعی نے عرض کی اے رب میرے تو میرے گناہ وہ اٹھالے، یہ فرما کر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں گریہ سے بہہ نکلیں، پھر فرمایا بیشک وہ دن بڑا سخت ہے لوگ اس کے محتاج ہوں گے کہ ان کے گناہوں کا کچھ بوجھ اور لوگ اٹھائیں، مولیٰ عزوجل نے مدعی سے فرمایا نظر اٹھا کر دیکھ اس نے نگاہ اٹھائی کہا اے رب میرے میں کچھ شہر دیکھتا ہوں سونے کے اور محل سونے کے محل کے سراپا موتیوں سے جڑے ہوئے، یہ کس نبی کے ہیں، یا کس صدیق کے، یا کس شہید کے، مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اس کے ہیں جو قیمت دے کہا اے رب میرے بھلا ان کی

قیمت کون دے سکتا ہے فرمایا تو۔ عرض کی کیوں کر، فرمایا کہ یوں کر اپنے بھائی کو معاف کر دے، کہا اے رب میرے یہ بات ہے تو میں نے معاف کیا، مولیٰ جل مجدہ نے فرمایا اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں لے جا۔

اصلاح ذات البین

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بیان کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں صلح کرو کہ مولیٰ عزوجل قیامت کے دن مسلمانوں میں صلح کرائے گا۔

(حاکم، بیہقی، ابویعلی)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مخلوق روز قیامت بہم ہوگی ایک منادی رب العزت جل وعلا کی طرف سے ندا کرے گا اے مجمع والو آپس کے مظلموں کا تدارک کرلو اور تمہارا ثواب میرے ذمہ ہے۔ (طبرانی)

ایک اور حدیث میں ہے اللہ عزوجل روز قیامت سب اگلوں پچھلوں کو ایک زمین میں جمع فرمائے گا پھر زیر عرش سے منادی ندا کرے گا اے توحید والو مولیٰ تعالیٰ نے تمہیں اپنے حقوق معاف فرمائے لوگ کھڑے ہو کر آپس کے مظلموں میں ایک دوسرے سے لپٹیں گے منادی پکارے گا اے توحید والو ایک دوسرے کو معاف کر دو اور ثواب دینا میرے ذمہ ہے۔

(طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۴۹، ۵۰]

حقوق اللہ کی معافی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ اسی مضمون کو ایک اور مقام پر اختصار کے ساتھ یوں بیان فرماتے ہیں:

حقوق اللہ معاف ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

اوّل: توبہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ (الشوریٰ، ۲۵)

دوم: عفوِ الٰہی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ جسے چاہے بخشدے گا اور جسے چاہے عذاب دے گا۔ (البقرہ، ۲۸۴)

حقوق العباد کی معافی

حقوق العباد معاف ہونے کی بھی دو صورتیں ہیں:

● جو قابل ادا ہے ادا کرنا ● ورنہ ان سے معافی چاہنا۔

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس کے ذمہ اپنے بھائی کا آبرو وغیرہ کسی بات کا مظلمہ ہو اسے لازم ہے کہ یہیں اس سے معافی چاہ لے قبل اس وقت کے آنے کے کہ وہاں نہ روپیہ ہوگا نہ اشرفی، اگر اس کے پاس کچھ نیکیاں ہوں گی تو بقدر اس کے حق کے اس سے لیکر اسے دی جائے گی ورنہ اسکے گناہ اس پر رکھے جائیں گے۔

(بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۴۳۱]

جانوروں کو بدلہ دلایا جائے گا

حق العبد ہر وہ مطالبۂ مالی ہے کہ شرعاً اس کا ذمہ کسی کے لئے ثابت ہو اور ہر وہ نقصان و آزار جو بے اجازت شرعیہ کسی قول فعل ترک سے کسی کے دین، آبرو، جان، مال یا صرف قلب کو پہنچائے، قیامت کے دن ہر ایک کا بدلہ ہوگا۔

یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک روز قیامت تمہیں اہل حقوق کو ان کے حق ادا

کرنے ہوں گے یہاں تک کہ منڈی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا کہ اسے سینگ مارے۔ (مسلم، احمد)
ایک روایت میں فرمایا یہاں تک کہ چیونٹی سے چیونٹی کا عوض لیا جائے گا۔ (مسند احمد)

اصل مفلس کون ہے

قیامت کے دن روپے اشرفیاں نہیں ہوں گی کہ معاوضۂ حق میں دی جائیں، بندوں کے حقوق میں طریقۂ ادا یہ ہوگا کہ اس کی نیکیاں صاحب حق کو دی جائیں گی اگر ادا ہو گیا غنیمت ورنہ اس کے گناہ اس پر رکھے جائیں گے یہاں تک کہ ترازوئے عدل میں وزن پورا ہو۔

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہے صحابہ نے عرض کی ہمارے یہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس زر و مال نہ ہو، فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز روزے زکوٰۃ لیکر آئے اور یوں آئے کہ اسے گالی دی، اسے زنا کی تہمت لگائی، اس کا مال کھایا، اس کا خون گرایا اسے مارا تو اس کی نیکیاں اسے دی گئیں پھر اگر نیکیاں ہو چکیں اور حق باقی ہیں تو ان کے گناہ لیکر اس پر ڈالے گئے پھر جہنم میں پھینک دیا گیا۔ (مسلم)

خلاصۂ کلام

غرض حقوق العباد بے ان کی معافی کے معاف نہ ہوں گے۔
اس لئے مروی ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت زنا سے سخت تر ہے، کسی نے عرض کی یہ کیوں کر؟ فرمایا زانی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور غیبت والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی ہے۔ (ابن ابی الدنیا، طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص ۴۸، ۴۹]

❁❁❁

اُخُوّت و بھائی چارگی

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر انسیت و محبت کا ایک عظیم عنصر و جذبہ رکھا ہے، یہ آپس میں میل جول کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں انسان کی زندگی میں سنجیدگی و سادگی اسی وقت کار فرما ہوتی ہے جب کہ وہ اسلامی آداب و اصول پر عمل کرے ورنہ اس کے بغیر انسان کبھی فرعون و نمرود ہوتا ہے اور کبھی شیطان و حیوان، انسانی صلاح و فلاح، اور آپس کی ہمدردیوں سے ہی صالح معاشرہ تشکیل پاتا ہے، انسان جب ایک دوسرے کی مصیبت و مشکل میں کام آتا ہے تو یہی اس کے بھائی چارے کی واضح دلیل ہوتی ہے اور انسان جب اپنے ماحول میں ایک دوسرے کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ انسانی اخوت و مواسات کا پیغام احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

مسلمان کی اعانت

مسلمان کی اعانت حضرت حق عزوجل کو نہایت پسند ہے۔
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی مسلمانوں کی مدد میں ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو اپنے بھائی مسلمان کے کام میں ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں ہو اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے اللہ تعالیٰ اس کے عوض قیامت کی مصیبتوں سے ایک مصیبت اس پر سے دور فرمائے۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد)

مسلمان کا دل خوش کرنا

مسلمان کا دل خوش کرنے کی برابر اللہ عزوجل کو فرائض کے بعد کوئی عمل محبوب نہیں
، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ مسلمان کا دل خوش کرنا ہے۔ (طبرانی)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک موجبات مغفرت سے ہے تیرا اپنے بھائی مسلمان کو خوش کرنا۔ (طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۵۳، ۵۵۴]

مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچائے تو لازم و مناسب ہے کہ پہنچائے۔ (مسلم، مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۵۶]

مسلمان کی طرف گناہ کی نسبت کرنی

آج کل لوگ ذرا سی بات پر ایک دوسرے کے خلاف غلط افواہیں پھیلاتے اور اس کی طرف گھنونی باتیں منسوب کرتے ہیں اسلام نے بلا وجہ شرعی قبیح باتوں کی دوسرے کی طرف نسبت کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی باتیں ناپسند ہیں۔ (مرتب)

امام غزالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں:

کسی مسلمان کو کسی کبیرہ کی طرف بے تحقیق نسبت کرنا حرام ہے، ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم شقی خارجی نے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو شہید کیا کہ یہ بتواتر ثابت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۱۱)

بلا وجہ مسلمان کی تحقیر حرام ہے

بعض اپنی بڑائی و ناموری ثابت کرنے کے لئے دوسرے کی تحقیر و توہین کرتے ہیں شرعاً ایسا کرنا حرام ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی عزت و آبرو کو محفوظ فرمادیا ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہر مسلمان کے جان و مال، عزت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہیں، آدمی کی برائی سے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی مسلمان کی تحقیر و تذلیل کرے۔

(ت) (ابوداؤد، ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۲۴]

ایک بڑی عاقلانہ خصلت

اے عزیز مدارات خلق و الفت و موانست اہم امور سے ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ میں لوگوں سے محبت و دلجوئی کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ (ت) (طبرانی)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اللہ عزوجل پر ایمان لانے کے بعد سب سے بڑی عقلمندی یہ ہے کہ لوگوں سے محبت کی جائے۔ (ت) (طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ۱۱۲]

باوجود استطاعت مومن کی مدد نہ کرنا موجب رسوائی

مومن آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں وقت ضرورت مسلمان کی مدد کرنا فرض ہے قدرت کے باوجود اگر کوئی مسلمان کی مدد نہ کرے تو قیامت کے دن اس کی رسوائی ہوگی۔ (مرتب)

مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کے پاس کسی مومن کی تذلیل و توہین کی جائے اور وہ قدرت کے باوجود اس کی مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے برسر مجلس رسوا کرے گا۔ (ت) (مسند احمد)

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو کسی مسلمان کو دھوکا دے یا اسے تکلیف پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر و حیلہ سے پیش آئے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ (ت) (طبرانی، امام رافعی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۱]

بے وجہ، مسلمان کی تحقیر و ایذا حرام

بلا وجہ شرعی کسی مسلمان جاہل کی بھی تحقیر حرام قطعی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: آدمی کے بد ہونے کو یہ بہت ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی تحقیر کرے مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون، آبرو، مال۔ (مسلم)

اسی طرح کسی مسلمان جاہل کو بھی بے اذن شرع گالی دینا حرام قطعی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

اور فرماتے ہیں ﷺ مسلمان کو گالی دینے والا اس کی مانند ہے جو عنقریب ہلاکت میں پڑا چاہتا ہے۔ (مسند احمد، بزار)

بے سبب شرعی ایذائے مسلم حرام ہے۔ (مرتب)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے

مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ (طبرانی)

جب عام مسلمانوں کے باب میں یہ احکام ہیں تو علمائے کرام کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: علماء کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق۔ (کتاب التوبیخ)

دوسری حدیث میں ہے جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں۔

(احمد، حاکم، طبرانی) (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۴۰)

مسلمان سے قطع تعلق کی شناعت

مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں آپس میں افتراق و اختلاف مناسب نہیں بلکہ بلاوجہ شرعی تین دن سے زیادہ مسلمانوں سے قطع تعلق حرام ہے۔ (مرتب)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: آدمی کو حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے راہ میں ملیں تو یہ ادھر منہ پھیر لے، وہ ادھر منہ پھیر لے اور ان میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے یعنی ملنے کی پہل کرے۔

(بخاری، مسلم)

دوسری حدیث میں ہے کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ کسی مسلمان سے تین رات سے زیادہ تعلق قطع کرے جب تین راتیں گزر جائیں تو لازم ہے کہ اس سے ملے اور اسے سلام کرے اگر سلام کا جواب دے تو دونوں ثواب میں شریک ہوں گے اور وہ جواب نہ دے گا تو سارا گناہ اسی کے سر رہا یہ سلام کرنے والا قطع کے وبال سے نکلے گا۔ (ابوداؤد)

تیسری حدیث میں ہے مسلمان کو حرام ہے کہ مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے جو تین رات سے زیادہ چھوڑے اور اسی حالت میں مرے وہ جہنم میں جائے گا۔ (احمد، ابوداؤد) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۵۲]

احادیث سے صلہ رحمی و حسن سلوک کی برکات

مسلمان سے حسن سلوک اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی بہترین نیکی ہے نیک سلوک کرنے والے کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادیتا ہے اور اسے بری موت سے نجات دیتا ہے۔ متعدد احادیث میں حسن سلوک و صلہ رحمی کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ (مرتب)

حدیث ۱: جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت، مال میں برکت ہو، وہ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے۔ (بخاری)

حدیث ۲: جسے خوش آئے کہ اس کی عمر دراز، رزق وسیع اور بری موت دفع ہو وہ اللہ سے ڈرے اور اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے۔ (حاکم، بزار)

حدیث ۳: قریبی رشتہ داروں سے نیک سلوک، مال کا بہت بڑھانے والا، آپس میں بہت محبت دلانے والا، عمر کا زیادہ کرنے والا ہے۔ (طبرانی)

حدیث ۴: مسلمان اور ایمان کی کہاوت ایسی ہے جیسے چراگاہ میں گھوڑا اپنی رسی سے بندھا ہوا، کہ چاروں طرف چر کر پھر اپنی بندش کی طرف پلٹ آتا ہے، یوں ہی مسلمان سے بھول ہو جاتی ہے پھر ایمان کی طرف رجوع لاتا ہے تو اپنا کھانا

پرہیز گاروں کو کھلاؤ اور اپنا نیک سلوک سب مسلمانوں کو دو۔ (بیہقی، ابونعیم)

حدیث ۵: صلۂ رحم سے عمر بڑھتی ہے۔ (قضاعی، کنز العمال)

حدیث ۶: بیشک سب نیکیوں میں جلد تر ثواب میں صلۂ رحم ہے یہاں تک کہ گھر والے فاسق بھی ہوں تو ان کے مال زیادہ ہوتے ہیں اور ان کے شمار بڑھتے ہیں جب آپس میں صلۂ رحم کریں۔ (طبرانی)

حدیث ۷: کوئی گھر والے ایسے نہیں کہ آپس میں صلۂ رحم کریں پھر محتاج ہو جائیں۔ (ابن حبان)

حدیث ۸: صلۂ رحم اور نیک خوئی اور ہمسایہ سے نیک سلوک شہروں کو آباد اور عمروں کو زیادہ کرتے ہیں۔ (احمد)

حدیث ۹: نیک سلوک کے کام، بری موتوں، آفتوں، ہلاکتوں سے بچاتے ہیں اور دنیا میں احسان والے وہی آخرت میں احسان والے ہوں گے۔ (مستدرک حاکم، کنز العمال)

حدیث ۱۰: بھلائی کے کام بری موتوں سے بچاتے ہیں اور پوشیدہ خیرات رب کا غضب بجھاتی ہے اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک عمر میں برکت ہے اور ہر نیک سلوک (کچھ ہو، کسی کے ساتھ ہو) سب صدقہ ہے اور دنیا میں احسان والے وہی آخرت میں احسان پائیں گے، اور دنیا میں بدی والے وہی عقبیٰ میں بدی دیکھیں گے اور سب میں پہلے جو بہشت میں جائیں گے وہ نیک برتاؤ والے ہیں۔ (طبرانی)

حدیث ۱۱: بیشک مغفرت واجب کر دینے والی چیزوں میں ہے تیرا اپنے بھائی مسلمان کا جی خوش کرنا۔ (طبرانی)

حدیث ۱۲: اللہ تعالیٰ کے فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ پیارا عمل مسلمان کا جی خوش کرنا ہے۔
(طبرانی) (رسالہ راد القحط والوباء)

بلاوجہ شرعی اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو ستائے یا ظلم و زیادتی کرے قیامت کے دن اس کا بدلہ ضرور ہوگا، سچا پکا مسلمان وہ ہے جس کی طرف حدیث اشارہ فرماتی ہے۔ (مرتب)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان وہ ہے کہ دوسرے مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے امان میں رہیں۔ یعنی نہ زبان سے گالی گلوج وغیرہ سے تکلیف دی جائے نہ ہاتھ وغیرہ سے۔ (بخاری) (رسالہ صفائح اللجین)

بھائی کا عذر قبول نہ کرنا، حرماں نصیبی ہے

اگر کسی مسلمان سے کوئی غلطی اور کوتاہی ہو جائے اور وہ اپنی خامیوں پر نادم و شرمسار ہو کر اپنے مسلمان بھائیوں سے معافی مانگے اور عذر خواہی کرے تو مسلمانوں پر اسکا عذر قبول کرنا لازم ہے۔ (مرتب)

اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

مسلمان بھائی کی توبہ قبول کرنی واجب ہے، اللہ عزوجل خود اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ قرآن عظیم میں ہے، اللہ ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا۔ (الشوریٰ، ۲۵)

اور فرماتا ہے:

کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (التوبہ، ۱۰۴)

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی معذرت کرتا

ہوا آئے اس پر لازم ہے کہ اس کا عذر قبول کرے چاہے وہ حق پر ہو یا ناحق پر، اگر عذر قبول نہ کرے گا تو روز قیامت حوض کوثر پر میرے حضور حاضر ہونا نصیب نہ ہوگا۔ (حاکم) [فتاوی رضویہ ج ۶ ص ۱۱۷]

پڑوسی کے حقوق کی رعایت لازم

مسلمان پڑوسی کے بہت حق ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جبریل مجھ سے پڑوسی کے حق کی تاکیدیں بیان کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ اسے ترکہ کا وارث کردیں گے۔ (بیہقی)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہمسائے کا ہمسائے پر حق یہ ہے کہ

(۱) بیمار پڑے تو تو اس کے پوچھنے کو جائے۔
(۲) مرے تو اسکے جنازہ کے ساتھ جائے۔
(۳) وہ تجھ سے قرض مانگے تو اسے قرض دے۔
(۴) اس کا کوئی عیب معلوم ہو جائے تو اسے چھپائے۔
(۵) اسے کوئی بھلائی پہنچے تو تو اسے مبارکباد دے۔
(۶) کوئی مصیبت پڑے تو اسے دلاسا دے۔
(۷) اپنی دیوار اس کی دیوار سے اتنی اونچی نہ کر کہ اس کے مکان کی ہوا رکے۔
(۸) اپنی دیگچی کی خوشبو سے اسے ایذا نہ دے مگر یہ کہ اس کھانے میں سے اسے بھی حصہ دے۔ (طبرانی)

(یعنی تو امیر ہے اور وہ غریب اور تیرے یہاں عمدہ کھانے پکتے پکاتے ہیں، خوشبو اسے پہنچے گی، وہ ان پر قادر نہیں، اس سے ایذا پائے گا لہٰذا اس میں سے اسے بھی دے کہ وہ ایذا خوشی سے بدل جائے۔)

انتباہ

رافضی وہابی اگر پڑوس میں ہوں ان کا کوئی حق نہیں کہ وہ مرتد ہیں، نہ کسی کافر غیر ذمی کا، اور یہاں کے سب کافر ایسے ہی ہیں، ان کے بارے میں صرف اتنا ہی ہے کہ ان سے غدر و بدعہدی جائز نہیں۔

[احکام شریعت اول، ص ۱۲۰]

❀❀❀

بغض وحسد کی برائیاں

بغض وحسد انسان کے اندر ایسا برا وصف ہے جس سے دونوں جہان کی بھلائیاں رک جاتی ہیں، اور وہ دنیا وآخرت میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے، مومن آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں اس لئے آپس میں مل جل کر رہنا چاہئے۔ بغض وحسد سے دوسرے کا نقصان تو کچھ نہ ہوگا البتہ وہ خود نقصان وگناہ میں مبتلا ہوگا۔ (مرتب)

حسد جہنم میں لیجاتا ہے رب العزت تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ رتبہ دیا کہ تمام ملائکہ سے سجدہ کرایا شیطان نے حسد کیا وہ جہنم میں گیا، دنیا میں اگر کسی کو اپنے سے زیادہ دیکھے شکر بجالائے کہ مجھے اتنا مبتلا نہ کیا اور دین میں دیکھے تو اس کی دست بوسی کرے، اسے مانے، کسی پر حسد کرنا رب العزت پر اعتراض ہے کہ اسے کیوں زیادہ دیا اور مجھے کیوں کم رکھا۔ [الملفوظ دوم، ص ۹۵]

ایمان اور حسد

نیکیوں سے ایمان مضبوط وقوی ہوتا ہے اور حسد ایمان کو کمزور وتباہ کر دیتا ہے یہ دونوں متضاد وصف ہیں اس لئے یہ دونوں ایک ساتھ بندۂ مومن میں جمع نہیں ہوتے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بندۂ مومن کے دل میں ایمان وحسد دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہوں گے۔ (ت) (ابن حبان، بیہقی)

حسد کی آگ میں نیکیوں کا جلنا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: حسد سے بچو کیوں کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو یا گھاس کو کھاتی ہے۔

(ت) (ابوداؤد، ابن ماجہ)

ایک روایت میں ہے کہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ (ت) (ابن حبان، بیہقی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حسد ایمان کو تباہ وبرباد کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو۔ ایلوا ایک درخت کا رس ہے جو سخت کڑوا ہوتا ہے۔ (ت) (مسند الفردوس) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۱]

- حسد یہ ہے کہ آدمی دوسرے کی نعمت کے زوال کا خواہاں ہو کہ یہ نعمت اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے۔
- رشک یہ ہے کہ آدمی دوسرے کی نعمت وترقی دیکھ کر یہ خواہش کرے کہ یہ نعمت اس کے پاس بھی رہے اور مجھے بھی ملے۔

علماء فرماتے ہیں کہ رشک کرنا جائز ہے اور حسد کرنا حرام ہے بلکہ حسد کرنے میں اپنا ہی نقصان ہے۔ (مرتب)

مسلمان سے بغض رکھنا حرام ہے

مسلمان سے بلاوجہ شرعی کینہ وبغض رکھنا حرام ہے اور بلا مصلحت شرعیہ تین دن سے زیادہ سلام وکلام کا ترک بھی حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: آپس میں بغض وحسد نہ کرو، ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دو تم تو اللہ کے

بندے ہو بھائی بھائی ہو جاؤ۔ (ت) (بخاری)

دوسری حدیث میں ہے مسلمان کا اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ تک چھوڑے رہنا، ان سے سلام وکلام نہ کرنا حلال نہیں ہے۔ (ت) (ابوداود) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۱۱]

اعلیٰ حضرت کا حسد سے گریز

مومن کی شان یہ ہے کہ کسی دوسرے مومن کو اس کی زبان اور ہاتھ سے کوئی تکلیف وایذا نہ پہنچے بلکہ اس کی زندگی اچھائیوں کا مجموعہ اور دوسروں کے لئے ایک پاکیزہ نمونہ ہو معاشرہ کا ہر فرد اگر ان باتوں کا عامل وپابند ہو جائے تو وہ معاشرہ اسلامی اور اسلاف کی یادگار ہو جائے۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ خود اپنے متعلق ایک مقام پر بطور تشکر وتحدیث نعمت کے تحریر فرماتے ہیں:

فقیر میں لاکھوں عیوب ہیں مگر بحمد اللہ تعالیٰ میرے رب نے مجھے حسد سے بالکل پاک رکھا ہے۔ اپنے سے جسے زیادہ پایا اگر دنیا کے مال ومنال میں زیادہ ہے، قلب نے اسے اندر سے حقیر جانا، پھر حسد کیا حقارت پر؟ اور اگر دینی شرف وافضال میں زیادہ ہے، اس کی دست بوسی وقدم بوسی کو اپنا فخر جانا، پھر حسد کیا اپنے معظم بابرکت پر؟ اپنے میں جسے حمایت دین میں دیکھا اس کے نشر فضائل اور خلق کو اس کی طرف مائل کرنے میں تحریر وتقریر سے کوشاں رہا۔ اس کے لئے عمدہ القاب وضع کرکے شائع کیے، جس پر میری کتاب "المعتمد المستند" وغیرہ شاہد ہیں۔ حسد شہرت طلبی سے پیدا ہوتا ہے اور میرے رب کریم کے وجہ کریم کے لئے حمد ہے کہ میں نے کبھی اس کے لئے خواہش نہ کی بلکہ ہمیشہ اس سے نفور وگوشہ نشینی کا دلدادہ رہا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۳۳]

✿✿✿

سلام کے احکام و آداب

سلام ایک مفید دعا اور آپس میں میل محبت پیدا ہونے کا ذریعہ ہے سلام کی پابندی سے آپس کے اختلافات اور بغض و حسد دور ہو سکتے ہیں، سلام کے آداب و احکام سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

بے وضو یا بے غسل سلام کا جواب دینا

سلام شروع ملاقات کے وقت ہے، دیر کے بعد یا کچھ کلام کر کے، سلام کرنا خلاف سنت ہے۔

بے وضو خصوصاً جنب ہے اور کسی نے سلام کیا، یا کوئی سامنے آیا اور خود اسے سلام کرنا ہے اور سلام نام الٰہی عزوجل ہے، بے طہارت لینا نہ چاہا اور وضو کرے تو سلام فوت ہوتا ہے کہ جواب میں اتنی تاخیر کی اجازت نہیں، اور سلام بھی شروع ملاقات پر ہے، دیر کے بعد نہیں، لہٰذا اجازت ہے کہ تیمم کر کے جواب دے، یا سلام کرے۔

مسئلہ کا جواب خود فعل اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت کہ ایک صاحب گزرے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ قریب ہوا کہ وہ گلی سے گزر جائیں حضور نے تیمم فرما کر جواب دیا اور ارشاد فرمایا، ہم کو جواب دینے سے مانع نہ ہوا مگر یہ کہ اس وقت وضو نہ تھا۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۶۱۹]

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہ جمل کی طرف سے تشریف لا رہے تھے ایک شخص نے سلام کیا حضور نے دیوار سے تیمم فرما کر ان کے سلام کا جواب دیا۔ (ت) (بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۶۶۸]

بحالت استنجا سلام ممنوع ہے

استنجا کرنے والے کو سلام نہ کیا جائے، نہ وہ کسی کو سلام کرے اور نہ سلام کا جواب دے۔ [فتاویٰ رضویہ ۲، ص ۱۵۲]

سلام کی جگہ گالی

مسلمانوں کو فحش و منکرات اور بری باتوں سے احتراز و اجتناب کرنا لازم ہے، گالی گلوچ وغیرہ سے زبان کو روکنا ضروری ہے حدیث پاک میں ہے کہ مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے، مگر آج کل لوگ عام بول چال میں گالیاں بکتے اور انہیں برا نہیں سمجھتے ہیں گالی تو کسی کا سخن تکیہ اور کسی کے محاورے میں آچکی ہے خدارا ان برائیوں سے زبان کو آلودہ کرنے سے بچنا چاہئے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ارشاد فرماتے ہیں:

حدیث میں ہے ایک وہ زمانہ آنے والا ہے کہ لوگوں میں ان کی تحیت کی جگہ گالی ہوگی، میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا، سلام کی جگہ گالی بکتے ہوئے۔ [الملفوظ چہارم، ص ۱۷]

غیر مسلم کو سلام کرے یا نہیں؟

سلام ایک عظیم دعا ہے مسلمان جب کسی مسلمان کو سلام کرتا ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو، سلامتی وغیرہ کی دعا مسلمان کے لئے جائز ہے کافر کے لئے نہیں اسلئے۔ (مرتب)

کافر کو بے ضرورت سلام کی ابتدا نا جائز ہے، اس پر حدیث وفقہ کے شواہد موجود ہیں۔ اور ہندوستان میں تحیت کے وہ طریقے جاری ہیں کہ بضرورت بھی انہیں سلام شرعی کرنے کی حاجت نہیں مثلاً یہی کافی کہ لالہ صاحب، بابو صاحب، منشی

صاحب، یا بے سر جھکائے سر پر ہاتھ رکھ لینا وغیر ذلک۔

کافر اگر بے لفظ سلام، سلام کرے تو ایسے ہی الفاظ رائجہ جواب میں بس ہیں اور بلفظ سلام ابتدا کرے تو علماء فرماتے ہیں جواب میں وعلیک کہے، مگر یہ لفظ یہاں اہل اسلام سے مخصوص ٹھہرا ہوا ہے اور وہ کافر بھی اسے جواب سلام نہ سمجھے گا بلکہ اپنے ساتھ استہزا خیال کرے گا تو جس لفظ سے مناسب جانے جواب دے اگرچہ سلام کے جواب میں سلام ہی کہہ کر۔

[فتاویٰ رضویہ ج۹ ص ۶۵]

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے۔

کافر یا مبتدع یا فاسق کو سلام کرنے کی صحیح ضرورت پیش آئے تو لفظ سلام نہ کہے بلکہ ہاتھ اٹھانے یا اور کوئی لفظ کہ نہ سلام ہو نہ تعظیم، کہنے پر قناعت کرے، یا مجبور ہو تو آداب کہے یعنی آ میرے پاؤں داب، یا آداب شریعت کہ تو نے اپنے فسق سے ترک کردیئے ہیں بجالا۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص ۳۰۳]

گھر میں داخل ہونے کے بعد سلام کرنا

سلام چونکہ ایک اچھی دعا ہے اسلئے جب آدمی باہر سے اپنے گھر کے اندر آئے تو گھر والوں کو سلام کرے اس سے برکت ورحمت نازل ہوگی اور اس گھر میں شیطان کا داخلہ نہیں ہوگا۔ (مرتب)

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے:

جب تم گھروں میں جاؤ تو سلام کرو اپنی جانوں پر ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کی طرف سے برکت والی پاکیزہ۔ (النور، ۶۱)

یعنی بعض آدمی بعض کو سلام کرے یہ اس وقت ہے کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنی بیوی اور جو لوگ گھر کے اندر ہوں انہیں سلام کرے۔ (ت) (معالم التنزیل)

قتادہ کہتے ہیں کہ جب تم اپنے گھر میں آؤ گھر والوں کو سلام کرو یہ لوگ دوسرے لوگوں کے اعتبار سے سلام کے زیادہ مستحق ہیں۔ (ت) (معالم التنزیل)

حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے میرے بیٹے جب تو اپنے اہل پر داخل ہو تو سلام کر وہ برکت ہوگا تجھ پر اور تیرے اہل خانہ پر۔ (ترمذی)

دوسری حدیث میں ہے جب تم اپنے گھروں میں جاؤ تو اہل خانہ پر سلام کرو کہ جب تم میں کوئی گھر میں جاتے سلام کرتا ہے تو شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا۔ (خرائطی مکارم الاخلاق)

علامہ مجد الدین فیروز آبادی صراط مستقیم میں فرماتے ہیں:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رات کو مکان میں تشریف فرما ہوتے ایسی آواز سے سلام فرماتے کہ جاگتے سن لیتے اور سوتے نہ جاگتے۔

شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں:

گھر میں داخل ہوتے وقت اہل خانہ پر سلام کرنا سنت ہے۔ (ت)

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کاشانہ اقدس میں تشریف

فرما ہوتے پہلے مسواک فرماتے۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

شرح جامع صغیر میں ہے، یہ مسواک اپنے اہل پاک پر سلام فرمانے کے لئے تھی کہ سلام معظم نام ہے تو اس کے ادا کو مسواک، فرماتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؛

ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات پر گزرنا شروع کرتے ان میں ہر ایک پر سلام فرماتے اور سلام علیکم کے بعد مزاج پرسی کرتے۔ (مسلم)

حضرت انس سے دوسری روایت میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور میں سایہ دار ہمراہ تھا ازواج مطہرات کے حجروں پر تشریف لیجاتے اور انہیں سلام فرماتے۔ (مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۸۹، ۹۰]

کس کس کو سلام کرنا منع ہے

- بدمذہب کو سلام کرنا حرام ہے۔
- فاسق کو سلام کرنا ناجائز ہے۔
- جو برہنہ ہو، یا استنجا کرے، اسے سلام نہ کرے۔
- جو کھانا کھا رہا ہو اسے سلام نہ کرے۔
- جو اذان، یا تلاوت، یا کسی طرح ذکر میں مشغول ہو اسے سلام نہ کرے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۳۰۳]

ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تلاوت قرآن کرنے والے کو سلام کرنے سے متعلق فرماتے ہیں:

قرآن شریف پڑھنے والے پر سلام کرنا ناجائز ہے اور اسے اختیار ہے کہ جواب نہ دے اور قرآن پڑھنے والے کو دوسرے پر سلام کرنے کی اجازت ہے جبکہ وہ معظم دینی ہو یا اسے سلام نہ کرنے میں اندیشہ مضرت ہو۔

یوں ہی یہ مسئلہ ہے کہ قرآن شریف پڑھنے میں کسی کی تعظیم کو قیام جائز نہیں مگر باپ یا علم دین کا استاذ، یا پیر و مرشد، یا عالم دین، یا بادشاہ اسلام یا مجبوری اس کے لئے اگر قیام نہ کرے تو اس سے ضرر پہنچنے کا ظن غالب ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۳۳۰]

سلام اور جواب سلام کا اسلامی طریقہ

سلام کرنے اور جواب دینے کا جو اسلامی طریقہ ہے وہی محبوب ہے اس کے علاوہ دور جدید میں جو مختلف طریقے رائج ہیں وہ پسندیدہ و جائز نہیں، شریعت اسلامیہ نے قدم قدم پر ہماری رہنمائی فرمائی ہمیں اسی کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔ (مرتب)

سلام سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

السلام علیکم کے جواب میں السلام علیکم کہنے سے جواب ادا ہو جائے گا اگرچہ سنت یہ ہے کہ وعلیکم السلام کہے، آداب، تسلیمات، بندگی، کہنا ایک مہمل بات اور خلاف سنت ہے اس کا جواب کچھ ضرور نہیں، وہاں مصلحت پر نظر کرے اگر صورت یہ ہے کہ اس کے جواب نہ دینے سے وہ متنبہ ہوگا اور آئندہ خلاف سنت سے باز رہے گا تو کچھ جواب نہ دے اور اگر وہ دنیا کے اعتبار سے بڑا شخص ہے اور اسے جواب نہ دینے میں ضرر و ایذا کا اندیشہ ہے تو ویسا ہی کوئی مہمل جواب دیدے، اسی طرح اگر

اسے جواب نہ دینے سے کینہ پیدا ہوگا یا اپنی ناواقفی کے باعث اس کی دل شکنی ہوگی جب بھی جواب دینا اولیٰ ہے۔

اور سلام جب مسنون طریقہ سے کیا گیا ہو اور سلام کرنے والا سنی مسلمان صحیح العقیدہ ہو تو جواب دینا واجب ہے اور اس کا ترک گناہ، مگر اجنبی جوان عورت اگر سلام کرے تو دل میں جواب دینا چاہئے۔

سلام کرنے میں کم از کم السلام علیکم اور اس سے بہتر ورحمۃ اللہ ملانا اور سب سے بہتر وبرکاتہ شامل کرنا اور اس پر زیادت نہیں۔ پھر سلام کرنے والے نے جتنے الفاظ میں سلام کیا ہے جواب میں اتنے کا اعادہ تو ضرور ہے اور افضل یہ ہے کہ جواب میں زیادہ کہے اس نے السلام علیکم کہا تو یہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہے۔ اور اگر اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو یہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے، اور اگر اس نے وبرکاتہ تک کہا تو یہ بھی اتنا ہی کہے کہ اس سے زیادت نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۵۴]

مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا

محارم و ازواج پر سلام مطلقاً (جائز) ہے اور اجنبیات میں جوانوں کو سلام نہ کیا جائے، بوڑھیوں کو کیا جائے بلکہ جوان عورتیں اگر سلام کریں تو جواب دل میں دیا جائے انہیں نہ سنائے حالانکہ جواب دینا واجب ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ مطلقاً السلام علیکم ہے یعنی مرد عورت دونوں کے سلام کا طریقہ یہی ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۵۶]

بدمذہبوں کو سلام کرنے کی ممانعت

سلام ایک قسم کی تعظیم ہے اور بد مذہب قابل تعظیم نہیں بلکہ وہ لائق توہین و تذلیل ہیں ایک حدیث میں ہے کہ جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے جب فاسق کی تعریف کا یہ حال ہے تو بد مذہب یا بدعتی کی تعریف اور اس کی تعظیم کا کیا حال ہوگا۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی بدمذہب کو سلام کرے یا اس سے بکشادہ پیشانی ملے یا ایسی بات کے ساتھ اس سے پیش آئے جس میں اس کا دل خوش ہو اس نے اس چیز کی تحقیر کی جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اتاری گئی۔ (خطیب)

دوسری حدیث میں ہے: جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی اس نے دین اسلام کے ڈھادینے پر مدد دی۔ (طبرانی)

(عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں کسی نے ایک شخص کا سلام پہنچایا فرمایا اسے میرا سلام نہ کہنا کہ میں نے سنا ہے اس نے بدمذہبی نکالی ہے۔ (مرتب) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۵۷]

ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا

ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا اس وقت جائز ہے جب کہ اشارہ کے ساتھ زبان سے بھی کہے ورنہ صرف اشارہ کرنا یا انگلی اٹھانا، یا ہاتھ کو سر پر رکھنا وغیرہ یہ سب سلام نہیں، بلکہ انگلی یا ہتھیلی کے اشارے سے سلام کرنا، یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے غیروں کی شکل بنے، نہ یہود سے مشابہت پیدا کرو نہ نصاریٰ سے کہ یہود کا سلام انگلی سے اشارہ کرنا ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی سے اشارہ۔

(ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۹۸]

مصافحہ ومعانقہ

مسلمانوں کے آپس میں ملنے پر مصافحہ یا معانقہ کرنا خلوص ومحبت کی دلیل ہے جب مومن ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں تو دونوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اس میں جو پہل کرے گا۔ اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔ (مرتب)

معانقہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

کپڑوں کے اوپر معانقہ جہاں خوف فتنہ شہوت نہ ہو بلاشبہ مشروع ہے اس کے جواز پر تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع، اور سفر وغیر سفر میں بشرائط مذکورہ مطلقاً جائز تخصیص سفر کی حدیث وفقہ سے ثابت نہیں۔

ابو جعفر عقیلی حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معانقہ کا مسئلہ دریافت کیا ارشاد فرمایا تحیت ہے امتوں کی اور اچھی دوستی ہے ان کی اور بیشک پہلے جس نے معانقہ کیا اللہ کے خلیل ابراہیم ہیں۔ علیہ الصلاۃ والسلام۔ (ابو جعفر عقیلی)

اس حدیث میں تصریح ہے کہ معانقہ محبت کی زیادتی پر ایک قوی دلیل ہے۔

اگر دونوں ننگے بدن ہوں تو اس صورت کو بعض روایات میں مکروہ کہا ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یوں بھی کچھ حرج نہیں۔ بیشک جہاں خوف فتنہ ہو مثلاً عورت یا امرد خوبصورت سے معانقہ کرنا خصوصاً جبکہ بنظر شہوت ہو تو اس صورت کی کراہت وعدم جواز میں کسی کو کلام نہیں۔

متعدد صحابہ کو حضور نے گلے لگایا

احادیث کثیرہ میں وارد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام سے بارہا بحالت سفر اور بلاسفر معانقہ فرمایا اور اسے جائز رکھا۔

جب زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے معانقہ کیا اور بوسہ دیا۔ (ترمذی)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگایا اور بوسہ دیا۔ (ابوداؤد، بیہقی)

طبرانی جناب ہالہ بن ابی ہالہ فرزند ارجمند حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور آرام فرماتے تھے ان کی آواز سن کر جاگے اور انہیں سینۂ اقدس سے لگایا اور بغایت محبت فرمایا ہالہ ہالہ ہالہ۔ (طبرانی)

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے ایک غدیر میں تشریف لے گئے پھر فرمایا ہر شخص اپنے اپنے یار کی طرف پیرے اور خود حضور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیر گئے اور انہیں گلے لگا کر فرمایا یہ میرا یار ہے۔

(طبرانی، ابن شاہین کتاب السنۃ)

ایک بار حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے حضور نے اپنے

بدن اقدس سے چپٹا لیا۔ (احمد، ابویعلی)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملتا حضور مجھ سے مصافحہ فرماتے، ایک دن میرے بلانے کو آدمی بھیجا میں گھر میں نہ تھا جب آیا خبر پائی حاضر ہوا حضور نے مجھے اپنے بدن سے لپٹا لیا۔ (ابوداؤد)

بعض صحابہ کا حضور سے معانقہ

بھیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اذن لیکر قمیص مبارک کے اندر اپنا سر لے گئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گلے لگا کر بوسہ دینا شروع کیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا چیز روکنا جائز نہیں، فرمایا پانی۔ (مسند احمد، ابوداؤد، نسائی)

ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کرتہ اٹھانے کو عرض کیا حضور نے اپنے بدن اقدس سے کرتہ اٹھا دیا وہ حضور کو لپٹ گئے اور تہیگاہ اقدس پر بوسہ دیا اور حضور نے منع نہ فرمایا۔ (ابوداؤد) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۰۱، ۱۱۱]

حضور نے حسن و حسین کو گلے لگایا

ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا حضرت زہرا نے بھیجنے میں کچھ دیر کی میں سمجھا انہیں ہار پہناتی ہوں گی یا نہلا رہی ہوں اتنے میں دوڑتے ہوئے حاضر آئے گلے میں ہار پڑا تھا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست اقدس بڑھائے حضور کو دیکھ کر امام حسن نے بھی ہاتھ پھیلائے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو لپٹ گئے، حضور نے گلے لگا کر دعاء کی الٰہی میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اسے دوست رکھ، جو اسے دوست رکھے اسے دوست رکھ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ حبہ وبارک وسلم۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر ایک ران پر مجھے بٹھا لیتے اور دوسری پر امام حسین کو اور ہمیں لپٹا لیتے پھر دعاء فرماتے، الٰہی میں ان پر مہر کرتا ہوں تو ان پر رحم فرما۔ (بخاری)

ایک بار دونوں صاحبزادے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آپس میں دوڑ کرتے ہوئے آئے حضور نے دونوں کو لپٹا لیا۔ (مسند احمد)

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا حضور کو اپنے اہل بیت میں سے زیادہ پیارا کون ہے فرمایا حسن و حسین، اور حضور دونوں صاحبزادوں کو حضرت زہرا سے بلوا کر سینے سے لگاتے اور ان کی خوشبو سونگھتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم و بارک وسلم۔ (ترمذی)

حضور نے ابوبکر کو گلے لگایا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ہم خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے ارشاد فرمایا اس وقت تم پر وہ شخص چمکے گا کہ اللہ نے میرے بعد اس سے بزرگ تر و بہتر کسی کو نہ بنایا اور اس کی شفاعت انبیاء کی مانند ہوگی۔ ہم حاضر ہی تھے کہ ابوبکر صدیق نظر آئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کیا اور صدیق کو پیار کیا اور گلے لگایا۔ (خطیب بغدادی)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ کھڑے دیکھا، اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے حضور پر نور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے مصافحہ فرمایا اور گلے لگایا اوران کے دہن پر بوسہ دیا، مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی کیا حضور ابوبکر کا منہ چومتے ہیں فرمایا اے ابوالحسن ابوبکر کا مرتبہ میرے یہاں ایسا ہے جیسا میرا مرتبہ اپنے رب کے حضور۔

(سیرت حافظ عمر بن محمد ملا)

ریاض نضرہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مطولاً صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابتدائے اسلام میں اظہار اسلام اور کفار سے ضرب وقتال فرمانا اوران کے چہرۂ مبارک پر ضرب شدید آنا، اس سخت صدمہ میں بھی حضور اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال رہنا، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دارارقم میں تشریف فرما تھے اپنی ماں سے خدمت اقدس میں لے چلنے کی درخواست کرنا مفصلاً مروی، اس کے آخر میں ہے:

یعنی جب ہلچل موقوف ہوئی اور لوگ سو رہے ان کی والدہ ام الخیر اور حضرت فاروق اعظم کی بہن ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہیں لیکر چلیں، بوجہ ضعف دونوں پر تکیہ لگائے تھے یہاں تک کہ خدمت اقدس میں حاضر کیا دیکھتے ہی پروانہ وار شمع رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گر پڑے اور بوسہ دینے لگے اور صحابہ غایت محبت سے ان پر گرے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے رقت فرمائی۔ (ابن عبدربہ بہجۃ المجالس، ریاض نضرۃ)

حضور نے عثمان کو گلے لگایا

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر فرمایا عثمان کہاں ہیں؟ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے تابانہ اٹھے اور عرض کی حضور میں یہ حاضر ہوں یارسول اللہ فرمایا پاس آؤ، پاس حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سینہ سے لگایا اور آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیا۔ (شرف المصطفیٰ)

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ہم چند مہاجرین کے ساتھ خدمت اقدس حضور سید المرسلین ﷺ میں حاضر تھے، حاضرین میں خلفائے اربعہ وطلحہ وزبیر وعبدالرحمٰن بن عوف وسعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں ہر شخص اپنے جوڑ کی طرف اٹھ کر جائے اور خود حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اٹھ کر تشریف لائے ان سے معانقہ کیا اور فرمایا تو میرا دوست ہے دنیا وآخرت میں۔ (حاکم، ابویعلی)

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ روایت کرتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ کیا اور فرمایا میں نے اپنے بھائی عثمان سے معانقہ کیا جس کے کوئی بھائی ہو اسے چاہئے اپنے بھائی سے معانقہ کرے۔ (تاریخ ابن عساکر)

حضور نے علی کو گلے لگایا

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور نے مولیٰ علی کو گلے لگایا اور پیار کیا اور فرماتے تھے میرا باپ نثار اس وحید شہید پر۔ (ابویعلی)

حضور نے فاطمہ کو گلے لگایا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا سے فرمایا عورت کے حق میں سب سے بہتر کیا ہے عرض کی کہ نامحرم شخص اسے نہ دیکھے حضور نے گلے سے لگایا۔

[فتاوی رضویہ ج ۹، ص ۲۷، ۲۸]

نمازوں کے بعد مصافحہ کی اباحت

شروع ملاقات یا نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ جائز ومباح ہے اس سے مسلمانوں میں انسیت ومحبت بڑھتی ہے،

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

جو لوگ بعد قیام جماعت یا شروع تکبیر آ کر نماز میں شامل ہوئے کہ امام ودیگر مقتدین سے قبل نماز ملاقات نہ کرنے پائے انہیں تو ان سے بعد سلام مصافحہ کرنا قطعاً سنت، اور وہ جو بے لحاظ اس تخصیص کے بعد فجر وعصر یا بعد عصر ومغرب مطلقاً صدہا سال سے مسلمین میں جاری ورائج ہے اس بارے میں اصح یہی ہے کہ جائز ومباح ہے، ہاں جہاں مداومت سے خوف ہو کہ جہال اس خصوصیت خاصہ کو واجب یا سنت نہ سمجھنے لگیں وہاں اہل علم کو مناسب کہ ان اوقات میں کبھی کبھی ترک بھی کر دیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۰]

مصافحہ سے گناہوں کا جھڑنا

جب دو مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے ملتے اور مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان سے مسلمان ملکر سلام کرتا اور ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتا ہے ان کے گناہ جھڑ پڑتے ہیں جیسے پیڑوں کے پتے۔ (طبرانی، بیہقی)

دوسری حدیث میں ہے مسلمان جب اپنے بھائی سے مل کر اس کا ہاتھ پکڑتا ہے ان کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ (طبرانی)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دو مسلمان ملاقات کے وقت ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ان کی دعا قبول فرمائے اور ان کے ہاتھ جدا نہ ہونے پائیں کہ ان کے گناہ بخشدے۔ (بزار)

ایک اور حدیث میں ہے جب دو مسلمان آپس میں ملکر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں اور دونوں حمد الٰہی بجالائیں بے گناہ ہو کر جدا ہوں۔ (مسند احمد، ضیاء مختارہ)

ایک حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو مسلمان، مسلمان سے ملکر مرحبا کہے اور ہاتھ ملائے ان کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑ جائیں۔ (بیہقی) (رسالہ صفائح اللجین)

حضور اور فاطمہ کا مصافحہ

تمام شہزادیوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت فاطمہ بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سب سے زیادہ محبت فرمایا کرتے جب بتول زہرا حضور کی خدمت میں تشریف لاتیں تو حضور کھڑے ہو جاتے اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتول زہرا کے یہاں تشریف فرما ہوتے تو وہ سروقد کھڑی ہو جاتیں اور حضور کے دست انور کو پکڑ کر بوسہ دیتیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے جب حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا خدمت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوتیں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیام فرماتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف لیجاتے وہ حضور کے لئے قیام کرتیں اور دست اقدس لیکر بوسہ دیتیں اور حضور والا کو اپنی جگہ بٹھاتیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وبارک وسلم۔

(ابو داؤد) (رسالہ صفائح اللجین)

ایک صحابی کا مصافحہ

صحابہ کرام جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے تو سلام کرتے اور مصافحہ کرتے تھے۔ (مرتب)

ابوداؤد اعمی نے کہا حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے ملے میرا ہاتھ پکڑا اور مصافحہ کیا اور میرے سامنے ہنسے پھر فرمایا، تو جانتا ہے میں نے کیوں تیرا ہاتھ پکڑا؟ میں نے عرض کی نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ آپ نے کچھ بہتری کے لئے ایسا کیا، فرمایا بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے ملے تو حضور نے میرے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمایا۔

(طبرانی معجم کبیر) (مفاتیح الجنان)

مصافحہ کے وقت جھکنا

سلام یا مصافحہ کے وقت جھکنا نہ چاہئے، آپس میں ملنے کے بعد سلام و مصافحہ کرلیا جائے تو تحیت و تعظیم پوری ہوجاتی ہے۔ (مرتب)

ایک حدیث میں ہے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ پکڑنا کامل سلام میں سے ہے۔ (ترمذی)

دوسری حدیث میں ہے کہ تمہارے آپس میں تحیت کی تمامی مصافحہ ہے۔ (ترمذی)

(آپس میں ملتے وقت جھکنے سے متعلق ہے کہ۔)

ایک شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ ہم میں کوئی آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لئے جھکے؟ فرمایا نہیں، عرض کی کیا، اسے گلے لگائے اور پیار کرے؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی، اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے؟ فرمایا ہاں۔ (ترمذی) (مفاتیح الجنان)

مصافحہ دونوں ہاتھوں سے سنت ہے

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مصافحہ میں دونوں ہاتھ ملانا ضروری نہیں اگر ایک ہاتھ ملالیا جائے تو کافی ہے بلکہ اسی کو یہ لوگ سنت کہتے ہیں حالانکہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے کرنا سنت ہے۔ (مرتب)

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

دونوں ہاتھ سے مصافحہ مسلمانوں میں صدہا سال سے متوارث، ائمہ دین کے اقوال سے ثابت اور اس کا زمانہ تبع تابعین میں ہونا معلوم، خود ائمہ تبع تابعین نے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا تمام بلاد اسلام مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ سے ہندوسندھ تک علماء و عوام اہل اسلام دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں اور جو بات مسلمانوں میں متوارث ہو بے اصل نہیں ہوسکتی۔

فقہ و فتاویٰ کی کتابوں میں ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے سنت ہے۔

- ہندیہ میں ہے، مصافحہ جائز ہے سنت اس میں یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طور پر رکھے کہ درمیان میں کوئی کپڑا یا اور کوئی چیز حائل نہ ہو۔ (ت)
- قنیہ میں ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے سنت ہے۔ (ت)
- ردالمحتار میں ہے: سنت یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرے۔ (ت)
- جامع الرموز میں ہے مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے کرے۔ (ت)
- شرح علامہ شیخ زادہ میں ہے: مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے کرے۔ (ت)

- شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں کہ ملاقات کے وقت مصافحہ سنت ہے اور یہ کہ دونوں ہاتھ سے ہونا چاہئے۔(ت)

مصافحہ سے کینے ختم ہو جاتے ہیں

مصافحہ امور معاشرت سے ایک امر ہے جس سے مقصود شرع باہم مسلمانوں میں ازدیادالفت اور ملتے وقت اظہار انس ومحبت ہے۔

حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ہدیہ دو اور ہدیہ لو اور آپس میں محبت بڑھاؤ، آپس میں مصافحہ کرو تمہارے سینوں سے کینے نکل جائیں گے۔(ت)(موطا مالک)

دوسری حدیث میں ہے جو مسلمان، مسلمان سے مل کر مرحبا کہے اور ہاتھ ملائے ان کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔
(نصب الرایۃ)

حجۃ اللہ البالغہ میں ہے مصافحہ اور مرحبا فلاں کو، اور آنے والے سے معانقہ وغیرہ امور میں محبت اور خوشی زیادہ ہوتی ہے اور ان سے وحشت اور اجنبیت ختم ہوتی ہے۔(ت)

اسی میں ہے، لوگوں میں محبت وہ خصلت ہے جو اللہ تعالٰی کی رضا کا باعث ہے اور سلام کی عادت محبت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے یوہیں مصافحہ اور دست بوسی وغیرہ بھی۔(ت)(رسالہ صفائح اللجین)

❁❁❁

لباس اور زینت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو لباس سے زیب وزینت کرنے اور ستر پوشی کا حکم دیا، جانوروں کی طرح ننگا رہنا انسان کی خصلت نہیں، شریعت مطہرہ نے لباس وغیرہ کی حد بندی کی ہے اس حد کو توڑنا یا اس سے آگے بڑھنا جرم قرار دیا جیسے مرد کے لئے ریشمی کپڑا حرام اور عورت کے لئے حلال ہے۔ (مرتب)

کپڑے میں بانا اصل ہے

کپڑے میں بانے کا اعتبار ہوتا ہے، تانے کا لحاظ نہیں، بانا اگر ریشم ہو مرد کو جائز نہیں اگرچہ تانا سوت ہو، اور بانا سوت ہے تو جائز ہے اگرچہ تانا ریشم ہو۔

[فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۶۷۹]

صرف پاجامہ پہن کر نکلنا کیسا ہے؟

تنہا پاجامہ پہنے راہ میں نکلنے والا ساقط العدالۃ، مردود الشہادۃ، خفیف الحرکات ہے۔ یہ مسئلہ خوب یاد رکھنے کا ہے کہ آج کل اکثر لوگوں میں اس کی بے پرواہی پھیلی ہے خصوصاً وہ جن کے مکان سر راہ ہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۱۵۸]

مرد کے لئے سرخ لباس

سرخ لباس مرد کے لئے نامناسب وناپسندیدہ ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے کہ شیطان سرخی کو پسند کرتا ہے لہٰذا تم سرخ لباس سے بچو اور ہر وہ لباس جس میں شہرت ونا موری ہو اس سے بھی بچنا لازم ہے۔ (ت) (ابوداؤد، الاصابہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۴۴]

مرد کے لئے انگوٹھی کیسی جائز ہے

ایک صاحب انگشتری طلائی پہنے حاضر ہوئے اس پر (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے) ارشاد فرمایا:

مرد کو سونا پہننا حرام ہے۔ صرف ایک نگ کی چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی، اس کی اجازت ہے جو سونے یا تانبے یا لوہے یا پیتل کی انگوٹھی یا چاندی کی ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ وزن کی، یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم ہوں پہنے اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ [الملفوظ دوم، ص ۱۱۲]

تانبے یا لوہے کی انگوٹھی جائز نہیں

مرد وعورت دونوں کے لئے تانبے یا لوہے کی انگوٹھی مکروہ ہے، چاندی کی انگوٹھی تذکیر آخرت کے لئے جائز رکھی گئی ہے کہ سونا چاندی جنتیوں کا زیور ہے تانبے وغیرہ کا وہاں کیا کام۔

ایک صاحب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی ارشاد فرمایا کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں بتوں کا زیور دیکھتا ہوں، انہوں نے اتار کر پھینک دی دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں انہوں نے اتار کر پھینک دی اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں، ارشاد فرمایا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال (یعنی ساڑھے چار ماشے) پوری نہ کرو۔ (ترمذی)

انگوٹھی سے متعلق چند مسائل

● انگوٹھی پہننے کا حکم بائیں ہاتھ میں بھی آیا ہے اور دہنے میں بھی لیکن بہتر یہ ہے کہ دہنے ہاتھ کی بنصر (وہ انگلی جو چھنگلیاں کے پاس ہے) میں پہنے۔

● انگوٹھی میں اگر اپنا نام کندہ ہو تو اسے پہن کر بیت الخلاء میں جانا منع ہے، نام اگر ایسا زیادہ معظم نہ ہو جب بھی حرفوں کی تعظیم تو چاہئے اور اگر کوئی متبرک نام ہو تو پہن کر جانا ناجائز ہے ہاں جیب میں رکھ لے تو حرج نہیں۔

● نگینہ پر کلمہ طیبہ تبرکاً کندہ کرانا جائز ہے اور مہر کی حیثیت سے حرام۔ [الملفوظ سوم، ص۲،۳]

ٹوپی یا کپڑے میں سچے کام کا حکم

سچا کام اگر چار انگل تک ہے تو حرج نہیں اور اگر چند بوٹیاں ہیں اور ہر ایک چار انگل سے زیادہ نہیں اور دور سے دیکھنے میں فصل معلوم ہوتا ہو جب بھی کوئی حرج نہیں، اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائیں ہاں اگر کوئی بوٹی چار انگل سے زیادہ ہے یا مغرق ہے کہ دور سے فصل نہ معلوم ہوتا ہو تو ناجائز۔

ریشم کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر تبع مستقل ہو تو چار انگل تک جائز ہے، مثلاً ٹوپی کی گوٹ جائز ہے لیکن رامپوری جیسی ٹوپی کہ بعض چار انگل کی بھی نہیں ہوتی، اگر ریشم کی ہوں تو ناجائز ہے کہ وہ خود مستقل ہیں، تبع مستقل نہیں، ایسے ہی تعویذ کہ بعض ایک انگل کے بھی نہیں ہوتے ہیں لیکن چونکہ مستقل ہیں اس لئے اگر ریشم کے ہوں تو ناجائز۔

تانبے پیتل کے تعویذ

مرد وعورت دونوں کو تانبے پیتل کے تعویذ مکروہ، اور سونے چاندی کے مرد کو حرام عورت کو جائز۔

سونے چاندی کی گھڑی کا حکم

چاندی اور سونے کی گھڑی رکھ سکتا ہے البتہ اس میں وقت نہیں دیکھ سکتا کہ حرام ہے۔ اسی طرح آرسی پہننے میں عورت کے لئے کوئی حرج نہیں اور اس میں منہ دیکھنا حرام۔

چاندی سونا عورت کے لئے حلال ہے۔ باقی طرق استعمال اس کے لئے بھی حرام ہیں۔ ہاں کھانا دونوں کے لئے جائز ہے، ورق چاندی سونے کے کھائیں یا ریزہ ریزہ کر کے یا کشتہ بنا کر۔ [الملفوظ سوم، ص۳،۴]

پیراہن اقدس میں کپڑے

حضور اقدس ﷺ کے پیراہن مقدس میں ردا، تہبند، عمامہ، یہ تو عام طور سے ہوتا تھا، اور کبھی قمیص اور ٹوپی، پاجامہ ایک بار خریدنا لکھا ہے پہننے کی روایت نہیں۔

عورتیں بھی تہبند ہی باندھتی تھیں، ایکبار حضور تشریف لئے جاتے تھے راہ میں ایک بیوی کا پاؤں پھسلا، روئے مبارک اس طرف سے پھیر لیا، صحابہ نے عرض کیا حضور وہ پاجامہ پہنے ہوئے ہے، ارشاد فرمایا اے اللہ بخشدے ان عورتوں کو جو پاجامہ پہنتی ہیں۔ (کنز العمال)

اور غالباً پاجامہ تنگ تھا اس واسطے اگر ڈھیلا ہوتا تو اس میں بھی تہبند کی طرح کھل جانے کا احتمال ہو سکتا تھا۔

[الملفوظ سوم، ص۱۳]

گلے میں خلال لٹکانا کیسا ہے؟

تانبے پیتل کا خلال گلے میں لٹکانا ناجائز ہے کیوں کہ یہ تعلیق کے حکم میں ہے، ویسے جائز ہے اور سونے چاندی کا حرام، بلکہ عورتوں کو بھی، ایسے ہی سونے

چاندی کے ظروف میں کھانا ناجائز ہے اور گھڑی کی چین بھی۔ عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی، ہاں ڈورا باندھ سکتا ہے۔ (الملفوظ سوم، ص ۲۰)

مہر کے لئے انگوٹھی کا حکم

مہر کے لئے چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی جسے مہر کی ضرورت ہوتی ہو بے شبہ مسنون ہے اور سونے کی یا ایک مثقال سے زیادہ چاندی کی حرام، اور پورے مثقال بھر میں روایتیں مختلف، اور حدیث سے صریح ممانعت ثابت، تو اسی پر عمل چاہئے اور بے ضرورت مہر ایسی انگشتری پہننا مکروہ تنزیہی یعنی بہتر یہ ہے کہ بچے اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس کی ہیئت انگشتری زنانہ سے جدا ہو ورنہ محض ناجائز جیسے ایک سے زیادہ نگ ہونا کہ یہ صورت عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۴]

سونے چاندی کے بٹن کا حکم

چاندی کے صرف بوتام ٹانکنے میں حرج نہیں کہ کتب فقہ میں سونے کی گھنڈیوں کی اجازت مصرح ہے۔ گھنڈی اور بوتام ایک چیز ہے صرف صورت کا فرق ہے اور جب سونا جائز تو چاندی بدرجہ اولیٰ جائز مگر یہ چاندی کی زنجیریں کہ بوتاموں کے ساتھ لگائی جاتی ہیں وہ ممنوع ہیں کہ چاندی سونے کے استعمال میں اصل حرمت ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۴]

مردوں کے لئے بالوں میں دو طریقے ہیں

بالوں کی نسبت شرع مطہر میں صرف دو طریقے آئے ہیں۔

- ایک یہ کہ سارے سر پر رکھیں اور مانگ نکالیں یہ خاص سنت حضور سید المرسلین ﷺ کی ہے، حج وحجامت یعنی پچھنوں کی ضرورت کے سوا حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حلق شعر (سر منڈانا) ثابت نہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے دس سال مدینہ میں قیام فرمایا اس مدت میں صرف تین بار یعنی سال حدیبیہ وعمرۃ القضاء وحجۃ الوداع میں حلق فرمایا۔
- دوسرے یہ کہ سارا سر منڈائیں یہ حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی عادت تھی، وہ جناب بخوف جنابت کہ مبادا نہانے میں کوئی بال پانی بہنے سے باقی نہ رہ جائے حلق فرمایا کرتے۔

ان کے سوا جتنے طریقے ہیں سب خلاف سنت، اور یہ نئی نئی تراشیں مثلاً ایک ایک انگل کے بال رکھنا، جب اس سے بڑھیں کترواد ینا، یا آگے سے بڑے پیچھے سے کترے ہوئے، یا وسط سر تالو سے پیشانی تک کھلوادینا، یا گدی کے بال منڈانا، یا پیشانی سے گدی تک سڑک نکالنا، یا منڈے سر خواہ بالوں کی حالت میں یعنی چوڑی قلمیں بڑھا کر رخساروں پر جھکانا، یا داڑھی میں ملادینا، یہ باتیں مخالف سنت وخلاف وضع صلحائے مسلمین ہونے کے علاوہ ان میں اکثر اقوام کفار کی ایجاد ہیں جن کی مشابہت سے مسلمانوں کو بچنا چاہیے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۹]

خالص ریشم مرد کو حرام ہے

ریشمین کپڑا مرد کو پہننا حرام ہے حدیث میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ (مرتب)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ریشم نہ پہنو کہ جو اسے دنیا میں پہنے گا آخرت میں نہ پہنے گا۔ (بخاری، مسلم)

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو دنیا میں ریشم پہنے گا جنت میں نہ جائے گا۔ (نسائی)

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ریشم وہ پہنے گا جس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ (بخاری)

ایک حدیث میں ہے حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو ریشم پہنے گا اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن آگ کا کپڑا پہنائے گا۔ (مسند احمد، طبرانی)

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو ریشم پہنے اللہ تعالیٰ اسے ایک دن کامل آگ پہنائے گا، وہ دن تمہارے دنوں میں سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ان لمبے دنوں سے یعنی ہزار برس کا ایک دن۔ (طبرانی)

سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی حدیث میں ہے میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے اپنے دہنے ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا لیا پھر فرمایا، بیشک یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ (ابوداؤد، نسائی) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص ۶۴، ۶۵]

تہبند اور پاجامہ پہننا

اصل سنت مستمرہ فعلیہ حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین ازار یعنی تہ بند ہے۔ اگر چہ ایک حدیث میں مروی ہوا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرنور صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے عرض کی کیا حضور پاجامہ پہنتے ہیں فرمایا ہاں سفر وحضر میں شب وروز پہنتا ہوں اس لئے کہ مجھے ستر کا حکم ہوا میں نے اس سے زیادہ ساتر کسی شی کو نہ پایا۔ مگر یہ حدیث بشدت ضعیف ہے، ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسے خریدنا بسند صحیح ثابت ہے۔ اور ظاہر یہی ہے کہ خریدنا پہننے ہی کے لئے ہوگا۔ بہر حال اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم زمانہ اقدس میں باذن اقدس پاجامہ پہنتے۔ (ابویعلی، مسند احمد، ترمذی، المواہب)

امیر المومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز شہادت پاجامہ پہنے تھے۔ (الحدیث)

ایک حدیث میں ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام روز مکالمہ طور اون کا پاجامہ پہنے تھے۔ (ترمذی)

دوسری حدیث میں ہے کہ سب میں پہلے جس نے پاجامہ پہنا ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ ہیں۔ (ابونعیم)

تیسری حدیث میں ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت سے پاجامہ پہننے والی عورتوں کے لئے دعائے مغفرت کی اور مردوں کو تاکید فرمائی کہ خود بھی پہنیں اور اپنی عورتوں کو پہنائیں کہ اس میں ستر زیادہ ہے۔ (ترمذی)

بالجملہ پاجامہ پہننا بلاشبہ مستحب بلکہ سنت ہے، اور یہ سنت قولیہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں فرمایا پاجامہ پہننا سنت ہے کیوں کہ یہ مردوں اور عورتوں کے لئے تمام کپڑوں میں سب سے زیادہ ساتر ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص ۸۳]

ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا

پائچوں کا کعبین سے نیچا ہونا جسے عربی میں اسبال کہتے ہیں اگر براہ عجب وتکبر ہے تو قطعاً ممنوع وحرام ہے اور اس پر وعید شدید وارد ہوئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو ازار کو از راہ تکبر لٹکائے۔ (ت) (بخاری)

دوسری حدیث میں ہے جو تکبر کی نیت سے ازار لٹکائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہ فرمائے۔

(ت) (ابوداؤد، ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے جو

تکبر سے اپنا کپڑا لٹکائے۔ (ت) (مسلم)

اور اگر بوجہ تکبر نہیں تو بحکم ظاہر احادیث مردوں کو بھی جائز ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ازار ایک جانب سے لٹک جاتی ہے فرمایا تو ان میں سے نہیں ہے جو ایسا براہ تکبر کرتا ہو۔ (بخاری)

ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین شخصوں سے کلام نہیں فرمائے گا نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا اور نہ انہیں ستھرا کرے گا، ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ازار لٹکانے والا، احسان جتلانے والا، اور جھوٹی قسم سے سامان بیچنے والا۔ (ت) (مسلم، ابوداؤد)

اس حدیث سے بھی یہی صورت مراد ہے کہ بتکبر اسبال کرتا ہو ورنہ ہرگز یہ وعید شدید اس پر وارد نہیں، مگر علماء عدم تکبر کی صورت میں کراہت تنزیہی کا حکم دیتے ہیں۔

بالجملہ اسبال اگر براہ عجب وتکبر ہے حرام ورنہ مکروہ اور خلاف اولیٰ، نہ حرام و مستحق وعید، اور یہ بھی اسی صورت میں ہے کہ پائچے ٹخنوں کی جانب سے نیچے ہوں اور اگر اس طرف کعبین سے بلند ہیں گو پنجہ کی جانب پشت پا پر ہوں ہرگز کچھ مضائقہ نہیں، اس طرح کا لٹکانا حضرت ابن عباس بلکہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۹۹]

حضور کی قمیص مبارک کی لمبائی وغیرہ

حضور اقدس ﷺ کی قمیص مبارک نیم ساق تک تھی۔

مواہب شریف میں ہے حضور سرور عالم ﷺ کی قمیص مبارک اور چادر اطہر کا دامن نصف ساق تک تھا۔ (ت)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قمیص پہنی جو ٹخنوں کے اوپر تک تھی۔ (ت) (ابوالشیخ)

اور کم طول کی قمیص بھی وارد ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک سوتی قمیص تھی جس کی آستینیں چھوٹی تھیں۔

(ت) (بیہقی، شعب الایمان)

گریبان مبارک سینۂ اقدس پر تھا، دامن کے چاک کھلے ہونا ثابت ہے کہ ان پر ریشمی کپڑے کی گوٹ تھی اور گوٹ کھلے ہوئے چاکوں پر لگاتے ہیں۔

اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے انہوں نے ایک کسروانی ساخت کا جبہ نکالا جس کی گوٹ ریشمی تھی اور اس کے چاک کھلے ہوئے تھے۔ (ت) (مسلم، ابوداؤد)

اس زمانہ میں گھنڈی، تکمے ہوتے جن کو زر وعروہ کہتے، بٹن ثابت نہیں، نہ ان میں کوئی حرج ہے، رنگ سبز و سرخ بھی ثابت ہے اور محبوب تر سفید۔

حدیث میں ہے سفید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور خوب ہیں اور اپنے اموات کو سفید کفن دو۔

(مسند احمد، ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۰۴]

مرد و عورت کے لئے مناسب رنگ

عورت کو ہر قسم کا رنگ جائز ہے جب تک اس میں کوئی نجاست نہ ہو اور مرد کے لئے دو رنگوں کا استثناء ہے معصفر اور مزعفر یعنی کسم اور کیسر،

یہ دونوں مرد کو ناجائز ہیں اور خالص شوخ رنگ بھی اسے مناسب نہیں۔

حدیث میں ہے سرخ رنگ سے بچو کہ وہ شیطان کا لباس ہے۔ (ت) (ابوداؤد، الاصابہ)

بعض ایام میں بعض رنگ کی ممانعت

باقی رنگ فی نفسہ جائز ہیں کچے ہوں یا پکے، ہاں اگر کوئی کسی عارض کی وجہ سے ممانعت ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے جیسے ماتم کی وجہ سے سیاہ لباس پہننا حرام ہے بلکہ ماتم کے لئے کسی قسم کی تبدیل وضع حرام ہے۔ اس لئے ایام محرم شریف میں سبز لباس جس طرح جاہلوں میں مروج ہے ناجائز و گناہ ہے۔ اور اودا یا نیلا یا آبی یا سیاہ اور بدتر و اخبث ہے کہ روافض کا شعار اور ان کی تشبہ ہے، اسی طرح ان ایام میں سرخ بھی ناصبی خبیث بہ نیت خوشی و شادی پہنتے ہیں، یوں ہی ہولی کے دنوں میں چنریاں اور بسنت کے دنوں میں بسنتی کہ کفار ہنود کی رسم ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۳۴۰]

ناخن اور بغل وغیرہ کے بالوں کا حکم

چالیس روز سے زیادہ ناخن، یا موئے بغل، یا موئے زیر ناف رکھنے کی اجازت نہیں، بعد چالیس روز کے گنہگار ہوں گے، ایک آدھ بار میں گناہ صغیرہ ہوگا عادت ڈالنے سے کبیرہ ہو جائے گا، فسق ہوگا۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مونچھوں کو پست کرنے، ناخن تراشنے، بغل کے بال اکھیڑنے او رزیر ناف کے بال مونڈنے میں وقت مقرر فرمایا ہے کہ انہیں چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑا جائے۔

(ت) (مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۳۹۲]

کپڑا تہہ کر کے رکھنا چاہئے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قدم قدم پر اپنی امت کی رہنمائی فرمائی جہاں احکام شرعیہ اور قوانین الہیہ سے آگاہ فرمایا وہیں آپ نے زندگی کے آداب و اصول، رہن سہن کے طریقے، طرز معاشرت اور جلوت و خلوت کے مسائل بھی بتائے، کپڑوں کو تہہ کر کے رکھنا چاہئے اگر کپڑا تہہ کیا ہوا رکھا ہو تو اس کو شیطان استعمال نہیں کر سکتا ورنہ وہ اپنے تصرف میں لاتا ہے اسی طرح بچھونا بھی سمیٹ دینے کا حکم ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں شیطان تمہارے کپڑے اپنے استعمال میں لاتا ہے تو کپڑا اتار کر تہہ کر دیا کرو کہ اس کا دم راست ہو جائے کہ شیطان تہہ کئے کپڑے کو نہیں پہنتا۔ (ابن عساکر)

دوسری حدیث میں ہے کپڑے لپیٹ دیا کرو کہ ان کی جان میں جان آئے اس لئے کہ شیطان جس کپڑے کو لپٹا ہوا دیکھتا ہے اسے نہیں پہنتا اور جسے پھیلا ہوا پاتا ہے اسے پہنتا ہے۔ (طبرانی)

ایک روایت میں ہے جہاں کوئی بچھونا بچھا ہو جس پر کوئی سوتا نہ ہو اس پر شیطان سوتا ہے۔

(ابن ابی الدنیا) [فتاویٰ رضویہ ج۳ ص۷۵]

شہرت کا لباس

شہرت و ناموری کا لباس وہ ہے جس کی طرف لوگوں کی انگلیاں اٹھیں یعنی اس قدر چمکیلا نادر ہو یا بالقصد اتنا ناقص و خسیس کہ جس پر نگاہیں پڑیں، یا وہ لباس جس کا وہ اہل نہیں مثلاً کوئی جاہل، عالم کا لباس پہن لے اور خیال یہ ہو کہ لوگ مجھے عالم کہیں، یا صوفیوں کا لباس پہنتا تاکہ لوگ اسے صوفی سمجھیں، اس قسم کا

بے وضع لباس شہرت والا کہلاتا ہے۔(مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے شہرت کا لباس پہنا اس کو اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن ایسا ہی لباس پہنائے گا۔(ت)(ابوداؤد، ابن ماجہ)

ایک روایت میں ہے کہ جو شہرت کا لباس پہنے قیامت کے دن اسے ذلت کا لباس پہنایا جائے گا۔(ت)(ابن ماجہ)

اور ایک روایت میں ہے پھر جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا۔(ت)(ابوداؤد)(رسالہ خیر الآمال)

❁❁❁

عمامہ کی فضیلت

عمامہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچا ہے۔ آج کل عمامہ پابندی کے ساتھ باندھنا ایک مردہ سنت کو زندہ کرنے کے برابر ہے مسلمانوں میں جب تک عمامہ کا عام رواج رہا اس وقت تک وہ صاحب وقار رہے جب سے عمامہ اتار دیا گیا مسلمان دوسروں کے محتاج و دست نگر ہو گئے کیوں کہ عمامہ سے عزت و وقار بڑھتا ہے، عمامہ ہمارا ملی تشخص ہے جب تک یہ ہمارے سروں پر رہا ہمارا تشخص مجروح نہ ہوا، عمامہ کے تعلق سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جو ارشادات گرامی ہیں وہ حرف بحرف درست و صحیح ہیں۔ (مرتب)

عمامہ اور احادیث

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:
عمامہ کی فضیلت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں ان میں سے بعض کہ اس وقت پیش نظر ہیں مذکور ہوتی ہیں۔

حدیث ۱ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔ (ابوداؤد، ترمذی)

شرح جامع صغیر میں ہے:
مسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر عمامہ باندھتے ہیں تنہا ٹوپی کافروں کی وضع ہے تو عمامہ سنت ہے۔

حدیث ۲: ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔ (باوردی)

حدیث ۳: عمامے عرب کے تاج ہیں۔ (دیلمی مسند الفردوس)

حدیث ۴: عمامے عرب کے تاج ہیں جب وہ عمامہ چھوڑیں تو اپنی عزت اتار دیں گے۔ (مسند الفردوس)

حدیث ۵: مسجدوں میں حاضر ہو سر برہنہ اور عمامے باندھے اس لئے کہ عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں۔ (ابن عدی)

حدیث ۶: عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔ (طبرانی معجم کبیر، حاکم مستدرک)

حدیث ۷: عمامہ باندھو وقار زیادہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔ (ابن عدی، بیہقی)

حدیث ۸: عمامے مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں اپنی عزت اتار دیں گے۔ (دیلمی)

حدیث ۹: میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔ (دیلمی)

حدیث ۱۰: بیشک اللہ عزوجل نے بدر و حنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں، بیشک عمامہ کفر و ایمان میں فرق ہے۔ (سنن بیہقی)

حدیث ۱۱: اسی طرح عمامے باندھو کہ عمامہ اسلام کی نشانی ہے اور وہ مسلمانوں اور مشرکوں میں فارق ہے۔ (دیلمی)

حدیث ۱۲: رسول اللہ ﷺ نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔ (مشیخہ ابن شاذان)

حدیث ۱۳: عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پس پشت چھوڑو۔ (طبرانی)

حدیث ۱۴: بیشک اللہ عز وجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم کیا۔ (فضل لباس العمائم)

حدیث ۱۵: عمامے باندھو اگلی امتوں یعنی یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرو کہ وہ عمامے نہیں باندھتے۔ (بیہقی)

حدیث ۱۶: بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے دن عمامہ والوں پر۔ (طبرانی کبیر)

حدیث ۱۷: عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔ (دیلمی)

حدیث ۱۸: عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہارا وقار بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کے لئے ہر پیچ پر ایک نیکی ہے اور جب (بلاضرورت یا ترک کے قصد پر) اتارے تو ہر اتارنے پر ایک خطا ہے یا جب (بضرورت بلاقصد ترک بلکہ بارادۂ معاودت) اتارے تو ہر پیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے۔ دونوں معنی محتمل ہیں۔ (رامہرمزی کتاب الامثال)

حدیث ۱۹: عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔ (مسند الفردوس)

حدیث ۲۰: سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں میں اپنے والد ماجد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں، فرمایا اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نماز نفل خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعوں کی برابر ہے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اے فرزند عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

(مسند الفردوس، ابن عساکر) [فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۷۷، ۷۸]

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کی برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بے عمامہ کے ہمسر۔ (ابن عساکر، دیلمی، ابن النجار) [فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۷۳]

عمامہ کی لمبائی عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو نہ چھ گز سے زیادہ۔ اس کی بندش گنبد نما ہو جس طرح فقیر (اعلیٰ حضرت) باندھتا ہے، عرب شریف کے لوگ جیسا اب باندھتے ہیں طریقہ سنت نہیں اسے اعتجار کہتے ہیں کہ بیچ میں سر کھلا ہوتا ہے اور اعتجار کو علماء نے مکروہ لکھا ہے۔ [فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۷۳]

عمامہ کی لمبائی کے بارے میں ایک جگہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

عمامۂ اقدس کے طول میں کچھ ثابت نہیں۔

- امام ابن الحاج مکی سات ہاتھ یا اسکے قریب کہتے ہیں۔
- اور حفظ فقیر میں کلمات علماء سے ہے کہ کم از کم پانچ ہاتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ۔
- اور شیخ عبدالحق کے رسالۂ لباس میں اکتیس ہاتھ تک لکھا ہے۔

اور بات یہ ہے کہ یہ امر عادت پر ہے جہاں علماء وعوام کی جیسی عادت ہو اور اس میں بھی کوئی محذور شرعی نہ ہو اس قدر اختیار کرے۔ [فتاوی رضویہ ج ۹ ص ۱۰۴]

شملے کی مقدار

شملے کی مقدار چار انگشت ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ، اور بعض نے نشستگاہ تک رخصت دی یعنی اس قدر کہ بیٹھنے سے موضع جلوس تک پہنچے۔ اور زیادہ راجح یہی ہے کہ نصف پشت سے زیادہ نہ ہو جس کی مقدار تقریباً وہی ایک ہاتھ ہے حد سے زیادہ داخل اسراف ہے اور بہ نیت تکبر ہو تو حرام۔ یوہیں نشست گاہ سے بھی نیچا مثلاً رانوں یا زانو تک، یہ سخت برا و ممنوع اور بعض انسان بدوضع، آوارہ رندوں کی وضع ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۱۸۲]

شملہ کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

حدیث سے میرے خیال میں ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو شملے چھوڑے ہیں، خیال میں ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر دست اقدس سے عمامہ باندھا اور دو شملے چھوڑے۔

اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر اپنے دست انور سے عمامہ باندھنا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑنا سنن ابی داؤد میں ہے تو یہ سنت ہوا۔ (سنن ابوداؤد)

فقیر اسی سنت کے اتباع سے بارہا اپنے عمامے کے دو شملے رکھتا ہے۔ مگر شملہ ایک بالشت سے کم نہ ہونا چاہئے۔ یہ جو بعض لوگ طرہ کے طور پر چند انگل اونچا سر پر چھوڑتے ہیں اس کا ثبوت میری نظر میں نہیں، نہ کہیں ممانعت، تو اباحت اصلیہ پر ہے۔ مگر اس حالت میں کہ یہ کسی شہر میں آوارہ و فساق لوگوں کی وضع ہو تو اس عارض کے سبب اس سے احتراز ہوگا۔

[فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۱۷۱]

❁❁❁

حیاو بے حیائی

حیا انسان کا زیور ہے، جس کی حیا سلامت ہے اس کا ایمان سلامت ہے، حیا کی موجودگی میں گناہ کا صدور کم ہوگا، بے حیائی گناہوں کی جڑ ہے۔ جب کسی قوم میں بے حیائی عام ہوجائے تو اس کی ہلاکت یقینی ہے۔

اگلی امتوں میں جن قوموں کو ہلاک کردیا گیا ان میں حیا کا فقدان تھا، مسلمانوں کو ان قوموں کی ہلاکت خیزیوں سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ حیا ایمان کی شاخ ہے بے حیائی فحش اور برائی کا دروازہ ہے۔ شیطان ملعون بے حیا ہے اور اللہ عزوجل کمال حیا والا، بے حیائی کی بات سے حیا والا ناراض ہوتا اور غضب فرماتا ہے اور بے حیا یعنی شیطان لعین خوش ہوتا ہے۔ (مرتب)

حیا ایمان کا جزاہم ہے

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور فحش بکنا بے ادبی ہے اور بے ادبی دوزخ میں ہے۔ (ترمذی، حاکم)

ایک حدیث میں ہے شرم اور کم سخنی ایمان کی دوشاخیں ہیں اور فحش بکنا اور زبان کا طرار ہونا نفاق کے دوشعبے ہیں۔

(مسند احمد، ترمذی)

دوسری حدیث میں ہے کہ فحش جب کسی چیز میں دخل پائے اسے عیب دار کردے گا اور حیا جب کسی چیز میں شامل ہوگی اس کا سنگار کردے گی۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

بے حیائی وفحش گوئی کا ضرر

فحش و بے حیائی کی باتیں بکنے کے بارے میں حدیث ارشاد فرماتی ہے کہ جنت ہر فحش بکنے والے پر حرام ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ فحش بکنا منحوس ہے۔ (طبرانی)

یحیٰی بن خالد فرماتے ہیں جب تو کسی کو دیکھے کہ فحش بکنے والا بے حیا ہے تو جان لے کہ اس کی اصل میں خطا ہے۔

(مناوی التیسیر) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۱۸۳]

وہ عادت نیک ہے جو کمال حیا پر مبنی ہے اور حیا جتنی زائد ہو اسی قدر بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ حیا سراسر بہتر ہے۔ (بخاری، مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۶۱۵]

✿✿✿

شراب اور اس کی برائیاں

رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ "کُلُوْا وَاشْرَبُوْا" کھاؤ اور پیو، اس ارشاد مبارک سے ظاہر ہوا کہ اس نے کھانے والی چیز کے کھانے اور پینے والی چیز کے پینے کا حکم فرمایا ہے، مگر جہاں اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کا حکم دیا ہے وہیں اس کے لئے حد بندی بھی فرمائی ہے اور بعض چیزیں حلال فرمائی ہیں اور بعض چیزوں کو حرام کیا ہے، انسان کو حکم خداوندی کا پابند بنایا گیا ہے اگر وہ حدود اللہ کو نہ توڑے تو وہ عذاب آخرت سے بچ سکتا ہے اور اگر وہ ممنوعات شرعیہ سے باز نہ رہے بلکہ ان کا ارتکاب کرے تو جہنم کی سزا اور دیگر وعیدات سے ڈرایا گیا ہے، نیک انسان وہ ہے جو احکام الٰہیہ کا پابند ہو، احادیث وغیرہ میں شراب پینے، پلانے وغیرہ کے بارے میں کیا کیا وعیدیں آئی ہیں انہیں ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

چالیس دن کی نماز قبول نہ ہو

حدیث میں ہے سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کوئی نشہ کی چیز پیئے چالیس دن اس کی نماز قبول نہ ہو۔ (طبرانی) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۲)

شرابی کے پاس فرشتے نہیں آتے

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتے تین شخصوں کے قریب نہیں آتے۔

- جنابت سے ناپاک رہنے والا یعنی جسے غسل کی حاجت ہو۔
- مست نشہ والا۔
- کپڑا یا بدن میں زعفران کا رنگ لگانے والا۔ (ت) (مسند بزار) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۷۵]

شراب کی خرید و فروخت

حدیث پاک میں ہے، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ و رسول (جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے شراب، مردار، خنزیر، اور بتوں کی بیع حرام فرمائی ہے۔ (ت) (صحاح ستہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۷]

انگریزی دواؤں کا حکم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ انگریزی رقیق دواؤں کے متعلق فرماتے ہیں: انگریزی دواؤں میں جتنی دوائیں رقیق ہوتی ہیں۔ جنہیں ٹنکچر کہتے ہیں ان سب میں یقیناً شراب ہوتی ہے، وہ سب حرام بھی ہیں اور ناپاک بھی، نہ ان کا کھانا حلال، نہ بدن پر لگانا جائز، کیوں کہ اسپرٹ ہی روح شراب ہوتی ہے، بلکہ وہ تمام شرابوں میں اخبث ہے اور وہ حرام و گندی اور پیشاب کی طرح نجاست غلیظہ ہے۔

تنبیہ مصنف

مسلمان اسے خوب سمجھ لیں اور ڈاکٹری علاج میں ان ناپاکیوں، نجاستوں سے بچیں خصوصاً سخت آفت اس وقت ہے کہ ان علاجوں میں قضا آجائے اور مسلمان اس حالت میں مرے کہ معاذ اللہ اسکے پیٹ میں شراب ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۲۰]

معلوم ہو کہ دور حاضر کے ہمارے بعض علماء نے وقت ضرورت اور مقید بہ قیود جواز کا فتویٰ دیا ہے کہ جن دواؤں میں الکوحل کی آمیزش ہوتی ہے وہ اب جائز ہیں کیوں کہ اس دور میں بلائے عظیم میں ابتلاء عام ہے لیکن اہل احتیاط و اہل تحقیق بدستور عدم جواز کے قائل اور اسی پر عامل ہیں۔ (مرتب)

پیشہ ور شراب فروش کے ہاتھ کوئی چیز بیچنا

اگر شراب بیچنے والا مسلمان ہے اور اس کے پاس سوائے شراب کی آمدنی کے اور کچھ نہیں تو اس سے کوئی چیز بیچنا حرام ہے۔ یعنی جبکہ وہ قیمت اسی مال حرام سے دے اور اگر اس نے کسی سے مال حلال قرض لیا ہے اور مال حلال کے عوض اس سے کچھ خریدتا ہے تو بیچنے میں حرج نہ ہوگا۔ اور اگر کافر ہے یا اس کے پاس سوائے اس کے اور بھی آمدنی ہے تو جائز ہے۔ کفار کے لیئے شراب اور خنزیر ایسے ہیں جیسے ہمارے لئے سرکہ اور بکری۔ [الملفوظ سوم، ۲۳ ق]

شراب سے متعلق کاموں کا حکم

شراب کا بنانا، بنوانا، چھونا۔ اٹھانا، رکھنا، رکھوانا، بیچنا، بکوانا، مول لینا۔ لوانا، سب حرام حرام حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شراب اور شراب پینے والے، پلانے والے، بیچنے والے۔ بکوانے والے، نچوڑنے والے، نچوڑوانے والے، اٹھانے والے، جس کے لئے اٹھایا جائے اور اس کی قیمت کھانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (ت) (ابوداود، حاکم)

اور جس نوکری میں یہ کام یا شراب کی نگہداشت، اس کے داموں کا حساب کتاب کرنا ہو سب شرعاً ناجائز ہیں۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۹۲]

افیون کا حکم

افیون نشہ کی حد تک کھانا حرام ہے اور اسے بیرونی علاج مثلاً لیپ وطلاء میں استعمال کرنا، یا خوردنی معجونوں میں اتنا قلیل حصہ داخل کرنا کہ روز کی قدر شربت نشے کی حد تک نہ پہنچے تو جائز ہے۔ اور جب وہ معصیت کے لئے متعین نہیں تو اسکے بیچنے میں حرج نہیں مگر اس کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں جس کی نسبت معلوم ہو کہ نشہ کی غرض سے کھانے یا پینے کو لیتا ہے۔ اور جب اس کی تجارت مطلقاً حرام نہ ہوئی، بلکہ جائز صورتوں پر بھی مشتمل ہوئی تو زیادہ مقدار تاجروں کے ہاتھ بیچنا اور ہلکا ہو گیا کہ یہاں گناہ کا تعین بالکل نہیں اور تاجروں کا نشہ داروں کے ہاتھ بیچنا ان کا فعل ہے۔ یہ صورتیں افیون کے جواز کی نکلتی ہیں اور اہل تقویٰ کو اس سے احتراز زیادہ مناسب۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۵۳]

تاڑی کا حکم

تاڑی فی نفسہ ایک درخت کا عرق ہے جب تک اس میں جوش و نشہ نہ آئے طیب و حلال ہے جیسے شیرۂ انگور، لوگوں کا بیان ہے کہ اگر کورا گھڑا وقت مغرب باندھیں اور وقت طلوع اتار کر اسی وقت استعمال کریں تو اس میں جوش نہیں آتا۔ اگر یہ امر ثابت ہو تو اس وقت تک وہ حلال و طاہر ہوتی ہے، جب جوش لائے ناپاک وحرام ہوئی۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۲۶]

حاصل یہ کہ اگر تاڑی میں نشہ پیدا ہو جائے تو جائز نہیں ورنہ جائز ہے اس میں جب حرارت وگرمی پیدا ہوتی ہے تو اس میں نشہ آجاتا ہے اس لئے رات کی نکلی ہوئی کو اگر طلوع آفتاب سے پہلے پہلے استعمال کیا جائے تو جائز ہے، مگر اس سے احتراز ہی میں سلامتی ہے۔ (مرتب)

شراب کی حرمت و وعید

شراب نوشی پر وعیدیں، شرابی کا حکم، اس کا استحقاق عذاب اور شراب کی حرمت ونجاست بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

شراب حرام اور پیشاب کی طرح ناپاک اور اس کا پینا سخت گناہ کبیرہ اور پینے والا سخت فاسق، فاجر، مردود، ملعون مستحق عذاب شدید وعقاب الیم ہے، اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر سخت سخت وعیدیں، ہولناک تہدیدیں فرمائیں۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں شراب پیتے وقت شرابی کا ایمان ٹھیک نہیں رہتا۔ (بخاری، مسلم)

حدیث: جو زنا کرے یا شراب پیئے اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کھینچ لیتا ہے جیسے آدمی اپنے سر سے کرتا کھینچ لے۔ (حاکم)

حدیث: تین شخص جنت میں نہ جائیں گے۔

(۱) شرابی (۲) اپنے قریب رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنے والا۔ (۳) جادو کی تصدیق کرنے والا۔

جو شرابی بے توبہ مرجائے اللہ تعالیٰ اسے وہ خون اور پیپ پلائے گا جو دوزخ میں فاحشہ عورتوں کی بری جگہ سے اس قدر بہے گا کہ ایک نہر ہو جائے گا دوزخیوں کو ان کی فرج کی بدبو عذاب پر عذاب ہوگی۔ وہ سخت بدبو گندی پیپ جو بدکار عورتوں کی فرج سے بہے گی اس شرابی کو پینی پڑے گی۔ (احمد، حاکم)

مسلمان ذرا آنکھ بند کر کے غور کرے کہ شراب چھوڑنا قبول ہے یا اس پیپ کے گھونٹ نگلنا۔

حدیث: شرابی اگر بے توبہ مرے تو اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح حاضر ہوگا جیسے کوئی بت پوجنے والا۔ (مسند احمد)

حدیث: جو شخص شراب کی ایک بوند پیئے چالیس روز تک اس کی کوئی نماز قبول نہ ہو اور جو مرجائے اور اس کے پیٹ میں شراب کا ایک ذرہ بھی ہو تو جنت اس پر حرام کردی جائے گی اور جو شراب پینے سے چالیس دن کے اندر مرے گا، وہ زمانہ کفر کی موت مرے گا۔ (الترغیب والترھیب)

حدیث: میرے رب نے اپنی عزت کی قسم یاد فرمائی ہے کہ میرا جو بندہ ایک گھونٹ شراب کا پیئے گا میں اسے اس کے بدلے جہنم کا وہ کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا اگرچہ وہ بخشا ہی گیا ہو اور جو کسی چھوٹے کو پلائے گا جب بھی اس کی سزا میں وہ پانی پلاؤں گا اگرچہ مغفور ہی ہو اور میرا جو بندہ میرے خوف سے شراب چھوڑے گا اسے اپنے پاک دربار میں پلاؤں گا۔

(مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ص ۴۷، ۴۸]

افیونی کا حکم واستحقاق عذاب

افیون کھانے والے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

افیونی ضرور فاسق ومستحق عذاب ہے۔

صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چیز کہ نشہ لائے اور ہر چیز کہ عقل میں فتور ڈالے حرام فرمائی۔ (ابوداؤد، مسند احمد)

افیونی کو خیرات دینی

افیونی اگر کھانے پینے کا سوال کرے تو اگر معلوم ہے کہ یہ پیسہ افیون کھانے میں صرف کرے گا تو دینا جائز نہیں کہ گناہ پر مدد ہوگی اور اگر افیونی بھوکا محتاج ہو تو اسکے بھوکے

ہونے کی نیت سے کھانا دینے میں حرج نہیں بلکہ ثواب ہے کہ بھوکے کتے کا بھی پیٹ بھرنا باعث اجر ہے آدمی تو آدمی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر گرم تر جگر والے میں ثواب ہے۔ (ت) [فتاوٰی رضویہ ج ۱۰، ص ۳۹]

مرکب دوا میں افیون، بھنگ یا چرس کا استعمال؟

نشہ بذاتہ حرام ہے، نشہ کی چیزیں پینا جس سے نشہ بازوں کی مشابہت ہو، اگرچہ وہ نشہ تک نہ پہنچے یہ بھی گناہ ہے، یہاں تک کہ علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ خالص پانی، دور شراب کی طرح پینا بھی حرام ہے، ہاں اگر دوا کے لئے کسی مرکب میں افیون یا بھنگ یا چرس کا اتنا جز ڈالا جائے جس کا عقل پر بالکل اثر نہ ہو حرج نہیں بلکہ افیون میں اس سے بھی بچنا چاہئے کہ اس خبیث کا اثر ہے کہ معدے میں سوراخ کر دیتی ہے جو افیون کے سوا کسی بلا سے نہیں بھرتے تو خواہی نخواہی بڑھانی پڑتی ہے۔ [احکام شریعت دوم، ص ۱۶۶]

❁❁❁

توبہ کے فوائد

انسان کے اندر جہاں طاعت و بندگی اور عبادت الٰہی کا ملکہ و صلاحیت ہے یوں ہی انسان سے عصیان و گناہ بھی سرزد ہوسکتا ہے عامۃ الناس چونکہ گناہوں سے معصوم و محفوظ نہیں اس لئے ان سے گناہوں کا صدور ہوجاتا ہے اور وہ حدود الٰہیہ توڑنے کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں، مگر انسان کے اندر ایک جذبہ یہ بھی ہے کہ وہ گناہ کے بعد نادم و پشیمان ہوتے ہیں جو توبہ و رجوع الی اللہ کی ایک قسم ہے حدیث فرماتی ہے کہ صدور گناہ کے بعد نادم ہونا ہی توبہ ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس سے گناہ صادر ہوا ہی نہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے اور اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ (مرتب)

سچی توبہ کا مطلب اور اس کی برکت

سچی توبہ اللہ عزوجل نے وہ نفیس شئی بنائی ہے کہ ہر گناہ کے ازالہ کو کافی ووافی ہے، کوئی گناہ ایسا نہیں کہ سچی توبہ کے بعد باقی رہے یہاں تک کہ شرک وکفر بھی سچی توبہ سے زائل ہوجاتے ہیں، سچی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ گناہ پر اس لئے کہ وہ اس کے رب عزوجل کی نافرمانی تھی نادم و پشیماں ہوکر فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کبھی اس گناہ کے پاس نہ جانے کا سچے دل سے پورا عزم کرے، جو چارۂ کار اس کی تلافی کا اپنے ہاتھ میں ہو بجالائے، مثلاً نماز روزے کے ترک یا غصب، سرقہ، رشوت، ربا سے توبہ کی تو صرف آئندہ کے لیئے ان جرائم کا چھوڑ دینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ جو نماز، روزے ناغہ کئے ان کی قضا کرے، جو مال جس جس سے چھینا، چرایا، رشوت، سود میں لیا انہیں، اور وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو واپس کردے، یا معاف کرائے۔ پتہ نہ چلے تو اتنا مال تصدق کردے اور دل میں نیت رکھے کہ وہ لوگ جب ملے اگر اس تصدق پر راضی نہ ہوئے، اپنے پاس سے انہیں پھر دوں گا۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص ۹۷]

علانیہ گناہ دوہرا گناہ

اصل یہ ہے کہ گناہ علانیہ دوہرا گناہ ہے کہ اعلان گناہ دوسرا گناہ بلکہ اس سے بھی بدتر گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری سب امت عافیت میں ہے سوا ان کے جو گناہ آشکارا کرتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

گناہ پوشیدہ کی توبہ پوشیدہ اور آشکارا کی آشکارا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جہاں تک ہوسکے اللہ عزوجل سے تقویٰ لازم رکھ اور ہر پتھر اور ہر پیڑ کے پاس اللہ کی یاد اور جب کوئی گناہ کرے اس وقت توبہ لا، خفیہ کی خفیہ اور آشکارا کی آشکارا۔ (مسند احمد)

دوسری حدیث میں ہے کہ جب تجھ سے نیا گناہ ہو فوراً نئی توبہ کر، نہاں کی نہاں اور عیاں کی عیاں۔

نیز رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ بندوں سے عذاب ہمیشہ اٹھا ہوا رہے گا۔ جب تک وہ گناہوں کو چھپاتے رہیں گے، پھر جب وہ گناہوں کو آشکارا کریں گے تو ان پر دوزخ کا عذاب لازم ہوجائے گا۔ (ت) (مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص ۲۵۵]

یعنی اگر گناہ علانیہ طور پر ہو تو اس کی توبہ بھی علانیہ ہوگی اور اگر گناہ خفیہ طور پر ہو تو اس کی توبہ بھی خفیہ ہوگی، گناہ کرنے کے بعد

اسے ظاہر کرنا اور زیادہ گناہ ہے بندہ جب تک گناہ کو چھپائے گا تو ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بخشدے اور اگر وہ گناہ کو ظاہر کردے تو اب وہ عذاب کا لازمی طور پر مستحق ہو جائے گا۔ پروردگار کی بارگاہ میں توبہ کرنے سے مغفرت کی قوی امید ہے۔ (مرتب)

توبہ عبد سے رب تعالیٰ کا خوش ہونا

اللہ کا بندہ جب توبہ لاتا ہے رب کے حضور تو وہ اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا وہ شخص جس کی اونٹنی مع زادراہ کے گم ہوگئی اس کے مل جانے پر خوش ہو۔

بریلی کے ایک شخص کی عجیب شان سے توبہ

جس گناہ میں صرف حق اللہ ہو حق العبد نہ ہو وہ توبہ سے معاف ہو جائے گا اور بعض وہ ہیں جن میں حق العبد بھی شامل ہوتا ہے تو جب تک اس سے معاف نہ کرائے صرف توبہ سے معاف نہ ہوں گے۔

بریلی میں غدر سے پہلے ایک صاحب نے عجیب شان سے توبہ کی کہ نہ ایسا کہیں دیکھا نہ سنا، کسی عورت کے ساتھ ان سے گناہ سرزد ہوا بعد کو نادم ہوئے ایک گڑھا قد آدم اکیلے مکان میں آکر کھودا اور اس عورت کے شوہر کو وہاں لا کر اس گڑھے میں کود ے تلوار اس کو دی اس وقت کہا یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی ہے خواہ قتل کر کے مجھ کو اس گڑھے میں دفن کر دے کسی کو خبر نہ ہوگی یا اللہ کے واسطے معاف کر دے اس کی زبان سے کچھ نہ نکلا اور معاف ہی کرنا پڑا۔ [الملفوظ سوم ،ص۴۴، ۴۵]

ایک صحابی اور ایک صحابیہ کی توبہ کے واقعات

عہد رسالت اقدس میں زنا کا ثبوت گواہوں سے کبھی نہ ہوا البتہ دوبار یہ ہوا کہ مجرموں نے خود اقرار کرلیا۔

- پہلا واقعہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔
- دوسرا ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا

دونوں مجرم بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور شرعی سزا کے خواستگار ہوئے کہ ہم پاک ہو جائیں دونوں کو سنگسار کیا گیا، جس وقت حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنگسار کیا آپ بھاگے لیکن سنگساریوں نے پکڑ کر قتل کر دیا اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کل واقعہ بیان کیا۔ فرمایا تم نے چھوڑ کیوں نہیں دیا جب وہ بھاگا تھا اور فرمایا اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر تمام شہر پر تقسیم کیجائے سب کا کوفی ہو۔

صحابہ کرام میں سے ایک صاحب نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کچھ برے الفاظ فرمائے اس پر ارشاد ہوا برا نہ کہو میں دیکھتا ہوں کہ وہ جنت کی نہروں میں غوطہ لگا رہا ہے۔ (ابوداؤد)

اسی طرح صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے جرم کا خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اقرار کیا اور سزا کی خواستگار ہوئیں ارشاد فرمایا تیرے پیٹ میں حمل ہے بعد وضع حمل آنا، بعد فراغ حمل بچہ کو لیکر حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اس بچہ کو اب کیا کروں فرمایا اس کو دودھ پلاؤ۔ یہ ارشاد عالی سنکر وہ بی بی واپس گئیں اور بعد دو برس بچہ کو لیکر حاضر ہوئیں بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا، عرض کی حضور اب یہ روٹی خود کھاتا ہے، بچہ لیکر رجم فرمایا۔ (ابوداؤد) (الملفوظ اول، ص۷۵، ۷۶)

گناہ کی سیاہی

گناہ کے میل توبۂ صحیح سے دھل جاتے ہیں اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں اور گناہ سے دل پر سیاہ داغ پڑ جاتا ہے اگر توبہ کرکے گناہ سے باز رہے تو وہ داغ ختم ہو جاتا اور دل صاف ہو جاتا ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے، جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے اس کے دل میں ایک سیاہ دھبا پڑ جاتا ہے پس اگر وہ اس سے جدا ہو گیا

اور توبہ استغفار کی تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر دوبارہ کیا تو اور سیاہی بڑھتی ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر چھا جاتی ہے۔ اور یہی وہ زنگ جسکا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ یوں نہیں بلکہ زنگ چڑھا دیا ہے ان کے دلوں پر ان گناہوں نے جو وہ کرتے تھے۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۳۰۸]

تائب کو عار دلانا جائز نہیں

اللہ عزوجل بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور سچی توبہ کے بعد گناہ بالکل باقی نہیں رہتے۔

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کے مثل ہے۔ (ابن ماجہ)

اس لئے کسی کو اس گناہ پر عار دلانا جائز نہیں جس سے وہ سچی توبہ کر چکا ہے ایسے شخص کیلئے وعید وارد ہوئی ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی اپنے بھائی کو ایسے گناہ سے عیب لگائے جس سے توبہ کر چکا ہے تو یہ عیب لگانے والا نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔ (ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۲۵]

توبہ کے لئے بلندی پر جانے کا حکم اور اس کی حکمت

اللہ تعالیٰ انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے اور وہ اپنے بندوں کے تمام احوال کی خبر رکھتا ہے۔ بندہ جس جگہ بھی توبہ کرے وہ مقبول ہے لیکن اگر بلند جگہ پر جا کر توبہ و رجوع لائے تو وہ قبولیت کی زیادہ دلیل ہے جب وہ بلندی پر جائے گا تو گناہ کی جگہ سے زیادہ دور ہو جائے گا یہی اس کے قبول ہونے کی دلیل ہے، ایک حدیث میں ہے بندہ سے جہاں پر گناہ سرزد ہو توبہ اس جگہ سے ہٹ کر کرے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا آدمی کا ہر بول اس پر لکھا جاتا ہے تو جو گناہ کرے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرنا چاہے اسے چاہئے بلند جگہ پر جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہے الٰہی میں اس گناہ سے تیری طرف رجوع لاتا ہوں اب کبھی ادھر عود نہ کروں گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے مغفرت فرما دے گا جب تک اس گناہ کو پھر نہ کرے۔ (حاکم، طبرانی کبیر)

توبہ کے لئے بلندی پر جانے کی یہی حکمت ہے کہ حتی الوسع موضع معصیت سے دوری اور محل طاعت و منزل رحمت یعنی آسمان سے قرب حاصل ہو۔ جب سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا زمانہ انتقال قریب آیا بن میں تشریف رکھتے تھے اور ارض مقدسہ پر جبارین کا قبضہ تھا، وہاں تشریف لیجانا میسر نہ ہوا دعا فرمائی کہ اس پاک زمین سے مجھے ایک سنگ پرتاب قریب کر دے۔ یعنی ایک پتھر پھینکنے کی مقدار قریب کر دے تاکہ ارض مقدسہ کی برکت حاصل رہے۔

(بخاری، مسلم، نسائی) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۴۲]

حرام مال، زبانی توبہ سے پاک نہیں ہوتا

بعض لوگ ذریعہ حرام سے مال و دولت جمع کرتے ہیں پھر توبہ کرتے ہیں تو کیا توبہ کرنے سے حرام مال، حلال ہو جائے گا؟ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فیصلہ کن انداز میں فرماتے ہیں:

زبانی توبہ سے حرام مال پاک نہیں ہوسکتا، بلکہ توبہ کے لئے شرط ہے کہ جس جس سے مال لیا ہے واپس دے وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو دے۔ پتہ نہ چلے تو اتنا مال تصدق کر دے۔ اس کے بغیر گناہ سے برأت نہیں۔ [احکام شریعت سوم ص ۲۳۲]

✿✿✿

حلال کمائی اور تجارت وحرفت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں پر جہاں احکام شرعیہ ودینیہ فرض فرمائے اور ان کا بندوں کو پابند بنایا وہیں اس نے ہماری روزی اور کمائی کے راستے بھی متعین کئے ذریعہ معاش میں انسان کو آزاد نہیں چھوڑا گیا بلکہ اس کی بھی حد بندی کی گئی اور بتادیا گیا کہ یہ حلال ہے اور وہ حرام ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی حلال کمائی کی تاکید فرمائی اور رزق حرام سے منع فرمایا اور اپنے ہاتھ کی کمائی کو سب سے بہتر کھانا قرار دیا گیا، اپنے دست وبازو کی قوت سے روزی حاصل کرنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی سنت کریمہ ہے اور دیگر انبیاء کرام کی بھی علیہم الصلاۃ والسلام۔ (مرتب)

حضرات انبیاء مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم سے زیادہ کس کا توکل، اور ان سے بڑھ کر تقدیر الٰہی پر کس کا ایمان، پھر بھی وہ ہمیشہ تدبیر فرماتے اور اس کی راہیں بتاتے اور خود کسب حلال میں سعی کر کے رزق طیب کھاتے۔

- حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والسلام زرہیں بناتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اور ہم نے داؤد کو تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا کہ تمہیں (دشمن کے وار کی) آنچ سے بچائے۔ (الانبیاء، ۸۰)

اور فرماتا ہے:

اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا کہ وسیع زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ۔ (سبا، ۱۰)

- حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے دس برس حضرت شعیب علیہ الصلاۃ والسلام کی بکریاں اجرت پر چرائیں۔ یعنی حضرت شعیب علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے اس مہر پر کردیا کہ وہ آٹھ یا دس سال ان کی بکریاں چرائیں حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ مدت پوری کی اور اپنی بیوی کو لیکر چلے گئے۔
- خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مال بطور مضاربت (یہ تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام) لیکر شام کو تشریف فرما ہوئے۔
- حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ وحضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے نامی گرامی تاجر تھے۔
- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔

کسب حلال اور احادیث

حلال معاش کی سعی وتلاش جس سے اپنے اور اپنے متعلقین کے تن بدن کی پرورش ہو ضروری ہے۔ احادیث میں اسکی بہت فضیلتیں وارد ہیں۔ (مرتب)

حدیث ۱: آدمی پر فرض کے بعد دوسرا فرض یہ ہے کہ کسب حلال کی تلاش کرے۔ (طبرانی کبیر، بیہقی)

حدیث ۲: طلب حلال آدمی پر واجب ہے۔ (دیلمی)

حدیث ۳: کبھی کسی شخص نے کوئی کھانا اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر نہ کھایا اور بیشک اللہ کے نبی داؤد علیہ الصلاۃ والسلام اپنی

دست کاری کی اجرت سے کھاتے۔ (بخاری، مسند احمد)

حدیث ۴: سب سے زیادہ پاکیزہ کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی سے کھاؤ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حدیث ۵: کسی نے عرض کی یارسول اللہ سب سے بہتر کسب کونسا ہے فرمایا اپنے ہاتھ کی مزدوری اور ہر مقبول تجارت کہ مفاسد شرعیہ سے خالی ہو۔ (طبرانی اوسط، احمد، بزار)

حدیث ۶: بیشک اللہ تعالیٰ مسلمان پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے۔ (طبرانی، بیہقی)

حدیث ۷: جسے مزدوری سے تھک کر شام آئے اس کی وہ شام مغفرت ہو۔ (طبرانی اوسط)

حدیث ۸: پاک کمائی والے کے لئے جنت ہے۔ (طبرانی کبیر، سنن بیہقی)

حدیث ۹: دنیا دیکھنے میں ہری چکھنے میں میٹھی ہے یعنی بظاہر بہت خوشنما و خوش ذائقہ معلوم ہوتی ہے۔ جو اسے حلال وجہ سے کمائے اور حق جگہ پر اٹھائے اللہ تعالیٰ اسے ثواب دے اور اپنی جنت میں لیجائے۔ (بیہقی)

حدیث ۱۰: یہ مال ہرا بھرا اور میٹھا ہے جو اسے حق طریقے پر حاصل کرے اس کے لئے اس میں برکت ہوگی۔ (ت) (ترمذی)

حدیث ۱۱: کچھ گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ نہ نماز ہو، نہ روزے، نہ حج، نہ عمرہ، ان کا کفارہ وہ پریشانیاں ہوتی ہیں جو آدمی کو تلاش معاش کی حالت میں پہنچتی ہیں۔ (ابن عساکر، ابونعیم)

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے ایک شخص کو دیکھا کہ تیز و چست کسی کام کو جارہا ہے۔ عرض کی یارسول اللہ کیا خوب ہوتا اگر اس کی یہ تیزی و چستی خدا کی راہ میں ہوتی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ شخص اپنے لئے کمائی کو نکلا ہے کہ سوال وغیرہ کی ذلت سے بچے تو اس کی یہ کوشش اللہ ہی کی راہ میں ہے، اور اگر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے خیال سے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے، اور اگر اپنے بوڑھے ماں باپ کے لئے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے۔ ہاں اگر ریا و تفاخر کے لئے نکلا ہے تو شیطان کی راہ میں ہے۔ (طبرانی)

اسی لئے ترک کسب سے صاف ممانعت آئی ہے۔

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمہارا بہتر وہ نہیں ہے جو اپنی دنیا، آخرت کے لئے چھوڑ دے، اور نہ وہ جو اپنی آخرت، دنیا کے لئے ترک کرے، بہتر وہ ہے جو دونوں سے حصہ لے کہ دنیا آخرت کا وسیلہ ہے، اپنا بوجھ اوروں پر ڈالکر نہ بیٹھ رہو۔ (ابن عساکر)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ تلاش حلال و فکر معاش اور اسباب کا سہارا لینا ہرگز منافی توکل نہیں بلکہ عین مرضی الٰہی ہے کہ آدمی تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر رکھے۔

اسی لئے جب ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی اپنی اونٹنی یوہیں چھوڑ دوں اور خدا پر بھروسہ رکھوں یا اسے باندھوں اور خدا پر توکل کروں؟ ارشاد فرمایا باندھ دے اور تکیہ خدا پر رکھ۔ (ترمذی، شعب الایمان)

روزی میں اچھی طلب اختیار کرنا

آج کل لوگ روزی کی تلاش یا روزی کمانے میں حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے بس یہ خیال ہوتا ہے کہ پیسہ آنا چاہئے چاہے وہ کیسا ہی کیوں نہ

ہو، اسلامی تقاضا یہ ہے کہ اچھے ذریعہ سے روزی تلاش کرے جو جائز و نیک ہو کیوں کہ انسان کو وہی ملتا ہے جو اس کے مقدر میں ہوتا ہے نہ اس سے کم ملیگا نہ اس سے زیادہ اس لئے اچھی روش اور جادۂ اعتدال سے قدم نہ ہٹائے۔ (مرتب)

اس لئے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں دنیا کی طلب میں اچھی روش سے عدول نہ کرو کہ جس کے مقدر میں جتنی لکھی ہے ضرور اس کے سامان مہیا پائیگا۔ (ابن ماجہ، حاکم)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور طلب رزق نیک طور پر کرو کہ کوئی جان دنیا سے نہ جائے گی جب تک اپنا رزق پورا نہ لے لے تو اگر روزی میں دیر دیکھو تو خدا سے ڈرو اور روش محمود پر تلاش کرو، حلال کو لو اور حرام کو چھوڑو۔ (ابن ماجہ، حاکم)

ایک اور حدیث میں ہے بیشک روح القدس جبریل نے میرے دل میں ڈالا کہ کوئی جان نہ مرے گی جب تک اپنی عمر اور اپنا رزق پورا نہ کرلے، تو خدا سے ڈرو اور نیک طریقے سے تلاش کرو اور خبردار رزق کی تاخیر تم میں کسی کو اس پر نہ لائے کہ نافرمانی خدا سے اسے طلب کرے کہ اللہ کا فضل تو اس کی طاعت ہی سے ملتا ہے۔ (ابونعیم)

دوسری حدیث میں ہے حاجتیں عزت نفس کے ساتھ طلب کرو کہ سب کام تقدیر سے چلتے ہیں۔

(ابن عساکر، تمام کتاب الفوائد) [فتاویٰ رضویہ ۱۱/ص ۱۷۳، ۱۷۹، ۱۸۵]

ذریعہ جہاد سے مال حاصل کرنا

اللہ کی راہ میں جہاد کے ذریعہ جو مال حاصل ہوتا ہے وہ بہترین رزق ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا مجھے قیامت سے آگے تلوار دیکر بھیجا گیا۔ تاکہ لوگ اللہ کی عبادت کریں اور میرا رزق نیزوں کے سائے میں ہے۔ (ت) (مسند احمد، ابویعلی، طبرانی)

خدا کی راہ میں جہاد برپا رکھنے سے صحت و دولت حاصل ہوتی ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جہاد کو لازم کرلو تاکہ تم صحت مند اور غنی ہو جاؤ۔ (ت) (ابن عدی)

راہ خدا میں جہاد کے لئے ہتھیار یا تیر وغیرہ بنانے سے جو روزی میسر ہو وہ پاک اور بابرکت ہے۔ (مرتب)

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مسلمان کا پاک کسب اس کا فی سبیل اللہ تیر بنانا ہے۔

(ت) (شیرازی، کتاب الالقاب، الجامع الصغیر)

یہ اس لئے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے دین میں حرص کے طور پر ہو اس سے بڑھ کر کوئی چیز پاکیزہ نہیں۔ اور یہ کہ یہ عمل تجارت وغیرہ سے افضل ہے، کیونکہ یہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا کسب و عمل ہے۔ (ت) (خیر الامال فی حکم الکسب والسوال)

فضول خرچی کی مذمت

انسان مال کما کر اچھی روش میں خرچ کرے کیوں کہ قیامت کے دن اس سے سوال ہوگا کہ تم نے مال کما کر کہاں پر خرچ کیا اگر خدا کی راہ میں اٹھایا ہے تو بہتر ہے ورنہ اگر اسراف اور فضول خرچی یا گناہ کی باتوں میں اٹھایا ہے تو اس کا جواب دینا ہوگا اور اس کا جواب بہت ہی سخت ہے، یاد رکھو ایک ایک ذرہ کا حساب لیا جائے گا، قرآن و حدیث میں فضول خرچ کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔ (مرتب)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

بے جا خرچ نہ کیا کرو کیوں کہ بے جا فضول خرچ کرنے والے شیاطین کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔ (ت) (الاسراء، ۲۶، ۲۷)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام کردی اور بچیوں کو زندہ در گور کرنا اور بخل کرنا اور گداگری کرنا اور ادھر ادھر کی فضول باتیں کرنا تم پر حرام کردیا ہے۔ اور فرمایا زیادہ سوال کرنا اور مال کو ضائع کرنا بھی حرام کردیا گیا ہے۔

(بخاری، و مسلم) (ہادی الناس فی رسوم الاعراس)

اپنے ہاتھ کی کمائی

انسان کی سب سے بہتر روزی اور اسکا عمدہ کھانا اسکے اپنے دست و بازو کی قوت کی کمائی ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدمی کا سب سے بہتر و عمدہ کھانا اس کے اپنے ہاتھ کی کمائی ہے۔ (ت) (بخاری، مسند احمد)

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام بھی اپنی محنت کی روزی کھاتے تھے۔

ایک حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والسلام اپنے ہاتھ کے عمل سے کھاتے تھے۔ (ت) (بخاری)

(سیدنا داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کا عمل قران عظیم سے معلوم ہے کہ وہ زرہیں بناتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔ (مرتب) (رسالہ صفائح اللجین)

تندرست کا بھیک مانگنا

آدمی اگر توانا و تندرست ہے تو اسے بھیک مانگنی جائز نہیں اور نہ اسے کچھ دینا جائز، تندرستی ایک عظیم نعمت ہے، اگر وہ کچھ محنت کے ذریعہ کرے تو وہ اس بھیک سے بدرجہ اولیٰ بہتر ہے۔ (مرتب)

علماء فرماتے ہیں ہٹے کٹے، جوان، تندرست جو بھیک مانگنے کے عادی ہوتے اور اسی کو اپنا پیشہ کرلیتے ہیں انہیں دینا ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر شہ دینی ہے۔ لوگ نہ دیں تو جھک ماریں اور محنت مزدوری کریں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۱۷]

مجبوری میں سوال کرنا

تندرست و توانا شخص کو سوال کرنا یا بھیک مانگنی جائز نہیں لیکن اگر کوئی مجبوری درپیش ہو تو ایسی صورت میں اس کے لئے سوال کرنا جائز ہوگا بلکہ مجبوری و اضطرار کے وقت ناجائز و ممنوع چیز بھی مباح و جائز ہو جاتی ہے۔ (مرتب)

اگر کوئی مسلمان بھوک یا پیاس سے مرتا ہو، اس کی اعانت مسلمانوں پر فرض ہے، ایسی حالت میں اگر وہ دوسرے کے پاس کھانا پانی پائے اس پر مانگنا فرض ہے، اور یہ خود مجبورانہ محتاج نہ ہو تو اس پر دینا فرض ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۷۵۵]

بے وجہ شرعی سوال کی مذمت

بے ضرورت شرعی سوال کرنے سے متعلق ایک استفتاء کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

"بے ضرورت شرعی سوال کرنا حرام ہے اور جن لوگوں نے باوجود قدرت کسب بلا ضرورت سوال کرنا اپنا پیشہ کرلیا وہ

جو کچھ اس سے جمع کرتے ہیں سب ناپاک وخبیث ہے اور ان کا یہ حال جان کر ان کے سوال پر کچھ دینا داخل ثواب نہیں بلکہ ناجائز وگناہ اور گناہ میں مددگار ہے۔

لیکن اگر بے سوال کچھ دے جیسے لوگ علماء ومشائخ کی خدمت کرتے ہیں تو اس کے لئے لینے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ نیت نیک ہو تو دینے اور لینے والے دونوں داخل ثواب ہیں خصوصاً جبکہ لینے والا حاجت رکھتا ہو۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ عطا بھیجی انہوں نے واپس حاضر کی کہ حضور نے ہمیں حکم دیا تھا کہ کسی سے کچھ نہ لینے میں بھلائی ہے فرمایا یہ بحالت سوال ہے اور جو بے سوال آئے وہ تو ایک رزق ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے تجھے بھیجا امیر المومنین نے عرض کی واللہ اب کسی سے کچھ سوال نہ کروں گا اور بے سوال جو چیز آئے گی لے لوں گا۔ (موطا مالک، شیخین)

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تونگری سے دینے والا کچھ لینے والے سے افضل نہیں جبکہ وہ حاجت رکھتا ہو۔ (طبرانی کبیر)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

جو اپنی ضروریات شرعیہ کے لائق مال رکھتا ہے یا اس کے کسب پر قادر ہے اسے سوال حرام ہے اور جو اس مال سے آگاہ ہو اسے دینا حرام اور لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ومبتلائے گناہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں صدقہ حلال نہیں ہے کسی غنی کے لیئے نہ کسی قوی تندرست کیلیئے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

نیز فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو لوگوں سے سوال کرے اور اس کے پاس وہ شی ہو جو اسے بے نیاز کرتی ہو روز قیامت اس حال پر آئے گا کہ اس کا وہ سوال اس کے چہرہ پر خراش وزخم ہو۔ (ترمذی، دارمی)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو اپنا مال بڑھانے کو لوگوں سے ان کے مال کا سوال کرتا ہے وہ جہنم کی آگ کا ٹکڑا مانگتا ہے اب چاہے تھوڑی لے یا بہت۔ (احمد، مسلم، ابن ماجہ)

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو بے حاجت وضرورت شرعیہ سوال کرے وہ جہنم کی آگ کھاتا ہے۔

(مسند احمد، ابن خزیمہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۹۹، ۵۰۱]

خدا کا واسطہ دیکر مانگنا

بعض لوگ خدا کا واسطہ دیکر مانگتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ خدا کے واسطے کچھ دیدو بعض فقیر بھی اسی طرح سوال کرتے ہیں حالانکہ اس طرح سے مانگنا جائز نہیں لیکن اگر اس طرح مانگ ہی لے تو ضرور دینا چاہیئے، حدیث میں ایسے شخص کو ملعون کہا گیا ہے جو خدا کا واسطہ دیکر مانگے اور اسے بھی ملعون کہا گیا ہے۔ جس سے خدا کا واسطہ دیکر مانگا جائے اور وہ نہ دے۔ (مرتب)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ملعون ہے جو اللہ کا واسطہ دیکر کچھ مانگے اور ملعون ہے جس سے خدا کا واسطہ دیکر مانگا جائے پھر وہ اس سائل کو نہ دے جبکہ اس نے کوئی بے جا سوال نہ کیا ہو۔ (طبرانی)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس سے خدا کا واسطہ دیکر کچھ مانگا جائے اور وہ دیدے تو اس کے لئے ستر نیکیاں لکھی جائیں۔ (بیہقی شعب الایمان)

اور مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو تم سے خدا کا واسطہ دیکر مانگے اسے دو اور اگر نہ دینا چاہو تو اس کا بھی اختیار ہے۔(حکیم ترمذی، نوادر الاصول)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے واسطے سے سوا جنت کے کچھ نہ مانگا جائے۔(ابوداؤد)

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا واسطہ دیکر سوا اخروی دینی شی کے کچھ نہ مانگا جائے اور مانگنے والا اگر خدا کا واسطہ دیکر مانگے اور دینے والے کا اس شی کے دینے میں کوئی دینی یا دنیوی حرج نہ ہو تو مستحب وموکد دینا ہے ورنہ نہ دے۔

امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو خدا کا واسطہ دیکر مانگے مجھے یہ خوش آتا ہے کہ اسے کچھ نہ دیا جائے یعنی تاکہ یہ عادت چھوڑ دے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ص ۹۱]

تلاوت وعبادات پر اجرت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ قرآن عظیم کی تلاوت اور عبادات و ایصال ثواب اور میلاد خوانی پر اجرت ونقدی لینے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

طاعت وعبادات پر اجرت لینا دینا مطلقاً حرام ہے، ہاں قرآن عظیم کی تعلیم وعلوم دین واذان واقامت وغیرہا چند اشیاء کہ جن پر اجارہ کرنا متاخرین نے ناچاری ومجبوری کی بناء پر حال زمانہ کو دیکھتے ہوئے جائز رکھا ہے۔ تلاوت قرآن عظیم ایصال ثواب کی غرض سے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میلاد پاک کا ذکر شریف ضرور منجملہ عبادات وطاعت ہیں تو ان پر اجارہ بھی ضرور حرام وممنوع ہے۔

اجارہ جس طرح صریح عقد زبان سے ہوتا ہے عرفاً معروف ومعہود شرط سے بھی ہو جاتا ہے مثلاً پڑھنے پڑھوانے والوں نے زبان سے کچھ نہ کہا مگر جانتے ہیں کہ دینا ہوگا، وہ سمجھ رہے ہیں کہ کچھ ملے گا۔ انہوں نے اس طور پر پڑھا، انہوں نے اس نیت سے پڑھوایا، اجارہ ہو گیا۔

اور اب دو وجہ سے حرام ہوا

- ایک تو طاعت پر اجارہ یہ خود حرام
- دوسرے اجرت اگر عرفاً معین نہیں تو اس کی جہالت سے اجارہ فاسد، یہ دوسرا حرام۔

پس اگر قرار داد کچھ نہ ہو، نہ وہاں لین دین معہود ومقرر ہوتا ہو۔ تو بعد کو بطور صلہ وحسن سلوک کچھ دینا جائز بلکہ حسن ہوتا، مگر جبکہ اس طریقہ کا وہاں عام رواج ہو تو صورت ثانیہ میں داخل ہو کر حرام محض ہے۔

جواز کا حیلہ وتدبیر

اب اس کے حلال ہونے کے دو طریقے ہیں۔

اوّل: یہ کہ پڑھنے سے پہلے پڑھنے والے صراحۃً کہہ دیں کہ ہم کچھ نہ لیں گے، پڑھوانے والے صاف انکار کر دیں کہ تمھیں کچھ نہ دیا جائے گا، اس شرط کے بعد وہ پڑھیں۔ اور پھر پڑھوانے والے بطور صلہ جو چاہیں دیدیں، یہ لینا دینا حلال ہوگا۔

دوم: پڑھوانے والے پڑھنے والوں سے وقت واجرت کی تعیین سے ان سے مطلق کار خدمت پر پڑھنے والوں کو اجارہ میں لے لیں، مثلاً یہ ان سے کہیں ہم نے کل صبح سات بجے سے بارہ بجے تک ایک روپیہ کے عوض اپنے کام کاج کیلئے

اجارہ میں لیا دہ کہیں ہم نے قبول کیا، اب یہ پڑھنے والے اتنے گھنٹوں کے لئے ان کے نوکر ہو گئے، وہ جو کام چاہیں لیں، اس اجارہ کے بعد وہ ان سے کہیں، اتنے پارے کلام اللہ شریف کے پڑھ کر ثواب فلاں وفلاں کو بخشدو، یا مجلس میلاد مبارک پڑھ دو، یہ جائز ہوگا۔اور لینا دینا حلال۔[فتاویٰ رضویہ ج۸،ص۱۵۹]

یہی مضمون دوسرے مقام پر یوں ہے:

اجرت پر کلام اللہ شریف بغرض ایصال ثواب پڑھنا، پڑھوانا، دونوں ناجائز، اور پڑھنے والا اور پڑھوانے والا دونوں گنہگار، اور اس میں میت کے لئے کوئی نفع نہیں، بلکہ اس کی مرضی وصیت سے ہو تو وہ بھی وبال میں گرفتار، اور یہ کہنا کہ ہم اللہ کے لئے پڑھتے ہیں اور دینے والے بھی ہمیں اللہ کے لئے دیتے ہیں محض جھوٹ ہے۔ اگر یہ نہ پڑھیں تو وہ ایک دانہ ان کو نہ دیں، اور اگر وہ نہ دیں تو یہ ایک صفحہ نہ پڑھیں۔

اور شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ ہے کہ جو معروف ومشہور ہو وہ مشروط ومقرر کی طرح ہے۔ بلکہ اس ظاہری شرط نہ کرنے سے ایک اور خباثت بڑھ جاتی ہے، اجارہ جو جائز امر پر ہو اگر تعین اجرت کے بغیر ہو تو جہالت کے سبب سے اجارہ فاسدہ اور عقد حرام ہے۔ نہ کہ وہ اجارہ جو خود ناجائز تھا وہ تو حرام در حرام ہوگیا۔

طریقہ حلّت

ہاں اگر اس کی حلت چاہیں تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ پڑھوانے والے وقت معین کے ساتھ مثلاً روزانہ صبح کے ۷؍ بجے سے ۱۰؍ بجے تک اور شام کے ۲؍ بجے سے ۴؍ بجے تک، یا جو وقت مقرر کریں، ایک اجرت معینہ پر مثلاً ۴؍ روپیہ یا جو قرار پائے۔ ان حافظوں کو اپنے کار خدمت کے لئے نوکر رکھیں، اس وقت معین کے لئے یہ ان کے ملازم ہو گئے انہیں اختیار ہے جو کام چاہیں لیں، ان میں سے ایک کام یہ ہے کہ فلاں میت کے لئے قرآن عظیم پڑھو، اب یہ حلال ہے۔ دینا واجب اور لینا روا، کہ اب یہ اجارہ قرآن خوانی پر نہیں بلکہ ان حافظوں کے منافع نفس پر ہے، یہاں تک کہ اگر یہ اس وقت مقرر پر پابندی کے ساتھ حاضر رہیں اور مستاجرین ان سے کچھ کام نہ لیں، جب بھی تنخواہ واجب ہوگی۔ [فتاویٰ رضویہ ج۸،ص۱۸۱]

مومن کی ناخوشی میں اس کا مال لینا

مال کا معاملہ یہ ہے کہ صاحب مال کی خواہش کسی ایک چیز پر ختم نہیں ہوتی بلکہ ایک کے بعد دوسرے اور زیادہ کی آرزو ہوتی ہے یہاں تک کہ دوسرے کے مال کی طرف نگاہ غلط سے دیکھا جاتا اور اسے ہڑپنے کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے جس کے لئے احادیث میں خوفناک وعیدیں آئی ہیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے جناب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کسی مسلمان کا مال حلال نہیں مگر اس کی جی کی خوشی سے۔ (دار قطنی)

دوسری حدیث میں ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کی چھڑی بے اس کی مرضی کے لے اور یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کا مال مسلمان پر سخت حرام کیا ہے۔

(ابن حبان) [فتاویٰ رضویہ ج۷،ص۳۹]

✿✿✿

داڑھی کے مسائل واحکام

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اچھی شکل وصورت عطا فرمائی، عورت ومرد کے درمیان واضح فرق وامتیاز رکھا، یہ جنسی تفریق شکل وصورت، وضع قطع، رہن سہن، عادات واطوار وغیرہ ہر چیز میں رکھی گئی یہاں تک کہ شریعت کے احکام بھی دونوں کے لئے بعض مسائل میں الگ الگ ہیں، مردوں کو داڑھیوں سے زینت بخشی گئی اور عورتوں کو سر کے بال بڑے رکھنے کا حکم دیا گیا تاکہ دونوں اپنے اپنے دائرۂ اعتدال پر رہیں، حد سے تجاوز نہ کریں، ورنہ مرد وعورت میں سے کوئی کسی سے مشابہت اختیار کرے تو اس کی سخت ممانعت ووعید وارد ہوئی ہے۔ (مرتب)

داڑھی سنت انبیاء ہے

داڑھی شریعت کی مقرر حد سے کم نہ کرانا واجب اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت دائمی اور اہل اسلام کے شعائر سے ہے اور اس کا خلاف ممنوع وحرام اور کفار کا شعار۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دس چیزیں انبیاء عظام علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت قدیم ہیں ان میں سے موچھیں کم کرانا اور داڑھی حد شرع سے چھوڑ دینا۔ (مسلم)

دوسری حدیث میں ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: مشرکین سے مخالفت کرو داڑھیاں پوری اور موچھیں کم کرو۔ (بخاری، مسلم)

بعض احادیث میں وارد ہے کہ موچھیں کم کراؤ، داڑھیاں چھوڑ دو اور مجوس کی سی شکل نہ بناؤ۔

سنت سنیۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ترک اور مشرکین ومجوس کی رسم اختیار کرنا مسلمان کامل کا کام نہیں، اس کے علاوہ اس میں خداوند تعالیٰ کی خلقت کو بدلنا ہے جو ممنوع ہے اور بحکم حدیث موجب لعنت الٰہی ہے۔

داڑھی چڑھانا، حضور کی بیزاری کا موجب

اسی طرح داڑھی غیر جہاد میں چڑھانا ناجائز وممنوع ہے، ایسے شخصوں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگوں کو خبر دیدو کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے بیزار ہیں۔ (ترمذی)

داڑھی منڈانی حضور کی بیزاری کا سبب

اور ظاہر ہے کہ داڑھی کتروانا، یا منڈوانا، چڑھانے سے سخت تر ہے کہ اس میں فقط صفت سنت کا بدلنا ہے اور ان میں بدلنا یا اصل کا ختم کر دینا، اس کے باوجود اگر توبہ نصیب ہو تو یہ سریع الزوال اور ان کا ازالہ نہ ہوگا مگر ایک زمانہ کے بعد، جب چڑھانے کی ایسی وعید شدید وارد اور حضور اس کے مرتکب سے بیزاری ظاہر فرمائیں تو کترنے اور منڈانے سے کس قدر ناراض وبیزار ہوں گے، رسول مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضی پر دنیا وآخرت میں جو ثمرات بد مرتب ہیں دل مومن ان سے خوب واقف ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج٩، ص٢٩]

داڑھی کی شرعی حد اور اس کی پیمائش

ریش ایک مشت یعنی چار انگل تک رکھنا واجب ہے اس سے کمی ناجائز، اور جب تک اس حد سے آگے نہ بڑھے اسے کسی قدر بھی تراشنا جائز نہیں، غرض لحیہ سے کچھ لینا بھی اسی حالت سے مشروط ہے جبکہ طول میں حد شرعی تک پہنچ جائے۔ مقدار ٹھوڑی کے نیچے سے لی جائے گی یعنی چھوٹے ہوئے بال ایک مشت ہوں، وہ جو بعض بے باک جہال لب زیریں کے نیچے سے ہاتھ رکھ کر چار انگل ناپتے ہیں کہ ٹھوڑی سے نیچے ایک ہی انگل رہے۔ یہ محض جہالت اور شرع مطہر میں بے باکی ہے، اس سے زائد اگر طول فاحش، حد اعتدال سے خارج، بے موقع بدنما ہو تو بلاشبہ خلاف سنت ومکروہ، کہ صورت بدنما بنانا، اپنے منہ پر دروازۂ طعن تحریہ کھولنا، مسلمانوں کو استہزا و غیبت کی آفت میں ڈالنا ہرگز شرع مطہر کی مرضی نہیں۔

بے جا درازی ریش مطلوب شرع نہیں

حدیث میں آیا ہے حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی سعادت سے ہے داڑھی کا ہلکا ہونا یعنی یہ کہ بیحد دراز نہ ہو۔

(طبرانی، ابن عدی کامل)

سیدنا عبداللہ بن عمر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی ریش مبارک مٹھی میں لیکر جس قدر زیادہ ہوتی کم فرما دیتے۔

(ابوداؤد ونسائی)

بلکہ یہ کم فرمانا خود پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے ماثور و مروی ہے۔ ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسی کو اختیار فرمایا اور عامہ کتب مذہب میں تصریح فرمائی کہ داڑھی میں سنت یہی ہے کہ جب ایک مشت سے زائد ہو کم کردی جائے بلکہ بعض اکابر علماء نے اسے واجب فرمایا اگرچہ ظاہر یہی ہے کہ یہاں وجوب سے مراد ثبوت ہے اصطلاحی وجوب نہیں۔

لہٰذا ہمارے علماء کے نزدیک ایک مشت سے زائد کی سنت ہرگز ثابت نہیں بلکہ وہ زائد کے تراشنے کو سنت فرماتے ہیں تو اسکا زیادہ بڑھانا خلاف سنت مکروہ تنزیہی ہوگا۔

داڑھی میں مسلک حنفی کا حاصل

بالجملہ ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کا حاصل مسلک یہ ہے کہ ایک مشت تک بڑھانا واجب اور اس سے زائد رکھنا خلاف افضل اور اس کا ترشوانا سنت، ہاں تھوڑی زیادت جو خط سے خط ہو جاتی ہے اس خلاف اولیٰ سے بالضرورۃ مستثنیٰ ہونا چاہیئے ورنہ کس چیز کا تراشا سنت ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک کے بال عرض وطول سے لیتے تھے۔ (ترمذی)

علماء فرماتے ہیں یہ اس وقت ہوتا تھا جب ریش اقدس ایک مشت سے تجاوز فرماتی۔

ایک روایت میں ہے کہ ریش مبارک طبعاً چار انگل تھی اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوتی تھی۔

ایک قول یہ ہے کہ علماء ومشائخ کو ایک مشت سے زیادہ رکھنا بھی درست ہے۔ (مدارج النبوۃ)

عمر، عثمان اور علی کی داڑھی

امیر المومنین عمر فاروق وحضرت عثمان غنی، وحضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ریش مقدس سینہ کو بھر دیتی تھی۔ (مدارج النبوۃ)

غوث اعظم کی داڑھی

ہمارے مرشد حضور شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدن مبارک دبلا تھا اور قامت شریف میانہ، سینہ مقدس چوڑا ریش منور پھن و دراز۔

(بہجۃ الاسرار) [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۸ تا ۷۰، ملخصا]

داڑھی کہاں سے کہاں تک ہوتی ہے؟

داڑھی قلموں کے نیچے سے کنپٹیوں، جبڑوں، ٹھوڑی پر جمتی ہے اور عرضا اس کا بالائی حصہ کانوں اور گالوں کے بیچ میں ہوتا ہے جس طرح بعض لوگوں کے کانوں پر رونگٹے ہوتے ہیں وہ داڑھی سے خارج ہیں، یوہیں گالوں پر جو خفیف بال کسی کے کم، کسی کے آنکھوں تک نکلتے ہیں وہ بھی داڑھی میں داخل نہیں، یہ بال قدرتی طور پر موئے ریش سے جدا و ممتاز ہوتے ہیں، اس کا مسلسل راستہ جو قلموں کے نیچے سے ایک مخروطی شکل پر ٹھوڑی کی جانب جاتا ہے یہ بال اس راہ سے جدا ہوتے ہیں، ان کے صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ کبھی ان کا باقی رکھنا بد نمائی کا سبب ہوتا ہے جو شرعا ہرگز پسندیدہ نہیں۔

بچی، داڑھی کا جز ہے

نیچے کے ہونٹ کے نیچے وسط میں جو ذرا سے بال ہوتے ہیں یہ سلسلہ ریش میں واقع ہیں کہ اس سے کسی طرح امتیاز نہیں رکھتے تو انہیں داڑھی سے جدا ٹھہرانے کی کوئی وجہ نہیں، وسط میں جو بال ذرا سے چھوڑے جاتے ہیں جنہیں عربی میں عنفقہ اور ہندی میں بچی کہتے ہیں وہ داخل ریش ہیں۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا کہ جو کوئی انہیں منڈاتا اس کی گواہی رد فرما دیتے۔

(مدارج النبوۃ)

تو بیچ میں یہ دونوں طرف کے بال جنہیں عربی میں فنیکین، ہندی میں کوٹھے کہتے ہیں کیوں کر داڑھی سے خارج ہوسکتے ہیں، داڑھی کے باب میں یہی حکم ہے کہ اس کے کسی جز کا منڈانا جائز نہیں۔

علماء نے تصریح فرمائی کہ کوٹھوں کا اکھیڑنا بدعت ہے، امیر المومنین عمر بن عبد العزیز نے ایسے شخص کی گواہی رد فرمائی۔

ہاں اگر یہاں بال اس قدر طویل و انبوہ ہوں کہ کھانا کھانے، پانی پینے، کلی کرنے میں مزاحمت کریں تو ان کا قینچی سے بقدر حاجت کم کر دینا روا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۶، ۸۷]

حضور کی ریش مبارک کس انداز کی تھی

داڑھی کا حکم شرعی ملاحظہ کرنے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مطہر سے متعلق چند احادیث کریمہ سے اپنے دلوں کو منور و مجلی کریں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ حضور کی ریش مقدس کس انداز کی تھی۔ (مرتب)

حدیث ۱: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں بال کثیر و انبوہ تھے۔ (مسلم)

حدیث ۲: حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عظمت والے نگاہوں میں عظیم دلوں میں معظم تھے چہرۂ مبارک ماہ دو ہفتہ کی طرح چمکتا، جگمگاتی رنگت، کشادہ پیشانی، گھنی داڑھی۔ (شمائل ترمذی، طبرانی)

حدیث ۳: امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں۔ میرے ماں باپ ان پر قربان میانہ قد تھے، گورا رنگ جس میں سرخی جھلکتی، گھنی داڑھی۔ (ابن عساکر)

حدیث ۴: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر مبارک بزرگ اور ریش مطہر بڑی تھی۔ (بیہقی)

حدیث ۵: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رنگ گورا سرخی آمیز، آنکھیں بڑی خوب سیاہ، داڑھی گھنی۔ (ابن عساکر)

حدیث ۶: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم پاک کی بناوٹ تمام جہاں سے بہتر، چہرہ تمام عالم سے خوبتر، مہک سارے زمانہ سے خوشبوتر، ہتھیلیاں سب لوگوں سے نرم تر، بال کانوں کی لوتک (پھر اپنے رخساروں کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ) ریش مبارک یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی۔ (ابن عساکر)

حدیث ۷: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منہ گورا، داڑھی گھنی، آنکھوں کے کووؤں میں سرخی، پلکیں دراز۔ (ابن عساکر)

امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں ریش مطہر گھنی سینہ منور کو بھرے ہوئے۔

یہاں سینہ سے مراد اس کا بالائی کنارہ ہے کہ گلے کی انتہا ہے۔ [فتاوی رضویہ ج ۹ ص ۱۲۳]

احادیث میں داڑھی رکھنے کی تاکید

داڑھی رکھنا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت جمیلہ ہے حضور نے اس کے لئے متعدد احادیث میں تاکیدی حکم فرمایا ہے، چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

(۱) مشرکوں کا خلاف کرو مونچھیں خوب پست اور داڑھیاں کثیر ووافر رکھو۔ (بخاری، مسلم)

(۲) مونچھیں مٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ (بخاری)

(۳) خوب پست کرو مونچھیں اور چھوڑ رکھو داڑھیاں۔ (مسلم، ترمذی)

(۴) بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا مونچھیں خوب پست کرنے اور داڑھیاں معاف رکھنے کا۔ (مسلم، ترمذی)

(۵) مونچھیں کترواؤ اور داڑھیاں بڑھنے دو، آتش پرستوں کا خلاف کرو۔ (احمد، مسلم)

(۶) مونچھیں ترشواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ (مسند احمد)

(۷) کثیر کرو داڑھیاں اور مونچھوں میں سے لو۔ (طبرانی)

(۸) مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیوں کو معافی دو، یہودیوں کی سی صورت نہ بنو۔ (شرح معانی الآثار)

(۹) مونچھیں کترواؤ اور داڑھیوں کو کثرت دو، یہود ونصاریٰ کا خلاف کرو۔ (احمد، طبرانی، بیہقی)

(۱۰) پوری کرو داڑھیاں اور تراشو مونچھیں۔ (طبرانی کبیر)

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجوس کا ذکر کیا فرمایا وہ اپنی لبیں بڑھاتے اور داڑھیاں مونڈتے ہیں تم ان کا خلاف کرو۔ (ابن حبان، طبرانی، بیہقی)

(۱۲) مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں خوب بڑھاؤ۔ (شعب الایمان، ابن عدی)

(۱۳) داڑھیوں کے عرض سے لو اور ان کے طول کو معاف رکھو۔ (ابو عبداللہ محمد بن مخلد جزء حدیثی)

(۱۴) ہرگز کوئی شخص اپنی داڑھی کے طول سے کم نہ کرے۔ (خطیب بغدادی)

(۱۵) مجھے میرے رب نے حکم فرمایا کہ اپنی لبیں پست کروں اور داڑھی بڑھاؤں۔

اس حدیث کا واقعہ یہ ہے کہ جب حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہدایت اسلام کے فرامین بنام سلاطین جہاں نافذ فرمائے۔ قیصر بادشاہ روم نے تصدیق نبوت کی مگر بجہت دنیا اسلام نہ لایا۔ مقوقس بادشاہ مصر نے

والا کی کمال تعظیم کی اور ہدایا حاضر بارگاہ رسالت کیے۔

سگ ایران خسرو پرویز (اللہ اسے قتل کرے) نے فرمان اقدس چاک کر دیا اور باذان صوبۂ یمن کو لکھا، دو مضبوط آدمی بھیج کر انہیں یہاں بلائے۔ باذان نے اپنے داروغہ بابویہ اور ایک پارسی خرخسرہ نامی کو مدینہ طیبہ روانہ کیا، یہ دونوں جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی طرف نظر فرماتے کراہت آئی، اور فرمایا خرابی ہو تمہارے لئے۔ کس نے تمہیں اس کا حکم دیا، وہ بولے ہمارے رب یعنی خسرو پرویز خبیث نے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مگر مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم فرمایا ہے۔ (طبقات ابن سعد، کتاب الخمیس فی احوال نفس نفیس)

داڑھی منڈے کی حرماں نصیبی

اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ انتہائی کربناک انداز میں فرماتے ہیں:

مسلمان اس حدیث کو یاد رکھیں کہ بابویہ خرخسرہ اس وقت تک اسلام نہ لائے تھے، نہ احکام اسلام سے آگاہ تھے، ان کی یہ وضع دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی صورت دیکھنے سے کراہت کی، تو جو مسلمان احکام حضور جان بوجھ کر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف مجوسیوں کے موافق ایسی گندی صورت بنائے وہ کس قدر حضور اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کراہت و بیزاری کا باعث ہوگا۔

آدمی جس حال پر مرتا ہے اسی حال پر اٹھتا ہے اگر روز قیامت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ مجوس کی صورت دیکھ کر نگاہ فرمانے سے کراہت فرمائی تو یقین جان کہ تیرا ٹھکانا کہیں نہ رہا۔

مسلمان کی پناہ، امان، نجات، رستگاری جو کچھ ہے ان کی نظر رحمت میں ہے۔ اللہ کی پناہ اس بری گھڑی سے کہ وہ نظر فرمانے سے کراہیت لائیں۔

داڑھی باندھنا حضور کی بیزاری کا سبب ہے

(۱۶) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے رویفع میں امید کرتا ہوں کہ تو میرے بعد عمر دراز پائے تو لوگوں کو خبر دینا کہ جو اپنی داڑھی باندھے، یا کمان کا چلہ گلے میں لٹکائے، یا کسی جانور کی لید، گوبر، یا ہڈی سے استنجا کرے تو بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔ (نسائی)

داڑھی باندھنے سے مراد اس کو گچھا دار بنانا ہے کہ یہ کافروں کا فعل ہے اور اس میں ان سے تشبہ ہے، داڑھی چڑھانے والے حضرات کہ ڈھاٹے باندھ باندھ کر داڑھی کو گچھا دار کرتے اور متکبر ٹھا کروں، جاٹوں کی صورت بنتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیزاری و بے علاقگی کو ہلکا نہ جانیں اور داڑھی منڈے کترنے والے زیادہ سخت عذاب و آفت کے منتظر رہیں، جب داڑھی باقی رکھ کر اس کی صفت و ہیئت میں کافروں سے تشبہ اس درجہ باعث بیزاری محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوا تو سرے سے داڑھی قطع یا حلق کر دینا اور پورے پورے مجوسیوں، مچھندروں کی صورت بنا جس قدر موجب غضب و ناراضی واحد قہار و رسول کردگار ہو بجا ہے، جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۷) آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے کہ داڑھیاں کتریں گے وہ نرے بے نصیب ہیں یعنی ان کے لئے دین میں حصہ

نہیں، آخرت میں بہرہ نہیں۔ (دقائق الطریقۃ) [فتاوی رضویہ ج۹ ص۱۲۵ تا ۱۲۹]

داڑھی رکھنے کی تاکید پر نصوص ائمہ

"احادیث و آثار کے بعد داڑھی رکھنے، بڑھانے کی تاکید و ترغیب اور نہ رکھنے یا کاٹنے کی تہدید و وعید پر علماء و ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چند اقوال و نصوص کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں۔" (مرتب)

- جب داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو اس میں سے کچھ لینا جس طرح بعض مغربی اور زنانے زنخے کرتے ہیں یہ کسی کے نزدیک حلال نہیں اور سب سے لینا ایرانی مجوسیوں، یہودیوں، ہندوؤں اور بعض فرنگیوں کا فعل ہے۔ (فتح القدیر، بحر الرائق)
- داڑھی مونڈنے والے کو سزا دی جائے کہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا۔ (ہدایہ، تبیین الحقائق)
- داڑھی تراشنا پارسیوں کا کام تھا اور اب تو بہت کافروں کا شعار ہے، جیسے فرنگی اور ہندو اور وہ فرقہ جس کا دین میں کچھ حصہ نہیں جو قلندریہ کہلاتے ہیں اللہ تعالیٰ اسلامی حدود کو ان سے پاک کرے۔ (شرح مصابیح، مجمع البحار)
- کس قدر پوچ عقل ہے ان لوگوں کی جنہوں نے مونچھیں بڑھائیں اور داڑھیاں پست کیں، برعکس اس خصلت کے جس پر تمام امم انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی فطرت ہے، انہوں نے اپنی اصل خلقت ہی بدل دی، خدا کی پناہ۔ (کواکب الدراری)
- منہ کے بال دور کرنا حرام ہے مگر جب کسی عورت کے داڑھی یا مونچھ نکل آئے تو اسے حرام نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (تبیین المحارم، رد المحتار)
- داڑھی کا نہ، مونڈنا جائز، نہ چننا، نہ زیادہ کترنا۔ (اتحاف السادۃ المتقین)
- عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہگار و ملعونہ ہو جائے، اگرچہ شوہر کی اجازت سے کہ خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں، اسی لئے مرد پر داڑھی کاٹنا حرام ہے۔ یعنی عورت کو موئے سر تراشنے کی حرمت میں یہ علت ہے کہ یہ مردانی وضع ہے۔ جس طرح مرد کو ریش تراشنی حرام ہونے کی علت یہ کہ عورتوں سے تشبہ ہے اور وہ دونوں ناجائز۔ (درمختار، مجتبیٰ)
- داڑھی مونڈنا ممنوع ہے کہ یہ کافروں کی عادت ہے۔ (نسیم الریاض) [فتاوی رضویہ ج۹ ص۱۲۹، ۱۳۰]

داڑھی نہ رکھنے کا رواج کیسے پڑا

مسلمانوں میں اندھی تقلید اور داڑھی نہ رکھنے کا جو ناسور پیدا ہوا اس کی اصل وجہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

اصل میں یہ خصلت ملعونہ مجوس ملاعنہ کی تھی، ان سے اور کفار نے سیکھی، جب عہد خلافت امیر المومنین غیظ المنافقین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں عجم فتح ہوا اور کسریٰ خبیث کا تخت ہمیشہ کے لئے الٹ دیا گیا۔ مجوس منحوس کچھ اسلام لائے، کچھ بقبول جزیہ رہے، کچھ پریشان و سرگرداں دار الکفر ہندوستان میں آ نکلے، یہاں کے راجہ نے ان سے تعلیم گاؤ و تحریم مادر و دختر و خواہر کا عہد لیکر جگہ دی، ہنود بے بہود نے داڑھی منڈانا، نوروز و مہرگان بنام ہولی و دیوالی منانا، ان میں

آگ پھیلانا وغیرہ ان سے اڑایا۔

مجوسِ ایران کہ مسلمان ہوئے تھے ان میں بہت بد باطن اپنی تباہی ملک وافسر وتاراج مال و دختر کے باعث دلوں میں حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کینہ رکھتے تھے۔ مگر مسلمان کہلا کر اسلام کی عزت وشوکت، اسلام کی قوت و دولت، اسلام کے تاج ومعراج یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کی کیا مجال تھی۔

جب ابن سبا یہودی خبیث نے مذہب رفض ایجاد کیا اور شدہ شدہ یہ ناشدنی مذہب ایرانیوں تک پہنچا ان آتش پرستوں کی دبی آگ نے موقع پایا کہ آہا اسلام میں بھی ایسا مذہب نکلا کہ امیر المومنین پر تبرا کہئے اور خاصے مومنین بنے رہئے، انہوں نے بہزار جان لبیک کہی اور نئے دین کو فروغ ہونے لگا، باپ دادا کی قدیم سنتیں اپنا رنگ لائیں، نوروز منائے، داڑھیاں کترِوائیں (حرام رشتوں، حرام چیزوں کو حلال کیا) محارم تک نکاح منظور رہا مگر یہ سب پردۂ حریر میں مستور رہا۔

ادھر اسلامی فاتحوں کی شیرانہ تاخت نے سیاہان ہند کے منہ سپید کر دیئے، ہزاروں مارے، لاکھوں قید کئے یہاں تک کہ ہندو کے معنی ہی غلام ٹھہر گئے۔ یہاں کے نومسلم، مسلم تو ہو گئے مگر ہزاروں اپنے آبائی خصلتوں کے پابند رہے، داڑھیاں منڈائیں، بسنت منائیں، ساونی کریں، چیزیاں رنگائیں، عورتیں بدلحاظی کے کپڑے پہنیں، کنفے بھر سب غیریں سامنے آنے کے واسطے بہنیں، شادیوں میں فحش گیت، سالی بہنوئی میں ہنسی کی ریت، یہاں تک کہ بہت پوربی اضلاع میں چھوت اور چوکا تک مشہور اور اکثر دیہات میں ہولی دیوالی بلکہ اس سے زائد شیطنت موجود، پھر اس عملداری میں نیچریت کے پھیلنے، شر اور برائی کی بے قیدی اور نفس کی آزادی کے لئے سونے میں سہاگہ ہوا، کچھ اتباعِ فرنگ، کچھ زنانی امنگ صفائی رخسار کا نصیب جاگا۔

لامحالہ اس حرکت کے عادیوں کو چند حال سے خالی نہ پایئے گا۔ نسلاً مجوسی، یا مذہباً رافضی، یا پوربی تہذیب کا دلدادۂ نیچری، یا جھوٹے متصوفہ، یا مبتلائے رفض خفی، یا باپ دادا ہندو نومسلم غافل، یا ان صحبتوں کا بگڑا آوارہ جاہل، بہر حال اس کا مبدء ومنبع ومرجع وہی خصلت کفار، جس سے خدا ناراض، رسول بیزار، جس پر قرآن عظیم میں وہ سخت وعید وقاہر مار، آئندہ ماننے نہ ماننے کا ہر شخص مختار۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۲۶، ۱۲۷]

تمنا کہ کاش داڑھی مل جاتی

● احنف بن قیس کہ اکابر ثقات تابعین وعلماء وحکمائے کاملین سے تھے زمانہ رسالت میں پیدا ہوئے ۶۷/یا ۷۲ ہجری میں وفات پائی عاقل وحلیم تھے، پاؤں میں کج تھا، ایک آنکھ جاتی رہی تھی داڑھی پیدائشی طور پر نہ نکلی تھی، ان کے اصحاب نہ اس کج پر افسوس کرتے، نہ یک چشمی پر، بلکہ داڑھی نہ ہونے کی کراہیت ذکر کرتے اور کہتے ہمیں تمنا ہے کاش! اگر بیس ہزار کو ملتی تو احنف کے لئے داڑھی خریدتے۔ (احیاء العلوم)

● شریح قاضی کہ اجلۂ ائمہ واکابر تابعین سے ہیں زمانہ رسالت میں ولادت پائی، بلکہ کہا گیا صحابی ہیں، امیر المومنین عمر فاروق پھر امیر المومنین مولیٰ علی کی سرکار میں قاضی تھے، امیر المومنین علی فتاوے میں ان سے رائے لیتے ۸۰ ھ سے کچھ پہلے یا بعد انتقال ہوا، داڑھی پیدائشی طور پر نہ تھی وہ فرماتے کہ مجھے آرزو ہے کہ کاش اوس ہزار دیکر داڑھی ملجاتی۔

(احیاء العلوم) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۴۵]

داڑھی منڈانا مثلہ ہے

''مثلہ ''صورت بگاڑنے کو کہتے ہیں خواہ وہ ناک کان وغیرہ کاٹ کر ہو یا مرد کا داڑھی منڈا کر، یا عورت کا سر کے بال منڈا کر، مثلہ کی سب صورتیں حرام ہیں اسی لئے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ مرد کو داڑھی منڈانا، کترانا مثلہ ہے جیسے عورت کو سر منڈانا، احادیث میں بھی مثلہ کی ممانعت آئی ہے، سردست چند احادیث کریمہ ملاحظہ فرمائیں۔'' (مرتب)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بالوں کے ساتھ مثلہ کرے اللہ عزوجل کے یہاں اس کا کچھ حصہ نہیں۔ (طبرانی)

یہ حدیث خاص بالوں کے مثلہ کرنے کے بارے میں ہے، بالوں کا مثلہ یہی کہ عورت سر کے بال منڈا لے یا مرد داڑھی، یا مرد خواہ عورت بھویں صاف کرلے، یا سیاہ خضاب کرے، یہ سب صورتیں بالوں کے مثلہ میں داخل ہیں اور سب حرام۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لعنت اس پر جو کسی جاندار کے ساتھ مثلہ کرے۔ (بخاری، مسلم)

دوسری حدیث میں ہے جو کسی جاندار کے ساتھ مثلہ کرے اس پر اللہ و ملائکہ و بنی آدم سب کی لعنت۔ (طبرانی)

جب کوئی لشکر کفار پر بھیجتے فرماتے مثلہ نہ کرو نہ کسی آدمی کو نہ چوپائے کو۔ (سنن بیہقی)

خلق اللہ میں سے کسی ذی روح کو مثلہ نہ کرو۔ (طبرانی، ابن مندہ)

اللہ کے بندوں کو مثلہ نہ کرو۔ (طبرانی کبیر)

اللہ اکبر! جب چوپایوں سے مثلہ حرام، چوپائے درکنار کٹکھنے کتے سے ناجائز، کتے سے بھی گزر یئے حربی کافر سے بھی منع تو مسلمان کا خود اپنے منہ کے ساتھ مثلہ کرنا کس درجہ اشد حرام و موجب لعنت و انتقام ہے۔

داڑھی منڈانا عورتوں سے تشبہ ہے

داڑھی منڈانا زنانی صورت بننا اور عورتوں سے تشبہ پیدا کرتا ہے اور مرد کو عورت، عورت کو مرد سے کسی لباس، وضع، چال، ڈھال میں تشبہ حرام، نہ کہ خاص صورت و بدن میں، ظاہر ہے کہ عورت و مرد کا جسم ظاہر میں مابہ الامتیاز یہی چوٹی، ،داڑھی ہے۔ بلکہ داڑھی، چوٹی سے بھی زیادہ وجہ امتیاز ہے کہ مرد چوٹی بنا سکتا ہے اور عورت داڑھی نہیں نکال سکتی۔

امام غزالی کیمیائے سعادت میں ذکر کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہیں جن کی تسبیح یہ ہے، پاکی ہے اسے جس نے مردوں کو زینت دی داڑھیوں سے اور عورتوں کو گیسوؤں سے۔

(کیمیائے سعادت)

ائمہ کرام فرماتے ہیں:

- داڑھی آفرینش مرد کی تمامی سے ہے اور اسی سے متمیز ہوتے ہیں مرد، عورتوں سے ظاہری صورت میں۔
- عورت کو سر کے بال، مرد کو داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے کہ اس میں ایک کا دوسرے سے تشبہ ہے۔
- مرد عورت کا باہم تشبہ حرام ہونے کی حکمت یہ ہے کہ وہ دونوں اس میں خدا کی بنائی چیز بدلتے ہیں۔

''مرد و عورت میں ایک کا دوسرے سے تشبہ کی حرمت و ممانعت پر چند احادیث کریمہ ملاحظہ ہوں''۔ (مرتب)

- اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی۔ (بخاری، ترمذی)
- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک عورت شانے پر کمان لٹکائے گزری فرمایا اللہ کی لعنت ان عورتوں

پر جو مردانی وضع بنائیں اور ان مردوں پر جو زنانی۔ (طبرانی)

- ہمارے گروہ سے نہیں وہ عورت کہ مردوں سے تشبہ کرے اور وہ مرد کہ عورتوں سے۔ (مسند احمد)
- اللہ عزوجل اور فرشتوں نے لعنت کی اس مرد پر جو عورت بنے اور اس عورت پر جو مرد بنے۔

(ت) (ابن عساکر) [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۳۱ تا ۱۳۳]

داڑھی منڈانے یا کترنے پر وعیدیں تہدیدیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے داڑھی کے مسئلے میں جو آیات و احادیث اور نصوص ائمہ پیش فرمائیں ان میں جو وعیدیں، مذمتیں، اور تہدیدیں وارد ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔ (مرتب)

(۱) اللہ و رسول کے نافرمان ہیں۔ جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۲) شیطان لعین کے محکوم ہیں۔ (۳) سخت احمق ہیں۔ (۴) اللہ ان سے بیزار ہے۔ (۵) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیزار ہیں۔ (۶) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی صورت دیکھنے سے کراہت آتی ہے۔ (۷) یہودی صورت ہیں۔ (۸) نصرانی وضع ہیں، فرنگیوں سے مشابہ ہیں۔ (۹) مجوس کے پیرو ہیں۔ (۱۰) ہندوؤں کی صورت، مشرکین کی سیرت ہیں۔ (۱۱) مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گروہ سے نہیں۔ (۱۲) انہیں ہم صورتوں نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود کے گروہ سے ہیں۔ (۱۳) واجب التعزیر ہیں، شہر بدر کرنے کے قابل ہیں۔ (۱۴) مبدلین فطرت ہیں مغیرین خلق اللہ ہیں، یعنی فطرت اور خلق اللہ کو بدلنے والے ہیں۔ (۱۵) زنانے مخنث ہیں۔ (۱۶) خدا کے عہد شکن ہیں۔ (۱۷) ذلیل و خوار ہیں۔ (۱۸) گھونے قابل نفرت ہیں۔ (۱۹) مردود الشہادۃ ہیں۔ (۲۰) پورے اسلام میں داخل نہ ہوئے۔ (۲۱) ہلاکت میں ہیں، مستحق بربادی ہیں۔ (۲۲) دین میں بے بہرہ آخرت میں بے نصیب ہیں۔ (۲۳) عذاب الٰہی کے منتظر۔ (۲۴) اللہ عزوجل کو سخت دشمن و ناپسند۔ (۲۵) صبح ہیں تو اللہ کے غضب میں، شام ہیں تو اللہ کے غضب میں۔ (۲۶) قیامت کے دن ان کی صورتیں بگاڑی جائیں گی۔ (۲۷) اللہ و رسول کے ملعون ہیں، دنیا و آخرت میں ملعون ہیں، اللہ و ملائکہ و بشر سب کی ان پر لعنت ہے، فرشتوں نے ان کے لعنتی ہونے پر آمین کہی۔ (۲۸) اللہ تعالیٰ ان پر نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ (۲۹) وہ بہشت میں نہ جائیں گے۔ (۳۰) اللہ عزوجل انہیں جہنم میں ڈالے گا۔

وَالْعِيَاذُ بِاللهِ تَعَالیٰ۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۳۶، ۱۳۷]

سیاہ خضاب کی حرمت وممانعت

شریعت اسلامیہ میں انسان کو کچھ چیزوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور کچھ چیزوں سے روکا گیا ہے، مسلمان کا ایمانی تقاضا یہ ہے کہ وہ ان باتوں پر عمل کرے، احکام شرع پر عمل کرنا ایمان کامل کی نشانی ہے، آج انسانی زیب وزینت کے لئے مختلف قسم کی چیزیں، وجود میں آئی ہیں ان میں کوئی مباح ہے اور کوئی مکروہ وحرام۔ سفید بالوں کو سیاہ کرنے کے لئے جو دوائیاں یا جڑی بوٹیاں دستیاب ہیں شریعت مطہرہ نے ان کا استعمال ممنوع قرار دیا ہے۔ (مرتب)

سیاہ خضاب حرام، سرخ خضاب مستحب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ سیاہ خضاب کی حرمت وممانعت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سیاہ خضاب خواہ مازو وہلیلہ ونیل کا ہو، خواہ نیل وحنا مخلوط ہو، خواہ کسی چیز کا ہو سوا مجاہدین کے سب کو مطلقاً حرام ہے اور صرف مہندی کا سرخ خضاب، یا اس میں نیل کی کچھ پتیاں اتنی ملا کر جس سے سرخی میں پختگی آجائے اور رنگ سیاہ ہونے نہ پائے سنت مستحبہ ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۱۰۷]

سیاہ خضاب کی ممانعت پر احادیث

احادیث میں سیاہ خضاب پر سخت وعیدیں اور مہندی کے خضاب کی ترغیبیں بکثرت وارد ہیں۔

(۱) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی سپید دیکھ کر ارشاد فرمایا اس سپیدی کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہ رنگ سے بچو۔ (مسلم، ترمذی)

(۲) پیری تبدیل کرو اور سیاہ رنگ کے پاس نہ جاؤ۔ (مسند احمد)

(۳) آخر زمانے میں کچھ لوگ سیاہ خضاب کریں گے، جیسے کبوتروں کے پوٹے وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھیں گے۔ جنگلی کبوتروں کے سینے اکثر سیاہ ونیلگوں ہوتے ہیں نبی ﷺ نے ان کے بالوں اور داڑھیوں کو ان سے تشبیہ دی۔ (ابوداؤد، نسائی، مسند احمد)

(۴) جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ (طبقات ابن سعد)

(۵) بیشک اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے بوڑھے کوے کو۔ (ابن عدی، مسند الفردوس)

(۶) زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سرخ اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافر کا۔ (طبرانی، حاکم)

(۷) سپیدی نور ہے جس نے اسے چھپایا اس نے اسلام کا نور زائل کیا۔ (عقیلی، ابن حبان)

(۸) جسے اسلام میں سپیدی آئے وہ اس کے لئے نور ہوگی جب تک اسے بدل نہ ڈالے۔ (حاکم کتاب الکنی)

(۹) سب میں پہلے حنا وکتم سے خضاب کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں اور سب میں پہلے سیاہ خضاب کرنے والا فرعون۔ (دیلمی، ابن النجار)

(۱۰) جو سیاہ خضاب کرے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔ (طبرانی کبیر)

(۱۱) جو بالوں کی ہیئت بگاڑے اللہ کے یہاں اس کا کچھ حصہ نہیں۔ (طبرانی کبیر)

علماء فرماتے ہیں ہیأت بگاڑنا یہ کہ داڑھی مونڈے یا سیاہ خضاب کرے۔

(۱۲) تمہارے ادھیڑوں میں سب سے بدتر وہ ہے جو جوانوں کی سی صورت بنائے۔ (مسند ابو یعلی، طبرانی)

شک نہیں کہ احادیث و روایات میں مطلق سیاہ رنگ سے ممانعت فرمائی تو جو چیز بالوں کو سیاہ کرے خواہ نرا نیل، یا مہندی کا میل، یا کوئی تیل غرض کچھ ہو سب ناجائز و حرام اور ان وعیدوں میں داخل ہے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۰، ۳۱۔ الملفوظ دوم ص ۱۰۳]

زرد خضاب

تنہا مہندی مستحب ہے اور اس میں کتم کی پتیاں ملا کر (کہ کتم) ایک گھاس مشابہ برگ زیتون ہے جس کا رنگ گہرا سرخ مائل بسیاہی ہوتا ہے اس سے بہتر، اور زرد رنگ سب سے بہتر، اور سیاہ وسمے کا ہو خواہ کسی چیز کا مطلقاً حرام ہے مگر مجاہدین کو جائز ہے۔

حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب مہندی کا خضاب کیے گزرے فرمایا یہ کیا خوب ہے۔ پھر دوسرے گزرے انہوں نے مہندی اور کتم ملا کر خضاب کیا تھا، فرمایا یہ اس سے بہتر ہے۔ پھر تیسرے زرد خضاب کیے گزرے فرمایا یہ ان سب سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد) [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۶۶]

پینے کی دوا کا استعمال

اگر ادویات پی کر بال سیاہ ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، مگر دوا کھانے سے سپید بال، سیاہ نہ ہو جائیں گے بلکہ قوت وہ پیدا ہوگی کہ آئندہ سیاہ نکلیں گے تو اس میں کوئی دھوکا نہ دیا گیا نہ خلق اللہ کی تبدیل کی گئی اس لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ [الملفوظ دوم ص ۱۱۳]

حضور کے موئے مبارک

حضور اقدس ﷺ کے سر مبارک اور ریش مقدس میں جو موئے مطہر سپید ہوئے تھے ان کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام مہندی وغیرہ سے رنگین کر دیتے تھے۔ (مرتب)

عثمان بن عبد اللہ بن موہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے حضور اقدس ﷺ کے موئے مبارک (جو ان کے پاس تبرکات شریفہ میں رکھے تھے جس بیمار کو اس کا پانی دھو کر پلاتیں فوراً شفا پاتا تھا) نکالے مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے۔ (بخاری۔ ابن ماجہ، مسند احمد)

انہیں عثمان بن عبد اللہ سے روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک سرخ رنگ دکھائے۔ (بخاری)

ایک روایت میں یوں ہے ام سلمہ ﷺ نے موئے مبارک سرخ رنگ دکھائے جن پر حنا و کتم کا خضاب تھا۔ (مسند احمد)

فائدہ

- کتم، ایک پتی ہے کہ رنگ میں سرخی رکھتی ہے شکل میں برگ زیتون کے مشابہ ہوتی ہے جسے لوگ حنا یا نیل سے ملا کر خضاب بناتے ہیں۔
- وسمہ، عرب کی زبان میں ایک درخت کا نام ہے جس کی پتی سکھا کر پیس کر مہندی میں ملاتے ہیں جس سے اس کی سرخی خوب شوخ ہو جاتی ہے ورنہ پھیکی زردی مائل ہوتی ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۲]

✿✿✿

بے جا مشابہت کی ممانعت و وعید

آج کے دور جدید و ترقی یافتہ عہد میں فیشن کے نام پر لوگ کچھ بھی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں بلکہ فیشن کی جائز و ناجائز ہر بات کو دل و جان سے قبول کر لیتے ہیں خصوصاً عورتوں اور لڑکیوں میں جو فحاشی و بے حیائیاں آج کل پیدا ہوئی ہیں ان سے کون واقف نہیں شکل و صورت، لباس، وضع قطع، جوتا چپل، وغیرہ میں مرد و عورت خصوصاً نوجوان لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرتے ہیں مثلاً بعض لڑکیاں بال مردانہ وضع پر کٹواتی ہیں، لباس لڑکوں کی طرح پہنتی ہیں یہاں تک کہ مردانہ جوتا چپل بھی استعمال کرنے میں فخر محسوس کرتی ہیں، لڑکوں نے اگرچہ لڑکیوں کی طرح بال نہیں بڑھائے، زنانہ لباس نہیں پہنا مگر داڑھیوں کو صاف کرا کر کیریم پاؤڈر وغیرہ کا استعمال ضرور کرتے ہیں۔ یہی چیزیں معاشرے میں برائی و بے حیائی پھیلنے کی جڑ ہیں، مرد و زن کے اختلاط و میل جول پر عتاب و اعتراض تو اب پرانی بات ہو گئی ہے۔ غرض کہ مسلمانوں میں غیروں کی تہذیب آ گئی انہوں نے اسے سینے سے لگایا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرد کو عورت سے اور عورت کو مرد سے مشابہت اختیار کرنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے، احادیث میں اس کے لئے سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ (مرتب)

مردوں کے لئے بال بڑھانے کی حد

مرد کے بال بڑھانے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

بال نصف کان سے کندھوں تک بڑھانا جائز ہے اور اس سے زیادہ بڑھانا مرد کو حرام ہے خواہ فقراء ہوں خواہ دنیادار، احکام شرع سب پر یکساں ہیں زیادہ میں عورتوں سے تشبہ ہے اور صحیح حدیث میں لعنت فرمائی ہے اس مرد پر جو عورت کی وضع بنائے اور اس عورت پر جو مرد کی وضع بنائے اگرچہ وہ وضع بنانا ایک ہی بات میں ہو۔ جو لوگ چوٹی گندھواتے یا جوڑا باندھتے یا کمر یا سینہ کے قریب تک بال بڑھاتے ہیں وہ شرعاً فاسق معلن ہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۹۶]

زنانی وضع کی ممانعت

زنانی وضع بنانے سے متعلق ایک اور سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

داڑھی منڈانا حرام ہے، بھویں منڈانا حرام ہے، مرد ہو کر کانوں میں مندرے پہننا حرام ہے، شانوں سے نیچے ڈھلکے ہوئے عورتوں کے سے بال رکھنا حرام ہے۔ مرد کو زنانی وضع کی کوئی بات اختیار کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۶۲]

تشبہ کی ممانعت و وعید اور احادیث

حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی۔

(بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

حدیث: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک عورت شانے پر کمان لٹکائے گزری فرمایا اللہ کی لعنت ان

عورتوں پر جو مردانی وضع بنائیں اور ان مردوں پر جو زنانی۔ (طبرانی)

(یہاں پر صرف مردوں کی طرح کندھے پر کمان لٹکانے کے سبب لعنت فرمائی گئی حالانکہ کمان لٹکانا ایک خارجی فعل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد وعورت کا ایک دوسرے سے تشبہ خواہ شکل وصورت ولباس اور بال وغیرہ میں ہو یا کسی کام کاج میں، ہر طرح کے تشبہ کی ممانعت ہے۔ (مرتب)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں اور مردانی عورتوں پر اور فرمایا انہیں اپنے گھروں سے نکال باہر کردو۔ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی اس مرد پر کہ عورت کا پہناوا پہنے اور اس عورت پر کہ مرد کا۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

حدیث: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ (ابوداؤد)

حدیث: ایک تابعی ہذلی روایت کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا ایک عورت کمان لٹکائے مردانی چال چلتی سامنے سے گزری، عبداللہ نے پوچھا یہ کون ہے میں نے کہا ام سعید دختر ابوجہل، فرمایا میں نے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہمارے گروہ سے نہیں وہ عورت کہ مردوں سے تشبہ کرے اور نہ وہ مرد کہ عورتوں سے۔ (مسند احمد، طبرانی)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں پر جو عورتوں کی صورت بنیں اور مردانی عورتوں پر جو مردوں کی شکل بنیں اور جنگل کے اکیلے سوار پر یعنی جو خطرہ کی حالت میں تنہا سفر کو جائے۔ (مسند احمد، مصنف عبدالرزاق)

حدیث: تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے دیوث اور مردانی عورت اور شراب کا عادی۔ (طبرانی)

حدیث: تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ روز قیامت نظر رحمت نہ فرمائے گا ماں باپ کا نافرمان، مردانی عورت یعنی مردوں کی وضع بنانے والی اور دیوث۔ (مسند احمد، نسائی)

حدیث: تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ماں باپ سے عاق، دیوث اور مردانی عورت۔ (نسائی، بزار)

حدیث: چار شخص صبح کریں تو اللہ کے غضب میں، شام کریں تو اللہ کے غضب میں۔

(۱) زنانی وضع والے مرد

(۲) مردانی وضع والی عورتیں

(۳) جو چوپائے سے جماع کرے

(۴) جو لواطت کرے۔ (شعب الایمان، بیہقی)

حدیث: چار شخصوں پر اللہ عزوجل نے بالائے عرش سے دنیا وآخرت میں لعنت بھیجی اور ان کی ملعونی پر فرشتوں نے آمین کہی۔

(۱) وہ مرد جسے خدا نے نر بنایا اور وہ مادہ بنے، عورتوں کی وضع بنائے۔

(۲) وہ عورت جسے خدا نے مادہ بنایا اور وہ نر بنے، مردانی وضع اختیار کرے۔

(۳) اندھے کو بہکانے یا مسکین کو راستہ بھلانے والا۔

(۴) وہ جو اولاد ہونے کے خوف سے نہ نکاح کرے نہ کنیز حلال رکھے، راہبان نصاریٰ کی طرح بنے۔

(طبرانی، کبیر) [فتاویٰ رضویہ ج ۹ص ۱۳۳،۱۳۴]

جاہلیت کا کام کرنے والیوں پر لعنت

● اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو رسول کے فرمانے پر چلا اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (النساء، ۸۰)

● اور فرماتا ہے: جو کچھ یہ رسول کریم تمہیں دے اختیار کرو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔ (الحشر، ۷)

● اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے نبی مومنین سے فرمادے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی اور اپنے علماء کی۔ (النساء، ۵۹)

رب تبارک وتعالیٰ ان آیات اور ان کے امثال میں نبی کا حکم بعینہ اپنا حکم اور نبی کی اطاعت بعینہ اپنی اطاعت بتاتا ہے۔ تو تمام احکام کہ احادیث میں ارشاد ہوئے سب قرآن عظیم سے ثابت ہیں۔ جو اخلاقی حکم حدیث میں ہے کتاب اللہ اس سے ہرگز خالی نہیں اگرچہ بظاہر تصریح جزئیہ ہماری نظر میں نہ ہو۔

حدیث میں ہے، اللہ کی لعنت بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں، اللہ کی بنائی چیز بگاڑنے والیوں پر۔

یہ سنکر ایک بی بی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئیں اور عرض کی میں نے سنا ہے آپ نے ایسی ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی، فرمایا مجھے کیا ہوا کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی۔ اور جس کا بیان قرآن عظیم میں ہے، ان بی بی نے کہا میں نے قرآن اول سے آخر تک پڑھا اس میں کہیں اس کا ذکر نہ پایا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا یہ بیان اس میں ضرور پاتیں کیا تم نے یہ آیت (مَا آتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا) پڑھی کہ جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔ انہوں نے عرض کی ہاں، فرمایا تو بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان حرکات سے منع فرمایا۔

(صحاح ستہ، مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۹ص ۱۲۲]

غیر مسلموں سے تشبہ کی حرمت وممانعت

جہاں مرد وعورت کا ایک دوسرے سے تشبہ کرنا حرام ہے وہیں مسلمانوں کو کافروں سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے

یہ مشابہت خواہ لباس اور وضع قطع میں ہو یا چال چلن وغیرہ میں ہر صورت میں غیروں سے تشبہ ممنوع وناجائز ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں رکھی گئی ذلت اور خواری اس پر جو میرے حکم کا خلاف کرے اور جو کسی قوم سے تشبہ کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ (مسند احمد، ابویعلی، طبرانی)

یعنی جو کافروں سے لباس وغیرہ میں مشابہت کرے وہ انہیں کافروں میں سے ہے۔

دوسری حدیث میں ہے ہم میں سے نہیں جو ہمارے غیر سے تشبہ کرے نہ یہود سے تشبہ کرو نہ نصرانیوں سے کہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ ہے اور نصاریٰ کا ہتھیلیوں سے۔ (ترمذی، طبرانی)

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو ہمارے غیر کی سنت پر عمل کرے وہ ہمارے گروہ

سے نہیں۔ (مسند الفردوس)

ابوعثمان روایت کرتے ہیں ہمارے پاس پیشگاہ خلافت فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمان والا شرف صدور لایا جس میں ارشاد ہے، پارسیوں کی وضع سے دور رہو۔ (ابن حبان)

داڑھی نہ رکھنا یہود و ہنود کا کام ہے۔ داڑھی منڈانی نصاریٰ کی صورت بنانی ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۱۳۵]

غیر قوم سے دوستی میں وبال اخروی

جس طرح غیر قوم سے مشابہت کرنا ممنوع و حرام ہے اسی طرح ان سے دوستی و محبت کرنا بھی ممنوع و نادرست ہے مسلمان کا ایمانی تقاضا تو یہ ہونا چاہئے کہ اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو دل و جان سے دشمن جانے نہ کہ ان سے دوستی و محبت کرے جو جس سے دوستی کرے گا روز قیامت وہ اسی کے ساتھ اٹھے گا۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو جس قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے انہیں کے ساتھ کردے گا۔ (نسائی)

حدیث: جو جس قوم سے دوستی کرے گا اللہ تعالیٰ انہیں کے گروہ میں اٹھائے گا۔ (طبرانی کبیر)

حدیث: آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہوگا۔ (بخاری، مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۱۸۲]

❁❁❁

غیر مسلموں سے بے وجہ اختلاط واتحاد کی ممانعت وضرر

جو بھی خدا اور رسول جل وعلاو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں ان سے اختلاط واتحاد نہ چاہئے خصوصاً کفار کہ یہ کھلے ہوئے خدا اور رسول اور دین ومسلمانوں کے دشمن ہیں، مسلمانوں کو تکلیف وضرر پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ان کی نظر میں مسلمانوں کے جان ومال اور عزت وآبرو محفوظ نہیں اس لئے ان سے بھی اتحاد واختلاط سے بچنا چاہئے ہاں دنیاوی معاملات، لین دین، خرید وفروخت وغیرہ کی شریعت نے اجازت دی ہے مگر اس طرح کہ ان کی طرف دل کا میلان وجھکاؤ نہ ہو۔ (مرتب)

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تحریر ملاحظہ فرمائیں، آپ کفار کے ساتھ مسلمانوں کے کھانے پینے وغیرہ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

بیشک کفار سے ایسی مخالطت اور ان کے ساتھ ہم پیالہ وہم نوالہ ہونے سے، بہت ضرور احتراز کرنا چاہئے خصوصاً جہاں اسلام ضعیف ہو۔ شرع مطہر سے بہت دلائل اس پر قائم ہیں جن کے بعض یہ ہیں۔

- اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اور اگر شیطان تجھے بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو اور کافر سے بڑھکر ظالم کون۔ (الانعام، ۶۸)

- اور فرماتا ہے اللہ عزوجل:

اس سے بڑھکر ظالم کون جس نے خدا پر جھوٹ باندھا اور سچ کو جھٹلایا جب وہ اس کے پاس آیا کیا نہیں ہے دوزخ میں کافروں کا ٹھکانا۔ (الزمر، ۳۲)

جب کافر حد درجہ کا ظالم ہوا اور ظالم کے پاس بیٹھنے سے منع فرمایا تو شیر وشکر وہم کاسہ ہونا تو اور بدتر ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مشرک سے یکجا ہو اور اس کے ساتھ رہے وہ اسی مشرک کی مانند ہے۔ (ابوداؤد)

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بیزار ہوں اس مسلمان سے جو مشرکوں کے ساتھ ہو اور کافر کی آگ آمنے سامنے نہ ہونا چاہئے یعنی دوری لازم ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحبت نہ رکھ مگر ایمان والوں سے اور تیرا کھانا نہ کھائیں مگر پرہیزگار۔ (ترمذی)

(ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کے ساتھ گھال میل اور ان کے ساتھ کھانا پینا مسلمان کی شان نہیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کرو اہل معاصی کے بغض سے اور ان سے ترش روئی کے ساتھ ملو اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ان کی خفگی میں ڈھونڈو اور اللہ کی نزدیکی ان کی دوری سے چاہو۔ (ابن شاہین کتاب الامراء)

کافروں سے بڑھکر اہل معاصی کون ہے جو سراپا معصیت ہیں اور ان کے پاس حسنہ کا نام ہونا محال۔
تجربہ شاہد کہ ساتھ کھانا مورث محبت وودادہوتا ہے اور کفار کی موالات سم قاتل ہے۔

● اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جو تم میں ان سے دوستی رکھے گا انہیں میں سے شمار کیا جائے گا۔ (المائدۃ،۵۱)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہے یعنی حشر میں۔ (صحاح ستہ)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قسم کھا کر فرماتا ہوں کہ جو شخص کسی قوم سے دوستی کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے انہیں کا ساتھی بنائے گا۔ (مسند احمد، نسائی)

ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہر قوم کے دوستوں کو اللہ تعالیٰ انہیں کے گروہ میں اٹھائے گا۔ (طبرانی کبیر) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۱۲، ۱۳]

نیک و بد کی ہم نشینی کا اثر

انسان پر ایک دوسرے کی صحبتوں کا اثر ہوتا ہے حدیث پاک میں ہے کہ صحبت اثر کرنے والی ہوتی ہے۔ اس لئے نیک و بد دونوں صحبتوں کا اثر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ برے ہمنشیں کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے روکا گیا ہے دشمن خدا اور کفار کی صحبت زہر قاتل ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: نیک ہم نشیں اور بد جلیس کی مثال یوں ہے۔ جیسے ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھونکنی دھونک رہا ہے مشک والا یا تو تجھے مشک ویسے ہی دے گا یا تو اس سے مول لیگا اور کچھ نہ سہی تو خوشبو تو آئے گی اور وہ دوسرا یا تیرے کپڑے جلادے گا یا تو اس سے بدبو پائے گا۔ (بخاری، مسلم)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یعنی بدوں کی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ کپڑے کالے نہ ہوئے تو دھواں جب بھی پہنچے گا۔ (ابوداؤد، نسائی)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برے مصاحب سے بچ کہ تو اسی کے ساتھ پہچانا جائے گا۔ (ابن عساکر)
یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست و برخاست ہوتی ہے لوگ اسے ویسا ہی جانتے ہیں۔

حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں آدمی کو اس کے ہم نشیں پر قیاس کرو۔ (ابن عدی)

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکران تقدیر کے پاس نہ بیٹھو نہ انہیں اپنے پاس بٹھاؤ نہ ان سے سلام کلام کی ابتداء کرو۔ (ابوداؤد، مسند احمد)

وہابیہ وغیرہ مبتدعین کی ہم نشینی سے حکم احتراز

ایک حدیث میں ہے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اصحاب واصہار پسند کئے اور قریب ایک قوم آئے گی کہ انہیں برا کہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی تم ان کے پاس مت بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ کھانا کھانا، نہ شادی بیاہت کرنا۔ (ابن حبان، عقیلی)

جب اہل بدعت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے برا کہنے والوں کیلئے یہ حکم ہیں تو اہل کفر اور عیاذاً باللہ خدا ورسول کی جناب میں صریح گستاخیاں کرنے والوں کی نسبت کس قدر سخت حکم چاہئے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۱۲، ۱۳]

مشرکین سے اتحاد و وداد کی حرمت پر قرآنی فتوے

مشرکین سے اتحاد و وداد سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

مشرکین سے اتحاد درکنار وداد حرام قطعی ہے۔

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جنہیں اللہ اور قیامت پر ایمان ہے کہ اللہ و رسول کے کسی مخالف سے دوستی کریں اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے، یا بھائی یا عزیز ہوں، یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں ایمان اللہ نے لکھدیا ہے اور اپنی طرف کی روح سے اس کی مدد فرمائی۔ (المجادلۃ ۲۲)

- اور فرماتا ہے اللہ عزوجل:

تم میں جو ان سے دوستی کرے گا وہ بیشک انہیں میں سے ہے۔ (المائدۃ، ۵۱)

یہ ہیں قرآن عظیم کی شہادتیں کہ ان سے وداد و اتحاد کفر ہے اور یہ کہ اس کے مرتکب نہ ہوں گے مگر کافر۔ مسلمانو! قرآن سے بڑھ کر کس کا فتویٰ ہے۔ اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۹۱]

۞۞۞

جاندار کی تصویر کی حرمت وممانعت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جاندار کی تصویر بنانے، بنوانے سے منع فرمایا اور اس پر شدید وسخت وعید وارد ہوئی۔ تصویر خواہ پورے جسم کی ہو یا آدھے جسم کی یا صرف چہرے کی ہو ہر صورت میں ناجائز ہے۔ (مرتب)

تصویر بنانے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے جو اسے جائز کہے شریعت پر افترا کرتا ہے گمراہ ہے، مستحق تعزیر وسزائے نار ہے۔

اور تصویر کا رکھنا تین صورتوں میں جائز ہے۔

- ایک یہ کہ چہرہ کاٹ دیا یا بگاڑ دیا ہو، کیوں کہ تصویر چہرہ ہی کو کہا جاتا ہے۔
- دوسرے یہ کہ اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضا کی تفصیل نظر نہ آئے۔
- تیسرے یہ کہ خواری وذلت کی جگہ پڑی ہو جیسے فرش پا انداز میں، ورنہ رکھنا بھی حرام۔ ہاں غیر جاندار مثل درخت و مکان کی تصویر کھینچنا، رکھنا سب جائز ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۱۱]

تصویر کشی پر وعید اور احادیث

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذی روح کی تصویر بنانا، بنوانا، اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت وعیدیں ارشاد کیں اور ان کے دور کرنے، مٹانے کا حکم دیا۔

حدیث ۱: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر مصور جہنم میں ہے اللہ تعالیٰ ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی تھی ایک مخلوق پیدا کرے گا کہ وہ جہنم میں اسے عذاب کرے گی۔ (بخاری، مسلم، مسند احمد)

حدیث ۲: بیشک نہایت سخت عذاب روز قیامت تصویر بنانے والوں پر ہے۔ (بخاری، مسلم)

حدیث ۳: اللہ عزوجل فرماتا ہے: اس سے بڑھ کر ظالم کون جو میرے بنائے ہوئے کی طرح بنانے چلے بھلا کوئی چیونٹی یا گیہوں یا جو کا دانہ تو بنا دیں۔ (بخاری، مسلم، مسند)

حدیث ۴: بیشک یہ جو تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب کیے جائیں گے ان سے کہا جائے گا یہ صورتیں جو تم نے بنائی تھیں ان میں جان ڈالو۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

حدیث ۵: جو کوئی تصویر بنائے تو بیشک اللہ تعالیٰ اسے عذاب کرے گا یہاں تک کہ اس میں روح پھونکے اور نہ پھونک سکے گا۔ (بخاری، مسلم، نسائی، احمد)

حدیث ۶: قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کے دو آنکھیں ہوں گی دیکھنے والی اور دو کان سننے والے اور ایک زبان کلام کرتی وہ کہے گی میں تین فرقوں پر مسلط کی گئی ہوں۔

- جو اللہ کا شریک بنائے
- اور ہر ظالم ہٹ دھرم
- اور تصویر بنانے والے (مسند احمد، ترمذی)

حدیث ۷: بیشک روز قیامت سب دوزخیوں میں زیادہ سخت عذاب اس پر ہے جس نے کسی نبی کو شہید کیا، یا کسی نبی نے جہاد میں اسے قتل فرمایا، یا بادشاہ ظالم، یا جو شخص بے علم حاصل کئے لوگوں کو بہکانے لگے اور ان تصویر بنانے والوں پر۔ (مسند احمد، طبرانی، ابو نعیم)

حدیث ۸: بیشک روز قیامت سب سے زیادہ سخت عذاب میں وہ ہے جو کسی نبی کو شہید کرے۔ یا کوئی نبی جہاد میں اسے قتل فرمائے، یا جو اپنے ماں یا باپ کو قتل کرے اور تصویر بنانے والے اور وہ عالم جو علم پڑھکر گمراہ ہو۔ (بیہقی شعب الایمان)

تصویر دار پردہ حضور کی ناگواری کا باعث ہوا

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف فرما ہوئے تھے میں نے ایک دروازے پر تصویر دار پردہ لٹکایا ہوا تھا جب حضور اقدس ﷺ واپس تشریف لائے اسے ملاحظہ فرما کر رنگ چہرۂ انور کا بدل گیا اندر تشریف نہ لائے۔ ام المومنین فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی حضور اقدس ﷺ نے وہ پردہ اتار کر پھینک دیا اور فرمایا اے عائشہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سخت تر عذاب روز قیامت ان مصوروں پر ہے جو خدا کے بنائے ہوئے کی نقل کرتے ہیں ان پر روز قیامت عذاب ہوگا۔ ان سے کہا جائے گا یہ جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو۔ جس گھر میں یہ تصویریں ہوتی ہیں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (بخاری، مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے پاس جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے حاضر ہو کر عرض کی حضور مورتوں کو حکم دیں کہ ان کے سر کاٹ دیئے جائیں کہ پیڑ کی طرح رہ جائیں اور تصویر دار پردے کے لئے حکم فرمائیں کہ کاٹ کر دو مسندیں بنالی جائیں کہ زمین پر ڈالکر پاؤں سے روندی جائیں۔ (ابوداود، ترمذی)

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں میں نے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کی دعوت کی حضور تشریف فرما ہوئے پردے پر کچھ تصویریں بنی دیکھیں، واپس تشریف لے گئے میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر نثار کس سبب سے حضور واپس ہوئے فرمایا گھر میں ایک پردے پر تصویریں تھیں اور ملائکہ رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویریں ہوں۔ (نسائی، ابن ماجہ)

مدینے کی تصویروں کو مٹا دیا گیا

جہاں تصویریں ہوتیں انہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دست اقدس سے مٹا دیتے یا دوسرے کو مٹانے کا حکم فرماتے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے نبی ﷺ جس چیز میں تصویر ملاحظہ فرماتے اسے بے توڑے نہ چھوڑتے۔ (بخاری، ابوداود)

حبان بن حصین روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مامور فرما کر بھیجا کہ جو تصویر دیکھو اسے مٹا دو اور جو قبر حد شرع سے زیادہ اونچی پاؤ اسے حد شرع کے برابر کرو۔ بلندی قبر میں حد شرع ایک بالشت ہے۔ (مسلم، ترمذی)

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں تھے حضور نے ارشاد فرمایا تم میں کون ایسا ہے مدینے جا کر ہر بت کو توڑ دے اور ہر قبر برابر کردے اور ہر تصویر مٹادے۔ ایک صاحب نے عرض کی میں یارسول اللہ فرمایا تو جاؤ۔ وہ جا کر واپس آئے اور عرض کی یارسول اللہ میں نے سب بت توڑ دیئے اور سب قبریں برابر کردیں اور سب تصویریں مٹادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب جو یہ سب چیزیں بنائیگا وہ کفروانکار کرے گا اس چیز کے ساتھ جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر نازل ہوئی۔ (مسند احمد)

انتباہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتوں کے ساتھ اونچی قبروں کو بھی توڑنے کا حکم فرمایا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اسلام کا شروع زمانہ تھا لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ مسلمان ہونے والوں میں زیادہ تر کفار و مشرکین تھے جو اس سے قبل کفروشرک اور بت پرستی کی نجاستوں سے آلودہ تھے جو قبریں، بلند تھیں وہ اکثر مشرکین ہی کی قبریں تھیں۔ ایسا ممکن تھا کہ ان قبروں کو دیکھ کر انہیں پھر سے بت پرستی کا خیال آتا، انہیں اوہام وشبہات سے بچنے کے لئے صاحب شریعت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان قبروں کو مسمار وزمین بوس کردینے کا حکم فرمایا یہی وجہ تھی کہ شروع زمانہ اسلام میں مسلمانوں کو زیارت قبور سے منع کیا گیا تھا پھر جب یہ خدشات نہ رہے تو زیارت قبر وغیرہ کا حکم فرمایا۔

مگر وہابیہ نے اس سے یہ سمجھا کہ بلا امتیاز قبروں کو مسمار کردینا چاہئے جو دین کی بڑی خدمت ہوگی جس کے نتیجے میں انہوں نے جنت المعلیٰ وجنت البقیع میں آرام فرما صحابہ وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبروں کو نیست ونابود کردیا، ان پر بلڈوزر چلادیا، ان کے نشانات مٹادیئے، وہابیہ کی ان نازیبا حرکتوں سے عالم اسلام میں کہرام برپا ہوگیا عقیدتمند مسلمانوں کے دل پاش پاش ہوگئے لیکن دولت وحکومت کے نشے میں انہوں نے کسی بات کی پرواہ نہ کی۔ دنیا چیختی رہی مگر انہوں نے اپنے ناپاک ارادوں اور پروگرام کے تحت حرمین محترمین کی قبور وقبوں کو مسمار وتباہ کردیا۔ (مرتب)

کعبے کی تصاویر مٹادی گئیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز فتح مکہ کعبہ معظمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے اس میں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل وحضرت مریم وملائکہ کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی تصویریں نظر پڑیں، کچھ پیکر دار، کچھ نقش دیوار، حضور اقدس ﷺ ویسے ہی پلٹ آئے اور فرمایا خبردار ہو بیشک ان بنانے والوں کے کان تک بھی یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہو اس میں ملائکہ رحمت نہیں جاتے، پھر حکم فرمایا کہ جتنی تصویریں منقوش تھیں سب مٹادی گئیں اور جتنی مجسم تھیں سب باہر نکال دی گئیں۔ انہیں میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ وحضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابنہما الاکرم علیہما وبارک وسلم کی تصویریں بھی باہر لائی گئیں، جب تک کعبہ معظمہ سب تصاویر سے پاک نہ ہوگیا۔ حضور پر نور ﷺ نے اپنے قدم اکرم سے اسے شرف نہ بخشا۔ (بخاری)

"دوسری روایتوں میں ہے" کہ کعبہ میں جو تصویریں تھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ انہیں مٹادو۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام چادریں اتار اتار کر امتثال حکم اقدس میں سرگرم ہوئے۔ زمزم شریف سے ڈول کے ڈول بھر کر آتے اور کعبہ کو اندر باہر سے دھویا جاتا، کپڑے بھگو بھگو کر تصویریں مٹائی جاتیں یہاں تک کہ وہ مشرکوں کے آثار سب دھو کر مٹادیئے، جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر پائی کہ اب کوئی نشان باقی نہ رہا اسوقت اندر رونق افروز ہوئے۔ اتفاق سے بعض تصاویر مثل تصویر ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کا نشان رہ گیا تھا، پھر نظر فرمائی تو حضرت مریم کی تصویر بھی صاف نہ دھلی تھی، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ڈول پانی منگا کر بنفس نفیس کپڑا تر کر کے ان کے مٹانے میں شرکت فرمائی اور ارشاد فرمایا اللہ کی مار ان تصویر بنانے والوں پر۔ (مسند احمد، عمر بن شبہ، ابن ابی شیبہ)

رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں

رحمت کے فرشتے رحمت کی جگہ آتے ہیں ماوائے شیاطین یا معصیت و گناہ کی جگہ یہ نہیں آتے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ہم ملائکہ رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل امین نے عرض کی تین چیزیں ہیں کہ جب تک ان میں سے ایک بھی گھر میں ہوگی کوئی فرشتہ رحمت و برکت کا اس گھر میں داخل نہ ہوگا۔ کتا، یا جنب، یا جاندار کی تصویر۔ (مسند احمد، نسائی، ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (صحاح ستہ، مسند احمد)

حبشہ کا گرجا

حضور اقدس ﷺ کے مرض میں بعض ازواج مطہرات نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا اور حضرت ام المومنین ام سلمہ وام المومنین ام حبیبہ ملک حبشہ ہو آئی تھیں، ان دونوں بی بیوں نے ماریہ کی خوبصورتی اور اس کی تصویروں کا ذکر کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر فرمایا، یہ لوگ جب ان میں کوئی نیک بندہ نبی یا ولی انتقال کرتا ہے اس کی قبر پر مسجد بنا کر اس میں تبرکا اس کی تصویر لگاتے ہیں، یہ لوگ بدترین خلق ہیں۔ (بخاری، مسلم)

خدا کے محبوب بندوں کی تصاویر بنانے کے سبب سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے فرمایا کہ یہ لوگ بدترین خلق ہیں، اور دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ (مرتب)

حضرت عمر گرجا میں نہیں گئے

جب امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کو تشریف لے گئے ایک زمیندار نے آکر عرض کی میں نے حضور کے لئے کھانا تیار کرایا ہے، میں چاہتا ہوں حضور قدم رنجہ فرمائیں کہ ہم چشموں میں میری عزت ہو امیر المومنین نے فرمایا ہم ان کنیسوں میں نہیں جاتے جن میں یہ تصویریں ہوتی ہیں۔ (بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۴۳ تا ۱۴۶]

تصاویر سے بت پرستی کا آغاز

اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے دنیا میں بت پرستی کی ابتدا یوں ہی ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر گھروں اور مسجدوں میں تبرکا رکھیں اور ان سے لذت عبادت کی تائید چاہی شدہ شدہ وہی معبود ہو گئیں۔

(ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر) قوم نوح کے صالحین کے نام تھے جب یہ لوگ انتقال کر گئے تو شیطان نے لوگوں کو ورغلایا کہ ان لوگوں کی جائے نشست میں کچھ تصاویر اور مجسمے نصب کئے جائیں اور ان صالحین کے نام پر ان تصاویر اور مجسموں کے نام رکھے جائیں تاکہ ان کی یاد باقی رہے، تو لوگوں نے ایسا ہی کیا لیکن ان کی ابھی پرستش نہیں ہوئی مگر جب یہ لوگ مر گئے اور بعد کے لوگوں کو حقیقت حال کا علم نہ رہا تو ان مجسموں کی پوجا ہونے لگی۔ (ت) (بخاری)

بت پرستی کی شروعات

فاکہی، عبد اللہ بن عبید بن عمیر سے راوی، بت پرستی کی ابتداء حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئی چونکہ بیٹے باپ کے پیرو ہوتے ہیں، ان میں سے ایک آدمی مر گیا

اس کے بیٹے نے اس پر آہ وفغاں کیا اور اس پر صبر نہیں کر پایا تو اس نے اپنے باپ کا ایک مجسمہ بنالیا۔ جب اس کے دیکھنے کا شوق ہوتا تو اسے دیکھ لیتا، پھر وہ جب مر گیا تو اس کے بیٹے نے بھی ویسا ہی کیا کہ اپنے باپ کا مجسمہ بنالیا یہاں تک کہ لوگ اسی رسم پر قائم رہے، ان کے باپ دادا مر گئے تو ان کے بیٹوں نے کہا کہ ہمارے باپ دادا نے یہ پوجنے کے لئے بنایا تھا لہٰذا ان کے بیٹے ان تصاویر اور مجسموں کی پوجا کرنے لگے۔(ت) (فاکہی) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۶۴]

عبد بن حمید اپنی تفسیر میں ابوجعفر بن المہلب سے روایت کرتے ہیں:

وَدّ، ایک مسلمان شخص کا نام تھا وہ اپنی قوم میں محبوب وہر دل عزیز تھا جب اس کی وفات ہوگئی تو سرزمین بابل میں اس کی قبر کے ارد گرد لوگ جمع ہوگئے اور اس پر گریہ وزاری کرنے لگے جب ابلیس لعین نے اس پر لوگوں کا رونا چلانا دیکھا تو اس نے اسی کے مثل ایک انسان کی تصویر بنائی اور کہا کہ میں نے اس شخص پر تمہارا رونا چلانا دیکھا کیا میں تمہارے لئے اسی کے مثل ایک تصویر بنادوں وہ تمہاری مجلس میں رہے گی اس سے تم اس شخص کو یاد کرتے رہو گے سب نے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے ایسا کردو تو ابلیس لعین نے اسی کے مثل ایک تصویر بنائی جسے لوگوں نے اپنی مجلس میں رکھ لیا اور اس کی یاد منانے لگے پھر جب ابلیس نے دیکھا کہ لوگ اسے بڑی دلچسپی ورغبت سے یاد کر رہے ہیں تو ابلیس نے کہا کیا میں ایسا کروں کہ تم میں سے ہر ایک کے گھر میں اس محترم شخص کا ایک ایک مجسمہ بنادوں وہ ہر ایک کے گھر میں رہے گا اور تم اسے یاد کرو گے سب نے کہا ہاں ٹھیک ہے ایسا مجسمہ بنادو اس کے بعد ابلیس لعین نے ہر گھر کے لئے اسی شخص کے مثل ایک مجسمہ بنایا جسے لوگوں نے بخوشی قبول کرلیا اور اس کو یاد کرنے لگے۔ پھر یہی منظر ان کے بیٹوں نے دیکھا تو وہ بھی اپنے باپ داداؤں کی طرح اس کی یادگار مناتے رہے، کچھ پشتوں تک یہ بات رہی پھر اس یادگار کا معاملہ ختم ہوگیا، یہاں تک کہ لوگوں نے اسے معبود بنالیا اور اس کی پوجا کرنے لگے۔ سب سے پہلے غیر اللہ کی پرستش کا یہی واقعہ ہے اور سب سے پہلے جس بت کی پوجا ہوئی اس کا نام "وَدّ" تھا۔(ت) (تفسیر عبد بن حمید) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۳۱۱]

ان روایات سے معلوم ہوا کہ بت پرستی کی ابتدا تصویر کی شکل میں ہوئی پھر مجسمہ تیار ہوا اور پوجا ہونے لگی، اسی لئے تصویر بنانے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔ (مرتب)

تصویر دار کپڑے میں نماز کی کراہت

کسی جاندار کی تصویر جس میں اس کا چہرہ موجود ہو اور اتنی بڑی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے سے دیکھیں تو اعضا کی تفصیل ظاہر ہو، اس طرح کی تصویر جس کپڑے پر ہو اسکا پہننا، پہنانا، بیچنا، خیرات کرنا سب ناجائز ہے اور اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ ایسے کپڑے پر سے تصویر مٹادی جائے یا اس کا سر یا چہرہ بالکل محو کردیا جائے اس کے بعد اس کا پہننا، پہنانا، بیچنا، خیرات، کرنا، اس سے نماز سب جائز ہوجائے گا۔ اگر وہ ایسے پکے رنگ کی ہو کہ مٹ نہ سکے، دھل نہ سکے تو ایسے ہی پکے رنگ کی سیاہی اس کے سر یا چہرے پر اس طرح لگادی جائے کہ تصویر کا اتنا عضو محو ہوجائے صرف یہ نہ ہو کہ اتنے عضو کا رنگ سیاہ معلوم ہو کہ یہ محو منافی صورت نہ ہوگا۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۱۸۶]

✿✿✿

سماع وقوالی

مزامیر اور باجا وغیرہ کے ساتھ قوالی سننے سنانے کے بارے میں سلسلۂ چشتیہ اور سلسلۂ قادریہ والوں کے درمیان کچھ اختلاف پایا جاتا ہے، اہل چشت کہتے ہیں کہ مروجہ قوالی یا سماع جائز ہے اکابر سلسلۂ چشت اسے سنتے تھے ان کے مزاروں پہ آج کل بھی یہ باتیں ہورہی ہیں۔ سلسلۂ قادریہ کے علماء خصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے مروجہ قوالی یا سماع کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور سادات چشت کے اقوال سے ثابت فرمایا ہے کہ یہ ممنوع و حرام ہے مزید حدیث کے حوالے سے بھی یہ واضح و آشکارا فرمایا ہے کہ باجا گاجا سب حرام و ناجائز ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے اس مسئلہ کو اپنی تصانیف میں جا بجا بیان فرمایا ہے۔ میں یہاں پر ان کے کچھ اقتباسات پیش کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

مزامیر اور باجا حرام ہیں

سماع مع مزامیر اور آلات لہو سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد بریلوی فرماتے ہیں:

مزامیر یعنی آلات لہو ولعب بروجہ لہو ولعب بلا شبہ حرام ہیں، جن کی حرمت اولیاء وعلماء دونوں فریق کے کلمات عالیہ میں مصرح ہے، ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے اور سلسلۂ چشت کے سادات کی طرف اس کی نسبت محض باطل و افتراء ہے۔

حضرت سیدی فخر الدین زرادی حضرت محبوب الٰہی نظام الملۃ والدین کے اجلہ خلفاء سے ہیں انہوں نے حضرت سیدنا محبوب الٰہی کے زمانے میں انہیں کے حکم سے مسئلہ سماع میں ایک رسالہ "کشف القناع عن اصول السماع" تالیف فرمایا، اپنے اسی رسالہ میں فرماتے ہیں۔

بعض مغلوب الحال لوگوں نے اپنے غلبۂ حال وشوق میں سماع مع مزامیر سنا اور ہمارے پیران طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سننا اس تہمت سے بری ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی جل وعلا سے خبر دیتے ہیں۔

بلکہ خود حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ملفوظات شریفہ فوائد الفواد وغیرہا میں جا بجا حرمت مزامیر کی تصریح فرمائی، بلکہ حضور والا صرف تالی کو بھی منع فرماتے کہ مشابہ لہو ہے، بلکہ ایسے افعال میں عذر غلبہ حال کو بھی پسند نہ فرماتے کہ مدعیان باطل کو راہ نہ ملے۔

فوائد الفواد شریف میں صاف تصریح فرمائی کہ مزامیر حرام ہے۔

حضور ممدوح کے یہ ارشادات عالیہ ہمارے لئے سند کافی، اور اہل ہوا وہوس، مدعیان چشتیت پر حجت وافی۔

ہاں جہاد کا طبل، سحری کا نقارہ، حمام کا بوق، اعلان نکاح کا بے جلاجل دف جائز ہیں کہ یہ آلات لہو ولعب نہیں۔

سماع بلا مزامیر کی چند صورتیں

بغیر مزامیر کے صرف سماع ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں۔

اول: رنڈیوں، ڈومنیوں، محل فتنہ امردوں کا گانا۔

دوم: جو چیز گائی جائے، معصیت پر مشتمل ہو مثلاً فحش یا کذب یا کسی مسلمان یا ذمی کی ہجو، یا شراب وزنا وغیرہ فسقیات کی ترغیب، یا کسی زندہ عورت خواہ امرد کی بالتعیین تعریف حسن یا کسی معین عورت کا اگرچہ مردہ ہو ایسا ذکر جس سے اس کے اقارب، احبا کو حیا وعار آئے۔

سوم: بطور لہو ولعب سنا جائے اگرچہ اس میں کوئی ذکر مذموم نہ ہو۔

تینوں صورتیں ممنوع ہیں، ایسا ہی گانا لہوالحدیث ہے (یعنی بات کا کھیل، قرآن کریم میں بات کا کھیل خرید نے والے پر وعید آئی ہے مرتب) اسکی تحریم میں اور کچھ نہ ہو تو صرف یہ حدیث کافی ہے کہ

تین کھیلوں کے سوا ابن آدم کا ہر کھیل حرام ہے۔ (ت)

ان کے علاوہ وہ گانا جس میں نہ مزامیر ہوں، نہ گانے والے محل فتنہ، نہ لہو ولعب مقصود، نہ کوئی ناجائز کلام گائیں، بلکہ سادے عاشقانہ گیت، غزلیں، ذکر باغ وبہار وخط وخال ورخ وزلف وحسن وعشق وہجر ووصال ووفائے عشاق وجفائے معشوق وغیرہا امور عشق وتغزل پر مشتمل سنے جائیں تو فساق وفجار واہل شہوات دنیہ کو اس سے بھی روکا جائے گا، اس حدیث کا اشارہ اسی طرف ہے کہ گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔ (ت) (بیہقی شعب الایمان)

اور اہل اللہ کے حق میں یقیناً جائز بلکہ مستحب کہئے تو دور نہیں۔

گانا کوئی نئی چیز پیدا نہیں کرتا بلکہ دبی بات کو ابھارتا ہے، جب دل میں بری خواہش، بیہودہ آلائشیں ہوں تو انہیں کو ترقی دے گا۔ اور جو پاک مبارک ستھرے دل شہوات سے خالی اور محبت خدا اور رسول سے مملو ہیں ان کے اس شوق محمود وعشق مسعود کو افزائش دے گا۔ ان بندگان خدا کے حق میں اسے ایک عظیم دینی کام ٹھہرانا کچھ بے جا نہیں۔

جائز اشعار پڑھنا

یہ اس چیز کا بیان تھا جسے عرف میں گانا کہتے ہیں اور اگر اشعار حمد ونعت ومنقبت ووعظ وپند وذکر آخرت، بوڑھے یا جوان مرد، خوش الحانی سے پڑھیں اور بہ نیت نیک سنے جائیں کہ اسے عرف میں گانا نہیں بلکہ پڑھنا کہتے ہیں تو اس کے منع پر تو شرع سے اصلاً دلیل نہیں۔

حضور پرنور سید عالم ﷺ کا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے لئے خاص مسجد اقدس میں منبر رکھنا اور ان کا اس پر کھڑے ہو کر نعت اقدس سنانا اور حضور اقدس ﷺ وصحابہ کرام کا استماع فرمانا حدیث صحیح بخاری شریف سے واضح ہے، اور عرب کے رسم حدی زمانہ صحابہ وتابعین بلکہ عہد اقدس رسالت میں رائج رہنا مردوں کی خوش الحانی کے جواز پر دلیل ظاہر ہے۔

انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حدی پر حضور والاصلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے انکار نہ فرمایا بلکہ بلحاظ عورات ارشاد ہوا کہ اے انجشہ نرمی کرو، نازک شیشیوں کو نہ توڑو۔ ان کی آواز چونکہ دل کش ودلنواز تھی، عورتیں نرم نازک شیشیاں ہیں جنھیں تھوڑی ٹھیس، بہت ہوتی ہے۔ (بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۴، ۵۵]

حدی، وہ اشعار جو سفر کے موقع پر راہ چلتے ہوئے پڑھتے ہیں جن سے اونٹ گرما جاتے اور تیز چلتے ہیں۔ (مرتب)

مروّجہ قوالی کا حکم

آج کل کے عرس وغیرہ میں رائج قوالی کے حکم سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

ڈھول، سارنگی، باجا وغیرہ کے ساتھ قوالی حرام ہے حاضرین سب گنہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے

والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والوں پر، بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے قوالوں کے ذمہ، حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ، اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔

وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والوں نے بلایا، یا ان کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا، اگر وہ سامان نہ کرتا، یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے، اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا۔ پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا، وہ نہ کرتا، نہ بلاتا تو یہ کیوں کر آتے، بجاتے، لہٰذا قوالوں کا گناہ بھی اس بلانے والے پر ہوا۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا اتباع کریں ان سب کی برابر ثواب پائے اور اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے۔ اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اسکے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف نہ ہو۔ (مسند احمد، مسلم، ترمذی)

مزامیر کی حرمت میں احادیث کثیرہ حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں، ان میں سے ایک اعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف میں ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے۔ عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔ (بخاری)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے: تمام کھیل حرام ہیں اور ڈھول بجا کر گانا بھی حرام ہے۔

غرض حدیث و فقہ کا حکم تو یہ ہے کہ ڈھول باجا تاشا سب حرام ہے، ہاں اگر کسی کو قصداً ہوس پرستی منظور ہو تو اس کا علاج کس کے پاس ہے، کاش آدمی گناہ کرے اور گناہ جانے، اقرار لائے، اصرار سے باز آئے لیکن یہ تو اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالے اور الزام بھی ٹالے، اپنے لئے حرام کو حلال بنالے، پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اسکی تہمت محبوبان خدا اکابر سلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارہم کے سر دھرتے ہیں، نہ خدا سے خوف، نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں حالانکہ خود محبوب الٰہی نظام الدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مزامیر حرام ہے۔

کشف القناع میں ہے کہ ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی کی خبر دیتے ہیں۔

خدارا انصاف کیجئے کہ اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یا آج کل مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد، جسکا فساد ظاہر ہے، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

عذر استغراق کوئی چیز نہیں

سیر الاولیاء شریف میں ہے، ایک شخص نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آج آستانہ کے بعض فقیروں نے ایسے مجمع میں رقص کیا ہے جس میں چنگ و رباب اور مزامیر تھے فرمایا کہ انہوں نے ٹھیک نہیں کیا جو ناجائز ہے وہ ناپسندیدہ ہے۔ اس کے بعد ایک شخص نے کہا کہ جب یہ لوگ اس جگہ سے باہر آئے ان سے کہا گیا کہ آپ لوگوں نے کیا کیا اس مجمع میں مزامیر تھا تو پھر آپ لوگوں

نے کیسے سماع سنا اور رقص کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم سماع میں ایسے مستغرق و محو تھے کہ یہ معلوم ہی نہ ہوا کہ مزامیر ہے یا نہیں۔ یہ سن کر حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ جواب کوئی چیز نہیں ہے یہ بات تو تمام گناہوں میں کہہ جا سکتی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہے اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث خبر نہ ہوئی کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے، شراب پیے اور کہہ دے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی، زنا کرے اور کہہ دے غلبۂ حال کے سبب تمیز نہ ہوئی کہ جوروا ہے یا بیگانی۔

انتباہ اسی سیر الاولیاء شریف میں ہے حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے منع کیا ہے کہ مزامیر اور دیگر محرمات و ممنوع چیزیں سماع میں نہ ہوں اور اس بارے میں بہت زیادہ غلو کیا گیا اور یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر امام کو سہو ہو جائے تو مرد تسبیح کے ذریعہ بتائے یعنی سبحان اللہ کہے لیکن عورت سبحان اللہ نہ کہے کیوں کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے دوسرے اس کی آواز بھی نہ سنیں بلکہ عورت اگر لقمہ دینا چاہے تو داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے اور تالی نہ بجائے کہ تالی لہو و لعب میں بجائی جاتی ہے۔ کھیلوں اور اس قسم کی باتوں میں اس حد تک پرہیز کا حکم آیا ہے لہٰذا سماع میں بدرجہا اولیٰ ایسا نہیں ہونا چاہئے یعنی ہاتھ مارنے کے منع میں اس طرح کی احتیاط کا حکم ہوا ہے لہٰذا سماع میں مزامیر بطریق اولیٰ منع ہے۔

مسلمانو! جو ائمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت؟ خدارا انصاف! کیسا ضبط بے ربط ہے، اللہ تعالیٰ اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبان خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے۔ آمین۔

جواز سماع کی شرائط مولانا محمد بن مبارک بن علوی کرمانی مرید حضور شیخ العالم فرید الدین گنج شکر و خلیفۂ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں:

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ سماع میں یہ چند چیزیں ہوں تو سماع جائز و مباح ہوگا۔

(۱) سنانے والے سب مرد ہوں بچے اور عورتیں نہ ہوں

(۲) سننے والے یاد حق سے خالی نہ ہوں، اہل اللہ ہوں

(۳) جو سنایا جائے وہ فحش و بے حیائی اور مذاق نہ ہو

(۴) مزامیر، ڈھول، باجا اور اس قسم کی چیزیں درمیان میں نہ ہوں

ان شرائط کے ساتھ سماع حلال ہے ورنہ نہیں۔

مسلمانو! یہ فتویٰ ہے سرور سردار سلسلہ عالیہ چشت حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے؟ [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۱۹۹، ۲۰۰]

ایک مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

علماء نے اباحت سماع کے شرائط میں یہ بھی شمار فرمایا کہ ان میں کوئی امرد نہ ہو۔ کیوں کہ امرد اپنی خوبصورتی یا خوش آوازی کے سبب اندیشۂ محل فتنہ ہے۔

منقول ہے کہ عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور امرد کے ساتھ ستر۔

علماء فرماتے ہیں خوبصورت امرد کا حکم مثل عورت کے ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۶۴]

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ بغداد شریف و اجمیر شریف وغیرہ درگاہوں اور آستانوں پر مزامیر وغیرہ کے ساتھ سماع اور قوالیاں ہوتی ہیں لہٰذا قوالی جائز ہونی چاہئے، اسی شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں

ہارمونیم ضرور حرام ہے بغداد شریف میں تو اس کا نشان بھی نہیں، نہ اجمیر شریف میں دیکھنے میں آیا نہ فاسقوں کا فعل حجت ہوسکتا ہے، نہ کسی عالم نے اسے حلال کہا، اگر کسی نے حلال کہا ہو تو وہ عالم نہ ہوگا ظالم ہوگا۔

گراموفون سے قرآن وغیرہ سننے کا مسئلہ

گراموفون سے قرآن مجید کا سننا ممنوع ہے کہ اسے لہو ولعب میں لانا بے ادبی ہے، اور ناچ باجے یا ناجائز گانے کی آواز بھی سننا ممنوع ہے اور اگر کوئی جائز آواز ہو نہ اس میں کوئی منکر شرعی نہ وہ کچھ مخل ادب تو اس کے سننے میں فی نفسہ حرج نہیں ہاں لہو کا جلسہ ہو تو اسمیں شرکت کی ممانعت ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۹۸]

قبر شریف میں حضرت بختیار کاکی کی پریشانی

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف پر مجلس سماع میں قوالی ہو رہی تھی۔ آج کل تو لوگوں نے بہت اختراع کر لئے ہیں ناچ وغیرہ بھی کراتے ہیں حالانکہ اس وقت بارگاہوں میں مزامیر بھی نہ تھے، حضرت سیدنا ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں سے ہیں باہر مجلس سماع کے تشریف فرما تھے۔ ایک صاحب صالحین سے آپ کے پاس آئے اور گزارش کی مجلس میں تشریف لے چلئے، حضرت سیدنا ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تم جاننے والے ہو مواجہ اقدس میں حاضر ہوا گر حضرت راضی ہوں، میں ابھی چلتا ہوں۔ انہوں نے مزار اقدس پر مراقبہ کیا دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور ان قوالوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں، ان بدبختوں نے اس وقت مجھے پریشان کر رکھا ہے۔ وہ واپس آئے اور قبل اس کے کہ عرض کریں فرمایا آپ نے دیکھا۔[الملفوظ حصہ اول، ص ۹۳]

حال اور وجد کا حکم

آج کل جہاں قوالیاں ہوتی ہیں وہاں پر طرح طرح کی خرافات بھی ہوتی ہیں کہ وجد حال کے نام پر مرد و عورت مل کر ناچتے ہیں اور کچھ مقامات پر تو بعض پیر اپنے مرید اور مریدہ عورتوں کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالکر رقص کرتے ہیں اور مشہور یہ کیا جاتا ہے کہ سماع کے دوران میں وجد آگیا حالانکہ اس قسم کے افعال و حرکات شرعاً ناجائز و حرام ہیں۔ (مرتب)

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک استفسار کے جواب میں فرماتے ہیں:

اگر وجد صادق ہے اور حال غالب اور عقل مستور اور اس عالم سے دور تو اس پر تو قلم ہی جاری نہیں اور اگر بہ تکلف وجد کرتا ہے۔ تو لچکے توڑے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اس کے اگر ریا و اظہار کے لئے ہے تو جہنم کا مستحق ہے، اور اگر صادقین کے ساتھ تشبہ بنیت خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حسن و محمود ہے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی قوم کا مشابہ بنے وہ انہیں میں سے ہے۔[الملفوظ دوم، ص ۴۹]

تعزیہ داری

مسلمانوں میں بہت ساری بدعات وخرافات رواج پا چکی ہیں علماء کرام نے ان کے سدباب کیلئے سعی بلیغ فرمائی مگر معاشرہ ان جراثیم سے مکمل پاک نہ ہوسکا خصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے اپنے خون جگر سے اسلامی اقدار کی آبیاری کی اور ماحول میں پھیلی ہوئی برائی و بے راہ روی کے علاج و نسخے بتائے، اگر مسلمان اعلیٰ حضرت کے فرمودات پر عمل کریں اور ان کی پکار پر لبیک کہیں تو ہمارا معاشرہ برائیوں اور بدعات وخرافات کے تعفن سے پاک وصاف ہوسکتا ہے۔ اس کی زندہ مثال محرم شریف کی تعزیہ داری ہے، تعزیہ درحقیقت روضہ شہید اعظم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شبیہ وتمثال تھا مگر لوگوں نے مختلف خرافات جوڑ دیئے جس سے تعزیہ کی اصل حقیقت روپوش ہوگئی اور نئی تراش خراش کا نام تعزیہ پڑگیا، اس کی حقیقت کو جاننے کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی دردانگیز تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

تعزیہ کی حقیقت اور اس میں خرافات

● تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ پرنور حضور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم وجفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا، اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہ غیر جاندار کی بنانا، رکھنا سب جائز، اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہوکر عظمت پیدا کریں ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز، جیسے صدہا سال سے طبقۃً فطبقۃً ائمہ دین وعلماء معتمدین، نعلین شریفین حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشے بناتے، اور ان کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں۔ مگر جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کرکے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں۔

● اول تو نفس تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی، ہر جگہ نئی تراش، نئی گڑھت، جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بیہودہ طمطراق، پھر کوچہ بکوچہ ودشت بدشت اشاعت غم کے لئے ان کا گشت، اور ان کے گرد سینہ زنی، اور ماتم سازشی کی شورافگنی، کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کررہا ہے۔ کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہے، کوئی ان مایۂ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں، مانگتا، منتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے، پھر باقی تماشے، باجے، تاشے، مردوں، عورتوں کا راتوں کو میل، اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل، ان سب پر طرہ ہیں۔

● غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کردیا۔ پھر وبال بدعات کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریا وتفاخر علانیہ ہوتا ہے، پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں، بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گررہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے دیتے ہیں گرکر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہورہی

ہے، مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔

- اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے، باجے، بجتے چلے، طرح طرح کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ، اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ، کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہدا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے جنازے ہیں۔ کچھ نوچ اتار باقی توڑ تاڑ دفن کر دیئے، یہ ہر سال اضاعت مال کے وبال و جرم جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثناء کا، ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے۔ آمین

- اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نا مرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔ ہاں اگر اہل اسلام صرف جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو کس قدر خوب و محبوب تھا، اور اگر نظر شوق و محبت میں نقل روضۂ انور کی بھی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک و زیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور غم و الم و ماتم و نوحہ زنی وغیرہ بدعات سے بچتے، اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا، مگر اب ایسی نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لیئے بدعات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔

- لہٰذا روضۂ اقدس حضور سید الشہداء کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اسے بقصد تبرک ممنوع چیزیں ملائے بغیر اپنے پاس رکھے، جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظمہ اور روضۂ عالیہ کے نقشے آتے ہیں۔ یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پر نور کے نقشے لکھے ہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۵، ۳۶]

مروّجہ تعزیہ داری بدعت شنیعہ

تعزیہ جس طرح رائج ہے ضرور بدعت شنیعہ ہے جس قدر بات سلطان تیمور نے کی کہ روضۂ مبارک حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح نقل تسکین شوق کو رکھی وہ ایسی تھی جیسے روضۂ منورہ و کعبہ معظمہ کے نقشے، اسوقت تک اسقدر میں حرج نہ تھا، اب بوجہ شیعی و شبیہ اس کی بھی اجازت نہیں، یہ جو باجے، تاشے، مرثیے، ماتم، براق، پری کی تصویریں، تعزیئے سے مرادیں مانگنا، اس کی منتیں ماننا، اسے جھک جھک کر سلام کرنا، سجدہ کرنا وغیرہ وغیرہ بدعات کثیرہ اس میں ہوگئی ہیں اور اب اسی کا نام تعزیہ داری ہے یہ ضرور حرام ہے۔

علم، تعزیئے، تخت میں جو کچھ صرف ہوتا ہے سب اسراف و حرام، اور تعزیئے کی نیاز لنگر کا لٹانا، روٹیوں کا زمین پر پھینکنا، پاؤں کے نیچے آنا سب بیہودہ ہے۔ ہاں نیاز کے طور پر سب بدعات سے بچکر حضرات شہدائے کرام کی نیاز کریں تو عین برکت و سعادت ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۵۸]

شہادت نامہ پڑھنے کا حکم

شہادت نامے نظم یا نثر جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ، بے سروپا حکایت، جھوٹی اور موضوع باتوں پر مشتمل ہیں۔ ایسے بیان کا پڑھنا، سننا، وہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ اور، مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور مطلقاً حرام و ناجائز ہے، خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسے خرافات کو متضمن ہو جس سے عوام کے عقائد میں زلل و خلل آئے کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے۔ ایسے وجوہ پر نظر فرما کر حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے۔

تجدید غم وحزن ناجائز ہے

یوہیں جب کہ اس سے مقصود غم پروری اور بناوٹی حزن وملال ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود، شرع مطہر نے غم میں صبر وتسلیم اور موجودہ غم کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے اہم وضروری ہوتی۔ دیکھو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ماہ ولادت وماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھر علمائے امت وحامیان سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس بنایا۔

یعنی ماہ مبارک ربیع الاول خوشی وشادمانی اور سرچشمۂ انوار ورحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمان ظہور ہے ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اس میں خوشی ظاہر کریں، تو ہم اسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے۔

ماتم وغم پروری مذموم ہے

بیشک علماء نے تصریح کی کہ ہر سال جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے مکروہ ہے، اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی اصل نہیں اور اولیاء کرام کے عرسوں میں نام ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پرنور سید الاصفیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں اسے کیوں کر پسند کرسکتے ہیں۔

خلاصۂ کلام

حاصل یہ کہ مجلس میلاد مبارک میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس کا ذکر پسندیدہ نہیں حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لئے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لئے خیر، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اسی طرح شہید کربلا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر شہادت وغیرہ کے بیان سے غم پروری اور حزن وملال مقصود ہو وہ بھی جائز ودرست نہیں۔

ہاں اہل بیت اطہار کے فضائل ومناقب روایت صحیحہ سے صحیح طور پر بیان کئے جائیں ان کے صبر جمیل کا اظہار کیا جائے، غم پروری اور ماتم انگیزی سے کامل احتراز کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ محرم شریف میں شہادت نامہ ہی پڑھنا ضروری نہیں بلکہ ان کے دیگر فضائل جمیلہ واوصاف حمیدہ بھی صحیح روایات کے حوالے سے بیان ہوسکتے ہیں۔

[فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۶۲، ۶۳]

❁❁❁

اولیائے کرام کی نفع بخش حکایات وواقعات

اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہوتے ہیں، بندگان خدا میں جو متقی و پرہیزگار ہیں وہی اللہ کے ولی ہیں۔ اولیائے عظام کو اللہ عزوجل کا قرب نصیب ہوتا ہے، حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جن کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ (مرتب)

غوث اور اس کے وزیر

غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے بغیر غوث کے زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتے۔ ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں، غوث کا لقب عبداللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبد الرب اور وزیر دست چپ عبدالملک، اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے، بخلاف سلطنت دنیا۔ اس لئے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ۔

غوث اکبر وغوث ہر غوث حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست، پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی، اس کے بعد امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وزیر ہوئے، پھر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وامام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی کو اور امامین محترمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے۔

پھر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے، ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے۔ حضور غوث اعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی۔ حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔

غوث کے انتقال کے بعد غوث کی جگہ امامین سے غوث کردیا جاتا ہے اور امامین کی جگہ اوتاد اربعہ سے اور اوتاد کی جگہ بدلا سے، بدلا کی جگہ پر ابدال سبعین سے اور ان کی جگہ تین سو نقباء سے، پھر اولیاء سے اور اولیاء کی جگہ عامہ مومنین سے کردیا جاتا ہے۔ کبھی بلالحاظ ترتیب کافر کو مسلمان کر کے بدل کردیتے ہیں ان کا مرتبہ ابدال سے زیادہ ہے۔ [الملفوظ اول، ص ۱۲۰، ۱۲۲]

غوث اعظم کے کشف کا ایک واقعہ

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک بزرگ سیدی عبدالرحمن طفسونجی نے ایک روز منبر پر فرمایا" میں اولیاء میں ایسا ہوں جیسے کلنگ سب میں اونچی گردن، وہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید حضرت سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ

عنہ بھی تشریف فرماتے انہیں ناگوار ہوا کہ حضور پر اپنے آپ کو تفضیل دی، گدڑی پھینک کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں، حضرت سیدی عبدالرحمن نے ان کو سر سے پیر تک دیکھا، پھر پیر سے سر تک دیکھا، پھر سر سے پیر تک دیکھا، غرض اسی طرح کئی بار نظر ڈالی اور خاموش ہوگئے، لوگوں نے حضرت سے سبب پوچھا فرمایا میں نے دیکھا اس کے جسم کو کہ کوئی رونگٹا رحمت الٰہی سے خالی نہیں ہے اور ان سے فرمایا گدڑی پہن لو۔ انہوں نے کہا فقیر جس کپڑے کو اتار کر پھینک دیتا ہے دوبارہ نہیں پہنتا، بارہ روز کے راستہ پر ان کا مکان تھا اپنی زوجہ مقدسہ کو آواز دی، فاطمہ میرے کپڑے دو، انہوں نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر کپڑے دیئے اور انہوں نے ہاتھ بڑھا کر پہن لئے، حضرت سیدی عبدالرحمٰن نے دریافت کیا کس کے مرید ہو فرمایا میں غلام ہوں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

انہوں نے اپنے مریدوں کو بغداد بھیجا کہ حضور سے جا کر عرض کرو بارہ برس سے قرب الٰہی میں حاضر ہوتا ہوں آپ کو نہ جاتے دیکھا نہ آتے، ادھر سے یہ دونوں مرید چلے ہیں کہ ادھر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو مریدوں سے ارشاد فرمایا، طفسونج جاؤ راستہ میں شیخ عبدالرحمن کے دو آدمی ملیں گے ان کو واپس لیجاؤ اور شیخ عبدالرحمٰن کو جواب دو کہ وہ جو صحن میں ہے کیوں کر دیکھ سکتا ہے اس کو جو دالان میں ہے اور جو دالان میں ہے اسے کیوں کر دیکھ سکتا ہے جو کوٹھری میں ہے اور وہ جو کوٹھری میں ہے اسے کیوں کر دیکھ سکتا ہے جو نہاں خانہ خاص میں ہو، میں نہاں خانہ خاص میں ہوں اور علامت یہ ہے کہ فلاں شب بارہ ہزار اولیاء کو خلعت عطا ہوئے تھے یاد کرو کہ تم کو جو خلعت ملا تھا وہ سبز تھا اور اس پر سونے سے قل ھو اللہ شریف لکھی تھی، یہ سن کر شیخ عبدالرحمٰن نے سر جھکا لیا اور فرمایا کہ شیخ عبدالقادر نے سچ فرمایا وہ وقت کے سلطان ہیں۔

[الملفوظ،سوم،ص۶۷]

افراد کون حضرات

افراد اجلۂ اولیائے کرام سے ہوتے ہیں، ولایت کے درجات ہیں غوثیت کے بعد فردیت۔ افراد سوائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کسی کے ماتحت نہیں اسی واسطے فرد کہلاتے ہیں، سلسلے میں کسی کے نہیں لیکن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع سے چارہ نہیں۔

ایک صاحب اجلۂ اولیاء کرام سے کسی نے پوچھا حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں؟ فرمایا ابھی ابھی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی فرماتے تھے میں نے جنگل میں ٹیلے پر ایک نور دیکھا جب میں قریب گیا تو معلوم ہوا کہ وہ کمبل کا نور ہے ایک صاحب اسے اوڑھے سو رہے ہیں، میں نے پاؤں پکڑ کر ہلایا اور جگا کر کہا اٹھو مشغول بخدا ہو کہا آپ اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے میری حالت پر رہنے دیجئے میں نے کہا کہ میں مشہور کئے دیتا ہوں یہ ولی اللہ ہے کہا میں مشہور کردوں گا کہ یہ حضرت خضر ہیں، میں نے کہا میرے لئے دعا کرو کہا دعا تو آپ ہی کا حق ہے میں نے کہا تمہیں دعا کرنی ہوگی کہا اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے اور کہا میں اگر غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمایئے گا اور فوراً نظر سے غائب ہوگئے، حالانکہ کسی ولی کی طاقت نہ تھی کہ میری نگاہ سے غائب ہوسکے۔

وہاں سے آگے بڑھا ایک اور اسی طرح کا نور دیکھا کہ نگاہ کو خیرہ کرتا ہے قریب گیا تو دیکھا ٹیلے پر ایک عورت کمبل اوڑھے سو رہی ہے وہ اسکے کمبل کا نور ہے میں پاؤں ہلا کر ہوشیار کرنا چاہا غیب سے ندا آئی ''اے خضر احتیاط کیجئے'' اس بی بی نے آنکھ کھولی اور کہا حضرت نہ رکے یہاں تک کہ رو کے گئے میں نے کہا اٹھو مشغول بخدا ہو کہا حضرت اپنے کام میں مشغول

رہیں مجھے اپنی حالت پر رہنے دیں، میں نے کہا تو میں مشہور کئے دیتا ہوں، یہ ولی اللہ ہے کہا میں مشہور کردوں گا کہ یہ حضرت خضر ہیں، میں نے کہا میرے لئے دعا کرو کہا دعا تو آپ کا حق ہے میں نے کہا تمہیں دعا کرنی ہوگی کہا اللہ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے، پھر کہا اگر میں غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمایئے گا، میں نے کہا یہ بھی جاتی ہے کہا یہ تو بتائے جا کیا تو اس مرد کی بی بی ہے کہا ہاں، یہاں ایک ولیہ کا انتقال ہو گیا تھا اس کی تجہیز و تکفین کا ہمیں حکم تھا یہ کہا اور میری نگاہ سے غائب ہو گئی۔

حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا گیا یہ کون لوگ ہیں فرمایا یہ لوگ ''افراد'' ہیں میں نے کہا وہ بھی کوئی ہے جس کی طرف یہ رجوع لاتے ہیں فرمایا ہاں شیخ عبدالقادر جیلانی۔ [الملفوظ اول، ص۱۲۱،۱۲۲]

وبا کا مختلف شکلوں میں متشکل ہونا

شیخ محقق عولقی مدنی مجھ سے کہتے تھے کہ حضرت سید محمد یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لائے دیکھا کہ منبر پر ایک بچہ بیٹھا ہے سوا حضرت کے کسی نے نہ دیکھا آپ نے کچھ تعرض نہ فرمایا نماز پڑھ کر تشریف لے آئے۔ پھر ظہر کے لئے آئے تو دیکھا کہ ایک جوان بیٹھا ہے نماز پڑھکر چلے آئے اور اس سے کچھ نہ کہا پھر عصر کے لئے گئے تو وہیں منبر پر ایک بوڑھے کو پایا اب بھی کچھ نہ پوچھا اور نماز سے فارغ ہو کر واپس آئے، پھر مغرب کے لئے گئے تو ایک بیل کو وہاں دیکھا، اب فرمایا تو کیا ہے کہ اتنی مختلف حالتوں میں میں نے تجھے دیکھا ہے۔ اس نے کہا میں وبا ہوں، اگر آپ اس وقت مجھ سے کلام کرتے جب میں بچہ تھا تو یمن میں کوئی بچہ باقی نہ رہتا، اور اگر اسوقت دریافت فرماتے جب جوان تھا تو یہاں کوئی جوان نہ رہتا، یوہیں اگر اس وقت بات کرتے جب میں بڈھا تھا تو اس شہر میں کوئی بوڑھا نہ رہتا، اب آپ نے اس حال میں کہ مجھے بیل دیکھا کلام فرمایا یمن میں کوئی بیل نہ رہے گا یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت تھی کہ آپ نے پہلی تین حالتوں میں اس سے سوال نہ فرمایا، بیلوں میں مرگ عام ہوگئی اگر اس وقت کوئی بیل اچھا بھی ذبح کیا جاتا تو اس کا گوشت ایسا خراب ہوتا کہ کوئی کھا نہ سکتا اس میں گندھک کی بو آتی۔

تو آگ میں ہے

انہیں سید محمد یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادے مادر زاد ولی تھے، ایک مرتبہ جب عمر شریف چند سال کی تھی باہر تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کی جگہ تشریف رکھی ایک شخص سے کہا لکھ، فلاں شخص جنت میں ہے، یوہیں نام بنام بہت سے اشخاص کو لکھوایا، پھر فرمایا فلاں شخص دوزخ میں ہے انہوں نے لکھنے سے ہاتھ روک لیا، آپ نے پھر فرمایا انہوں نے نہ لکھا، آپ نے سہ بارہ ارشاد کیا انہوں نے لکھنے سے انکار کر دیا اس پر آپ نے فرمایا ''تو آگ میں ہے'' وہ گھبرائے ان کے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا ''تو آگ میں ہے'' کہا یہ کہا کہ ''تو جہنم میں ہے'' عرض کی فرمایا کہ ''تو آگ میں ہے'' حضرت نے ارشاد فرمایا میں اس کے کہے کو بدل نہیں سکتا اب تجھے اختیار ہے دنیا کی آگ پسند کر یا آخرت کی، عرض کی دنیا کی آگ پسند ہے۔ ان کا جل کر انتقال ہوا۔ حدیث میں آگ کے جلے ہوئے کو بھی شہید فرمایا ہے۔ [الملفوظ اول، ص۲۰]

حضرت شبلی کا حفظ قلب اور توکل

سیدنا ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو اشرفیاں ملیں کنارۂ دجلہ پر ایک صاحب خط بنوار ہے تھے ان کو دیں قبول نہ کیں حجام کو دیں کہا میں نے ان کا خط اللہ عزوجل کے لئے بنانا چاہا ہے اس پر عوض نہ لوں گا۔ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مال سے فرمایا کہ تو ایسی

ہی چیز ہے جسے کوئی قبول نہیں کرتا اور دریا میں پھینک دیں۔
جاہل گمان کرے گا کہ تضییع مال ہوئی ہرگز نہیں بلکہ حفظ قلب، کہ اس وقت یہی اس کا ذریعہ تھا دو صاحب سامنے تھے کسی نے قبول نہ کیں اب ان کو پاس رکھتے اور ایسے فقیر کی تلاش میں نکلتے جو قبول کر لیتا اور معصیت میں نہ اٹھاتا، اتنی دیر تک کی زندگی پر تم لوگوں کو اطمینان ہوتا ہے وہاں ہر آن موت پیش نظر ہے اور ڈرتے ہیں کہ اس وقت آجائے اور اس غیر خدا کا خطرہ قلب میں ہو، جنگل میں پھینک دیتے تو نفس کا تعلق قطع نہ ہوتا کہ ابھی دسترس رہتی۔ اب بتائیے سوا ان کے پاس کیا چارہ تھا کہ اس سے فوراً فوراً اس طرح ہاتھ خالی کریں کہ نفس کو مایوسی ہو جائے اور اس کے خیال سے باز آئے۔
یہ صفائے قلب و دفع خطرۂ غیر کی دولت، کروروں اشرفیوں بلکہ تمام ہفت اقلیم کی سلطنت سے کروروں درجہ اعلیٰ و افضل ہے، کیا اگر سو اشرفیاں خرچ کر کے سلطنت یہ ملی کوئی اسے تضییع مال کہہ سکتا ہے؟ بلکہ بڑی دولت کا بہت ارزاں حاصل کرنا، یہی یہاں ہے۔ [الملفوظ اوّل، ص ۵۴]

ایک ولی کا دردِ سر

دردِ سر اور بخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو ہوتے تھے۔
ایک ولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دردِ سر ہوا آپ نے اس شکریہ میں تمام رات نوافل میں گزار دی کہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے مجھے وہ مرض دیا جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو ہوتا تھا۔
اللہ اکبر! یہاں یہ حالت کہ اگر برائے نام درد معلوم ہوا تو یہ خیال ہوتا ہے کہ جلد نماز پڑھ لیں۔
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:
ہر ایک مرض یا تکلیف جسم کے جس موضع پر ہوتی ہے وہ زیادہ کفارہ اسی موقع کا ہے کہ جس کا تعلق خاص اس سے ہے لیکن بخار وہ مرض ہے کہ تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے جس سے باذنہٖ تعالیٰ تمام رگ رگ کے گناہ نکال لیتا ہے، الحمد للہ کہ مجھے اکثر حرارت و دردِ سر رہتا ہے۔ [الملفوظ اوّل، ص ۶۳]

قطب الدین بختیار کاکی کی بسم اللہ خوانی

حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر جس دن چار برس چار مہینے چار دن کی ہوئی تقریب بسم اللہ مقرر ہوئی لوگ بلائے گئے حضرت خواجہ غریب نواز بھی تشریف فرما ہوئے۔ بسم اللہ پڑھانا چاہی مگر الہام ہوا کہ ٹھہرو حمید الدین ناگوری آتا ہے وہ پڑھائے گا ادھر ناگور میں قاضی حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جا میرے ایک بندے کو بسم اللہ پڑھا قاضی صاحب فوراً تشریف لائے، اور آپ سے فرمایا صاحبزادے پڑھئے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، آپ نے پڑھا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور شروع سے لیکر پندرہ پارے حفظ سنا دیئے۔ حضرت قاضی صاحب اور خواجہ صاحب نے فرمایا صاحبزادے آگے پڑھئے فرمایا میں نے اپنی ماں کے شکم میں اتنے ہی سنے تھے اور اسی قدر ان کو یاد تھے وہ مجھے بھی یاد ہو گئے۔

کاکی ہونے کی وجہ

کاک کلچے کو کہتے ہیں حضرت کو ایک مرتبہ چند فاقے ہوئے تھے اور گھر بھر میں کسی کے پاس کچھ کھانے کو نہ تھا اس وقت آسمان سے آپ کے واسطے کاکیں آئیں تھیں یوں کاکی مشہور ہوئے۔ [الملفوظ چہارم، ص ۳۳]

یا جنید یا جنید

حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں فرمایا: یا جنید یا جنید کہتا چلا آ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں، اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا پکارا حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں فرمایا ارے نادان! ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تعالیٰ تک رسائی کی ہوس ہے۔

[الملفوظ اوّل، ص۱۰۸]

جنید بغدادی کا قارورہ ہدایت کا ذریعہ بن گیا

برکات اولیائے کرام کے ذکر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں:

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار ہوئے آپ کا قارورہ (پیشاب) ایک طبیب نصرانی کے پاس گیا بغور دیکھتا رہا پھر دفعۃً کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لوگوں نے سبب پوچھا کہا میں دیکھتا ہوں یہ قارورہ ایسے شخص کا ہے جس کا جگر عشق الٰہی نے کباب کر دیا، اللہ اکبر! ان بزرگوں کا بول وہ ہدایت کرتا ہے جو دوسروں کا قول نہیں کرتا۔

ایک نصرانی کا قبول اسلام

یمن کے ایک نصرانی نے یہ صحیح حدیث سنی کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ. (ترمذی)

مسلمان کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اس نصرانی نے چاہا کہ امتحان کرے، ادھر کے نصاریٰ زنار باندھتے ہیں اس نے زنار نیچے چھپایا اور اوپر مسلمانی لباس پہنا عمامہ باندھا اور مسلمان بنکر مشائخ کرام کی مجلسوں پر دورہ شروع کیا ہر ایک کے پاس جاتا اور حدیث کے معنی پوچھتا وہ کچھ فرما دیتے یہ دوسرے کے پاس حاضر ہوتا یوں ہی بغداد شریف آیا اور حضرت سید الطائفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا عرض کی یا سیدی اس حدیث کے معنی کیا ہیں، فرمایا اس کے یہ معنی ہیں کہ زنار توڑ اور نصرانیت چھوڑ اسلام لا، وہ یہ سنتے ہی بیتاب ہوا اور کلمہ شہادت پڑھا اور کہا یا سیدی میں اتنے مشائخ کرام کے پاس گیا اور کسی نے مجھے نہ پہچانا فرمایا سب نے پہچانا مگر تجھ سے تعرض نہ کیا کہ تیرا اسلام میرے ہاتھ پر لکھا ہوا ہے۔ [الملفوظ اوّل، ص۹۹، ۱۰۰]

دو خدا رسیدہ بزرگ

دو صاحب اولیائے کرام سے ایک دریا کے اس کنارے اور دوسرے اس پار رہتے تھے، ان میں سے ایک صاحب نے اپنے یہاں کھیر پکوائی اور خادم سے کہا تھوڑی ہمارے دوست کو بھی دے آ خادم نے عرض کی حضور راستے میں تو دریا پڑتا ہے کیونکر پار اتروں گا کشتی وغیرہ کا کوئی سامان نہیں فرمایا دریا کے کنارے جا اور کہہ کہ میں اس کے پاس سے آیا ہوں جو آج تک اپنی عورت کے پاس نہیں گیا، خادم حیران تھا کہ یہ کیا معمہ ہے اس واسطے کہ حضرت صاحب اولاد تھے بہر حال تعمیل حکم ضرور تھی دریا پر گیا اور وہ پیغام جو ارشاد فرمایا تھا کہا دریا نے

فوراً راستہ دیدیا اس نے پار پہنچ کر ان بزرگ کی خدمت میں کھیر پیش کی انہوں نے نوش جان فرمائی اور فرمایا ہمارا سلام اپنے آقا سے کہہ دینا خادم نے عرض کی کہ سلام تو جبھی کہوں گا کہ جب دریا سے پار اتر جاؤں، فرمایا دریا پر جا کر کہہ میں اس کے پاس سے آتا ہوں جس نے تیس برس سے آج تک کچھ نہیں کھایا، خادم شش و پنج میں تھا یہ عجیب بات ہے ابھی تو میرے سامنے کھیر تناول فرمائی اور فرماتے ہیں اتنی مدت سے کچھ نہیں کھایا مگر بلحاظ ادب خاموش دریا پر آ کر جیسا فرمایا تھا کہہ دیا دریا نے پھر راستہ دیدیا، جب اپنے آقا کی خدمت میں پہنچا تو اس سے نہ رہا گیا اور عرض کی حضور یہ کیا معاملہ تھا فرمایا ہمارا کوئی فعل اپنے نفس کیلئے نہیں ہوتا۔ [الملفوظ اوّل، ص ۱۰۸]

اللہ کے ولی کا وقت واحد میں متعدد جگہ موجود ہونا

سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہٗ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لیجانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لیجانے کا وعدہ فرمالیا ہے یہ کیونکر ہو سکے گا۔ شیخ نے فرمایا کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا، فتح محمد اگر ایک وقت میں چند جگہ ہو کیا تعجب ہے، یہ ذکر کر کے فرمایا کیا یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے باقی جگہ مثالیں۔ ہرگز نہیں شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے۔ اسرار باطن فہم ظاہر سے وراء ہیں خوض وفکر بیجا ہے۔ [الملفوظ اوّل، ص ۱۱۹]

سیدی ابوالحسین احمد نوری کا وجد

سچے وجد کی پہچان یہ ہے کہ فرائض و واجبات میں مخل نہ ہو۔

حضرت سیدی ابوالحسین احمد نوری پر وجد طاری ہوا تین شبانہ روز گزر گئے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے، کسی نے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حالت عرض کی فرمایا نماز کا کیا حال ہے عرض کی نمازوں کے وقت ہوشیار ہو جاتے ہیں اور پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے فرمایا الحمد للہ ان کا وجد سچا ہے۔

نماز سے آزادی

ایک صاحب صالحین سے تھے بہت ضعیف ہوئے پنجگانہ مسجد کی حاضری نہ چھوڑتے ایک شب عشا کی حاضری میں گر پڑے چوٹ آئی بعد نماز عرض کی الٰہی اب میں بہت ضعیف ہوا بادشاہ اپنے بوڑھے غلاموں کو خدمت سے آزاد کر دیتے ہیں مجھے آزاد فرما ان کی دعا قبول ہوئی مگر یوں کہ صبح اٹھے تو مجنون تھے۔ یعنی جب تک عقل تکلیفی باقی ہے نماز معاف نہیں۔

سچے مجاذیب بھی نماز نہیں چھوڑتے اگرچہ لوگ انہیں پڑھتے نہ دیکھیں، کسی نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت سیدی قضیب البان موصلی قدس سرہٗ کی شکایت کی کہ ان کو کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا ارشاد فرمایا اس سے کچھ نہ کہو اس کا سر ہر وقت خانہ کعبہ میں سجود میں ہے۔ [الملفوظ دوم، ص ۸۹ تا ۹۱]

حضرت گیسو دراز کے گیسو کا راز

اکثر بال بڑھانے والے لوگ حضرت گیسو دراز کو دلیل لاتے ہیں حالانکہ یہ جہالت ہے۔

حضرت سیدی محمد گیسو دراز قدس سرہٗ نے تشبہ نہ کیا تھا ایک گیسو محفوظ رکھا تھا اور اس کے لئے ایک وجہ خاص تھی کہ اکابر علماء واجلۂ سادات سے تھے جوانی کی عمر تھی، سادات کی طرح شانوں تک دو گیسو رکھتے تھے کہ اس قدر شرعاً جائز بلکہ

سلف سے ثابت ہے۔

ایک بار سرِ راہ بیٹھے تھے حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سواری نکلی انہوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا حضرت خواجہ نے فرمایا: سید اور نیچے بوسہ دو، انہوں نے پائے مبارک پر بوسہ لیا۔ فرمایا سید اور نیچے انہوں نے گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا، ایک گیسو کہ رکاب مبارک میں الجھ گیا تھا وہیں الجھا رہا اور رکاب سے سم تک بڑھ گیا، حضرت نے فرمایا سید اور نیچے انہوں نے ہٹ کر زمین پر بوسہ دیا، گیسو رکاب مبارک سے جدا کر کے حضرت تشریف لے گئے، لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید، اتنے بڑے عالم نے زانو پر بوسہ دیا اور حضرت راضی نہ ہوئے اور نیچے بوسہ دینے کو حکم فرمایا، انہوں نے پائے مبارک کو بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا، گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا یہاں تک کہ زمین پر بوسہ دیا، یہ اعتراض حضرت سید گیسو دراز نے سنا فرمایا لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان چار بوسوں میں کیا عطا فرما دیا۔

- جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا عالم ناسوت منکشف ہو گیا۔
- جب پائے اقدس پر بوسہ دیا عالم ملکوت منکشف ہوا۔
- جب گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا عالم جبروت منکشف تھا۔
- جب زمین پر بوسہ دیا لاہوت کا انکشاف ہو گیا۔

اس گیسو کو کہ ایسی جلیل نعمت کی یادگار تھا اور اسے ایسی تجلی رحمت نے بڑھایا تھا نہ ترشوایا، اسے تشبہ سے کیا علاقہ، عورتوں کا ایک گیسو بڑا نہیں ہوتا نہ اتنا دراز اور اس کے محفوظ رکھنے میں یہ راز۔

اس کی سند ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف شریف فتح فرمایا اذان ہوئی بچوں نے اس کی نقل کی، ان میں ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کی آواز بہت اچھی تھی حضور نے آپ کو بلایا اور سر پر دست مبارک رکھا اور ان کو مؤذن مقرر فرما دیا، ماں نے برکت کے لئے پیشانی کے ان بالوں کو جن پر دست اقدس رکھا گیا تھا محفوظ رکھا جس وقت بال کھولے جاتے تو زمین پر آ جاتے تھے، اسے بھی تشبہ سے کچھ علاقہ نہیں، عورتیں فقط پیشانی کے بال نہیں بڑھاتیں اور ان کا محفوظ رکھنا اس برکت کے لئے تھا۔ [الملفوظ دوم، ص ۱۰۴ تا ۱۰۵]

حضرت امام جعفر صادق کی گدڑی

ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا ایک گدڑی پہنے مدینہ طیبہ سے کعبہ معظمہ کو تشریف لئے جاتے تھے اور ہاتھ میں صرف ایک تاملوٹ۔ شقیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر اوروں پر اپنا بار ڈالنا چاہتا ہے یہ وسوسہ شیطانی آنا تھا کہ امام نے فرمایا شقیق بچو گمانوں سے کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، نام بتانے اور وسوسہ دلی پر آگاہی سے نہایت عقیدت ہوئی اور امام کے ساتھ ہو لئے، راستہ میں ایک ٹیلہ پر پہنچ کر امام نے اس سے تھوڑا ریت لیکر تاملوٹ میں گھولکر پیا اور شقیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی پینے کو فرمایا، انہیں انکار کا چارہ نہ ہوا جب پیا تو ایسے نفیس لذیذ خوشبودار ستو تھے کہ عمر بھر میں نہ دیکھے، نہ سنے۔

ایک روز شقیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد حرام میں دیکھا کہ وہی صاحب مسجد حرام میں بیش بہا لباس پہنے درس دے رہے ہیں لوگوں سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں کسی نے کہا ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعفر صادق، جب تخلیہ ہوا

انہوں نے عرض کیا حضرت یہ کیا بات ہے کہ راہ میں آپ کو ایک گدڑی پہنے دیکھا تھا اور اس وقت یہ لباس دیکھ رہا ہوں آپ نے دامن مبارک اٹھایا کہ وہی گدڑی نیچے زیب تن ہے اور فرمایا کہ وہ تمہارے دکھانے کو ہے اور یہ گدڑی اللہ کے لئے۔

[الملفوظ دوم، ص ۱۰۲]

حضرت اورنگ زیب عالمگیر اور ایک بہروپیا

حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک بہروپے نے دھوکا دینا چاہا بادشاہ نے فرمایا اگر دھوکا دیدیا تو جو مانگے گا پائے گا اس نے بہت کوشش کی لیکن حضرت عالمگیر نے جب دیکھا پہچان لیا آخر مدت مدید کا بھلا وا دیکر صوفی زاہد عابد بن کر ایک پہاڑ کی کھو میں جا بیٹھا رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتا پہلے دیہاتیوں کا ہجوم ہوا۔ پھر شہریوں، پھر امراء وزراء سب آتے اور یہ کسی کی طرف التفات نہ کرتا شدہ شدہ بادشاہ تک خبر پہنچی، سلطان کو اہل اللہ سے خاص محبت تھی خود تشریف لے گئے، بہروپے نے دور سے دیکھا کہ بادشاہ کی سواری آرہی ہے گردن جھکا لی اور مراقبہ میں مشغول ہوگیا، سلطان منتظر رہے دیر کے بعد نظر اٹھائی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا سلطان مودب بیٹھ گئے ان کا مودب بیٹھنا تھا کہ بہروپیا اٹھا اور جھک کر سلام کیا کہ جہاں پناہ میں فلاں بہروپیا ہوں، بادشاہ خجل ہوئے اور فرمایا واقعی اس بار میں نے نہ پہچانا اب مانگ جو مانگتا ہے اس نے کہا اب میں آپ سے کیا مانگوں، میں نے اس کا نام جھوٹے طور پر لیا اس کا تو یہ اثر ہوا کہ آپ جیسا جلیل القدر بادشاہ میرے دروازے پر باادب حاضر ہوا، اب سچے طور پر اس کا نام لے دیکھوں یہ کہا اور کپڑے پھاڑے جنگل کو چلا گیا۔

[الملفوظ دوم، ص ۶۸]

ایک خاتون کا تقویٰ

ایک بی بی امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا میں اپنی چھت پر سیتی ہوں روشنی اتنی نہیں کہ سوئی میں سے اگر ڈورا نکل جائے تو ڈال سکوں، بادشاہ کی سواری نکلتی ہے اس کی روشنی میں ڈورا ڈال سکتی ہوں یا نہیں کہ وہ روشنی ظالم کی ہے اس کے روپے میں حلال وحرام سب ہے، آپ نے ان سے دریافت فرمایا تم کون ہو فرمایا میں بہن ہوں بشر حافی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی امام نے فرمایا ورع تمہارے گھر سے ہویدا ہوا تمہارے لئے اس روشنی میں ڈورا ڈالنا جائز نہیں۔ [الملفوظ سوم، ص ۵]

حضرت احمد بدوی کا غائبانہ مدد کرنا

حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی مجلس میلاد مصر میں ہوتی ہے مزار مبارک پر آپ کی ولادت کے دن ہر سال مجمع ہوتا ہے اور آپ کا میلاد پڑھا جاتا ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی قدس اللہ سرہ الربانی التزام کے ساتھ ہر سال حاضر ہوتے، اپنی کتاب میں بھی بہت تعریف لکھی ہے، کئی ورقوں میں اس مجلس کے حالات بیان کئے ہیں۔ مجلس تین دن ہوتی ہے ایک دفعہ آپ کو تاخیر ہوگئی یہ ہمیشہ ایک دن پہلے ہی حاضر ہو جاتے تھے اس دفعہ آخر دن پہنچے، جو اولیائے کرام مزار مبارک پر مراقب تھے انہوں نے فرمایا کہاں تھے دو روز سے حضرت مزار مبارک سے پردہ اٹھا اٹھا کر فرماتے ہیں: عبدالوہاب آیا، عبدالوہاب آیا، انہوں نے فرمایا کیا حضور کو میرے آنے کی اطلاع ہوتی ہے انہوں نے فرمایا اطلاع کیسی حضور تو فرماتے ہیں کہ کتنی ہی منزل پر کوئی شخص مزار پر آنے کا ارادہ کرے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اس کی حفاظت کرتا ہوں، اگر اس کا ایک ٹکڑا رسی کا جاتا رہے گا اللہ تعالیٰ مجھ

سے سوال کرے گا۔

امام عبدالوہاب شعرانی پر حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاص توجہ تھی اور امام شعرانی کو بھی خاص نیازمندی تھی، اسی وجہ سے حضرت کو ان سے خاص محبت تھی۔

حدیث میں ہے جو کوئی دریافت کرنا چاہے کہ اللہ کے یہاں اس کی کسقدر رقدر و منزلت ہے وہ یہ دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ کی کس قدر رقدر و منزلت ہے اتنی ہی اس کی اللہ کے یہاں ہے۔ [الملفوظ سوم، ص ۲۸]

حضرت خواجہ غریب نواز کا فیض و تصرف

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار سے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں، مولانا برکات احمد صاحب مرحوم جو میرے پیر بھائی اور میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک ہندو جس کے سر سے پیر تک پھوڑے تھے اللہ ہی جانتا ہے کہ کس قدر تھے ٹھیک دوپہر کو آتا اور درگاہ شریف کے سامنے گرم کنکروں اور پتھروں پر لوٹتا اور کہتا کہ کھواجہ اگن لگی ہے تیسرے روز میں نے دیکھا کہ بالکل اچھا ہو گیا۔

خواجہ تورے بلہاری جاؤں

بھاگلپور سے ایک صاحب ہر سال اجمیر شریف حاضر ہوا کرتے ایک وہابی رئیس سے ملاقات تھی اس نے کہا میاں ہر سال کہاں جایا کرتے ہو، بیکار اتنا روپیہ صرف کرتے ہو انہوں نے کہا چلو اور انصاف کی آنکھ سے دیکھو، پھر تم کو اختیار ہے۔ خیر ایک سال وہ ساتھ میں آیا، دیکھا کہ ایک فقیر سونٹا لئے روضہ شریف کا طواف کر رہا ہے اور یہ صدا لگا رہا ہے خواجہ پانچ روپیہ لوں گا اور ایک گھنٹہ کے اندر لوں گا اور ایک ہی شخص سے لوں گا، جب اس وہابی کو خیال ہوا کہ اب بہت وقت گزر گیا، ایک گھنٹہ ہو گیا ہوگا اور اب تک اسے کسی نے کچھ نہ دیا جیب سے پانچ روپیہ نکال کر ان کے ہاتھ پر رکھے اور کہا لو میاں تم خواجہ سے مانگ رہے تھے بھلا خواجہ کیا دینگے لو ہم دیتے ہیں فقیر نے وہ روپے تو جیب میں رکھے اور ایک چکر لگا کر زور سے کہا، خواجہ تورے بلہاری جاؤں دلوائے بھی تو کیسے خبیث منکر سے۔

یمن میں حضرت سیدی احمد بن علوان ﷺ کا مزار شریف بھی ایسا ہی مشہور ہے۔ [الملفوظ سوم، ص ۴۷، ۴۸]

حضرت احمد کبیر رفاعی کی زیارت کی تمنّا

حضرت سیدی احمد کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلۂ اکابر اولیاء سے ہیں، حضرت کے ایک مرید بارگاہ غوثیت میں حاضر تھے عرض کی مجھے اپنے شیخ کی زیارت کا شوق ہے حضور نے ایک شیشہ سامنے رکھدیا اس میں شیخ کی شکل نظر آئی کہ دانتوں میں انگلی دبائے فرما رہے ہیں جو بحر کے پاس ہو وہ جدول کو چاہے؟ [الملفوظ سوم، ص ۷۵]

کرامت نہ دیکھئے استقامت دیکھئے

اولیائے کرام فرماتے ہیں کشف و کرامت نہ دیکھو استقامت دیکھو کہ شریعت کے ساتھ کیسی ہے۔ حضرت خواجہ شیخ بہاء الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام ہیں آپ سے کسی نے عرض کی حضرت تمام اولیاء سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں حضور سے بھی کوئی کرامت دیکھیں فرمایا اس سے بڑی اور کیا کرامت ہے کہ اتنا بڑا بھاری بوجھ گناہوں کا سر پر ہے اور زمین

میں دھنس نہیں جاتا۔

ایک ولی کی روشن ضمیری

ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے آپ کی خدمت میں بادشاہ وقت قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا حضور کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کھاؤ عرض کیا حضور بھی نوش فرمائیں آپ نے بھی کھائے اور بادشاہ نے بھی، اس وقت بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ جو سب میں بڑا اچھا خوش رنگ سیب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دیدینگے تو جان لوں گا کہ یہ ولی ہیں۔آپ نے وہی سیب اٹھا کر فرمایا ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جلسہ بڑا بھاری تھا دیکھا کہ ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے، ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھدی جاتی ہے اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے، گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جا کر سر ٹیک دیتا ہے۔ یہ حکایت ہم نے اس لئے بیان کی کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں اور اگر دیدیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال کیا۔ یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا، بس یہ سمجھ لیجئے کہ وہ صفت جو غیر انسان کے لئے ہوسکتی ہے انسان کے لئے کمال نہیں اور وہ جو غیر مسلم کے لئے ہوسکتی ہے مسلم کے لئے کمال نہیں۔[الملفوظ چہارم، ص۱۰]

خواب میں ابوبکر حوار کا بیعت ہونا اور کلاہ صدیقی پانا

سلسلہ حواریہ کے امام حضرت سیدی ابوبکر حوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ کے مرید حضرت ابو محمد شنبکی اور آپ کے مرید حضرت تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

اللہ کو ہدایت فرماتے دیر نہیں لگتی یہ حضرت ابوبکر حوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے رہزن تھے قافلے کے قافلے تنہا لوٹا کرتے تھے، ایک بار ایک قافلہ اترا آپ وہاں تشریف لے گئے ایک خیمہ کی طرف گئے اس خیمہ میں عورت اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی شام قریب ہے اور اس جنگل میں ابوبکر حوار کا دخل ہے ایسا نہ ہو کہ وہ آجائیں بس یہ کہنا ان کا ہادی ہو گیا خود فرمایا ابوبکر تیری حالت یہ ہوگئی کہ خیموں میں عورتیں تک تجھ سے خوف کرتی ہیں اور تو خدا سے نہیں ڈرتا اسی وقت تائب ہوئے اور گھر کو لوٹ آئے، شب کو سوئے خواب میں زیارت اقدس سے مشرف ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے آپ نے عرض کیا بیعت لیجئے ارشاد فرمایا تجھ سے تیرا ہمنام بیعت لے گا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت لی اور اپنی کلاہ مبارک ان کے سر پر رکھی آنکھ کھلی تو کلاہ اقدس موجود تھی، یہ سلسلہ حواریہ آپ سے شروع ہوا۔[الملفوظ چہارم، ص۱۳]

مرا ہوا ہاتھی زندہ ہوگیا

حضرت سیدی احمد جام زندہ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ تشریف لئے جاتے راہ میں ایک ہاتھی مرا پڑا تھا لوگوں کا مجمع تھا آپ تشریف لے گئے فرمایا کیا ہے عرض کیا ہاتھی مرگیا ہے فرمایا اس کی سونڈ ویسی ہی ہے، آنکھیں بھی ویسی ہی ہیں، ہاتھ بھی ویسے ہی، پیر بھی ویسے ہی ہیں غرض سب چیزوں کو فرمایا کہ ویسے ہی ہیں پھر مر کیسے گیا یہ فرمانا تھا کہ فوراً زندہ ہوگیا۔ جب سے آپ کا لقب زندہ پیر ہوگیا۔[الملفوظ چہارم، ص۱۶]

اہل اللہ کے درجات و القاب

صلحاء، سالکین، قانتین، واصلین، اب ان واصلوں کے مراتب ہیں۔ نجباء، نقباء، ابدال، بدلاء، اوتاد، امامین، غوث، صدیق، نبی، رسول۔

تین پہلے سیر الی اللہ کے ہیں باقی سیر فی اللہ کے اور ولی ان سب کو شامل۔[الملفوظ چہارم، ص۲۲]

حضرت امیر کلال کی کشتی

کشتی آج کل جس طور پر لڑی جاتی ہے محمود نہیں اس میں تن پروری ہوتی ہے، مجمع عام ہوتا ہے اور اگر اس کے سبب نماز کی پابندی نہ کرے یا ستر کھولے تو حرام ہے ہاں اگر خاص مجمع ہے اپنے ہی لوگ ہیں بند مکان میں نماز کی پابندی کے ساتھ بغیر ستر کھولے ہوئے لڑیں تو مضائقہ نہیں۔

حضرت بہاء الحق والدین خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخارا میں حضرت امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ سن کر خدمت میں حاضر ہوئے آپ کو دیکھا کہ مکان کے اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے اکھاڑے میں کشتی ہو رہی ہے، حضرت بھی تشریف فرما ہیں اور کشتی میں شریک ہیں، حضرت خواجہ نقشبند عالم جلیل پابند شریعت ان کے قلب نے کچھ پسند نہیں کیا حالانکہ کوئی ناجائز بات نہ تھی، یہ خطرہ آتے ہی غنودگی آ گئی دیکھا کہ معرکہ حشر بپا ہے ان کے اور جنت کے درمیان ایک ولدل کا دریا حائل ہے یہ اس کے پار جانا چاہتے تھے دریا میں اترے جتنا زور کرتے دھنستے جاتے، یہاں تک کہ بغلوں تک دھنس گئے اب نہایت پریشان کہ کیا کیا جائے اتنے میں دیکھا کہ حضرت امیر کلال تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے نکالکر دریا کے اس پار کر دیا آپ کی آنکھ کھل گئی قبل اس کے کہ یہ کچھ عرض کریں حضرت امیر کلال نے فرمایا ہم اگر کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے، یہ سن کر فوراً قدموں پر گر پڑے اور بیعت کی۔

امام داؤد طائی کا زہد و مجاہدہ

امام داؤد طائی، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے امام نے جب دیکھا کہ ان کی دنیا کی طرف توجہ نہیں ان کو سب سے الگ کر کے پڑھانا شروع کیا ایک دن تنہائی میں فرمایا اے داؤد آلہ تیار کر لیا مقصود کس دن حاصل کرو گے؟ ایک سال درس میں حاضر رہے یہ ریاضت کی کہ طلبہ آپس میں مذاکرہ کرتے ان کو آفتاب سے زیادہ وجہیں روشن معلوم ہوتیں نفس بولنا چاہتا مگر یہ چپ رہتے، غرض ایک سال کامل سکوت فرمایا جب ان کے والد ماجد کا انتقال ہوا اسی درہم اور ایک مکان ورثہ میں ملا وہ درہم عمر بھر کے لئے کافی ہوئے اور مکان کے ایک درجے میں بیٹھا کرتے جب وہ گر گیا دوسرے میں بیٹھنا شروع کیا جب وہ اس قابل نہ رہا تو اور درجے میں، ادھر ان کی روح نے پرواز کیا ادھر بعض صالحین نے خواب میں دیکھا کہ داؤد طائی نہایت خوشی کے ساتھ ہشاش بشاش دوڑے ہوئے چلے جا رہے ہیں انہوں نے کبھی آپ کو اس حالت میں نہ دیکھا تھا پوچھا کیا ہے کیوں دوڑے جاتے ہو فرمایا ابھی جیل خانہ سے چھوٹا ہوں خبر پائی کہ وہی وقت انتقال کا تھا۔ دنیا مومن کے لئے جیل خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔[الملفوظ چہارم، ص۳۰،۳۱]

حضرت ابن مسعود کے شیر، پالتو کتوں کے مثل

حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر اولیاء سے ہیں آپ جنگل میں رہتے تھے ایک شخص نے ایک بیل نذر مانا جب وہ خوب موٹا تازہ ہو گیا تو اس کو لیکر حضرت کی خدمت میں چلا تیار بہت تھا راستہ میں چھوٹ گیا ہر چند تلاش کیا نہ ملا۔ خیر مایوس ہو کر لوٹ آیا۔ ایک اور شخص کہ اس کے پاس ایک ہی بیل تھا تمام کھیتی وغیرہ کا کام اسی سے لیتا نہایت لاغر نحیف ہو گیا تھا لیکر حاضر ہوا عرض کیا حضرت میرے رزق کا ذریعہ یہی بیل ہے دعا فرمائیے یہ دبلا بہت ہے اس میں طاقت آ جائے، آپ کے پاس چند شیر بیٹھے تھے ایک کو اشارہ فرمایا وہ گیا اور اس بیل کا شکار کیا اور کچھ کھایا، پھر دوسرے کو

اشارہ فرمایا وہ گیا اور کچھ کھایا اس طرح سب نے کھایا اور وہ بیل ختم ہو گیا، یہ شخص اپنے دل میں کہنے لگا میں اچھی دعا کرانے آیا تھا کہ میرا دبلا بیل بھی ہاتھ سے گیا تھوڑی دیر میں ایک اچھا موٹا تازہ بیل آیا جو اس آدمی سے چھوٹ گیا تھا اور سامنے آکر مؤدب کھڑا ہو گیا فرمایا اسے اس کے بدلے میں لے لے، اس نے لے تو لیا لیکن دل میں یہ خطرہ گزرا کہ یہ شیر حضرت کی خدمت میں بیٹھے ہیں حضرت کے سامنے تو کچھ نہیں بولتے یہاں سے پھر مجھے اور بیل کو کھا لیں گے، آپ کو فوراً اس کے خطرہ پر اطلاع ہو گئی اور کیوں نہ ہو جو اس کو جانتا ہے اس سے کوئی شئی پوشیدہ نہیں فرمایا شیروں سے ڈرتے ہو، اب ان کے دل میں یہ خطرہ آیا کہ معلوم نہیں کس کا بیل ہے کوئی پوچھے تو کیا کہوں گا خود ہی فرمایا تم سے کوئی نہ بولے گا، ایک شیر کو اشارہ فرمایا وہ ان کے ساتھ کتے کی طرح ہو لیا اور ان کی اور ان کے بیل کی حفاظت کی، آبادی کے قریب آکر وہ شیر واپس چلا گیا۔

ایک ولی اور دو عالم

ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے ان کی خدمت میں دو عالم حاضر ہوئے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تجوید کے بعض قواعد مستحبہ ادا نہ ہوئے ان کے دل میں خطرہ گزرا کہ اچھے ولی ہیں ان کو تجوید بھی نہیں آتی، اس وقت تو حضرت نے کچھ نہ فرمایا مکان کے سامنے ایک نہر جاری تھی یہ دونوں صاحب نہانے کے واسطے وہاں گئے کپڑے اتار کر کنارے پر رکھ دیئے اور نہانے لگے اتنے میں ایک نہایت مہیب شیر آیا اور سب کپڑے جمع کر کے ان پر بیٹھ گیا، یہ دونوں صاحب ذرا ذرا سی لنگوٹیاں باندھے ہوئے، اب نکلیں تو کیسے علماء کی شان کے بالکل خلاف، جب بہت دیر ہو گئی حضرت نے فرمایا بھائیو ہمارے دو مہمان سویرے آئے تھے وہ کہاں گئے کسی نے کہا حضور وہ تو اس شکل میں ہیں، تشریف لے گئے اور شیر کا کان پکڑ کر ایک تپانچہ مارا اس نے دوسری طرف منہ پھیر لیا آپ نے اس طرف مارا اس نے اس طرف منہ پھیر لیا فرمایا ہم نے نہیں کہا تھا کہ ہمارے مہمانوں کو نہ ستانا، جا چلا جا۔ شیر اٹھ کر چلا گیا۔ پھر ان صاحبوں سے فرمایا تم نے زبانیں سیدھی کی ہیں۔ اور ہم نے قلب سیدھا کیا، یہ ان کے خطرہ کا جواب تھا۔ [الملفوظ چہارم، ص ۴۱، ۴۲]

شیخ فریدالدین کا لقب گنج شکر کیوں؟

حضرت شیخ فرید الحق والدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرتبہ ۸۰ فاقے ہو چکے تھے نفس بھوکا تھا، الجوع الجوع پکار رہا تھا اس کے بہلانے کے لئے کچھ سنگریزے اٹھا کر منہ میں ڈالے ڈالتے ہی شکر ہو گئے جو کنکر منہ میں ڈالتے شکر ہو جاتا، اسی وجہ سے آپ گنج شکر مشہور ہیں۔

محبوب الٰہی کا مقام تبتّل وانقطاع

حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب زربخش ہے حضرت کی بخشش کی یہ حالت تھی کہ بادشاہ کے یہاں سے خوان بڑے بڑے قیمتی جواہرات کے لاکر رکھے گئے ایک صاحب حاضر تھے انہوں نے عرض کی کہ "ہدایا مشترک ہیں" ارشاد فرمایا لیکن تنہا لینا بہتر ہے یہ فرما کر سب ان کو دیدیئے۔

امام ابو یوسف کی فقاہت ومقام تشریع

حضرت سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہارون رشید نے روپے اشرفیوں کے خوان بھیجے ایک صاحب نے عرض کی "ہدایا مشترک ہیں" ارشاد فرمایا یہ میوے جیسے ہدایا کے لئے ہے کہ جو ہدیہ پیش کیا جائے وہ تمام حاضرین میں مشترک ہو جاتا ہے ان کے سوا اور چیزوں کا یہ حکم نہیں۔

ان دونوں واقعوں کو لکھ کر ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ اعتراض کیا کہ دونوں کا جواب آپس میں موافق نہیں۔

نفیس محاکمہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:
اور میں نے اس کے حاشیے پر یہ جواب لکھا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقام تشریع میں تھے ان کے افعال واقوال واحوال یہاں تک ان کی ایک ایک وضع سے استدلال کیا جاتا ہے اور یہ تھے مقام تجمل میں، ان کا مرتبہ ان کے مرتبہ سے علیحدہ ہے، یہاں غیر سے بالکل انقطاع ہے بخلاف اس کے کہ ان کا ایک ایک فعل بلکہ ان کی پوشش تک حجت ہوتی ہے، ان کے تمام حالات منقول ہوتے ہیں۔ [الملفوظ چہارم، ص ۴۴]

امام رازی کی وقت رحلت پیر کی غائبانہ امداد

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزع کا جب وقت آیا شیطان آیا کہ اس وقت شیطان پوری جان توڑ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس کا ایمان سلب ہو جائے اگر اس وقت پھر گیا تو پھر کبھی نہ لوٹے گا اس نے ان سے پوچھا کہ تم نے عمر بھر مناظروں، مباحثوں میں گزاری، خدا کو بھی پہچانا؟ آپ نے فرمایا بیشک خدا ایک ہے۔ اس نے کہا اس پر کیا دلیل، آپ نے ایک دلیل قائم فرمائی وہ خبیث معلم الملکوت رہ چکا ہے اس نے وہ دلیل توڑ دی، انہوں نے دوسری دلیل قائم کی اس نے وہ بھی توڑ دی یہاں تک کہ ۳۶۰ر دلیلیں حضرت نے قائم کیں اور اس نے سب توڑ دیں، اب یہ سخت پریشانی میں اور نہایت مایوس، آپ کے پیر حضرت نجم الدین کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں دور دراز مقام پر وضو فرمارہے تھے وہاں سے آپ نے آواز دی کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں نے خدا کو بے دلیل ایک مانا ہے۔ [الملفوظ چہارم، ص ۵۳]

ایک صحابی کا کشف وعرفان

اولیائے کرام کے پیش نظر، عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے جو صحابہ کے غلام ہیں پھر صحابہ کی شان کا کیا پوچھنا۔

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا تم نے کیوں کر صبح کی عرض کی میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا ارشاد فرمایا ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعویٰ کی سچائی ثابت ہوتی ہے تمہارے دعوے کی کیا دلیل ہے۔ عرض کی میں نے صبح کی اس حال میں کہ عرش سے تحت الثریٰ تک تمام موجودات عالم میرے پیش نظر ہے۔ جنتیوں کو جنت میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے، عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں ارشاد فرمایا تم پہنچ لئے ہو اطمینان رکھو۔ ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے، اولیائے کرام فرماتے ہیں کوئی پتا سبز نہیں مگر عارف کی نگاہ میں۔ [الملفوظ چہارم، ص ۶۵]

اولیا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کمال رافت

اولیائے کرام، صوفیائے صداقت، ارباب معرفت قدست اسرار ہم بحکم قرآن روز قیامت ہر خوف وغم سے محفوظ وسلامت ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

بیشک اللہ کے اولیاء کو نہ کوئی خوف ہے نہ حزن وملال۔ (یونس، ۶۲)

تو ان میں بعض سے اگر براہ تقاضائے بشریت بعض حقوق الٰہیہ میں اپنے منصب ومقام کے لحاظ سے کوئی تقصیر دکمی واقع ہو تو مولیٰ عزوجل اسے وقوع سے پہلے معاف فرما چکا۔

حدیث میں ہے رب عزوجل فرماتا ہے میں تمہارے سوال کرنے سے پہلے تم کو عطا کرتا ہوں۔ تمہارے دعا کرنے سے پہلے اسے قبول کرلیتا ہوں اور گناہ سے پہلے بخش دیتا ہوں۔ (ت)

یوہیں اگر باہم کسی طرح کی شکر رنجی یا کسی بندہ کے حق میں کچھ کمی ہو تو مولیٰ تعالیٰ وہ حقوق اپنے ذمہ کرم پر لیکر ارباب حقوق کو حکم تجاوز فرمائے گا اور باہم صفائی کرا کر آمنے سامنے جنت کے عالیشان تختوں پر بٹھائے گا۔

محبوبان خدا اول تو گناہ کرتے ہی نہیں اور اگر کبھی کوئی تقصیر واقع ہو تو واعظ وزاجر الٰہی انہیں متنبہ کرتا اور رجوع وتوبہ کی توفیق دیتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ (ت) (ابن ماجہ)

اسی مبارک قوم کے سرور وسردار حضرات اہل بدر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم، جنہیں ارشاد ہوتا ہے، جو چاہو کرو میں تمہیں بخش چکا۔ (بخاری)

انہیں کے اکابر سادات سے حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے لئے بارہا فرمایا گیا آج سے عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں، آج سے عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں۔ (بخاری)

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب رکھتا ہے تو اسے گناہ ضرر نہیں دیتا۔ (ت) (دیلمی)

شہید کا اعزاز، اس سے حقوق العباد کی معافی

شہدائے کرام کا مقام ومرتبہ بھی بہت بلند وبالا ہے، انبیاء و اولیاء کے مثل شہداء بھی شہادت کے بعد زندہ رہتے ہیں اور رب تعالیٰ کے قرب خاص میں ان کو جگہ ملتی ہے، شہید کی جب شہادت ہوتی ہے تو اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق کو معاف فرمادیتا ہے یہاں تک کہ بعض شہید وہ ہیں کہ حقوق العباد بھی اللہ عزوجل اس کے ذمہ سے اپنی رحمت کاملہ سے ساقط کردیتا ہے، ورنہ حقوق العباد بغیر اپنے آپس کی معافی کے معاف نہیں ہوتے۔ (مرتب)

شہید بحر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

شہید بحر کہ خاص اللہ عزوجل کی رضا چاہنے اور اس کا بول بالا ہونے کے لئے سمندر میں جہاد کرے اور وہاں ڈوب کر شہید ہو۔ حدیثوں میں آیا کہ مولیٰ عزوجل خود اپنے دست قدرت سے اس کی روح قبض کرتا اور اپنے تمام حقوق اسے معاف فرماتا اور بندوں کے سب مطالبے جو اس پر تھے اپنے ذمہ کرم پر لیتا ہے۔

شہید بر

حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: جو خشکی میں شہید ہو اس کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں مگر حقوق العباد، اور جو دریا میں شہادت پائے اس کے تمام گناہ وحقوق العباد سب معاف ہوجاتے ہیں۔ (ابن ماجہ وطبرانی)

شہید صبر

شہید صبر یعنی وہ مسلمان سنی المذہب صحیح العقیدہ جسے ظالم نے گرفتار کرکے بحالت بے کسی ومجبوری قتل کیا، سولی دی، پھانسی دی، کہ یہ بوجہ اسیری قتال ومدافعت پر قادر نہ تھا، بخلاف شہید جہاد کہ مارتا مرتا ہے۔

شہید صبر کی بیکسی وبے دست پائی زیادہ باعث رحمت الٰہی ہوتی ہے کہ حق اللہ وحق العبد کچھ نہیں رہتا۔

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: قتل صبر کسی گناہ پر نہیں گزرتا مگر یہ کہ اسے مٹا دیتا ہے۔ (مسند بزار)

نیز حدیث میں ہے آدمی کا بروجہ صبر مارا جانا تمام گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ (مسند بزار)

بدعتی مقتول کا انجام بد

یہاں پر سنی المذہب وصحیح العقیدہ کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
اگر کوئی بدمذہب ہر خیر وشر کی تقدیر کا منکر خاص حجر اسود ومقام ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے درمیان محض مظلوم وصابر مارا جائے اور وہ اپنے اس قتل میں ثواب الٰہی ملنے کی امید بھی رکھے تاہم اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کرے۔ [فتاویٰ رضویہ، ج۹، ص۵۱، ۵۲]

انا الحق کی حقیقت

حضرت سیدی حسین بن منصور حلاج قدس سرہٗ جن کو عوام منصور کہتے ہیں، منصوران کے والد کا نام تھا اوران کا اسم گرامی حسین، اکابر اہل حال سے تھے۔ ان کی ایک بہن ان سے بدرجہا مرتبہ ولایت ومعرفت میں زائد تھیں، وہ آخر شب کو جنگل تشریف لے جاتیں اور یادالٰہی میں مصروف ہوتیں، ایک دن ان کی آنکھ کھلی بہن کو نہ پایا، گھر میں ہر جگہ تلاش کیا پتہ نہ چلا، ان کو وسوسہ گزرا، دوسری شب میں قصداً سوتے میں جان ڈالکر جاگتے رہے، وہ اپنے وقت پر اٹھکر چلیں، یہ آہستہ پیچھے ہولئے دیکھتے رہے، آسمان سے سونے کی زنجیر میں یاقوت کا جام اترا اوران کے دہن مبارک کے برابر آ لگا انہوں نے پینا شروع کیا، ان سے صبر نہ ہوسکا کہ یہ جنت کی نعمت نہ ملے بے اختیار کہہ اٹھے کہ بہن تمہیں اللہ کی قسم کہ تھوڑا میرے لئے چھوڑ دو، انہوں نے ایک گھونٹ چھوڑ دیا، انہوں نے پیا اس کے پیتے ہی ہر جڑی بوٹی، ہر درودیوار سے ان کو یہ آواز آنے لگی کہ کون اس کا زیادہ مستحق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے، انہوں نے کہنا شروع کیا "اَنَا الْاَحَقُّ" بیشک میں سب سے زیادہ اس کا سزاوار ہوں، لوگوں کے سننے میں آیا "اَنَا الْحَقُّ" وہ دعویٰ خدائی سمجھے اور یہ کفر ہے، اور مسلمان ہوکر جو کفر کرے مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کرو۔ (صحاح ستہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۱]

سبحانی ما اعظم شانی

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی حالت جذب اور بے اختیاری میں "سبحانی ما اعظم شانی" (مجھے پاکی ہے، میری شان کیا ہی بڑی ہے) کہا کرتے تھے حالانکہ یہ کلمہ مخلوق کو اپنے لئے کہنا جائز نہیں، اس پر ان کے مریدین ومعتقدین نے کہا کہ حضور آپ تو ایسا کہتے ہیں کیا ایسا کہنا جائز ہے؟
سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نہیں کہتا بلکہ وہ فرماتا ہے جسے فرمانا زیبا ہے، سائلوں نے اس پر دلیل چاہی فرمایا تم سب ایک ایک خنجر ہاتھ میں لیکر بیٹھ جاؤ اور جس وقت مجھے ایسا کہتے سنو بے تامل خنجر مارو کہ ایسے قائل کی سزا قتل ہے، انہوں نے ایسا ہی کیا، جب حضرت پر حالت وارد ہوئی اور وہی کلمہ نکلا ان سب نے بے محابا خنجر مارے، جس نے جس جگہ کے قصد پر خنجر مارا تھا خود اس کے اسی جگہ لگا۔ جب حضرت کو افاقہ ہوا ملاحظہ فرمایا کہ وہ سب گھائل پڑے ہیں فرمایا: میں نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا وہ کہتا ہے جس کا کہنا بجا ہے۔
سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے کوہ طور پر اس درخت میں سے ندا سنی کہ یَا مُوْسٰی اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔
اے موسیٰ میں اللہ دونوں جہان کا رب ہوں۔ (القصص، ۳۰)
کیا یہ درخت نے کہا تھا ہرگز نہیں بلکہ رب العلمین نے درخت پر تجلی فرمائی اور حضرت کلیم کو اس سے ندا مسموع ہوئی، کیا وہ ایک درخت پر تجلی فرماسکتا ہے۔ اور بایزید پر نہیں؟ کیا محال ہے کہ بایزید پر تجلی کرے اور سبحانی ما اعظم شانی دوسرے

لوگوں کو ان میں سے عدا آئے؟۔

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں ایک جن جس پر تسلط کرتا ہے اس کی زبان سے کلام کرتا ہے، اس کے جوارح سے کام کرتا ہے، کیا تمہارے نزدیک رب عزوجل ایسا نہیں کرسکتا کلام اس کا ہے اور زبان بایزید کی؟ بایزید شجرۂ موسیٰ ہیں اور متکلم وہ جس نے فرمایا: اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۔[فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۹۷]

اولیا کی گردن پر غوث اعظم کا قدم

اس میں شک نہیں کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ بہت اعلیٰ و افضل ہے، غوث اپنے دور میں تمام اولیائے عالم کا سردار ہوتا ہے۔ اور ہمارے حضور امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سے سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تک تمام عالم کے غوث اور سب غوثوں کے غوث اور سب اولیاء اللہ کے سردار ہیں اور ان سب کی گردن پر ان کا قدم پاک ہے۔

بہجۃ الاسرار شریف میں ہے: خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مانند نہ کوئی ولی عالم میں ظاہر کیا نہ ظاہر کرے۔

نیز اسی میں ہے: اللہ تعالیٰ نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا، شیخ عبد القادر کا مقام اس سے اعلیٰ ہے۔ اور جس پیارے کو اپنی محبت کا جام پلایا، شیخ عبد القادر کے لئے اس سے بڑھ کر خوشگوار جام ہے۔ اور جس مقرب کو کوئی حال عطا فرمایا، شیخ عبد القادر کا حال اس سے اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسرار سے وہ راز ان میں رکھا ہے جس کے سبب ان کو جمہور اولیاء پر سبقت ہے اور اللہ تعالیٰ کے جتنے ولی ہو گئے یا ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبد القادر کا ادب کریں گے۔

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین و حریم
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۵۰، ۱۵۱]

احمد کبیر رفاعی کی گردن پر

بہجۃ الاسرار میں ہے: حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بھانجے حضرت ابو الفرح عبد الرحیم و ابو الحسن علی فرماتے ہیں کہ ہم اپنے شیخ حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کی خانقاہ مبارک میں کہ ام عبیدہ میں ہے حاضر تھے حضرت رفاعی نے اپنی گردن مبارک بڑھائی اور فرمایا "عَلٰی رَقَبَتِیْ" میری گردن پر، ہم نے اس کا سبب پوچھا فرمایا اسی وقت حضرت شیخ عبد القادر نے بغداد میں فرمایا ہے کہ "میرا یہ پاؤں تمام اولیاء اللہ کی گردن پر"۔

روئے زمین کے اولیا نے گردنیں جھکا دیں

● بہجۃ الاسرار میں ہے: سید شریف شیخ امام ابو سعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیخ عبد القادر نے فرمایا "میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر" اس وقت اللہ عزوجل نے ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک گروہ ملائکہ مقربین کے ہاتھ ان کے لئے خلعت بھیجا اور تمام اولیائے اولین

وآخرین کا مجمع ہوا، جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرما گئے تھے ان کی ارواح طیبہ آئیں، ان سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثیت کو پہنایا گیا۔ ملائکہ اور رجال الغیب کا اس وقت ہجوم تھا، ہوا میں پرے باندھے کھڑے تھے تمام افق ان سے بھر گیا تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو۔

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں)

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
تاج فرق عرفا کس کے قدم کو کہئے
سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا
گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے
کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

- اسی میں ہے: شیخ خلیفہ اکبر ملکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار مبارک سے بکثرت مشرف ہوا کرتے تھے، انہوں نے فرمایا خدا کی قسم بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا عرض کی یارسول اللہ شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ ''میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر'' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شیخ عبدالقادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہی قطب ہیں اور میں ان کا نگہبان۔

کلب باب علی (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ) عرض کرتا ہے۔

- الحمد للہ، اللہ نے ہمارے آقا کو اس کہنے کا حکم دیا کہتے وقت ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلعت بھیجا، تمام اولیاء اولین وآخرین جمع کئے گئے سب کے سامنے پہنایا گیا، ملائکہ کا جمگھٹ ہوا، رجال الغیب نے سلامی دی، تمام جہان کے اولیاء نے گردنیں جھکا دیں، اب جو چاہے راضی ہو جو چاہے ناراض، جو راضی ہو اس کے لئے رضا، جو ناراض ہو اس کے لئے ناراضی۔ جس کا جی جلے اس سے کہو، مرجاؤ اپنی جلن میں بیشک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۳۷، ۲۳۸]
- حضرت حماد باس حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مشائخ سے ہیں ایک روز انہوں نے سرکار غوثیت کی غیبت میں فرمایا ان جوان سید کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا اللہ عزوجل انہیں حکم دے گا کہ فرمائیں میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اور ان کے زمانے میں جمیع اولیاء اللہ ان کے لئے سر جھکائیں گے اور ان کے ظہور مرتبہ کے سبب ان کی تعظیم بجالائیں گے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۴۳]

امام ابن حجر مکی شافعی اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

- کبھی اولیاء کرام کو کلمات بلند کہنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ جو ان کے مقامات عالیہ سے ناواقف ہے اسے اطلاع ہو یا شکر

الٰہی اور اس کی نعمت کا اظہار کرنے کے لئے، جیسا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہوا کہ انہوں نے اپنی مجلس وعظ میں دفعۃً فرمایا: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، فوراً تمام دنیا کے اولیاء نے قبول کیا۔

- اور ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اولیاء جن نے بھی اسے قبول کیا اور سب نے اپنے سر جھکا دیئے اور سرکار غوثیت کے حضور جھک گئے اور ان کے اس ارشاد کا اقرار کیا، مگر اصفہان میں ایک شخص منکر ہوا فوراً اس کا حال سلب ہو گیا۔

اسی فتاویٰ حدیثیہ میں ہے:

- حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر جنہوں نے اپنے سر جھکائے ان میں سے حضرت سیدی عبد القاہر ابو النجیب سہروردی رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور کہا گردن کیسی، میرے سر پر، میرے سر پر۔
- اور ان میں سے حضرت سیدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور کہا یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے جن کی گردن پر حضرت کا پاؤں ہے۔ اس کہنے اور گردن جھکانے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ عبد القادر نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، لہٰذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی کہ یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے۔
- اور انہیں میں سے حضرت سیدی ابو مدین شعیب مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے سر مبارک جھکایا اور کہا میں بھی انہیں میں ہوں، الٰہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے قدمی، کا ارشاد سنا اور حکم مانا۔
- اسی طرح حضرت سیدی شیخ عبد الرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گردن مبارک بچھائی اور کہا سچ فرمایا سچے مانے ہوئے سچے نے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔
- ان کے سوا اور بہت عارفین کرام نے تصریح فرمائی کہ حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف سے ایسا نہ فرمایا بلکہ اللہ عزوجل نے ان کی قطبیت کبریٰ ظاہر فرمانے کے لئے انہیں اس فرمانے کا حکم دیا، لہٰذا کسی ولی کو گنجائش نہ ہوئی کہ گردن نہ بچھاتا اور قدم مبارک اپنی گردن پر نہ لیتا۔
- اور متعدد سندوں سے بہت اولیاء کرام مقدمین سے مروی ہوا کہ انہوں نے سرکار غوثیت کی ولادت مبارکہ سے تقریباً سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مظہر والے پیدا ہوں گے اور یہ فرمائیں گے کہ "میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر" اس فرمانے پر اس وقت کے تمام اولیاء ان کے قدم کے نیچے سر رکھیں گے اور اس قدم کے سایہ میں داخل ہوں گے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۴۶، ۲۴۷]

ادب اور بے ادبی کا پھل

بہجۃ الاسرار میں ہے، امام عبد اللہ علی بن عصرون تمیمی شافعی سے روایت ہے میں جوانی میں طلب علم کے لئے بغداد گیا اس زمانے میں ابن السقا مدرسہ نظامیہ میں میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا، ہم عبادت اور صالحین کی زیارت کرتے تھے۔ بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے اور ان کی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب چاہیں ظاہر ہوں، جب چاہیں نظروں سے چھپ جائیں۔

ایک دن میں اور ابن السقا، اور اپنی نوعمری کی حالت میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی، ان غوث کی زیارت کو گئے راستہ میں ابن السقا نے کہا آج ان سے وہ مسئلہ پوچھوں گا، جس کا جواب انہیں نہ آئے گا۔ میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ

پوچھوں گا دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں، حضرت شیخ عبد القادر قدس سرۂ الاعلیٰ نے فرمایا معاذ اللہ کہ میں ان کے سامنے ان سے کچھ پوچھوں، میں تو ان کے دیدار کی برکتوں کا منتظر رہوں گا۔

جب ہم ان غوث کے یہاں حاضر ہوئے ان کو اپنی جگہ نہ دیکھا، تھوڑی دیر میں دیکھا تشریف فرما ہیں۔

- ابن السقا کی طرف نگاہ غضب کی اور فرمایا تیری خرابی اے ابن السقا تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے، تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ۔ بیشک میں کفر کی آگ تجھ میں بھڑکتی دیکھ رہا ہوں۔
- پھر میری طرف نظر کی اور فرمایا اے عبد اللہ تم مجھ سے مسئلہ پوچھو گے کہ دیکھو میں کیا جواب دیتا ہوں، تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ، ضرور تم پر دنیا اتنا گوبر کرے گی کہ کان کی لو تک اس میں غرق ہو گے بدلہ تمہاری بے ادبی کا۔
- پھر حضرت شیخ عبد القادر کی طرف نظر کی اور حضرت کو اپنے نزدیک کیا اور ان کا اعزاز کیا اور فرمایا اے عبد القادر بیشک آپ نے اپنے حسن ادب سے اللہ و رسول کو راضی کیا گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجمع بغداد میں کرسی وعظ پر تشریف لے گئے اور فرما رہے ہیں کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اور تمام اولیائے وقت نے آپ کی تعظیم کے لئے گردنیں جھکائی ہیں۔

وہ غوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئے کہ پھر ہم نے انہیں نہ دیکھا۔

- حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو نشان قرب ظاہر ہوئے کہ وہ اللہ عزوجل کے قرب میں ہیں، خاص و عام ان پر جمع ہوئے اور انہوں نے فرمایا میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، اور اولیائے وقت نے اس کا ان کے لئے اقرار کیا۔
- اور ابن السقا ایک نصرانی بادشاہ کی خوبصورت بیٹی پر عاشق ہوا اس سے نکاح کی درخواست کی اس نے نہ مانا مگر یہ کہ یہ نصرانی ہو جائے اس نے قبول کر لیا۔ والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ۔
- رہا میں (عبد اللہ) تو میرا دمشق جانا ہوا وہاں سلطان نور الدین شہید نے مجھے افسر اوقاف کیا اور دنیا بکثرت میری طرف آئی۔

غوث کا ارشاد ہم سب کے بارے میں جو کچھ تھا صادق آیا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۲۴، ۲۲۵]

فتاویٰ حدیثیہ نے ابن السقا کی بد انجامی میں یہ اور زائد کیا کہ جب وہ بدبخت کہ بہت بڑا عالم جید اور علوم شرعیہ میں اپنے اکثر اہل زمانہ پر فائق اور حافظ قرآن اور علم مناظرہ میں کمال سر برآوردہ تھا۔ جس سے جس علم میں مناظرہ کرتا اسے بند کر دیتا، ایسا شخص جب شان غوث میں گستاخی کی شامت سے معاذ اللہ نصرانی ہو گیا، بادشاہ نصاریٰ نے اسے بیٹی تو دیدی مگر جب بیمار پڑا اسے بازار میں پھنکوا دیا۔ بھیک مانگتا اور کوئی نہ دیتا۔ ایک شخص کہ اسے پہچانتا تھا گزرا اس سے پوچھا تو حافظ تھا اب بھی قرآن کریم میں سے کچھ یاد ہے کہا سب محو ہو گیا صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ (الحجر ۲)

کتنی تمنائیں کریں گے وہ جنہوں نے کفر اختیار کیا کہ کسی طرح مسلمان ہوتے۔

امام عبد اللہ بن ابی عصرون فرماتے ہیں: پھر ایک دن میں اسے دیکھنے گیا اسے پایا کہ گویا اس کا سارا بدن آگ سے

جلا ہوا ہے وہ نزع میں تھا میں نے اسے قبلہ کی طرف کیا، وہ پورب کو پھر گیا، میں نے پھر قبلہ کو کیا وہ پھر پھر گیا، اسی طرح میں اسے جتنی بار قبلہ رخ کرتا وہ پورب کو پھر جاتا یہاں تک کہ پورب ہی کی طرف منہ کئے اس کا دم نکل گیا۔ وہ ان غوث کا ارشاد یاد کیا کرتا اور جانتا تھا کہ اسی گستاخی نے اس بلا میں ڈالا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۴۴، ۲۴۷]

لوح محفوظ میں آنکھ کی پتلی

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے عزت پروردگار کی قسم بیشک سعید وشقی سب مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، بیشک میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں ہے میں تم سب پر اللہ کی حجت ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب اور تمام زمین میں ان کا وارث ہوں۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۴۵]

غوث اعظم، دستگیر ہیں

بہجۃ الاسرار میں ہے: حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے اصحاب اور میرے مریدوں اور مجھ سے محبت رکھنے والوں میں قیامت تک جس سے لغزش ہوگی میں اس کا دستگیر ہوں، میرے بھائی حسین حلاج کا پاؤں پھسلا ان کے وقت میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی دستگیری کرتا، اس وقت میں ہوتا تو ان کی دستگیری فرماتا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۴۳]

ایک دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

- حضور سیدنا غوث اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہے جیسے زمین پر آسمان۔

- اور فرماتے ہیں:

اگر میرے مرید کا پاؤں پھسلے گا میں ہاتھ پکڑلوں گا۔

اسی لئے حضور غوث اعظم کو پیر دستگیر کہتے ہیں (ہاتھ پکڑنے والے)

- اور فرماتے ہیں:

اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اور اس کا پردہ کھلے تو میں ڈھانک دوں گا۔

- اور فرماتے ہیں:

مجھے ایک دفتر دیا گیا حد نگاہ تک کہ اس میں میرے مریدوں کے نام تھے قیامت تک، اور مجھ سے فرمایا گیا یہ سب ہم نے تمہیں دے ڈالے۔ (رسالہ نقاء السلافہ)

ایک حنفی المذہب عظیم الشان ولی

اسی میں ہے حضرت ابو السعی محمد بن ازہر صریفینی فرماتے ہیں: مجھے رجال الغیب کے دیکھنے کی تمنا تھی، مزار مبارک امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور ایک مرد کو دیکھا دل میں آیا کہ مردان غیب سے ہیں وہ زیارت سے فارغ ہو کر چلے یہ پیچھے ہوئے ان کے لئے دریائے دجلہ کا پاٹ سمٹ کر ایک قدم بھر کا رہ گیا کہ وہ پاؤں رکھ کر اس پار ہو گئے انہوں نے قسم دیکر روکا اور ان کا مذہب پوچھا فرمایا:

حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

یہ سمجھے کہ حنفی ہیں، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کے لئے حاضر ہوئے حضرت اندر ہیں دروازہ بند ہے، ان کے پہنچتے ہی حضرت نے اندر سے ارشاد فرمایا اے محمد آج روئے زمین پر اس شان کا کوئی ولی حنفی المذہب نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۶۲]

ڈوبی ہوئی بارات نکل گئی

ایک بڑھیا دریا کے کنارے بیٹھی روتی تھی اتفاقاً حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس طرف سے گزر ہوا حضرت نے دریافت فرمایا کہ اس قدر کیوں روتی ہو؟ بڑھیا نے عرض کیا حضرت بارہ برس ہوئے کہ یہاں دریا میں میرے لڑکے کی بارات مع سامان کے ڈوب گئی ہے میں یہاں آکر روزانہ روتی ہوں، آپ نے دعا فرمائی آپ کی دعاء کی برکت سے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی بارات مع کل سامان کے صحیح و سالم نکل آئی اور بڑھیا خوش و خرم اپنے مکان کو چلی گئی۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۹۸]

حضور علیہ السلام سے غوث پاک کا مصافحہ

"تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر" میں ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار حاضر سرکار مدینہ نور بار ہو کر روضۂ انور کے قریب یہ دونوں شعر پڑھے۔

فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُهَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَهِیَ نَائِبَتِیْ
وَهٰذِهٖ نَوْبَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ یَمِیْنَكَ کَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ

یعنی زمانہ دوری میں میں اپنی روح کو حاضر کرتا تھا وہ میری طرف سے زمیں بوسی کرتی، اب جسم کی نوبت ہے کہ حاضر بارگاہ ہے حضور دست مبارک بڑھائیں کہ میرے لب سعادت پائیں۔

اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ کا دست انور ظاہر ہوا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سر مبارک پر رکھا۔

غوث اعظم نے قطبیت عطا کی

بہجۃ الاسرار شریف میں ہے: ایک روز عارف باللہ ابو الخیر محمد بن محفوظ اور دس حضرات اور طالبان آخرت اور تین شخص طالبان وزارت وغیرہا مناصب دنیا حاضر بارگاہ عالم پناہ سرکار غوثیت تھے حضور نے ارشاد فرمایا ہر ایک اپنی حاجت عرض کرے میں اسے عطا فرماؤں، سب نے اپنی اپنی دینی و دنیوی مرادیں عرض کیں۔ ان میں شیخ خلیل صرصری کی عرض یہ تھی کہ میں اپنی زندگی میں مرتبۂ قطبیت پاؤں، حضور غوث اعظم نے فرمایا ہم ان کی اور ان کی سب کی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے، اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں، عارف موصوف فرماتے ہیں خدا کی قسم جس نے جو مانگا تھا پایا۔ حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے قطب کئے گئے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۳۰، ۲۳۱]

مرغی زندہ ہوگئی

بہجۃ الاسرار شریف میں ہے: کہ ایک بی بی اپنا بیٹا خدمت اقدس سرکار غوثیت میں چھوڑ گئیں کہ اس کا دل حضور سے گرویدہ ہے میں اللہ کے لئے اور حضور کے لئے اس پر اپنے حقوق سے درگزری،

حضور غوث اعظم نے اسے قبول فرما کر مجاہدے پر لگا دیا۔ ایک روز ان کی ماں آئیں دیکھا لڑکا بھوک اور شب بیداری سے بہت ضعیف و کمزور اور زرد رنگ ہو گیا ہے اور اسے جو کی روٹی کھاتے دیکھا، جب بارگاہ غوثیت میں حاضر ہوئی دیکھا حضرت کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں جسے حضرت نے تناول فرمایا ہے۔ عرض کی اے میرے آقا حضرت تو مرغ کھائیں اور میرا بچہ جو کی روٹی، یہ سن کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دست اقدس ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا:

قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِی الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ۔

جی اٹھ اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو جلائے گا۔

یہ فرمانا تھا کہ مرغی فوراً زندہ صحیح سالم کھڑی ہو کر آواز کرنے لگی۔ حضور غوث اعظم نے فرمایا جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے تو جو چاہے کھائے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۳۳]

چیل کا مرنا جینا

بہجۃ الاسرار شریف میں ہے: ائمہ عارفین نے فرمایا کہ ایک بار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ پر ایک چیل چلاتی ہوئی گزری اس کی آواز سے حاضرین کے دل پراگندہ ہوئے حضرت نے ہوا کو حکم دیا اس چیل کا سر لے، فوراً چیل ایک طرف گری اور اس کا سر دوسری طرف، پھر غوث اعظم نے کرسی وعظ سے اتر کر اس چیل کو اٹھا کر اس پر دست اقدس پھیرا اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہا فوراً وہ چیل زندہ ہو کر سب کے سامنے اڑتی چلی گئی۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۳۴]

پیروں کے پیر

ولی جلیل حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے آدمیوں کے لئے پیر ہیں، قوم جن کے لئے پیر ہیں، فرشتوں کے لئے پیر ہیں، اور میں سب کا پیر ہوں۔

اور میں نے حضرت کو اس مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے فرماتے تھے مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۳۹]

شریعت و حقیقت کا دریا

بہجۃ الاسرار میں ہے: شیخ عارف باللہ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمود بعلبکی مقری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد امام عبد اللہ بطائحی کو سنا کہ فرماتے تھے میں حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ام عبیدہ گیا اور حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں چند روز مقیم رہا۔

ایک روز حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا ہمیں حضرت شیخ عبد القادر کے کچھ مناقب و اوصاف سناؤ میں نے کچھ مناقب شریفہ ان کے سامنے بیان کئے، میرے اثنائے بیان میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا کیا ہے اور حضرت سید رفاعی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہمارے سامنے ان کے سوا کسی کے مناقب نہ ذکر کرو، یہ سنتے ہی حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو ایک غضب کی نگاہ سے دیکھا کہ فوراً اس کا دم نکل گیا، لوگ اس کی لاش اٹھا کر لے گئے۔

پھر حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، شیخ عبد القادر کے مناقب کون بیان کر سکتا ہے، شیخ عبد القادر کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے۔ شریعت کا دریا ان کے دہنے ہاتھ پر ہے اور حقیقت کا دریا ان کے بائیں ہاتھ پر جس میں سے

چاہیں پانی لیں، ہمارے اس زمانے میں شیخ عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں۔

زیارت نہ کرنے پر حال کا سلب ہونا

امام ابوعبداللہ فرماتے ہیں ایک دن میں نے حضرت رفاعی کو سنا کہ اپنے بھانجوں اور اکابر مریدین کو وصیت فرماتے تھے، ایک شخص بغداد مقدس کے ارادے سے ان سے رخصت ہونے آیا تھا فرمایا جب بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبدالقادر اگر دنیا میں تشریف فرما ہوں تو ان کی زیارت اور اگر پردہ فرما جائیں تو ان کے مزار مبارک کی زیارت سے پہلے کوئی کام نہ کرنا کہ اللہ عزوجل نے ان سے عہد فرما رکھا ہے کہ جو کوئی صاحب حال بغداد آئے اور ان کی زیارت کو نہ حاضر ہو اس کا حال سلب ہو جائے، اگرچہ اس کے مرتے وقت۔

پھر حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر حسرت ہیں اس پر جسے ان کا دیدار نہ ملا۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۳۱، ۲۳۲]

غوث پاک کی تعلیم اور نگاہ کا اثر

نزہۃ الخاطر الفاتر میں ہے: شیخ جلیل صالح مغربی فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے شیخ حضرت ابومدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے صالح سفر کر کے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر کے حضور حاضر ہو کہ وہ تجھ کو فقر کی تعلیم فرمائیں۔ میں بغداد گیا جب حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا میں نے اس ہیبت وجلال کا کوئی بندۂ خدا نہ دیکھا تھا، حضرت نے مجھ کو ایک سو بیس دن یعنی تین چلے خلوت میں بٹھایا پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، اے صالح ادھر کو دیکھ تجھ کو کیا نظر آتا ہے، میں نے عرض کی کعبہ معظمہ، پھر مغرب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ادھر کو دیکھ تجھے کیا نظر آتا ہے میں نے عرض کی میرے پیر ابومدین، فرمایا کدھر جانا چاہتا ہے کعبہ کو یا اپنے پیر کے پاس؟ میں نے کہا اپنے پیر کے پاس، فرمایا ایک قدم میں جانا چاہتا ہے یا جس طرح آیا تھا؟ میں نے عرض کی بلکہ جس طرح آیا تھا، فرمایا یہ افضل ہے۔

پھر فرمایا اے صالح اگر تو فقر چاہے تو ہرگز بے زینہ اس تک نہ پہنچے گا اور اس کا زینہ توحید ہے اور توحید کا مدار یہ ہے کہ عین السر کے ساتھ دل سے ہر خطرہ مٹا دے لوح دل بالکل پاک وصاف کر لے، میں نے عرض کی اے میرے آقا میں چاہتا ہوں کہ حضور اپنی مدد سے یہ صفت مجھ کو عطا فرمائیں، یہ سن کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نگاہ کرم مجھ پر فرمائی کہ ارادوں کی تمام کششیں میرے دل سے ایسی کافور ہو گئیں جیسے دن کے آنے سے رات کی اندھیری، اور میں آج تک حضور کی اسی ایک نگاہ سے کام چلا رہا ہوں۔

حضرت صالح روایت فرما چکے تو حضرت سید عمر بزار قدس سرہٗ نے فرمایا:

یونہی میں بھی ایک روز حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضور خلوت میں حاضر تھا حضور نے اپنے دست مبارک کو میرے سینے پر مارا فوراً ایک نور قرص آفتاب کے برابر میرے دل میں چمک اٹھا اور اسی وقت سے میں نے حق کو پایا اور آج تک وہ نور ترقی کر رہا ہے۔

غوث اعظم کی مدد

شیخ عارف باللہ ابوالخیر بشر بن محفوظ بغدادی بیان فرماتے ہیں کہ: ایک روز میں اور بارہ صاحب اور، خدمت اقدس حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر تھے کہ حضرت نے فرمایا

تم میں سے ہر ایک، ایک ایک مراد مانگے کہ ہم عطا فرمائیں، اس پر دس صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلق علم و معرفت اور تین شخصوں نے دنیوی عہدہ و منصب کی مرادیں مانگیں، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم ان اہل دین اور ان اہل دنیا سب کی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔

خدا کی قسم جس نے جو مانگا تھا پایا، شیخ ابو الخیر فرماتے ہیں: کہ میں نے یہ مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت ملجائے کہ واردات قلبی میں مجھے تمیز ہو جائے کہ یہ وارد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ نہیں۔

اور میری کیفیت یہ ہوئی کہ میں حضور کے سامنے حاضر تھا حضور نے اسی مجلس میں اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا فوراً ایک نور میرے سینے میں چمکا کہ آج تک میں اسی نور سے تمیز کر لیتا ہوں کہ یہ وارد حق ہے اور یہ باطل، یہ حال ہدایت ہے، اور یہ گمراہی، اور اس سے پہلے مجھے تمیز نہ ہوسکنے کے باعث سخت قلق رہا کرتا تھا۔

شہرت و ناموری میں آگے

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار سلسلہ سہروردیہ فرماتے ہیں کہ مجھے علم کلام کا بہت شوق تھا میں نے اس کی کتابیں ازبر حفظ کر لی تھیں اور اس میں خوب ماہر ہو گیا تھا، میرے عم مکرم پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبد القاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ کو منع فرماتے تھے اور میں باز نہ آتا تھا، ایک روز مجھے ساتھ لیکر بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے راہ میں مجھ سے فرمایا اے عمر! ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے۔ دیکھو ان کے سامنے باحتیاط حاضر ہونا کہ ان کے دیدار سے برکت پاؤ۔

جب ہم حاضر بارگاہ ہوئے میرے پیر نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی اے میرے آقا! یہ میرا بھتیجا علم کلام میں آلودہ ہے میں منع کرتا ہوں، نہیں مانتا، حضرت نے مجھ سے فرمایا اے عمر! تم نے علم کلام میں کونسی کتاب حفظ کی ہے میں نے عرض کی فلاں فلاں کتابیں، یہ سن کر حضرت نے دست مبارک میرے سینے پر پھیرا، خدائے تعالیٰ کی قسم ہاتھ ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا اور ان کے تمام مطالب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلا دیئے، ہاں اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا تو میں حضور غوث اعظم کے پاس سے علم الٰہی کا گویا ہو کر اٹھا اور حضرت نے مجھ سے فرمایا، ملک عراق میں سب سے پہلے نامور تم ہو گے یعنی تمہارے بعد عراق بھر میں کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا۔

اس کے بعد امام شیخ الشیوخ سہروردی فرماتے ہیں: حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ طریق ہیں اور تمام عالم میں یقیناً تصرف فرمانے والے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سو فقیہوں کا حال

شیخ عارف ابو محمد مفرج فرماتے ہیں: کہ جب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ ہوا فقہائے بغداد سے سو فقیہ کہ فقاہت میں سب سے اعلیٰ اور ذہین تھے، اس بات پر متفق ہوئے کہ انواع علوم سے سو مختلف مسئلے حضرت سے پوچھیں، ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کرے تاکہ انہیں جواب سے بند کر دیں، یہ مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر غوث اعظم کی مجلس وعظ میں آئے۔

حضرت شیخ مفرج فرماتے ہیں: میں اس وقت مجلس وعظ میں حاضر تھا جب وہ فقہاء آکر بیٹھ لئے، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینہ انور سے نور کی ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی مگر جسے خدا نے چاہا اس بجلی نے

ان سب فقیہوں کے سینوں پر دورہ کیا، جس جس کے سینے پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر تڑپنے لگتا ہے، پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ سب چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر ننگے ہو کر منبر اقدس پر گئے اور اپنے سر حضور غوث اعظم کے قدموں پر رکھے، تمام مجلس سے ایک شور اٹھا جس سے میں نے سمجھا کہ بغداد پھر ہل گیا، حضور غوث اعظم ان فقیہوں کو ایک ایک کر کے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے، یونہی ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرمادیئے۔

جب مجلس مبارک ختم ہوئی تو میں ان فقیہوں کے پاس گیا اور ان سے کہا یہ تمہارا حال کیا ہوا تھا؟ بولے جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا دفعۃً سب ہم سے گم ہو گیا، ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہو کر نہ گزرا تھا۔ جب حضرت نے ہمیں اپنے سینۂ مبارک سے لگایا ہر ایک کے پاس اس کا چھنا ہوا علم پلٹ آیا، ہمیں وہ مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضرت کے لئے تیار کر کے لے گئے تھے، حضرت نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلائے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔

دلوں پر غوث اعظم کا قبضہ

● حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں کہ: میں ۵۶۰ھ میں اپنے شیخ معظم و عم مکرم سیدی نجیب الدین عبد القاہر سہروردی کے ہمراہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوا، میرے شیخ نے حضرت کے ساتھ عظیم ادب برتا اور ان کے ساتھ ہمہ تن گوش بے زباں ہو کر بیٹھے، جب ہم مدرسہ نظامیہ کو واپس آئے میں نے اس ادب کا حال پوچھا فرمایا:

میں کیونکر ان کا ادب نہ کروں جن کو میرے مالک نے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب و احوال پر تصرف بخشا ہے چاہیں روک لیں چاہیں چھوڑ دیں۔

● امام اجل عارف اکمل سیدی عمر بزار فرماتے ہیں کہ میں ۱۵ ر جمادی الآخرہ ۵۵۶ھ روز جمعہ کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ جامع مسجد کو جاتا تھا، راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا، میں نے اپنے جی میں کہا سخت تعجب ہے، ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضرت پر وہ ازدحام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے تھے آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا، یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور معاً لوگ تسلیم و مجرا کے لئے چاروں طرف سے دوڑ پڑے یہاں تک کہ میرے اور حضرت کے بیچ میں حائل ہو گئے، میں اس ہجوم میں حضرت سے دور رہ گیا، میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس حالت سے تو وہی پہلا حال اچھا تھا یعنی دولت قرب تو نصیب تھی، یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معاً حضرت نے میری طرف پھر کر دیکھا اور تبسم فرمایا اور ارشاد کیا اے عمر! تم ہی نے اس کی خواہش کی تھی، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔ ع

بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

(رسالہ فقہ شہنشاہ)

بارگاہِ رسالت میں میر عبد الواحد بلگرامی کی مقبولیت

حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہٗ کہ اجلہ اولیائے خاندان عالیشان چشت

سے ہیں اور صرف ایک واسطہ سے حضرت مخدوم شاہ صفی قدس سرہٗ کے مرید ہیں جو صرف ایک واسطہ سے حضرت مخدوم شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں، حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی جہان آبادی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

میں مدینہ منورہ میں ایک شب بستر خواب پر لیٹا تھا کہ میں نے عالم واقعہ میں دیکھا کہ میں اور سید صبغۃ اللہ بروجی دونوں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہیں، اور صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی ایک جماعت بھی موجود ہے، انہیں میں ایک صاحب ایسے ہیں جن سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لب شیریں سے تبسم آمیز گفتگو فرمارہے اور ان کی جانب توجہ خاص رکھتے ہیں، جب یہ مجلس برخاست ہوئی تو میں نے سید صبغۃ اللہ صاحب سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب تھے جن کی جانب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس درجہ التفات ہے، انہوں نے فرمایا یہ میر عبد الواحد بلگرامی ہیں اور اس عزت و کرامت کا باعث یہ ہے کہ ان کی تصنیف کردہ کتاب ''سبع سنابل شریف'' بارگاہ نبوی میں شرف قبول پاچکی ہے۔ (رسالہ مقال العرفاء)

موت کے بعد اولیائے کرام کی زندگی

علماء نے فرمایا موت کے یہ معنی نہیں کہ آدمی محض نیست و نابود ہوجائے بلکہ وہ تو یہی روح و بدن کے تعلق چھوٹنے اور ان میں حجاب وجدائی ہوجانے اور ایک طرح کی حالت بدلنے اور ایک گھر سے دوسرے گھر چلے جانے کا نام ہے۔

شرح مشکوٰۃ میں ہے: اولیاء کی دونوں حالت حیات و ممات میں بالکل فرق نہیں، اسی لئے کہا گیا کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لیجاتے ہیں۔

- امام عارف باللہ ابو القاسم قشیری قدس سرہٗ کے رسالہ میں ہے: سیدنا ابو سعید خراز قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ: میں مکہ معظمہ میں تھا باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا پایا، جب میں نے اس کی طرف نظر کی مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا اے ابو سعید کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مرجائیں، وہ تو یہی ایک گھر سے دوسرے گھر میں بلائے جاتے ہیں۔
- اسی رسالہ قشیریہ میں ہے: سیدی ابو علی قدس سرہٗ روایت کرتے ہیں، میں نے ایک فقیر کو قبر میں اتارا جب کفن کھولا اور ان کا سر خاک پر رکھ دیا کہ اللہ ان کی غربت پر رحم کرے فقیر نے آنکھیں کھولدیں اور مجھ سے فرمایا اے ابو علی تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو، جو میرے ناز اٹھاتا ہے، میں نے عرض کی اے سردار میرے! کیا موت کے بعد زندگی؟ فرمایا میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے، بیشک وہ وجاہت و عزت جو مجھے روز قیامت ملے گی اس سے میں تیری مدد کردوں گا۔
- اسی رسالہ میں ہے: حضرت ابراہیم بن شیبان قدس سرہٗ روایت کرتے ہیں، میرا ایک مرید جوان مرگیا مجھے سخت صدمہ ہوا نہلانے بیٹھا، گھبراہٹ میں بائیں طرف سے ابتدا کی جوان نے وہ کروٹ ہٹا کر اپنی دہنی کروٹ میری طرف کی میں نے کہا جان پدر تو سچا ہے مجھی سے غلطی ہوئی۔
- اسی میں ہے: حضرت ابو یعقوب موسیٰ نہری جوری قدس سرہٗ روایت کرتے ہیں، میں نے ایک مرید کو نہلانے کے لئے تختہ پر لٹایا اس نے میرا انگوٹھا پکڑلیا، میں نے کہا جان پدر میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں، یہ تو صرف مکان بدلنا

ہے لے میرا ہاتھ چھوڑ دے۔

- جناب ممدوح انہیں عارف موصوف سے راوی:

مکہ معظمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا پیر و مرشد میں کل ظہر کے وقت مرجاؤں گا، حضرت یہ اشرفیاں لیں، آدمی میں میرا دفن، آدمی میں میرا کفن کریں، جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا مرید مذکور نے آکر طواف کیا پھر کعبہ سے ہٹ کر لیٹا تو روح نہ تھی، میں نے قبر میں آتارا آنکھیں کھول دیں میں نے کہا موت کے بعد زندگی؟ کہا میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر دوست زندہ ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۷۸، ۲۷۹]

✿✿✿

امام اعظم کا مقام و مرتبہ

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم مجتہد اور بے مثال فقیہ ہیں ان کے مدارک عالیہ تک رسائی بہت مشکل ہے اللہ رب العزۃ نے انہیں جملہ علوم وفنون اور ہر طرح کی خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ فرمایا تھا ان کی کچھ خصوصیات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں:

اعتراف عظمت پر اقوال ائمہ

● اجلۂ اکابر ائمہ دین معاصران امام اعظم وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تصریحات کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے علم و عقل کو اوروں کا علم و عقل نہیں پہنچتا، جس نے ان کا خلاف کیا ان کے مدارک تک نارسائی سے کیا۔

- امام اجل سفیان ثوری نے ہمارے امام سے کہا، آپ کو وہ علم کھلتا ہے جس سے ہم سب غافل ہوتے ہیں۔
- اور فرمایا ابوحنیفہ کا خلاف کرنے والا اس کا محتاج ہے کہ ان سے مرتبہ میں بڑا اور علم میں زیادہ ہو اور ایسا ہونا دور ہے۔
- امام شافعی نے فرمایا تمام جہان میں کسی کی عقل، ابوحنیفہ کے مثل نہیں۔
- امام علی بن عاصم نے کہا اگر ابوحنیفہ کی عقل تمام روئے زمین کے نصف آدمیوں کی عقلوں سے تولی جائے، ابوحنیفہ کی عقل غالب آئے۔
- امام بکر بن حبیش نے کہا، اگر ان کے تمام اہل زمانہ کی مجموع عقلوں کے ساتھ وزن کریں تو ایک ابوحنیفہ کی عقل ان تمام ائمہ اکابر و مجتہدین و محدثین و عارفین سب کی عقل پر غالب آئے۔
- امام عبدالوہاب شعرانی شافعی اپنے پیر و مرشد حضرت سیدی علی خواص شافعی سے راوی کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مدارک اتنے دقیق ہیں کہ اکابر اولیاء کے کشف کے سوا کسی کے علم کی وہاں تک رسائی معلوم نہیں ہوتی۔

[فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۳۸۹، ۳۹۰]

- ائمہ شافعیہ فرماتے ہیں کہ مذہب امام اعظم ﷺ کے مدارک ایسے دقیق ہیں جن کو اکابر اولیاء ہی پہچانتے ہیں۔

امام اعظم کا کشف و مشاہدہ

سچے مشاہدے والے آب وضو کو دیکھتے ہیں کہ لوگوں کے اعضاء سے گناہوں میں سنا ہوا، گناہوں کی سخت بدنما رنگتوں سے رنگا ہوا نکلتا ہے، اسی لئے امام اہل مشاہدہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم فرمایا کہ ماء مستعمل نجاست غلیظہ ہے کیوں کہ امام اعظم اسے گندگیوں سے لتھڑا ہوا دیکھتے تھے تو انہیں اس حکم کے سوا اور کیا گنجائش ہوتی، آدمی آنکھوں دیکھی بات کیسے رد کر دے۔

آب مستعمل کا حکم حکیمانہ

سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ جب وضو کا پانی دیکھتے لوگوں کے وضو کرتے میں گناہ کبیرہ و صغیرہ اور مکروہ جو جو کچھ دھل کر اس میں گرا سب پہچان لیتے۔ اسی لئے امام نے ماء مستعمل کے تین حکم رکھے۔

- ایک یہ کہ نجاست غلیظہ ہے، یہ اس صورت میں کہ استعمال کرنے والے نے کوئی گناہ کبیرہ کیا ہو۔
- دوم نجاست خفیفہ ہے، یہ اس صورت میں کہ گناہ صغیرہ کا دھوون ہو۔
- سوم پاک ہے مگر پاک نہیں کر سکتا، یہ اس صورت میں کہ مکروہ کا غسالہ ہو۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلدین نے اس سے یہ سمجھا کہ یہ تینوں حکم ہر حال میں ہیں، حالانکہ وہ مختلف احوال پر ہیں۔

میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے اللہ تعالیٰ امام اعظم اور ان کے ماننے والوں سے راضی ہو اور ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ کہ انہوں نے نجاست کی دو قسمیں کیں، (۱) غلیظ اور (۲) خفیفہ۔

کیوں کہ گناہ دو ہی قسم کے ہیں، (۱) کبیرہ اور (۲) صغیرہ۔

امام عبد الوہاب شعرانی میزان میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے سردار علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، آدمی کو کشف حاصل ہو تو لوگوں کے وضو وغسل کے پانی کو نہایت گھنونا اور بد بودار پائے تو کبھی اس سے طہارت حاصل کرنے کو اس کا دل نہ چاہے۔ جیسے تھوڑے پانی میں کتا یا بلی مر جائے تو انسان کا دل ہرگز اس سے طہارت کرنے کو نہ چاہئے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اس پر میں نے ان سے عرض کی کہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ و ابو یوسف ماء مستعمل کو نجس و ناپاک مانتے ہیں کیوں کہ وہ کشف والے تھے، فرمایا ہاں دونوں اعظم اہل کشف سے تھے۔ امام اعظم جب لوگوں کا آب وضو دیکھتے، بعینہ ان گناہوں کو پہچان لیتے جو دھل کر پانی میں گرے اور جدا جدا جان لیتے کہ یہ دھوون گناہ کبیرہ کا ہے، یہ صغیرہ کا، یہ مکروہ کا ہے یہ خلاف اولیٰ کا، بلا تفاوت اسی طرح جیسے کوئی اجسام کا مشاہدہ کرے۔

- ایک روایت میں ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد جامع کوفہ کے حوض پر تشریف لے گئے، ایک جوان وضو کر رہا تھا، اس کا پانی جو ٹپکا، امام نے اس پر نظر فرمائی، جوان سے فرمایا اے میرے بیٹے! ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر، اس نے فوراً عرض کی میں اللہ عزوجل کی طرف اس سے توبہ کرتا ہوں۔
- ایک اور شخص کا غسالہ دیکھ کر آپ نے فرمایا اے بھائی زنا سے توبہ کر، اس نے کہا میں نے توبہ کی۔
- ایک اور شخص کا غسالہ دیکھ کر آپ نے فرمایا، شراب پینے اور مزامیر سننے سے توبہ کر اس نے کہا میں تائب ہوا۔

میزان ہی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلدوں پر رحمت نازل کرے کہ انہوں نے چھوٹے چھوٹے حوضوں سے طہارت کو منع فرمایا کہ وضو والوں کے گناہ ان میں دھلے ہوتے ہیں اور اپنے ماننے والوں کو حکم دیا کہ وضو یا تو نہر سے کریں، یا کوئیں، یا بڑے حوض سے۔

سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شافعی ہونے کے باوجود اکثر اوقات ان مسجدوں کے چھوٹے حوضوں سے وضو نہ کرتے اور فرماتے کہ ان کا پانی ہم جیسوں کے بدن کو چستی و تازگی نہیں بخشتا کیوں کہ یہ گناہوں کے دھلنے سے گندہ ہو گیا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۲۳۵]

امام اعظم کے تقویٰ کی جھلک

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کرتے تھے ہزاروں روپے لوگوں پر قرض تھے تقاضے کے واسطے دوپہر کو تشریف لیجایا کرتے اور مقروض کی دیوار کے سائے سے علیحدہ کھڑے ہوتے کہ یہ قرض سے نفع حاصل کرنے میں داخل نہ ہو جائے۔

اپنے مدیون کے ساتھ امام اعظم کی خیر خواہی

ایک شخص پر حضور کے دس ہزار آتے تھے وعدہ گزرے مدت ہو چکی تھی، ایک مرتبہ آپ تشریف لئے جاتے تھے سامنے سے وہ آتا تھا آپ کو دیکھ کر ڈر کے مارے ایک گلی میں ہو گیا، قسمت کی بات کہ وہ دوسری طرف سے سربستہ تھی امام وہیں تشریف لے گئے فرمایا کیوں تم ادھر کیسے آ گئے سبب بتایا کہ میں حضور کا مقروض ہوں وعدہ گزر گیا میں ڈرا کہ حضور تقاضا فرمائیں گے اور میرے پاس اس وقت موجود نہیں اس لئے میں اس طرف آ گیا۔ فرمایا دس ہزار بھی ایسی چیز ہے کہ کسی مسلمان کا قلب پریشان کیا جائے، میں نے معاف کئے۔[الملفوظ سوم، ص۵]

امام اعظم کے بچے

سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولاد سلاطین کیان سے ہیں، اور ان کا مرتبہ اس سے اجل و اعظم ہے کہ نسب سے انہیں فخر ہو، ان کا یہ شرف نہیں کہ وہ دنیوی بادشاہوں کی اولاد ہیں، ان کا یہ فضل ہے کہ وہ ہزار ہا دینی بادشاہوں کے باپ ہیں۔

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، تمام مجتہدین امام اعظم ابوحنیفہ کے بال بچوں کی طرح ہیں۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۴]

امام شافعی کا ادب

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک نماز صبح میں قنوت پڑھی جاتی ہے، بسم اللہ و آمین جہر سے کہتے ہیں اور رفع یدین کرتے ہیں مگر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب و احترام یہ ہے کہ (مرتب)

امام مجتہد مطلق عالم قریش سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مزار مبارک امام الائمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور نماز صبح پڑھائی دعائے قنوت نہ پڑھی، نہ بسم اللہ و آمین جہر سے کہی نہ غیر تحریمہ میں رفع یدین فرمایا، انہوں نے خود اپنا مذہب ترک کیا اور عذر بھی بیان فرمایا کہ مجھے ان امام اجل سے شرم آئی کہ ان کے سامنے ان کا خلاف کروں۔[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۶۹]

امام اعمش کی حیرت

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث و فقہ پر انتہائی عبور و مہارت حاصل تھی وہ احادیث سے مسائل کے استنباط و استخراج میں درک رکھتے تھے۔ (مرتب)

امام ابن حجر مکی شافعی کتاب خیرات الحسان میں فرماتے ہیں:

کسی نے امام اعمش سے کچھ مسائل پوچھے ہمارے امام اعظم امام الائمہ مالک الازمہ سراج الامۃ سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کہ اس زمانے میں انہیں امام اعمش سے حدیث پڑھتے تھے) حاضر مجلس تھے، امام اعمش نے وہ مسائل ہمارے امام اعظم سے پوچھے، امام نے فوراً جواب دیے۔ امام اعمش نے کہا یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کئے فرمایا ان حدیثوں سے جو میں نے خود آپ ہی سے سنی ہیں اور وہ حدیثیں مع سند روایت فرمائیں، امام اعمش نے کہا بس کیجئے جو حدیثیں میں نے سو دن میں آپ کو سنائیں آپ ایک گھڑی میں مجھے سنائے دیتے ہیں، مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ ان حدیثوں میں یوں عمل کرتے ہیں، اے فقہ والو تم طبیب ہو اور ہم محدث لوگ عطار ہیں اور اے ابوحنیفہ تم نے فقہ و حدیث دونوں کنارے لئے۔(مقامع الحدید)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی ایمان افروز حکایات

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ اہل سنت و جماعت کے امام وپیشوا اور ہمارے علمی ودینی قائدورہنما ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں بے شمار فضائل وخصائص عطا فرمائے محققین اور دانشوران ملت ان کے حیات وکارنامے پر ایک طویل عرصے سے ریسرچ وتحقیق کررہے ہیں مگر آج تک ان کی زندگی کے تمام گوشوں پر کام نہ ہوسکا، ان کی دینی وعلمی خدمات پر کام کرنے کے لئے نہ جانے محققین وعلماء کو اور کتنا عرصہ لگے گا وہ ایک بحر ناپیدار کنار ہیں، ہر صنف سخن پر ان کی تحقیقات وخدمات موجود ہیں، ان کا سوانحی خاکہ ''حیات اعلیٰ حضرت'' و''سوانح اعلیٰ حضرت'' وغیرہ کتابوں سے معلوم ہوسکتا ہے یہاں پر میں تصانیف اعلیٰ حضرت سے ان کی زندگی، علم ویقین، استقامت فی الدین، حمایت دین ومذہب وغیرہ سے متعلق عبرت انگیز روایات وحکایات پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت کا پہلا فتویٰ

اعلیٰ حضرت سے سوال ہوا کہ اگر بچے کی ناک میں کسی طرح دودھ چڑھ کر حلق میں پہنچ گیا ہو تو کیا حکم ہے؟

اس کے جواب میں آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے جوف میں پہنچے گا حرمت لائے گا۔

یہ وہی فتویٰ ہے جو چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سب سے پہلے اس فقیر نے لکھا اور اسی ۱۴ر شعبان ۱۲۸۶ھ کو منصب افتا عطا ہوا اور اسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی، اور ولادت، ۱۰ر شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر، مطابق ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء ۱۱ر جیٹھ سدی ۱۹۱۳ سمبت کو ہوئی، تو منصب افتاء ملنے کے وقت فقیر کی عمر ۱۳ر برس دس مہینہ چار دن کی تھی، جب سے اب تک برابر یہی خدمت دین لی جارہی ہے۔ والحمد للہ۔ [الملفوظ اول، ص ۱۱]

ارشاد حدیث پر اعلیٰ حضرت کا یقین واعتماد

اعلیٰ حضرت کی مجلس میں گائے کا گوشت کھانے کا ذکر ہوا اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

وہ قطعاً حلال اور نہایت غریب پرور گوشت اور بعض مزاجوں میں گوشت بز سے نافع تر ہے، بہتیرے گوشت کے شوقین اسے پسند کرتے اور بکری کے گوشت کو بیمار کی خوراک کہتے ہیں اور اس کی قربانی کا تو قرآن عظیم میں ارشاد ہے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی قربانی ازواج مطہرات کی طرف سے فرمائی، ہندوستان میں بالخصوص شعائر اسلام سے ہے اور اس کا باقی رکھنا واجب، ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا گوشت تناول فرمانا ثابت نہیں، اور مجھے تو سخت ضرر کرتا ہے۔

ایک صاحب نے میری دعوت کی باصرار لے گئے ان دنوں جناب سید حبیب اللہ صاحب دمشقی جیلانی فقیر کے یہاں مقیم تھے ان کی بھی دعوت تھی میرے ساتھ تشریف لے گئے، وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا

رہے تھے اور حلوائی پوریاں، یہ ہی کھانا تھا سید صاحب نے مجھ سے فرمایا آپ تو گائے کے گوشت کے عادی نہیں اور یہاں کوئی اور چیز موجود نہیں بہتر کہ صاحب خانہ سے کہدیا جائے، میں نے کہا کہ یہ میری عادت نہیں، وہی پوریاں، کباب کھائے، اسی دن مسوڑھوں میں ورم ہوگیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہوگیا، مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اتارتا اور اسی پر اکتفا کرتا، بات بالکل نہ کرسکتا تھا یہاں تک کہ قرأت سریہ بھی میسر نہ تھی، سنتوں میں بھی کسی کی اقتدا کرتا، اس وقت مذہب حنفی میں امام کے پیچھے قرأت جائز نہ ہونے کا یہ نفیس فائدہ مشاہدہ ہوا۔ جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھدیتا، بخار بہت شدید تھا اور کان کے پیچھے گلٹیں، میرے منجھلے بھائی مرحوم ایک طبیب کو لائے، ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا، ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا یہ وہی ہے، وہی ہے، وہی ہے یعنی طاعون، میں بالکل کلام نہ کرسکتا تھا اس لئے انہیں جواب نہ دے سکا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں نہ مجھے طاعون ہے نہ انشاء اللہ العزیز کبھی ہوگا اس لئے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے گا اس بلا سے محفوظ رہے گا وہ دعا یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ۔ (ترمذی)

آشوب چشم کا ازالہ

جن جن امراض کے مریضوں، جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا بحمدہٖ تعالیٰ آج تک ان سب سے محفوظ ہوں اور بعونہٖ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔ البتہ ایک بار اسے پڑھنے کا مجھے افسوس ہے مجھے نوعمری میں آشوب چشم اکثر ہوجاتا اور بوجہ حدت مزاج، بہت تکلیف دیتا تھا، ۱۹ر سال کی عمر ہوگی کہ رامپور جاتے ہوئے ایک شخص کو رمد چشم میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا پڑھی، جب سے اب تک آشوب چشم پھر نہ ہوا، اسی زمانہ میں صرف دو مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک آنکھ کچھ دبی معلوم ہوئی دو چار دن بعد وہ صاف ہوگئی، دوسری دبی پھر وہ بھی صاف ہوگئی مگر درد، کھٹک، سرخی کوئی تکلیف اصلاً کسی قسم کی نہیں، افسوس اس لئے کہ

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہے کہ تین بیماریوں کو مکروہ نہ رکھو۔

(۱) زکام کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔

(۲) کھجلی کہ اس سے امراض جلدیہ جذام وغیرہ کا انسداد ہوجاتا ہے۔

(۳) آشوب چشم نابینائی کو دفع کرتا ہے۔

نزول آب سے افاقہ

اس دعا کی برکت سے یہ تو جاتا رہا ایک اور مرض پیش آیا جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ میں بعض مہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاتصال دیکھنا ہوا گرمی کا موسم تھا دن کو اندر کے دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا، اٹھائیسواں سال تھا آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا، ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے دہنی آنکھ میں اتر آئی بائیں آنکھ بند کرکے دہنی سے دیکھا تو وسط شئی مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا اس کے نیچے شئی کا جتنا حصہ ہوا وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا۔ یہاں اس زمانہ میں ایک ڈاکٹر علاج چشم میں بہت سربرآوردہ تھا، سینڈرسن یا انڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا میرے استاذ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی جائے علاج کرنے

نہ کرنے کا اختیار ہے۔ ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں صرف آنکھ پر روشنی ڈالکر آلات سے بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا کثرت کتاب بینی سے کچھ یبوست آ گئی ہے پندرہ دن کتاب نہ دیکھو مجھ سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹ سکی۔

حکیم سید مولوی اشفاق حسین صاحب مرحوم سہوانی ڈپٹی کلکٹر، طبابت بھی کرتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے فرمایا مقدمہ نزول آب ہے، بیس برس بعد (خدانا کردہ) پانی اتر آئے گا میں نے التفات نہ کیا اور نزول آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پاک پر مطمئن ہو گیا۔

۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا بغور دیکھ کر کہا چار برس بعد (خدانخواستہ) پانی اتر آئے گا ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب سے بالکل موافق آیا، انہوں نے بیس برس کہے تھے، انہوں نے سولہ برس بعد چار کہے، مجھے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے معاذ اللہ متزلزل ہوتا۔

الحمد للہ کہ بیس درکنار تیس برس سے زائد گزر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرہ بھر نہ بڑھا نہ بعونہ تعالیٰ بڑھے، نہ میں نے کتاب بینی میں کمی کی، نہ انشاء اللہ تعالیٰ کمی کروں۔

یہ میں نے اس لئے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائم و باقی معجزات ہیں جو آج تک آنکھوں دیکھے جا رہے ہیں اور قیامت تک اہل ایمان مشاہدہ کریں گے۔ میں اگر انہیں واقعات کو بیان کروں جو ارشادات کے منافع میں نے خود اپنی ذات میں مشاہدہ کئے تو ایک دفتر ہو۔

دُعا کی برکت سے شفایابی

مجھے ارشاد حدیث پر اطمینان تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہوگا، آخر شب میں کرب بڑھا میرے دل نے درگاہ الٰہی میں عرض کی، الٰہی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچے ہیں اور طبیب جھوٹا ہے" کسی نے میرے دہنے کان پر منہ رکھ کر کہا کہ مسواک اور سیاہ مرچیں، لوگ باری باری سے میرے لئے جاگتے، اس وقت جو شخص جاگ رہا تھا میں نے اشارے سے اسے بلایا اور اسے مسواک اور سیاہ مرچ کا اشارہ کیا وہ مسواک تو سمجھ گئے گول مرچ کس طرح سمجھیں غرض بمشکل سمجھے، جب یہ دونوں چیزیں آئیں بدقت میں نے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا منہ کھولا اور دانتوں میں مسواک رکھ کر چھوڑ دی کہ دانتوں نے بند ہو کر دبالی، پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچائیں، تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک کلی خالص خون کی آئی مگر کوئی تکلیف واذیت محسوس نہ ہوئی۔ اس کے بعد ایک کلی خون کی اور آئی اور بحمد اللہ تعالیٰ وہ گلٹیں جاتی رہیں منہ کھل گیا، میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہ تعالیٰ دفع ہو گیا، دو تین روز میں بعونہ تعالیٰ بخار بھی جاتا رہا۔ [الملفوظ اول، ص ۱۵ تا ۱۹]

رجال الغیب سے اعلیٰ حضرت کی ملاقات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی مجلس مبارک میں تذکرہ ہوا کہ سلطنت بخارا شریف روسیوں سے منتقل ہو کر سلطان المعظم کے زیر اثر آ گئی، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

یہ ایک قدیمی اسلامی سلطنت ہے یہاں بڑے بڑے ائمہ و مجتہدین گزرے ہیں اور جن کے برکات اس وقت تک یہ موجود ہیں کہ ایک وقت میں سب جگہ اذان ہوتی ہے اور ایک ہی وقت میں نماز، دکاندار اور کاروباری لوگ اپنا اپنا کام فوراً چھوڑ کر شامل جماعت ہو جاتے ہیں۔

- پھر اسی تذکرۂ سلطنت بخارا میں فرمایا کہ میں ایک روز حکیم وزیر علی صاحب کے یہاں قریب دس بجے دن کے جارہا تھا میری عمر اس وقت دس سال کی تھی کہ سامنے سے ایک بزرگ سفید ریش نہایت شکیل وو جیہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: سنتا ہے بچے! آج کل عبدالعزیز ہے۔اس کے بعد عبدالحمید اور اس کے بعد عبدالرشید ہوگا، اور فوراً نظر سے غائب ہوگئے، چنانچہ اس وقت ان بزرگ کا قول مطابق ہوا۔
- ایسے ہی ایک صاحب مسجد کے قریب ملے میرے بچپن کا زمانہ تھا، مجھے بہت دیر تک غور سے دیکھتے رہے پھر فرمایا کہ تو رضا علی کا کون ہے میں نے کہا پوتا، فرمایا جبھی، اور فوراً تشریف لے گئے۔[الملفوظ اول، ص ۶۰]

ایک سید صاحب کو تسلی ہوگئی

ایک صاحب سادات کرام سے اکثر میرے پاس تشریف لاتے اور غربت و افلاس کے شاکی رہتے ایک مرتبہ بہت پریشان آئے میں نے ان سے دریافت کیا کہ جس عورت کو باپ نے طلاق دیدی ہو کیا وہ بیٹے کو حلال ہوسکتی ہے فرمایا نہیں، میں نے کہا حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جن کی آپ اولاد میں ہیں تنہائی میں اپنے چہرۂ مبارک پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا اے دنیا کسی اور کو دھوکا دے۔میں نے تجھے وہ طلاق دی جس میں کبھی رجعت نہیں، پھر سادات کرام کا افلاس کیا تعجب کی بات ہے؟ سید صاحب نے فرمایا واللہ میری تسکین ہوگئی، وہ اب زندہ موجود ہیں اس روز سے کبھی شاکی نہ ہوئے۔[الملفوظ اول، ص ۷۱]

فن افتا اور ردفرقہائے باطلہ

ایک روز حضرت مولانا شاہ سید احمد اشرف صاحب کچھوچھوی تشریف لائے ہوئے تھے رخصت کے وقت انہوں نے عرض کیا کہ مولوی سید محمد صاحب اشرفی اپنے بھانجے کو میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کردوں حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کام لیں۔

اس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا:

ضرور تشریف لائیں یہاں فتوے اور مدرسہ میں درس دیں، ردوہابیہ اور افتایہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے، ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔میں بھی ایک حاذق طبیب کے مطب میں سات برس بیٹھا، مجھے وہ وقت، وہ دن، وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔

میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم بڑی کوشش و جانفشانی سے نکالا اور اس کی تائیدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کے حضور میں پیش کیا تو انہوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق رد ہوگئے، وہی جملے اب تک دل میں پڑے ہوئے ہیں اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے، خودستائی جائز نہیں مگر وقت اظہار حقیقت تحدیث نعمت ہے۔

سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا، زمین کے خزانے میرے ہاتھ میں دیدے بیشک میں حفظ والا ہوں اور علم والا ہوں۔(یوسف، ۵۵)

بفضل ورحمت الٰہی پھر بعون وعنایت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتا اور ردوہابیہ کے دونوں کامل فن، دونوں نہایت عالی فن انہیں یہاں سے اچھا انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان میں کہیں نہ پایئے گا غیر ممالک کی بابت نہیں کہتا۔میں تو ہر شخص کو یہ طبیب خاطر سکھانے کو تیار ہوں، سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شاہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں

کے جدِ امجد (یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا صدقہ وعطیہ ہے۔ آپ کے یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پائیے گا اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتا سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں، طبیعت اخاذ ہے طرز سے واقفیت ہو چلی ہے۔

اسی طرح علم توقیت بھی ایک ایسا فن ہے کہ اس کے جاننے والے بھی معدوم ہیں حالانکہ ائمہ دین نے اسے فرض کفایہ بتایا ہے۔ علمائے موجودین میں تو کوئی اتنا بھی نہیں جانتا کہ فلاں دن آفتاب کب طلوع ہوگا اور کب غروب، بہت سی عمر گزر گئی تھوڑی باقی ہے، جن صاحب کو جو کچھ لینا ہو وہ حاصل کر لیں، حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے:

مجھ سے پوچھو مجھے گم کرنے سے پہلے، یعنی جب تک میں زندہ ہوں مجھ سے معلومات حاصل کر لو۔

اور شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا قول بالکل صحیح ہے ع

قدر نعمت پس از زوال بود

پھر لینے والے کو یہ چاہئے کہ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اگرچہ کمالات سے بھرا ہوا ہو اپنے تمام کمالات کو دروازہ ہی پر چھوڑے اور یہ جانے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں، خالی ہو کر آئے گا تو کچھ پائے گا اور جو اپنے آپ کو بھرا سمجھے گا تو ع

اناء کہ پر شد دگر چوں برد

بھرے برتن میں اور کوئی چیز نہیں ڈالی جاسکتی۔ (ت)

ہدایہ اخیرین کا سبق کوئی سرقہ نہیں

اور آج کل تو حاصل کرنے والے ایسے ہیں کہ جب میں حسن میاں مرحوم کے مکان میں رہتا تھا اس میں ایک زینہ ہے جو باہر سے چھت پر گیا ہے اس زمانہ میں ایک مدرس صاحب کے ہدایہ اخیرین سپرد ہوا یہ کوئی آسان کتاب نہیں، جب انہوں نے کام چلتا نہ دیکھا تو مجھ سے پڑھنا چاہا مگر شرط یہ کی کہ اس باہر کے زینہ سے چھت پر مجھے بلا لیا کیجئے اور وہاں تنہائی میں پڑھا دیا کیجئے کسی کو معلوم نہ ہو، میں نے کہا مولانا ہدایہ اخیرین کا سبق کوئی سرقہ نہیں جو لوگوں سے چھپ کر ہو مجھ سے یہ نہ ہوگا۔

اصلاح فتاوے سے متعلق ایک شخص کا طرز عمل

ایک صاحب یہیں کی فتویٰ نویسی کرتے تھے وہ اس طرح لکھتے کہ باہر سے جواب لکھ کر بھیج دیا میں نے اصلاح دیکر بھیج دیا، ایک روز ان سے کہا گیا مولانا یوں جواب تو ٹھیک ہو جائے گا مگر آپ کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ آپ کی لکھی ہوئی عبارت کیوں کاٹی گئی اور دوسری عبارتیں کس مصلحت سے بڑھائی گئیں مناسب یہ ہے کہ آپ بعد نماز عصر اپنے لکھے ہوئے فتووں پر اصلاح لے لیا کریں، انہوں نے کہا کہ اس وقت آپ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں اس مجمع میں آپ فرمائیں گے کہ تم نے یہ غلط لکھا، وہ غلط لکھا اور مجھے اس میں ندامت ہوگی، اس بندۂ خدا کے نام افریقہ وامریکہ تک سے استفتے آتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں سے ان کے نام سے جواب جاتا تو لوگ انہیں کے نام سے استفتے بھیجتے۔

اس زمانے میں مکہ معظمہ کے ایک عالم جلیل حضرت مولانا سید اسماعیل حافظ کتب حرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقیر کے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے مکہ معظمہ سے صرف ملاقات فقیر کے لئے کرم فرمایا تھا ان کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا فرمایا

ایسا شخص برکت علم سے محروم رہتا ہے۔ یہی ہوا کہ وہ صاحب چھوڑ کر بیٹھ رہے۔ اب بی اے پاس کرنے کی فکر میں ہیں۔

[الملفوظ اول، ص۸۴تا۸۶]

حضور کی زیارت اور علم زایرجہ کی اجازت

ایک روز نواب وزیر احمد خاں صاحب ایک کتاب جس میں انہوں نے تعریفات اشیاء لکھی تھیں اعلیٰ حضرت مدظلہ کو بغرض اصلاح بعد ظہر سنا رہے تھے، علم جفر کی تعریف سناتے وقت اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا آپ نے علم زایرجہ کی تعریف نہ لکھی یہ علم جفر ہی کا ایک شعبہ ہے اس میں جواب منظوم عربی زبان، بحر طویل اور حرف ل کی روی سے آتا ہے اور جب تک جواب پورا نہیں ہوتا مقطع نہیں آتا جس کو صاحب علم کی اجازت نہیں ہوتی نہیں آتا۔ میں نے اجازت حاصل کرنا چاہی اس میں کچھ پڑھا جاتا ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب میں تشریف لاتے ہیں اگر اجازت عطا ہوئی حکم مل گیا ورنہ نہیں، میں نے تین روز پڑھا تیسرے روز خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے اور اس میں ایک بڑا پختہ کنواں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور چند صحابہ کرام بھی حاضر ہیں جن میں سے میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانا اس کنوئیں میں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پانی بھر رہے ہیں اس میں سے ایک بڑا تختہ نکلا کہ عرض میں ڈیڑھ گز اور طول میں دو گز ہوگا اور اس پر سبز کپڑا چڑھا ہوا تھا جس کے وسط میں سفید روشن بہت جلی قلم سے اھ ذا اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے جس سے میں نے یہ مطلب نکالا کہ اس کا حاصل کرنا ہذیان فرمایا جاتا ہے اس سے بقاعدہ جفر اذن نکل سکتا تھاہ کو بطور صدر مؤخر آخر میں رکھا، اس کے عدد پانچ ہیں اب وہ اپنی پہلی جگہ سے ترقی کر کے دوسرے مرتبہ میں آگئی اور پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ دہائی ہے یعنی پچاس جس کا حرف نون ہے یوں اذن سمجھا جاتا مگر میں نے اس طرف التفات نہ کیا اور لفظ کو ظاہر پر رکھ کر اس فن کو چھوڑ دیا کہ اھذ کے معنی ہیں فضول بک۔

[الملفوظ اول، ص۹۶]

اعلیٰ حضرت کی ایمانی فراست

رب العزت کی شان ہے کہ بد مذہب کیسا ہی جامۂ عیاری پہنکر میرے سامنے آئے خود بخود دل نفرت کرنے لگتا ہے۔

- حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کے زمانہ حیات میں دہلی کا ایک واعظ حاضر ہوا اور اس وقت مولانا عبد القادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تشریف رکھتے تھے، اسماعیل دہلوی اور وہابیہ پر بڑے شد و مد سے دیر تک لعن طعن کی اور اس نے اپنے سنی ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا، میرے بچپن کا زمانہ تھا جب وہ چلا گیا تو میں نے اپنا خیال حضرت کی خدمت میں ظاہر کیا کہ مجھے تو یہ پکا وہابی معلوم ہوتا ہے مولانا بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ابھی تو وہ تمہارے سامنے وہابیوں اور اسماعیل پر تبرا کہہ گیا ہے میں نے عرض کی میرا قلب گواہی دیتا ہے کہ یہ سب تقیہ تھا، اسے جامع مسجد میں وعظ کہنے کی اجازت ہمارے حضرت سے لینی ہے کہ بے حضرت کی اجازت کے یہاں کوئی وعظ نہیں کہہ سکتا اسلئے اس نے یہ تمہید ڈالی، دوسرے دن شام کو پھر حاضر ہوا میں نے اسے مسائل وہابیت میں چھیڑا ثابت ہوا کہ پکا وہابی ہے دفع کر دیا گیا اپنا سامنہ لیکر چلا گیا۔
- حضرت والد ماجد قدس سرہٗ العزیز کے وصال شریف کے کچھ دنوں بعد جبکہ اپنے منجھلے بھائی مرحوم کے مکان میں رہتا

تھا باہر تنہا بیٹھا تھا سامنے گلی میں سے ایک عربی صاحب آتے نظر آئے جب قریب آئے میں نے چاہا ان کے لئے قیام کرنا کہ اہل عرب کے لئے قیام میری عادت تھی مگر اس بار دل کراہت کرتا ہے میں اٹھنا چاہتا ہوں اور دل اندر سے دامن کھینچتا ہے، آخر میں نے کہا کہ یہ تیرا تکبر ہے جبراً قہراً قیام کیا، وہ آکر بیٹھے میں نے نام پوچھا کہا عبدالوہاب، مقام پوچھا کہا نجد، اب تو میں کھٹکا اور میں نے اس سے مسائل متعلقہ وہابیت پوچھے اتنا اشد وہابی نکلا کہ یہاں کے وہابیہ اسکی شاگردی کریں، بار بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک لیتا نہ اول میں کلمہ تعظیم نہ آخر میں درود، میں اسے ہر بار روکتا اور کلمات تعظیم اور درود شریف کی ہدایت کرتا اور وہ نہ مانتا، آخر میں نے سختی کے ساتھ اس سے کہا تو مجبور ہو کر بولا، میں تمہارے کہنے سے کہتا ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، میں نے اسے دفع کیا اخیر فقرہ یہ تھا کہ ہمارا رخصتانہ دو، میں نے شہر کے دو ایک وہابیوں کا پتہ بتا دیا کہ ان کے پاس جا یہاں تیرے لئے کچھ نہیں، بالآخر وہ خائب و خاسر دفع ہوا۔ میں نے اپنے دل کو شاباش دی کہ تو نے ہی ٹھیک کہا تھا، بیشک اس شیطان کے لئے قیام ناجائز تھا۔

- ایک بار علی گڑھ سے ایک شخص اپنا بیگ وغیرہ لئے آیا اس کی صورت دیکھ کر میرے قلب نے کہا یہ رافضی ہے دریافت کئے سے معلوم ہوا کہ واقعی رافضی ہے، کہا میں اپنے مکان کو لکھنو جاتا تھا، راستے میں صرف آپ کی زیارت کے لئے اتر پڑا ہوں، کیا آپ اہل سنت میں ایسے ہی ہیں جیسے ہمارے یہاں مجتہدین، میں نے التفات نہ کیا، غرض وہ رافضی اپنی طرف مجھے مخاطب کرتا تھا اور میں دوسری طرف منہ پھیر لیتا تھا، آخر اٹھ کر چلا گیا اس کے جانے کے بعد ایک صاحب شاکی ہوئے کہ وہ اتنی مسافت طے کر کے آیا اور آپ نے قطعی التفات نہ فرمایا میں نے ان سے یہ روایت بیان کی کہ:

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت ہے آپ مسجد نبوی سے نماز پڑھ کر تشریف لئے جاتے ہیں، ایک مسافر نے کھانا مانگا امیر المومنین اسے ہمراہ لے آئے خادم بحکم امیر المومنین کھانا حاضر کرتا ہے اتفاقاً کھاتے کھاتے اس کی زبان سے ایک بدمذہبی کا فقرہ نکل جاتا ہے جس پر حضور فوراً اس کے سامنے سے کھانا اٹھوا لیتے ہیں اور خادم کو حکم دیتے ہیں کہ اسے نکال دے۔

ہمارے ائمہ نے ان لوگوں کے ساتھ ہمیں یہ تہذیب بتائی ہے اب بھلا وہ کیا کہہ سکتے تھے خاموش ہو گئے۔

مسلمانوں کو اعلیٰ حضرت کی ناصحانہ تنبیہ

مسلمانو! ذرا ادھر خدا و رسول کی طرف متوجہ ہو کر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلاوجہ محض فحش مغلظہ گالیاں دینا اپنا شیوہ کر لیں بلکہ اپنا دین ٹھہرا لیں کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملو گے حاشا ہرگز نہیں، اگر تم میں نام کو غیرت باقی ہے، اگر تم میں انسانیت ہے، اگر تم اپنی ماں کو ماں سمجھتے ہو، اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو تو انہیں دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے، تمہاری آنکھوں میں خون اتر آئے گا، تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارا نہ کرو گے، للہ! انصاف؟

صدیق اکبر و فاروق اعظم زائد یا تمہارے ماں باپ، ام المومنین عائشہ صدیقہ زائد یا تمہاری ماں، ہم صدیق و فاروق کے ادنیٰ غلام ہیں اور الحمدللہ کہ ام المومنین کے بیٹے کہلاتے ہیں، ان کو گالیاں دینے والوں سے اگر یہ برتاؤ نہ برتیں جو تم اپنی ماں بلکہ اپنے آپ کو گالیاں دینے والوں سے برتتے ہو تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے برے ناخلف بیٹے

ہیں، ایمان کا تقاضا یہ ہے۔ آگے تم جانو اور تمہارا کام۔

نیچری تہذیب کے مدعیوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ذرا کوئی کلمہ ان کی شان کے خلاف کہا ان کا تھوک اڑنے لگتا ہے، آنکھیں لال ہو جاتی ہیں، گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں، اس وقت وہ مجنون تہذیب بکھری پھرتی ہے، وجہ کیا ہے کہ اللہ و رسول و معظمان دین سے اپنی وقعت دل میں زیادہ ہے، ایسی ناپاک تہذیب انہیں کو مبارک، فرزندان اسلام ان پر لعنت بھیجتے ہیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی سے بدمذہبوں کو نام لے لیکر اٹھا دیا۔

ایک مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز جمعہ میں دیر ہوگئی راستے میں دیکھا کہ چند لوگ مسجد سے لوٹتے ہوئے آرہے ہیں آپ اس ندامت کی وجہ سے کہ ابھی میں نے نماز نہیں پڑھی ہے چھپ گئے اور وہ اس ذلت کی وجہ سے جو مسجد شریف سے نکال دینے میں ہوئی تھی الگ چھپ کر نکل گئے۔

- رب العزت تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اے نبی جہاد فرما اور سختی فرما کافروں اور منافقوں پر۔ (التحریم، ۹)

- اور فرتا ہے رب عزوجل:

محمد اللہ کے رسول ہیں (ﷺ) اور جو ان کے ساتھی ہیں کفار پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ (الفتح، ۲۹)

- اور فرماتا ہے رب جل وعلا:

لازم کہ کفار تم میں سختی پائیں۔ (التوبہ، ۱۲۳)

تو ثابت ہوا کہ کافروں پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سختی فرماتے تھے۔ [الملفوظ اول، ص ۱۱۱ تا ۱۱۴]

اسم جلالت اور نام مبارک کا ادب

ایک روز مولانا حسنین رضا خاں صاحب برائے جواب کچھ استفتے سنا رہے تھے اور جواب لکھ رہے تھے ایک کارڈ پر اسم جلالت لکھ گیا اس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے ارشاد فرمایا:

یاد رکھو کہ میں کبھی تین چیزیں کارڈ پر نہیں لکھتا:

- اسم جلالت اللہ
- اور محمد اور احمد
- اور نہ کوئی آیت کریمہ،

مثلاً اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنا ہے تو یوں لکھتا ہوں حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام یا اسم جلالت کی جگہ مولیٰ تعالیٰ۔ [الملفوظ اول، ص ۱۱۵]

بدمذہبوں کی بے تہذیبی اور اعلیٰ حضرت کا جذبۂ ایمانی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے دین و سنت کی حمایت و پاسداری میں فرقہائے باطلہ کا رد و ابطال فرمایا اور احقاق حق کا اہم فریضہ انجام دیا۔ مگر بدمذہبوں نے اعلیٰ حضرت کو گالیاں دیں انہیں برا بھلا کہا ان کے خلاف محاذ آرائی کی، اسی بات کو اعلیٰ حضرت نے اپنی زبان سے بیان فرمایا جسے جامع ملفوظات حضور مفتی

اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں قلم بند فرماتے ہیں۔ (مرتب)

برملا فحش گالیاں دیتے ہیں، بعض خبثاء تو مغلظات سے بھرے ہوئے بیرنگ خطوط بھیجتے ہیں پھر ایک نہیں اللہ اعلم کتنے آتے ہیں مجھے اس کی پرواہ نہیں اس سے زیادہ میری ذات پر حملے کریں میں تو شکر کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے مجھے دین حق کی سپر بنایا کہ جتنی دیر وہ مجھے کوستے، گالیاں دیتے، برا بھلا کہتے ہیں اتنی دیر اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص سے باز رہتے ہیں، ادھر سے کبھی اس کے جواب کا وہم بھی نہیں ہوتا اور نہ کچھ برا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عزت ان کی عزت پر نثار ہی ہونے کے لئے ہے بلکہ ان پر نثار ہونا ہی عزت ہے۔

قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا: البتہ تم مشرکوں اور اگلے کتابیوں سے بہت کچھ برا سنو گے۔ (آل عمران، ۱۸۶)

بڑے بڑے ائمہ ومجتہدین وصحابہ وتابعین تو مخالفین کے سب وشتم سے بچے نہیں۔ یہ درکنار جب اللہ واحد قہار اور اس کے پیارے حبیب ومحبوب احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانا چاہی، انہیں عیب لگائے اور کوئی کس گنتی میں؟

- ایک صاحب ولایت نے حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں حاضری کا منزل دور دراز سے قصد فرمایا راہ میں جس سے محبوب الٰہی صاحب کا حال دریافت فرماتے لوگ تعریف ہی کرتے انہوں نے اپنے دل میں کہا میری محنت ضائع ہوئی، کہ یہ اگر حق گو ہوتے لوگ ضرور ان کے بدگو ہوتے۔ جب دہلی قریب رہی انہوں نے لوگوں سے پوچھا اب مذمتیں سنیں کوئی کہتا وہ دہلی کا مکار ہے، کوئی کچھ کہتا، کوئی کچھ کہتا، انہوں نے کہا الحمد للہ میری محنت وصول ہوئی۔
- حضرت یحیٰی علیہ الصلاۃ والسلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی الٰہی مجھے ایسا کر کہ مجھے کوئی برا نہ کہے ارشاد باری تعالیٰ ہوا اے یحیٰی یہ میں نے اپنے لئے تو کیا نہیں، کوئی میرا شریک بناتا ہے، کوئی فرشتوں کو میری بیٹیاں بتاتا ہے کوئی میرے لئے بیٹے ٹھہراتا ہے، لیکن نبی کی دعا خالی نہیں جاتی آج آپ دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام کو اکثر برا کہنے والے موجود ہیں لیکن حضرت یحیٰی علیہ السلام کا ایک بھی برا کہنے والا نہیں۔
- قادیانی سے بدزبان کو دیکھو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی کیسی توہین کرتا ہے یہاں تک کہ انہیں اور ان کی ماں صدیقہ بتول طاہرہ کو فحش گالیاں تک دیتا ہے، چار سو انبیاء کو صاف جھوٹا لکھا، حتیٰ کہ دربارۂ حدیبیہ خود شان اقدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ناپاک حملہ کیا مگر یحیٰی علیہ الصلاۃ والسلام کی تعریف ہی کی۔

ان ارشادات کے بعد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ،

اس پر بھی بعض احمق سختی کا الزام دیتے ہیں اللہ ورسول کو گالیاں دینا تو کوئی بات ہی نہ ہوا، نہ وہ سختی ہے، نہ بے تہذیبی، نہ کوئی بری بات، ادھر سے ان کی اس ناپاک حرکت پر کافر کہا اور بس سختی وبے تہذیبی سب کچھ ہوگئی۔ ہاں ہاں اللہ ورسول کی شان میں جو گستاخی کرے گا اسے ضرور کافر کہا جائے گا۔ کسے باشد، اور واللہ کہ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام بیان کرتا ہوں، میں تو ان کا چپراسی ہوں، چپراسی کا کام ہی سرکاری حکمنامہ پہنچانا ہے نہ کہ اپنی طرف سے کوئی حکم لگانا، اللہ کے کرم سے امید کہ وہ قبول فرمائے۔ آمین۔ [الملفوظ دوم، ص ۵۶، ۵۷]

دشمن دین سے اعلیٰ حضرت کی نفرت

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: دشمن تین ہیں۔

- ایک تیرا دشمن۔
- ایک تیرے دوست کا دشمن۔
- اور ایک تیرے دشمن کا دوست۔

یوں ہی اللہ عزوجل کے دشمن تینوں قسم ہیں۔

- ایک تو ابتداءً اس کے دشمن، وہ کافران اصلی ہیں۔
- دوسرے وہ کہ محبوبان خدا کے دشمن ہیں، جیسے دیوبندیہ، مرزائیہ، وہابیہ، روافض۔
- تیسرے وہ کہ ان دشمنوں میں کسی کے دوست ہیں، یہ سب اعداء اللہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

ہر مسلمان پر فرض اعظم ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے، یہ ہمارا عین ایمان ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اللہ کے سب دشمنوں سے دل میں سخت نفرت ہی پائی۔

ایک بار اپنے دیہات کو گیا تھا کوئی دیہی مقدمہ پیش آیا جس میں چوپال کے تمام ملازموں کو بدایوں جانا پڑا میں تنہا رہا اس زمانہ میں معاذ اللہ درد قولنج کے دورے ہوا کرتے تھے، اس دن ظہر کے وقت سے درد شروع ہوا اسی حالت میں جس طرح بنا وضو کیا اب نماز کو نہیں کھڑا ہوا جاتا، رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی مولیٰ عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے میں نے سنتوں کی نیت باندھی درد بالکل نہ تھا، جب سلام پھیرا اسی شدت سے تھا فوراً اٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی درد جاتا رہا، جب سلام پھیرا وہی حالت تھی بعد کی سنتیں پڑھیں درد موقوف اور سلام کے بعد پھر بدستور، میں نے کہا اب عصر تک ہوتا رہ پلنگ پر لیٹا کروٹیں لے رہا تھا کہ درد سے کسی پہلو قرار نہ تھا اتنے میں سامنے سے اسی گاؤں کا ایک برہمن (کہ خبیث بزعم خود قریب قریب توحید کا قائل اور براہ مکروفریب میرے خوش کرنے کے لئے مسلمانوں کی طرف مائل بنتا تھا) گزرا پھاٹک کھلا ہوا تھا مجھے دیکھ کر اندر آیا اور میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا کیا یہاں درد ہے؟ مجھے اس کا نجس ہاتھ بدن کو لگنے سے اتنی کراہت ونفرت پیدا ہوئی کہ درد کو بھول گیا اور یہ تکلیف اس سے بڑھ کر معلوم ہوئی کہ ایک کافر کا ہاتھ میرے پیٹ پر ہے، ایسی عداوت رکھنا چاہیے۔ [الملفوظ دوم، ص ۸۷]

اعلیٰ حضرت کے ساتھ دشمن دین کا برتاؤ

آدمی تین قسم کے ہیں:
(۱) مفید (۲) مستفید (۳) منفرد۔

- مفید وہ کہ دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔
- مستفید وہ کہ خود دوسرے سے فائدہ حاصل کرے۔
- منفرد وہ کہ دوسرے سے فائدہ لینے کی اسے حاجت نہ ہو اور نہ دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہو۔

مفید اور مستفید کو عزلت گزینی حرام ہے اور منفرد کو جائز بلکہ واجب۔

امام ابن سیرین کا واقعہ بیان فرما کر اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا:

وہ لوگ جو پہاڑ پر گوشہ نشیں ہوکر بیٹھ گئے تھے وہ خود فائدہ حاصل کئے ہوئے تھے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی ان میں قابلیت نہ تھی، ان کو گوشہ نشینی جائز تھی اور امام ابن سیرین پر عزلت حرام تھی۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے، ایک عالم صاحب کی وفات ہوئی ان کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا جنت عطا کی گئی نہ علم کے سبب بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھونک بھونک کر بھیڑوں کو بھیڑیئے سے ہوشیار کرتا رہتا ہے مانیں نہ مانیں یہ ان کا کام، سرکار نے فرمایا کہ بھونکے جاؤ بس اسقدر نسبت کافی ہے، لاکھ ریاضتیں، لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان، جس کو یہ نسبت حاصل ہے اس کو کسی مجاہدے، کسی ریاضت کی ضرورت نہیں، اور اسی میں ریاضت کیا تھوڑی ہے۔ جو شخص عزلت نشیں ہو گیا نہ اس کے قلب کو کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے نہ اس کی آنکھوں کو، نہ اس کے کانوں کو، اس سے کہئے جس نے اوکھلی میں سر دیا ہے اور چاروں طرف سے موسل کی مار پڑ رہی ہے، کئی ہزار کی تعداد میں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے نہ مجھ کو کبھی دیکھا، نہ میں نے کبھی ان کو دیکھا اور روزانہ صبح اٹھ کر پہلے مجھے کوستے ہوں گے پھر اور کام کرتے ہوں گے، بحمد اللہ تعالیٰ لاکھوں کی تعداد میں وہ لوگ بھی نکلیں گے جنہوں نے مجھ کو دیکھا اور نہ میں نے ان کو دیکھا اور روزانہ صبح اٹھ کر نماز کے بعد میرے لئے دعا کرتے ہوں گے۔

گالیاں جو چھاپتے ہیں اخباروں اور اشتہاروں میں وہ اخبار و اشتہار توردی میں جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ چٹکیاں جو ان کے دلوں میں لی گئی ہیں وہ قبروں میں ساتھ جائیں گی اور انشاء اللہ حشر میں رسوا کریں گی۔

صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وصال کو تیرہ سو برس سے زائد ہوئے اس وقت تک تبرے سے انہیں نجات نہیں، یہ کیوں اس لئے کہ غاشیہ اٹھایا حق کا اپنے کندھوں پر اور دور مٹایا اہل باطل کا۔ اللہ رحمت کرے عمر پر کہ حق گوئی نے انہیں ایسا کر دیا کہ ان کا کوئی دوست نہ رہا۔ [الملفوظ سوم، ص ۳۸، ۳۹]

غوث پاک سے اعلیٰ حضرت کی استعانت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی مجلس مبارک میں یہ تذکرہ ہوا کہ حضرت سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے یا زروق کہکر ندا کرے میں فوراً اس کی مدد کروں گا۔ اس پر آپ نے فرمایا:

مگر میں نے کبھی اس قسم کی مدد طلب نہ کی، جب کبھی میں نے استعانت کی یا غوث ہی کہا یک در گیر محکم گیر۔

میری عمر کا تیسواں سال تھا کہ حضرت محبوب الٰہی کی درگاہ میں حاضر ہوا احاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا تھا طبیعت منتشر ہوتی تھی، میں نے عرض کیا حضور میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اس شور و شغب سے مجھے نجات ملے جیسے ہی پہلا قدم روضہ مبارک میں رکھا ہے کہ معلوم ہوا سب ایک دم چپ ہو گئے، میں نے سمجھا کہ واقعی سب لوگ خاموش ہو گئے قدم درگاہ شریف سے باہر نکالا پھر وہی شور و غل تھا، پھر اندر قدم رکھا، پھر وہی خاموشی، معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے یہ بین کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی بجائے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک کے یا غوثاہ زبان سے نکلا، وہیں میں نے اکسیر اعظم قصیدہ بھی تصنیف کیا۔ [الملفوظ سوم، ص ۵۹، ۶۰]

آیت کریمہ سے اپنی تاریخ ولادت کا استخراج

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس مقدس میں ولادت کی تاریخوں کا ذکر

تھا اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

بحمد اللہ تعالیٰ میری ولادت کی تاریخ (۱۲۷۲ھ) اس آیت کریمہ میں ہے۔

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔ (المجادلة ، ۲۲)

جس کا ترجمہ یہ ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا ہے۔ اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی ہے۔

اس آیت مبارکہ کا شروع یہ ہے:

لَاتَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْكَانُوْا اٰبَآءَهُمْ اَوْاَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔ (المجادلة ، ۲۲)

نہ پائیں گے آپ ان لوگوں کو جو اللہ ورسول اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ ورسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگر چہ وہ ان کے باپ یا ان کی اولاد یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے قبیلے ہی کے کیوں نہ ہوں۔ اسی کے متصل فرمایا:

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ۔

بحمد اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں کے بچوں کو بھی بفضل اللہ تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلا دی گئی ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوا، اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ۔

بحمد اللہ تعالیٰ اگر قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لا الہ اللہ، دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اور بحمد اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب پر ہمیشہ فتح وظفر حاصل ہوئی، رب العزت جل جلالہ نے روح القدس سے تائید فرمائی۔

یہ سب برکات ہیں حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔

قرآن عظیم میں خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے واقعہ میں ہے کہ دو یتیم ایک مکان میں رہتے تھے اس کی دیوار گرنے والی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا۔

اس واقعہ کو فرمایا جاتا ہے، ان کا باپ صالح تھا اس کی برکت سے یہ رحمت کی گئی۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: وہ ان کی چودھویں پشت میں تھا، صالح باپ کی یہ برکات ہوتی ہیں۔ تو یہاں تو ابھی تیسری ہی پشت ہے دیکھئے کب تک برکات اس سلسلے میں رہیں۔ [الملفوظ سوم، ص ۶۷]

اعلیٰ حضرت کی نصیحت مفید ہوئی

میرے والد ماجد قدس اللہ سرہٗ العزیز کے خالہ زاد بھائی الف کے نام ب نہ جانتے تھے، یہاں ایک شخص صوفی بنے ہوئے تھے ان کے پاس آمد ورفت زیادہ تھی انہوں نے تفضیلیہ کر لیا، میرا پندرہ سولہ برس کا سن تھا میں انہیں حدیثیں سناتا اور سمجھاتا کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ تفضیل باطل ہے وہ نہ مانتے، افیون کے عادی تھے جب حج کو گئے اور تین منزل مدینہ طیبہ رہ گیا، افیون کی ڈبیہ نکالی کھانا چاہی فوراً بدن میں ایک جھرجھری پیدا ہوئی اور کہا کیا حضور کے سامنے بھی کھاؤں گا اور ہاتھ سے پھینک دی وہاں سے واپس آنے پر چند روز زندہ رہے، راہ میں افیون کھانا چھوڑ دیا تھا یہ (یعنی افیون کا کھانا) تھی بد اعمالی مگر وہ تھی عقیدے کی برائی

اور عقیدے کی برائی بدتر ہے بد اعمالی سے۔ مرتے وقت بیوی کو بلا کر کہا میرا بھتیجا مجھے سمجھایا کرتا تھا اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا اب میں سمجھا کہ وہی حق تھا، تم شاہد رہو کہ میرا وہی عقیدہ ہے جو احمد رضا کا ہے۔ [الملفوظ چہارم، ص ۳۱، ۳۲]

قدمبوسی سے ناگواری

اعلیٰ حضرت ایک صاحب کی طرف متوجہ ہو کر حکم مسئلہ ارشاد فرما رہے تھے ایک اور صاحب نے یہ موقع قدمبوسی سے فیضیاب ہونے کا اچھا سمجھا، قدمبوس ہوئے فوراً چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور ارشاد فرمایا اس طرح میرے قلب کو سخت اذیت ہوتی ہے یوں تو ہر وقت قدمبوسی ناگوار ہوتی ہے مگر دو صورتوں میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔

- ایک تو اس وقت کہ میں وظیفہ میں ہوں۔
- دوسرے جب میں مشغول ہوں اور غفلت میں کوئی قدم بوس ہو کہ اس وقت میں بول نہیں سکتا۔

میں ڈرتا ہوں خدا وہ دن نہ لائے کہ لوگوں کی قدمبوسی سے مجھے راحت ہو اور جو قدمبوس نہ ہو تو تکلیف ہو کہ یہ ہلاکت ہے۔

تعظیم اسی میں ہے کہ جس بات کو منع کیا جائے وہ پھر نہ کی جائے اگر چہ دل نہ مانے، کون مسلمان ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سنے تو سجدہ کرنے اور سر جھکانے کو اس کا دل نہ چاہے، واللہ العظیم اگر سجدہ کیا جائے تو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہوں گے، راضی نہ ہوں گے ورنہ ہم سے تو سجدہ بھی ان کی عظمت کے لائق نہیں ہو سکتا، ان کو فرشتوں نے سجدہ کیا، ان کو جبریل نے سجدہ کیا۔ [الملفوظ چہارم، ص ۳۶]

اعلیٰ حضرت کی غیبی مدد

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی مجلس اقدس میں دین کے اعدا اور ملت کے حاسدین کا ذکر تھا اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

میری عمر اتنی گزری لوگ میری مخالفت ہی کرتے رہے، ایک طرف کفار کا نرغہ، دوسری طرف حاسدین کا مجمع، مجھ سے بعض لوگوں نے کہا کہ مجموعۂ اعمال بھرا ہوا ہے، سیفیاں بھری پڑی ہیں، کوئی عمل کر لیجئے۔ میں نے کہا جنہوں نے یہ تلواریں مجھے دی ہیں انہیں کا یہ حکم ہے کہ تلوار کبھی ہاتھ میں نہ لینا، ہمیشہ ڈھال ہی سے کام لینا، چنانچہ کبھی کسی پر حربہ نہ کیا۔ سوائے ایک دفعہ کے کہ میں نے کرنا چاہا اور نہ ہوا، جس سے ثابت کر دیا گیا کہ تیرے کئے کچھ نہیں ہو سکتا ہم کرتے ہیں۔ وہ خود ایسی مدد کرتا ہے کہ اپنے آپ انتظام کرنے کی ضرورت نہیں۔

میری عمر ۱۹ ر سال کی تھی اس وقت رامپور کو ریل نہ تھی، بیل گاڑی پر سوار ہو کر گیا ساتھ میں عورتیں بھی تھیں، راستہ میں دریا پڑا گاڑی والے نے غلطی سے بیلوں کو اس میں ہانک دیا اس میں دلدل تھی بیل پہنچتے ہی گھٹنوں تک دھنس گئے اور نصف پہیہ گاڑی کا، جتنا بیل زور کرتے اندر دھنستے چلے جاتے تھے اب میں نہایت حیران کہ ساتھ میں عورتیں ہیں اتر سکتا نہیں کہ دلدل میں خود دھنس جانے کا اندیشہ، اسی پریشانی میں تھا کہ ایک بوڑھے آدمی جن کی صورت نورانی اور سفید داڑھی تھی نہ اس سے پہلے انہیں دیکھا تھا، نہ جب سے اب تک دیکھا تشریف لائے اور فرمایا کیا ہے؟ میں نے تمام واقعہ عرض کیا فرمایا یہ تو کوئی بات نہیں، گاڑی والے سے فرمایا ہانک اس نے کہا کدھر ہانکوں آپ دیکھتے ہیں دلدل میں گاڑی پھنسی ہے فرمایا ارے تجھے ہانکنا نہیں آتا ادھر کو ہانک یہ کہکر پہیہ کو ہاتھ لگایا فوراً گاڑی دلدل سے نکل گئی۔ ایسی معونتیں تو بحمد اللہ تعالیٰ بہت زائد ہوئیں۔

ایک بزرگ کی اعلیٰ حضرت کے لئے دعائے مغفرت

پہلی بار کی حاضری میں منی شریف کی مسجد میں مغرب کے وقت حاضر تھا اس وقت میں وظیفہ بہت پڑھا کرتا تھا اب تو بہت کم کر دیا ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمد للہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں، نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے ہیں۔ خیر جب لوگ مسجد سے چلے گئے تو مسجد کے اندرونی حصہ میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبلہ رو وظیفہ میں مصروف ہیں میں صحن مسجد میں دروازہ کے پاس تھا اور کوئی تیسرا مسجد میں نہ تھا، یکا یک ایک آواز گنگناہٹ کی سی اندر مسجد کے معلوم ہوئی جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے فوراً میرے قلب میں یہ حدیث آئی کہ

"اہل اللہ کے قلب سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے"۔

میں وظیفہ چھوڑ کر ان کی طرف چلا کہ ان سے دعائے مغفرت کراؤں، کبھی میں کسی بزرگ کے پاس بحمد اللہ تعالیٰ دنیاوی حاجت لیکر نہ گیا جب گیا تو اسی خیال سے کہ ان سے دعائے مغفرت کراؤں گا، غرض دو ہی قدم ان کی طرف چلا تھا کہ ان بزرگ نے میری طرف منہ کر کے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا:

اے اللہ میرے اس بھائی کی مغفرت فرما۔

الٰہی میرے اس بھائی کو بخشدے۔

پروردگار میرے اس بھائی کے گناہوں کو معاف فرما۔

میں سمجھ گیا کہ فرماتے ہیں ہم نے تیرا کام کر دیا اب تو ہمارے کام میں مخل نہ ہو میں ویسے ہی لوٹ آیا۔

بریلی کے ایک مجذوب سے ملاقات

بریلی میں ایک مجذوب بشیر الدین صاحب اخوندزادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے جو کوئی ان کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے تھے مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا میرے والد ماجد قدس سرہٗ کی ممانعت کہ کہیں باہر بغیر آدمی کے ساتھ لئے نہ جانا، ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا ان کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا وہ حجرہ میں چارپائی پر بیٹھے تھے مجھ کو بغور پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے، آخر مجھ سے پوچھا صاحبزادہ تم مولوی رضا علی خاں صاحب کے کون ہو میں نے کہا میں ان کا پوتا ہوں فوراً وہاں سے جھپٹے اور مجھ کو اٹھا کر لے گئے اور چارپائی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: آپ یہاں تشریف رکھئے پوچھا، کیا مقدمہ کے لئے آئے ہو؟ میں نے کہا مقدمہ تو ہے لیکن میں اس لئے نہیں آیا ہوں میں تو صرف دعائے مغفرت کے واسطے حاضر ہوا ہوں قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے، اللہ کرم کرے، اللہ رحم کرے، اللہ کرم کرے، اللہ رحم کرے۔

اس کے بعد میرے منجھلے بھائی (مولوی حسن رضا خاں صاحب مرحوم) ان کے پاس مقدمہ کی غرض سے حاضر ہوئے ان سے خود ہی پوچھا کیا مقدمہ کے لئے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں فرمایا مولوی صاحب سے کہنا قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے: نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ، بس دوسرے ہی دن مقدمہ فتح ہو گیا۔ [الملفوظ چہارم، ص ۴۹ تا ۵۱]

•••

بیعت وارشاد کے احکام ومسائل

جامع شرائط پیر سے مرید ہونا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنی نسبت وتعلق کا استوار کرنا ہے اس لئے بیعت کے لئے پیر کا جامع شرائط ہونا لازم ہے تو صحیح پیر وہی شخص ہوسکتا ہے جس کے اندر کم ازکم مندرجہ ذیل شرائط موجود ہوں۔ (مرتب)

بیعت کے شرائط

بیعت اس شخص سے کرنا چاہئے جس میں یہ چار باتیں ہوں ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی۔ (۱) سنی صحیح العقیدہ ہو۔ (۲) کم ازکم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی کی امداد کے اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے نکال سکے۔ (۳) اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔ (۴) فاسق معلن نہ ہو۔

حقیقی بیعت کا مطلب

بیعت کے معنی پورے طور سے بکنا، لوگ بیعت بطور رسم ہوتے ہیں بیعت کے معنی نہیں جانتے۔

بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے، حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں، ان مرید نے عرض کی یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا، حضرت خضر علیہ السلام غائب ہوگئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔

تجدید بیعت

حضور کے زمانہ میں بھی تجدید بیعت ہوتی تھی، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی، جہاد کو جارہے تھے پہلی بار فرمایا سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی، تھوڑی دیر بعد حضور نے فرمایا سلمہ تم بیعت نہ کروگے عرض کی حضور ابھی کرچکا ہوں، فرمایا پھر بھی، انہوں نے پھر بیعت کی، اخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے پھر ارشاد ہوا سلمہ تم بیعت نہ کروگے عرض کی یارسول اللہ میں دوبار بیعت کرچکا، فرمایا پھر بھی، غرض ایک جلسہ میں سلمہ سے تین بار بیعت لی۔ (بخاری)

[الملفوظ دوم، ص۴۶، ۴۷]

دوسرے پیر کی طرف رجوع

کسی شیخ سے بیعت کرکے دوسرے کی طرف رجوع کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اگر پہلے میں کچھ نقصان ہو تو بیعت ہوسکتی ہے ورنہ نہیں البتہ تجدید کرسکتا ہے۔

عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں کسی سلسلے کا آئے اس سے بیعت لے لیتا ہوں سوا غلامان قادری کے کہ بحر کو چھوڑ کر نہر کی طرف کوئی نہیں آتا۔ یعنی جو سلسلۂ قادریہ میں مرید ہوا وہ کسی دوسرے سلسلہ میں مرید نہیں ہوسکتا۔

[الملفوظ دوم، ص۴۳]

تصور شیخ اور اس کا فائدہ

یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اس کے قلب کے نیچے تصور کر کے اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت سے فیوض وانوار قلب شیخ پر فائض ہوتے اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آرہے ہیں پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہو جائے گی کہ شجر وحجر و در و دیوار پر شیخ کی صورت صاف نظر آئے گی یہاں تک کہ نماز میں بھی جدا نہ ہو گی اور پھر ہر حال اپنے ساتھ میں پاؤ گے۔

[الملفوظ دوم، ص ۵۱]

حقیقی وسچی ارادت

سبع سنابل شریف میں ہے ایک صاحب کو سزائے موت کا حکم بادشاہ نے دیا، جلاد نے تلوار کھینچی یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے۔ جلاد نے کہا اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں فرمایا "تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کر لیا ہے" اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا۔ اس کا نام ارادت ہے اگر اس طرح صدق عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو اس کو فیض ضرور آئے گا۔ اگر اس کا شیخ خالی ہے تو شیخ کا شیخ تو خالی نہ ہوگا اور بالفرض وہ بھی نہ سہی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو معدن فیض ومنبع انوار ہیں ان سے فیض آئے گا، سلسلہ صحیح ومتصل ہونا چاہیے۔

ائمہ دین فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام درج ہیں جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا کہ منتہائے نظر تک وسیع تھا اور اس میں قیامت تک کے میرے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا میں نے یہ سب تمہیں بخشدیئے۔

ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا ایک روپیہ دے، وہ نہ دیتا تھا، فقیر نے کہا روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دکان الٹ دوں گا، اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے اتفاقاً ایک صاحب دل کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے انہوں نے دکاندار سے فرمایا جلد روپیہ اسے دے ورنہ دکان لوٹ جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے، فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی؟ معلوم ہوا بالکل خالی ہے، پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا انہیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دکان الٹ دوں۔ تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھے۔ یہی سچی ارادت ہے۔

ازالۂ شبہ

یہاں پر ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ فقیر کو جبراً روپیہ دلانا ہوا حالانکہ جبراً کسی کا مال لینا جائز نہیں، اس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ

شریعت مطہرہ کے دو حکم ہیں ظاہر و باطن، قاضی وعامہ ناس کی رسائی ظاہر احوال ہی تک ہے ان پر اس کی پابندی لازم، اگرچہ واقف حقیقت حال کے نزدیک حکم بالعکس ہو۔

حضرت داؤد کا عجیب وغریب فیصلہ

اس کی نظیر زمانہ سیدنا داؤد علیہ الصلاۃ والسلام میں واقع ہو چکی، ایک فقیر مفلس بے نوا نان شبینہ کو محتاج دعا کیا کرتا کہ الٰہی رزق حلال عطا فرما، اتفاقاً کسی شب ایک گائے اس کے گھر میں گھس آئی یہ سمجھا کہ میری دعا قبول ہوئی یہ رزق حلال غیب سے مجھے عطا ہوا

ہے، گائے پچھاڑ کر ذبح کی اس کا گوشت پکایا اور کھایا، صبح مالک کو خبر ہوئی وہ سرکار نبوت میں نالشی ہوا سیدنا داؤد علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جانے دے تو مالدار ہے اس محتاج نے ایک گائے ذبح کرلی تو کیا ہوا وہ بگڑا اور کہا یا نبی اللہ میں حق چاہتا ہوں، فرمایا اگر حق چاہتا ہے تو گائے اسی کی تھی وہ اور برہم ہوا فرمایا نہ صرف گائے جتنا مال تیرے پاس ہے سب اسی کا ہے وہ اور زیادہ فریادی ہوا فرمایا تو بھی اسی کی ملک اور اسی کا غلام ہے۔

اب تو اس کی بیتابی کی حد نہ تھی فرمایا اگر تصدیق چاہتا ہے ابھی ہمارے ساتھ چل، اس فقیر اور اس گائے والے کو ہمراہ رکاب لیکر جنگل کو تشریف لے گئے، واقعہ عجیب تھا خلق کا ہجوم ساتھ ہولیا ایک درخت کے نیچے حکم دیا کہ یہاں کھودو، کھودنے سے انسان کا سر اور ایک خنجر جس پر مقتول کا نام کندہ تھا برآمد ہوا، نبی اللہ نے اس درخت سے ارشاد فرمایا شہادت ادا کر تو نے کیا دیکھا، پیڑ نے عرض کی یا نبی اللہ یہ اس فقیر کے باپ کا سر ہے یہ گائے والا اس کا غلام تھا اس نے موقع پا کر میرے نیچے اپنے آقا کو اسی کے خنجر سے ذبح کیا اور زمین میں مع خنجر دبا دیا اور اس کے تمام اموال پر قابض ہوگیا، اس کا یہ بیٹا بہت صغیر سن تھا اس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو بیکس و بے زر ہی پایا اور یہ بھی نہ جانا کہ اسکا باپ کون تھا اور اس کا کچھ مال بھی تھا یا نہیں، حکم باطن ثابت ہوا غلام گردن مارا گیا اور وہ تمام اموال وراثۃً فقیر کو ملے، وہی یہاں بھی ممکن کہ دکاندار اس فقیر کے مورث کا مدیون ہو اگر چہ وہ فقیر بھی اس سے واقف نہ ہو نہ یہ دکاندار اسے پہچانتا ہو، تو یہ جبرًا دلانا جبر نہیں بلکہ حق بحقدار رسانیدن۔[الملفوظ دوم، ص ۱۷۱،۱۷۲]

سچی ارادت سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

ارادت شرط اہم ہے بیعت میں بس مرشد کی ذرا سی توجہ درکار ہے اور دوسری طرف اگر ارادت نہیں تو کچھ نہیں ہوسکتا۔

ارادت ہو تو ایسی ہو

● ایک صاحب حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلاموں میں سے تھے انہوں نے واقعہ میں یعنی سوتے جاگتے میں دیکھا کہ ایک ٹیلہ پر یاقوت کی کرسی بچھی ہے اس پر حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور نیچے ایک مخلوق جمع ہے، ہر ایک اپنی اپنی چِٹھی دیتا ہے حضرت اس کو بارگاہ رب العزت میں پیش کرتے ہیں، یہ چپکے کھڑے رہے جب حضرت نے بہت دیر تک انہیں دیکھا اور انہوں نے کچھ نہ کہا تو خود فرمایا: لاؤ کہ میں تمہاری عرضی پیش کروں، انہوں نے عرض کیا کیا میرے شیخ کو معزول کردیا گیا؟ فرمایا خدا کی قسم ان کو معزول نہیں کیا اور نہ کبھی ان کو معزول کریں گے انہوں نے عرض کی تو بس میرا شیخ کافی ہے آنکھ کھلی حاضر ہوئے دربار میں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ واقعہ عرض کریں، قبل اس کے کہ کچھ عرض کریں حضور نے ارشاد فرمایا لاؤ کہ تمہاری عرضی پیش کروں۔ ارادت یہ ہے۔

جب تک مرید یہ اعتقاد نہ رکھے کہ میرا شیخ تمام اولیاء زمانہ سے میرے لئے بہتر ہے نفع نہ پائے گا۔

● علی بن ہیتی نے جو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص خلیفہ ہیں ایک بار حضور کی دعوت کی ان کے خاص مرید تھے حضرت علی جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ کھانا لائے خیال کرتے ہیں کہ روٹیاں کس کے سامنے پہلے رکھوں اپنے شیخ کے سامنے رکھتا ہوں تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے خلاف ہے اور اگر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھتا ہوں تو ارادت تقاضا نہیں کرتی، انہوں نے اس طرح روٹیاں گھمائیں کہ دونوں

کے حضور ایک ساتھ جا کر گریں، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ مرید تمہارا بہت باادب ہے، علی بن ہیتی نے عرض کیا بہت ترقیاں کر چکا ہے اب اس کو حضور اپنی خدمت میں لیں علی جوسقی یہ سنتے ہی ایک کونہ میں گئے اور رونا شروع کیا، حضور نے فرمایا اس کو اپنے ہی پاس رہنے دو جس پستان کا ہلا ہوا ہے اسی سے دودھ پئے گا دوسرے کو نہیں چاہتا۔ اپنے تمام حوائج میں اپنے شیخ ہی کی طرف رجوع کرے۔

شیخ کے حضور خاموش رہنا

بیکار باتوں سے تو ہر وقت پرہیز چاہئے اور شیخ کے حضور خاموش رہنا افضل ہے، ضروری مسائل پوچھنے میں حرج نہیں۔

اولیائے کرام فرماتے ہیں شیخ کے حضور بیٹھ کر ذکر بھی نہ کرے کہ ذکر میں دوسری طرف مشغول ہوگا اور یہ حقیقۃً ممانعت ذکر نہیں بلکہ تکمیل ذکر ہے کہ وہ جو کرے گا بلا توسل ہوگا اور شیخ کی توجہ سے جو ذکر ہوگا وہ بتوسط ہوگا، یہ اس سے بدرجہا افضل ہے۔ اصل کار حسن عقیدت ہے یہ نہیں تو کچھ نفع نہیں اور صرف حسن عقیدت ہے تو خیر اتصال تو ہے۔ پرنالہ کی مثل تم کو فیض پہنچے گا حسن عقیدت ہونا چاہئے۔ [الملفوظ سوم، ص ۶۰، ۶۱]

بیعت کی تبدیل ممنوع اور تجدید مستحب

تبدیل بیعت بلا وجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے، سلسلۂ عالیہ قادریہ میں نہ ہوا ہو اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کئے اس سلسلۂ عالیہ میں بیعت کرے یہ تبدیل بیعت نہیں بلکہ تجدید ہے کہ جمیع سلاسل اس سلسلۂ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں۔

تین قلندر بارگاہ نظامی میں

تین قلندر نظام الحق والدین محبوب الٰہی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا مانگا خدام کو لانے کا حکم فرمایا خادم نے جو کچھ اس وقت موجود تھا ان کے سامنے رکھا ان میں سے ایک نے وہ کھانا اٹھا کر پھینک دیا اور کہا اچھا کھانا لاؤ، حضرت نے اس ناشائستہ حرکت کا کچھ خیال نہ فرمایا، خدام کو اس سے اچھا لانے کا حکم فرمایا، خادم پہلے سے اچھا لایا، انہوں نے پھر پھینک دیا اور اس سے بھی اچھا مانگا حضرت نے اور اچھے کا حکم دیا غرض انہوں نے اس بار بھی پھینک دیا اور اس سے بھی اچھا مانگا اس پر اس قلندر کو اپنے پاس بلایا اور کان میں ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا اس مردار بیل سے تو اچھا تھا جو تم نے راستہ میں کھایا، یہ سنتے ہی قلندر کا حال متغیر ہوا۔ راہ میں تین فاقوں کے بعد ایک مرا ہوا بیل جس میں کیڑے پڑ گئے تھے ملا تھا اس کا گوشت کھا کر آئے تھے، قلندر حضور کے قدموں پر گرا حضور نے اس کا سر اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اور جو کچھ عطا فرمانا تھا عطا فرما دیا، اس وقت وہ وجد میں رقص کرتا اور یہ کہتا تھا کہ میرے مرشد نے مجھے نعمت عطا فرمائی۔ حاضرین نے کہا بے وقوف جو کچھ تجھے ملا وہ حضرت کا عطا کیا ہوا ہے یہاں تک تو بالکل خالی آیا تھا، کہا بے وقوف تم ہو اگر میرے مرشد نے مجھ پر نظر نہ کی ہوتی تو حضور کیوں نظر فرماتے، یہ اسی نظر کا ذریعہ ہے۔ اس پر حضرت نے کہا یہ سچ کہتا ہے اور فرمایا بھائیو! مرید ہونا اس سے سیکھو۔ [الملفوظ اول، ص ۱۲، ۱۳]

مراقبہ۔ ذکر و شغل

بعض اولیائے کرام جنہوں نے ذکر و شغل سے تربیت مریدین کی کیفیت ارشاد کی بیان فرماتے ہیں کہ جب ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے کامل کرلے تو چاہئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور اپنے پیش نظر جمالے، بشری صورت، نور کی طلعت، نور کے لباس میں، تاکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ اس کے آئینۂ دل میں جم جائے اور

اس سے وہ الفت پیدا ہو جس کے سبب حضور کے اسرار سے فائدہ لے، حضور کے انوار کے پھول چنے، اور جسے یہ تصور میسر نہ ہو وہ بھی خیال جمائے کہ گویا مزار مبارک کے سامنے حاضر ہے اور ہر بار جب ذکر میں نام پاک آئے تصور میں مزار اقدس کی طرف اشارہ کرتا جائے کہ دل جب ایک چیز سے مشغول ہو جاتا ہے پھر اس وقت دوسری چیز قبول نہیں کرتا۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۴۹]

پیر پر مرید کا حق

مرید کا پیر پر حق یہ ہے کہ

- اسے مثل اپنی اولاد کے جانے۔
- جو بات بری دیکھے اس سے منع کرے، روکے۔
- نیکیوں کی ترغیب دے۔
- حاضر و غائب اس کی خیر خواہی کرے۔
- اپنی دعا میں اسے شریک کرے۔
- اس کی طرف سے براہ نادانی جو گستاخی، بے ادبی واقع ہو اس سے درگزرے۔
- اس پر اپنے نفس کے لئے ناراض نہ ہو۔
- اس کی ہدایت کے لئے غصہ ظاہر کرے اور دل میں اس کی بھلائی کا خواستگار رہے۔
- اس کے مال سے کچھ طلب نہ کرے۔
- حتی المقدور اس کی ہر مشکل میں مددگار رہے وغیرہ وغیرہ۔

مرید پر پیر کا حق

پیر کے حقوق مرید پر شمار سے زیادہ ہیں خلاصہ یہ ہے کہ

- اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے۔
- اس کی رضا کو اللہ کی رضا اس کی ناخوشی کو اللہ کی ناخوشی جانے۔
- اسے اپنے حق میں تمام اولیائے زمانہ سے بہتر سمجھے۔
- اگر کوئی نعمت بظاہر دوسرے سے ملے تو اسے بھی پیر ہی کی عطا اور اسی کی نظر توجہ کا صدقہ جانے۔
- مال، اولاد، جان سب اس پر تصدق کرنے کو تیار رہے۔
- اس کی جو بات اپنی نظر میں خلاف شرع بلکہ معاذ اللہ کبیرہ معلوم ہو اس پر بھی نہ اعتراض کرے نہ دل میں بدگمانی کو جگہ دے بلکہ یقین جانے کہ میری سمجھ کی غلطی ہے۔
- دوسرے کو اگر آسمان پر اڑتا دیکھے جب بھی پیر کے سوا دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو سخت آگ جانے۔
- ایک باپ سے دوسرا باپ نہ بنائے۔
- اس کے حضور بات نہ کرے ہنسنا تو بڑی چیز ہے۔
- اس کے سامنے آنکھ کان دل ہمہ تن اسی کی طرف مصروف رکھے۔
- جو وہ پوچھے نہایت نرم آواز سے بکمال ادب بتا کر جلد خاموش ہو جائے۔

- اس کے کپڑوں، اس کے بیٹھنے کی جگہ، اس کی اولاد، اس کے مکان، اس کے محلہ، اس کے شہر کی تعظیم کرے۔
- جو وہ حکم دے کیوں نہ کہے، دیر نہ کرے، سب کاموں پر اسے تقدیم دے۔
- اس کی غیبت میں بھی اس کے بیٹھنے کی جگہ نہ بیٹھے۔
- اس کی موت کے بعد بھی اس کی زوجہ سے نکاح نہ کرے۔
- روزانہ اگر وہ زندہ ہے اس کی سلامت وعافیت کی دعا بکثرت کرتا رہے اور اگر انتقال ہو گیا ہو تو روزانہ اس کے نام پر فاتحہ ودرود کا ثواب پہنچائے۔
- اس کے دوست کا دوست، اس کے دشمن کا دشمن رہے۔
- غرض اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اس کے علاقہ کو تمام جہان کے علاقہ پر دل سے ترجیح دے اور اسی پر کاربند رہے، وغیرہ وغیرہ۔

جب یہ ایسا ہوگا تو ہر وقت اللہ عزوجل وسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحضرات مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مدد زندگی میں، نزع میں، قبر میں، حشر میں، میزان پر، صراط پر، حوض پر، ہر جگہ اس کے ساتھ رہے گی۔

اس کا پیر اگر خود کچھ نہیں، تو اس کا پیر تو کچھ ہے، یا پیر کا پیر یہاں تک کہ صاحب سلسلہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر یہ سلسلہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور ان سے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان سے اللہ رب العلمین تک مسلسل چلا گیا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ پیر چاروں شرائط بیعت کا جامع ہو پھر اس کا حسن اعتقاد سب کچھ پھل لاسکتا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۰۲]

بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا

علماء وصلحاء اور اپنے پیر کے ہاتھ پاؤں عقیدت ومحبت میں چومنا جائز ہے مگر عورتوں کو علماء یا اپنے پیر کے ہاتھ پاؤں چومنا منع ہے ہاں اگر عورت ضعیف ہے جس سے اندیشہ فساد نہیں تو وہ چوم سکتی ہے، لیکن بے حجابانہ نہیں بلکہ پردہ کے ساتھ ہو۔ آج کل جہال میں بعض جہال پیر بنے پھرتے ہیں اجنبی عورت سے خدمت لیتے، ان سے بے حجاب بات چیت کرتے اور عورتوں کو خواہ وہ جوان ہوں یا ضعیفہ مصافحہ اور دست بوسی وغیرہ کا موقع دیتے ہیں، یہ سخت حرام وناجائز ہے، اور بعض پیر ایسے بھی ہیں جن کو ان کے مریدین سجدہ کرتے ہیں حالانکہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والثناء میں غیر اللہ کو سجدہ حرام ہے، اگر تعظیم وتکریم اور تحیت کے لئے سجدہ کیا جائے تو یہ حرام ہے اور اگر عبادت کے طور پر سجدہ ہو تو یہ کفر ہے۔ (مرتب)

بزرگان دین کی قدم بوسی اور سجدۂ تحیت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

بزرگان دین کی قدم بوسی بلاشبہ جائز بلکہ سنت ہے، بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے مبارک چومے اور حضور نے منع نہ فرمایا۔

رہا سجدۂ تحیت تو وہ اگلی شریعتوں میں جائز تھا۔

- ملائکہ نے بحکم الٰہی حضرت سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کیا۔

- حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی زوجہ مقدسہ اور گیارہ صاحبزادوں نے حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کیا۔
- سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جو حضرت سیدنا مریم کے شکم مبارک میں تھے اور سیدنا یحییٰ علیہ الصلاۃ والسلام ان کی بہن کے شکم مقدس میں، جب حضرت مریم اپنی بہن کے پاس تشریف لائیں ان کی بہن عرض کرتیں میں دیکھتی ہوں کہ وہ جو میرے پیٹ میں ہے اس کے لئے سجدہ کرتا ہے جو تمہارے پیٹ میں ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۳۹۶]

سجدۂ تحیت کی تحریم

غیر خدا کو سجدہ بلا شبہ حرام ہے پھر اگر عبادت کے طور پر ہو تو قطعاً بالاجماع کفر ہے اور اگر بروجہ تحیت ہو تو کفر میں اختلاف ہے، اس کے حرام ہونے میں اختلاف نہیں اور حق یہی ہے کہ بے نیت عبادت حرام ہے، کبیرہ ہے مگر کفر نہیں۔ یعنی سجدہ کسی قسم کا شریعت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والثناء میں غیر خدا کے لئے مطلقاً جائز نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ

سجدۂ عبادت؟

اپنا رب حقیقی و مالک بالذات جان کر اس کے حضور غایت تذلل کے لئے زمین پر پیشانی رکھنا سجدہ عبادت ہے۔

انواع سجود اور ان کے احکام

- معبود نہ جان کر صرف اس کی عظمت کے لئے روبخاک ہونا سجدہ تعظیم ہے
- اور ملاقات کے وقت باہمی موانست کے لئے سجدۂ تحیت۔
- اور حق شناسی نعمت کے اظہار کو سجدۂ شکر۔
- سجدۂ عبادت مولیٰ عزوجل کے لئے ہے، فرض ہے۔
- سجدۂ شکر بھی خدائے تعالیٰ کے لئے ہے۔ مستحب ہے۔

سجدۂ تعظیم و سجدۂ تحیت دونوں غیر خدا کے لئے حرام ہیں کفر نہیں۔ اسی طرح سجدۂ شکر بھی غیر خدا کے لئے حرام ہے اور سجدۂ عبادت غیر اللہ کے لئے کفر قطعی۔

اور غیر خدا کے لئے زمین چومنا بھی حرام ہے اور جو چومے اور جس کے لئے چوما جائے اور وہ راضی ہو دونوں مرتکب کبیرہ، اور بہ نیت عبادت ہو تو یہ بھی کفر، کہ عبادت غیر کی نیت خود ہی کفر ہے اگرچہ اس کے ساتھ کوئی فعل نہ ہو۔

[فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۳۷۷، ۳۷۸]

عثمان غنی کی بیعت غائبانہ

صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو بیعت لی گئی اسے بیعت رضوان کہتے ہیں۔ اس بیعت میں امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر نہیں تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے مکہ مکرمہ کے حالات کا جائزہ لینے گئے تھے ان کی غیر موجودگی میں حضور نے ان کی بیعت لی، اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی پیر غائبانہ طور پر کسی سے بیعت لے تو وہ داخل سلسلہ ہو جائے گا اور وہ اس کا مرید کہلائے گا۔ بیعت رضوان کا تذکرہ قرآن میں بھی ہے اور حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھی۔ (مرتب)

- قرآن پاک میں ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وہ جو تم سے بیعت کرتے ہیں تو وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ (الفتح ۱۰)

- اور فرماتا ہے۔

بیشک اللہ راضی ہوا مسلمانوں سے جب وہ تم سے بیعت کرتے ہیں درخت کے نیچے۔ (الفتح، ۱۸)

- صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

جب یہ بیعت ہوئی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب تھے، بیعت، حدیبیہ میں ہوئی اور وہ مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے، پھر اسے اپنے دوسرے دست مبارک پر مار کر ان کی طرف سے بیعت فرمائی اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ (بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۵۴]

مرید ہونے کے فوائد

مرید ہونا سنت ہے اور اس سے فائدہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتصال مسلسل، یہاں تک فرمایا گیا کہ "جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے، صحت عقیدت کے ساتھ سلسلہ صحیحہ متصلہ میں اگر انتساب باقی رہا تو نظر والے تو اس کے برکات ابھی دیکھتے ہیں جنہیں نظر نہیں وہ نزع میں، قبر میں، حشر میں، اس کے فوائد دیکھیں گے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۹۹]

بدمذہب کا پیر شیطان ہے

جس کا کوئی پیر نہیں، شیطان اس کا پیر ہے، اس کے پورے مصداق وہ لوگ ہیں کہ مشائخ کرام کے قائل ہی نہیں جیسے روافض و وہابیہ و غیر مقلدین، اور محبوب رب ذوالجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرف و برکت اتصال کے لئے جامع شرائط شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہونا مسلمانوں کی سنت متوارثہ ہے اور اس میں بے شمار منافع و برکت دین و دنیا و آخرت ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۰۷]

پیر کامل نہ ملے تو کیا کرے

پیر کامل کے لئے چار شرائط ہیں (جو اوپر مذکور ہیں) اگر ان شرائط کا جامع پیر مل جائے تو اس کے ہاتھ پر بیعت کرلے اگر پیر کامل نہ ملے تو اس کے لئے درود شریف کی کثرت کا حکم آیا ہے یہ تو مجبوری کی حالت میں ہے ورنہ اگر جامع شرائط پیر ملنے کے باوجود مرید نہ ہو یا مرید ہونا ضروری نہ سمجھے یا انکار کرے ایسے ہی شخص کے لئے آیا ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں شیطان اس کا پیر ہے، وہ کبھی راہ یاب نہ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ سے سوال ہوا کہ جسے پیر کامل میسر نہ ہو تو طالب خدا کیا کرے، آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ

وہ درود شریف کی کثرت کرے یہاں تک کہ درود کے رنگ میں رنگ جائے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۰۲]

پیر کا سید ہونا ضروری نہیں

پیر ہونے کے لئے وہی چار شرطیں درکار ہیں، سادات کرام سے ہونا کچھ ضرور نہیں ہاں ان شرطوں کے ساتھ سید بھی ہو تو نور علیٰ نور، باقی اسے شرط ضروری ٹھہرانا تمام سلاسل طریقت کا باطل کرنا ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ سلسلۃ الذہب میں سیدنا امام علی رضا اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان جتنے حضرات ہیں کوئی سادات کرام سے نہیں، اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں تو امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بعد ہی سے امام حسن بصری ہیں کہ نہ سید نہ قریشی نہ عربی، اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا خاص آغاز ہی حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، اسی طرح دیگر سلاسل۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۱۲]

بیعت ایک وسیلہ ہے

بیعت سے اپنا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک استوار و مسلسل ہو جاتا ہے اولیاء کرام و پیران عظام جو جامع شرائط ہیں بارگاہ رسالت تک رسائی کا ایک ذریعہ و واسطہ ہیں اس لئے راہ سلوک میں کسی کامل کو مرشد بنانا ضروری ہے۔ (مرتب)

ائمہ کرام فرماتے ہیں: آدمی اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم زاہد کامل ہو اس پر واجب ہے کہ ولی عارف کو اپنا مرشد بنائے، بغیر اس کے ہرگز چارہ نہیں۔

وسیلہ کے لئے تو قرآن عظیم فرماتا ہے کہ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (المائدۃ، ۳۵)

- اللہ کی طرف وسیلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔
- اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف وسیلہ مشائخ کرام۔

سلسلہ بہ سلسلہ جس طرح اللہ عزوجل تک بے وسیلہ رسائی محال قطعی ہے یونہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک رسائی بے وسیلہ دشوار عادی ہے۔

دین و دنیا ہر جگہ پیر کامل کی مدد

احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب شفاعت ہیں اللہ عزوجل کے حضور وہ شفیع ہوں گے اور ان کے حضور علماء و اولیاء اپنے متوسلوں کی شفاعت کریں گے۔

مشائخ کرام دنیا و دین و نزع و قبر و حشر سب حالتوں میں اپنے مریدین کی امداد فرماتے ہیں۔

امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ فقہاء اور صوفیہ سب کے سب اپنے متبعین کی شفاعت کریں گے اور وہ اپنے متبعین اور مریدین کے نزع کی حالت میں روح کے نکلنے اور منکر نکیر کے سوالات، نشر اور حشر حساب اور میزان عدل پر اعمال تلنے اور پل صراط سے گزرنے کے وقت ملاحظہ فرماتے ہیں اور تمام مواقف میں سے کسی ٹھہرنے کی جگہ سے غافل نہیں ہوتے۔ (ت)

اس محتاج بے دست و پا سے بڑھ کر احمق، اپنی عافیت کا دشمن کون جو اپنی سختیوں کے وقت اپنے مددگار نہ بنائے؟

لوگوں سے تعلقات بڑھانا مفید ہے

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ کے بکثرت نیک بندوں سے رشتہ و علاقہ محبت پیدا کرو کہ قیامت میں ہر مسلمان کامل کو شفاعت دی جائے گی کہ اپنے علاقہ والوں کی سفارش کرے۔ [تاریخ ابن النجار]

کون بے پیرا کون شیطان کا مرید؟

بعض اولیاء کا قول ہے کہ "جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے" اس کے پیش نظر معلوم ہوتا ہے کہ بیعت لازمی چیز ہے ورنہ شیطان اس کا پیشوا ہوگا۔ اور یہ بات مشہور بھی ہے کہ بے پیرا ابلیس کا مرید ہے۔ لہٰذا وہ کون ہے جو شیطان کا مرید ہے اور وہ کونسی بیعت ہے جو ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے اور کس حالت میں یہ بات ہے کہ اگر بیعت کا پٹہ گلے میں نہیں ہے تو نجات مل سکتی ہے۔ (مرتب)

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

شیخ یعنی مرشد و راہنما و ہادی راہ خدا دو طور پر ہے۔

(۱) **عام ھادی:** کلام اللہ وکلام ائمہ شریعت وطریقت، کلام علمائے اہل ظاہر وباطن ہے۔

- اسی سلسلہ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلام علما
- علما کا رہنما کلام ائمہ
- ائمہ کا مرشد کلام رسول
- رسول کا پیشوا کلام اللہ

(۲) **خاص:** یہ کہ کسی خاص بندۂ خدا ہادی، ہدایت یافتہ، پیشوائی اور ہدایت کے قابل جو جامع شرائط بیعت ہو اس کے ہاتھ پر بیعت کرے اور اپنے اقوال وافعال وحرکات وسکنات میں، شریعت وطریقت کے مطابق ہدایات کا پابند رہے۔
شیخ ومرشد بمعنی اول ہر شخص کو ضرور ہے۔ اور ایسا شخص بے پیر، قطعاً راہ اسلام سے دور ہے، اس کی عبادت تباہ وبرباد، اس سے سلام کی ابتدا ممنوع وبرا ہے اور وہ روز قیامت گروہ شیطان میں اٹھایا جائے گا۔
جس شخص نے ائمہ ہدیٰ کو اپنا مرشد وامام نہ مانا تو وہ امام ضلالت یعنی شیطان لعین کا مرید ہوا، لامحالہ وہ روز قیامت اسی کے گروہ میں اٹھے گا۔

مگر کلمہ گویوں میں اس طرح کے بے پیرے چار گروہ ہوسکتے ہیں۔

اوّل: وہ کافر جو سرے سے قرآن وحدیث ہی کو نہ مانے، جیسے نیچری کہ صراحۃً مردود وبے سود بتاتے ہیں اور قرآن کے یقینی قطعی معانی حق کو رد کرکے اپنے دل سے گڑھ کر کہانی، پہیلی بناتے ہیں۔

دوم: غیر مقلد کہ بظاہر قرآن وحدیث کو مانتے اور ارشادات ائمہ دین وحاملان شرع متین کو باطل ونامعتبر جانتے ہیں، یہ سلسلہ بیعت توڑ کر براہ راست خدا ورسول سے ہاتھ ملایا چاہتے ہیں۔

سوم: وہابیہ مقلدین کہ اگرچہ بظاہر فروع فقہیہ میں تقلید ائمہ کا نام لیتے ہیں مگر اصول وعقائد میں صراحۃً سواد اعظم کے خلاف چلتے ہیں اور اولیائے کرام کے مقامات ومناصب اور تصرفات ومراتب کے نام سے جلتے ہیں۔

چہارم: اسی طرح تمام گمراہ بدمذہب فرقے جیسے رافضی، خارجی، معتزلی، قدری، جبری وغیرہم کہ ان سب نے راہ ہدیٰ چھوڑ کر اپنی ہوا کو امام بنایا اور اپنا سلسلہ بیعت شیطان لعین سے جا کر ملایا۔

حاصل یہ کہ کلمہ جامعہ یہی ہے کہ جو اہل بدعت وہوا ہیں یعنی مخالفان اہل سنت وجماعت وہی اس معنی پر بے پیر صادق اور ان تمام احکام کے ٹھیک مستحق ہیں۔

کوئی سنی صحیح العقیدہ بے پیرا نہیں

سنی صحیح العقیدہ کہ ائمہ ہدیٰ کو مانتا، تقلید ائمہ ضروری جانتا، اولیاء کرام کا سچا معتقد، تمام عقائد پر راہ حق پر مستقیم، وہ ہرگز بے پیر نہیں، وہ چاروں مرشدان پاک یعنی کلام خدا ورسول وائمہ وعلمائے ظاہر وباطن اس کے پیر ہیں بلکہ اگر اسی حالت پر ہے تو مثل اور لاکھوں مسلمانان اہل سنت کے اس کا ہاتھ شریعت مطہرہ کے ہاتھ میں ہے اگرچہ بظاہر کسی خاص بندۂ خدا کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف نہ ہوا ہو۔

ہاں بیعت وامامت کبریٰ کیلئے صحیح حدیث میں ارشاد ہوا۔

جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچا اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس قیامت کے دن کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو اس حال میں مرجائے کہ اس کی گردن میں بیعت کا پٹکا نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ (ت)

کیا عورت پیر بن سکتی ہے؟

اسلاف کرام کے زمانے سے اب تک کوئی عورت پیر نہیں بنی نہ اس نے کسی سے بیعت لی کیوں کہ عورت کا پیر بننا جائز نہیں نہ وہ کسی سے بیعت ارادت لے سکتی ہے ہاں عورت عابدہ زاہدہ ولیہ ہو سکتی ہے۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

اولیائے کرام کا اجماع ہے کہ داعی الی اللہ کا مرد ہونا ضرور ہے لہٰذا سلف صالحین سے آج تک کوئی عورت نہ پیر بنی نہ بیعت کیا۔

حدیث میں ہے: حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہرگز وہ قوم فلاح نہ پائے گی جس نے کسی عورت کو والی بنایا۔ (ت) (بخاری، ترمذی، نسائی)

امام عارف باللہ عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

بیشک اہل کشف نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کا مرد ہونا شرط ہے اور سلف صالحین سے یہ مروی نہیں کہ کوئی عورت مریدین کی تربیت کرنے کے درپے ہوئی ہو، یہ عورت کے ناقص العقل ہونے کے سبب سے ہے یعنی عورت چونکہ ناقص العقل ہوتی ہے اس لئے اس میں دوسرے کی تربیت واصلاح کی صلاحیت کم ہوتی ہے، اگرچہ ان کے بعض میں کمال وارد ہے جیسے کہ مریم بن عمران اور آسیہ فرعون کی بیوی، یہ کمال تقویٰ اور دین کے لحاظ سے ہے لوگوں کے درمیان حکومت کرنے کی نسبت سے نہیں، مردوں میں یہ بات مقامات ولایت میں سلوک کے سبب سے ہے، عورت کی غایت امر یہی ہے کہ وہ عابدہ زاہدہ ہو جیسا کہ رابعہ عدویہ بصریہ وغیرہا۔ (ت)

حضرت طلحہ کی بیعت بالواسطہ

جب حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جنگ صفین میں) اپنی خطائے اجتہادی سے رجوع فرما کر دست حق پرست حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر تجدید بیعت چاہی، ظالم کے ہاتھ سے زخمی ہو چکے تھے، امیر المومنین علی تک وصول کی طاقت نہ تھی، امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لشکر کا ایک سپاہی گزرا، اسے بلا کر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی اور روح اقدس جوار اقدس رحمت الٰہی میں پہنچی۔

امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے یہ حال سن کر فرمایا اللہ عزوجل نے طلحہ کا جنت میں جانا نہ مانا جب تک میری بیعت ان کی گردن میں نہ ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیخ کی وفات کے بعد ان کے نائب وجانشین سے ارادت وبیعت حاصل کرنا اگرچہ تجدید بیعت ہے مگر وہ اپنے شیخ کا ہی مرید کہلائے گا نائب کا نہیں، اس لحاظ سے اپنے شیخ کے جانشین سے تجدید بیعت وتجدید عہد میں کوئی حرج نہیں، جیسے یہاں پر کہ امیر المومنین نے حضرت طلحہ کی بیعت کو اپنی ہی بیعت قرار دیا نہ کہ لشکری کی، اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین ہی کو امیر المومنین ومستحق بیعت سمجھا نہ کہ معاذ اللہ لشکری کو۔ (نقاء السلافۃ فی البیعۃ والخلافۃ)

مرشد خاص کی دو قسم

مرشد خاص جسے پیر و شیخ کہتے ہیں وہ دو قسم ہے

اول: شیخ اتصال، یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو جائے، اس کے لئے چار شرطیں ہیں۔

(۱) شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا ہو، بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعہ سے اتصال ناممکن۔

بعض لوگ بلا بیعت محض بزعم وراثت اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی، بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں، یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کر دیا گیا اس میں فیض نہ رکھا گیا لوگ براہ ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں، یا سلسلہ فی نفسہ اچھا تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بعض شرائط نہ ہونے کے سبب قابل بیعت نہ تھا، اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے۔ ان صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال حاصل نہ ہوگا، بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے۔

(۲) شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو، بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک۔

آج کل بہت کھلے بددینوں بلکہ بے دینوں یہاں تک کہ وہابیہ نے کہ سرے سے منکر ودشمن اولیاء ہیں مکاری کے لئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے، ہوشیار! خبردار! احتیاط، احتیاط!

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

بہت سے ابلیس انسانی شکل میں ہیں، پس ہر ہاتھ میں ہاتھ دینا نہیں چاہئے۔ [ت]

(۳) عالم ہو، علم فقہ اسی کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائد اہلسنت سے پورا واقف، کفر واسلام و ضلالت وہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو، ورنہ آج بدمذہب نہیں کل ہو جائے گا۔

صدہا کلمات وحرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہ جہالت ان میں پڑ جاتے ہیں، اول تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ان کے قول یا فعل سے کفر سرزد ہوا، اور بے اطلاع، توبہ ناممکن، تو مبتلا کے مبتلا ہی رہے، اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطبع جاہل ڈر بھی جائے، توبہ بھی کر لے، مگر وہ جو سجادہ مشیخت پر ہادی ومرشد بنے بیٹھے ہیں ان کی عظمت خود ان کے قلوب میں ہے کب قبول کرنے دے۔

(۴) فاسق معلن نہ ہو، اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں کہ صرف فسق باعث فسخ نہیں، مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب، دونوں کا اجتماع باطل۔

دوم: شیخ ایصال، کہ شرائط مذکورہ کے ساتھ مفاسد نفس النفس کے فسادات، شیطان کی مکاریوں، خواہشات کا شکار ہونے سے آگاہ ہو، دوسرے کی تربیت جانتا اور اپنے متوسل پر شفقت تامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے، ان کا علاج بتائے جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں حل فرمائے، نہ محض سالک ہو، نہ نرا مجذوب۔

عوارف شریف میں فرمایا یہ دونوں قابل پیری نہیں۔

- اول اس لئے نہیں کہ ابھی وہ راہ میں ہے۔
- اور دوسرا طریق تربیت سے غافل ہے، بلکہ مجذوب سالک ہو، یا سالک مجذوب، اور اول اولیٰ ہے۔

بیعت کی دو قسم

اول: بیعت برکت، کہ صرف تبرک کے لئے داخل سلسلہ ہو جانا، آج کل عام بیعتیں یہی ہیں۔ وہ بھی نیک نیتوں کی، ورنہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراض فاسدہ کے لئے ہوتی ہے، اس بیعت کے لئے شیخ اتصال کہ شرائط اربعہ کا جامع ہو، بس ہے۔

یہ بیعت بھی بیکار نہیں ہے بلکہ مفید اور بہت مفید ہے اور دنیا و آخرت میں کار آمد ہے، محبوبان خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھا جانا، ان سے سلسلہ متصل ہو جانا فی نفسہ سعادت ہے۔

خرقہ ارادت و تبرک

سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عوارف المعارف شریف میں فرماتے ہیں واضح ہو کہ خرقے دو ہیں:

(۱) خرقہ ارادت (۲) خرقہ تبرک

مشائخ کا مریدوں سے اصلی مطالبہ خرقہ ارادت ہے اور خرقہ تبرک کو اس سے مشابہت ہے تو حقیقی مرید کے لئے خرقہ ارادت ہے اور مشابہت چاہنے والوں کے لئے خرقہ تبرک اور جو کسی قوم سے مشابہت چاہے وہ انہیں میں ہے۔ (ت)

محبوبان خدا رحمت کی نشانیاں ہیں وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے ہیں اور اس پر نظر رحمت رکھتے ہیں۔

غوث پاک سے نسبت کا فائدہ

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی ہو، نہ حضرت کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ آپ کے مریدوں میں شمار ہوگا؟ فرمایا:

جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے اور اپنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں شامل کرے اللہ اسے قبول فرمائے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا، اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اور میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

دوم: بیعت ارادت، کہ اپنے ارادہ و اختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ مرشد ہادی برحق واصل بحق کے ہاتھ میں بالکل سپرد کر دے، اسے مطلقاً اپنا حاکم و مالک و متصرف جانے، اس کے چلانے پر راہ سلوک چلے کوئی قدم بے اس کی مرضی کے نہ رکھے، اس کے لئے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام اگر اس کے صحیح نہ معلوم ہوں، انہیں افعال خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے مثل سمجھے، اپنی عقل کا قصور جانے، اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے، اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے، غرض اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے، یہ بیعت سالکین ہے، اور یہی مقصود مشائخ مرشدین ہے، یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے، یہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لی ہے، جسے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری، ہر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون و چرا نہ کریں گے۔

شیخ ہادی کا حکم، رسول کا حکم ہے اور رسول کا حکم، اللہ کا حکم ہے اور اللہ کے حکم میں مجال دم زدن نہیں۔

عوارف شریف میں ہے کہ شیخ کے زیر حکم ہونا اللہ ورسول کے زیر حکم ہونا ہے اور اس بیعت کی سنت کا زندہ کرنا ہے۔

یہ اس مرید کے لئے ہوتا ہے جس نے اپنی جان کو شیخ کی قید میں کردیا اور اپنے ارادے سے بالکل باہر آیا، اپنا اختیار چھوڑ کر شیخ میں فنا ہوگیا۔

مرید کی بدبختی کب

اسی عوارف شریف میں ہے:

پیروں پر اعتراض سے بچے کہ یہ مریدوں کے لئے زہر قاتل ہے، کم کوئی مرید ہوگا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فلاح پائے، شیخ کے تصرفات سے جو کچھ اسے صحیح نہ معلوم ہوتے ہوں ان میں خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے واقعات یاد کرلے کیوں کہ ان سے وہ باتیں صادر ہوتی تھیں بظاہر جن پر سخت اعتراض تھا (جیسے مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کردینا، بے گناہ بچے کو قتل کردینا، گرتی دیوار کو سیدھا کردینا) پھر جب وہ اس کی وجہ بتاتے تھے ظاہر ہوجاتا تھا کہ حق یہی تھا جو انہوں نے کیا، یوں ہی مرید کو یقین رکھنا چاہئے کہ شیخ کا جو فعل مجھے صحیح معلوم نہیں ہوتا، شیخ کے پاس اس کی صحت پر دلیل قطعی ہے۔

رسالہ قشیریہ میں ہے جو اپنے پیر سے کسی بات میں کیوں؟ کہے کبھی فلاح نہ پائے گا۔ (فتاویٰ افریقہ)

بعض شرائط بیعت کی توضیح

حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ اپنی کتاب سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں۔

پیری مریدی چند شرائط پر مبنی ہے جن کے بغیر پیری مریدی صحیح نہیں۔

- پہلی شرط یہ ہے کہ پیر مسلک صحیح رکھتا ہو۔
- دوسری شرط یہ ہے کہ پیر حقوق شرعیہ ادا کرے۔
- تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقائد مذہب اہل سنت وجماعت کے مطابق ہوں۔
- چوتھی شرط یہ ہے کہ سلسلہ متصل ہو۔ (مرتب)

یہ وہ شرطیں ہیں جن کے بغیر پیری ومریدی ہرگز صحیح نہیں ہوسکتی (یعنی اتباع احکام شریعت میں سست اور کاہل نہ ہو)

پھر اول کی تفصیل ارشاد فرما کر شرط دوم کے متعلق فرمایا:

پیری مریدی کی دوسری شرط کی توضیح یہ ہے کہ پیر کو عالم باعمل ہونا ضروری ہے، شریعت کی مقررہ فرمودہ عبادات و احکام میں کوتاہی اور سستی کو دخل نہ دے، اب اگر کوئی شخص عبادات (فرائض وواجبات، سنن ومستحبات، محرمات ومکروہات) سے واقف نہیں تو ظاہر ہے کہ وہ ان پر عمل نہ کرسکے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ حد شریعت سے گر جائے گا اور اب پیر بننے کا اہل نہ رہے گا، اس لئے جو شخص مقام حقیقت سے گرتا ہے وہ طریقت پر رک جاتا ہے، اور جو طریقت سے گرتا ہے شریعت پر ٹھہر جاتا ہے، اور جو شخص شریعت سے گرتا ہے وہ گمراہی میں پڑجاتا ہے، اور گمراہ آدمی پیری کے قابل نہیں، پھر جو درویش کہ مرجع خلائق ہو، اس پر شریعت کے احکام جزئیہ کی احتیاط فرض ولازم ہوجاتی ہے، لہٰذا اس پر فرض ہے کہ شریعت کے آداب و مستحبات سے بھی کسی ادب ومستحب سے غافل نہ رہے اور اسے فوت نہ ہونے دے کہ یہ چیز مریدوں کی گمراہی کی سند ہوجاتی

ہے اور مریدین اسے حجت بنا کر کہتے ہیں کہ ہمارے پیر صاحب نے تو یہ کیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ گمراہ وگمراہ کن بن جاتے ہیں۔

پھر تمام شرائط بیان کر کے فرمایا:

غرض یہ کہ مرید جب پیر کو ان تینوں شرطوں کا جامع پائے تو اب اس کے ہاتھ پر بیعت کرے کہ جائز و مستحسن ہے، اور اگر پیر میں ان شرطوں میں سے کوئی شرط بھی نہ پائی جائے تو اس سے بیعت جائز نہیں، بلکہ اگر کسی نے نادانستہ ایسے پیر سے بیعت کر لی تو اس پر اس بیعت کا توڑ دینا واجب ہے۔ (رسالہ مقال العرفاء)

مراقبہ اور تصور شیخ

مرید کو پیر سے گہرا ربط اور مضبوط تعلق ہوتا ہے پیر کامل کے ذریعہ سے مرید پر فیضان الٰہیہ کا ظہور ہوتا ہے، مرید کو پیر سے جتنی عقیدت ومحبت ہوگی فیضان کے راستے اتنے ہی وسیع و کشادہ ہوں گے مرید اپنے شیخ کا تصور کرے اور سمجھے کہ مجھ پر شیخ کی صورت مثل چادر کے ہے اور دل کو دیگر خیالات سے پاک کرے، دل کے آئینے میں صرف اپنے شیخ کی صورت کا عکس جمیل ہو اور خیال یہ ہو کہ بارگاہ الٰہی سے فیضان کا نزول ہوتا ہے، بارگاہ رسالت سے ہو کر میرے شیخ کے واسطے سے مجھ پر نازل ہو رہا ہے تو اسے برکت وسعادت ملنے کی امید ہے۔ (مرتب)

تصور شیخ اور رابطہ قلبی سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ متعدد کتب ورسائل کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

- خدا تک پہنچنے کی تیسری راہ شیخ کے ساتھ رابطہ کا طریقہ ہے چاہئے کہ اس کی صورت اپنے خیال میں محفوظ رکھ کر قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو یہاں تک کہ اپنے نفس سے غیبت وفنا ہاتھ آئے۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ)
- اگر تو ترقی سے رک رہے تو یوں چاہئے کہ صورت شیخ کو اپنے داہنے شانے پر اور شانے سے دل تک ایک امر کشیدہ فرض کرلے اور اس پر صورت شیخ کو لا کر اپنے دل میں رکھے کہ اس سے تیرے لئے غیبت وفنا ملنے کی امید ہے۔ (انتباہ)
- مرشد کی صورت کو پیش خاطر رکھے اور ذکر کے بعد کہے الرفیق، اور پھر الطریق، مرشد کے حق میں ہے، یہ طریقہ نفسانی خواہشات اور شیطانی وسوسوں کی نفی میں موثر ہے۔ (ت) (انتباہ، رسالہ عزیزیہ)
- موجودہ طریقوں کے مراقبات جو آخر زمانہ میں مروج ہوئے کتاب وسنت سے ماخوذ نہیں ہیں بلکہ مشائخ حضرات نے بطور الہام اللہ تعالیٰ سے پائے ہیں، جبکہ شریعت ان کی تفصیل سے ساکت ہے مگر وہ اباحت کے درجہ میں ہیں۔
(ت) (مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں)
- ہر وقت کے مناسب اشغال اور ریاضات ہر زمانہ کے مناسب، جدا جدا ہیں اسی لئے وقت کے محقق لوگ اپنے طریقہ وسلسلہ کے اکابر سے اشغال کی تجدید میں کوشش کرتے رہے ہیں۔ (ت)
- اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اور ہر شغل میں یاد رکھو دل، روح، سری، خفی، سانس یک ضربی یا دو ضربی ہو، یا سانس بند کر کے ہو، یا بغیر بند کئے ہو، برزخ کے ذریعہ یا بے برزخ وغیرہا خصوصیات جن کو اہل طریقت ماہرین نے اخذ کیا ہے، ان میں سے کسی مخصوص طریقہ کو متعین کرنا مرشد کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ حال کے مطابق جس کو مناسب سمجھے اس کی تلقین کرے۔ (ت) (تفسیر عزیزی)

- وصول کے طریقوں میں اقرب ترین طریقہ رابطہ ہے کہ بہت سے ابدی دولت والے اس سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔

(ت)(مکتوبات شیخ مجدد، جلد اول)

- سب سے بڑا اور اعلیٰ مقصد اللہ جل شانہ تک رسائی ہے لیکن کوئی طالب ابتدائی مرحلہ میں دنیاوی مشاغل کی وجہ سے انتہائی کثافت اور کہتری میں ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ انتہائی پاک اور بلند ذات ہے اس وجہ سے طالب اور مطلوب کے درمیان فیض کے حصول و عطا کے لئے کوئی مناسبت نہیں ہے لہٰذا ضروری ہے راستہ جاننے اور دیکھنے والا مرشد واسطہ بنے ۔ابتدائی اور درمیانی مرحلہ میں پیر کے آئینہ کے بغیر مطلوب کو نہیں دیکھ سکتا۔(ت)(مکتوبات شیخ مجدد، جلد اول)

- تمہارے رابطہ کی نسبت صاحب رابطہ کے ساتھ ہموار ہو جائے اور فیوض کا واسطہ عکس ڈالے تو اس عظیم نعمت کا شکر بجالانا چاہئے۔(ت)(مکتوبات شیخ مجدد، جلد ۲)

جمال حضور کا تصور، تصور شیخ کی اصل ہے

تصور شیخ کی اصل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور جمال و کمال ہے، علماء فرماتے ہیں کہ جسے مزار مطہر کی زیارت نصیب نہیں وہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف کے وقت اور ہر وقت اپنے دل میں یہ تصور جمائے رہے کہ میں حضور رسالت میں حاضر ہوں تو اسے قربت و الفت حاصل ہوگی۔

طریقہ تصور

- مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے:

بعض علماء جنہوں نے اذکار اور ان سے تربیت مرید کی کیفیت بیان کی، فرماتے ہیں: کہ جب ذکر لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ، کو کامل کرے تو چاہئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور اپنے پیش نظر جمائے بشری صورت، نور کی طلعت، نور کے کپڑوں میں، اس غرض سے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت اس کے آئینہ روح میں نقش ہو جائے اور وہ الفت پیدا ہو جس کے سبب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسرار سے استفادہ اور انوار سے اقتباس کر سکے۔

جسے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور روزی نہ ہو وہ یہی خیال جمائے کہ گویا مزار مبارک کے سامنے حاضر ہے اور ہر بار ذکر شریف کے ساتھ مزار اقدس کی طرف اشارہ کرتا رہے، یہ اس لئے کہ دل کو جب ایک چیز مشغول کر لیتی ہے تو اس وقت دوسری کسی شئی کو قبول نہیں کرتا۔

- امام ابن الحاج مدخل میں فرماتے ہیں:

جسے مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت جسم سے نصیب نہ ہوئی ہو وہ ہر وقت دل سے اس کی نیت رکھے اور دل میں یہ تصور جمائے کہ میں حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کے حضور حاضر ہوں، حضور سے اس کی بارگاہ میں اپنے لئے شفاعت مانگتا ہوں، جس نے حضور کی امت میں داخل فرما کر مجھ پر احسان کیا

- فاضل رفیع الدین خان مراد آبادی تاریخ الحرمین میں لکھتے ہیں:

ایک رات میں طواف کر رہا تھا ہجوم کثیر تھا، میں نے اپنے خیال میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو یاد کیا اور تصور کیا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام طواف فرما رہے ہیں اور صحابہ کرام کی جماعت بھی حضور کے ساتھ طواف کر رہی ہے اور میں بھی

آپ کے طفیل وہاں مجمع میں حاضر ہوں۔

اور ایک روز میں بیت اللہ شریف کے آگے کھڑا دعا کر رہا تھا کہ مجھے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا فتح مکہ والا منظر یاد آیا اور تصور کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح کے روز بیت اللہ شریف کے دروازے پر تشریف فرما ہیں اور صحابہ اپنے مراتب کے لحاظ سے اپنی جگہ پر خدمت میں حاضر ہیں اور کفار مکہ ڈرتے ہوئے پریشان آپ کے سامنے آرہے ہیں اور آپ ان کو معاف فرما رہے ہیں، اس تصور کی برکت سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے وسیلے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا کے سبب تمام اقارب واحباب کی مغفرت اور حاجتیں تمام دنیاوی اور دینی قبول ہونے کی امید ہوئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ت)

دوستاں را کجا کنی محروم

تو کہ با دشمناں نظر داری

دوستوں کو آپ کیا محروم کریں گے آپ تو دشمنوں پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ (ت)

(رسالہ الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ)

توسل واستمداد

اللہ رب العزت نے وسیلہ لینے کا حکم فرمایا اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فرمایا: کہ جب کوئی مسلمان گناہ سے اپنی جان پر ظلم کرے تو وہ میرے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ بنالے اور مجھ سے مغفرت کی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اولیاء کرام و بزرگان دین کو وسیلہ بنانا بلا شبہ جائز و درست ہے۔ (مرتب)

حضور بارگاہ عزت میں وسیلہ ہیں

خلیفہ منصور عباسی جب روضہ اقدس کی زیارت کے لئے پہنچا تو اس کے لئے یہ طے کرنا مشکل ہو گیا کہ قبلہ کی طرف منہ کیا جائے یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف؟ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اپنا منہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں پھیرتا ہے، وہ تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں، ان کی طرف منہ کر اور ان سے شفاعت مانگ کہ اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۲۵ مفہوماً]

ہر واصل کے لئے "صاحب الوسیلہ"

بے نبی کے واسطے کے کبھی وصول ممکن نہیں یہ دوسری بات ہے کہ عذاب ہو یا نہ ہو، یہ مختلف فیہ ہے قس بن ساعدہ واصلین اور اہل فترت سے ہیں لیکن یہ بھی بلا ذریعہ نہیں۔

نصرانیت محو ہو چکی تھی اور اسلام ابھی آیا نہ تھا وہ جو مشرکین تھے ان کے سامنے وعظ کہتے، اس میں توحید بیان کرتے اور حشر وغیرہ کا بیان کرتے، آخر میں کہتے اگر تم میری نہیں مانتے تو عنقریب حضور تشریف لاتے ہیں جو لا الہ الا اللہ روشن فرمائیں گے۔

تو بے واسطہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے والے صرف محمد رسول اللہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یہ ہی سبب ہے کہ روز قیامت تمام انبیاء، اولیاء و علماء علیہم الصلاۃ والثناء کہ شفاعت فرمائیں گے، ان کی شفاعت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہو گی، بارگاہ عزت میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جامع ترمذی کی حدیث میں ارشاد ہوا، شفاعت انبیاء کا صاحب میں ہوں اور یہ کچھ براہ فخر نہیں فرماتا:

صراط مستقیم دو طرح کی ہوتی ہے۔

- ایک تو یہ کہ سیدھی چلی گئی ہے، جس میں پیچ و خم نہیں مگر واسطہ کی ضرورت ہے کہ بغیر واسطہ نہیں پہنچ سکتا۔
- اور دوسری یہ کہ اٹھا اور سیدھا مقصود تک پہنچا۔

پہلی، اور انبیاء اور دوسری صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے۔

مطلب یہ کہ اے محبوب بس اٹھو اور مجھ تک چلے آؤ، تمہیں کسی توسل کی حاجت نہیں، سب کے لئے وسیلہ تم ہو،

تمہارے لئے کون وسیلہ ہو، اس لئے حضور اقدس کے اسماء طیبہ سے ہے "صاحب الوسیلہ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

[الملفوظ دوم، ص ۱۴]

حضور کے وسیلے سے نعمتوں کا ملنا

جو چاہے کہ بغیر وسیلے اس ماہتاب رسالت کے کچھ حاصل کر لوں وہ خدا کے گھر میں نقب لگانا چاہتا ہے، بغیر اس توسل کے کوئی نعمت، کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں مل سکتی، کون ہے جس سے تمام عالم منور و موجود ہے وہ نہ ہو تو عالم پر تاریکی عدم چھا جائے وہ قمر برج رسالت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانہ سر الٰہی اور جائے نفاذ حکم خدا ہیں رب العزت جل جلالہ نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے قبضے میں کر دیئے جس کو چاہیں دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے کوئی نعمت، کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یہی معنی ہیں اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ کہ میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا
وہ ہے جان جان سے ہے بقا وہی بن ہے بن سے ہی بار ہے

[الملفوظ چہارم، ص ۷۰]

امام اعظم سے توسل

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم مجتہد اور خدا کے نیک بندے تھے علوم وفنون میں تو یکتائے روزگار تھے ہی تقویٰ وطہارت میں بھی عدیم النظیر تھے ایک رکعت میں ایک قرآن عظیم ختم کرتے تیس سال تک ان کا یہ معمول رہا، اس کے علاوہ وہ بے شمار اوصاف حمیدہ اور فضائل حسنہ کے مالک تھے، ان کی زندگی میں لوگ ان سے علم کی پیاس بجھاتے رہے اور ان کی وفات کے بعد ان کے توسل سے بارگاہ الٰہی میں جس حاجت کا سوال کرتے وہ پوری ہو جاتی۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ امام اعظم سے توسل اور مرادیں پانے کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

ہمیشہ سے علماء واہل حاجت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی زیارت اور اپنی حاجت روائیوں کو بارگاہ الٰہی میں ان سے توسل کرتے اور اس سبب سے فوراً مرادیں پاتے ہیں۔

ان میں سے ہیں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرماتے ہیں میں ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تبرک کرتا اور ان کی قبر پر جاتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے، دو رکعت نماز پڑھتا اور ان کی قبر کی طرف آکر خدا سے سوال کرتا ہوں کچھ دیر نہیں لگتی کہ حاجت روا ہوتی ہے۔

منصور عباسی کا توسل

رب العزت تبارک وتعالیٰ کی طرف اس کے محبوبوں سے توسل محمود ومقصود اور سنت ماثورہ وطریقہ پسندیدہ ہے اور توسل کے وقت ان کی جانب توجہ درکار۔

یہاں تک کہ جب خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا دعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزار مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف، فرمایا کیوں اپنا منہ ان سے پھیرتا ہے وہ قیامت کو تیرا

اور تیرے باپ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں، بلکہ انہیں کی طرف منہ کر اور شفاعت مانگ کہ اللہ تعالیٰ تیری درخواست قبول فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کے لئے استغفار کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (النساء،۶۴)

سبحان اللہ! خدا ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے مگر ارشاد یوں ہوتا ہے کہ گنہگار بندے تیری خدمت میں حاضر ہو کر ہم سے دعائے بخشش کریں۔ اور جب سے اب تک علماء وصلحاء اس آیت کریمہ کو زمانہ حیات ووفات سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عام اور حاضری مزار مبارک کو حاضری مجلس اقدس کے مثل سمجھا کیے اور اوقات زیارت میں یہی آیت کریمہ تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۳۷، ۵۳۸]

غیر اللہ سے استعانت کا جواز

وہابیہ کہتے ہیں کہ غیر اللہ سے مدد چاہنا شرک ہے خواہ انبیاء سے ہو یا اولیاء سے، حالانکہ آیات واحادیث اور اقوال ائمہ سے ثابت ہے کہ غیر اللہ سے استعانت (مدد چاہنا) جائز ہے۔ مگر یہ دلیلیں وہابیہ کو نظر نہیں آتیں بات وہی ہے کہ جس بات سے انبیاء واولیاء کی تعظیم وتکریم اور ان کی قوت واختیار ثابت ہو اس میں انہیں شرک کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ (مرتب)

وہابیہ پر دلائل کے تازیانے برساتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

خدارا انصاف! اگر آیہ کریمہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں مطلق استعانت کا ذات الٰہی جل وعلا میں حصر مقصود ہو تو کیا صرف انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہی سے استعانت شرک ہوگی، کیا یہی غیر خدا ہیں اور سب اشخاص واشیاء وہابیہ کے نزدیک خدا ہیں، یا آیت میں خاص انہیں کا نام لے دیا ہے کہ ان سے شرک، اوروں سے روا ہے، نہیں نہیں، جب مطلقاً ذات احدیت سے تخصیص اور غیر سے شرک ماننے کی ٹھہری تو کیسی ہی استعانت کسی غیر خدا سے کیجائے ہمیشہ ہر طرح شرک ہی ہوگی کہ انسان ہوں یا جمادات، احیاء ہوں یا اموات، ذوات ہوں یا صفات، افعال ہوں یا حالات، غیر خدا ہونے میں سب داخل ہیں۔

اب کیا جواب ہے آیت کریمہ کا کہ رب جل وعلا فرماتا ہے!

استعانت کرو صبر ونماز سے (البقرۃ،۴۵)

کیا صبر خدا ہے؟ جس سے استعانت کا حکم ہوا ہے، کیا نماز خدا ہے؟ جس سے استعانت کو ارشاد کیا ہے۔

دوسری آیت میں فرماتا ہے:

آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو بھلائی اور پرہیزگاری پر۔ (المائدۃ،۲)

کیوں صاحب! اگر غیر خدا سے مدد لینی مطلقاً محال ہے تو اس حکم الٰہی کا حاصل کیا؟ اور اگر ممکن ہو تو جس سے مدد مل سکتی ہے اس سے مدد مانگنے میں کیا زہر گھل گیا۔ حدیثوں کی تو گنتی ہی نہیں بکثرت احادیث میں صاف صاف حکم ہے کہ

- صبح کی عبادت سے استعانت کرو۔
- شام کی عبادت سے استعانت کرو

- کچھ رات رہے کی عبادت سے استعانت کرو۔
- علم کے لکھنے سے استعانت کرو۔
- سحری کے کھانے سے استعانت کرو۔
- دوپہر کے سونے سے اور صدقہ سے استعانت کرو۔
- عورتوں کی خانہ نشینی میں انہیں ننگا رکھنے سے استعانت کرو۔
- حاجت روائیوں میں حاجتیں چھپانے سے استعانت کرو۔

کیا یہ سب چیزیں وہابیہ کی خدا ہیں کہ ان سے استعانت کا حکم آیا، یہ حدیثیں خیال میں نہ ہوں تو مجھ سے سنئے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صبح وشام اور رات کے کچھ حصہ میں عبادت سے استعانت کرو۔ (ت) (بخاری، نسائی)

حدیث: اپنی حفاظت کی امداد کرو اپنے ہاتھ سے۔ (ت) (نوادر الاصول)

حدیث: دن کے روزے رکھنے پر سحری کھانے سے استعانت کرو اور رات کے قیام کے لئے قیلولہ سے استعانت کرو۔ (ت) (ابن ماجہ، طبرانی، حاکم)

حدیث: رزق پر صدقہ سے استعانت کرو۔ (ت) (مسند الفردوس)

حدیث: عورتوں کے خلاف استعانت حاصل کرو تنگی لباس سے کیوں کہ جب ان کے جوڑے زیادہ ہوں گے اور ان کی زینت اچھی بنے گی وہ باہر نکلنا پسند کریں گی۔ (ت) (ابن عدی)

حدیث: حاجت روائیوں میں حاجتیں چھپانے سے استعانت کرو۔ (ت) [طبرانی، بیہقی]

تخصیص ممانعت مفید جواز ہے

بعض احادیث میں مشرکین سے استعانت کی ممانعت ونہی آئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسلمان سے استعانت ممنوع وناجائز ہوتی تو کافر کی تخصیص نہ ہوتی۔ (مرتب)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہم کسی مشرک سے استعانت نہیں کرتے۔ (ابن ماجہ)

دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہم مشرکوں سے مشرکوں پر استعانت نہیں کرتے۔ (ت) (تاریخ بخاری)

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے ایک نصرانی غلام وثیق نامی سے کہ دنیاوی طور کا امانت دار تھا ارشاد فرماتے ہیں: مسلمان ہو جا کہ میں مسلمانوں کی امانت پر تجھ سے استعانت کروں۔

وہ نہ مانتا تو فرماتے ہم کافر سے استعانت نہ کریں گے۔

(اگر مسلمان سے بھی استعانت ناجائز ہوتی تو مشرک کی تخصیص کیوں فرمائی جاتی۔ مرتب)

چند قبائل عرب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کی۔ حضور والا نے مدد عطا فرمائی۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رعل، ذکوان، عصیہ اور بنو

لیان قبائل کے لوگ آئے اور انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ وہ اسلام قبول کر چکے ہیں اور اپنی قوم کے لئے آپ سے مدد طلب کی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی مدد کی۔ (ت) (مسلم، بخاری) (رسالہ برکات الامداد)

ربیعہ کو مژدہ جنت اور ان سے طلب استعانت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب شرع وصاحب اختیار ہیں دنیا ودین میں جسے جو چاہیں عطا فرماتے ہیں، حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کا مژدہ دیا اور فرمایا کہ اس راہ میں میری استعانت کرو کثرت سجود سے، گویا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے انہیں جنت عطا فرمائی۔ (مرتب)

ایک مرتبہ حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ربیعہ سے فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں، عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو فرمایا بھلا اور کچھ، عرض کی بس میری مراد تو یہی ہے، فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔ (مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

الحمد للہ یہ حدیث صحیح اپنے ہر فقرہ سے وہابیت کش ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اعانت کر، اسی کو استعانت کہتے ہیں۔

حضور کو وسیع اختیارات حاصل ہیں

یہ درکنار حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مطلق طور پر فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے، جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں، دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلاتقیید وتخصیص فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "سوال کر" جس میں کسی مطلوب کی تخصیص نہ فرمائی تو معلوم ہوا کہ تمام اختیارات حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست کرامت میں ہیں، جو چاہیں جس کو چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا کریں، آپ کی عطا کا ایک حصہ دنیا وآخرت ہے اور آپ کے علوم کا ایک حصہ لوح وقلم کا علم۔ (ت) (شرح مشکوۃ)

امام ابن سبع وغیرہ علماء فرماتے ہیں کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جاگیر کردی ہے جسے چاہیں بخشدیں۔ (ت) (مرقاۃ)

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم ربیعہ کو مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔ (ت) (مرقاۃ)

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم وارادہ واختیار کر دیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔ (ت) (رسالہ برکات الامداد، جوہر منظم)

حاجت اور خیر کی چیز کس سے مانگیں

احادیث میں حکم ہوا ہے کہ اپنی حاجات اور خیر، نیک چہرے والوں سے طلب کرو، اچھے اخلاق والوں سے مانگو، اگر غیر اللہ

سے استمداد اور استعانت شرک ہوتی تو احادیث میں غیر اللہ سے طلب حاجات کا حکم نہ ہوتا جس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا سے مدد مانگنی جائز ہے۔

طلب حاجات وخیر سے متعلق بعض احادیث یہ ہیں۔ (مرتب)

حدیث: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیر طلب کرو نیک رویوں کے پاس۔ (تاریخ کبیر)

حدیث: نیکی اور حاجتیں خوبصورتوں سے مانگو۔ (معجم کبیر)

حدیث: جب نیکی چاہو تو خوبرویوں کے پاس طلب کرو۔ (ابن عدی)

حدیث: جب حاجتیں طلب کرو خوش چہروں کے پاس طلب کرو۔ (اتحاف السادۃ)

حدیث: خوش جمال آدمی اگر تیری حاجت روا کرے گا تو بکشادہ روئی۔ اور تجھے پھیرے گا تو بکشادہ پیشانی۔

(تاریخ بخاری، مسند ابویعلی)

حدیث: فضل میرے رحم دل امتیوں کے پاس طلب کرو کہ ان کے سائے میں چین کرو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔ (کنز العمال)

حدیث: اپنی حاجتیں میرے رحم دل امتیوں سے مانگو رزق پاؤ گے مرادیں پاؤ گے۔ (کنز العمال)

حدیث: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فضل میرے رحم دل بندوں سے مانگو ان کے دامن میں عیش کرو گے کہ میں نے اپنی رحمت ان میں رکھی ہے۔ (ضعفاء کبیر)

حدیث: میرے نرم دل امتیوں سے نیکی واحسان مانگو ان کے ظل عنایت میں آرام کرو گے۔ (حاکم)

ایک روایت میں ہے حضرت عبداللہ بن رواحہ یا حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے بعض کلام میں ارشاد فرماتے ہیں:

بیشک ہم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک بات فرماتے سنا کہ وہ حاجت مانگنے والوں کے لئے آسائش ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ صبح کرو اور حاجتیں اس سے مانگو جس کا چہرہ اللہ تعالیٰ نے گورے رنگ سے آراستہ کیا ہے۔

(العسکری، الدرر المنتثرہ)

ان احادیث وروایات کو پیش کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ انتہائی درد وکرب کے لہجے میں فرماتے ہیں:

انصاف کی آنکھیں کہاں ہیں ذرا ایمان کی نگاہ سے دیکھیں یہ حدیثیں کیسا صاف صاف واشگاف فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے نیک امتیوں سے استعانت کرنے، ان سے حاجتیں مانگنے، ان سے خیر واحسان طلب کرنے کا حکم دیا کہ وہ تمہاری حاجتیں بکشادہ پیشانی روا کریں گے، ان سے مانگو تو رزق پاؤ گے، مرادیں پاؤ گے، ان کے دامن حمایت میں چین کرو گے، ان کے سایہ عنایت میں عیش اٹھاؤ گے۔

یارب! مگر استعانت اور کس چیز کا نام ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا صورت استعانت ہوگی، پھر حضرات اولیاء سے زیادہ کونسا امتی نیک ورحمدل ہوگا کہ ان سے استعانت شرک ٹھہرا کر اس سے حاجتیں مانگنے کا حکم دیا جائے۔

الحمد للہ! حق کا آفتاب بے پردہ وحجاب روشن ہوا، مگر وہابیہ کا منہ خدا نے مارا ہے انہیں اس عیش، چین، آرام، خیر، برکت، سایۂ رحمت، دامن رافت میں حصہ کہاں، جس کی طرف مہربان خدا، مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو بلا رہا ہے۔ (رسالہ برکات الامداد لاہل الاستمداد)

ایک عجیب وغریب حکیمانہ نکتہ

حضرت علامہ سلجماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب ابریز میں اپنے شیخ حضرت سیدی عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ عوام جو اپنے حاجات میں اولیاء کرام سے استعانت کرتے ہیں نہ کہ اللہ عزوجل سے، حضرات اولیاء نے ان کو قصداً ادھر لگالیا ہے کہ دعا میں مراد ملنی نہ ملنی دونوں پہلو ہیں، عوام مراد نہ ملنے کی حکمتوں پر مطلع نہیں کیے جاتے تو اگر بالکلیہ خالص اللہ عزوجل ہی سے مانگتے پھر مراد ملتی نہ دیکھتے تو احتمال تھا کہ خدا کے وجود ہی سے منکر ہو جاتے، اس لئے اولیاء نے ان کے دلوں کو اپنی طرف پھیر لیا کہ اب اگر مراد نہ ملنے پر بے اعتقادی کا وسوسہ آیا بھی تو اس ولی کی نسبت آئے گا جس سے مدد چاہی تھی، اس میں ایمان تو سلامت رہے گا۔ (فقہ شہنشاہ)

روضہ اقدس پر حاضر ہوکر بارش کی درخواست

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ایک بار قحط پڑا، ایک صاحب یعنی بلال بن حارث مزنی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزار اقدس حضور ملجاء بیکساں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ اپنی امت کے لئے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگئے کہ وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان صحابی کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا عمر کے پاس جا کر اسے سلام پہنچا اور لوگوں کو خبر دے کہ اب پانی آیا چاہتا ہے۔ (بیہقی دلائل النبوۃ، ابن ابی شیبہ) [فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۲۲۷]

❁❁❁

"یا" کے ذریعہ پکارنا

اہل سنت وجماعت کے نزدیک "یارسول اللہ" یا نبی اللہ، یا حبیب اللہ، اسی طرح یا غوث، یا خواجہ، یا شیخ وغیرہ کہہ کر پکارنا جائز و درست ہے اس کے جواز پر متعدد دلائل وشواہد موجود ہیں۔ مگر وہابیہ و دیوبندیہ اس طرح غیر اللہ کے پکارنے کو ناجائز و حرام بلکہ شرک و بدعت کہتے ہیں، بات یہ ہے کہ وہابیہ کو محبوبان خدا سے جو نفرت وعداوت ہے یہ اسی کی دین ہے ورنہ اس میں کسی طرح کی کوئی کراہت وقباحت نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے اس مسئلہ کو احادیث و آثار اور اقوال ائمہ وغیرہ سے حسین انداز میں ثابت وواضح فرمایا ہے، ہم اس مضمون کو الگ الگ عنوان کے تحت پیش کر رہے ہیں ملاحظہ کیجئے۔ (مرتب)

دعا سے آنکھیں روشن ہو گئیں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے، الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں "یارسول" میں حضور کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

ایک روایت میں ہے کہ اس دعا کے ختم ہوتے ہی نابینا کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ (نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی، طبرانی)

ایک شخص کی حاجت برآری

ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لئے امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات کرتے، نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے۔ اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انہوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ۔

الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں یارسول اللہ، میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے۔ اور اپنی حاجت ذکر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔

حاجت مند نے (کہ وہ بھی صحابی یا کم سے کم کبار تابعین میں سے تھے) یوہیں کیا پھر آستان خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المؤمنین کے حضور لے گیا، امیر المؤمنین نے اپنے ساتھ مسند پر بیٹھالیا، مطلب پوچھا عرض کیا، فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا۔ پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔

یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے، امیر المؤمنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی، عثمان بن

حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تو تمہارے معاملہ میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا۔ مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور بینائی کی شکایت کی، حضور نے یوں ہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے، خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا نہ تھا۔ (معجم طبرانی)

پاؤں کھل گیا

● حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا انہیں یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں حضرت نے باواز بلند کہا یَا مُحَمَّدَاہ ! فوراً پاؤں کھل گیا۔ (طبرانی، منذری)

● حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تو اس شخص کو یاد کر جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے تو اس نے یَا مُحَمَّدَاہ ! کہا اچھا ہو گیا۔ (نووی کتاب الاذکار)

یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا، اہل مدینہ میں قدیم سے اس یَا مُحَمَّدَاہ ! کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

قحط دور ہونے کی بشارت

حضرت بلال بن الحارث مزنی سے قحط عام الرمادہ میں کہ بعد خلافت فاروقی ۱۸ھ میں واقع ہوا۔ ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں، کوئی بکری ذبح کیجئے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے، انہوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی، کھال کھینچی تو نری سرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی یَا مُحَمَّدَ اہ ! پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر (قحط دور ہونے کی) بشارت دی۔ (کامل ابن عدی، نسیم الریاض)

غائبانہ ندا کے جواز پر فتاوے

● امام شیخ الاسلام شہاب الدین رملی انصاری کے فتاوے میں ہے:
یعنی ان سے استفتا ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء وصالحین سے فریاد کرتے، اور یا رسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی اور ان کے مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں اور اولیاء انتقال کے بعد بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟

انہوں نے جواب دیا کہ بیشک انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔

● علامہ خیر الدین رملی فرماتے ہیں:
لوگ جو یا شیخ عبدالقادر کہتے ہیں تو یہ ایک ندا ہے پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے؟

● سید جمال بن عبداللہ بن عمر مکی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:
یعنی مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہو یا رسول اللہ، یا، یا علی، یا، یا شیخ عبد القادر مثلاً آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

میں نے جواب دیا ہاں، اولیاء سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا صاحب عناد اور بیشک وہ اولیاء کرام کی برکت سے محروم ہے۔

تین اولیا کی حکایت

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایت میں تین اولیاء عظام کا عظیم الشان واقعہ بسند مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سواران دلاور ساکنان شام تھے کہ ہمیشہ راہ خدا میں جہاد کرتے، یعنی ایک بار نصارائے روم انہیں قید کرکے لے گئے، بادشاہ نے کہا میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دوں گا، تم نصرانی ہو جاؤ، انہوں نے نہ مانا اور ندا کی یَا مُحَمَّدَاہ!

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کراکر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرماکر بچالیا، وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے انہوں نے حال پوچھا فرمایا بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا، اس کے بعد ہم جنت اعلیٰ میں تھے۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

یہ حضرات زمانہ سلف میں مشہور تھے اور ان کا یہ واقعہ معروف ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

وہ مردان خود بھی سلف صالح میں تھے کہ واقعہ شہر طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے اور طرطوس ایک دارالاسلام کی سرحد کا شہر ہے جسے خلیفہ ہارون رشید نے آباد کیا، ہارون رشید کا زمانہ زمانہ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے کم از کم تبع تابعین سے تھے۔

غوث اعظم کی شان فریاد رسی اور طریقہ نماز غوثیہ

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو، اور جو کسی سختی میں میرا نام لیکر ندا کرے وہ سختی دور ہو، اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت برآئے، اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد، سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے، ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو اللہ کے اذن سے۔

اپنے فریادی کی بروقت امداد

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی طبقات الاخیار میں فرماتے ہیں:

سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لئے جاتے تھے ان کے جانور کا پاؤں پھسلا باواز پکارا یَا سَیِّدِی مُحَمَّد یَا غَمرِی۔

ادھر ابن عمر حاکم صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کئے لئے جاتے تھے، ابن عمر نے فقیر کا ندا کرنا سنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا میرے شیخ، کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں، یَا سَیِّدِی یَا غَمرِی لَاحِظنِی، اے میرے سردار اے محمد غمری مجھ پر نظر عنایت کرو، ان کا یہ کہنا تھا کہ سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دیکر رخصت کیا۔

فریاد قلبی سن کر مدد کو کھڑاؤں بھیجی

طبقات الاخیار میں ہے:

سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرۂ خلوت میں وضو

فرمارہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہوگئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی، دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے۔

ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے، جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا یا سیدی محمد یا حنفی، اسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہوگیا اور مجھے بہ برکت حضرت، اللہ عزوجل نے نجات بخشی۔

مریضہ کا خواب میں فریادی ہونا اور شفا پانا

اسی کتاب طبقات الاخیار میں ہے:
سیدی شمس الدین محمد حنفی قدس سرہٗ کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہوئیں تو وہ یوں ندا کرتی تھیں یَا سَیِّدِی اَحْمَد یَا بَدْوِی خَاطِرُکَ مَعِی، اے میرے سردار، اے احمد بدوی حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے۔

ایک دن حضرت سید احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے گی، تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے اور جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی ندا پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ یَاسَیِّدِی مُحَمَّد یَا حَنَفِی! کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا، ان بی بی نے یوں ہی کہا صبح کو خاصی تندرست اٹھیں گویا کبھی مرض نہ تھا۔

کھڑاؤں پھینک کر دختر مرید کی آبرو بچائی

اسی کتاب میں ہے:
مروی ہوا ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشمونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو فرماتے میں ایک کھڑاؤں بلاد مشرق کی طرف پھینکی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی، انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدوضع نے ان کی صاحبزادی پر دست درازی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیرومرشد حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا، یوں ندا کی یَا شَیْخَ اَبِی لَاحِظْنِی، اے میرے باپ کے پیر مجھے بچایئے۔ یہ ندا کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی، لڑکی نے نجات پائی، وہ کھڑاؤں ان کی اولاد میں اب تک موجود ہے۔

گمشدہ چیز کے حصول کے لئے ندا

علامہ شامی صاحب ردالمحتار حاشیہ درمختار، گمشدہ چیز ملنے کے لئے فرماتے ہیں: کہ بلندی پر جا کر حضرت سیدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہٗ کے لئے فاتحہ پڑھے پھر انہیں ندا کرے کہ یَاسَیِّدِی اَحْمَدُ یَا اِبْنَ عُلْوَان۔

التحیات سے جواز ندا کا ثبوت

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا کرنے کے عمدہ دلائل سے، التحیات، ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ، سے حمد الٰہی کا قصد رکھے۔ اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کر رہا ہوں کہ سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اسی طرح بہت علماء نے تصریح فرمائی، اس پر بعض سفہائے منکرین یہ عذر گڑھتے ہیں کہ صلاۃ و سلام پہنچانے پر ملائکہ مقرر ہیں تو ان میں ندا جائز اور ان کے ماوراء میں ناجائز، حالانکہ یہ سخت جہالت بے مزہ ہے۔ قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں، ان ہوشمندوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود و سلام ہی نہیں بلکہ امت کے تمام اقوال وافعال واعمال روزانہ دو وقت سرکار عرش وقار سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کئے جاتے ہیں۔

احادیث کثیرہ میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمال حسنہ وسیئہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں، اور یونہی تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور والدین واعزاء واقارب سب پر عرض اعمال ہوتی ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

یعنی کوئی دن ایسا نہیں جس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمال امت ہر صبح وشام پیش نہ کئے جاتے ہوں تو حضور کا اپنے امتیوں کو پہچاننا ان کی علامت اور ان کے اعمال دونوں وجہ سے ہے۔ (امام عبد اللہ بن مبارک)

[فتاوی رضویہ ج ۱۲، ص ۱۰۰ تا ۱۱۲]

مردانِ غیب کو ندا اور مفرور جانور پکڑ پانے کا عمل

خدا کے کچھ بندے وہ ہیں جو ویرانوں اور جنگلوں میں رہتے ہیں وہ کسی کو نظر نہیں آتے انہیں مردان غیب یا رجال الغیب کہتے ہیں وہ بھٹکے ہوئے انسانوں وغیرہ کی مدد کرتے ہیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہئے یوں ندا کرے اے خدا کے بندے روک لو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک لیں گے۔ (ابن السنی، بزار)

ایک روایت میں ہے کہ یوں کہے مدد کرو اے خدا کے بندو۔ (بزار)

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اذکار میں فرماتے ہیں ہمارے بعض اساتذہ نے کہ عالم کبیر تھے ایسا ہی کیا چھوٹا ہوا جانور فوراً رک گیا۔

اور فرماتے ہیں: ایک بار ہمارا ایک جانور چھوٹ گیا لوگ عاجز آئے ہاتھ نہ لگا میں نے یہی کلمہ کہا فوراً رک گیا جس کا اس کے کہنے کے سوا کوئی سبب نہ تھا۔

رجال الغیب سے استمداد

ایک حدیث میں ہے: جب تم میں کوئی شخص سنسان جگہ میں بہکے بھولے یا کوئی چیز گم کرے اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔ (طبرانی)

عتبان بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ بات آزمائی ہوئی ہے۔

ان احادیث میں جن بندگان خدا کو وقت حاجت پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کا صاف حکم ہے وہ ابدال ہیں کہ

ایک قسم ہے اولیاء کرام سے، یہی قول زیادہ مشہور ہے۔ اور ممکن کہ ملائکہ یا مسلمان صالح جن مراد ہوں۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۳۱]

یارسول اللہ یا ولی اللہ کہنا بے شبہ جائز

انبیاء اولیاء کو یاء کے ذریعہ پکارنا مثلاً یارسول اللہ، یا ولی اللہ، یا علی مشکل کشا، یا غوث المدد وغیرہ کہنا بلاشبہ جائز ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

یا حرف ندا کے ذریعہ سے انبیاء و اولیاء وغیرہ کو پکارنا، ندا کرنا جائز ہے جب کہ انہیں بندۂ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انہیں باذن الٰہی امور کی تدبیر کرنے والوں سے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں ہل سکتا اور اللہ عزوجل کے دیئے بغیر کوئی ایک دانہ نہیں دے سکتا، ایک حرف نہیں سن سکتا، پلک نہیں ہلا سکتا۔ اور بے شک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے اس کے خلاف کا ان پر گمان محض بدگمانی و حرام ہے اور ایسے سچے اعتقاد کے ساتھ ندا کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

[احکام شریعت اول، ص ۱۶]

❁❁❁

حقوق والدین

انسان پر جہاں اپنے خالق ومعبود کی اطاعت وفرمانبرداری واجب ولازم ہے وہیں والدین کی اطاعت بھی جائز باتوں میں اولاد پر لازم کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حقوق والدین کو اپنے حق کے ساتھ بیان فرمایا اور اپنے بندوں کو والدین کے ساتھ احسان وحسن سلوک کرنے کا حکم فرمایا، والدین کی رضا وخوشنودی سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور ان کی ایذارسانی سے ناخوش و ناراض ہوتا ہے، غرضیکہ اولاد پر والدین کے حقوق اتنے ہیں کہ اولاد دنیا میں ان سے بری الذمہ نہیں ہوسکتی۔ (مرتب)

باپ کا حق عظیم ہے یا ماں کا؟

کچھ حقوق کی تفصیل و وضاحت احادیث کی روشنی میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں، آپ فرماتے ہیں۔

اولاد پر باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اس سے اعظم۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اور ہم نے تاکید کی آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کی اسے پیٹ میں رکھے رہی اسکی ماں تکلیف سے اور اسے جنا تکلیف سے اور اسکا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھٹنا تیس مہینے میں ہے۔ (الاحقاف، ۱۵)

اس آیت کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص الگ کر کے گنا اور اسکی ان سختیوں اور تکلیفوں کو جو اسے حمل وولادت اور دو برس تک اپنے خون کا عطر پلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اسکا حق بہت اشد واعظم ہوگیا شمار فرمایا۔

دوسری آیت میں ارشاد کرتا ہے:

تاکید کی ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے حق میں پیٹ میں رکھا اسے اسکی ماں نے سختی پر سختی اٹھا کر اور اسکا دودھ چھٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ (لقمان، ۱۴)

یہاں ماں باپ کے حق میں کوئی نہایت نہ رکھی کہ انہیں اپنے حق جلیل کے ساتھ شمار کیا، فرماتا ہے شکر بجالا میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح بہت حدیثیں دلیل ہیں کہ ماں کا حق باپ کے حق سے زائد ہے۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور اقدس سید عالم ﷺ سے عرض کی عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے فرمایا شوہر کا، میں نے عرض کی اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے فرمایا اسکی ماں کا۔ (مسند بزار، حاکم)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے خدمت اقدس حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ سب سے زیادہ کون اسکا مستحق ہے کہ میں اسکے ساتھ نیک رفاقت کروں؟ فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر۔ فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر۔ فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر فرمایا تیرا باپ۔ (بخاری، مسلم)

تیسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں آدمی کو وصیت کرتا ہوں اسکی ماں کے حق میں، وصیت کرتا ہوں اسکی ماں کے حق میں، وصیت کرتا ہوں اسکی ماں کے حق میں، وصیت کرتا ہوں اسکے باپ کے حق میں۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

باپ سے ماں کا حق زائد ہونے کا مطلب

مگر اس زیادت کے یہ معنی ہیں کہ خدمت میں دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپیہ ہیں اور کوئی وجہ خاص ماں کی تفضیل میں مانع نہیں تو باپ کو ۲۵ دے ماں کو ۷۵۔ یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو۔ یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے ماں کے پاؤں دبائے پھر باپ کے۔ وعلیٰ ھذا القیاس

نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا ساتھ دیکر معاذ اللہ باپ کے درپے ایذا ہو، یا اس پر کسی طرح سختی کرے، یا اسے جواب دے، یا بے ادبانہ آنکھ ملا کر بات کرے، یہ سب باتیں حرام اور اللہ عزوجل کی معصیت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معصیت میں نہ ماں کی اطاعت نہ باپ کی، تو اسے ماں باپ میں کسی کا ایسا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں۔ وہ دونوں اسکی جنت و نار ہیں جسے ایذا دے گا دوزخ کا مستحق ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

خلاف شرع بات میں کسی کی اطاعت نہیں

معصیت خالق میں کسی کی اطاعت نہیں مثلاً اگر ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کا آزار پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے، ہونے دے اور ہرگز نہ مانے۔ ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں ان کی ایسی ناراضیاں کچھ قابل لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ ان کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں۔

بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اسکی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۹]

رب تعالیٰ کی خوشی ناخوشی والدین کی خوشی و ناخوشی میں

جو لڑکا اپنے باپ کو یا والدین کو ستائے وہ فاسق و فاجر گناہ کبیرہ کا مرتکب اور عاق و نافرمان اور اللہ تعالیٰ کے عذاب و غضب کا مستحق ہے۔ باپ کی نافرمانی اللہ قہار و جبار کی نافرمانی ہے اور باپ کی ناراضی اللہ قہار و جبار کی ناراضی ہے۔ آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اسکی جنت ہیں اور ناراض کرے تو وہی اسکے دوزخ ہیں۔ جب تک ماں باپ کو راضی نہ کرے گا اسکا کوئی فرض، کوئی نفل، کوئی عمل نیک بالکل قبول نہ ہوگا، عذاب آخرت کے علاوہ دنیا ہی میں جیتے جی سخت بلا نازل ہوگی مرتے وقت معاذ اللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ کی اطاعت ہے والد کی اطاعت اور اللہ کی معصیت ہے والد کی معصیت۔ (طبرانی)

- اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔ (ترمذی، ابن حبان)
- ماں باپ تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں۔ (ابن ماجہ)
- والد جنت کے سب دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے اب تو چاہے تو اس دروازہ کو اپنے ہاتھ سے کھودے خواہ نگاہ

رکھو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اولاد کے لئے ترہیب وتہدید

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین شخص جنت میں نہ جائیں گے۔ (۱) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔(۲) اور دیوث (۳) اور وہ عورت کہ مردانی وضع بنائے۔ (نسائی، بزار، حاکم)

تین شخصوں کا کوئی فرض ونفل اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

(۱) عاق یعنی ماں باپ کا نافرمان۔ (۲) صدقہ دیکر احسان جتانے والا۔ (۳) اور ہر نیکی وبدی کو تقدیر الٰہی سے نہ ماننے والا۔ (ابن عاصم کتاب السنۃ)

اور ایک حدیث میں ہے سب گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ چاہے تو قیامت کے لئے اٹھار کھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کہ اسکی سزا جیتے جی پہنچاتا ہے۔ (حاکم، طبرانی)

ایک جوان کا عبرت ناک واقعہ

حدیث میں ہے ایک جوان نزع میں تھا اسے کلمہ تلقین کرتے تھے نہ کہا جاتا تھا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا کہہ لا الہ الا اللہ عرض کی نہیں کہا جاتا، معلوم ہوا کہ ماں ناراض ہے اسے راضی کیا تو کلمہ زبان سے نکلا۔

(مسند احمد، طبرانی) [فتاوی رضویہ ج۹، ص۵۸]

سوتیلی ماں کا حق وحرمت

سوتیلی ماں ایک عظیم وخاص علاقہ اسکے باپ سے رکھتی ہے جسکے باعث اسکی تعظیم و حرمت اس پر بلاشبہ لازم۔ اسی حرمت کے باعث رب العزت جل وعلا نے اسے حقیقی ماں کے مثل حرام ابدی کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک سب نکوکاریوں سے بڑھکر نکوکاری یہ ہے، کہ فرزند اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے۔ (مسلم)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ماں باپ کے ساتھ نکوکاری کے طریقوں میں یہ بھی شمار فرمایا کہ ان کے دوست کی عزت کی جائے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

جب باپ کے دوستوں کی نسبت یہ احکام، تو اسکی منکوحہ، اسکی ناموس کی تعظیم وتکریم کیوں نہ احق واکد ہوگی خصوصا جبکہ اسکی ناراضگی میں باپ کی ناراضی ہو کہ باپ کی ناراضی اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے۔ [فتاوی رضویہ ج۹، ص۵۸]

اولاد کے لئے والد کی شرعی ذمہ داریاں

اللہ عزوجل نے اگرچہ والد کا حق ولد پر نہایت اعظم بتایا مگر ولد کا حق بھی والد پر عظیم رکھا ہے۔

(۱) دیندار لوگوں میں شادی کرے کہ بچہ پر نانا و ماموں کی عادات وافعال کا بھی اثر پڑتا ہے۔

(۲) جماع کی ابتداء بسم اللہ سے کرے ورنہ بچہ میں شیطان شریک ہوجاتا ہے۔

(۳) اس وقت شرمگاہ زن پر نظر نہ کرے کہ بچہ کے اندھے ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۴) زیادہ باتیں نہ کرے کہ گونگے یا توتلے ہونے کا خطرہ ہے۔

(۵) مردوزن کپڑا اوڑھ لیں جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں کہ بچہ کے بے حیا ہونے کا خدشہ ہے۔
(۶) جب پیدا ہو فوراً سیدھے کان میں اذان، بائیں میں تکبیر کہے کہ خلل شیطان وام الصبیان سے بچے۔
(۷) چھوہارا وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈالے کہ حلاوت اخلاق کی فال حسن ہے۔
(۸) ساتویں اور نہ ہو سکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے، دختر کے لئے ایک، پسر کے لئے دو بکرے، کہ اس میں بچہ کو گویا رہن سے چھڑانا ہے۔
(۹) ایک ران دائی کو دے کہ بچہ کی طرف سے شکرانہ ہے۔
(۱۰) سر کے بال اتروائے۔
(۱۱) بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے۔
(۱۲) سر پر زعفران لگائے۔
(۱۳) نام رکھے یہاں تک کہ کچے بچے کا جو کم دنوں کا گر جائے، ورنہ اللہ عزوجل کے یہاں شاکی ہوگا۔
(۱۴) برا نام نہ رکھے کہ بد، فال بد ہے۔
(۱۵) عبداللہ، عبدالرحمٰن، احمد، حامد وغیرہا عبادت وحمد کے نام، یا انبیاء اولیاء، یا اپنے بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں ان کے نام پر نام رکھے کہ موجب برکت ہے خصوصاً نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچہ کے دنیا وآخرت میں کام آتی ہے۔
(۱۶) جب محمد نام رکھے تو اس کی تعظیم وتکریم کرے۔
(۱۷) مجلس میں اس کے لئے جگہ چھوڑے۔
(۱۸) مارنے برا کہنے میں احتیاط رکھے۔
(۱۹) جو مانگے بروجہ مناسب دے۔
(۲۰) پیار میں چھوٹے لقب بے قدر نام نہ رکھے کہ پڑا ہوا نام مشکل سے چھوٹتا ہے۔
(۲۱) ماں، خواہ نیک دایہ نمازی صالحہ شریف القوم سے دو سال تک دودھ پلوائے۔
(۲۲) رذیل یا بد افعال عورت کے دودھ سے بچائے کہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔
(۲۳) بچہ کا نفقہ اس کی حاجت کے سب سامان مہیا کرنا خود واجب ہے جن میں حفاظت بھی داخل۔
(۲۴) اپنے حوائج وادائے واجبات شریعت سے جو کچھ بچے اس میں عزیزوں، قریبوں محتاجوں، غریبوں سب سے پہلے حق عیال واطفال کا ہے جو ان سے بچے وہ اوروں کو پہنچے۔
(۲۵) بچہ کو پاک کمائی سے پاک روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عادتیں لاتا ہے۔
(۲۶) اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے بلکہ اپنی خواہش کو ان کی خواہش کا تابع رکھے جس اچھی چیز کو ان کا جی چاہے انہیں دیکر ان کے طفیل میں آپ بھی کھائے۔ زیادہ نہ ہو تو انہیں کو کھلائے۔
(۲۷) خدا کی ان امانتوں کے ساتھ مہر ولطف کا برتاؤ رکھے۔

(۲۸) انہیں پیار کرے، بدن سے لپٹائے، کندھے پر چڑھائے، ان کے ہنسنے کھیلنے، بہلنے کی باتیں کرے، ان کی دلجوئی دلداری، رعایت ومحافظت ہر وقت حتی کہ نماز وخطبہ میں ملحوظ رکھے۔
(۲۹) نیا میوہ، نیا پھل پہلے انہیں کو دے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں نئے کو نیا مناسب ہے۔
(۳۰) کبھی کبھی حسب مقدور انہیں شیرینی کھانے، پہننے، کھیلنے کی اچھی چیز کہ شرعاً جائز ہے دیتا رہے۔
(۳۱) بہلانے کے لئے جھوٹا وعدہ نہ کرے بلکہ بچہ سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کو پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔
(۳۲) اپنے چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر ویکساں دے ایک کو دوسرے پر بے فضیلت دینی ترجیح نہ دے۔
(۳۳) سفر سے آئے تو ان کے لئے کچھ تحفہ ضرور لائے۔
(۳۴) بیمار ہوں تو علاج کرے۔
(۳۵) حتی الامکان سخت وموذی علاج سے بچائے۔
(۳۶) زبان کھلتے ہی اللہ اللہ پھر کلمہ لا الٰہ الا اللہ پھر پورا کلمہ طیبہ سکھائے۔
(۳۷) جب تمیز آئے ادب سکھائے، کھانے، پینے، ہنسنے، بولنے، اٹھنے، بیٹھنے، چلنے پھرنے، حیا لحاظ، بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ، استاذ اور دختر کو شوہر کے بھی اطاعت کے طرق وآداب بتائے۔
(۳۸) قرآن مجید پڑھائے۔
(۳۹) استاذ نیک صالح متقی صحیح العقیدہ سن رسیدہ کے سپرد کرے، اور دختر کو نیک پارسا عورت سے پڑھوائے۔
(۴۰) بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔
(۴۱) عقائد اسلام وسنت سکھائے کہ لوح سادہ، فطرت اسلامی وقبول حق پر مخلوق ہے اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہوگا۔
(۴۲) حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وتعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان وعین ایمان ہے۔
(۴۳) حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل واصحاب واولیاء وعلماء کی محبت وعظمت تعلیم کرے کہ اصل سنت وزیور ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے۔
(۴۴) سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کر دے۔
(۴۵) علم دین خصوصاً وضو غسل، نماز، روزہ کے مسائل، توکل، قناعت، زہد، اخلاص، تواضع، امانت، صدق، عدل، حیا، سلامت، صدر ولسان وغیرہا خوبیوں کے فضائل۔ حرص وطمع، حب دنیا، حب جاہ، ریا، عجب، تکبر، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ وغیرہا برائیوں کے رزائل پڑھائے۔
(۴۶) پڑھانے سکھانے میں رفق ونرمی ملحوظ رکھے۔
(۴۷) موقع پر چشم نمائی، تنبیہ، تہدید کرے مگر کوسنا نہ دے کہ اس کا کوسنا ان کے لئے سبب اصلاح نہ ہوگا۔ بلکہ اور زیادہ افساد کا اندیشہ ہے۔
(۴۸) مارے تو منہ پر نہ مارے۔
(۴۹) اکثر اوقات تہدید وتخویف پر قانع رہے، کوڑا قمچی اس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے۔

(۵۰) زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے کہ طبیعت نشاط پر باقی رہے۔
(۵۱) مگر زنہار زنہار بری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یار بد مار بد سے بدتر ہے۔
(۵۲) نہ ہرگز ہرگز بہار دانش، مینا بازار، مثنوی غنیمت وغیرہا کتب عشقیہ وغزلیات فسقیہ دیکھنے دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے۔
(۵۳) جب دس برس کا ہو نماز مار کر پڑھائے۔
(۵۴) اس عمر سے اپنے، خواہ کسی کے ساتھ نہ سلائے، جدا بچھونے، جدا پلنگ پر اپنے پاس رکھے۔
(۵۵) جب جوان ہو شادی کردے، شادی میں وہی رعایت قوم ودین وصورت وسیرت ملحوظ رکھے۔
(۵۶) اب جو ایسا کام کہنا ہو جس میں نافرمانی کا احتمال ہو اسے امر وحکم کے صیغہ سے نہ کہے بلکہ برفق ونرمی بطور مشورہ کہے کہ وہ بلائے عقوق میں نہ پڑے۔
(۵۷) اسے میراث سے محروم نہ کرے، جیسے بعض لوگ اپنے کسی وارث کو نہ پہنچنے کی غرض سے کل جائداد دوسرے وارث یا کسی غیر کے نام لکھ دیتے ہیں۔
(۵۸) اپنے بعد مرگ بھی ان کی فکر رکھے یعنی کم سے کم دو تہائی ترکہ چھوڑ جائے، ثلث سے زیادہ خیرات نہ کرے۔

پسر کے خصوصی حقوق

یہ اٹھاون حق تو پسر ودختر سب کے ہیں بلکہ دو حق اخیر میں سب وارث شریک۔ اور خاص پسر کے حقوق سے ہے کہ

- اسے لکھنا، پیرنا، سپہ گیری سکھائے۔
- سورۂ مائدہ کی تعلیم دے۔
- اعلان کے ساتھ اس کا ختنہ کرے۔

دختر کے خصوصی حقوق

(۱) اسکے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الٰہیہ جانے۔ (۲) اسے سینا، پرونا، کاتنا، کھانا پکانا سکھائے۔ (۳) سورۂ نور کی تعلیم دے۔ (۴) لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمال فتنہ ہے۔ (۵) بیٹوں سے زیادہ دلجوئی وخاطرداری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ (۶) دینے میں انہیں اور بیٹوں کو، کانٹے کی تول برابر رکھے۔ (۷) جو چیز دے پہلے انہیں دیکر بیٹوں کو دے۔ (۸) نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے نہ بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے۔ (۹) اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کردے۔ (۱۰) شادی برات میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشیوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے، بلکہ ہنگاموں میں جانے کی مطلق بندش کرے۔ (۱۱) گھر کو ان پر زنداں کردے، بالاخانوں پر نہ رہنے دے۔ یعنی سختی کے ساتھ پردے کا اہتمام کرے۔ (۱۲) گھر میں لباس وزیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں۔ (۱۳) جب کفو ملے نکاح میں دیر نہ کرے۔ (۱۴) حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے۔ (۱۵) زنہار زنہار کسی فاسق فاجر خصوصاً بدمذہب کے نکاح میں نہ دے۔ [فتاوی رضویہ ج۹، ص۴۶، ۴۷]

اولاد پر والدین کے حقوق

حقوق انسانی کی حفاظت وصیانت انسان کی عظیم شرافت و نیکی ہے ہر انسان پر اس کی حیثیت کے مطابق حقوق عائد ہوتے ہیں جس طرح والدین پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کی پرورش اور صحیح تربیت کرے انہیں ہر قسم کی خرافات و برائیوں سے روکے اور دینی باتوں پر انہیں عامل و پابند بنائے اور دونوں جہاں کی مضرت ونقصان سے بچانے کی تدبیر کرے۔ اسی طرح والدین کے اولاد پر کچھ حقوق ہوتے ہیں زندگی میں والدین کے ساتھ تو حسن سلوک کرنا ہی ہوگا ان کی وفات کے بعد بھی ان کے حقوق کی رعایت کرنی ہوگی۔ (مرتب)

اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے احادیث و آثار کی روشنی میں اولاد پر والدین کے جو حقوق مرتب فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) سب سے پہلا حق بعد موت ان کے جنازے کی تجہیز، غسل و کفن و نماز و دفن ہے اور ان کاموں میں سنن و مستحبات کی رعایت، جس سے ان کے لئے ہر خوبی و برکت و رحمت و وسعت کی امید ہو۔

(۲) ان کے لئے دعا و استغفار ہمیشہ کرتے رہنا، اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

(۳) صدقہ و خیرات و اعمال صالحات کا ثواب انہیں پہنچاتے رہنا، حسب طاقت اس میں کمی نہ کرنا، اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھنا۔ اپنے روزوں کے ساتھ ان کے واسطے بھی روزہ رکھنا بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انہیں اور سب مسلمانوں کو بخشدینا کہ ان سب کو ثواب پہنچ جائے گا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔

(۴) ان پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اس کے ادا میں حد درجے کی جلدی و کوشش کرنا اور اپنے مال سے ان کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہاں کی سعادت سمجھنا آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں پھر باقی اہل خیر سے اس کے ادا میں امداد لینا۔

(۵) ان پر کوئی قرض رہ گیا تو بقدر قدرت اس کے ادا میں سعی بجالانا، حج نہ کیا ہو تو خود ان کی طرف سے حج کرنا، یا حج بدل کرانا، زکوۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا تو اسے ادا کرنا، نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا، ہر طرح ان کی برأت ذمہ میں جدوجہد کرنا۔

(۶) انہوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا، اگر چہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو، اگر چہ اپنے پر بار ہو مثلاً وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کے لئے کر گئے تو شرعاً تہائی مال سے زیادہ میں بے اجازت وارثان نافذ نہیں۔ مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشی پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔

(۷) ان کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا مثلاً ماں یا باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائے گا، یا فلاں سے نہ ملے گا، یا فلاں کام کرے گا تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب وہ تو ہیں نہیں ان کی قسم کا کیا خیال، نہیں بلکہ اس کا ویسا ہی

پابند رہنا جیسا ان کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو۔ اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح امور جائزہ میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہنا۔

(۸) ہر جمعہ کو ان کی زیارت قبر کے لئے جانا وہاں یٰسین شریف ایسی آواز سے کہ وہ سنیں پڑھنا اور اس کا ثواب اس کی روح کو پہنچانا، راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے بے سلام وفاتحہ نہ گزرنا۔

(۹) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کئے جانا۔

(۱۰) ان کے دوستوں سے دوستی نباہنا، ہمیشہ ان کا اعزاز واکرام رکھنا۔

(۱۱) کبھی کسی کے ماں باپ کو برا کہکر جواب میں انہیں برا نہ کہلوانا۔

(۱۲) سب میں سخت تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کر کے انہیں قبر میں رنج نہ پہنچانا، اس کے سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہنچتی ہے۔ نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ فرحت سے چمکتا اور دمکتا رہتا ہے اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور ان کے قلب پر صدمہ ہوتا۔ ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ قبر میں بھی انہیں رنج پہنچائے۔

حقوق اولاد اور احادیث

حدیث ۱: ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ماں باپ کے انتقال کے بعد کوئی طریقہ ان کے ساتھ نکوئی کا باقی ہے جسے میں بجالاؤں فرمایا ہاں چار باتیں ہیں۔

(۱) ان پر نماز اور ان کے لئے دعائے مغفرت۔ (۲) اور ان کی وصیت نافذ کرنا۔ (۳) اور ان کے دوستوں کی بزرگداشت۔ (۴) اور جو رشتہ صرف انہیں کی جانب سے ہو نیک برتاؤ سے اس کا قائم رکھنا۔

یہ وہ نکوئی ہے کہ ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ کرنی باقی ہے۔ (ابن النجار)

حدیث ۲: باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد ان کے بعد ان کیلئے دعائے مغفرت کرے۔ (ابن النجار)

حدیث ۳: آدمی جب ماں باپ کے لئے دعا چھوڑ دیتا ہے اس کا رزق قطع ہو جاتا ہے۔ (تاریخ طبرانی)

حدیث ۴: جب تم میں کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو چاہئے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے ثواب سے کچھ نہ گھٹے گا۔ (طبرانی اوسط، ابن عساکر)

حدیث ۵: ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں اپنے ماں باپ کے ساتھ زندگی میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا اب وہ مر گئے، ان کے ساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے فرمایا: بعد مرگ نیک سلوک سے یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھے، اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزے رکھے۔ یعنی جب اپنے ثواب ملنے کے لئے کچھ نماز نفل پڑھے، یا روزے رکھے تو کچھ نماز نفل ان کی طرف سے پڑھ کر انہیں ثواب پہنچائے۔ یا نماز روزہ جو عمل نیک کرے ساتھ ہی انہیں ثواب پہنچنے کی بھی نیت کر لے کہ انہیں بھی ملے گا اور تیرا بھی کم نہ ہوگا۔ (دار قطنی)

حدیث ۶: جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا ان کا قرض ادا کرے روز قیامت نیکوں کے ساتھ اٹھے۔

(طبرانی، دار قطنی)

حدیث ۷: امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اسی ہزار قرض تھے وقت وفات اپنے صاحبزادے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر فرمایا میرے دین میں اول تو میرا مال بیچنا اگر کافی ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ میری قوم بنی عدی سے مانگ کر پورا کرنا، اگر یوں بھی پورا نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور ان کے سوا اوروں سے سوال نہ کرنا، پھر صاحبزادۂ موصوف سے فرمایا تم میرے قرض کی ضمانت کر لو وہ ضامن ہو گئے اور امیر المؤمنین کے دفن سے پہلے اکابر مہاجرین وانصار کو گواہ کر لیا کہ وہ اسی ہزار مجھ پر ہیں، ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سارا قرض ادا کر دیا۔ (طبقات ابن سعد)

حدیث ۸: قبیلہ جہنیہ سے ایک بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خدمت اقدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہو گیا کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں؟ فرمایا: ہاں اس کی طرف سے حج کر بھلا تو دیکھ تو تیری ماں پر اگر دین ہوتا تو ادا کرتی یا نہیں یوں ہی خدا کا دین ادا کرو کہ وہ زیادہ حق ادا کا رکھتا ہے۔ (بخاری)

حدیث ۹: انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے وہ حج اس کی اور ان کی سب کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں اس سے شاد ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔ (دارقطنی)

حدیث ۱۰: جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج ادا ہو جائے اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ملے۔ (دارقطنی)

حدیث ۱۱: جو اپنے والدین کے بعد ان کی طرف سے حج کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھے اور ان دونوں کے واسطے پورے حج کا ثواب ہو جس میں بالکل کمی نہ ہو۔ (شعب الایمان)

حدیث ۱۲: جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم سچی کرے اور ان کا قرض ادا کرے اور کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر انہیں برا نہ کہلوائے وہ والدین کے ساتھ نکوکار لکھا جاتا ہے اگرچہ ان کی زندگی میں نافرمان تھا اور جو ان کی قسم پوری نہ کرے اور ان کا قرض نہ اتارے اور اوروں کے والدین کو برا کہہ کر انہیں برا کہلوائے وہ عاق لکھا جائے اگرچہ ان کی حیات میں نکوکار تھا۔ (طبرانی اوسط)

حدیث ۱۳: جو اپنے ماں باپ کی قبر کی زیارت کرے ہر جمعہ کو، اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے۔ (نوادر الاصول حکیم ترمذی)

حدیث ۱۴: جو شخص روز جمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے اور اس کے پاس یسین پڑھے بخشد یا جاوے۔ (ابن عدی)

حدیث ۱۵: جو ہر جمعہ والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے وہاں یسین پڑھے، یٰسین شریف میں جتنے حروف ہیں ان سب کی گنتی کے برابر اللہ تعالیٰ اس کے لئے مغفرت فرمائے۔ (ابن عدی، دیلمی)

حدیث ۱۶: جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے۔ اور جو بکثرت ان کی زیارت قبر کرتا ہو فرشتے اس کی قبر کو زیارت کو آ دیں۔ (نوادر الاصول)

امام ابن الجوزی محدث کتاب ''عیون الحکایت'' میں بسند خود محمد بن العباس وراق سے روایت فرماتے ہیں:
ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کو گیا راہ میں باپ کا انتقال ہو گیا وہ جنگل گوگل کے پیڑوں کا تھا ان کے نیچے دفن کر کے بیٹا جہاں جاتا تھا چلا گیا جب پلٹ کر آیا اس منزل میں رات کو پہنچا باپ کی قبر پر نہ گیا، ناگاہ سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔

میں نے تجھے دیکھا کہ تو رات میں اس جنگل کو طے کرتا ہے اور وہ جوان پیڑوں میں ہے اس سے کلام کرنا اپنے اوپر لازم نہیں جانتا، حالانکہ ان درختوں میں وہ مقیم ہے کہ اگر تو اس کی جگہ ہوتا اور وہ یہاں گزرتا تو وہ راہ سے پھر کر آتا اور تیری قبر پر سلام کرتا۔ (عیون الحکایۃ)

حدیث ۱۷: جو چاہے کہ باپ کی قبر میں اس کے ساتھ حسن سلوک کرے وہ باپ کے بعد اس کے عزیزوں، دوستوں سے نیک برتاؤ رکھے۔ (ابویعلی، ابن حبان)

حدیث ۱۸: باپ کے ساتھ نیکوکاری سے ہے یہ کہ تو اس کے دوست سے نیک برتاؤ رکھے۔ (طبرانی اوسط)

حدیث ۱۹: بیشک باپ کے ساتھ سب نکوکاریوں سے بڑھکر یہ نیکوکاری ہے کہ آدمی باپ کے مرنے کے بعد اس کے دوستوں سے اچھی روش پر رہے۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

حدیث ۲۰: اپنے ماں باپ کی دوستی نگاہ رکھ اسے قطع نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ تیرا نور بجھا دے گا۔ (شعب الایمان)

حدیث ۲۱: ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اللہ عزوجل کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیا کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور ماں باپ کے سامنے ہر جمعہ کو، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی صفائی و تابش بڑھ جاتی ہے تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہنچاؤ۔ (نوادر الاصول)

بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے کبھی عہدہ برآ ہو، وہ اس کے حیات و وجود کے سبب ہیں تو جو کچھ نعمتیں دینی و دنیوی پائے گا سب انہیں کے طفیل میں ہوئیں کہ ہر نعمت و کمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے تو صرف ماں باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے بری الذمہ کبھی نہیں ہو سکتا نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش میں ان کی کوششیں اس کے آرام کے لئے ان کی تکلیفیں خصوصاً پیٹ میں رکھنے، پیدا ہونے، دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں، ان کا شکر کہاں تک ادا ہو سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لئے اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سائے اور ان کی ربوبیت و رحمت کے مظہر ہیں اسلئے قرآن عظیم میں اللہ جل جلالہ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا حق ذکر فرمایا کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

ایک صحابی کی خدمت مادر

حدیث میں ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی ایک راہ میں ایسے پتھروں پر کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتے، میں ۶ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں کیا میں اس کے حق سے ادا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔ (طبرانی اوسط)

[فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۹۲ تا ۱۹۵]

بیٹے کا مال باپ کا مال

اولاد کو حقوق پدری کا خیال نہ کرنا اس کے ساتھ سرکشی ومخالفت سے پیش آنا اپنے لئے دوزخ کا عذاب شدید اور رب قہار کا غضب واجب کرتا ہے۔

اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں فرض کیا کہ

- والدین کے ساتھ احسان کرو۔ (النساء، ۳۶)
- انہیں ہوں نہ کہو۔ (الاسراء، ۲۳)
- ان سے اعزاز واکرام کا کلام کرو۔ (الاسراء، ۲۳)
- ان کے لئے خاص محبت سے تذلل کا بازو بچھاؤ۔ (الاسراء، ۲۴)
- ان کے لئے دعا کرو کہ الٰہی ان پر رحم فرما جیسا انہوں نے مجھے چھٹپن میں پالا۔ (الاسراء، ۲۸)

مال کے لئے ماں باپ سے مخاصمت و جھگڑا بے حیائی و بے باکی اور نعمت کی ناشکری ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں خبردار ماں باپ کی نافرمانی نہ کر اگر چہ وہ تجھے حکم دیں کہ اپنے جورو، بچوں، مال متاع سب سے نکل جا۔ (مسند احمد، طبرانی کبیر)

دوسری روایت میں ہے اپنے ماں باپ کا حکم مان اگر چہ وہ تجھے تیرے مال اور تیری سب چیزوں سے تجھے باہر کردیں۔ (طبرانی اوسط)

اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ بیٹے کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

او ناشکر، خدانا ترس، مال لایا کہاں سے، تیرا گوشت، پوست، استخواں سب تیرے ماں باپ کا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا۔

یہ اس وقت ارشاد ہوا کہ ایک صاحب حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ مال وعیال رکھتا ہوں اور میرے باپ میرا سب مال لے لینا چاہتے ہیں یعنی پھر میں اور میرے بال بچے کیا کھائیں گے فرمایا تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے تجھے اس سے انکار نہیں پہنچتا۔ (طبرانی کبیر)

اس سے معلوم ہوا کہ باپ اگر بیٹے کے مال سے کچھ لے لے تو اسے روا ہے اور بیٹے کو اعتراض کا حق حاصل نہیں۔

ایک بوڑھے باپ کے کچھ دردانگیز اشعار

حدیث میں ہے ایک شخص حاضر خدمت ہو کر عرض رساں ہوئے یارسول اللہ میرے باپ میرا مال لے لینا چاہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں ہمارے حضور میں حاضر لاؤ جب حاضر ہوئے ان سے ارشاد ہوا تمہارا بیٹا کہتا ہے تم اس کا مال لے لینا چاہتے ہو، عرض کی حضور اس سے پوچھ دیکھیں کہ میں وہ مال لیکر کیا کرتا ہوں یہی اس کی مہمانی اور اس کی قرابتی میں یا میرا اور میرے بال بچوں کا خرچ۔

اتنے میں جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مرد پیر نے اپنے دل میں کچھ اشعار تصنیف کئے ہیں جو ابھی خود اس کے کان نے نہیں سنے ہیں یعنی ابھی زبان تک نہ لایا۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اپنے دل میں کچھ اشعار تصنیف کئے ہیں جو ابھی تمہارے کان بھی نہ سنے، وہ سناؤ۔

ان صاحب نے عرض کی ہمیشہ حضور کے معجزات سے ہمارے دل کی نگاہ ہمارا یقین بڑھاتی ہے۔

خلاصہ مطلب

انہوں نے جو اشعار عرض کئے ان کا خلاصہ یہ ہے۔ میں نے تجھے غذا پہنچائی جب سے تو پیدا ہوا اور تیرا بار اٹھایا جب سے تو ننھا ہوا۔ میری کمائی سے تو بار بار مکرر سیراب کیا جاتا۔ جب کوئی رات بیماری کا غم لیکر تجھ پر اترتی میں تیری ناسازی کے باعث جاگ کر لوٹ کر صبح کرتا، میرا جی تیرے مرنے سے ڈرتا حالانکہ اسے خوب معلوم تھا کہ موت یقینی ہے اور سب پر مسلط کی گئی ہے۔ میری آنکھیں یوں بہتیں گویا کہ وہ مرض جو شب کو تجھے ہوا تھا نہ مجھے، مجھے ہوا تھا نہ تجھے، میں نے تجھے یوں پالا اور جب تو پروان چڑھا اور اس حد کو پہنچا جس میں مجھے امید لگی ہوئی تھی کہ اس عمر کا ہو کر تو میرے کام آئے گا تو تو نے میرا بدلہ سختی و درشت خوئی کیا گویا تیرا ہی مجھ پر فضل واحسان ہے، اے کاش جب تو نے حق پدری کا لحاظ نہ کیا تھا تو ایسا ہی کرتا جیسا پاس کا ہمسایہ کرتا ہے، ہمسایہ میں کا حق تو مجھے دیا ہوتا، اور مجھ پر اس مال سے کہ اصل میں تیرا نہیں میرا ہی تھا بخل نہ کرتا۔

ان اشعار کو سماعت فرما کر حضور پرنور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گریہ کیا اور بیٹے کا گریبان پکڑ کر ارشاد فرمایا: جا تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے۔ (طبرانی صغیر، بیہقی دلائل النبوۃ)

اور حکم قضا اس سے جدا

حکم سعادت تو یہ ہے مگر قضا کے اعتبار سے باپ بیٹے کی ملک جدا ہے۔ باپ اگر محتاج ہو تو بقدر حاجت بیٹے کے فاضل مال سے اس کی اجازت ورضا کے بغیر لے سکتا ہے زیادہ نہیں۔ اور یہ لینا بھی کھانے پینے، پہننے رہنے کے لئے ہے اور حاجت ہو تو خادم کے واسطے بھی لے سکتا ہے۔

[فتاوی رضویہ ج ۷، ص ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵]

محبوب عمل

اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس طرح محبوب ترین اعمال عبادات کا بجالانا ہے اسی طرح والدین کے ساتھ نیک برتاؤ اور حسن سلوک کرنا بھی محبوب عمل ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا عمل زیادہ محبوب ہے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا، میں نے عرض کی پھر کونسا، فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے عرض کی پھر فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (ت) (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

والدین کی خدمت اور جہاد

دین کی سربلندی کے لئے خدا کی راہ میں جہاد کرنا یقیناً بڑی نیکی اور محبوب عمل ہے مگر والدین یا ماں باپ میں سے جو موجود ہو اس کی خدمت کرنا ان کے ساتھ نیک برتاؤ اور اچھا سلوک کرنا جہاد کے برابر نیکی ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر جہاد کی اجازت مانگی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے والدین زندہ ہیں اس نے عرض کی ہاں زندہ ہیں تو حضور نے فرمایا کہ جاؤ اور انہیں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرو۔ (ت) (بخاری، مسلم، ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ سے ہجرت وجہاد پر بیعت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کا طالب ہوں حضور نے فرمایا تمہارے

والدین میں سے کوئی ایک زندہ ہے؟ اس شخص نے عرض کیا ہاں بلکہ دونوں زندہ ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب چاہتے ہو؟ اس نے کہا ہاں میں ثواب کا طالب ہوں حضور نے فرمایا اپنے والدین کے پاس واپس جاؤ اوران سے حسن سلوک کرو۔ (ت) (مسلم)

دوسری روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں عرض کی میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ سے ہجرت پر بیعت کروں اور میں والدین کو روتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں، حضور نے فرمایا ان کے پاس واپس جاؤ پھر انہیں اس طرح ہنساؤ جس طرح تم نے انہیں رلایا ہے۔ (ت) (ابوداود)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یمن کا ایک آدمی ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت شریفہ میں آیا حضور نے فرمایا کیا یمن میں تمہارا کوئی ہے اس نے کہا کہ میرے والدین ہیں۔ حضور نے فرمایا ان دونوں نے تم کو اجازت دیدی ہے اس نے عرض کیا نہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم والدین کے پاس جا کر اجازت مانگو اگر وہ اجازت دیدیں تو جہاد کرو ورنہ ان کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرو۔ (ت) (ابوداود)

ایک روایت میں ہے کہ جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مقدسہ میں آ کر عرض کیا یارسول اللہ! میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں اور آپ کے حضور مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں تو حضور نے فرمایا کیا تمہاری ماں زندہ ہے انہوں نے عرض کیا ہاں میری ماں موجود ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی خدمت لازم کر لو کیونکہ جنت ان کے قدموں کے نیچے ہے۔ (ت) (نسائی، ابن ماجہ، حاکم)

والدین کے قدموں کی برکت

خدمت والدین کا ثواب جہاد کے برابر اور خدا کے نزدیک عمدہ عمل ہے۔ رب تعالیٰ نے جنت پانے کے لئے بیشمار ذرائع مقرر فرمائے ہیں کہ آدمی اگر ان باتوں پر عمل کرے تو جنت کا حقدار ہوگا، والدین کی خدمت اوران کے ساتھ حسن سلوک ایسی نیکی ہے کہ آدمی اس کے عوض بھی جنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اس لئے آیا کہ جہاد کے بارے میں مشورہ کروں تو حضور نے فرمایا کیا تمہارے والدین ہیں؟ میں نے عرض کی ہاں وہ زندہ ہیں ،فرمایا: کہ دونوں کی خدمت لازم کرلو کہ جنت دونوں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (ت) (طبرانی)

حضرت طلحہ بن معویہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں عرض کی یارسول اللہ! میں اللہ کی راہ میں جہاد کا عزم رکھتا ہوں فرمایا: تمہاری ماں زندہ ہیں میں نے کہا ہاں، حضور نے فرمایا: ان کے قدموں کو لازم کرلو یعنی ان کی خدمت کرو کہ جنت وہیں ہے۔ (ت) (طبرانی)

ماں کی پکار کا جواب نہ دینے کی سزا

بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار راہب تھا جس کا نام جریج تھا یہ اپنے عبادت خانہ میں ہمہ وقت عبادت الٰہی میں مصروف رہتا تھا، ایک دن اس کی ماں آئی اور اسے آواز دی اس وقت جریج عبادت میں مشغول تھا سوچتا رہا کہ خدا کی عبادت ترک کردوں اور ماں کی پکار کا جواب دوں یا عبادت ترک نہ کروں اسی کشمکش میں رہا مگر ماں کو جواب نہ دے سکا، اس کی ماں جھنجلاتی ہوئی

یہ کہکر چلی گئی کہ اے پروردگار جریج کو آزمائش میں مبتلا کر۔

ماں کی اس بددعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک بدکردار عورت نے اس پر الزام لگادیا کہ میرا یہ بچہ جریج کا ہے حالانکہ وہ بچہ ایک چرواہے کا تھا جس نے اس عورت کے ساتھ بدکاری کی تھی، یہ سنکر لوگ جمع ہوگئے اور جریج کا عبادت گھر توڑ دیا اور اسے ملامت کی، پھر ہوا یہ کہ جریج نے اس بچے کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اے بچہ بتا تو کس کا بچہ ہے، بچہ نے صاف اور واضح لفظوں میں جواب دیا کہ میں فلاں چرواہے کا بچہ ہوں حالانکہ بچہ کی عمر اس وقت صرف ایک مہینہ کی تھی۔(مرتب)

اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جریج راہب اگر فقیہ عالم ہوتا تو جان لیتا کہ ماں کی پکار کا جواب دینا اپنے رب کی نفل عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔(ت)(مسند حسن بن سفیان)

یہی وجہ ہے کہ فقیہ عالم راہ راست سے نہیں بہک سکتا بخلاف جاہل عابد کے کہ اس کا بہکنا ممکن ہے۔(مرتب)

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔(ت)(ترمذی، ابن ماجہ)[فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵]

✿✿✿

حقوق زوجین

رشتۂ ازدواج سے مرد وعورت کے درمیان اجنبیت کے فاصلے مٹ جاتے ہیں، جسکی طرف نظر بھر کر دیکھنا ناجائز و گناہ، مگر رشتۂ نکاح کے بعد اس سے خلوت واختلاط وغیرہ سب جائز و درست ہو جاتا ہے انسان پر اللہ تعالیٰ کی یہ بے پایاں رحمت ہے۔ مرد وعورت ایک دوسرے کے لباس ہوتے ہیں، لباس انسانی جسم کو چھپاتا ہے اسے سردی وگرمی کی کلفتوں سے محفوظ رکھتا ہے اسی طرح مرد وعورت ایک دوسرے کی عصمت وعفت کے محافظ وامین ہوتے ہیں ہر کوئی دوسرے کو گناہ سے بچاتا ہے۔ ان خوبیوں کے ساتھ شریعت اسلامیہ نے دونوں پر ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کو لازم قرار دیا ہے یعنی عورت پر شوہر کے حقوق کی رعایت لازم ہے اور شوہر پر عورت کے حقوق کی نگہداشت ضروری ہے۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

زن وشوہر میں ایک کے دوسرے پر حقوق کثیرہ واجب ہیں ان میں جو بجا نہ لائیگا اپنے گناہ میں گرفتار ہوگا۔ ایک اگر ادائے حق نہ کرے تو دوسرا اسے دستاویز بنا کر اسکے حق ساقط نہیں کر سکتا، مگر وہ حقوق کہ دوسرے کے کسی حق پر مبنی ہوں، اگر یہ اسکا ایسا حق ترک کرے وہ دوسرا اسکے یہ حقوق کہ اس پر مبنی تھے ترک کر سکتا ہے۔ جیسے عورت کا نان نفقہ کہ شوہر کے یہاں پابند رہنے کا بدلہ ہے اگر ناحق اسکے یہاں سے چلی جائیگی جب تک واپس نہ آئیگی کچھ نہ پائیگی۔ غرض واجب ہونے، مطالبہ ہونے، بے وجہ شرعی ادا نہ کرنے سے گنہگار ہونے میں تو حقوق زن وشوہر برابر ہیں۔ ہاں شوہر کے حقوق عورت پر بکثرت ہیں اور اس پر وجوب بھی بشدت ہے۔ عورت پر سب سے بڑا حق شوہر کا ہے یعنی ماں باپ سے بھی زیادہ اور مرد پر سب سے بڑا حق ماں کا ہے، یعنی زوجہ کا ماں سے بلکہ باپ سے بھی کم ہے۔

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے فرمایا شوہر کا، میں نے عرض کی اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے فرمایا اسکی ماں کا۔

(مسند بزار، حاکم) [فتاوی رضویہ ج۹، ص۵۹، ۶۰]

تین شخصوں کی نماز مقبول نہیں

حدیث اوّل: تین شخصوں کی نماز ان کے کانوں سے اوپر نہیں اٹھتی۔ (۱) آقا سے بھاگا ہوا غلام جب تک پلٹ کر آئے۔ (۲) عورت کہ سوئے اور اسکا شوہر اس سے ناراض ہو۔ (۳) جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اسکے عیب کے باعث اسکی امامت پر راضی نہ ہوں۔ (ترمذی)

حدیث دوم: تین آدمیوں کی نماز ان کے سروں سے بالشت بھر اوپر بلند نہیں ہوتی۔ (۱) ایک وہی امام۔ (۲) عورت کہ سوئے اور شوہر ناراض ہے۔ (۳) دو بھائی کہ آپس میں علاقۂ محبت قطع کئے ہوں۔ (ابن ماجہ، ابن حبان)

حدیث سوم : تین شخصوں کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی نہ کوئی نیکی آسمان کو چڑھے۔
(۱) بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے آقاؤں کی طرف پلٹ کر اپنے آپ کو ان کے قابو میں دے۔ (۲) عورت جس سے اسکا خاوند ناراض ہو یہاں تک کہ راضی ہو جائے۔ (۳) نشے والا جب تک ہوش میں آئے۔ (طبرانی، ابن خزیمہ)

عورت پر لعنت ہوتی ہے

مرد و زن کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ شوہر اگر عورت کو اپنے پاس بلائے اور وہ انکار کرے یا شوہر کسی اور بات پر عورت سے ناراض ہو تو عورت کو چاہئے کہ اسے راضی کرے ورنہ اس پر لعنت کی بارش ہوگی۔ (مرتب)

حدیث میں ہے جب عورت اپنے شوہر کا بچھونا چھوڑ کر سوئے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کریں۔ (بخاری، مسلم)

دوسری حدیث میں ہے جو عورت اپنے گھر سے باہر جائے اور اسکے شوہر کو ناگوار ہو جب تک پلٹ کر آئے آسمان میں ہر فرشتہ اس پر لعنت کرے اور جن و آدمی کے سوا جس جس چیز پر گزرے سب اس پر لعنت کریں۔ (طبرانی اوسط)

بے وجہ شرعی عورت طلاق نہ مانگے

مرد کو عورت پر حاکم بنایا گیا ہے اب مرد چاہے عورت کو اپنے نکاح میں رکھے یا الگ کر دے اسکا اسے پورا اختیار ہے مگر عورت کو بلا وجہ شرعی شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو عورت بے ضرورتِ شرعی خاوند سے طلاق مانگے اس پر جنت کی بو حرام ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں ہے خاوند سے طلاق مول لینے والیاں وہی منافقہ ہیں۔ (طبرانی کبیر) (فتاوی رضویہ ج۹، ص ۱۹۷)

کیا عورت شوہر کو سجدہ کرسکتی ہے؟

شریعت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والثناء میں غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام ہے، تحیت و تعظیم کے طور پر غیر خدا کو سجدہ کرنا حرام اور عبادت و بندگی کے طور پر کفر ہے۔ عورت پر شوہر کا حق اتنا زیادہ ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا حکم ہوتا اسکے باوجود حق یہ ہے کہ شوہر کا حق ادا نہ ہوتا۔ اس بات کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں بیان فرمایا ہے کہ اگر غیر اللہ کو سجدہ جائز ہوتا تو میں حکم فرماتا کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

سجدہ تحیت کی تحریم پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے چالیس حدیثیں پیش فرمائی ہیں میں ان میں سے ان احادیث کو اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن میں عورت کیلئے سجدہ شوہر کا ناجائز ہونا مذکور ہے۔ (مرتب)

حدیث ۱: ایک عورت نے بارگاہ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ شوہر کا عورت پر کیا حق ہے فرمایا اگر بشر کو لائق ہوتا کہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو فرماتا کہ جب شوہر گھر میں آئے اسے سجدہ کرے اس فضیلت کے سبب جو اللہ نے اسے اس پر رکھی ہے۔ (ترمذی، سنن بیہقی)

حدیث ۲: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک اونٹ نے حاضر ہو کر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یہ بے عقل چوپایہ ہے اس نے حضور کو سجدہ کیا ہم تو عقل رکھتے ہیں ہمیں زیادہ لائق ہے کہ حضور کو سجدہ

کریں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کو لائق نہیں کہ آدمی کو سجدہ کرے ایسا مناسب ہوتا تو میں فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے اس حق کے سبب جو اسکا اس پر ہے۔ (مسند بزار)

حدیث ۳: انصار میں ایک گھر کا آب کشی اونٹ بگڑ گیا کسی کو پاس نہ آنے دیتا کھیتی اور کھجوریں پیاسی ہوئیں سرکار میں شکایت عرض کی صحابہ سے ارشاد ہوا چلو باغ میں تشریف فرما ہوں اونٹ اس کنارے تھا حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اسکی طرف چلے انصار نے عرض کی یا رسول اللہ وہ بورانے کتے کی طرح ہو گیا ہے مبادا حملہ کرے فرمایا ہمیں اسکا اندیشہ نہیں اونٹ حضور کو دیکھ کر چلا اور قریب آ کر حضور کے لئے سجدہ میں گرا حضور نے اسکے ماتھے کے بال پکڑ کر کام میں دیدیا بکری کی طرح ہو گیا۔ پھر صحابہ نے عرض کی ہم تو ذی عقل ہیں ہم زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا آدمی کو لائق نہیں کہ کسی بشر کو سجدہ کرے ورنہ میں عورت کو مرد کے سجدے کا حکم فرماتا۔ (مسند احمد، نسائی، ابونعیم)

حدیث ۴: حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں تشریف فرما ہوئے صدیق و فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ تعالٰی عنھم ہمراہ رکاب تھے باغ میں بکریاں تھیں انھوں نے حضور کو سجدہ کیا صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ ان بکریوں سے ہم زیادہ حقدار ہیں اسکے کہ حضور کو سجدہ کریں، فرمایا بیشک میری امت میں نہ چاہئے کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے اور ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو شوہر کے سجدے کا حکم فرماتا۔ (مسند احمد، بزار، ابونعیم)

حدیث ۵: ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر تھے کسی نے آ کر عرض کی فلاں گھر کا شتر آبکش بے قابو ہو گیا حضور اٹھے اور ہم ہمراہ رکاب اٹھے اور ہم نے عرض کی حضور اسکے پاس نہ جائیں حضور تشریف لے گئے اونٹ کی نظر جمال انور پر پڑی اور وہ سجدہ میں گر گیا، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ایک چوپایہ تو حضور کی تعظیم حق کیلئے حضور کو سجدہ کرے ہم زیادہ اسکے لائق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا نہیں، اگر میں اپنی امت میں ایک دوسرے کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو فرماتا کہ شوہروں کو سجدہ کرے۔ (ابونعیم، دلائل النبوۃ)

حدیث ۶: ایک روز حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باہر تشریف لئے جاتے تھے ایک اونٹ بولتا ہوا آیا قریب آ کر حضور کو سجدہ کیا مسلمانوں نے کہا ہمیں تو زیادہ لائق ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کریں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی کو غیر خدا کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ (مسند احمد)

حدیث ۷: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک جماعت انصار و مہاجرین میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آ کر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ چوپائے اور درخت حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم، اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ (مسند احمد)

حدیث ۸: ایک اعرابی نے خدمت حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں اسلام لایا مجھے کچھ ایسی چیز دکھایئے کہ میرا یقین بڑھے فرمایا کیا چاہتا ہے عرض کی حضور اس درخت کو بلائیں کہ حضور میں حاضر ہو فرمایا، جا بلا، وہ اعرابی درخت کے پاس گئے اور کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں وہ فوراً ایک طرف کو اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے، پھر ادھر اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے پھر چلا اور حضور انور میں حاضر ہو کر صاف

زبان میں کہا سلام حضور پر اے اللہ کے رسول، اعرابی نے کہا مجھے کافی، مجھے کافی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درخت سے فرمایا پلٹ جا فوراً واپس ہوا اور انہیں ریشوں پر مع شاخوں کے بدستور جم گیا۔ اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت عطا ہو کہ سر اقدس اور دونوں پائے مبارک کو بوسہ دوں، حضور نے اجازت دی۔ پھر عرض کی اجازت عطا ہو کہ حضور کو سجدہ کروں فرمایا مجھے سجدہ نہ کرنا مخلوق میں کوئی کسی کو سجدہ نہ کرے، میں کسی کے لیئے اسکا حکم کرتا تو عورت کو حکم فرماتا کہ حق شوہر کی تعظیم کیلیے اسے سجدہ کرے۔ (مسند بزار، ابو نعیم دلائل النبوۃ)

حدیث ۹: جب معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام سے آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا حضور نے فرمایا معاذ یہ کیا؟ عرض کی میں ملک شام کو گیا وہاں نصاریٰ کو دیکھا کہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو میرا دل چاہا کہ ہم حضور کو سجدہ کریں، فرمایا نہ کرو۔ میں اگر سجدہ غیر خدا کا حکم دیتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

حدیث ۱۰: معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو گئے دیکھا نصاریٰ اپنے پادریوں اور فقیروں کو سجدہ کرتے ہیں اور یہود اپنے عالموں اور عابدوں کو۔ ان سے پوچھا یہ کیوں کرتے ہو بولے یہ انبیاء کی تحیت ہے۔ معاذ فرماتے ہیں میں نے کہا تو ہمیں زیادہ سزاوار ہے کہ ہم اپنے نبی کو کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنے انبیاء پر بہتان کرتے ہیں جیسے انہوں نے اپنی کتاب بدل دی ہے میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم فرماتا تو شوہر کے عظیم حق کے سبب عورت کو۔ (حاکم مستدرک)

حدیث ۱۱: قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں شہر حیرہ میں (کہ قریب کوفہ ہے) گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا اپنے شہریار کو سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ مستحق سجدہ ہیں خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ حال وخیال عرض کیا فرمایا بھلا اگر تم ہمارے مزار کریم پر گزرو تو کیا مزار کو سجدہ کرو گے؟ میں نے عرض کی نہ، فرمایا تو نہ کرو۔ میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو عورتوں کو شوہروں کے سجدے کا حکم فرماتا اس حق کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے ان کا ان پر رکھا ہے۔ (ابوداؤد، طبرانی کبیر، بیہقی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۴۸۰ تا ۴۸۵]

زوجین میں الفت ہوگئی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک عورت نے اپنے شوہر کی شکایت کی حضور نے فرمایا کیا تم اس کو برا جانتی ہو عرض کی ہاں میں اسے برا جانتی ہوں، یہ سنکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں اپنے اپنے سر میرے قریب لاؤ پھر حضور نے عورت کی پیشانی کو اس کے شوہر کی پیشانی پر رکھا اور فرمایا اے اللہ ان دونوں کے درمیان محبت والفت استوار فرمادے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد عورت نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور قدمان مبارک کو بوسہ دیا حضور نے فرمایا تم اور تمہارے شوہر دونوں کیسے ہو عرض کی کوئی نیا اور پرانا اور کوئی لڑکا مجھے ان سے زیادہ محبوب نہیں، سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ (ت) (بیہقی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۶]

شوہر کی اطاعت اور جہاد کا ثواب

عورتوں کو اپنے شوہر کی اطاعت اور ان کے حقوق کی معرفت ثواب میں جہاد کے برابر ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے ایک بی بی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں عورتوں کی فرستادہ ہوں حضور کی

بارگاہ میں، جن عورتوں کو خبر ہے اور جنہیں خبر نہیں سب میری اس حاضری کی خواہاں ہیں اللہ عزوجل مردوں عورتوں سب کا پروردگار و خدا ہے اور حضور مردوں عورتوں سب کی طرف اس کے رسول، اللہ عزوجل نے مردوں پر جہاد فرض کیا کہ فتح پائیں تو دولتمند ہو جائیں اور شہید ہوں تو اپنے رب کے پاس زندہ رہیں، رزق پائیں اور ہم عورتیں ان کے کاموں کا انتظام کرنے والیاں ہیں تو ہمارے لئے وہ کونسی طاعت ہے جو ثواب میں جہاد کے برابر ہو، فرمایا شوہروں کی اطاعت اور ان کے حق پہچاننا اور اس کی کرنے والیاں تم میں تھوڑی ہیں۔ (مسند بزار۔طبرانی)

حقوق شوہر اور بعض عورتوں کا نکاح سے اعراض

شوہر کے حقوق کی رعایت نہایت دشوار و سخت ہے ان سے عہدہ برآ و سبکدوش ہونا ہر عورت کے بس کی بات نہیں ہاں جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ بحسن وخوبی شوہر کے حقوق ادا کر سکتی ہے مگر حقوق اتنے سخت ہیں کہ ان کی ادائیگی کی شدت و سختی کو دیکھکر بعض عورتوں نے عمر بھر نکاح نہ کرنے کا عہد کیا۔ (مرتب)

- حدیث میں ہے، ایک زن خثعمیہ نے خدمت اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ حضور مجھے سنائیں کہ شوہر کا حق عورت پر کیا ہے کہ میں زن بے شوہر ہوں اس کے ادا کی اپنے میں طاقت دیکھوں تو نکاح کروں ورنہ یوں ہی بیٹھی رہوں، فرمایا شوہر کا حق زوجہ پر یہ ہے کہ عورت کجاوہ پر بیٹھی ہو اور مرد اسی سواری پر اس سے نزدیکی چاہے تو انکار نہ کرے۔

اور مرد کا حق عورت پر یہ ہے کہ اس کی بے اجازت کے نفل روزہ نہ رکھے اگر رکھے گی تو بیکار بھوکی پیاسی رہی روزہ قبول نہ ہوگا۔ اور گھر سے شوہر کی اجازت کے بغیر کہیں نہ جائے اگر جائے گی تو آسمان کے فرشتے، زمین کے فرشتے، رحمت کے فرشتے، عذاب کے فرشتے سب اس پر لعنت کریں گے جب تک پلٹ کر آئے۔

یہ ارشاد سنکر ان بی بی نے عرض کی ٹھیک یہ ہے کہ میں کبھی نکاح نہ کروں گی۔ (طبرانی)

- اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک بی بی نے دربار در بار سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی میں فلاں دختر فلاں ہوں، فرمایا میں نے تجھے پہچانا اپنا کام بتا، عرض کی مجھے اپنے چچا کے بیٹے فلاں عابد سے کام ہے، فرمایا میں نے اسے بھی پہچانا یعنی مطلب کہہ، عرض کی اس نے مجھے پیام دیا ہے تو حضور ارشاد فرمائیں کہ شوہر کا حق عورت پر کیا ہے اگر وہ کوئی چیز میرے قابو کی ہو تو میں اس سے نکاح کرلوں، فرمایا: مرد کے حق کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ اگر اس کے دونوں نتھنے خون یا پیپ سے بہتے ہوں اور عورت اسے اپنی زبان سے چاٹے تو شوہر کے حق سے ادا نہ ہوئی، اگر آدمی کا آدمی کو سجدہ روا ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ مرد جب باہر سے اس کے سامنے آئے اسے سجدہ کرے کہ خدا نے مرد کو فضیلت ہی ایسی دی ہے۔

یہ ارشاد سنکر وہ بی بی بولیں قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا میں رہتی دنیا تک نکاح کا نام نہ لوں گی۔

(مسند بزار، حاکم)

- ایک صاحب اپنی صاحبزادی کو لیکر درگاہ عالم پناہ حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی میری یہ بیٹی نکاح کرنے سے انکار رکھتی ہے، حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ کا حکم مان۔ اس

لڑکی نے عرض کی قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا میں نکاح نہ کروں گی جب تک حضور یہ نہ بتائیں کہ خاوند کا حق عورت پر کیا ہے، فرمایا:

شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اگر اس کے کوئی پھوڑا ہو عورت اسے چاٹ کر صاف کرے یا اس کے نتھنوں سے پیپ یا خون نکلے عورت اسے نگل لے تو مرد کے حق سے ادا نہ ہوئی۔

اس لڑکی نے عرض کی قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا میں کبھی شادی نہ کروں گی۔

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کا نکاح نہ کرو جب تک ان کی مرضی نہ ہو۔

(بزار، ابن حبان) [فتاوی رضویہ ج ۵، ص ۵۸۴، ۵۸۵]

ام ہانی کو حضور کا پیغام نکاح اور ان کا جواب

صحیح حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب خواہر امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو پیام نکاح دیا عرض کی یا رسول اللہ کچھ حضور سے مجھے بے رغبتی تو ہے نہیں مگر مجھے یہ نہیں بھاتا کہ میں نکاح کروں اور میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کی تمام عورتوں میں بہتر زنان قریش ہیں اپنے بچے پر اس کے بچپن میں سب سے زیادہ مہربان اور خاوند کے مال کی سب سے زیادہ نگاہ رکھنے والیاں۔ (طبرانی)

دوسری حدیث میں ہے جب حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں پیام دیا یوں عرض کی یا رسول اللہ بیشک حضور مجھے اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں سے زیادہ پیارے ہیں اور شوہر کا حق بڑا ہے میں ڈرتی ہوں کہ حق شوہر مجھ سے فوت نہ ہو۔

(طبقات ابن سعد)

تیسری حدیث میں ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کے لئے فرمایا اپنے دو بچوں کی طرف کہ سامنے موجود تھے اشارہ کر کے عرض کی یہ دودھ پینے اور یہ ساتھ سونے کو بہت ہے۔ (طبقات ابن سعد)

ام سلمہ کے لئے حضور کی دعا اور ان سے نکاح فرمانا

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر اول حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیوہ ہوئیں۔ امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں پیام نکاح دیا انکار کر دیا، پھر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیام دیا انکار کر دیا۔ پھر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیام دیا۔

عرض کی میں رشک ناک عورت ہوں (یعنی ازواج مطہرات سے شکر رنجی کا خیال ہے) اور عیالدار ہوں اور میرا کوئی ولی حاضر نہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے عذروں پر کچھ عتاب نہ فرمایا، نہ ارشاد ہوا کہ تم سنت سے منکر ہوتی ہو تم پر شرعی الزام ہے۔ بلکہ عذر سنکر ان کے علاج وجواب ارشاد فرمادیئے کہ

تمہارے رشک کے لئے ہم دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا ام المومنین ام سلمہ باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ اس طرح رہتی تھیں گویا یہ ازواج ہی میں نہیں) اور تمہارے بچے اللہ ورسول

کے سپرد ہیں اور تمہارا کوئی ولی حاضر وغائب میرے ساتھ نکاح کو ناپسند نہ کرے گا۔ (احمد نسائی)

حضور اقدس ﷺ نے آخر شوال ۴ھ میں ان سے نکاح فرمایا۔ (زرقانی) [فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۵۸۷]

عورت کی ناشکری

عورت ناقص العقل اور کم فہم ہے مزاج کے خلاف بات برداشت نہیں کرتی اس لئے وہ ذرا ذرا سی بات میں شوہر کی ناشکری کا اعلان کرتی ہے۔ (مرتب)

حدیث صحیح میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے دوزخ ملاحظہ فرمائی تو آج کے برابر کوئی چیز سخت وشنیع نہ دیکھی اور میں نے اہل دوزخ میں عورتیں زیادہ دیکھیں، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ یعنی حضور اس کا کیا سبب ہے، فرمایا ان کے کفر کے باعث، عرض کی گئی کیا اللہ عزوجل سے کفر کرتی ہیں، فرمایا شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتی ہیں، اگر تو ان میں کسی کے ساتھ عمر بھر احسان کرے پھر ذرا سی بات خلاف مزاج تم سے دیکھے تو کہے میں نے کبھی تم سے بھلائی نہ دیکھی۔ (بخاری، مسلم)

ایک حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورت ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے ہرگز کسی راہ پر تیرے لئے سیدھی نہ ہوگی اگر تو اس سے نفع لے تو اس کی کجی کے ساتھ نفع لے اور سیدھا کرنے چلے تو توڑ دے اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے۔ (مسلم، ترمذی)

حاصل یہ کہ پسلی ٹوٹ جائے گی مگر سیدھی نہ ہوگی عورت بھی بائیں پسلی سے بنی ہے نہ نبھے تو طلاق دیدے مگر ہر طرح موافق آئے یہ مشکل ہے۔

عورتیں اگر شوہروں کی نافرمانی نہ کریں اور نماز پڑھیں تو سیدھی جنت کو چلی جائیں۔

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں حمل کی سختیاں اٹھانے والیاں، جننے کی تکلیف جھیلنے والیاں، دودھ پلانے والیاں، اپنے بچوں پر مہربانیں، اگر نہ ہوتی وہ کجی جو اپنے شوہروں کے ساتھ کرتی ہیں تو ان کی نماز پڑھنے والیاں سیدھی جنت میں جاتیں۔ (مسند احمد ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۸۳، ۵۸۴]

شوہر کا برتاؤ

جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں یوں ہی مردوں پر عورتوں کے بھی حقوق ہیں۔ (مرتب)
قرآن عظیم فرماتا ہے کہ

بی بی سے بھلائی کے ساتھ معاشرت کرو۔ (النساء، ۱۹)

اس لئے عورتوں کو بے وجہ شرعی ایذا دینا جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ نرمی اور خوش خلقی اور ان کی بدخوئی پر صبر اور ان کی دلجوئی اور جن باتوں میں مخالفت شرع نہیں ان کی رعایت شارع کو پسند ہے۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازواج مطہرات کی دلجوئی کرتے اور فرماتے جو سب سے زائد خوش خلق ہو اپنے اہل کے ساتھ سب سے اچھے برتاؤ والا ہو وہ سب سے زائد ایمان میں کامل ہوگا۔ (ترمذی)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھے برتاؤ میں سب سے بہتر ہے اور میں تم سب سے اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہوں۔ (ابن ماجہ)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

عورت کے ساتھ حسن خلق صرف اسے خود ایذا نہ دینا نہیں بلکہ اس کی طرف سے جو اذیتیں ہوں انہیں برداشت کرنا اور اس کے طیش و غضب کے وقت تحمل کرنا۔

چند بیویوں کے درمیان عدل ومساوات

جس کی چند بیویاں ہوں ان کے درمیان عدل ومساوات اور ہر چیز میں برابری کرنا اس پر لازم ہے۔ شریعت مطہرہ کا یہی حکم ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج مطہرات کے درمیان برابری اور باری کا نہایت اہتمام کے ساتھ خیال فرماتے اور ہر بات میں ہر ایک کی مساوات کا بھی لحاظ رکھتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح بیویوں کے درمیان عدل ومساوات کا مظاہرہ کرنے والا آج تک دنیا میں کوئی پیدا نہ ہوا، حضور نے تو عام انسانوں میں عدل وانصاف کی فضا پیدا کی اور انہیں امانت ودیانت کا خوگر و عادی بنا دیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نقش قدم امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ اور نقش ہدایت ہے۔ (مرتب)

بیویوں کے درمیان برابری اور باری کرنے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردوں کے حق عورتوں پر مقرر فرمائے ان کے حق بھی مردوں پر مقرر کئے ازاں جملہ کھلانے پہنانے اور پاس رکھنے وغیرہا امور اختیاریہ میں انہیں برابر رکھنا واجب ہے یہاں تک کہ اگر فرق کرے گا قیامت کو ایک طرف جھکا اٹھے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جسکی دو عورتیں ہوں اور ان میں عدل نہ کرے قیامت کے دن اسطرح اٹھے گا کہ ایک جانب جھکی ہوگی۔ (ابوداود) [فتاویٰ رضویہ ۵، ص ۱۷۵]

جنت میں زوجین کا جمع ہونا

عورت نے اگر شوہر کی وفات کے بعد نکاح نہ کیا اور وہ دونوں جنتی ہوں تو دونوں کو اللہ عزوجل جنت میں جمع فرمائیگا۔ (مرتب)

حدیث میں ہے، جس عورت کا شوہر مرجائے اور وہ دونوں جنتی ہوں پھر عورت اسکے بعد نکاح نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں جمع فرمائے۔ (طبقات ابن سعد)

اسی بناء پر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تھا کہ آؤ ہم تم عہد کریں کہ جو پہلے مرجائے دوسرا اسکے بعد نکاح نہ کرے مگر یہ علم الٰہی میں امہات المؤمنین میں داخل ہونے والی تھیں حضرت ابوسلمہ نے قبول نہ فرمایا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت سلمٰی بنت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شوہر شہید ہوئے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئیں اور کہا میرے شوہر نے شہادت پائی اور لوگ مجھے پیام دے رہے ہیں میں نکاح سے انکار رکھتی ہوں کیا آپ امید کرتے ہیں کہ میں اور وہ جمع ہوئے تو میں آخرت میں ان کی زوجہ ہوں فرمایا ہاں۔ (مسند احمد)

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ مطہرہ رباب بنت امرء القیس کو امام مظلوم کی شہادت کے بعد بہت شرفائے قریش نے پیام نکاح دیا، فرمایا میں وہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو اپنا خسر بناؤں۔ جب تک زندہ رہیں نکاح نہ کیا۔ (کامل ابن اثیر)

حضرت امام انام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرثیہ میں فرماتی ہیں۔
"خدا کی قسم میں تمہارے رشتہ کے بعد کسی سے رشتہ نہ چاہوں گی یہاں تک کہ ریت اور مٹی میں دفن کردی جاؤں"۔
(ہشام بن الکلبی)

ترک معاہدہ پر شوہر کا شکوہ

ایک صحابیہ بی بی رباب نامی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں وہ ایک شخص عمرو نامی کی زوجہ تھیں ان کے آپس میں عہد ہولیا تھا کہ جو پہلے مرے دوسرا تادم مرگ نکاح نہ کرے، عمرو کا انتقال ہوا، رباب ایک مدت تک بیوہ رہیں پھران کے باپ نے ان کا نکاح کردیا اسی رات اپنے پہلے شوہر کو خواب میں دیکھا انہوں نے کچھ شعر اس معاملے کی شکایت میں پڑھے، یہ صبح کو خائف وترساں اٹھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حال عرض کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مرتے دم تک تنہائی سے جی بہلائیں اور اس شوہر کو حکم دیا کہ انہیں چھوڑ دے انہوں نے چھوڑ دیا۔ (الاصابہ) [فتاویٰ رضویہ ج۵، ص۵۸۸،۵۸۹]

صابرہ شاکرہ بیوہ کا مقام

احادیث میں ہے خود حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بیوہ کی نہایت تعریف فرمائی جو اپنے یتیم بچوں کیلئے بیٹھی رہے اوران کے خیال سے نکاح ثانی نہ کرے۔

حدیث: حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور چہرہ کا رنگ بدلی ہوئی عورت روز قیامت ان دو انگلیوں کے مثل ہوں گے۔ (راوی نے انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کرکے بتایا یعنی جیسے یہ دو انگلیاں پاس پاس ہیں یوں ہی اسے روز قیامت میرا قرب نصیب ہوگا) وہ عورت کہ اپنے شوہر سے بیوہ ہوئی، عزت والی، صورت والی، اس کے باوجود اس نے اپنے یتیم بچوں پر اپنی جان کو روک کر رکھا یہاں تک کہ وہ اس سے جدا ہوئے یا مرگئے۔ (ابوداؤد)

چہرہ کی رنگت بدلی ہوئی سیاہی مائل ہونا یہ کہ بے شوہری کے سبب بناؤ سنگار کی حاجت نہیں۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو عورت اپنی اولاد پر بیٹھی رہے گی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگی۔ (ابن بشران)

حدیث: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے جو دروازہ جنت کھولے گا وہ میں ہوں مگر میں ایک عورت کو دیکھوں گا کہ مجھ سے آگے جلدی کرے گی میں فرماؤں گا تجھے کیا ہے اور تو کون ہے عرض کرے گی میں وہ عورت ہوں کہ اپنے یتیموں پر بیٹھی رہی۔ (مسند ابویعلی)

تنبیہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہشت میں تشریف لیجانا بارہا ہوگا، دخول جنت میں اولیت مطلقہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے خاص ہے، دروازہ کھلنا حضور والا ہی کیلئے ہوگا، رضوان داروغۂ جنت عرض کرے گا مجھے یہی حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کیلئے نہ کھولوں، حضور پر کوئی نبی مرسل بھی تقدیم نہیں پاسکتا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حضور کے بعد اور بندگان خدا جائیں گے دروازہ کھلا پائیں گے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے سے فتح باب فرماچکے ہوں گے۔

یہاں جو اس عورت کا آگے ہونا وارد ہوا یہ اور بار کے تشریف لیجانے میں ہے جب کرامت کے اہتمام میں آمد رفت فرماتے ہوں گے نہ کہ خاص بار اوّل میں۔ [فتاویٰ رضویہ ج۵، ص۵۸۹،۵۹۰]

❁❁❁

قرآن کریم کی عظمت وفضیلت

قرآن مقدس خدا کا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔اس کی فضیلت و بزرگی کیلئے یہی کافی ہے کہ یہ خدا کی کتاب ہے ہر قسم کی تحریف وترمیم سے پاک ہے۔اگلی آسمانی کتابوں کو بدل دیا گیا ان میں تحریف وتبدیل کردی گئی مگر قرآن کریم کی حفاظت خود پروردگار عالم نے اپنے ذمہ کرم پر لی ہے اس کے کچھ فضائل ومسائل اعلیٰ حضرت کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے۔(مرتب)

سورۂ فاتحہ کی فضیلت

جو کچھ تیس پاروں میں ہے وہ صرف الحمد شریف میں ہے۔اسکی بابت حدیث شریف میں ارشاد ہے۔کہ رب عزوجل فرماتا ہے:

''میں نے سورۂ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم فرمایا، نصف اوّل میرے لئے اور نصف آخر میرے بندے کیلئے ہے'' جب بندہ پہلی تین آیتوں کو پڑھتا ہے تو ارشاد فرماتا ہے کہ ''میرے بندے نے میری تمجید کی'' اور جب بیچ کی آیت پڑھتا ہے، ارشاد فرماتا ہے ''یہ آدھی میرے لئے اور آدھی میرے بندے کیلئے ہے'' جب اخیر کی تین آیتیں پڑھتا ہے، ارشاد فرماتا ہے ''یہ میرے بندے کیلئے ہے۔اور میرے بندے کیلئے ہے وہ جو اس نے مانگا'' یہ اسلئے ارشاد ہوا کہ پہلی تین آیتوں میں مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ تک مولیٰ عزوجل کی خالص حمد وثنا ہے۔اور پچھلی اِهْدِنَا سے آخر سورہ تک اپنے لئے دعاء ہے۔اور بیچ کی آیت میں ذکر عبادت اور استعانت ہے۔عبادت مولیٰ تعالیٰ کیلئے اور استعانت بندہ کا نفع۔

رکوع اور پاروں کی تقسیم

امام جلال الدین سیوطی نے کتاب الاتقان میں جس قدر احادیث و روایات واقوال، قرآن عظیم کے ایسے امور کے متعلق ہیں جمع فرمادیئے ہیں، اسمیں پاروں کا کہیں ذکر نہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے وقت تک یہ تقسیم نہ تھی۔ ہاں رکوع جاری ہوئے آٹھ سو برس ہوئے، مشائخ کرام نے الحمد شریف کے بعد پانچسو چالیس رکوع رکھے کہ تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھے تو ستائیسویں شب میں کہ شب قدر ہے ختم ہو۔

قرآن کریم میں احزاب واعشار

احزاب و اعشار زمانہ مبارک سے ہیں۔اعشار دس دس آیتوں کے مجموعہ کا نام تھا، یعنی صحابہ کرام ایک عشر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھتے اور اسکے متعلق علوم ومعارف جو ان کے لائق ہوتے ان سب کو حاصل کرنے کے بعد دوسرا عشر شروع کرتے۔

- سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آٹھ برس میں سورۂ بقرہ شریف ختم فرمائی اور بعد اختتام ایک اونٹ قربانی فرمایا۔
- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سورۂ بقرہ شریف بارہ برس میں پڑھی۔[الملفوظ اول، ص ۹۱،۹۲]

سورۂ اخلاص کا ثواب ومقام

صحیح حدیث میں آیا کہ سورۂ اخلاص ثلث قرآن ہے تو تین بار پڑھنے میں پورے قرآن عظیم کے ثواب کے ملنے کی امید ہے۔(بخاری) [الملفوظ چہارم، ص ۴۷]

بندر نے قرآن شریف کا احترام کیا

قرآن کریم ایسی باعظمت کتاب ہے کہ انسانوں کے ساتھ جانور بھی اسکا احترام کرتے ہیں، جو لوگ عظمت قرآن کے منکر ہیں ان کی عقلیں بندر کی عقل سے بھی بدتر ہیں۔ بندر کے قلب میں بھی قرآن عظیم کی عظمت ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک چشم دید واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ

ایک مرتبہ ننھے میاں (برادر خورد اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز) اپنی چھت پر قرآن عظیم پڑھ رہے تھے، سامنے دور پر ایک بندر بیٹھا تھا یہ کسی کام کو اٹھ کر گئے بندر دوڑتا ہوا سامنے دیوار پر گزرا اور اس پار جانا چاہتا تھا جیسے ہی قرآن عظیم کے محاذات پر آیا، قرآن عظیم کو سجدہ کیا اور اپنی راہ چلا گیا۔ [الملفوظ چہارم، ص ۴۰]

توریت سے اشیا کی تفصیل اڑ گئی

موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب توریت لیکر آئے یہاں دیکھا کہ لوگ گئو سالہ کے آگے سجدہ کرتے اور اسکی پرستش کرتے ہیں آپ کی شان جلال کی یہ حالت تھی کہ جسوقت جلال طاری ہوتا آدھ گز آگ کا شعلہ کلاہ مبارک سے اوپر کو اٹھتا، جلال میں آکر الواح توریت پھینک دیں وہ ٹوٹ گئیں۔

امام مجاہد تلمیذ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے وہ فرماتے ہیں کہ "تفصیل کل شیٔ" اڑ گئی، صرف احکام باقی رہ گئے۔

شان عبدیت اور ہے اور شان محبوبیت اور

توریت تو کلام خدا ہے تو اس کی الواح کے ساتھ یہ برتاؤ؟ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ اس اعتراض کا الزامی جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

- حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں اور آپ کے بڑے بھائی اور نبی کی تعظیم فرض ہے، ان کے ساتھ تو آپ نے جلال کے وقت یہ کیا، انکا سر اور داڑھی پکڑ کر کھینچنے لگے۔
- جانے دیجئے یہ تو آپ کے بڑے بھائی تھے، شب معراج حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ کوئی شخص رب عزوجل کے حضور بلند آواز سے کلام کر رہا ہے، ارشاد فرمایا اے جبریل یہ کون شخص ہیں عرض کی موسیٰ ہیں، فرمایا کیا اپنے رب پر تیزی کرتے ہیں، عرض کیا ان کا رب جانتا ہے کہ ان کا مزاج تیز ہے۔
- خیر اسکو بھی جانے دیجئے۔ وہ جو رب عزوجل سے عرض کی ہے، یہ سب تیرے ہی فتنے ہیں، یہاں کیا کہئے گا؟
- ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو الفاظ شان جلال میں ارشاد کر گئی ہیں، دوسرا کہے تو گردن ماری جائے۔

اندھوں نے صرف شان عبدیت دیکھی، شان محبوبیت سے آنکھیں پھوٹ گئیں۔ [الملفوظ سوم، ص ۶، ۷]

قرآن شریف کی چھوٹی تقطیع

قرآن عظیم چھوٹی تقطیع پر لکھنا، حمائل بنانا شرعاً مکروہ و ناپسند ہے۔

- امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے پاس قرآن مجید باریک لکھا ہوا دیکھا اسے مکروہ رکھا۔ اور اس شخص کو مارا اور فرمایا، کتاب اللہ کی عظمت کرو۔
- امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم مصحف کو چھوٹا بنانا مکروہ رکھتے۔

- اسی طرح ابراہیم نخعی نے اسے مکروہ فرمایا۔
- اسی طرح فقہ کی بعض کتابوں میں بھی ہے کہ قرآن عظیم کو چھوٹا بنانا کہ معاذ اللہ ایک کھیل اور تماشہ ہو۔ مکروہ وناپسند ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج دوم، ص ۱۶۱]

درودیوار پر آیات قرآنیہ لکھنے کا حکم

دیواروں پر کتابت سے علماء نے منع فرمایا ہے، اس سے احتراز ہی اسلم ہے اگر چھوٹ کر نہ بھی گریں تو بارش میں پانی ان پر گزر کر زمین پر آئیگا اور پامال ہوگا، غرض مفسدہ کا احتمال ہے اور مصلحت کچھ بھی نہیں۔ لہذا اجتناب ہی چاہئے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۰۳]

قرآن اللہ کی دعوت ہے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت کریمہ تھی جب کسی مجلس میں جمع ہوتے کسی سے کچھ آیات کلام مجید پڑھکر سنتے۔

حدیث میں ہے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک یہ قرآن اللہ عزوجل کی طرف سے تمہاری دعوت ہے تو جہاں تک ہو سکے اسکی دعوت قبول کرو۔ (حاکم)

دوسری حدیث میں ہے ہر دعوت کرنے والا دوست رکھتا ہے کہ لوگ اسکی دعوت میں آئیں اور اللہ عزوجل کا خوان نعمت قرآن ہے تو اسے نہ چھوڑو۔ (بیہقی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۷]

اللہ عزوجل کی دعوت قبول کرنا اور اسکے خوان نعمت سے بہرہ مند ہونا ہر حال میں جائز ہے خواہ شادی ہو یا غمی۔ (مرتب)

حفظ قرآن کی فضیلت وبرکت

حفظ قرآن فرض کفایہ ہے اور صحابہ وتابعین وعلمائے دین متین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے اور تمام مستحبات میں افضل، تمام قربت ونیکی کی باتوں میں عمدہ ہے، اسکے منافع وفضائل حصر وشمار سے باہر ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں قرآن والا قیامت کے روز آئیگا پس قرآن عرض کرے گا اے رب میرے اسے خلعت عطا فرما۔ تو اس شخص کو تاج کرامت عطا فرمایا جائیگا پھر عرض کرے گا اے رب میرے اور زیادہ کر۔ تو اسے حلہ بزرگی پہنایا جائے گا، پھر عرض کرے گا اے رب میرے اس سے راضی ہوجا۔ تو اللہ جل جلالہ اس سے راضی ہو جائے گا، پھر اس سے کہا جائے گا پڑھ اور چڑھ اور ہر آیت پر ایک نیکی زائد کی جائے گی۔ (الترغیب والترہیب)

حدیث: صاحب قرآن کو حکم ہوگا کہ پڑھ اور چڑھ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے تو اسے دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا کہ تیرا مقام اس پچھلی آیت کے نزدیک ہے جسے تو پڑھے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حاصل یہ کہ ہر آیت پر ایک ایک درجہ اسکا جنت میں بلند کرتے جائیں گے جسکے پاس جس قدر آیتیں ہوں گی اسی قدر درجے اسے ملیں گے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث: حافظ قرآن اگر شب کو تلاوت کرے تو اسکی مثال اس توشہ دان کی ہے جس میں مشک بھرا ہو اور اسکی خوشبو تمام مکانوں میں مہکے اور جو شب کو سورہے اور قرآن اسکے سینے میں ہو تو اسکی کہاوت اس توشہ دان کی مانند ہے کہ جس میں مشک ہے اور اسکا منہ باندھ دیا جائے۔ (ابن ماجہ، نسائی)

حدیث: تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری، ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث: جب فرشتوں نے قرآن سنا بولے خوشی ہو اس امت کیلئے جس پر یہ نازل ہوا اور خوشی ہو ان سینوں کیلئے جو اسے اٹھائیں گے اور یاد کرینگے اور خوشی ہو ان زبانوں کیلئے جو اسے پڑھیں گی اور تلاوت کریں گی۔ (دارمی)

جا بجا اللہ جل جلالہ اور اسکے رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے حفظ قرآن کی ترغیب وتحریص فرمائی۔ رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور بیشک ہم نے آسان کردیا قرآن کو یاد کرنے کیلئے۔ تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔ (القمر، ۱۷)

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں نگاہ رکھو قرآن کو اور اسے یاد کرتے رہو۔ تو قسم ہے اسکی جسکے قبضہ میں میری جان ہے البتہ قرآن زیادہ چھوٹنے پر آمادہ ہے ان اونٹوں سے جو اپنی رسیوں میں بندھے ہوں۔ (بخاری، مسلم)

یعنی جس طرح بندھے ہوئے اونٹ چھوٹنا چاہتے ہیں اور اگر ان کی محافظت واحتیاط نہ کی جائے تو رہا ہو جائیں، اس سے زیادہ قرآن کی کیفیت ہے اگر اسے یاد نہ کرتے رہو گے تو وہ تمہارے سینوں سے نکل جائے گا پس تمہیں چاہئے کہ ہر وقت اسکا خیال رکھو اور یاد کرتے رہو، اس دولت بے بہا کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

حدیث: "جسے کچھ قرآن یاد نہیں وہ ویرانے گھر کی مانند ہے جیسے گھروں کی زینت ان کے رہنے والوں اور عمدہ آرائشوں سے ہوتی ہے اسی طرح خانہ دل کی زینت قرآن مجید ہے جسے قرآن یاد ہے اس کا دل آباد ہے ورنہ ویرانہ و برباد"۔ (ترمذی)

حدیث: "اے قرآن والو قرآن کو تکیہ نہ بنالو کہ پڑھ کے یاد کر کے رکھ چھوڑا۔ پھر نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا بلکہ اسے پڑھتے رہو دن رات کی گھڑیوں میں جیسے اسکے پڑھنے کا حق ہے اور اسے افشا کرو کہ خود پڑھو لوگوں کو پڑھاؤ، یاد کراؤ، اسکے پڑھنے، یاد کرنے کی ترغیب دو"۔ (بیہقی، طبرانی)

نہ یہ کہ جو پڑھے اور خدا اسے حفظ کی توفیق دے اسکو روکو اور منع کرو، اس سے زیادہ نادان کون ہے جسے اللہ تعالیٰ ایسی ہمت بخشے اور وہ اسے اپنے ہاتھ سے کھودے۔ اگر اسکی قدر جانتا اور جو ثواب ودرجات اس پر موعود ہیں ان سے واقف ہوتا ہے تو اسے جان ودل سے زیادہ عزیز رکھتا۔

جسے قرآن مجید میں زیادہ دقت ومشقت پڑتی ہے اسکا اجر اللہ کے نزدیک دونا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص قرآن عظیم میں مہارت رکھتا ہے وہ نیکوں اور بزرگوں اور وحی و کتابت یا لوح محفوظ کے لکھنے والوں یعنی انبیاء وملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہے اور جو قرآن کو بزور پڑھتا ہے اور وہ اس پر شاق ہے اسکے لئے دو اجر ہیں۔ (بخاری، مسلم)

جو قرآن کریم یاد کر کے بھول جائے اسکے لئے سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"جو میرے ذکر یعنی قرآن سے منہ پھیرے گا تو اسکے لئے تنگ عیش ہے اور ہم قیامت کے دن اسے اندھا اٹھائیں گے، کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا میں تو انکھیارا تھا، اللہ عزوجل فرمائیگا۔ یوہیں آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں تو تو نے انھیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تو بھلا دیا جائیگا، کوئی تیری خبر نہ لے گا"۔ (طٰہٰ، ۱۲۴)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص قرآن پڑھ کر بھول جائے گا قیامت کے دن کوڑھی ہو کر رہے گا۔

(ابوداؤد، دارمی)

اور فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری امت کے گناہ میرے حضور پیش کیے گئے تو میں نے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی ایک سورۃ یا ایک آیت یاد ہو پھر وہ اسے بھلا دے۔ (ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۰۴، ۱۰۵]

قرآن میں تحریف ممکن نہیں

قرآن عظیم خدا کی کتاب ہے اسکی حفاظت وصیانت کا بار اس نے اپنے ذمۂ کرم پر رکھا ہے وہ خود فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن اتارا، ہم ہی اسکی حفاظت کرینگے اور یہ کہ اسکے آگے پیچھے باطل دم نہیں مار سکتا۔ جب تک زمین و آسمان اور چاند و سورج باقی رہیں گے قرآن کا ایک ایک حرف اپنی اصلی حالت کے ساتھ موجود رہے گا اسمیں کسی قسم کی کوئی تحریف و ترمیم نہیں ہو سکتی چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

الحمد للہ قرآن عظیم بحفظ الٰہی ابد الاباد تک محفوظ ہے تحریف و تبدیل کرنے والے اور اسمیں حیلہ کرنے والوں کو اسکے سراپردۂ عزت کے گرد بار ممکن نہیں۔ حمد اسکے وجہ کریم کو جس نے قرآن اتارا اور اسکا حفظ اپنے ذمۂ قدرت پر رکھا۔

توریت وانجیل کچھ تو ملعون احباروں نے اپنے اغراض ملعونہ سے روپے لیکر اپنے مذہب ناپاک کے تعصب سے قصداً بدلیں اور کچھ ترجمہ کرنے والوں نے اسمیں خلط وخبط کی بنیادیں ڈالیں مرور زمان کے بعد وہ اصل وزیادت مل ملا کر سب ایک ہو گئی کلام الٰہی و کلام بشر کا اختلاط ہو کر تمیز نہ رہی۔

الحمد للہ نفس قرآن میں تحریف محال ہے تمام جہان اگر اکٹھا ہو کر اسکا ایک نقطہ کم بیش کرنا چاہے ہرگز قدرت نہ پائے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۶۵]

جمع قرآن

صحیح بخاری شریف میں ہے جب جنگ یمامہ میں بہت صحابہ حاملان قرآن شہید ہوئے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یمامہ میں بہت حفاظ قرآن شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر حاملان قرآن تیزی سے شہید ہوتے گئے تو قرآن کا ایک بڑا حصہ ختم ہو جائیگا، میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کے جمع کرنے اور ایک جگہ لکھنے کا حکم دیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ کام کیا ہی نہیں تم کیونکر کروگے، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگرچہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر خدا کی قسم کام تو خیر ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے اس معاملہ میں بحث کرتے رہے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے میرا سینہ اس امر کیلئے کھول دیا اور میری رائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے موافق ہو گئی۔

پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر جمع قرآن کا حکم دیا انہیں بھی وہی شبہ گزرا اور عرض کی بھلا آپ ایسی بات کیوں کرتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کی۔ صدیق اکبر نے وہی جواب دیا کہ خدا کی قسم بات تو بھلائی کی ہے، پھر دونوں صاحبوں میں بحث ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ ان کی رائے بھی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے ساتھ موافق ہوئی اور انہوں نے قرآن عظیم جمع کیا۔ (بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۸۴]

اعراب قرآن

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم کی عبارت کریمہ نازل ہوئی، عبارت میں اعراب نہیں لگائے جاتے۔ حضور کے حکم سے صحابہ کرام مثل امیر المومنین عثمان غنی وحضرت زید بن ثابت وامیر معاویہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسے لکھتے، ان کی تحریر میں بھی اعراب نہ تھے یہ تابعین کے زمانے سے رائج ہوئے۔ [فتاوی رضویہ ج۱۲،ص۲۶۰]

مشہور یہ ہے کہ حجاج بن یوسف کے حکم سے قرآن کریم میں اعراب لگائے گئے۔ (مرتب)

✿✿✿

تلاوت قرآن کے فضائل وآداب

تلاوت قرآن کی احادیث مبارکہ میں متعدد فضیلتیں بیان کی گئی ہیں ایک حدیث میں ہے کہ قرآن عظیم کے ایک حرف کی تلاوت سے دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں، اگر کوئی الـمّ کی تلاوت کرے تو اس کو تیس نیکیاں ملیں گی۔ قرآن عظیم ایک متبرک آسمانی کتاب ہے، قرآن پاک کی تلاوت کرنا گویا کہ خدا سے راز و نیاز کہنا ہے، جب بندہ قرآن مقدس پڑھتا ہے تو فرشتے اسکے منہ میں اپنا منہ ڈال دیتے ہیں یہ جو کچھ پڑھتا ہے وہ اسکے منہ سے نکل کر فرشتے کے منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ (مرتب)

ایک حدیث پاک میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں رب عزوجل فرماتا ہے، جسے قرآن عظیم میرے ذکر و دعاء سے روکے، یعنی بجائے ذکر و دعاء قرآن عظیم ہی میں مشغول رہے اسے مانگنے والوں سے بہتر عطا کروں، اور کلام اللہ کا فضل سب کلاموں پر ایسا ہے جیسا اللہ عزوجل کا فضل اپنی مخلوق پر۔ (ترمذی) [فتاوی رضویہ ج سوم، ص ۲۸۷]

بے وضو قرآن چھونا منع ہے

قرآن عظیم کی تلاوت یا اسکو چھونے یا کسی آیت کو چھونے کیلئے طہارت ضروری ہے، بے وضو شخص قرآن کو ہاتھ لگائے بغیر اسکی تلاوت کر سکتا ہے

لیکن جنب یا حائض یا نفساء کو پڑھنا اور چھونا دونوں حرام ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

بے وضو شخص کو قرآن عظیم چھونا مطلقاً حرام ہے، خواہ اسمیں صرف نظم قرآن عظیم مکتوب ہو یا اسکے ساتھ ترجمہ و تفسیر و رسم خط وغیرہا بھی، کہ ان کے لکھنے سے نام مصحف زائل نہ ہوگا، آخر اسے قرآن مجید ہی کہا جائیگا، ترجمہ یا تفسیر یا اور کوئی نام نہ رکھا جائیگا۔ یہ زوائد، قرآن عظیم کے توابع ہیں اور مصحف شریف سے جدا نہیں۔ اسلئے حاشیہ مصحف کی بیاض سادہ کو چھونا بھی ناجائز ہوا، بلکہ پٹھوں کو بھی، بلکہ چولی پر سے بھی، بلکہ ترجمہ کا چھونا خود ہی ممنوع ہے اگر چہ قرآن مجید سے جدا لکھا ہوا سے بھی بے وضو چھونا منع ہے۔ ہاں قرآن عظیم جزدان میں ہو تو بے وضو شخص جزدان کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔

کتب تفسیر وغیرہ چھونے کا حکم

کتب تفسیر و حدیث و فقہ میں جہاں آیت لکھی ہو خاص اس جگہ بے وضو ہاتھ لگانا حرام ہے، باقی عبارت میں افضل یہ ہے کہ باوضو ہو۔

جنب و حائض کے قرآن پڑھنے کا حکم

کسی آیت کا اتنا ٹکڑا کہ ایک چھوٹی آیت کے برابر ہو بہ نیت قرآن پڑھنا جنب و حائض کو بالاتفاق ممنوع ہے۔

جو آیت بلکہ پوری سورت خالص دعا و ثنا ہو، جنب و حائض بے نیت قرآن صرف دعاء و ثنا کی نیت سے اسے پڑھ سکتے ہیں، جیسے الحمد و آیۃ الکرسی۔

ہاں آیۃ الکرسی یا سورۂ فاتحہ اور ان کے مثل ایسی قرأت، کہ سننے والا جسے قرآن سمجھے، ان عوام کے سامنے جن کو اسکا جنب ہونا معلوم ہو یا آواز بہ نیت دعاء و ثنا بھی پڑھنا مناسب نہیں کہ کہیں وہ بحال جنابت تلاوت جائز نہ سمجھ لیں، یا اسکا عدم جواز جانتے ہوں تو اس پر گناہ کی تہمت نہ رکھیں۔

احادیث سے بھی ثابت ہے کہ جنب وحائض قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں۔

امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن پڑھو جب تک تمہیں نہانے کی حاجت نہ ہواور جب حاجت غسل ہوتو قرآن کا ایک حرف بھی نہ پڑھو۔ (دار قطنی)

جنب وحائض کو تعلیم کی نیت سے بھی قرآن عظیم پڑھنا جائز نہیں، صرف اتنی نیت جنب وحائض کو کافی نہیں ہاں وہ ایک ایک حرف کو الگ الگ کر کے پڑھ سکتے ہیں مگر اسمیں بھی یہی شرط ہے کہ قرآن پڑھنے کی نیت نہ ہو ورنہ یہ بھی مکروہ ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنب وحائض قرآن کی تلاوت نہ کرے نہ قرآن میں سے کچھ پڑھے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

شرع مطہر نے لحاظ فرمایا کہ مسلمان ہر وقت، ہر حال میں اپنے رب جل وعلا کے ذکر وثنا اور اس سے سوال ودعاء کا محتاج ہے، قرآن عظیم نے جو دعائیں تعلیم فرمائیں بندہ ان کی مثل کہاں سے لاسکتا ہے، رحمت شریعت نے نہ چاہا کہ بندہ ان خزائن بے مثال سے روکا جائے۔ علی الخصوص حیض ونفاس والیاں، جنکی تہائی عمر انھیں عوارض میں گزرتی ہے، لہذا یہاں نیت کی تبدیلی کے ساتھ اجازت عطا فرمائی، اور شریعت مطہرہ نے انھیں محروم نہ رکھا بلکہ وہ بھی یہ دعائیں ہر وقت اور ہر حال میں پڑھ سکتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جنب وحائض اور نفساء کو بہ نیت قرآن ایک حرف بھی پڑھنا جائز نہیں، اور جو الفاظ اپنے کلام میں زبان پر آجائیں اور بے قصد موافقت اتفاقاً کلمات قرآنیہ سے متفق ہوجائیں تو وہ اس حکم کے تحت داخل نہیں۔

اور قرآن عظیم کا خیال کر کے بے نیت قرآن ادا کرنا چاہے تو صرف دو صورتوں میں اجازت ہے۔

ایک یہ کہ آیات دعاء وثنا پڑھے۔

دوسرے یہ کہ بحاجت تعلیم ایک ایک کلمہ مثلاً اس نیت سے کہ یہ زبان عرب کے الفاظ مفردہ ہیں کہتا جائے اور ہر دو لفظ میں فصل کرائے، متواتر نہ کہے کہ عبارت منتظم ہوجائے۔

- جنب کو وہ آیات ثنا بہ نیت ثنا بھی پڑھنا حرام ہے جن میں رب عزوجل نے اپنے لئے متکلم کی ضمیریں ذکر فرمائیں۔
- جن آیات دعاء وثنا کے اول میں "قل" ہے ان میں جنب یہ لفظ چھوڑ کر بہ نیت دعاء پڑھے ورنہ جائز نہیں۔
- اسے حروف مقطعات والی دعا کی بھی اجازت نہیں۔
- جن آیات میں خالص دعا وثنا نہیں انہیں جنب یا حائض بہ نیت عمل بھی نہیں پڑھ سکتے۔
- صرف عمل میں لانے کی نیت سے جنب وحائض خالص آیات دعا وثنا بھی نہیں پڑھ سکتے۔
- دم کرنے کیلئے بھی جنب وہی خالص آیات دعا وثنا بے نیت قرآن، خاص بہ نیت دعاء وثنا ہی پڑھ سکتا ہے۔ فقط شفا لینے کی نیت، قرآن مجید کو قرآنیت سے خارج نہیں کرسکتی۔
- لکھے ہوئے قرآن کو جنب اپنی نیت سے نہیں بدل سکتا، مثلاً سورۂ فاتحہ تنہا کہیں لکھی ہے اسمیں یہ نیت کرلے کہ یہ ایک دعا ہے اور اسے ہاتھ لگائے یہ جائز نہیں۔

نجاست کے پاس تلاوت کی کراہت

جہاں کوئی نجاست پڑی ہو وہاں پر قرآن پاک کی تلاوت مکروہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ میت کو جب تک غسل نہ دے لیں، اگر اسکا سارا بدن کپڑے سے ڈھکا ہوا نہ ہو تو اسکے پاس قرآن مجید کی تلاوت عام مشائخ کے نزدیک منع ہے، اگر تلاوت چاہیں تو اسکا سارا جسم چادر سے ڈھانک دیں۔

قرآن سے شفایابی

حدیث میں ہے کوئی آسیب زدہ یا مجنون تھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکے کان میں "اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ الآیۃ آیات پڑھیں وہ فوراً اچھا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا، تم نے اسکے کان میں کیا پڑھا، انہوں نے عرض کیا یہ آیات پڑھیں، فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ سچے یقین والا اگر ان آیتوں کو پہاڑ پر پڑھے تو اسے جگہ سے ہٹا دے گا۔ (نوادر الاصول، ابو یعلی)

کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قبیلہ بنو سلیم میں تشریف لے گئے وہاں پر ایک آدمی کو سانپ نے ڈنس لیا جسکا علاج ہوتا نظر نہ آیا، یہ واقعہ جب صحابہ کو معلوم ہوا تو بعض صحابہ نے کہا کہ ہم اسے اچھا کر دینگے مگر شرط یہ ہے کہ ہم اسکے بدلے میں ایک بکری لیں گے، وہ لوگ بکری دینے پر راضی ہو گئے بعض صحابہ نے اس شخص پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ تھوڑی دیر کے بعد صحت یاب ہو گیا، وہ بکری لیکر اپنے اصحاب کے پاس آئے تو ان لوگوں نے اسکو مکروہ جانا اور کہا کہ تم نے قرآن پر اجرت لی ہے، یہاں تک کہ جب مدینہ منورہ آئے تو عرض کی یا رسول اللہ اس نے کتاب اللہ پڑھنے کے عوض اجرت لی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جن کاموں پر تم اجرت لیا کرتے ہو، قرآن کا حق ان سے زیادہ ہے۔ (ت) (بخاری)

تلاوت قرآن پر اجرت لینے کی ممانعت

قبر وغیرہ پر قرآن مجید پڑھنے کی اجرت لینی منع ہے، لوگ جو مقرر کرتے ہیں اور اجرت کا نام درمیان میں نہیں آتا، بعد کو لیتے دیتے ہیں، یہ بھی اجرت ہی ہے کہ عادۃً معلوم ہے کہ وہ لینے ہی کو پڑھتے ہیں اور یہ پڑھنے ہی پر دیتے ہیں۔ ہاں اگر صاف کہہ دیں کہ دیا کچھ نہ جائیگا پھر دیں تو حرج نہیں، کہ تصریح نفی، اس عادت کی دلالت پر مقدم ہے۔ کیونکہ شرع میں دلالت بھی مثل صریح ہے مگر جب صریح اسکے خلاف ہو تو دلالت معتبر نہیں۔

قرآن عظیم کی تلاوت پر اجرت لینا دینا دونوں حرام ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرآن پڑھو اور اسے خوردنی کا ذریعہ نہ بناؤ۔

ہاں جبکہ خاص تلاوت پر معاہدہ نہ ہوا ہو، مثلاً ایک حافظ کو ملازم رکھا اور اسکے متعلق پھر یہ کام بھی کر دیا تو اب اسے تنخواہ لینا جائز ہے کہ وہ تلاوت قرآن کی اجرت نہیں، بلکہ اسکے وقت کی اجرت ہے۔ اور تعلیم قرآن بخوف ذہاب قرآن پر جواز اجرت کا فتوی متاخرین نے دیدیا ہے۔ اگر یہ صورت ہو تو بھی جائز ہے اور محض تلاوت پر اجرت کا وہی حکم ہے۔

[الملفوظ اول، ص ۱۱]

بلاؤں سے حفاظت کی دعا

صبح و شام کی دعاؤں میں آیۃ الکرسی کے ساتھ سورۂ غافر کا آغاز حٰمٓ ۝ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ۝ (غافر ۱، ۲)

تک پڑھنے کو حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ جو صبح پڑھے شام تک ہر بلا سے محفوظ رہے اور شام کو پڑھے تو صبح تک محفوظ رہے۔ [فتاوی رضویہ ج اوّل ص ۲۲۲، تا ۲۲۳، ۲۶۳ و ۷۸۸، ملخصا]

حضرت عمر کا حضور کی زبان مبارک سے قرآن سننا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوکر قرآن پڑھ رہے تھے کہ میں جانب قبلہ ان کی طرف منہ کرکے اسطرح کھڑا ہوا کہ میرے اور ان کے درمیان صرف غلاف کعبہ تھا، حضرت عمر نے فرمایا کہ جب میں نے قرآن سنا تو میرے دل میں رقت پیدا ہوگئی۔ (سیرت ابن اسحٰق)

دوسری روایت میں ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسلام لانے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھیڑنے کیلئے نکلا تو دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے مسجد جا چکے ہیں، میں ان کے پیچھے کھڑا ہوگیا، انھوں نے سورہ الحاقہ شروع کی۔ تو میں تالیف قرآن کے حسن وخوبی سے متعجب ہوگیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ وہ شاعر ہیں جیسا کہ قریش نے کہا، تو حضور نے تلاوت کی کہ بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں، اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں۔ کتنا کم یقین رکھتے ہو، میں نے کہا یہ کاہن ہیں، میرے دل کی بات جان لی، تو پھر تلاوت کی کہ اور نہ کسی کاہن کی بات۔ کتنا کم دھیان کرتے ہو، آخر سورہ تک پڑھا تو میرے دل میں اسلام پورا پورا اتر گیا۔ (مسند بجز) [فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۱۸۱، ۱۸۲]

نماز عصر کے بعد تلاوت کا حکم

بعد نماز عصر تلاوت قرآن عظیم جائز ہے، دیکھکر ہو خواہ یاد پر، مگر جب آفتاب قریب غروب پہنچے اور وقت کراہت آئے اسوقت تلاوت ملتوی کی جائے اور اذکار الٰہیہ کئے جائیں کہ آفتاب نکلتے اور ڈوبتے اور ٹھیک دوپہر کے وقت نماز ناجائز اور تلاوت مکروہ ہے۔ [فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۳۵۹]

شیطان کی مایوسی

تراویح میں ختم کے روز مُفْلِحُوْن تک پڑھنا سنت ہے، حدیث میں ایسا کرنے والے کو حال مرتحل فرمایا ہے یعنی منزل پر پہنچ کر کوچ کردینے والا۔ جب ایک پارہ پڑھ چکتا ہے شیطان کہتا ہے اب شاید رک جائے نہ پڑھے، جب دوسرا پارہ ختم کرتا ہے کہتا ہے اب شاید نہ پڑھے، اسی طرح ہر پارہ پر کہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تیسوں پارے ختم ہوجاتے ہیں کہتا ہے اب نہ پڑھے گا، اب تو ختم کرچکا۔ پھر جب مفلحون تک پڑھتا ہے کہتا ہے یہ نہ مانے گا پڑھتا ہی رہے گا، مایوس ہوجاتا ہے، اسکی امید ٹوٹ جاتی ہے۔ [الملفوظ چہارم، ص ۴۷]

خوش الحانی سے قرآن پڑھنا

قرآن عظیم خوش الحانی سے پڑھنا جس میں لہجہ خوش نما، دلکش، پسندیدہ، دل آویز، غافل دلوں پر اثر ڈالنے والا ہو، اور معاذ اللہ اوزان موسیقی کی رعایت سے نظم قرآنی کی ہیآت کو نہ بدلا جائے، ممدود کا مقصور، مقصور کا ممدود نہ بنایا جائے، حروف مد کو زیادہ کھینچ کر تان نہ دیا جائے، زمزمہ پیدا کرنے کیلئے بے محل غنہ ونون نہ بڑھایا جائے، غرض طرز ادا میں تبدیل وتحریف راہ نہ پائے بیشک جائز ومرغوب، بلکہ شرعاً محبوب ومندوب، بلکہ حسن صوت کی انتہائی تاکید کی گئی ہے، زمانہ صحابہ وتابعین وائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آجتک اسکے جواز واستحسان پر علماء کا اجماع ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کسی چیز کو ایسی توجہ و رضا کے ساتھ نہیں سنتا جیسا کسی خوش آواز نبی کے پڑھنے کو جو خوش الحانی سے کلام الٰہی کی تلاوت باآواز کرتا ہے۔ (بخاری، ابن ماجہ)

حدیث: جس شوق و رغبت سے گانے کا شوقین اپنی گائن کنیز کا گانا سنتا ہے بیشک اللہ عزوجل اس سے زیادہ پسند و رضا و اکرام کے ساتھ اپنے بندے کا قرآن سنتا ہے جو اسے خوش آوازی سے جہر کے ساتھ پڑھے۔ (ابن ماجہ، ابن حبان)

حدیث: قرآن مجید سیکھو اور اسکی نگہداشت رکھو اسے اچھے لہجے پسندیدہ الحان سے پڑھو۔ (مسند احمد)

حدیث: قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو کہ خوش آوازی قرآن کا حسن بڑھا دیتی ہے۔ (سنن دارمی)

حدیث: ہمارے طریقے پر نہیں جو قرآن خوش الحانی سے آواز بنا کر نہ پڑھے۔ (بخاری)

حدیث: بیشک یہ قرآن غم و حزن کے ساتھ اترا جب اسے پڑھو گریہ کرو، اگر رونا نہ آئے بتکلف روؤ اور قرآن کو خوش الحانی سے پڑھو جو اسے الحان خوش سے نہ پڑھے وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ (ابن ماجہ)

حدیث: قرآن مجید عرب کے لحنوں میں پڑھو اور یہود و نصاریٰ اہل فسق کے لحنوں سے بچو کہ میرے بعد کچھ لوگ آنے والے ہیں جو قرآن آ آ کر کے پڑھیں گے جیسے گانے کی تانیں اور راہبوں اور مرثیہ خوانوں کی اتار چڑھاؤ، قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی ان کے دلوں پر کچھ اثر نہ کرے گا، فتنے میں ہوں گے ان کے دل اور جنھیں ان کی یہ حرکت پسند آئیگی ان کے دل۔ (طبرانی اوسط، شعب الایمان)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن عظیم انتہائی خوش آوازی سے پڑھتے تھے، ایک دن ان سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوموسیٰ تمہیں حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی دی گئی ہے۔ میں رات کو تمہاری قرأت سن رہا تھا، اس پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ میری قرأت سن رہے ہیں تو میں اور بھی اچھی آواز میں پڑھتا۔ (ت) (مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۷۰، ۱۷۱]

ختم قرآن

قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر سمجھ کر پڑھنے کا حکم ہے جو اسکے معانی جانتا اور سمجھتا ہے وہ الفاظ کی تلاوت کے ساتھ ان کے معانی پر بھی غور و تامل کرے اس سے ثواب زیادہ ملے گا ایک ثواب الفاظ کی تلاوت کا اور دوسرا ثواب ان کے معانی سمجھنے کا۔ لیکن اگر کوئی جلدی پڑھے اور معانی بھی سمجھ لے تو جلدی پڑھنے میں اسکے لئے کوئی حرج نہیں جیسے بعض ائمہ سے ثابت ہے اور اگر کوئی معانی کو نہ سمجھے تو، اسکے لئے جلدی جلدی پڑھنا ہی بہتر ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ تلاوت کر سکے اور اسے کثرت تلاوت کا ثواب ملے۔ (مرتب)

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

- علمائے کرام نے فرمایا ہے سلف صالحین میں بعض اکابر دن رات میں دو ختم فرماتے۔ بعض چار، بعض آٹھ ختم کرتے۔
- امام الائمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس برس کامل ہر رات ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کیا ہے۔
- میزان الشریعہ میں ہے، سیدی علی مرصفی قدس سرہٗ ایک رات دن میں تین لاکھ ساٹھ ہزار ختم فرماتے۔
- امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بایاں پاؤں رکاب میں رکھکر قرآن مجید شروع فرماتے اور دہنا پاؤں رکاب تک نہ پہنچتا کہ کلام شریف ختم ہو جاتا۔

بلکہ خود حدیث میں ارشاد ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والسلام اپنے گھوڑے کو زین کرنے کا حکم فرماتے اور اتنی دیر سے کم میں زبور یا توراۃ مقدس ختم فرما لیتے۔ توراۃ شریف قرآن عظیم سے حجم میں کئی حصے زائد ہے۔ (بخاری، مسند احمد)

ایک حدیث میں ہے کہ جس نے تین رات سے کم میں قرآن مجید ختم کیا اس نے سمجھ کر نہ پڑھا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

یہ وجہ صرف نفی افضلیت کرتی ہے جس سے کراہت بھی ثابت نہیں ہوتی۔

پھر یہ بھی ان کیلئے ہے جو تفکر معانی کریں، یہاں کے عام لوگ کہ کتنی ہی دیر میں پڑھے تفکر سے محروم ہیں، ان کیلئے دیر بے سود ہے، اسی لئے ان کیلئے جلدی ہی کا افضل ہونا چاہئے کہ جس قدر جلد پڑھیں گے قرأت زائد ہوگی۔ اور قرآن کریم کے ہر حرف پر دس نیکیاں ہیں، سو کی جگہ پانسو حرف پڑھے تو ہزار کی جگہ پانچ ہزار نیکیاں ملیں۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں جس نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اسکے لئے ایک نیکی ہے اور ہر نیکی دس نیکیاں، میں نہیں فرماتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (ترمذی، داری)

اور ہر ثواب صرف سمجھنے پر ہی موقوف نہیں بلکہ اللہ عزوجل جسے چاہتا ہے بے حساب عطا فرماتا ہے۔

امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رب عزوجل (کے جلوہ) کو خواب میں دیکھا عرض کی اے میرے رب! کیا چیز تیرے بندوں کو تیرے عذاب سے نجات دینے والی ہے فرمایا میری کتاب، عرض کی اے میرے رب سمجھ کر یا بے سمجھ بھی، فرمایا سمجھ کر اور بے سمجھے۔

قرآن میں انہماک کا فائدہ

اگر کوئی ذکر و دعا چھوڑ کر صرف قرآن عظیم ہی کی تلاوت کرے تو اسے ان چیزوں سے زیادہ دیا جاتا ہے جتنا دعا سے ملتا اسی طرح ذکر اللہ اور درود شریف میں مشغول رہنے والے کو دعا سے زیادہ ملتا ہے۔ رب تعالیٰ اس پر خود بخود نوازشات کی بارش برساتا ہے۔ (مرتب)

ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

اگر چہ قرآن عظیم و تہلیل و تکبیر و تسبیح و ذکر شریف حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب ذکر الٰہی ہیں مگر قرآن عظیم اعظم طرق اذکار الٰہیہ ہے۔

حدیث قدسی میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں رب عزوجل فرماتا ہے جسے قرآن عظیم میرے ذکر و دعا سے روکے یعنی بجائے ذکر و دعا قرآن عظیم ہی میں مشغول رہے اسے مانگنے والوں سے بہتر عطا کروں، اور کلام اللہ کا فضل سب کلاموں پر ایسا ہے جیسا اللہ عزوجل کا فضل اپنی مخلوق پر۔ (ترمذی) [فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۴۸۵، ۴۸۷ ملخصاً]

قرآن میں دلہن

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر شئی کی جنس میں ایک دلہن ہوتی ہے اور قرآن عظیم میں سورۂ رحمٰن دلہن ہے۔ (شعب الایمان) [فتاوی رضویہ ج ۶، ص ۲۰۱]

۞۞۞

رسول محترم ﷺ کی تعظیم وتوقیر

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وتعظیم ہی، مدار ایمان واسلام ہے اگر دل میں عظمت رسول نہیں تو کوئی عبادت مقبول نہیں، بندگان خدا کو ہر حال میں مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کا خیال رکھنا ضروری ہے ورنہ نجات ممکن نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی تعظیم رسول سے متعلق فرماتے ہیں:

قرآن عظیم میں نبی کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مقدم رکھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ ورسول پر اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح شام اللہ کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو۔ (الفتح، ۹)

تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے اس کے تعظیم رسول مقبول نہیں، اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بے اس کے نماز اور کوئی عبادتِ مقبول نہیں، یوں تو عبد اللہ تمام جہان ہے مگر سچا عبد اللہ وہ ہے جو عبد مصطفیٰ ہے ورنہ عبد شیطان ہوگا۔

[الملفوظ اول، ص ۶۷]

میلاد میں قیام کرنا تعظیم ہے

سیرت نبویہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: عادت جاری ہوگئی ہے کہ لوگ جب ذکر ولادت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنتے ہیں، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور قیام بہت بہتر اور مستحسن ہے کیوں کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور بیشک امت کے بڑے بڑے علماء نے ایسا کیا جن کی پیروی کیجاتی ہے۔ [الملفوظ دوم، ص ۵۶]

شمع نہ بجھ سکی

جس شئی سے تعظیم ذکر شریف مقصود ہو ہرگز ممنوع نہیں ہوسکتی۔

امام غزالی نے احیاء العلوم شریف میں سید ابو علی رود باری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا کہ ایک بندۂ صالح نے مجلس ذکر شریف ترتیب دی اور اس میں ایک ہزار شمعیں روشن کیں، ایک شخص ظاہر بیں پہنچے اور یہ کیفیت دیکھ کر واپس جانے لگے، بانی مجلس نے ہاتھ پکڑا اور اندر لیجا کر فرمایا کہ جو شمع میں نے غیر خدا کے لئے روشن کی ہو وہ بجھا دیجیے، کوششیں کی جاتی تھیں اور کوئی شمع ٹھنڈی نہ ہوئی۔ [الملفوظ اول، ص ۱۱۷]

تعظیم کی باتیں جائز ہیں

- قرآن عظیم میں ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو تم خدا اور رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم کرو۔ (الفتح، ۸، ۹)

- اور فرماتا ہے:

جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ بیشک دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔ (الحج، ۳۲)

- اللہ عزوجل اور فرماتا ہے:

جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو یہ بہتر ہے اس کے لئے اس کے رب کے یہاں۔ (الحج ۳۰)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جس طریقے سے کی جائے گی حسن ومحمود رہے گی، اور خاص خاص طریقوں کے لئے ثبوت جداگانہ درکار نہ ہوگا۔ ہاں اگر کسی خاص طریقہ کی برائی خاص طور سے شرع سے ثابت ہو جائے گی تو وہ بیشک ممنوع ہوگا، جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا، یا جانوروں کو ذبح کرتے وقت بجائے تکبیر حضور کا نام لینا۔

اسی لئے علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم تمام اقسام تعظیم کے ساتھ جن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ الوہیت میں شریک کرنا نہ ہو ہر طرح امر مستحسن ہے ان کے نزدیک جن کی آنکھوں کو اللہ نے نور بخشا ہے۔ (جوہر منظم) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۷۷، ۷۸]

ذکر نبی کے وقت طریقہ تعظیم

امام ابو ابراہیم تجیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرے، یا اس کے سامنے حضور کا ذکر آئے خضوع وخشوع بجالائے اور باوقار ہو جائے اور اعضا کو حرکت سے باز رکھے اور حضور کے لئے اس ہیبت وتعظیم کی حالت پر ہو جائے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو اس پر طاری ہوتی اور ادب کرے جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں ان کا ادب سکھایا ہے۔

نسیم الریاض میں ہے: یعنی یاد حضور کے وقت یہ قرار دے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو حاضر ہوں اور حضور کا خیال کرے اور صورت اقدس کا تصور باندھے گویا حضور کے سامنے حاضر ہے۔

ہمارے سلف صالح وائمہ سابقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی داب وطریقہ تھا۔

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے رنگ ان کا بدل جاتا اور جھک جاتے۔ یہ جھک جانا شدت خشوع کے سبب تھا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۳۵]

حدیث رسول کی تعظیم

شفا شریف میں ہے: جب لوگ امام مالک بن انس کے پاس علم حاصل کرنے آتے ایک کنیز آکر پوچھتی شیخ تم سے فرماتے ہیں تم حدیث سیکھنے آئے ہو یا فقہ ومسائل، اگر انہوں نے جواب دیا فقہ ومسائل، جب تو آپ تشریف لاتے، اور اگر کہا کہ حدیث سیکھنے آئے ہیں، تو پہلے غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، نئے کپڑے پہنتے، طیلسان اوڑھتے اور عمامہ باندھتے، چادر سر مبارک پر رکھتے، ان کے لئے ایک تخت مثل تخت عروس بچھایا جاتا، اس وقت باہر تشریف لاتے اور بہ نہایت خشوع اس پر جلوس فرماتے اور جب تک حدیث بیان کرتے تھے، اگربتی سلگاتے اور اس تخت پر اسی وقت بیٹھتے تھے جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنا ہوتی۔

حضرت سے اس کا سبب پوچھا فرمایا میں دوست رکھتا ہوں کہ حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کروں، اور میں حدیث بیان نہیں کرتا جب تک وضو کر کے خوب سکون ووقار کے ساتھ نہ بیٹھوں۔ (شفا شریف)

سرزمین مدینہ کا ادب

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے تھے مجھے شرم آتی ہے خدائے تعالیٰ سے کہ جس زمین میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جلوہ فرما ہوں اسے جانور کے سم سے روندوں۔ (شفا شریف)

کمان کا ادب

شفا شریف میں ہے: امام عبدالرحمٰن سلمی احمد بن فضلویہ زاہدی غازی تیر انداز سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے کبھی کمان بے وضو ہاتھ سے نہ چھوئی جب سے سنا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کمان دست اقدس میں لی ہے۔ (شفا شریف)

شہر رسول کا ادب

بعض صالحین زیارت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے حاضر ہوئے تو شہر میں نہ گئے بلکہ باہر سے زیارت کرلی۔ اور یہ ادب تھا اس مرحوم کا اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ، اس پر کسی نے کہا اندر نہیں چلتے کہا کیا مجھ سا داخل ہو سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر میں، میں اپنے میں اتنی قدرت نہیں پاتا ہوں۔ (مدخل)

مسجد نبوی میں کھڑے رہے

ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا میں جب مسجد مدینہ طیبہ میں داخل ہوا جب تک رہا مسجد شریف میں قعدۂ نماز کے سوا نہ بیٹھا اور برابر حضور میں کھڑا رہا جب تک قافلہ نے کوچ کیا۔ (مدخل)

صرف حضور کی زیارت

ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں حضوری چھوڑ کر نہ بقیع کو گیا نہ کہیں اور گیا، نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی کی زیارت کی، اور ایک دفعہ میرے دل میں آیا تھا کہ زیارت بقیع کو جاؤں پھر میں نے کہا کہاں جاؤں گا، یہ ہے اللہ کا دروازہ کھلا ہوا سائلوں اور مانگنے والوں اور دل شکستوں اور بیچاروں اور مسکینوں کے لئے، اور وہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کون ہے جس کا قصد کیا جائے۔ (مدخل) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۸۸ تا ۹۰]

❁❁❁

محمد نام رکھنے کے فضائل و برکات

جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام آسمان سے نازل ہوتا ہے، اس کے لئے جو نام آسمان سے اترتا ہے وہی اس کا نام ہوتا ہے، بعض لوگوں کے نام غیر اسلامی و غیر مہذب ہوتے ہیں تو اس قسم کے نام آسمان سے نہیں اترتے، بابرکت و مقدس اور مہذب نام ہی آسمانی ہوتے ہیں، لیکن تمام ناموں میں محمد و احمد نام کے بیشمار فضائل ہیں احادیث کی روشنی میں انہیں ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

ایک حدیث میں ہے: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھے گا اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کو بخشے گا۔

ایک روایت میں ہے: قیامت کے دن ملائکہ کہیں گے جن کا نام محمد یا احمد ہے جنت میں چلے جاؤ۔ (کنز العمال)

ایک روایت میں ہے: ملائکہ اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں جس میں کسی کا نام محمد یا احمد ہے۔ (کنز العمال)

ایک روایت میں ہے: جس مشورے میں اس نام کا آدمی شریک ہو اس میں برکت رکھی جاتی ہے۔ (کنز العمال)

ایک روایت میں ہے: تمہارا کیا نقصان ہے کہ تمہارے گھروں میں دو یا تین محمد ہوں۔ (کنز العمال) [الملفوظ اول، ص ۲۱، ۲۲]

محمد نام رکھنے کی تاکید پر احادیث

محبوبانِ خدا انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والثناء کے اسماء طیبہ پر نام رکھنا مستحب ہے جب کہ ان کے مخصوصات سے نہ ہو، اور محمد و احمد ناموں کے فضائل میں تو احادیث جلیلہ وارد ہیں۔

حدیث ۱: انبیاء کے ناموں پر نام رکھو۔ (ابوداؤد، نسائی)

حدیث ۲: میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو۔ (ت) (ترمذی، ابن ماجہ)

(حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ (مرتب)

حدیث ۳: روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کئے جائیں گے حکم ہوگا انہیں لیجاؤ عرض کریں گے الٰہی ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے کوئی کام جنت کا نہ کیا، رب عزوجل فرمائے گا جنت میں جاؤ کہ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔ (حافظ ابوطاہر سلفی، حافظ ابن بکر)

یعنی جبکہ مومن ہو اور مومن عرف قرآن و حدیث و صحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہو۔ ورنہ بدمذہبوں کے لئے حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں، بدمذہب اگر حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر و طالب ثواب رہے جب بھی کسی بات پر اللہ عزوجل نظر نہ فرمائے اور انہیں جہنم میں ڈالے۔

حدیث ۴: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی

قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔ (ابونعیم حلیۃ الاولیاء)

حدیث ۵: جس دسترخوان پر لوگ کھانا بیٹھ کر کھائیں اور ان میں کوئی محمد یا احمد نام ہو وہ لوگ ہر روز دو بار مقدس کئے جاتے ہیں۔ (مسند الفردوس، ابن عدی)

حاصل یہ کہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو دن میں دو بار اس مکان میں رحمت الٰہی کا نزول ہو۔

حدیث۶: جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے جاہل ہے۔ (طبرانی کبیر)

حدیث۷: جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو یا اس پر برائی کی دعا نہ کرو۔ (مسند الفردوس، حاکم)

حدیث۸: جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو نہ محروم رکھو۔ (مسند بزار)

سیدنا امام مالک فرماتے ہیں: جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے۔ (مناوی)

لڑکا پیدا ہوگا

فتاویٰ امام شمس الدین سخاوی میں ہے:

جو چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو اسے چاہئے اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے:

اِنْ کَانَ ذَکَراً فَقَدْ سَمَّیْتُہ مُحَمَّداً

اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد ہی رکھا انشاء اللہ العزیز لڑکا ہی ہوگا۔

کچھ ممنوع نام

جہاں محمد نام کی بیشمار فضیلتیں وارد ہوئی ہیں وہیں کچھ نام ایسے ہیں جن کا رکھنا جائز نہیں، ایسا نام رکھنا جس میں شرعی قباحت و برائی ہو وہ حرام ہے اور ایسا نام جس سے اپنی عظمت و بڑائی ظاہر ہو وہ بھی مناسب نہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے ناموں کو بدل دیا ہے جس کے اصل معنی میں کوئی برائی تھی۔ (مرتب)

- محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد، یہ الفاظ کریمہ حضور ہی پر صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دوسرے کے یہ نام رکھنا حرام ہے، کہ ان میں حقیقۃً ادعائے نبوت نہ ہوتا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا، مگر صورت ادعا ضرور ہے اور وہ بھی یقیناً حرام ہے۔
- نبی جان، نام رکھنا نامناسب ہے۔
- یٰسین وطٰہ، نام رکھنا منع ہے کہ وہ اسمائے الٰہیہ واسمائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں کیا عجب کہ ان کے وہ معنی ہوں جو غیر خدا اور رسول میں صادق نہ آسکیں تو ان سے احتراز لازم ہے۔
- غفورالدین، بھی سخت قبیح و شنیع ہے، غفور کے معنی مٹانے والا، چھپانے والا، اللہ عزوجل غفور ذنوب ہے یعنی اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے ذنوب مٹاتا، عیوب چھپاتا ہے، تو غفورالدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا، یہ ایسا ہوا جیسے شیطان نام رکھنا۔

ناموں کی تبدیلی

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکثرت اسماء جن کے معنی اصلی کے لحاظ سے کوئی برائی تھی تبدیل فرما دیئے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ برے نام کو بدل دیتے۔ (ترمذی)

چنانچہ عاصیہ، عزیز، عتلہ، شیطان، حکم، غراب، حباب، شہاب، نام حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبدیل فرمادیئے۔ (ابوداؤد)

- اصرم کا نام بدل کر زرعہ رکھا۔
- عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا۔
- برہ کا نام زینب رکھا، اور فرمایا اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ بتاؤ خدا خوب جانتا ہے کہ تم میں نکوکار کون ہے، برہ کے معنی تھے زن نکوکار اسے خودستائی بتا کر تبدیل فرمادیا۔ (مسلم)

اسی لئے حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک تم قیامت کے دن اپنے اور اپنے ماں باپ کے نام سے پکارے جاؤ گے تو اپنے نام اچھے رکھو۔ (ابوداؤد، مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۲۰۱، ۲۰۳]

نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا

حضور پر نور شفیع یوم النشور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز، جس کے جواز پر مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم، اور خود اگر کوئی دلیل خاص نہ ہوتی تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا ہی جواز کے لئے دلیل کافی تھا جو ناجائز بتائے ثبوت دینا اس کے ذمہ ہے کہ قائل جواز، متمسک باصل ہے اور متمسک باصل محتاج دلیل نہیں، پھر یہاں تو حدیث وفقہ، ارشاد علماء وعمل قدیم سلف صلحاء سب کچھ موجود، علمائے محدثین نے اس باب میں حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر وحضرت ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسن وحسین، وحضرت نقیب اولیائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا ابو العباس خضر علی الحبیب الکریم وعلیہم جمیعا الصلاۃ والسلام وغیرہم اکابر دین سے حدیثیں روایت فرمائیں، جس کی قدرے تفصیل امام علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب مستطاب مقاصد حسنہ میں ذکر فرمائی، اور فقہ کی اکثر کتابوں میں اس فعل کے استحباب واستحسان کی صاف تصریح آئی۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اقدس اذان میں سن کر انگوٹھے چومنا مستحب ہے جب کہ کوئی ممانعت شرعی نہ ہو، مثلاً حالت خطبہ میں یا جس وقت قرآن مجید سن رہا ہے، یا نماز پڑھ رہا ہے، ایسی حالتوں میں اجازت نہیں باقی سب اوقات میں جائز بلکہ مستحب ہے جبکہ بہ نیت محبت وتعظیم ہو، مگر ظاہر یہی ہے کہ نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا، آنکھوں سے لگانا عرفاً دلیل تعظیم ومحبت ہے۔

مولانا جمال بن عبداللہ عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں:

مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر شریف سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

میں نے ان لفظوں سے جواب دیا کہ ہاں اذان میں حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا، آنکھوں پر رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ ہمارے مشائخ مذہب نے متعدد کتابوں میں اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی۔

انگوٹھے چومنا سنت صدیقی

● امام سخاوی "اَلْمَقَاصِدُ الْحَسَنَۃِ فِی الْاَحَادِیْثِ الدَّائِرَۃِ عَلَی الْاَلْسِنَۃِ" میں فرماتے ہیں:

مؤذن سے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہ، سن کر انگشتان شہادت کے پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا:

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا۔

اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ جب اس جناب نے مؤذن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کہتے سنا یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے، اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسا کرے جو میرے پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے۔ (مسند الفردوس، مقاصد حسنہ)

آنکھیں کبھی نہ دُکھیں

● امام سخاوی فرماتے ہیں: حضرت سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص مؤذن سے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، سن کر "مَرْحَبًا بِحَبِيْبِيْ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ" کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔ (مقاصد حسنہ)

● امام سخاوی نے فرمایا: شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ کے امام و خطیب نے اپنی تاریخ میں مجد مصری سے کہ سلف صالح میں تھے نقل کیا کہ میں نے انہیں فرماتے سنا، جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک اذان میں سن کر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھا ملائے اور انہیں بوسہ دیکر آنکھوں سے لگائے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔ (مقاصد حسنہ)

● امام سخاوی نے فرمایا: ابن صالح فرماتے ہیں: میں نے یہ امر فقیہ محمد زرندی سے بھی سنا کہ بعض مشائخ عراق یا عجم سے راوی تھے، اوران کی روایت میں یوں ہے کہ آنکھوں پر مس کرتے وقت یہ درود عرض کرے۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ يَا حَبِيْبَ قَلْبِيْ وَيَا نُوْرَ بَصَرِيْ وَيَا قُرَّةَ عَيْنِيْ۔

اور دونوں صاحبوں یعنی شیخ مجد و فقیہ محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سے ہم یہ عمل کرتے ہیں ہماری آنکھیں نہ دکھیں۔ (مقاصد حسنہ)

● امام سخاوی فرماتے ہیں: امام ابن صالح ممدوح نے فرمایا اللہ کے لئے حمد و شکر ہے جب سے میں نے یہ عمل ان دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا، آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (مقاصد حسنہ)

● امام سخاوی نے فرمایا: یہی امام مدنی فرماتے ہیں فقیہ محمد بن سعید خولانی سے مروی ہوا کہ انہوں نے فرمایا مجھے فقیہ عالم ابو الحسن علی بن محمد بن حدید حسینی نے خبر دی کہ مجھے فقیہ زاہد بلالی نے حضرت امام حسن علی جدہ الکریم وعلیہ الصلاۃ والسلام سے خبر دی کہ حضرت امام نے فرمایا کہ جو شخص مؤذن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، کہتے سن کر یہ دعا پڑھے:

مَرْحَبًا بِحَبِيْبِيْ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے نہ کبھی اندھا ہو نہ آنکھیں دکھیں۔ (مقاصد حسنہ)

اندھا نہ ہو

امام سخاوی فرماتے ہیں: طاؤسی فرماتے ہیں: انہوں نے خواجہ شمس الدین محمد بن ابی نصر بخاری سے یہ حدیث سنی کہ جو شخص مؤذن سے کلمۂ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں سے ملے اور یہ دعا پڑھے اندھا نہ ہو۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْ حَدَقَتِيْ وَنَوِّرْهُمَا بِبَرَكَةِ حَدَقَتِيْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

وَتَنَوُّرُهُمَا. (مقاصد حسنہ)

حضور کی قیادت نصیب ہوگی

شرح نقایہ میں ہے:
خبردار ہو بیشک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، سنے، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، کہے، اور دوسری بار قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، پھر انگوٹھے کے ناخن آنکھوں پر رکھ کر کہے، اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے پیچھے اسے جنت میں لیجائیں گے۔ (شرح نقایہ)

آنکھ کی کنکری نکل گئی

امام سخاوی فرماتے ہیں: یعنی پھر ایسی سند کے ساتھ جس کے بعض رواۃ کو میں نہیں پہچانتا فقیہ ابن البابا کے بھائی سے روایت کی کہ وہ اپنا حال بیان کرتے تھے:
ایک بار ہوا چلی ایک کنکری ان کی آنکھ میں پڑ گئی، نکالتے تھک گئے ہر گز نہ نکلی اور نہایت سخت درد پہنچایا، انہوں نے مؤذن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، کہتے ہوئے سن کر یہی کہا فوراً وہ کنکری نکل گئی۔
رداو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کے حضور، اتنی بات کیا چیز ہے؟

(مقاصد حسنہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۲۵ تا ۴۳۰]

بنی اسرائیل کے ایک گنہگار کی مغفرت

بنی اسرائیل میں ایک شخص دو سو برس تک فسق و فجور میں مبتلا رہا اور بعد انتقال اس کی مغفرت فرمادی گئی اس وجہ سے کہ اس نے توریت شریف میں نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھ کر چوم لیا تھا، ان کا نام مسطح تھا۔
اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں، اس کی رحمت چاہے تو کروروں برس کے گناہ دھودے، غلامی ہونا چاہئے سرکار کی، ایک نیکی سے معاف فرمادے بلکہ ان گناہوں کو نیکی سے بدل دے اور اگر عدل فرمائے تو کروروں برس کی نیکیاں ایک صغیرہ کے عوض رد فرمادے۔
حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جاسکتا صحابہ نے عرض کی آپ بھی نہیں یارسول اللہ، ارشاد فرمایا اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے۔ (الترغیب والترہیب)
گناہ نہ سہی، استحقاق کس بات کا ہے، دنیا ہی کا قاعدہ دیکھئے اگر اجیر ہے مزدوری کرے گا اجرت پائے گا اور اگر عبد ہے، مملوک ہے، کتنی ہی خدمت کرے گا کچھ نہ پائے گا، ہم سب تو اسی کی مخلوق و مملوک ہیں، اس کی رحمت ہی رحمت ہے۔ آپ ہی بندوں کو توفیق دی، آپ ہی ان کو اسباب دیئے، آپ ہی آسان فرمایا اور فرماتا ہے: بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا۔
[الملفوظ سوم، ص ۷۴]

❁❁❁

آثار وتبرکات شریفہ

جو چیز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار وتبرکات میں سے ہے یا اسے حضور سے کسی طرح کی کوئی نسبت ہے زمانہ قدیم سے سلف صالحین اس کی تعظیم وتکریم کرتے آئے اور ان سے مرض وغیرہ سے شفا چاہتے رہے، اہل اسلام کے لئے یہ عشق وعقیدت ہی کی بات ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب چیزوں کے ادب واحترام کو زندگی کی سعادت اور ذریعہ نجات سمجھتے ہیں دین وشریعت میں اس کی کہیں پر کوئی ممانعت وارد نہیں ہے بلکہ آثار شریفہ سے برکت حاصل کرنے کے دلائل وشواہد موجود ہیں۔ (مرتب)

حضور سے متعلق اشیا قابل تعظیم ہیں

آثار مقدسہ سے برکت وفیض حاصل کرنے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

شفا شریف میں ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم میں سے یہ ہے کہ آپ کے تمام اسباب، تمام مشاہد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں آپ کے تمام مکانات متعلقہ اشیاء اور جن چیزوں کو آپ نے مس فرمایا جو آپ سے معروف ہیں ان سب کی تعظیم وتکریم بجالانا ہے۔ (ت)

شفا شریف کے ایک اور مقام پر ہے۔

جن مقامات کی مٹی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جسد پاک کو لگی ہے، ان راستوں، مشاہد اور مواقف کے میدانوں کی تعظیم، فضاؤں کی تکریم، ٹیلوں اور دیواروں کو بوسہ دینا مناسب ہے۔ (ت) (رسالہ ابر المقال)

نعل مبارک

حضور اقدس سرور عالم ﷺ کی نعل مقدس کی تعظیم وتکریم بھی ایمان ومحبت کی دلیل ہے۔ کیونکہ اہل دل واہل ایمان کی نظر میں محبوب کی ہر چیز واجب الاحترام وقابل برکت ہوتی ہے۔ (مرتب)

نعل مبارک کے بارے میں عمل یہ ہے کہ طبقہ در طبقہ، شرق غرب، عجم وعرب میں علمائے دین وائمہ معتمدین نعل مطہر وروضۂ معطر حضور سید البشر علیہ افضل الصلوۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے، کتابوں میں تحریر فرماتے آئے اور انہیں بوسہ دینے اور آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے۔ (رسالہ ابر المقال، ملخصا)

نعل شریف کی تعریف وتوصیف میں علماء کرام وائمہ اعلام نے جانفزا کلمات کہے ہیں اور بڑی بڑی نظمیں تصنیف کی ہیں بعض علماء کے کلام کا صرف ترجمہ اختصار کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔ (مرتب)

(۱) اے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشہ نعل مبارک دیکھنے والے اس نقشہ کو بوسہ دے بے تکبر کے۔

(۲) نقشہ نعل طہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مس کرنے والے کو قیامت میں خیر کثیر ملے گی اور دنیا میں یقیناً نہایت اچھے عیش وعزت وسرور میں رہے گا تو روز قیامت مراد ملنے کی نیت سے جلد اس اثر کریم کو بوسہ دے۔

(۳) اے سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعل مبارک تیرے نقشہ میں وہ اسرار ہیں جن کی عجیب برکتیں ہم نے مشاہدہ کیں

جو اظہار عجز و نیاز کے ساتھ اپنا رخسار اس پر گڑے وہ بعض حق اس نقشہ مقدسہ کے جو اس پر واجب ہیں ادا کرے۔

(۴) یہ نقشہ اس نعل مبارک کا جو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم سے ہمایوں ہوئے تو اس کے بوسہ دینے کو تذلل کے ساتھ ہاتھ بڑھا اور زبان سے اس کے وجوب و توقیر کا اقرار اور دل سے اعتقاد کرتا ہوا اسے آنکھوں پر رکھ اور بوسہ دے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر باعلان درود بھیج اور کوشش کے ساتھ اسے بار بار بجالا۔

(۵) مصطفےٰ اشرف الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشہ نعل اقدس میں وہ مقام حضور ہے جس سے تو رجوع نہ چاہے تو اسے یقین اور سچی نیت کے ساتھ چہرہ سے لگا دل کی مراد پائے گا۔

(۶) اے میرے منہ اسے بوسہ دے یہ نعل کریم کا نقشہ ہے اس کے بوسہ سے شفا طلب کر مرض دور ہوتا ہے۔

(۷) کس قدر معزز ہے ان کی نعل مقدس کا نقشہ جو اپنے شرف عظیم میں تمام عالم سے بالا ہیں خوشی ہو اسے جو اسے بوسہ دے اپنی راسخ محبت ظاہر کرتا ہوا۔

(۸) نعل مبارک کی خاک پر بوسہ دے کہ اس کے نقشے ہی کا بوسہ دینا تجھے نصیب ہو تو کیا خوب بات ہے۔

(۹) میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کو دوست رکھتا ہوں اور رات دن اسے بوسہ دیتا ہوں۔

(۱۰) اس نعل مبارک کے جلال انور سے ہم نے اس کے لئے خضوع کیا اور جب تک ہم اس کے حضور جھکیں گے بلند رہیں گے تو اسے بالائے سر رکھ کہ حقیقت میں تاج اور صورت میں نعل ہے۔

(۱۱) اگر ہو سکے تو اس خاک کو بوسہ دے جسے نعل مبارک کے اثر سے نم حاصل ہوئے ورنہ اس کے نقشہ ہی کو بوسہ دے۔

علامہ تاج الدین فاکہانی روضہ مقدسہ اور نعل مبارک کے نقشہ سے متعلق فرماتے ہیں:

اس نقشہ کے لکھنے میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضۂ عالیہ کی زیارت نہ ملی وہ اس کی زیارت کرلے اور شوق سے اسے بوسہ دے کہ یہ مثال اس اصل کے قائم مقام ہے، جیسے نعل مقدس کا نقشہ منافع وخواص میں یقیناً یہ اس کا قائم مقام ہوا جس پر تجربہ صحیحہ گواہ ہے اس لئے علمائے دین نے نقشہ کا اعزاز و احترام وہی رکھا ہے جو اصل کا رکھتے ہیں۔

کتاب "الفجر المنیر" میں لکھا ہے کہ اس کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ جس کو اصل روضۂ پاک کی زیارت نصیب نہ ہو تو وہ نقش نعل کی زیارت کرے اور بوسہ دے اور خوب محبت کا مظاہرہ کرے علماء نے نعل کے نقشہ کو نعل کے قائم مقام قرار دیکر اس کے لئے وہی اکرام و احترام قرار دیا جو اصل نعل شریف کے لئے ہے اور اس کے خواص و برکات وہ ہیں جن کا تجربہ ہو چکا ہے۔ (ت) (رسالہ ابر المقال)

نقشہ نعل مبارک کی برکات

علمائے کرام نے نقشہ نعل مبارک کے بہت سارے فوائد و برکات تحریر فرمائی ہیں بعض برکات آزمائی ہوئی ہیں کہ

- جو شخص بہ نیت تبرک اسے اپنے پاس رکھے ظالموں کے ظلم اور دشمنوں کے غلبہ سے امان پائے۔
- وہ نقشہ مبارک ہر شیطان سرکش اور ہر حاسد کے چشم زخم سے اس کی پناہ ہو جائے۔

زن حاملہ شدت دردزہ میں اگر اسے اپنے داہنے ہاتھ میں لے بعنایت الٰہی اس کا کام آسان ہو۔

[فتاوی رضویہ ج۹، ص ۱۵۱]

- جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہ خلق میں معزز ہو۔
- زیارت روضہ مقدس نصیب ہو۔
- یا خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو۔
- جس لشکر میں ہو نہ بھاگے۔
- جس قافلہ میں ہو نہ لٹے۔
- جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے۔
- جس مال میں ہو نہ چرے۔
- جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو۔
- جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو۔
- موضع درد و مرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں۔ (بدر الانوار)

حضور کا آب وضو

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے جو چیز چھو جائے وہ بابرکت ہو جاتی ہے اور اس پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے تو وضو کا پانی زمین پر نہیں گرتا صحابہ کرام اسے ہاتھوں میں لے لیتے اور اپنے جسموں پر مل لیتے تھے۔ (مرتب)

صحیح بخاری شریف وغیرہ کتب حدیث میں ہے کہ جب عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سال حدیبیہ قریش کی طرف سے خدمت اقدس حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں حاضر ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا کہ جب حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے ہیں، حضور کے آب وضو پر بے تابانہ دوڑتے ہیں قریب ہے کہ آپس میں کٹ مریں اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعاب دہن مبارک ڈالتے، یا کھکھارتے ہیں اسے ہاتھوں میں لے لیتے اور اپنے چہروں اور بدنوں پر ملتے ہیں۔ (بخاری) (رسالہ ابر المقال)

موئے مبارک سے تبرک

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب موئے مبارک ترشواتے تو صحابہ کرام ان بالوں کو لیکر محفوظ رکھتے، حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر مونڈوائے تو موئے مبارک حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکر فرمایا کہ انہیں لوگوں میں تقسیم کردو، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور سید عالم ﷺ کے ناخن کے تراشے اور کچھ موئے مبارک تھے انہوں نے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد ان تبرکات کو میرے سینے کے اوپر کفن کے اندر رکھدیا جائے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور کے کچھ موئے مبارک محفوظ تھے انہیں دھو کر مریض کو پلایا جاتا جس سے شفا حاصل ہوتی تھی۔ (مرتب)

ایک حدیث میں ہے عثمان بن عبداللہ بن موہب فرماتے ہیں میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک نکالے مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے، یہ موئے مبارک ان کے پاس تبرکات شریفہ میں رکھے تھے جس بیمار کو اس کا پانی دھو کر پلاتیں فوراً شفا پاتا تھا۔

(بخاری، ابن ماجہ، مسند احمد) [فتاوی رضویہ ج ۹ ص ۳۲]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجام کو بلا کر سر مبارک کے داہنی جانب کے بال مونڈنے کا حکم فرمایا پھر ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر وہ سب بال انہیں عطا فرمادیئے پھر بائیں جانب کے بالوں کو حکم فرمایا اور وہ ابوطلحہ کو دیئے کہ انہیں لوگوں میں تقسیم کردو۔ (بخاری، مسلم)

خالد بن ولید کی ٹوپی

شفا شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور سے کچھ علاقہ ہو، حضور کی طرف منسوب ہو، حضور نے اسے چھوا ہو، یا حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو اس سب کی تعظیم کی جائے۔ (ت) (شفا شریف)

خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھے کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لئے ایسا شدید حملہ فرمایا جس پر اور صحابہ کرام نے انکار کیا اس لئے کہ اس شدید و سخت حملہ میں بہت مسلمان کام آئے، خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرا یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہ تھا بلکہ موئے مبارک کے لئے تھا کہ مبادا اس کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگیں۔ (ت) (شفا شریف)

جبہ مقدس سے تبرک

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے مثل حضور کے لباس سے بھی صحابہ کرام تبرک و شفا حاصل کرتے تھے حضور کے لباس کو بھی محفوظ رکھا گیا تھا۔ (مرتب)

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے ایک اونی جبہ کسروانی ساخت نکالا اس کی پلیٹ ریشمین تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا اور کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ ہے، ام المومنین صدیقہ کے پاس تھا ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے تو ہم اسے دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے اور اس سے شفا چاہتے۔ (مسلم)

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تہبند اقدس وغیرہ بھی تھے جنہیں انہوں نے محفوظ رکھا تھا۔ (مرتب)

ابوبردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک رضائی یا کمبل اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا اور فرمایا کہ وقت وصال اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ دو کپڑے تھے۔ (بخاری، مسلم)

بابرکت پانی

حضور اقدس سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہر چیز متبرک ہے خواہ وہ کھانے پینے والی چیز ہو یا خارجی طور پر استعمال کرنے والی اہل ایمان کی نظر میں وہ تمام چیزیں برکت والی ہیں جو حضور سے متعلق ہوئیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر باہر نکلے لوگوں نے اس پانی کو لیا اور کسی نے اس پانی کو چھڑک لیا۔ (ت) (مسلم)

دوسری حدیث میں ہے مدینے کے خدام پانی سے بھرے ہوئے اپنے اپنے برتن لے کر آتے حضور ہر برتن میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔ (ت) (مسلم)

بعض روایات میں ہے کہ سخت سردی کے موسم میں بھی لوگ بارگاہ رسالت میں پانی لے کر آتے تو حضور انور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم اپنا دست اقدس پانی میں ڈبو دیتے اور انکار نہ فرماتے۔(مرتب)

ایک حدیث میں ہے کہ طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیہ آب وضوئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور سے مانگ کر اپنے ملک کو لے گئے۔(نسائی)

اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وضو سے بچا ہوا پانی اور دیگر پسماندہ اشیاء کا متبرک ہونا اور ان کو دوسرے بعید شہروں میں منتقل کرنے کی نظیر آب زمزم شریف ہے، جب آپ مدینے میں تھے تو آپ حاکم مکہ سے آب زمزم طلب فرماتے اور متبرک بناتے۔(ت)(مرقات شرح مشکوۃ)

حضور کا برکت حاصل کرنا

حضور پرنور سید یوم النشور ﷺ آثار مسلمین سے تبرک فرماتے تھے۔

حضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کی طہارت گاہوں مثل حوض وغیرہ سے جہاں اہل اسلام وضو کیا کرتے پانی منگا کر نوش فرماتے اور اس سے مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت لینا چاہتے۔(طبرانی اوسط، ابونعیم حلیہ)

علامہ محمد حفنی فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقیہ آب وضوئے مسلمین میں اس وجہ سے امید برکت رکھتے کہ وہ محبوبان خدا ہیں، قرآن میں فرمایا بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے طہارت والوں کو۔(تعلیقات علی الجامع)

اللہ اکبر! یہ حضور پرنور سید المبارکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جن کی خاک نعلین پاک تمام جہان کے لئے تبرک دل وجان و سروچشم دین وایمان ہے وہ اس پانی کو جس میں مسلمانوں کے ہاتھ دھلے تبرک ٹھہرائیں اور اسے منگا کر بغرض حصول برکت نوش فرمائیں، حالانکہ واللہ مسلمانوں کے دست وزبان ودل وجان میں جو برکتیں ہیں سب انہیں نے عطا فرمائیں، انہیں کی نعلین پاک کے صدقے میں ہاتھ آئیں۔

یہ سب تعلیم امت وتنبیہ مشغولان خواب غفلت کے لئے تھا کہ یوں نہ سمجھیں تو اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل سنکر بیدار اور برکت آثار اولیاء وعلماء کے طلبگار ہوں۔(رسالہ بدرالانوار)

روضۂ اقدس کا نقشہ بنا نا رکھنا

دیگر آثار مبارکہ کے مثل روضہ اطہر کا نقشہ بھی متبرک ومعظم ہے بہ نظر تعظیم وادب اس کی زیارت بھی جائز ودرست ہے اور اسے بنا کر رکھنا، اس سے برکت حاصل کرنا وغیرہ بھی جائز ہے۔(مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

روضۂ منورہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل صحیح بلاشبہ معظمات دینیہ سے ہے، اس کی تعظیم وتکریم بروجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضائے ایمان ہے۔ اس کی زیارت بآداب شریعت اور اس وقت درود شریف کی کثرت ہر مومن کی شہادت قلب وہدایت عقل مستحب ومطلوب ہے۔

علامہ تاج فاکہانی فرماتے ہیں:

روضۂ مبارک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضۂ اقدس کی زیارت نہ ملے

وہ اس کی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے کہ یہ نقل اسی اصل کے قائم مقام ہے جیسے نعل مبارک کا نقشہ منافع وخواص میں یقیناً خود اس کا قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے، اس لئے علمائے دین نے اس کی نقل کا اعزاز واکرام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔ (رسالہ بدرالانوار)

خوشبو یا زیارت آثار کے وقت درود پڑھنا

بعض لوگ نقل روضہ مبارکہ کی زیارت اور خوشبو سونگھتے وقت درود شریف پڑھنے کو منع کرتے ہیں اس کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی مجمع البحار سے نقل فرماتے ہیں کہ۔ (مرتب)

جو خوشبو والے کے پاس خوشبو دیکھ کر متوجہ ہوا اور اسے سونگھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام خوشبو کو پسند فرماتے تھے تو اس وقت درود شریف پڑھا اس لئے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی جلالت شان کا دل میں وقار پایا اور تمام امت پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ استحقاق جانتے ہوئے کہ آپ کے آثار مبارکہ کو دیکھتے ہوئے ان کی تعظیم واہتمام کو ملحوظ رکھیں تو خوشبو سونگھنے پر درود شریف پڑھنے والے نے اس پر کامل اور بھاری ثواب پایا، جبکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے آثار کو دیکھنے والے کے لئے علمائے کرام نے اس کو مستحب قرار دیا ہے اور کوئی شک نہیں کہ خوشبو سونگھنے پر مذکورہ امور کو متحضر کرنے والے نے گویا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے آثار شریفہ کو معنیً دیکھا تو اس وقت صرف درود شریف کی کثرت ہی اس کو مناسب ہے۔ (مجمع البحار)

اسی ارشاد جمیل میں صاف تصریح جلیل ہے کہ تمام امت پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق ہے کہ جب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار شریفہ سے کوئی چیز دیکھیں یا وہ شے دیکھیں جو حضور کے آثار شریفہ سے کسی چیز پر دلالت کرتی ہو تو اس وقت کمال ادب وتعظیم کے ساتھ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور لائیں اور درود وسلام کی کثرت کریں ولہذا جو خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت یاد کرے کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے دوست رکھتے تھے وہ بھی گویا معنیً آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے اسے اس وقت درود پڑھنے کی کثرت مسنون ہونی چاہئے۔

تو نقل روضۂ مبارکہ کہ صاف صاف اسی زمرے میں داخل ہے اس کی زیارت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم اور حضور پرنور پر درود وتسلیم کیوں نہ مستحب ہوگی۔ (مجمع البحار) (رسالہ بدرالانوار)

مقام ابراہیم ایک عظیم نشانی

وہ مقدس پتھر جس پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر فرمائی وہ ان کی ایک عظیم وجلیل نشانی اور بڑا معجزہ ہے جسے صدہا سال سے باقی رکھا گیا اور آج بھی محفوظ وباقی ہے خانہ کعبہ میں جس جگہ وہ پتھر ہے اسی کو مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ (مرتب)

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

بیشک سب میں پہلا گھر کہ لوگوں کے لئے مقرر فرمایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کو راہ دکھاتا اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کا پتھر۔ (آل عمران، ۹۶)

جس پر کھڑے ہو کر انہوں نے کعبہ معظمہ بنایا ان کے قدم پاک کا نشان اس میں بن گیا۔

امام مجاہد اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم پاک کا اس پتھر میں نشان ہو جانا یہ کھلی نشانی ہے جسے اللہ عزوجل آیات بینات فرما رہا ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے۔

کعبہ معظمہ کی ایک فضیلت مقام ابراہیم ہے، یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیر قدم آیا تر مٹی کی طرح نرم ہو گیا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک اس میں پیر گیا اور یہ خاص قدرت الٰہیہ و معجزہ انبیاء ہے۔ پھر جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سختی پیدا کر دی کہ وہ نشان قدم محفوظ رہ گیا، پھر اسے حق سبحنہ تعالیٰ نے مدتہا مدت باقی رکھا، تو یہ اقسام اقسام کے عجیب و غریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔

ارشاد العقل السلیم میں ہے۔

اسی ایک پتھر کو مولیٰ تعالیٰ نے متعدد آیات فرمایا اس لئے کہ اس میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان قدم ہو جانا، اور ان کے قدموں کا گٹوں تک پیر جانا، اور پتھر کا ایک ٹکڑا نرم ہو جانا باقی کا اپنے حال پر رہنا، اور معجزات انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں اس معجزے کا باقی رکھنا، اور باوصف کثرت اعدا ہزاروں برس اس کا محفوظ رہنا، یہ ہر ایک بجائے خود ایک آیت و معجزہ ہے۔ (رسالہ بدر الانوار)

تابوت سکینہ

اس تابوت میں دو پیغمبران جلیل کے آثار و تبرکات تھے بنی اسرائیل اس کے توسط سے جو دعائیں کرتے وہ قبول ہوتیں اور جس جنگ میں اسے آگے کرتے فتح نصیب ہوتی۔ (مرتب)

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

بنی اسرائیل کے نبی شمویل علیہ الصلاۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ سلطنت طالوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکینہ ہے اور موسیٰ و ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں، فرشتے اسے اٹھا کر لائیں بیشک اس میں تمہارے لئے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ (البقرۃ، ۲۴۸)

وہ تبرکات کیا تھے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہا ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے اور جس مراد میں اس سے توسل کرتے اجابت دیکھتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں تابوت سکینہ میں تبرکات موسویہ سے ان کا عصا تھا اور تختیوں کی کرچیں۔ (ابن جریر، ابن ابی حاتم)

انہیں سے روایت ہے کہ تابوت میں موسیٰ و ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے عصا اور دونوں حضرات کے ملبوس اور توریت کی دو تختیاں اور قدرے من کہ بنی اسرائیل پر اترا اور یہ دعائے کشائش۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (مسند عبد بن حمید، ابن ابی حاتم)

اس دعائے کشائش کو پڑھنے سے ہر معاملے میں آسانی، رزق میں فراخی اور امن و عافیت نصیب ہوگی۔ (مرتب)

معالم التنزیل میں ہے:

تابوت میں موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ الصلوۃ والسلام کا عمامہ و عصا تھا۔

(رسالہ بدر الانوار)

غوث اعظم کی ٹوپی

اہل اسلام میں یہ طریقہ رائج رہا کہ انبیا و اولیا کے آثار و تبرکات کی تعظیم و تکریم کرتے آئے۔ (مرتب)

انفاس العارفین میں ہے:

حرمین شریفین میں ایک ایسا شخص مقیم تھا جسے حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلاہ مبارک تبرکا سلسلہ وار اپنے آبا و اجداد سے ملی ہوئی تھی جس کی برکت سے وہ شخص حرمین شریفین کے نواح میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور شہرت کی بلندیوں پر فائز تھا۔

ایک رات حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (کشف میں) اپنے سامنے موجود پایا جو فرما رہے تھے کہ یہ کلاہ ابوالقاسم اکبرآبادی تک پہنچادو، حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان سنکر اس شخص کے دل میں آیا کہ اس بزرگ کی تخصیص لازماً کوئی سبب رکھتی ہے، چنانچہ امتحان کی نیت سے کلاہ مبارک کے ساتھ ایک قیمتی جبہ بھی شامل کرلیا اور پوچھ گچھ کرتے حضرت خلیفہ کی خدمت میں جا پہنچا اور ان سے کہا کہ یہ دونوں تبرک حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں اور انہوں نے مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ یہ تبرکات ابوالقاسم اکبرآبادی کو دیدو، یہ کہکر تبرکات ان کے سامنے رکھدیئے خلیفہ ابوالقاسم نے تبرکات قبول فرماکر انتہائی مسرت کا اظہار کیا، اس شخص نے کہا یہ تبرک ایک بہت بڑے بزرگ کی طرف سے عطا ہوئے، لہٰذا اس شکریئے میں ایک بڑی دعوت کا انتظام کر کے رؤسائے شہر کو مدعو کیجئے، حضرت خلیفہ نے فرمایا کل تشریف لانا ہم کافی سارا طعام تیار کرائیں گے آپ جس جس کو چاہیں بلا لیجئے۔ دوسرے روز علی الصباح وہ درویش رؤسائے شہر کے ساتھ آیا دعوت تناول کی اور فاتحہ پڑھی، فراغت کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ آپ تو متوکل ہیں ظاہری سامان کچھ بھی نہیں رکھتے اس قدر طعام کہاں سے مہیا فرمایا ہے؟ فرمایا کہ اس قیمتی جبے کو بیچکر ضروری اشیاء خریدی ہیں، یہ سنکر وہ شخص چیخ اٹھا کہ میں نے اس فقیر کو اہل اللہ سمجھا تھا مگر یہ تو مکار ثابت ہوا، ایسے تبرکات کی قدر اس نے نہ پہچانی، آپ نے فرمایا چپ رہو جو چیز تبرک تھی وہ میں نے محفوظ کرلی ہے اور جو سامان امتحان تھا ہم نے اسے بیچکر دعوت شکرانہ کا انتظام کر ڈالا یہ سنکر وہ شخص متنبہ ہوگیا اور اس نے تمام اہل مجلس پر حقیقت حال کھولدی جس پر سب نے کہا کہ الحمد للہ تبرک اپنے مستحق تک پہنچ گیا۔ (ت) (انفاس العارفین)

تبرکات کے لئے سند کی حاجت نہیں

تواتر سے ثابت ہے کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہوتا، صحابہ و تابعین و ائمہ دین ہمیشہ اس کی تعظیم و حرمت اور اس سے طلب برکت فرماتے آئے۔ اور دین حق کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی کہ اس کے لئے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ وہ چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین سے ہے۔

شفا شریف و مواہب لدنیہ و مدارج شریف وغیرہا میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے ان تمام اشیاء کی تعظیم جس کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ علاقہ ہو اور جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھوا ہو یا جو حضور کے نام پاک سے مشہور ہو۔

یہاں تک کہ برابر ائمہ دین وعلمائے معتمدین نعل اقدس کی شبیہ وتمثال کی تعظیم فرماتے رہے اور اس سے صدہا عجیب مددیں پائیں اور اس کے باب میں مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جب نقشے کی یہ برکت وعظمت ہے تو خود نعل اقدس کی برکت وعظمت کو خیال کیجئے، پھر ردائے اقدس، جبہ مقدسہ، وعمامہ مکرمہ پر نظر کیجئے۔ پھر ان تمام آثار وتبرکات شریفہ سے ہزاروں درجے اعظم واعلیٰ واکرم واولی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناخن پاک کا تراشہ ہے، کہ یہ سب ملبوسات تھے اور وہ جزو بدن والا ہے اور اس سے اجل واعظم وارفع واکرم حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا موئے مطہر ہے۔

مسلمان کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان وزمین ہرگز اس ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے اور ابھی تصریحات ائمہ سے معلوم ہولیا کہ تعظیم کیلئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند، بلکہ صرف نام پاک سے اس شئی کا اشتہار کافی ہے، ایسی جگہ بے اور اک سند تعظیم سے باز نہ رہے گا مگر بیمار دل، پر آزار دل، جس میں نہ عظمت شان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروجہ کافی، نہ ایمان کامل۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر، اور اگر سچا ہے تو تمہیں پہنچ جائیں گے بعض وہ عذاب جن کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے۔ (غافر، ۲۸)

اور خصوصاً جہاں سند بھی موجود ہو پھر تو تعظیم واعزاز وتکریم سے باز نہیں رہ سکتا مگر کوئی کھلا کافر یا چھپا منافق۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اور یہ کہنا کہ آج کل اکثر لوگ مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں مگر یوہیں مجمل بلا تعیین شخص ہو یعنی کسی شخص معین پر اس کی وجہ سے الزام یا بدگمانی مقصود نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ نہیں اور بلا ثبوت شرعی کسی خاص شخص کی نسبت حکم لگا دینا کہ یہ انہیں میں سے ہے جو مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں ضرور ناجائز وگناہ وحرام ہے کہ اس کا منشاء صرف بدگمانی ہے اور بدگمانی سے بڑھکر کوئی جھوٹی بات نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سے بڑھکر جھوٹی بات نہیں۔ (بخاری)

ائمہ دین فرماتے ہیں خبیث گمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے۔ (فیض القدیر)

تبرکات کی زیارت پر اجرت لینے اور دینے کا حکم

تبرکات شریفہ جس کے پاس ہوں ان کی زیارت کرنے پر لوگوں سے اس کا کچھ مانگنا سخت شنیع اور برا ہے، جو تندرست ہو، اعضا صحیح رکھتا ہو، نوکری خواہ مزدوری اگرچہ ڈلیا ڈھونے کے ذریعہ سے روٹی کما سکتا ہو اسے سوال کرنا حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں غنی یا سکت والے تندرست کیلئے صدقہ حلال نہیں۔ (مسند احمد)

علماء فرماتے ہیں سائل جو کچھ مانگ کر جمع کرتا ہے وہ خبیث ہے۔

اس پر ایک تو شناعت یہ ہوئی، دوسری شناعت سخت تر یہ ہے کہ دین کے نام سے دنیا کماتا ہے اور

يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلاً۔
میری آیات کے ذریعہ قلیل رقم حاصل کرتے ہیں۔
کے قبیل میں داخل ہوتا ہے۔ تبرکات شریفہ بھی اللہ عزوجل کی نشانیوں سے عمدہ نشانیاں ہیں ان کے ذریعہ سے دنیا کی ذلیل قلیل پونجی حاصل کرنے والا دنیا کے بدلے دین بیچنے والا ہے۔
شناعت سخت تر یہ ہے کہ اپنے اس مقصد فاسد کے لئے تبرکات شریفہ کو شہر بشہر در بدر لئے پھرتے ہیں اور کس و ناکس کے پاس لیجاتے ہیں، یہ آثار شریفہ کی سخت توہین ہے۔
خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عالم دار الہجرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی تھی کہ ان کے یہاں جا کر خلیفہ زادوں کو پڑھا دیا کریں، فرمایا میں علم کو ذلیل نہ کروں گا انہیں پڑھنا ہے تو خود حاضر ہوا کریں، عرض کی وہیں حاضر ہوں گے مگر اور طلبہ پر ان کو تقدیم دی جائے فرمایا یہ بھی نہ ہوگا سب یکساں رکھے جائیں گے، آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا۔
یونہی امام نخعی سے خلیفہ وقت نے چاہا تھا کہ ان کے گھر جا کر شہزادوں کو پڑھا دیا کریں، انکار کیا، کہا آپ امیر المؤمنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے، فرمایا یہ نہیں بلکہ علم کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا۔
رہا یہ کہ بے اس کے مانگے زائرین کچھ اسے دیں اور یہ لے اس میں تفصیل ہے۔
شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ عرفاً مقررہ چیز لفظاً مشروط کی طرح ہے۔
یہ لوگ تبرکات شریفہ شہر بشہر لئے پھرتے ہیں، ان کی نیت و عادت قطعاً معلوم کہ اس کے عوض تحصیل زر و جمع مال چاہتے ہیں، یہ قصد نہ ہو تو کیوں دور دراز سفر کی مشقت اٹھائیں، ریلوں کے کرائے دیں، اگر کوئی ان میں زبانی کہے بھی کہ ہماری نیت فقط مسلمانوں کو زیارت سے بہرہ مند کرنا ہے تو ان کا حال ان کے قال کی صریح تکذیب کر رہا ہے، ان میں علی العموم وہ لوگ ہیں جو ضروری ضروری طہارت و صلاۃ سے بھی آگاہ نہیں، اس فرض قطعی کے حاصل کرنے کو کبھی دس پانچ کوس یا شہر ہی کے کسی عالم کے پاس گھر سے آدھ میل جانا پسند نہ کیا، مسلمانوں کو زیارت کرانے کے لئے ہزاروں کوس سفر کرتے ہیں، پھر جہاں زیارتیں ہوں اور لوگ کچھ نہ دیں وہاں ان صاحبوں کے غصے دیکھئے پہلا حکم یہ لگایا جاتا ہے کہ تم لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ محبت نہیں گویا ان کے نزدیک محبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ایمان اسی میں منحصر ہے کہ حرام طور پر کچھ ان کی نذر کر دیا جائے، پھر جہاں کہیں سے ملے بھی مگر ان کے خیال سے تھوڑا ہو ان کی سخت شکایتیں اور مذمتیں ان سے سن لیجئے، اگرچہ وہ دینے والے صلحاء و علماء ہوں اور مال حلال سے دیا ہو اور جہاں پیٹ بھر کے مل گیا وہاں کی لمبی چوڑی تعریفیں لے لیجئے اگرچہ وہ دینے والے فساق فجار بلکہ بدمذہب ہوں اور مال حرام سے دیا ہو، تو قطعاً معلوم کہ وہ زیارت نہیں کراتے بلکہ لینے کے لئے، اور زیارت کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ ضرور کچھ دینا پڑے گا، تو اب صرف یہ سوال ہی نہ ہوا بلکہ بحسب عرف زیارت شریفہ پر اجارہ ہو گیا اور وہ بچند وجوہ حرام ہے۔
اولاً: زیارت آثار شریفہ کوئی ایسی چیز نہیں جو زیر اجارہ داخل ہو سکے۔
رد المحتار وغیرہ میں ہے۔

بیت المقدس کی زیارت کے عوض عیسائیوں سے وصولی حرام ہے، یہ دارالحرب جیسے روس وغیرہ کے کفار سے وصولی حرام ہے تو مسلمانوں سے کیونکر حرام نہ ہوگی۔ (ت)

ثانیاً: اجرت مقرر نہیں ہوئی کیا دیا جائے گا اور جو اجارے شرعاً جائز ہیں ان میں بھی اجرت مجہول رکھی جانا اسے حرام کردیتا ہے نہ کہ جو سرے سے حرام ہے کہ حرام در حرام ہوا۔ اور یہ حکم جس طرح گشتی صاحبوں کو شامل ہے مقامی حضرات بھی اس سے محفوظ نہیں جبکہ اسی نیت سے زیارت کراتے ہوں اور ان کا یہ طریقہ معلوم و معروف ہو۔

ہاں اگر بندۂ خدا کے پاس کچھ آثار شریفہ ہوں اور وہ انہیں بہ تعظیم اپنے مکان میں رکھے اور جو مسلمان اس کی درخواست کرے محض لوجہ اللہ اس کی زیارت کرادیا کرے کبھی کسی معاوضہ نذرانہ کی تمنا نہ رکھے پھر اگر وہ آسودہ حال نہیں اور مسلمان بطور خود قلیل یا کثیر بنظر اعانت اسے کچھ دے تو اس کے لئے لینے میں اس کو کچھ حرج نہیں۔

باقی گشتی صاحبوں کو عموماً اور مقامی صاحبوں میں خاص ان کو جو اس امر پر اخذ نذور کے ساتھ معروف و مشہور ہیں شرعاً جواز کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی مگر ایک وہ کہ خدائے تعالیٰ ان کو توفیق دے نیت اپنی درست کریں اور اس شرط عرفی کے رد کے لئے صراحۃً اعلان کے ساتھ ہر جلسے میں کہہ دیا کریں کہ مسلمانو! یہ آثار شریفہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا فلاں ولی معزز و مکرم کے ہیں کہ محض خالصاً لوجہ اللہ تمہیں ان کی زیارت کرائی جاتی ہے ہرگز ہرگز کوئی بدلہ یا معاوضہ مطلوب نہیں، اس کے بعد اگر مسلمان کچھ نذر کریں تو اسے قبول کرنے میں کچھ حرج نہ ہوگا، اور اس کی صحت نیت پر دلیل یہ ہوگی کہ کم پر ناراض نہ ہو بلکہ اگر جلسے گزر جائیں لوگ فوج فوج زیارت کرکے یوں ہی چلے جائیں اور کوئی پیسہ نہ دیں جب بھی اصلاً دل تنگ نہ ہو اور اسی خوشی و شادمانی کے ساتھ مسلمانوں کو زیارت کرایا کریں، اس صورت میں یہ لینا دینا دونوں جائز و حلال ہوں گے اور زائرین و مزور دونوں اعانت مسلمین کا ثواب پائیں گے اس نے سعادت و برکت دیکر ان کی مدد کی، انہوں نے دنیا کی متاع قلیل سے فائدہ پہنچایا۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کہ تم میں سے جس سے ہوسکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے تو نفع پہنچائے۔ (مسلم)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ اپنے بندہ کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے۔ (بخاری، مسلم)

علی الخصوص جب یہ تبرکات والے حضرات سادات کرام ہوں تو اب ان کی خدمت اعلیٰ درجہ کی برکت و سعادت ہے۔

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اولاد عبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس کا صلہ دنیا میں نہ پائے میں بہ نفس نفیس روز قیامت اس کا صلہ عطا فرماؤں گا۔

اور اگر زیارت کرانے والے کو اس کی توفیق نہ ہو تو زیارت کرنے والے کو چاہئے خود ان سے صاف صراحۃً کہہ دیں کہ نذر کچھ نہیں دی جائے گی، خالصاً لوجہ اللہ اگر آپ زیارت کراتے ہیں کرائیے اس پر اگر وہ صاحب نہ مانیں ہرگز زیارت نہ کرے کہ زیارت ایک مستحب ہے اور یہ لین دین حرام، کسی مستحب شی کے حاصل کرنے کے واسطے حرام کو اختیار نہیں کرسکتے۔

درمختار میں ہے کہ جو تندرست ہو اور کسب پر قادر ہو اسے دینا حرام ہے کہ دینے والے اس سوال حرام پر اس کی اعانت کرتے ہیں، اگر نہ دیں خواہی نخواہی عاجز ہو اور کسب کریں اور اس کی غرض زیارت کرنے والے صاحب نے قبول کرلی تو اب سوال و اجرت کا قدم درمیان سے اٹھ گیا، بے تکلف زیارت کریں دونوں کے لئے اجر ہے، اس کے بعد حسب استطاعت ان

کی نذر کردیں، یہ لینا دینا دونوں کے لئے حلال اور دونوں کے لئے اجر ہے۔ (رسالہ بدر الانوار فی آداب الآثار)

قمیص مبارک و ناخن اور موئے مقدس سے تبرک

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت وصیت میں فرمایا، میں صحبت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرفیاب ہوا ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاجت کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں، میں لوٹا لے کر ہمراہ رکاب سعادت مآب ہوا حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جوڑے سے کرتا کہ بدن اقدس کے متصل تھا مجھے انعام فرمایا وہ کرتا میں نے آج کے لئے چھپا رکھا تھا۔ اور ایک روز حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناخن و موئے مبارک تراشے وہ میں نے لیکر اس دن کے لئے لیکر اٹھا رکھے، جب میں مرجاؤں تو قمیص سراپا تقدیس کو میرے کفن کے نیچے بدن کے متصل رکھنا اور موئے مبارک اور ناخن ہائے مقدسہ کو میرے منہ میں اور آنکھوں اور پیشانی وغیرہ مواضع سجود پر رکھ دینا۔ (کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب)

ثابت بنانی فرماتے ہیں مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ موئے مبارک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے اسے میری زبان کے نیچے رکھدو میں نے رکھ دیا وہ یوں ہی دفن کئے گئے کہ موئے مبارک ان کی زبانِ کے نیچے تھا۔ (ابن السکن)

عصائے مبارک سے تبرک

امام محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک چھڑی تھی وہ ان کے سینے پر قمیص کے نیچے ان کے ساتھ دفن کی گئی۔ (بیہقی، ابن عساکر)

مشک سے تبرک

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ان کے پاس مشک تھا وصیت فرمائی کہ میرے حنوط میں یہ مشک استعمال کیا جائے اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حنوط کا بچا ہوا ہے۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کے وقت جو خوشبو لگائی گئی اس کا کچھ حصہ بچا ہوا تھا جسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آخری وقت کے لئے محفوظ رکھا تھا اور وصیت فرمائی تھی۔

(حاکم مستدرک) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۳۱]

❁❁❁

اہل بیت و سادات کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں شعوب وقبائل بنائے، انسانوں میں قوم وخاندان کو امتیاز بخشا دنیا کے تمام خاندانوں میں وہ خاندان سب سے افضل و بہتر قرار پایا جس میں تاجدار عرب وعجم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے حضور کے واسطے سے حضور کے گھر والے، حضور کے خاندان حضور کی اولاد، دراولاد کو شرف امتیاز حاصل ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ حضرت بتول زہرا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد سے نسب پاک کا سلسلہ قائم ہوا، دنیا میں نسل کا اعتبار باپ سے ہوتا ہے مگر بتول زہرا کو یہ امتیاز عطا ہوا کہ ان کی اولاد انہیں کی طرف منسوب ہوئیں اور انہیں کی اولاد کو سادات ہونے کا فخر اور خاندانی شرافت کا تمغۂ کمال حاصل ہوا۔ (مرتب)

امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد امجاد اور بھی ہیں قریشی، ہاشمی، علوی ہونے سے ان کا دامان فضائل مالا مال ہے کہ یہ شرف اعظم کہ حضرات سادات کرام کو ہے ان کے لئے نہیں، یہ شرف حضرت بتول زہرا کی طرف سے ہے کہ "فاطمہ میرا ٹکڑا ہے"۔ (مسلم)

"سب کی اولادیں اپنے باپ کی طرف نسبت کیجاتی ہیں سوا اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا باپ ہوں"۔ (کنز العمال)

سادات پر عذاب نہ ہوگا

سادات کرام جو واقعی علم الٰہی میں سادات ہوں ان کے بارے میں رب عزوجل سے امید واثق یہی ہے کہ آخرت میں ان کو کسی گناہ پر عذاب نہ دیا جائے گا۔

حدیث میں ہے ان کا فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام فرمادیا۔ (کنز العمال)

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ اللہ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو۔ (کنز العمال) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۰۷]

احترام سادات

سادات کرام کی تعظیم وتکریم سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: یہ فقیر ذلیل بحمدہٖ تعالیٰ حضرات سادات کرام کا ادنیٰ غلام وخاکپا ہے، ان کی محبت وعظمت ذریعہ نجات وشفاعت جانتا ہے اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر بد مذہب بھی ہو جائے اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بدمذہبی حد کفر تک نہ پہنچے، ہاں بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی پھر اس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے۔

اور یہ بھی فقیر بارہا فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی کو سید سمجھنے اور اس کی تعظیم کرنے کے لئے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں۔ جو لوگ سید کہلائے جاتے ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے، ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں، نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے، اور خواہی نخواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو برا کہنا، مطعون کرنا ہرگز جائز نہیں، لوگ اپنے نسب پر امین ہیں۔

ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اس کی ہم تعظیم نہ کریں گے نہ اسے سید کہیں

ے اور مناسب ہوگا کہ ناواقفوں کو اس کے فریب سے مطلع کردیا جائے، میرے خیال میں ایک حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے کہ:

ایک عبرت انگیز حکایت

ایک شخص کسی سید سے الجھا، انہوں نے فرمایا میں سید ہوں، کہا کیا سند ہے تمہارے سید ہونے کی، رات کو زیارت اقدس سے مشرف ہوا معرکہ حشر ہے، یہ شفاعت خواہ ہوا، اعراض فرمایا، اس نے عرض کی میں حضور کا امتی ہوں، فرمایا کیا سند ہے تیرے امتی ہونے کی۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۲۵]

اہل بیت کی توقیر

متعدد احادیث میں اہل بیت کی عزت وتکریم کا حکم آیا ہے اور ان کی پیروی کا بھی حکم دیا گیا ہے مسلمان کا ایمانی تقاضا یہ ہے کہ وہ اہل بیت کا حق پہچانے اور ان کی ایذا رسانیوں سے دور رہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میری اولاد وانصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین وجہ میں سے ایک ہے، یا تو وہ منافق ہے، یا ولد الزنا، یا حیضی بچہ۔ (ت) (دیلمی)

امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میرے کسی متعلق و رشتہ دار کو ایذا دے بیشک اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔

(ت) (ابن عساکر، ابو نعیم) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۲]

برائے تادیب استاذ کا مارنا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے ایک شخص نے پوچھا کہ سید کے لڑکے کو اس کا استاذ تادیباً مار سکتا ہے یا نہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا:

قاضی جو حدود الہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی اسے صاف کر رہا ہوں، تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اس کو تو یہ حکم ہے، تا بہ معلم چہ رسد۔ [الملفوظ سوم، ص ۵۶]

سید کی توہین حرام ہے

سنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے۔

صحیح حدیث میں ہے چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی اللہ ان پر لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے۔

- ان میں سے ایک وہ جو کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھائے۔
- اور وہ جو خیر وشر سب کچھ اللہ کی تقدیر سے ہونے کا انکار کرے۔
- اور وہ جو میری اولاد سے اس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۹۵]

یہی مضمون دوسرے مقام پر یوں ہے:

سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام، بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا، یا کسی سید کو میروا، بروجہ تحقیر کہے کافر ہے۔

سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ جب تک ان کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہے۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہوئے ان کے بیٹے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: (ت)
وہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے اس نے نیک عمل نہ کیا۔ (ت) (ھود، ۴۶)
جیسے نیچری، قادیانی، وہابی، غیر مقلد، دیوبندی اگرچہ سید مشہور ہوں نہ سید ہیں نہ ان کی تعظیم حلال، بلکہ توہین وتکفیر فرض، اور روافض کے یہاں تو سیادت بہت آسان ہے، کسی قوم کا رافضی ہوجائے دو دن بعد میر صاحب ہوجائے گا، ان کا بھی وہی حال ہے کہ ان فرقوں کی طرح تبرائیان زمانہ بھی عموماً مرتدین ہیں۔
آل اطہار کی محبت بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کا دین ہے اور اس سے محروم ناصبی خارجی جہنمی ہے۔ سچے محبان اہل بیت کرام کے لئے روز قیامت نعمتیں، برکتیں، راحتیں ہیں۔
حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اہل بیت کی محبت لازم پکڑو کہ جو اللہ سے ہماری دوستی کے ساتھ ملے گا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کسی کو اس کا عمل نفع نہ دیگا جب تک ہمارا حق نہ پہچانے۔ (طبرانی کبیر) [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۴۳۰]

سید پر تنقید درست نہیں

سید کی تعظیم وتکریم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جزئیت ہونے کے سبب سے ہے حضور سے کتنے ہی واسطہ پر ہو وہ بھی سید ہے اور سید پر تنقید واعتراض درست نہیں بلکہ ان کی غلطیوں کو درگزر کرنا چاہئے۔ (مرتب)
امام ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں:
سیدوں کی تنقید سے چشم پوشی کرنا چاہئے کیوں کہ اہل بیت کے فاسقوں کا فعل ناپسندیدہ ہے ان کی ذات ناپسندیدہ نہیں کیوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم کا ٹکڑا ہیں اگرچہ ان میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کتنے ہی واسطے ہوں۔

اولاد فاطمہ کو ایذا دینا خطرناک ہے

امام ابو سعید نے کتاب شرف النبوۃ میں یہ روایت نقل کی:
اے فاطمہ تیری ناراضی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور تیری رضا سے خدا راضی ہوتا ہے تو جو ان کی اولاد میں سے کسی کو اذیت دے تو اس نے بڑی خطرناک بات مول لی کیوں کہ ان کی اذیت حضرت فاطمہ کو ضرور دکھ پہنچائے گی، اور جس نے ان سے محبت کی تو جناب زہرا کی رضامندی کا حقدار ہوا۔ (شرف النبوۃ)
علماء تشریح فرماتے ہیں کہ مدینہ کے باشندوں کی تعظیم کرو اگرچہ ان سے بدعت وغیرہ کا صدور ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاسداری ضروری ہے، تو تمہارا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کے بارے میں کیا خیال ہے۔
[فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۶، ۲۷]

اہل بیت سے حسن سلوک کا فائدہ

حدیث میں ہے جو میری اہل بیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔ (ابن عساکر)
دوسری حدیث میں ہے جو شخص اولاد عبد المطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے

جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا۔ (خطیب بغدادی)

اللہ اکبر قیامت کا دن، وہ قیامت کا دن، وہ سخت ضرورت، سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سا صاحب التاج، خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیا کچھ نہال فرمادیں، ایک نگاہ لطف ان کی جملہ مشکلات دوجہاں کو بس ہے بلکہ خود یہی صلہ کروروں صلے سے اعلیٰ وانفس ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ کلمہ مبارک روز قیامت وعدۂ وصال ودیدار محبوب ذوالجلال کا مژدہ سناتا ہے، مسلمانو اور کیا درکار ہے دوڑو اور اس دولت وسعادت کو لو۔ [فتاویٰ رضویہ ج۴، ص۳۹۴]

❁❁❁

مدینہ منورہ کی فضیلت

مدینہ منورہ شہرِ خوباں ہے، مدینہ طیبہ تاجدار عرب وعجم انسان کامل جناب محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آخری آرامگاہ ہے اگر چہ حضور کی ولادت طیبہ مکہ معظمہ میں ہوئی مگر آپ نے مدینہ طیبہ کو پسند فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر مقدس کی قسم یاد فرمائی اس سے مراد اگر چہ مکہ مکرمہ ہے مگر ایک روایت کے مطابق اس سے مراد مدینہ طیبہ ہے۔ (مرتب)

مدینہ افضل ہے یا مکہ مکرمہ

ائمہ سلف میں بعض حضرات مکہ کی افضلیت کے قائل ہیں اور بعض لوگ مدینہ طیبہ کو افضل کہتے ہیں اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

جمہور حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ مکہ معظمہ افضل ہے اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مدینہ طیبہ افضل ہے اور یہی مذہب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

ایک صحابی نے کہا مکہ معظمہ افضل ہے، فرمایا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ، مدینہ سے افضل ہے؟ انہوں نے کہا واللہ بیت اللہ و حرم اللہ، فرمایا میں بیت اللہ اور حرم اللہ میں کچھ نہیں کہتا۔ کیا تم کہتے ہو کہ مکہ، مدینہ سے افضل ہے؟ انہوں نے کہا بخدا خانہ خدا و حرم خدا، فرمایا میں خانہ خدا و حرم خدا میں کچھ نہیں کہتا۔ کیا تم کہتے ہو مکہ، مدینہ سے افضل ہے۔ وہ وہی کہتے رہے اور امیر المومنین یہی فرماتے رہے۔ اور یہی میرا مسلک ہے۔

صحیح حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ (بخاری)

دوسری حدیث میں نص صریح ہے کہ فرمایا مدینہ، مکہ سے افضل ہے۔ (کنز العمال) [الملفوظ دوم، ص ۵۴]

ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ مزید تحریر فرماتے ہیں:

تربت اطہر یعنی وہ زمین کہ جسم انور سے متصل ہے کعبہ معظمہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے، باقی مزار شریف کا بالائی حصہ اس میں داخل نہیں کعبہ معظمہ، مدینہ طیبہ سے افضل ہے۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ مدینہ طیبہ سوائے موضع تربت اطہر اور مکہ معظمہ سوائے کعبہ مکرمہ ان دونوں میں کون افضل ہے؟ اکثر جانب ثانی ہیں اور اپنا مسلک اول اور یہی مذہب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ایک حدیث میں تصریح ہے کہ مدینہ طیبہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۸۷]

مکہ و مدینہ میں تفاوت ثواب کی مثال

اور تفاوت ثواب کا جواب باصواب شیخ محقق عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب دیا کہ مکہ میں کمیت زیادہ ہے، اور مدینہ میں کیفیت، یعنی وہاں مقدار زیادہ ہے اور یہاں قدر افزوں، جیسے یوں سمجھئے کہ لاکھ روپیہ زیادہ کہ پچاس ہزار اشرفیاں، گنتی میں وہ دونے ہیں اور مالیت میں یہ دس گنی۔ مکہ معظمہ میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں یوں ہی ایک گناہ

لاکھ گناہ ہے اور وہاں گناہ کے ارادے پر بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے ارادے پر ثواب، مدینہ طیبہ میں نیکی کے ارادے پر ثواب اور گناہ کے ارادے پر کچھ نہیں اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں، عجب نہیں کہ حدیث کا اشارہ اسی طرف ہو کہ ان کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے۔ [الملفوظ دوم، ص۵۳، ۵۴]

مدینہ کی پر بہار رات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ اپنے مشاہدے کی روشنی میں ارشاد فرماتے ہیں:
دوسری بار کی حاضری میں مجھے جیٹھ کا پورا مہینہ مدینہ طیبہ میں گزرا، دن میں تو کچھ خفیف گرمی ہوتی تھی رات کو اگر نماز عشاء پڑھ کر سوئے تو سوائے مؤذن کی آواز کے اور کوئی جگانے والا نہیں نہ گرمی، نہ پسو، نہ کھٹل، نہ مچھر۔

حدیث میں ارشاد ہوا مدینہ کی رات میں نہ گرمی ہے، نہ سردی، نہ خوف، نہ ملال۔

منیٰ میں تین دن کہ کروروں جانور ذبح ہوتے ہیں نہ مکھی نظر آتی ہے، نہ کوا، نہ چیل۔

اگر کوئی کہے وہاں مکھی ہوتی ہی نہ ہو تو مکہ معظمہ میں شب کے وقت دیکھا گیا کہ اگر سوتے میں ہاتھ اٹھ گیا تو مکھیوں کا ڈنگارا اڑ گیا۔ [الملفوظ چہارم، ص۷]

عرب کی محبت دلیل ایمان ہے

عرب کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم ہے۔
حدیث میں ہے جس نے عرب سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے عرب سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ (ت) (کنز العمال)

دوسری حدیث میں ہے کہ عرب کی محبت ایمان ہے اور اس کا بغض نفاق۔ (ت) (کنز العمال)

ایک اور حدیث میں ہے کہ تین وجوہ کی بناء پر عرب سے محبت رکھو۔

(۱) میں عربی ہوں۔

(۲) قرآن عربی میں ہے۔

(۳) اہل جنت کی زبان عربی ہے۔ (ت) (کنز العمال) [الملفوظ چہارم، ص۱۴]

مدینہ کو یثرب کہنے کی ممانعت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مدینہ کا نام یثرب تھا یثرب کے معنی ہیں فساد و ہلاکت، مگر جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تشریف آوری ہوئی تو حضور نے اس کا نام مدینہ رکھا اور یثرب کہنے سے منع فرمایا۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ

مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز و ممنوع و گناہ ہے اور کہنے والا گنہگار۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو مدینہ کو یثرب کہے اس پر توبہ واجب ہے مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے۔ (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا یثرب نام رکھنا حرام ہے کہ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار گناہ ہی سے ہوتی ہے۔

قرآن عظیم میں لفظ یثرب آیا وہ رب العزت جل وعلا نے منافقین کا قول نقل فرمایا ہے۔
یثرب کا لفظ فساد و ملامت سے خبر دیتا ہے، وہ ناپاک اسی طرف اشارہ کر کے یثرب کہتے۔ اللہ عزوجل نے ان پر رد کے لئے مدینہ طیبہ کا طابہ نام رکھا۔
حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: وہ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ تو مدینہ ہے۔ (بخاری، مسلم)
اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک اللہ عزوجل نے مدینہ کا نام طابہ رکھا۔ (مسلم، نسائی)
بعض اکابر کے اشعار میں یہ لفظ واقع ہوا، ان کی طرف سے عذر یہی ہے کہ اس وقت اس حدیث وحکم پر اطلاع نہ پائی تھی، جو مطلع ہو کر کہے اس کے لئے عذر نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۷۱]

شیطان کی مایوسی

اہل عرب کے لئے خاص مژدہ ارشاد ہوا ہے کہ وہ ہرگز شیطانی پرستش میں مبتلا نہ ہوں گے۔
حدیث: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک شیطان اس سے ناامید ہو گیا ہے کہ جزیرۂ عرب کے نمازی اسے پوجیں ہاں ان میں جھگڑے اٹھانے کی طمع رکھتا ہے۔ (مسلم، ترمذی)
حدیث: شیطان یہ امید نہیں رکھتا کہ اب زمین عرب میں بت پوجے جائیں مگر وہ اس سے کم درجہ گناہ تم سے کرا دینے کو غنیمت جانے گا جو حقیر و آسان سمجھے جاتے ہیں۔ (مسند ابو یعلیٰ)
حدیث: شیطان کو یہ امید نہیں کہ اب تمہارے جزیرے میں اس کی عبادت ہو گی ہاں ان اعمال میں اس کی اطاعت کرو گے جنہیں تم حقیر جانو گے وہ اسی قدر کو غنیمت سمجھتا ہے۔ (بیہقی)
حدیث: بیشک شیطان اس سے مایوس ہے کہ جزیرۂ عرب میں اس کی پرستش ہو۔ (مسند احمد)
پھر خطۂ مبارک حجاز یعنی حرمین طیبین اور ان کے مضافات کے لئے اس سے عظیم بشارت آئی۔
حضور پرنور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک دین حجاز کی طرف ایسا سمٹے گا جیسے سانپ اپنی بانبی (سوراخ) کی طرف، اور بیشک دین حرمین طیبین کو ایسا مسکن و مامن بنائے گا، جیسے پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی کو۔ (ترمذی)
پھر مدینہ امینہ کا کہنا ہی کیا ہے کہ وہ تو خاصوں کا خاص اور دین متین کا اول و آخر ملجا و ماوا ہے اس کی نسبت بالتخصیص ارشاد ہوا:
"بیشک ایمان مدینے کی طرف یوں سمٹے گا جیسے سانپ اپنی بانبی کی طرف"۔ (بخاری، مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۴۸۹]
اہل عرب کی بت پرستی سے شیطان مایوس و ناامید ہو چکا ہے لہٰذا اب زمانۂ جاہلیت کی طرح وہاں پر دوبارہ بت پرستی کا رواج نہ ہو گا اسی لئے عرب کی فضیلت وارد ہوئی ہے، یہاں تک کہ عرب سے محبت کرنا ایمان کی علامت اور عرب سے بغض رکھنے کو نفاق کی نشانی قرار دیا گیا ہے، اہل عرب کی تعظیم و توقیر کا حکم ہے اس لئے انہیں گالی دینا یا برا بھلا کہنا شرک کی پہچان ہے۔ (مرتب)
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اہل عرب کو سب و شتم کریں وہ خاص مشرک ہیں۔ (شعب الایمان)

مدینہ کے بدخواہ پر وعید

مدینہ طیبہ کو جزیرۂ عرب پر جس قدر فضیلت ہے اسی قدر ان کی عداوت و بدخواہی کو اہل مدینہ کے ساتھ زیادت ہے۔
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کوئی شخص اہل مدینہ کے ساتھ بداندیشہ نہ کرے گا مگر یہ کہ ایسا گل

جائے گا جیسے نمک پانی میں۔ (بخاری، مسلم)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو اہل مدینہ کے ساتھ کسی طرح کا برا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسے ایسا گلادے جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے۔ (مسلم، ابن ماجہ)

دوسری حدیث میں ہے جو مدینہ والوں کو ایذا دے اللہ اسے مصیبت میں ڈالے اور اس پر خدا و فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا نفل قبول کرے نہ فرض۔ (طبرانی کبیر) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۹۷]

مکہ مکرمہ کی عظمت

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مکہ مکرمہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں جس میں گناہ کرنے سے پہلے صرف عزم گناہ پر مواخذہ ہو۔ (ت)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص مدینہ طیبہ سے حصول علم کے لئے مکہ مکرمہ آئے تو اسے چاہئے کہ وہ مدینہ منورہ لوٹ جائے کہ ہم نے سنا ہے کہ مکہ معظمہ کا باشندہ نہیں مرے گا یہاں تک کہ حرم ان کے نزدیک حل کے مثل ہو جائے گا کہ وہ حرم کو حل تصور کرے گا یعنی حرم کا احترام باقی نہیں رہے گا۔ (ت)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر مکہ کا ایک گناہ زیادہ بھاری ہے دوسری جگہ کے ستر گناہوں سے۔ (ت) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۷۸]

❁❁❁

زمزم شریف

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں کھانے پینے وغیرہ کی بے شمار نعمتیں پیدا فرمائی ہیں ہر نعمت میں جو اس کی حکمت پنہاں ہے اسے وہی بہتر جانتا ہے۔ پانیوں میں زمزم شریف ایسا مبارک و مقدس پانی ہے جسکے اوصاف بیان سے باہر ہیں وہ کھانے کا بھی کام کرتا ہے اور پانی کا بھی، دنیا کے کسی عام پانی میں یہ تاثیر نہیں ایسا کیوں نہ ہو کہ وہ اللہ کے مقدس نبی حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کا عظیم معجزہ ہے، زمزم انتہائی متبرک و مفید پانی ہے اس کے متفرق فوائد منقول و معلوم ہیں۔ (مرتب)

زمزم شریف اور اعلیٰ حضرت کا تجربہ

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا:

- آج چوتھا روز ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بین معجزہ ظاہر ہوا۔ گائے کا گوشت کھانے سے مجھے معاضرر ہوتا ہے، ایک صاحب نے میرے یہاں نیاز کا کھانا بھیجا اور ساتھ ایک رقعہ میں لکھدیا کہ اسمیں سے تھوڑا سا چکھ لیں، شوربے میں مرچ زیادہ تھی اور میں مرچ کا عادی نہیں، میں نے ایک بوٹی صاف کر کے کھائی بہت اچھا پکا تھا میں نے ایک بوٹی اور مانگی اس وقت معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت ہے، دل میں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ سید محمود علی صاحب کا خدا بھلا کرے زمزم شریف بہت سا انہوں نے بھیجدیا ہے میں نے جس وقت ابتال ہوا فوراً زمزم شریف پیا صبح تک پیتا رہا کچھ بھی نہ ہوا۔

زمزم شریف میں یہ برکت ہے کہ دو مہینے کا زمزم شریف تھا اس سے یہ نفع ہوا حالانکہ باسی پانی سے فوراً مجھے نقصان ہوتا ہے۔

- پہلی بار کی حاضری میں میری بائیس برس کی عمر تھی میں نے دونوں وقت کی روٹی چھوڑ دی تھی صرف گوشت پر اکتفا کرتا اور گوشت بھی دنبے کا جو سنا چرے ہوئے ہوتے ہیں، کچھ روز کے بعد پیٹ میں خلش معلوم ہوئی حرم شریف میں جا کر قدح بھر کر زمزم شریف پیا فوراً خلش جاتی رہی۔
- کھانے پینے کی چیزوں میں مجھے زمزم شریف سے زیادہ کوئی چیز مرغوب نہیں یہاں کیا ذریعہ، وہاں صبح، دوپہر، شام ہر وقت پیتا، صبح آنکھ کھلی تو پہلا کام یہ کہ زمزم شریف پیتا، پانچوں نمازوں کے بعد پہلا کام یہی تھا۔

زمزم کی ایک خاصیت

زمزم شریف کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ ہر وقت مزہ بدلتا رہتا ہے کسی وقت کچھ کھارا پن، کسی وقت نہایت شیریں، اور رات کے دو بجے اگر پیا جائے تو تازہ دوہا ہوا گائے کا خالص دودھ معلوم ہوتا ہے۔

دوا کی دوا، غذا کی غذا

زمزم شریف جس کے پاس کافی مقدار سے ہو اسے نہ کسی غذا کی ضرورت نہ دوا کی۔ حدیث شریف میں فرمایا زمزم کھانے کی جگہ کھانا ہے اور دوا کی جگہ دوا۔

ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ضعف اسلام تھا صحابہ چالیس تک نہ پہنچے تھے اس زمانہ میں مکہ معظمہ آئے وہاں

نہ کسی سے شناسائی نہ کسی سے ملاقات، ایک مہینہ کامل وہی زمزم شریف پیا حالت یہ ہوئی کہ پیٹ کی بلٹیں الٹ پڑیں، اسقدر توانائی آگئی۔

مومن ومنافق کی جانچ

یہ جانچ ہے مومن اور منافق کی، منافق کبھی پیٹ بھر کر نہیں پی سکتا، اور میں تو بحمد اللہ تعالیٰ اس قدر دودھ نہیں پی سکتا ہوں، جس قدر زمزم شریف پی لیتا تھا، ایک بادیہ جس میں دو سیر پانی آتا تھا کبھی نصف اور کبھی نصف سے زیادہ پی لیتا تھا باقی جو بچتا منہ اور سر پر ڈال لیتا۔ [الملفوظ چہارم ص ۲،۵]

زمزم کی عظمت

زمزم شریف ایک متبرک پانی ہے اس لئے اس سے استنجا کرنا منع ہے۔ زمزم کا پینا اعلیٰ درجہ کی سنت بلکہ کوکھ بھر کر پینا ایمان خالص کی علامت ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہم میں اور منافقوں میں فرق کی نشانی یہ ہے کہ وہ کوکھ بھر کر آب زمزم نہیں پیتے۔ (ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۳۳]

❁❁❁

مسجد کے آداب واحکام

شریعت مطہرہ نے اہل اسلام کو مسجد کے آداب واحترام کا حکم فرمایا، مسجد چونکہ خانۂ خدااور عبادت کی خاص جگہ ہے اس لئے عام مکانوں پر اس کا قیاس نہیں کیا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ گھر کی بہ نسبت مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے لہٰذا مسجد کا احترام کرنا مسلمان کا ایمانی تقاضا ہے۔(مرتب)

حالت جنابت میں مسجد میں جانا

حالت ناپاکی میں مسجد میں جانا حرام ہے مگر بضرورت شدیدہ۔

- کہ نہانے کی ضرورت ہے اور ڈول رسی اندر رکھا ہے اور یہ اس کے سوا کوئی سامان کر نہیں سکتا نہ کوئی اندر سے لا دینے والا ہے۔
- یا کسی دشمن سے خائف ہے اور مسجد کے سوا جائے پناہ نہیں اور نہانے کی مہلت نہیں، ایسی حالتوں میں تیمم کر کے جاسکتا ہے۔

صورت اولیٰ میں صرف اتنی دیر کے لئے کہ ڈول رسی لے آئے۔

اور صورت ثانیہ میں جب تک وہ خوف باقی رہے۔ بلکہ صورت ثانیہ میں اگر دشمن سر پر آگیا، تیمم کی بھی مہلت نہیں تو بے تیمم چلا جائے اور کواڑ بند کرنے کے بعد تیمم کرلے۔

- صرف اس ضرورت کے لئے کہ گرم پانی سقائے میں ہے اور سقایہ مسجد کے اندر ہے، باہر تازہ پانی موجود ہے گرم پانی لینے کو بے غسل مسجد میں جانا جائز نہیں۔
- مگر وہی ضرورت کی حالت میں کہ اگر تازہ پانی سے نہائے گا تو صحیح تجربے یا طبیب حاذق مسلم غیر فاسق کے بتانے سے معلوم ہے کہ بیمار ہو جائے گا یا مرض بڑھ جائے گا اور باہر کہیں گرم پانی کا سامان نہیں کر سکتا نہ اندر سے کوئی لا دینے والا ہے تیمم کر کے اندر جا کر لاسکتا ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۲۲۱]

وضو کا پانی مسجد میں ڈالنا

وضو یا غسل کا پانی مسجد میں ڈالنا، چھڑکنا حرام ہے، اور گلاب سے وضو کیا تو وضو نہ ہوا اور وہ گلاب مسجد میں چھڑک سکتے ہیں۔[فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۲۴۰]

ویران مسجد کا سامان کیا کرے

جو مسجد ویران ہو اور اس کی آبادی کی کوئی صورت نہ ہو اور اس کے آلات کی حفاظت نہ ہو سکے تو اب فتویٰ اس پر ہے کہ اس کے کڑی تختے وغیرہ دوسری مسجد میں دیئے جاسکتے ہیں۔[فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۳۹۳]

مسجد کے پانی کا حکم

- مساجد، مدارس، وقفی، سقایوں، حوضوں میں جو پانی زر وقف سے بھرا گیا وہ حکم وقف میں ہے اس کے کوئی مالک نہیں اور واقف نے جس غرض کے لئے رکھا ہے اس کے غیر میں صرف نہیں ہو سکتا۔

یعنی مسجد کے حوض یا سقائے جو نمازیان مسجد کے وضو کو بھرے جاتے ہیں ان کا پانی گھروں میں لیجانا حرام ہے اگرچہ

وضو کو، مگر باجازت مالک اگر کسی نے اپنی ملک سے بھروائے، یا اول روز سے اجازت واقف ہوا گر ز روقف سے بھرے گئے۔

- اسی طرح آدمی اپنی ملک سے جو سبیل لگائے اس کا پانی اسی کی ملک رہتا ہے ہاں لوگوں کو اس کا صرف کرنا مباح ہے وہ بھی اسی طور پر جو مالک نے رکھا یا اسکی اجازت سے دوسرے کاموں میں۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۴۱۹]
- جاڑوں میں مسجد کے سقائے گرم کئے جاتے ہیں بعض لوگ پانی گھروں کو لیجاتے ہیں یہ بلا اجازت مذکورہ حرام ہے اس میں بہت احتیاط چاہئے۔
- ہاں پینے کی سبیل سے اگر عورتوں کے پینے کو گھروں میں لیجانے کی اجازت ہے تو جائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۴۲۰)

اندھیری میں مسجد جانے کی فضیلت

اندھیری میں مسجد کو جانا بڑی فضیلت رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اندھیریوں میں حاضری مسجد کے عادی ہیں انہیں روز قیامت نور کامل کی بشارت دو۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۶۳۳]

مسجد میں احتلام ہو تو کیا کرے

مسجد میں سوتا تھا احتلام ہو گیا تو حکم ہے کہ اس کے لئے بہت جلد تیمم کرلے، جو صورت جلد سے جلد تیمم ہو جانے کی ہو اس کا بجالانا واجب، اور ادنیٰ تاخیر ناجائز، کہ بضرورت اتنی ہی دیر اسے توقف کی اجازت ہوئی ہے جس میں تیمم کر سکے، ایک لحظہ بھی تیمم کرنے میں تاخیر روانہیں، کہ اتنی دیر بلا ضرورت بحال جنابت مسجد میں ٹھہرنا ہوگا اور یہ حرام ہے، لہٰذا اگر اس کے ہاتھ کے پاس مثلاً کوئی مٹی کا برتن رکھا ہے اور دیوار قد آدم بھر دور ہے، تو واجب کہ اسی برتن سے فوراً تیمم کرلے، اور اگر دیوار قریب، اور برتن دور ہے، یا ہے ہی نہیں، تو اگر مسجد میں جہاں یہ بیٹھا ہے فرش نہیں، تو زمین مسجد و دیوار میں نسبت دیکھی جائے گی، اگر دیوار سے متصل ہے کہ صرف ہاتھ بڑھانا ہوگا تو اختیار ہے دیوار سے تیمم کرلے، یا زمین سے، اور اگر دیوار تک کچھ سرکنا ہوگا تو خاص زمین مسجد سے تیمم کرے، دیوار تک نہ جائے، اور اگر مسجد میں فرش ہے تو دیوار تک پہنچنا، یا اس فرش کا ہٹانا جو جلد ہو سکے وہ کرے۔

یہ تیمم مسجد سے نکل جانے کے لئے تھا کہ بحال جنابت جس طرح مسجد میں ٹھہرنا حرام ہے، یوہیں ہمارے نزدیک اس میں چلنا بھی حرام ہے، اب کہ تیمم کر چکا فوراً نکل جائے، اور اگر مسجد میں چند دروازے ہیں تو وہ دروازہ اختیار کرے جو قریب تر ہو، اس لئے غیر معتکف کو مسجد میں سونا منع ہے۔

ایک شخص کے مکان کا دروازہ مسجد میں ہے کہ آتے جاتے مسجد میں گزرنا پڑتا ہے، اور نہ دوسری طرف دروازہ پھیر سکتا ہے، نہ اور مکان رہنے کو پاتا ہے، اسے بھی بحال جنابت مسجد میں گزرنا جائز نہیں، اگر پانی نہ پائے تو آنے جانے کے لئے تیمم ضرور ہے۔

مسجد میں وضو اور غسل کرنا

مسجد میں غسل کرنا حرام ہے مگر تین صورتوں میں۔

- ایک تو یہ کہ بانی مسجد نے مسجد کر دینے سے پہلے وہاں کوئی جگہ غسل کے لئے بنادی ہو تو اس میں نہا سکتا ہے۔

- دوسرے کسی ایسے بڑے برتن میں کہ سب پانی اسی کے اندر گرے کوئی چھینٹ اڑ کر مسجد میں نہ جائے۔
- تیسرے لحاف تو شک وغیرہ بہت بھاری روئی کے کپڑے بچھا کر ان پر اس طرح نہانا کہ نہ کوئی چھینٹ باہر جائے، نہ پانی کپڑوں کو توڑ کر مسجد کی زمین تک پہنچے۔

مسجد میں وضو بھی حرام ہے اور اس کے جواز کی بھی وہی تین صورتیں ہیں جو اوپر گزریں۔

جمعہ کے دن خطبہ سن رہا تھا کہ وضو جاتا رہا، اگر نکلنے کا راستہ پائے تو نکل جائے اور وضو کر کے پھر حاضر ہو اور اگر راستہ نہ ملے تو لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے جانے کی اجازت نہیں، اگر مسجد میں پانی ملے اور کوئی کپڑا ایسا ہو کہ پانی جذب کر لے گا، اور اس سے چھنکر کوئی بوند مسجد میں نہ جائے گی تو اسے بچھا کر وضو کر لے۔

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ) میرے ساتھ ایک مرتبہ ایسا ہی واقعہ درپیش ہوا کہ میں مسجد میں سردی کے موسم میں معتکف تھا، میں نے وضو کرنے کا ارادہ کیا، اس وقت بہت تیز بارش ہو رہی تھی، اس حالت میں میں نے اپنے لحاف پر وضو کیا اور مسجد میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں گرا۔

ہاں برتن اگر ایسا چھوٹا ہو کہ چھینٹیں ضرور مسجد میں پڑیں گی جب تو معتکف کو بھی اجازت نہیں ہو سکتی اور اگر اتنا بڑا ہے کہ یقیناً کوئی چھینٹ باہر نہیں جا سکتی تو غیر معتکف کو بھی اجازت ہے اور اگر حالت ایسی ہے کہ چھینٹ باہر نہ جانے کا ظن غالب ہے تو معتکف کو جائز۔ غیر معتکف نہ کرے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۶۳۶ تا ۶۳۹]

مسجد کو ہر گھن کی چیز سے بچانا واجب ہے اگرچہ پاک ہو، جیسے لعاب دہن، آب بینی، آب وضو۔

بعض لوگ کہ وضو کے بعد اپنے منہ اور ہاتھوں سے پانی پونچھ کر مسجد میں ہاتھ جھاڑتے ہیں محض حرام اور ناجائز ہے۔

[فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۷۳۳]

اسی طرح منہ میں بد بو ہو تو جب تک صاف نہ کر لیں مسجد میں جانا یا نماز پڑھنا منع ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۵۵]

مسجد کی گرد و غبار

گرد، غبار وغیرہ کہ ہوا باہر سے لا کر مسجد میں ڈالے، اجزائے مسجد سے نہ ہو جائے گا اسے صاف کرنے کا حکم ہے، ورنہ مسجد سے گرد و غبار صاف کرنا منع ہو کہ اجزائے مسجد کا اس سے چھڑانا اور دور کرنا ہے۔

علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ زمین مسجد پر جو مٹی پھیلی ہوئی ہے کیچڑ کے سنے پاؤں اس سے پونچھنا مکروہ ہے کہ یہ زمین مسجد ہی سے پونچھنا ہوگا، پھیلا ہوا غبار حائل نہ سمجھا جائے گا، اور اگر گرد جھاڑ کر مسجد کے کسی گوشے میں جمع کر دی ہے تو اس سے پونچھنے میں حرج نہیں۔

مسجد کا چراغ

مسجد میں نمازیوں کے لئے چراغ روشن ہے، اس سے کتاب دیکھنا، پڑھنا، پڑھانا سب روا ہے، اور اگر نمازی نماز پڑھ گئے، جب بھی تہائی رات تک اس سے کام لے سکتا ہے کہ اتنے وقت تک مسجد ہی کے لئے چراغ روشن رہنا ہوگا، اس کے بعد جائز نہیں کہ مسجد کا تیل، بتی اپنے کام میں صرف کرنا ہوگا۔

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ) یہ وہاں ہے کہ اس سے زیادہ وقت تک مسجد میں روشنی کی عادت نہ ہو اور اگر ساری رات روشنی رہتی ہے جیسے تینوں مسجد کریم (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ) میں، تو رات بھر اس کی روشنی

سے فائدہ لے سکتا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۷۳۴]

گمشدہ شئی کی تلاش

شرع مطہر نے مسجد کو ہر ایسی آواز سے بچانے کا حکم فرمایا جس کے لئے مساجد کی بنانہ ہو۔ صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو گمی ہوئی چیز کو مسجد میں دریافت کرے اس سے کہو اللہ تیری گمی چیز تجھے نہ ملائے، مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔ (مسلم)

حدیث میں حکم عام ہے اور فقہ نے بھی عام رکھا ہے، تو اگر کسی کا مصحف شریف گم گیا اور وہ تلاوت کے لئے ڈھونڈتا اور مسجد میں پوچھتا ہے اسے بھی یہی جواب ہوگا کہ مسجدیں اسلئے نہیں بنیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۱۵]

مسجد میں کھانے پینے اور سونے کے لئے اعتکاف کا حکم

اعتکاف صرف ذکر الٰہی کے لئے کیا جائے، بالتبع اس کے منافع اور ہو سکتے ہیں، اس طرح اعتکاف اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا اور کھانے پینے کا جواز نفع بالتبع، کیوں کہ غیر معتکف کو مسجد میں کھانا پینا جائز نہیں۔ عالمگیری وغیرہا میں ہے اگر مسجد میں سونا چاہے اعتکاف کی نیت کرلے۔ کچھ دیر ذکر الٰہی میں مشغول رہے پھر جو چاہے کرے۔ [الملفوظ اول، ص ۳۴]

مسجد کی چیز چرانے کی سزا

مسجد کی کوئی شئی لاکھ روپے کی چرالے شریعت ہاتھ نہ کاٹے گی بلکہ سزائے تازیانہ کا حکم ہے۔ ایک سال سلطان کی طرف سے کعبہ معظمہ میں نہایت بیش قیمت سونے کی قنادیل لگانے کے لئے آئیں ان میں سے ایک قندیل غائب ہوگئی، شریف مکہ نے تحقیقات کیں پتہ چلا کہ خدام کعبہ کے سردار نے لی ہے، شریف کے سامنے پیشی ہوئی ان سے پوچھا گیا، وہ صاحب بولے کعبہ غنی ہے اسے حاجت نہیں مجھے حاجت تھی میں نے لے لی، شریف نے درگزر فرمائی۔ [الملفوظ دوم، ص ۷۲]

آداب مسجد سے متعلق چند مسائل

(۱) جب مسجد میں قدم رکھو تو پہلے سیدھا پھر الٹا اور واپسی پر اس کا عکس۔

(۲) مسجد میں آتے وقت اعتکاف کی نیت "بِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْتُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَنَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافِ" کرلو کہ اس عبادت کا ثواب بھی ملے گا اور اس کے لئے روزہ شرط نہیں، نہ کسی معین وقت بیٹھنا لازم، جب تک ٹھہرو گے معتکف رہو گے، جب باہر آئے اعتکاف ختم ہوگیا اور اس کے سبب مسجد میں پانی پینا یا مثلاً پان کھانا بھی جائز ہو جائے گا۔

(۳) بغیر نیت اعتکاف کسی چیز کے کھانے کی اجازت نہیں۔ بہت مساجد میں دستور ہے کہ ماہ رمضان مبارک میں لوگ نمازیوں کے لئے افطاری بھیجتے ہیں وہ بلا نیت اعتکاف وہیں بے تکلف کھاتے پیتے اور فرش خراب کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

(۴) مسجد کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے داخلے کے وقت سیدھا قدم بڑھایا جائے حتیٰ کہ اگر صف بچھی ہو اس پر بھی پہلے سیدھا قدم رکھو اور جب وہاں سے ہٹو تب بھی سیدھا قدم فرش مسجد پر رکھو، یا خطیب جب منبر پر جانے کا ارادہ کرے پہلے سیدھا قدم رکھے اور جب اترے تو سیدھا قدم اتارے۔

(۵) وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو سے ایک چھینٹ پانی کی فرش مسجد پر نہ گرے۔

(۶) مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا جس سے دھمک پیدا ہو منع ہے۔
(۷) مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آہستہ آواز نکلے اسی طرح کھانسی۔
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں زور کی چھینک کو ناپسند فرماتے۔
اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہئے اور نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے اگرچہ غیر مسجد میں ہو، خصوصا مجلس میں یا کسی معظم کے سامنے کہ بے تہذیبی ہے۔
حدیث میں ہے ایک شخص نے دربار اقدس میں ڈکار لی فرمایا ہم سے اپنی ڈکار دور رکھ کہ دنیا میں جو زیادہ مدت تک پیٹ بھرے تھے وہ قیامت کے دن زیادہ مدت تک بھوکے رہیں گے۔ (کنز العمال)
اور جماہی میں آواز نکلنا تو کہیں نہ چاہئے اگرچہ غیر مسجد میں تنہا ہو کہ وہ شیطان کا قہقہہ ہے۔
(۸) مسجد میں دنیا کی کوئی بات نہ کی جائے ہاں اگر کوئی دینی بات کسی سے کہنا ہو تو قریب جا کر آہستہ سے کہنا چاہئے نہ یہ کہ ایک صاحب مسجد میں کھڑے ہوئے دوسرے راہ گیر سے جو سڑک پر کھڑا ہوا ہے چلا کر باتیں کر رہے ہیں یا کوئی باہر سے پکار رہا ہے اور یہ اس کا جواب بلند آواز سے دے رہے ہیں۔
(۹) تمسخر ویسے ہی ممنوع اور مسجد میں سخت ناجائز، یا ہنسنا منع ہے۔ قبر میں تاریکی لاتا ہے ہاں موقع سے تبسم میں حرج نہیں۔
(۱۰) فرش مسجد پر کوئی شئی پھینکی نہ جائے بلکہ آہستہ سے رکھدے، موسم گرما میں لوگ پنکھا جھلتے جھلتے پھینکدیتے ہیں یا لکڑی چھتری وغیرہ رکھتے وقت دور سے چھوڑ دیا کرتے ہیں اس کی ممانعت ہے غرض مسجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔
(۱۱) مسجد میں حدث منع ہے ضرورت ہو تو باہر چلا جائے۔ لہٰذا معتکف کو چاہئے کہ ایام اعتکاف میں تھوڑا کھائے، پیٹ ہلکا رکھے کہ قضائے حاجت کے وقت کے سوا کسی وقت اخراج ریح کی حاجت نہ ہو وہ اس کے لئے باہر نہ جاسکے گا۔
(۱۲) قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے مسجد میں کسی طرف نہ پھیلائے کہ خلاف آداب دربار ہے۔ حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہٗ مسجد میں تنہا بیٹھے تھے پاؤں پھیلا لیا گوشۂ مسجد سے ہاتف نے آواز دی ابراہیم بادشاہوں کے حضور میں یوہیں بیٹھتے ہیں، معا پاؤں سمیٹے اور ایسے سمیٹے کہ وقت انتقال ہی پھیلے۔
(۱۳) استعمالی جوتا اگر پاس ہو مسجد میں پہن کر جانا گستاخی و بے ادبی ہے۔ ادب و توہین کا راز عرف و عادت پر ہے ہاں بالکل نیا جوتا پہن سکتا ہے اور اسے پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے جب کہ پنجہ اتنا سخت نہ ہو کہ سجدے میں انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ بچھنے دے۔
بحر الرائق میں ہے: امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جوتے کہ دو جوڑے رکھتے استعمالی پہن کر دروازہ مسجد تک جاتے دوسرا غیر استعمالی پہن کر مسجد میں قدم رکھتے۔
(۱۴) مسجد میں یہاں کے کسی کافر کو آنے دینا سخت ناجائز اور مسجد کی بے حرمتی ہے، فقہ میں جواز ہے تو ذمی کے لئے اور یہاں کے کافر ذمی نہیں۔
کیسا شدید ظلم ہے وہ تم کو بھنگی کی طرح سمجھیں جس چیز کو تمہارا ہاتھ لگ جائے اسے ناپاک جانیں، سودا دیں تو دور سے ڈالدیں، پیسے لیں تو الگ رکھوالیں، حالانکہ ان کی نجاست پر قرآن کریم شاہد ہے، تم ان نجسوں کو مسجد میں آنے کی

اجازت دو کہ اپنے ناپاک پاؤں تمہارے ماتھا رکھنے کی جگہ رکھیں، اپنے گندے بدنوں سے تمہارے رب کے دربار میں آئیں۔ اللہ ہدایت فرمائے۔

(۱۵) مسجد میں بدبودار تیل کے جلانے کی اجازت نہیں نہ کہ مٹی کا تیل ہاں اگر اس کی بدبو کسی مصالحہ سے دور کردی جائے تو جرم نہیں۔ [الملفوظ دوم، ص ۱۱۸، ۱۲۰]

چربی ملی ہوئی موم بتی

اگر ایسی موم بتی مسلمان کی بنائی ہوئی ہے تو اسے مسجد میں جلانا جائز ہے ورنہ مسجد ہی میں نہیں ویسے بھی جلانا نہ چاہیے۔

یہ جو جرمن وغیرہ غیر ولایتوں سے آتی ہیں ان کا بھی وہی حکم ہے اس واسطے کہ چربی اور گوشت کا ایک حکم ہے اگر چہ گائے ہو یا بکری، کسی مسلمان سے کوئی ہندو یا نصرانی چربی لے گیا اور تھوڑی دیر میں واپس لائے اور کہے کہ یہ وہی چربی ہے جو ابھی ابھی تم سے لے گیا ہو اس کا لینا حرام ہے، بخلاف یہودیوں کے کہ ان کے یہاں اب تک ذبح کرنے کا اہتمام ہے۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے، نصرانی و یہودی کا فر دونوں ہیں کہ ایک محبوبان خدا کی محبت میں اور دوسرے عداوت میں کافر ہوئے، قرآن عظیم میں یہودیوں کو مغضوب علیہم، اور نصاریٰ کو ضالین فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ آج روئے زمین پر کوئی یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں، بخلاف نصاریٰ کے کہ ان کی سلطنت ظاہر ہے۔ اور بعینہ یہی مثال روافض ووہابیہ کی ہے کہ روافض مثل نصاریٰ کے محبت میں کافر ہوئے اور وہابیہ مثل یہود کے عداوت میں۔ [الملفوظ سوم، ص ۱۳، ۱۴]

عورتوں کو مسجد میں آنے کی ممانعت

ضعیفہ ہوں یا قویہ عورتوں کو مسجد میں جانا ہی منع ہے۔

حدیث میں ارشاد فرمایا عورت کی نماز اپنے تہ خانہ میں بہتر ہے کوٹھری میں نماز پڑھنے سے، اور اس کی کوٹھری میں نماز بہتر ہے دالان میں نماز پڑھنے سے، اور اس کی نماز دالان میں بہتر ہے صحن میں نماز پڑھنے سے، اور اس کی اپنے صحن میں نماز بہتر ہے میری مسجد میں نماز پڑھنے سے۔ (کنز العمال)

مسجد اور جماعت کی حاضری عورتوں کو معاف ہے بلکہ ممنوع ہے۔ [الملفوظ سوم، ص ۲۷]

مسجد میں پیڑ بونا

علما ارشاد فرماتے ہیں کہ مسجد میں پیڑ بونا ممنوع ہے کہ اس سے نماز کی جگہ رکے گی مگر جبکہ اس میں مسجد کی منفعت ہو اس طرح کہ زمین مسجد اس قدر نمل ہو کہ ستون بوجہ شدت رطوبت نہ ٹھہرتے ہوں تو تری کو جذب کرنے کے لئے پیڑ بوئے جائیں کہ جڑیں پھیل کر زمین کی نم کھینچ لیں۔ یہ حکم مسجد کا ہے اگر مسجد سے باہر فنائے مسجد میں وضو خانہ وغیرہ کے آس پاس پھول وغیرہ کے پیڑ لگائے جائیں جن سے مسجد میں کچھ کمی ونقصان نہ ہو تو حرج نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۷۹]

مسجد سے کس کو روکا جائے

● جو شخص موذی ہو کہ نمازیوں کو تکلیف دیتا ہے، برا بھلا کہتا ہے، شریر ہے، اس سے اندیشہ رہتا ہے ایسے شخص کو مسجد میں آنے سے منع کرنا جائز ہے۔

● اور اگر بدمذہب گمراہ مثلاً وہابی، یا رافضی، یا غیر مقلد، یا نیچری، یا ندوی، یا تفضیلی وغیرہا ہے اور مسجد میں آکر نمازیوں کو بہکاتا ہے، اپنے مذہب ناپاک کی طرف بلاتا ہے تو اسے منع کرنا اور مسجد میں نہ آنے دینا ضرور واجب ہے۔

● یوہیں جس کے بدن میں بدبو ہو کہ اس سے نمازیوں کو ایذا ہو مثلاً معاذ اللہ گندہ دہن، یا گندہ بغل، یا جس نے خارش

وغیرہ کے باعث گندھک ملی ہوا سے بھی مسجد میں نہ آنے دیا جائے۔
اور بلاوجہ شرعی اپنی کسی رنجش دنیوی کے باعث مسجد سے کسی مسلمان کو روکنا سخت گناہ ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۸۲]

مسجد میں مسافر کا قیام کیسا ہے

ایسا مسافر جس کا شہر میں کوئی شناسا نہ ہو وہ نماز وغیرہ کی سہولت کے لئے اگر مسجد میں ٹھہرنا چاہے تو ایسے مسافر کو مسجد میں ٹھہرنا بیشک جائز ہے، خود مسجد اقدس میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد اقدس میں حکم انور سے اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قیام پذیر تھے، ہاں نظر بحالت زمانہ بعض مساجد میں اجنبی غیر معروف کا قیام نامناسب ووجہ اندیشہ ہوتا ہے، جیسے صدہا سال سے مسجد مدینہ طیبہ کے دروازے بعد عشا بند کردیتے ہیں اور سوا خدام کے سب لوگ باہر کردیئے جاتے ہیں۔

مسجد میں مٹی کا تیل جلانے کا حکم

مساجد کو پاک وصاف رکھنے کا حکم ہے ہر گندی و بدبودار چیز سے مسجدوں کو محفوظ رکھنا اسلامی تقاضا ہے۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:
مٹی کے تیل میں سخت بدبو ہے اور مسجد میں بدبو کا لیجانا کسی طرح جائز نہیں۔
حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو بدبودار درخت یعنی پیاز، لہسن وغیرہ سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے کیوں کہ فرشتوں کو بھی ان چیزوں سے ایذا ہوتی ہے جن سے انسان ایذا پاتے ہیں۔(ت)(بخاری)
ہاں مٹی کے تیل میں بعض انگریزی عطر جن کو لونڈر کہتے ہیں ملانے سے اس کی بدبو بالکل جاتی رہتی ہے اس صورت میں جائز ہوجائے گا بشرطیکہ اس لونڈر میں اسپرٹ وغیرہ کوئی ناپاک شی نہ ہو ورنہ ناپاک تیل کا بھی مسجد میں جلانا جائز نہیں۔
[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۹۷]

مساجد کی زینت وآرائش

مساجد میں زینت ظاہری زمانہ سلف صالحین میں فضول وناپسند تھی کہ ان کے قلوب شعائر اللہ کی تعظیم سے بھرے ہوئے تھے، اس لئے حدیث میں مساجد کی زیب وزینت کو قیامت کی نشانیوں سے شمار فرمایا۔
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مسجدیں اس طرح آراستہ کی جائیں گی جس طرح یہود ونصاریٰ نے اپنے عبادت خانوں کو آراستہ ومزین کیا۔
مگر زمانے کے انقلاب وتبدیلی سے علما نے مساجد کو آراستہ کرنے کی اجازت فرمائی کہ اب ظاہری تعظیم آنکھوں میں عظمت اور دلوں میں وقعت پیدا کرنے کی باعث ہوتی ہے۔ مگر اب بھی دیوار قبلہ کو عموماً اور محراب کو خصوصاً دل بٹنے والی چیزوں سے بچانے کا حکم ہے بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ دائیں بائیں کی دیوار بھی دل بٹنے والی چیزوں سے خالی رہے کہ اس کے پاس جو مصلی ہو اس کی نظر کو پریشان نہ کرے، ہاں گنبدوں، میناروں، چھت اور دیواروں کی وہ سطح کہ نمازیوں کے پیچھے رہے گی ان میں مضائقہ نہیں اگرچہ سونے کے پانی سے نقش ونگار ہوں، بشرطیکہ اپنے مال حلال سے ہوں، مسجد کا مال اس میں صرف نہ کیا جائے مگر جبکہ اصل بانی مسجد نے نقش ونگار کیے ہوں، یا واقف نے اس کی اجازت دی ہو، یا مسجد کا مال فاضل بچا ہو اور اگر صرف نہ کیا جائے گا تو ظالموں کے خورد برد میں جائے گا پھر جہاں نقش ونگار اپنے مال سے کرسکتا

ہے اس میں بھی سادگی ومیانہ روی کا پہلو ملحوظ رہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۹۹]

مسجد میں کرسی پر وعظ کرنا

واعظ کا کرسی پر مسجد میں بیٹھنا جائز ہے جب کہ نماز اور نمازیوں کا حرج نہ ہو، ایک آدھ بار حدیث سے یہ ثابت ہے، مگر ایک آدھ بار سے فعل، سنت نہیں ہو جاتا۔

مسجد میں جوتا رکھنا

مسجد کو ہر قسم کی گندگی و آلائش سے بچانے اور اسے صاف ستھرا رکھنے کی تاکید آئی ہے۔ اس لئے جوتوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ (مرتب)

اگر مسجد سے باہر کوئی جگہ جوتا رکھنے کی ہو تو وہیں رکھے جائیں مسجد میں نہ رکھیں اور اگر باہر کوئی جگہ نہیں تو باہر جھاڑ کر تلے ملا کر ایسی جگہ رکھیں کہ نماز میں نہ اپنے سجدے کے سامنے ہو، نہ دوسرے نمازی کے، اپنے دہنے ہاتھ کو ہوں، نہ دوسرے نمازی کے، نہ ان سے قطع صف ہو۔ اور ان سب پر قادر نہ ہو تو سامنے رکھ کر رومال (یا کپڑا) ڈالدیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی نماز پڑھے تو اپنے جوتوں کو دائیں بائیں نہ رکھے کیوں کہ اگر اس طرح رکھے گا تو دوسرے کے دائیں یا بائیں ہوں گے، اسے چاہئے کہ وہ اپنے جوتوں کو اپنے پیروں کے درمیان رکھے۔ (ت) (بخاری)

مسجد میں تھوکنا کیسا ہے؟

حالت نماز میں اگر تھوک کا غلبہ ہو تو اپنی بائیں جانب یا قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ یہ بات اس وقت آسان ہے جبکہ مسجد کا فرش پختہ نہ ہو یا چٹائی یا مصلّٰی ایسا ہو جسے بہ آسانی ہٹا سکے مگر اکثر مساجد میں آج کل یہ بات مشکل ہے لہٰذا اس کے لئے حکم یہ ہے کہ رومال یا کسی کپڑے میں تھوک کر تہہ کر دے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رومال میں تھوک کر اسے تہہ کر دیا۔

(بخاری) (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور رب تعالیٰ اس کے اور دیوار قبلہ کے درمیان ہوتا ہے تو چاہئے کہ وہ قبلہ کی طرف نہ تھوکے ہاں بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ (ت) (بخاری)

دوسری حدیث میں ہے کہ داہنے طرف نہ تھوکے کیوں کہ اس طرف فرشتہ ہوتا ہے، ہاں بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک کر اسے دفن کر دے۔ (ت) (بخاری)

مسجد میں بری باتیں کرنے کی برائی

مسجدیں، عبادات و بندگی، ذکر و اذکار، اور تلاوت قرآن وغیرہ نیک کاموں کے لئے ہیں، اس لئے دنیا کی باتوں کے لئے مسجد میں جا کر بیٹھنا حرام ہے۔ (مرتب)

(فقہ کی کتابوں میں ہے) مسجد میں دنیا کا کلام نیکیوں کو ایسا کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔

یہ مباح باتوں کا حکم ہے پھر اگر باتیں خود بری ہوئیں تو اس کا کیا ذکر ہے، دونوں سخت حرام در حرام موجب عذاب شدید ہے۔ اور نماز کے لئے جا کر دنیوی تذکرہ مسجد میں مکروہ ہے۔

مسجد میں قبر ہوتو کیا کرے

بعض مساجد میں قبریں ہوتی ہیں لوگ ان پر چلتے پھرتے، ان کی طرف نماز پڑھتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا ناجائز وحرام ہے، اسی بات سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

مسلمان کی قبر کو برابر کر دینا کہ لوگ اس پر چلیں پھریں، اٹھیں، بیٹھیں، نماز پڑھیں محض حرام ہے، پھر اس برابر کرنے سے نماز کا بھی کچھ آرام نہیں بلکہ نقصان ہے کہ قبر پر نماز پڑھنا حرام اور قبر کی طرف بے حائل، نماز پڑھنا بھی مسجد صغیر میں مطلقاً حرام، اور مسجد کبیر میں اتنے فاصلے تک حرام کہ جب نماز خاشعین کی پڑھی اور قیام میں موضع سجود پر نظر جمائے تو قبر تک نگاہ پہنچے، اور عام مساجد صغیر ہیں، مسجد کبیر ایسی ہے جیسے جامع خوارزم کہ سولہ ہزار ستون پر ہے۔

اور قبر اس جگہ کا نام ہے جہاں میت دفن ہے، اوپر کا بلند نشان حقیقت قبر میں داخل نہیں، تو اس کے برابر کر دینے سے قبر قبر ہی رہے گی غیر قبر نہ ہو جائے گی۔

قبر کے اوپر نماز مکروہ ہے حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔(ت) (بخاری)

مسجد میں اگر قبر ہو اور اس سے صف یا نماز پڑھنے میں خلل ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ قبر کو فرش کے برابر کریں اور اگر فرش اونچا ہو کر آئے گا تو قبر جس قدر نیچی ہو، نیچی رہنے دیں اور اس کے گرداگرد ایک ایک بالشت کے فاصلے سے ایک چار دیواری اٹھائیں کہ سطح قبر سے پاؤ گز یا زیادہ اونچی ہو، ان دیواروں پر پتھر ڈالدیں، یا لکڑیاں چن کر پاٹ دیں کہ چھت ہو جائے اب یہ ایک مکان ہو گیا جس کے اندر قبر ہے، اب اس کی چھت پر اور اس کی دیوار کی طرف ہر طرح نماز جائز ہو گئی کہ یہ نماز قبر پر، قبر کی طرف نہ رہی بلکہ ایک مکان کی چھت پر یا اس کی دیوار کی جانب ہوئی اور اس میں حرج نہیں۔

مسجد میں تدریس وتعلیم

آج کل مساجد میں تعلیم وتدریس کا عام رواج ہے اکثر مقامات پر ان کے تنخواہ دار امام ہی معلم ہوتے ہیں، مسجدوں میں اسطرح سے بچوں کو دینی تعلیم دینا جائز و درست ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

مسجد میں چند شرائط سے تعلیم جائز ہے۔

(۱) تعلیم دین ہو۔

(۲) معلم سنی صحیح العقیدہ ہو، نہ وہابی وغیرہ بددین کہ وہ تعلیم کفر وضلال کرے گا۔

(۳) معلم بلا اجرت تعلیم کرے کہ اجرت سے کاردنیا ہو جائے گی۔

(۴) ناسمجھ بچے نہ ہوں کہ مسجد کی بے ادبی کریں، مساجد کو بچوں اور پاگلوں سے بچانے کا حکم ہے۔

(۵) جماعت پر جگہ تنگ نہ ہو کہ اصل مقصد مسجد، جماعت ہے۔

(۶) شور وغل سے نمازی کو ایذا نہ پہنچے۔

(۷) معلم خواہ طالب علم کسی کے بیٹھنے سے قطع صف نہ ہو۔

گرمی کی شدت وغیرہ کے وقت جبکہ اور جگہ نہ ہو بضرورت اجرت کے معلم کو اجازت ہے مگر مطلقاً نہیں، یونہیں سلائی پر سینے والا درزی اگر مسجد کی حفاظت اور اس میں بچوں کو نہ آنے دینے کے لئے مسجد میں بیٹھے اور اپنا سیتا بھی رہے تو اجازت دی ہے، یونہیں غیر نماز کے وقت متعلمان علم دین کو تکرار علم میں آواز بلند کرنے کی اجازت ہے۔

[فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۶۰۰ تا ۶۰۵ ملتقطاً]

مسجد میں جھاڑو دینے کا ثواب

ایک بی بی، مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں، ان کا انتقال ہو گیا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی نے خبر نہ دی، حضور ان کی قبر پر گزرے، دریافت فرمایا یہ قبر کیسی ہے؟ لوگوں نے عرض کی ام محجن کی، فرمایا وہی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، عرض کی ہاں، حضور نے صف باندھ کر نماز پڑھائی پھر ان بی بی کی طرف خطاب کر کے فرمایا تو نے کونسا عمل افضل پایا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ سنتی ہے؟ فرمایا کچھ تم اس سے زیادہ نہیں سنتے، پھر فرمایا اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینے کا عمل سب سے افضل پایا۔

(بخاری) [فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۲۶۸]

مساجد میں مینارے بنانا

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں مسجدوں کے اوپر مینار اور برج نہیں تھے اب کیوں کر بنائے جاتے ہیں؟ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

واقعی زمانہ اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مساجد کے لئے برج، کنگرے اور اس طرح کے منارے جن کو لوگ مینار کہتے ہیں ہرگز نہ تھے، زمانہ اقدس میں نہ پکے ستون، نہ پکی چھت، نہ پکا فرش، نہ گچکاری، یہ امور بالکل نہ تھے۔

بلکہ حدیث میں ہے مسجدیں بناؤ اور انہیں بے کنگرہ رکھو۔ (سنن بیہقی، ابوبکر بن ابی شیبہ)

دوسری حدیث میں ہے اپنی مسجدیں منڈی بناؤ اور اپنے شہر کنگرہ دار۔ (ابن ابی شیبہ)

مگر تغیر زمانہ سے جبکہ عوام کے دل، تعظیم باطن پر تنبہ کے لئے تعظیم ظاہر کے محتاج ہو گئے اس قسم کے امور علماء و عامہ مسلمین نے مستحسن رکھے۔

اسی قبیل سے ہے قرآن عظیم پر سونا چڑھانا کہ صدر اول میں نہ تھا اور اب قرآن عظیم کے احترام و تعظیم کی نیت سے مستحب ہے، یونہیں مسجد میں گچکاری اور سونے کا کام۔

- ان میں ایک منفعت یہ بھی ہے کہ مسافر یا ناواقف مینارے، کنگرے دور سے دیکھ کر پہچان لے گا کہ یہاں مسجد ہے تو اس میں مسجد کی طرف مسلمانوں کو ارشاد و ہدایت اور امر دین میں ان کی امداد و اعانت ہے۔
- اور ایک منفعت جلیلہ یہ ہے کہ یہاں کفار کی کثرت ہے اگر مسجدیں سادی گھروں کی طرح ہوں تو ممکن ہے کہ ہمسایہ کے ہنود بعض مساجد پر گھر اور مملوک ہونے کا دعویٰ کر دیں اور جھوٹی گواہیوں سے جیت لیں، بخلاف اس صورت کے کہ یہ ہیات خود بتائے گی کہ یہ مسجد ہے تو اس میں مسجد کی حفاظت اور دشمنوں سے اس کی صیانت ہے۔

[فتاوی رضویہ ج ۶، ص ۳۹۵]

مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے کی ممانعت وقباحت

● مسجد میں دنیا کی مباح باتیں کرنے کو بیٹھنا نیکیوں کو ایسا کھا تا ہے، جیسے آگ لکڑی کو۔(مدارک)

● مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو اس طرح کھاتی ہے جیسے چوپایہ گھاس کو، جو مسجد میں دنیا کی بات کرے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے عمل اکارت فرمادے۔(غمز العیون)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کریں گے اللہ عزوجل کو ان لوگوں سے کچھ کام نہیں۔(صحیح ابن حبان)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہ کرے گا اور وہ نامراد و محروم وزیاں کار اور اہانت و ذلت کے سزاوار ہیں۔ یعنی دنیا کی بات جبکہ فی نفسہ مباح اور سچی ہو مسجد میں بلاضرورت کرنی حرام ہے، ضرورت ایسی جیسے معتکف اپنے حوائج ضروریہ کے لئے بات کرے۔

● اور مروی ہوا کہ ایک مسجد اپنے رب کے حضور شکایت کرنے چلی کہ لوگ مجھ میں دنیا کی باتیں کرتے ہیں ملائکہ اسے آتے ملے اور بولے ہم ان کے ہلاک کرنے کو بھیجے گئے ہیں۔(حدیقہ ندیہ)

● اور روایت کیا گیا کہ جو لوگ غیبت کرتے ہیں (جو سخت حرام اور زنا سے بھی اشد ہے) اور جو لوگ مسجد میں دنیا کی باتیں کرتے ہیں ان کے منہ سے وہ گندی بدبو نکلتی ہے جس سے فرشتے اللہ عزوجل کے حضور ان کی شکایت کرتے ہیں۔(حدیقہ ندیہ)

سُبْحٰنَ اللہ! جب مباح و جائز بات بلاضرورت شرعیہ کرنے کو مسجد میں بیٹھنے پر یہ آفتیں ہیں تو حرام و ناجائز کام کرنے کا کیا حال ہوگا؟

مسجد میں خرید وفروخت کی ممانعت

مسجد میں کسی چیز کا مول لینا، بیچنا، خرید وفروخت کی گفتگو کرنا ناجائز ہے مگر معتکف کو اپنی ضرورت کی چیز مول لینی جائز ہے جبکہ وہ بھی مبیع یعنی چیز مسجد سے باہر ہی رہے، مگر ایسی خفیف و قلیل اور نظیف و ستھری شی جس کے سبب نہ مسجد میں جگہ رکے نہ اس کے ادب کے خلاف ہو، اور تجارت کے لئے خرید وفروخت کی معتکف کو بھی اجازت نہیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اپنی مسجدوں کو بچاؤ اپنے نا سمجھ بچوں اور مجنونوں کے جانے، خرید وفروخت، جھگڑوں اور آواز بلند کرنے سے۔(ابن ماجہ)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تم کسی کو مسجد میں کچھ بیچتے یا مول لیتے دیکھو تو اس سے کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور جب کسی کو دیکھو کہ اپنی کوئی گمشدہ چیز مسجد میں لوگوں سے پوچھتا ہے تو اس سے کہو اللہ تجھے تیری چیز نہ ملائے۔(ترمذی)

دوسری صحیح روایت میں ارشاد فرمایا اس سے کہو اللہ تیری گمشدہ چیز تجھے نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہیں بنی ہیں کہ ان میں آکر گمشدہ چیزوں کی تفتیش کرو۔(مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۰۳]

تعمیر مسجد کا ثواب مسجد کی تعمیر کرنا بڑا ثواب اور نیک کام ہے اس کے لئے جنت میں گھر ہونے کی بشارت و خوشخبری دی گئی ہے، مسجد اللہ کا گھر ہے اس کی تعمیر وترقی سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا اور اس بندے پر رحمت نازل فرماتا ہے۔ (مرتب)

حدیث صحیح میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ عزوجل کے لئے مسجد بنائے اگرچہ ایک چھوٹی سی چڑیا کے گھونسلے کے برابر، اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں موتی اور یاقوت کا محل تیار فرمائے گا۔ (الترغیب والترہیب)

اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جو کسی قدر چندہ وغیرہ سے شریک ہوا، ساری مسجد بنانے پر یہ ثواب موقوف نہیں۔

- مدینہ طیبہ میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنائی۔
- پھر امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں زیادت فرمائی۔
- پھر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تعمیر میں اضافہ فرمایا اس پر یہی حدیث روایت کی۔

مسجد کے لئے غیر مسلم سے چندہ لینا مسجد کے نام پر کافر کے زمین ہبہ کرنے، ان سے روپیہ اور سامان لینے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

- کافر اگر زمین اپنی ملک رکھ کر مسلمانوں کو اس پر مسجد بنانے کی اجازت دے تو وہ مسجد مسجد ہی نہ ہوگی کیوں کہ کافر مسجد کے لئے وقف کرنے کا اہل نہیں۔ ہاں اگر کافر کسی مسلمان کو اپنی زمین ہبہ کر کے قبضہ دیدے کہ مسلمان مالک ہو جائے اور وہ مسلمان اپنی طرف سے اسے مسجد کرے تو صحیح ہے۔
- سامان اگر کافر نے ایسا دیا کہ بعینہٖ مسجد میں لگایا جائے گا جیسے کڑیاں، یا اینٹیں تو جائز نہیں کہ وہ مسجد کے لئے وقف کا اہل نہیں وہ مال اسی کی ملک رہے گا اور مسجد میں ملک غیر کا خلط صحیح نہیں۔ ہاں یہاں بھی اگر مسلمان کو تملیک کردے اور مسلمان اپنی طرف سے لگائے تو حرج نہیں۔
- مسجد میں لگانے کو روپیہ اگر اس طور پر دیتا ہے کہ مسجد یا مسلمانوں پر احسان رکھتا ہے، یا اس کے سبب مسجد میں اس کی کوئی مداخلت رہے گی تو لینا جائز نہیں، اور اگر نیازمندانہ طور پر پیش کرتا ہے تو حرج نہیں جبکہ اس کے عوض کوئی چیز کافر کی طرف سے خرید کر مسجد میں نہ لگائی جائے۔ بلکہ مسلمان بطور خود خریدیں، یا راجوں مزدوروں کی اجرت میں دیں، اور اس میں بھی اسلم وہی طریقہ ہے کہ کافر مسلمان کو ہبہ کردے مسلمان اپنی طرف سے لگائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۴۸۴)

مسجد کے لئے ہندو اور مرتد کا وقف ● مسجد کے لئے ہندو کا وقف باطل ہے اگر یوں ہیں مسجد بنالیں گے اس میں نماز ہو جائے گی اور جمعہ بھی ہو جائے گا اگر شہر یا فنائے شہر میں ہو مگر مسجد میں پڑھنے کا ثواب نہ ملے گا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۳۳۴] ● مسجد میں صرف اہل سنت کا پیسہ لیا جائے کافروں یا مرتدوں کا ناپاک مال نہ لیا جائے، رافضی جو ایسا ہی مذہب رکھتا ہے جیسا آج کل کے رافضیوں کا ہے اگر اس نے مسجد بنائی اور مر گیا تو اس مسجد کی زمین اور عملہ بیچ کر دوسری مسجد میں لگا سکتے ہیں جبکہ فساد کا اندیشہ نہ ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۴۷۹]

جنت کی کیاری اور جنت کا خطہ

صور اسرافیل سے ہر چیز تباہ وہلاک ہو جائے گی مگر کعبہ مقدسہ اور روئے زمین کی تمام مسجدوں کو اٹھا لیا جائے گا اور انہیں جنت کا ایک حصہ کردیا جائے گا۔ (مرتب)

مسجد کی نسبت ایک حدیث روایت کی جاتی ہے روز قیامت تمام مساجد کی زمین جمع کر کے داخل جنت کی جائے گی یعنی تمام زمین ختم ہو جائے گی مسجدیں باقی رہیں گی انہیں جمع کر کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ یعنی مسجدیں جنت کا ایک حصہ ہو جائیں گی۔ (کنز العمال)

صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کی کیاریوں پر گزرو تو ان میں چرو، ان کا میوہ کھاؤ، عرض کی گئی یارسول اللہ جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ فرمایا مسجدیں، عرض کی گئی وہ چرنا کیا ہے فرمایا یہ کہنا:

سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ (ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۴۴۰، ۴۴۱]

✿✿✿

کھانے پینے کے آداب وسنن

انسانی زندگی کے ہر شعبے کے لئے اسلامی تعلیمات موجود ہیں خواہ وہ معاشرتی آداب واصول ہوں یا ذاتی افعال وکردار، یا کھانے پینے اور رہن سہن کے طریقے ہوں ہر طور سے اسلام نے ہماری رہبری کی اور ہمارے لئے ضابطہ متعین فرمایا اسلامی احکام پر عمل کرنا ہی انسانی فوز وفلاح اور نجات کا ضامن ہے۔ (مرتب)

کھانے کے لئے ہاتھ دھونا کلی کرنا

کھانے سے پہلے کلائیوں تک ہاتھ تین بار دھونا، تین کلیاں کرنا سنت ہے اگرچہ وضو ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۲۲۸]

کھانے کے بعد انگلیاں اور برتن چاٹنا

کھانا کھا کر برتن کو چاٹ کر صاف کرنا مسنون ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انگلیاں اور رکابی چاٹنے کا حکم فرماتے اور ارشاد کرتے تمہیں کیا معلوم کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے، یعنی شاید اسی حصے میں ہو جو انگلیوں یا برتن میں لگا رہ گیا ہے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں کھانا کھا کر پیالہ خوب صاف کردینے کا حکم فرمایا کہ تم کیا جانو تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

نبشۃ الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی پیالے میں کھا کر زبان سے اسے صاف کردے وہ پیالہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

یہی مضمون حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرمایا اور وہ برتن اس پر درود بھیجے۔ (نوادر الاصول)

دیلمی کی روایت میں ہے کہ فرمایا وہ پیالہ یوں کہے الٰہی اسے آتش دوزخ سے بچا جس طرح اس نے مجھے شیطان سے بچایا، یعنی برتن سنا ہوا چھوڑ دیں تو شیطان اسے چاٹتا ہے۔ (دیلمی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا کھا کر برتن نہ اٹھائے جب تک اسے خود نہ چاٹ لے یا (مثلاً کسی بچے یا خادم کو) چٹادے کہ کھانے کے پچھلے حصہ میں برکت ہے۔

(حاکم، ابن حبان، بیہقی)

والد رائطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پیالہ چاٹ لینا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اس پیالے بھر کھانا تصدق کروں، یعنی چاٹنے میں جو تواضع ہے اس کا ثواب اس تصدق کے ثواب سے زیادہ ہے۔ (مسند حسن بن سفیان)

عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو رکابی اور اپنی انگلیاں چاٹے اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کا پیٹ بھرے، یعنی دنیا میں فقر وفاقہ سے بچے، قیامت کی بھوک سے محفوظ رہے،

دوزخ سے پناہ دیا جائے کہ دوزخ میں کسی کا پیٹ نہ بھرے گا، اس میں وہ کھانا ہے کہ نہ فربہی لائے نہ بھوک میں کچھ کام آئے۔ (طبرانی کبیر) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۲۴۳]

کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنا

● اپنے دامن یا آنچل سے بدن پونچھنا شرعاً منع نہیں مگر اس سے ہاتھ منہ پونچھنے سے اہل تجربہ منع فرماتے ہیں کہ اس سے بھول پیدا ہوتی ہے۔

● کھانے کے بعد اپنے عمامہ وغیرہ لباس سے ہاتھ پونچھنا منع ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت اس وقت ہے کہ ابھی ہاتھ نہ دھوئے ہوں یا دھونے کے بعد بھی چکنائی یا بو باقی ہو جس سے کپڑا خراب ہو۔

● کھانے کے بعد کاغذ سے ہاتھ پونچھنا نہ چاہئے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۳۰]

کھانے کے برتن

کھانے پینے کے برتن مٹی کے ہونا افضل ہے کہ اس میں نہ اسراف ہے نہ اترانا اور حدیث میں ہے جو اپنے گھر کے برتن مٹی کے رکھے فرشتے اس کی زیارت کریں اور تانبے اور رانگ کے برتن بھی جائز ہیں، ہاں قلعی کے بعد چاہئے بے قلعی برتن میں کھانا پینا مکروہ ہے کہ جسمانی ضرر کا باعث ہے اور مٹی کا برتن تانبے سے افضل ہے۔ علماء نے وضو کے آداب و مستحبات سے شمار فرمایا کہ مٹی کے برتن سے ہو اور اس میں کھانا پینا بھی تواضع سے قریب تر ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۳۱]

کافروں کے کھانے اور ان کے برتن

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک بنے، نصاریٰ کے برتنوں سے دور رہو اور برتن نہ ملیں تو پہلے انہیں دھو کر پاک کرلو اس کے بعد استعمال میں لاؤ۔

ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ہم دشمن کے ملک میں جہاد کو جاتے ہیں ان کے برتنوں کی حاجت پڑتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک بن پڑے ان برتنوں سے دور رہو اور اگر اور برتن نہ ملے تو انہیں دھو کر پاک کرلو اس کے بعد ان میں کھاؤ پیو۔ (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نصرانی کے یہاں کا کھانا کھانے سے ممانعت فرمائی۔

حدیث میں ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ طعام نصرانی سے نہی فرمائی اور ارشاد کیا زنہار تیرے سینے میں وہ کھانا جنبش نہ کرے جس میں نصرانیت کا میل ہو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

یہاں نصاریٰ کے کھانے پانی سے بہ نسبت ہنود کے بہت زیادہ بچنے کا حکم ہے۔

ایک مسئلہ یہ ہے کہ شراب خور کی مونچھیں بڑی ہوں، ان کو شراب لگ گئی جب تک مونچھیں پاک نہ ہو جائیں جو پانی پیئے گا پانی اور برتن دونوں ناپاک ہو جائیں گے۔

کافروں کے بارے میں اللہ عزوجل فرماتا ہے: اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ، کافر نرے ناپاک ہیں۔

یہ ناپاکی ان کے باطن کی ہے پھر اگر شراب وغیرہ نجاستوں کا اثر ان کے منہ میں باقی ہو تو ناپاکی ظاہری بھی ہوئی، اس وقت ان کا جوٹھا ایسا ہی ناپاک ہے جیسا کتے کا بلکہ اس سے بھی بدتر، اور جس چیز کو ان کا لعاب لگ جائے گا ضرور ناپاک ہو

جائے گی، شراب پینے والے کا جوٹھا فوری شراب پینے کے بعد اور بلی کا جوٹھا فوری چوہا کھانے کے بعد ناپاک ہے۔

ہنود و نصاریٰ وغیرہم اکثر شراب خور ہوتے ہیں اور مونچھیں بڑھانا ان کا شعار، اور شراب خور کی مونچھیں بڑی بڑی ہوں کہ شراب مونچھ کو لگ گئی تو جب تک مونچھ دھل نہ جائے گی پانی وغیرہ جس چیز کو لگے گی ناپاک کردے گی، اور اگر ظاہری نجاستوں سے بالکل جدا ہو جس کی امید کافروں میں بہت کم ہے تو اس کے جوٹھے کو اگرچہ کتے کے جوٹھے کی طرح صریح ناپاک نہ کہا جائے۔

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں) مگر ہر چیز کہ ناپاک نہ ہو، طیب و بے دغدغہ ہونا ضرور نہیں، رینٹھ بھی تو ناپاک نہیں پھر کون عاقل اسے اپنے لب و زبان سے لگانا گوارا کرے گا، کافر کے جوٹھے سے بھی بحمد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی ہی نفرت ہے اور یہ نفرت ان کے ایمان سے ناشی ہے۔

لہٰذا جو شخص دانستہ اس کا جوٹھا کھائے، پیئے مسلمان اس سے بھی نفرت کرتے ہیں، وہ مطعون ہوتا ہے اس پر محبت کفار کا گمان جاتا ہے۔

اور حدیث میں ہے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو تہمت کی جگہ کھڑا نہ ہو۔

(مراقی الفلاح) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص۲۳۲،۲۳۳]

پانی پلانے سے گناہ جھڑتے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تیرے گناہ کثیر ہو جائیں تو بکثرت پانی پلا، گناہ ایسے جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے۔ (خطیب) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص۲۴۶]

دانے دانے پر لکھا ہے کھانے والے کا نام

زرقانی شریف میں روایت ہے کہ ہر دانے پر قلم قدرت سے اتنی عبارت لکھی ہوتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ هٰذا رِزْقُ فُلَانِ بِنْ فَلَانِ۔ بسم اللہ شریف کے بعد یہ دانہ فلاں بن فلاں کا رزق ہے۔

وہ دانہ اس کے سوا کسی دوسرے کے پیٹ میں نہیں جاسکتا، فقیر (امام احمد رضا بریلوی) کہتا ہے، بہت دانے ایسے ہوتے ہوں گے کہ آٹا پس کر اس کے کچھ اجزا ایک روٹی میں گئے کہ زید نے کھائی، کچھ دوسری میں کہ عمرو نے، تو ایسے دانے کے اس حصے پر زید کا نام مع ولدیت لکھا ہوگا اور اس حصے پر عمرو کا، یوہیں اگر وہ دانہ چار شخصوں میں منقسم ہوا تو چاروں حصوں پر چاروں نام درج ہوں گے، اور بعض دانے یوہیں ضائع ہو جاتے ہیں ان پر کسی کا نام نہ ہوگا۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص۴۸۶]

حالت جنابت میں کھانا پینا

حضرت مالک بن عبادہ غافقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حاجت غسل میں کھانا تناول فرمایا، انہوں نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس کا ذکر کیا، فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعتبار نہ آیا، انہیں کھینچتے ہوئے بارگاہ انور میں حاضر لائے اور عرض کی یارسول اللہ یہ کہتے ہیں کہ حضور نے بحال جنابت کھانا تناول کیا، فرمایا ہاں جب میں وضو فرمالوں تو کھاتا پیتا ہوں مگر نماز و قرآن بے نہائے نہیں پڑھتا۔

(شرح معانی الآثار) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص۲۲۰]

مہمان کھانے پینے کی تفتیش نہ کرے

مہمان کے سامنے جب کھانے پینے کی کوئی چیز پیش کی جائے تو وہ اس کے بارے میں یہ نہ پوچھے کہ یہ چیز کیسی ہے، یا کہاں سے آئی ہے؟ حدیث میں اس سے ممانعت آئی ہے۔ (مرتب)

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تم میں کوئی اپنے بھائی مسلمان کے یہاں جائے اور وہ تمہیں اپنے کھانے میں سے کھلائے تو کھالے اور کچھ نہ پوچھے اور اپنے پینے کی چیز سے پلائے تو پی لے اور کچھ دریافت نہ کرے۔

(حاکم مستدرک، طبرانی اوسط)

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حوض پر گزرے، عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ تھے حوض والے سے پوچھنے لگے کیا تیرے حوض میں درندے بھی پانی پیتے ہیں؟ امیر المومنین نے فرمایا اے حوض والے ہمیں نہ بتا۔

(موطا امام مالک) [فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۰۷]

مسلم دھوبی اور فاحشہ کے یہاں کا کھانا

دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کا کھانا ناپاک ہے محض باطل ہے، ہاں فاحشہ کے یہاں کھانا جائز نہیں، اسی طرح وہ کسی چیز کی اجرت یا تنخواہ اس ناپاک آمدنی سے دے تو وہ بھی حرام قطعی، اور اگر اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچی ہو اور وہ اپنے اسی مال سے اس کی قیمت دے، اس کا لینا قطعی حرام، البتہ اگر قرض لیکر قیمت دے تو جائز ہے۔ [الملفوظ، اول، ص ۱۱]

گائے کا گوشت

گائے کا گوشت قطعاً حلال اور نہایت غریب پرور گوشت اور بعض مزاج والوں میں گوشت بز سے نافع تر ہے، بہتیرے گوشت کے شوقین اسے پسند کرتے اور بکری کے گوشت کو بیمار کی خوراکی کہتے ہیں۔

اس کی قربانی کا تو خاص قرآن عظیم میں ارشاد ہے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی قربانی ازواج مطہرات کی طرف سے فرمائی، ہندوستان میں خاص شعائر اسلام سے ہے اور اس کا باقی رکھنا واجب ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا گوشت تناول فرمانا ثابت نہیں۔ [الملفوظ اول، ص ۱۵، ۱۶]

پانی ایک بڑی نعمت ہے

پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس سے قرآن عظیم میں جا بجا بندوں پر منت رکھی اور ایک جگہ خاص اس پر شکر کی ہدایت فرمائی۔

کیا تم نے دیکھا یہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادلوں سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے (بلکہ تو ہی اے رب ہمارے) ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری کردیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے (تیرے وجہ کریم کے لئے ہمیشہ حمد ہے اے رب ہمارے) (الواقعہ، ۶۸، ۶۹، ۷۰)

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کھانے پینے، پہننے کی کوئی چیز کسی سے طلب نہ فرمائی، مگر ٹھنڈا پانی دو بار طلب فرمایا، ایک بار فرمائش فرمائی رات کا باسی پانی پلاؤ۔

مدینہ طیبہ کا پانی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

میں نے مدینہ طیبہ سے بہتر پانی کہیں نہ پایا خدام کرام حاضرین بارگاہ کے لئے زورقوں میں پانی

بھر کر رکھتے ہیں، گرمی کے موسم میں اس شہر کریم کی ٹھنڈی نسیمیں اتنا سرد کر دیتی ہیں کہ بالکل برف معلوم ہوتا ہے۔

عمدہ پانی کی تین صفتیں ہیں اور وہ تینوں اس میں اعلیٰ درجہ پر ہیں۔

- ایک صفت یہ کہ ہلکا ہو، اور وہ پانی اس قدر ہلکا ہے کہ پیتے وقت حلق میں اس کی ٹھنڈک تو محسوس ہوتی ہے اور کچھ نہیں، اگر خنکی نہ ہو تو اس کا اترنا بالکل معلوم نہ ہو،
- دوسری صفت شیرینی، وہ پانی اعلیٰ درجہ کا شیریں ہے، ایسا شیریں میں نے کہیں نہ پایا۔
- تیسری خنکی، یہ بھی اس میں اعلیٰ درجہ پر ہے، میری عادت ہے کہ کھانا کھاتے میں پانی پیتا ہوں، کھانا مکان پر کھایا جائے اور وہ جانفزا پانی مسجد کریم میں، لہٰذا کھانا کھاتے میں پانی نہ پیتا، کھانے کے بعد مسجد کریم میں بہ نیت اعتکاف حاضر ہوتا اور اس عطیہ سرکاری سے دل وجاں سیراب کرتا۔ اعتکاف تو ہر مسجد کی حاضری میں ہمیشہ ہوتا ہی ہے صرف پانی کے لئے اعتکاف نہ ہوتا تھا، بلکہ اس کی منفعت یہ ہے کہ غیر معتکف کو مسجد میں کھانا پینا جائز نہیں۔ [الملفوظ اول، ص ۴۲،۴۳]

بعد زفاف ولیمہ کرنا سنت مستحبہ ہے

ولیمہ کا کھانا سنت ہے، اور ولیمہ بعد زفاف سنت ہے اور اس میں صیغۂ امر بھی وارد ہے۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا، ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی دنبہ، یا اگرچہ ایک دنبہ، دونوں معنی کا احتمال ہے اور پہلا معنی زیادہ ظاہر ہے۔

جس شہر کے لوگوں میں سے ایک بھی ولیمہ نہ کرتا ہو بلکہ نکاح سے پہلے اول روز جیسا رواج ہے کھانا کھلا دیتا ہو تو سب لوگ تارکان سنت ہیں، مگر یہ سنن مستحبہ سے ہے تارک گنہگار نہ ہوگا اگر اسے حق جانے۔ [الملفوظ اول، ص ۴۴]

کھانا کھانے کا مسنون طریقہ

داہنا پاؤں کھڑا ہو اور بایاں بچھا، اور روٹی بائیں ہاتھ میں لیکر دہنے ہاتھ سے توڑنا چاہئے ایک ہاتھ سے توڑ کر کھانا اور دوسرا ہاتھ نہ لگانا عادت متکبرین ہے۔ [الملفوظ اول، ص ۹۱]

لکھے ہوئے دستر خوان و برتن کا حکم

دستر خوان پر اگر اشعار وغیرہ لکھے ہوں تو اس پر کھانا جائز نہیں، اسی طرح برتن میں اگر آیات وغیرہ لکھی ہوں تو اگر شفا حاصل کرنے کی غرض سے ہے تو حرج نہیں، لیکن باوضو ہو ورنہ اجازت نہیں۔ [الملفوظ دوم، ص ۵۳]

کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

جو کھانا بغیر بسم اللہ کے شروع کیا جائے شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔

- رب العزۃ نے اس سے فرمایا تھا، مال و اولاد میں ان کا شریک ہو۔ (الاسراء، ۶۴)
- جو بغیر بسم اللہ کھائے پیئے اس کے کھانے پینے میں شیطان شریک ہوتا ہے، اور بغیر بسم اللہ عورت کے پاس جائے اس کی اولاد میں شیطان کا ساجھا ہوتا ہے، حدیث میں ایسوں کو مغرّبین فرمایا جو انسان و شیطان کے مجموعی نطفے سے بنتے ہیں۔

- اگر کھانے کی ابتدا میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے فوراً "بِسْمِ اللّٰہِ عَلیٰ اَوَّلِہٖ وَآخِرِہٖ" پڑھ لے کہ شیطان اسی وقت قے کر دیتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

اور بفضلہٖ میں بھوکا ہی مارتا ہوں یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور جب چھالیہ منہ میں ڈالی تو بسم اللہ شریف، ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا، طحطاوی میں اس سے ممانعت لکھی ہے وہ خبیث اگر اس میں شریک ہوتا ہو تو ضرر ہی پاتا ہوگا کہ عمر بھر کا بھوکا پیاسا، اس پر دھوئیں سے کلیجہ جلنا، بھوک پیاس میں حقہ بہت برا معلوم ہوتا ہے۔

مسلمانو! شیطان ہر وقت تمہاری گھات میں ہے اس سے غافل کسی وقت نہ ہو۔ [الملفوظ دوم، ص ۱۰۱]

پانی کی اہمیت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے سامنے ایک صاحب نے پانی پی کر بچا ہوا پھینک دیا اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

پھینکنا نہ چاہئے کسی برتن میں ڈالدیتے، اس وقت تو پانی افراط سے ہے اس ایک گھونٹ پانی کی قدر نہیں، جنگل میں جہاں پانی نہ ہو وہاں اس کی قدر معلوم ہو سکتی ہے کہ اگر ایک گھونٹ پانی مل جائے تو ایک انسان کی جان بچ جائے۔

ایک حکیمانہ موعظت

حضرت خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علماء دوست تھے، دربار میں علماء کا مجمع ہر وقت رہتا تھا، ایک مرتبہ پانی پینے کے واسطے منگایا، منہ تک لے گئے تھے، پینا چاہتے تھے کہ ایک عالم صاحب نے فرمایا: امیر المومنین ذرا ٹھہریئے، میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں فوراً خلیفہ نے ہاتھ روک لیا، انہوں نے فرمایا اگر آپ جنگل میں ہوں اور پانی میسر نہ ہو، اور پیاس کی شدت ہو، اتنا پانی کس قدر قیمت دیکر خریدیں گے فرمایا واللہ! آدھی سلطنت دیکر، فرمایا بس پی لیجئے جب خلیفہ نے پی لیا، انہوں نے فرمایا اب اگر یہ نکلنا چاہے اور نہ نکل سکے تو کس قدر قیمت دیکر اس کا نکلنا مول لیں گے؟ کہا واللہ! پوری سلطنت دیکر، ارشاد فرمایا بس آپ کی سلطنت کی یہ حقیقت ہے کہ ایک مرتبہ ایک چلو پانی پر آدھی بک جائے اور دوسری بار پوری، اس پر جتنا چاہے تکبر کر لیجئے۔ [الملفوظ سوم، ص ۴۱]

کھانا کھاتے وقت بولنا

کھانا کھاتے وقت التزام کر لینا نہ بولنے کا یہ عادت ہے مجوس کی اور مکروہ ہے اور لغو باتیں ہر وقت مکروہ اور ذکر خیر کرنا یہ جائز ہے۔ [الملفوظ چہارم، ص ۱۵]

جذامی کے ساتھ کھانا کیسا ہے؟

ہر چند جذامی کے ساتھ کھانا شرعاً جائز ہے بلکہ خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجذوم کو اپنے ساتھ کھلایا اور فرمایا: میرے ساتھ بسم اللہ کہہ کر کھاؤ اللہ ہی پر توکل و وثوق رکھو۔ (ت) (ابوداود، ترمذی)

یہاں تک کہ اگر بقصد تواضع و توکل و اتباع ہو تو ثواب پائے گا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بلا رسیدہ کے ساتھ تواضع اور اپنے رب عزوجل پر ایمان کے ساتھ کھاؤ۔ (طحاوی)

مگر خواہی نخواہی اس کے ساتھ کھانا ضرور بھی نہیں۔ بلکہ جس کی نظر اسباب پر مقتصر ہو اور خدا پر سچا توکل نہ رکھتا ہو اس کے حق میں بچنا ہی مناسب ہے، نہ یہ سمجھ کر کہ بیماری اڑ کر لگ جاتی ہے کہ یہ خیال تو باطل محض ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے صحیح حدیثوں میں اسے رد فرمایا، بلکہ اس نظر سے کہ شاید قضائے الٰہی کے مطابق کچھ واقع ہوا اور اس وقت شیطان کے بہکانے سے یہ سمجھ میں آیا کہ فلاں فعل سے ایسا ہوگیا ورنہ نہ ہوتا تو اس میں دین کا نقصان ہوگا۔ غرض قوی الایمان کو تو کلاً علی اللہ اس سے مخالطت میں کچھ نقصان نہیں اور ضعیف الاعتقاد کے حق میں اپنے دین کی احتیاط کو احتراز بہتر، اس لئے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجذوم سے ایسا بھاگو جیسے شیر سے۔ (ت)

دوسری حدیث میں ہے جذامی سے اس طرح بچو جس طرح درندے سے بچتے ہو جب وہ ایک وادی سے اترے تو تم دوسری وادی سے اترو۔ (ت) (طبقات ابن سعد)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جذامی سے بات کرو تو تمہارے اور اس کے درمیان ایک نیزہ یا دو نیزے کا فاصلہ ہو۔

(ت) (ابن السنی، ابونعیم) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵]

سبیل لگانا لنگر بانٹنا

پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبہ ائمہ اطہار مقصود ہو بلا شبہ بہتر و مستحب و کار ثواب ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا گناہ جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے۔ (خطیب)

اسی طرح کھانا کھلانا، لنگر بانٹنا بھی مندوب و باعث اجر ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے، کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کر رہے ہیں۔ (ابوالشیخ)

نچھاور سے منع فرمایا گیا

لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں، کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں، کچھ زمین پر گرتی ہیں، پاؤں کے نیچے آتی ہیں یہ منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی بے تعظیمی ہے، بہت علماء نے تو روپیوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دولہا دلہن کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپیہ پیسہ کو اللہ عزوجل نے خلق کی حاجت روائی کے لئے بنایا ہے تو اسے پھینکنا نہ چاہئے پھر روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۸۸]

دسترخوان بچھا کر کھانا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ زمین پر دسترخوان بچھا کر کھانا تناول فرمانا تھی اور یہی افضل ہے۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جب کھانا آتا تو اسے زمین پر رکھا جاتا۔ (ت) (احمد)

ایک اور حدیث میں ہے کہ میں ویسا ہی کھاتا ہوں جیسا بندہ کھاتا ہے، میں ویسا ہی پیتا ہوں جیسا بندہ پیتا ہے۔

(ت) (دیلمی مسند الفردوس)

(حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ تواضع و انکساری کے طور پر فرمایا۔ مرتب)

دوسری حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کھانا رکھا جائے تو اپنے جوتے اتار لو یہ تمہارے پیروں کے لئے راحت بخش ہے۔ (ت) (دارمی، حاکم) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۳۸]

مہمان کو کھلانے کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مہمان اپنا رزق لیکر آتا ہے اور کھلانے والے کے گناہ لیکر جاتا ہے ان کے گناہ مٹادیتا ہے۔ (ابوالشیخ)

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: بیشک یہ بات کہ میں اپنے بھائی سے ایک گروہ کو جمع کر کے دو ایک صاع کھانا کھلاؤں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ تمہارے بازار میں جاؤں اور ایک غلام خرید کر آزاد کروں۔

(ابوالشیخ) [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۷۶]

عیسائیوں کے ساتھ کھانا کھانے سے احتراز لازم

یہاں عیسائیوں خصوصاً انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانا جائز نہیں۔

حدیث میں ہے نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ ان کے ساتھ پانی پیو۔ ان کے برتن نجاست سے خالی نہیں ہوتے۔

(اس لئے احتراز لازم ہے۔ مرتب) [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۷۹]

کھانے میں عیب نکالنا ناپسندیدہ

کھانے میں عیب نکالنا اپنے گھر پر بھی نہ چاہئے مکروہ و خلاف سنت ہے، عادت کریمہ یہ تھی کہ پسند آیا تو تناول فرمایا ورنہ نہیں، اور پرائے گھر عیب نکالنا تو مسلمانوں کی دل شکنی ہے اور کمال حرص و بے مروتی پر دلیل ہے۔

ننگے سر کھانا خلاف سنت

جو بسم اللہ کہکر کھاتا ہے، شیطان اس کے ساتھ نہیں کھا سکتا اور جو بغیر بسم اللہ کے کھائے شیطان اس کے ساتھ کھائے گا اگرچہ سر پر سو کپڑے ہوں، ننگے سر کھانا ہنود کی رسم اور خلاف سنت ہے ہاں کوئی عذر ہو تو حرج نہیں۔

بغیر دعوت کے کسی کے کھانے میں شریک ہونے کا حکم

بلا دعوت جو دعوت میں جائے اسے صحیح حدیث میں فرمایا چور بن کر گیا اور لٹیرا ہو کر نکلا، خصوصاً جبکہ دعوت عام نہ ہو تو معہود و معروف سے زائد آدمی لیجانا سخت ناجائز ہے، مثلاً جو لوگ عادی ہیں کہ بے آدمی کے ساتھ لئے ہوئے کہیں نہیں جاتے ان کی جو دعوت کرے گا آپ جانے گا کہ ساتھ آدمی ہوگا، ہاں اگر کسی بے تکلفی والے نے دعوت کی اور کچھ حاجت مند ہیں کہ یہ ان کو ساتھ لے گیا اور ان کا بار اس پر نہ پڑے گا خواہ یوں کہ دستر خوان وسیع ہے اور دل فراخ، یا یوں کہ ان کی کفالت یہ خود کرے گا اور اسے ناگوار نہ ہوگا تو حرج نہیں۔

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے غزوۂ خندق میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی اور دو صاحبوں کے قابل کھانا پکایا، جب یہ دعوت کو عرض کرنے گئے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باآواز بلند ارشاد فرمایا کہ اہل خندق، جابر تمہاری ضیافت کرتا ہے وہ ایک ہزار صحابہ کرام تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جب تک ہم تشریف نہ لائیں کھانا نہ اتارا جائے۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرائے ہوئے اپنے گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ مقدسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حال بیان کیا کہ یہاں دو ہی آدمیوں کے قابل کھانا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع ایک ہزار صحابہ کے تشریف لاتے ہیں، ان بی بی نے کہا آپ کو اس کی فکر کیا ہے جو لاتے ہیں وہی سامان فرمانے والے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے، آٹے

اور ہانڈی میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور ارشاد فرمایا کہ روٹی پکانے والی بلالو اور ہانڈی چولہے پر رہنے دو، اس قلیل آٹے اور گوشت سے ایک ہزار صحابہ کو پیٹ بھر کر کھلا دیا اور ہانڈی ویسا ہی جوش مارتی رہی اور آٹا ذرا کم نہ ہوا۔

(بخاری)[فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۲۸۰]

دعوت ولیمہ قبول کرنا سنت مؤکدہ

دعوت ولیمہ قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے جب کہ وہاں کوئی معصیت مثل مزامیر وغیرہا نہ ہو نہ اور کوئی مانع شرعی ہو اور اس کا قبول وہاں جانے میں ہے، کھانے نہ کھانے کا اختیار ہے، باقی عام دعوتوں کا قبول افضل ہے جبکہ نہ کوئی مانع ہو نہ کوئی اس سے زیادہ اہم کام ہو اور خاص اس کی کوئی دعوت کرے تو قبول کرنے نہ کرنے کا اسے مطلقاً اختیار ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۲۸۵]

کھانا زیادہ کھانا بے برکتی کا سبب

ضرورت سے زیادہ کھانا نحوست کی دلیل ہے کم کھانا نورانیت کی بات ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ پیٹ کا ایک حصہ کھانے سے بھرے، دوسرا حصہ پانی سے اور تیسرا حصہ سانس کے لئے خالی رکھے۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک مقام پر سونے اور کھانے سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:
حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے بدتر نہ بھرا آدمی کو بہت ہیں چند لقمے جو اس کی پیٹھ سیدھی رکھیں اور اگر یوں نہ گزرے تو تہائی پیٹ کھانے کے لئے، تہائی پانی، تہائی سانس کو۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

جو بہت کھائے گا بہت پیئے گا، جو بہت پیئے گا بہت سوئے گا، جو بہت سوئے گا آپ ہی یہ خیرات و برکات کھوئے گا۔
دوسری حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک بہت کھانا منحوس ہے۔

(بیہقی شعب الایمان)[فتاویٰ رضویہ ج۲، ص۳۳۱]

کھانا کھلانے کے فوائد پر احادیث

بھوکوں کو کھانا کھلانا بہت بڑی نیکی ہے جو کسی کے پیٹ بھرنے کا سامان مہیا کرے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے متعدد احادیث میں کھانا کھلانے کی تاکید فرمائی ہے، چند احادیث کریمہ ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

حدیث ۱: سب سے افضل کام مسلمانوں کا جی خوش کرنا ہے کہ تو اس کا بدن ڈھانکے یا بھوک میں پیٹ بھرے یا اسکا کوئی کام پورا کرے۔ (طبرانی اوسط)

حدیث ۲: جس مسلمان کا جی کسی کھانے پینے یا کسی قسم کی حلال چیز کو چاہتا ہو اتفاق سے دوسرا اس کے لئے وہی شی مہیا کر دے اللہ عزوجل اس کے لئے مغفرت فرما دے۔ (بزار، طبرانی)

حدیث ۳: جو اپنے بھائی مسلمان کو اس کی چاہت کی چیز کھلائے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرام کر دے۔ (بیہقی)

حدیث ۴: رحمت الٰہی واجب کر دینے والی چیزوں میں ہے غریب مسلمانوں کو کھانا کھلانا۔ (بیہقی)

حدیث ۵: یعنی اللہ عزوجل کے یہاں درجہ بلند کرنے والے ہیں سلام کا پھیلانا اور ہر طرح کے لوگوں کو کھانا کھلانا اور رات کو لوگوں کے سوتے میں نماز پڑھنا۔ (ترمذی، مسند احمد)

حدیث ۶: گناہ مٹانے والے ہیں کھانا کھلانا اور سلام ظاہر کرنا اور شب کو لوگوں کے سوتے میں نماز پڑھنا۔ (حاکم)

حدیث ۷: جو اپنے مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے، پیاس بھر پانی پلائے، اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے سات کھائیاں دور کردے، ہر کھائی سے دوسری تک پانچسو برس کی راہ ہے۔ (طبرانی)

حدیث ۸: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اپنے فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے۔ (کہ دیکھو یہ کیسے اچھے کام کرتے ہیں) (ابوالشیخ)

حدیث ۹: خیر و برکت اس گھر کی طرف جس میں لوگوں کو کھانا کھلایا جائے اس سے بھی زیادہ جلد پہنچتی ہے جتنی جلد چھری کوہان شتر کی طرف، کہ اونٹ ذبح کرکے سب سے پہلے اس کا کوہان تراشتے ہیں۔ (ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا)

حدیث ۱۰: جب تک تم میں سے کسی کا دسترخوان بچھا ہے اتنی دیر فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ (اصبہانی)

حدیث ۱۱: مہمان اپنا رزق لیکر آتا ہے اور کھلانے والوں کے گناہ لیکر جاتا ہے، ان کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (ابوالشیخ)

حدیث ۱۲: سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بیشک میرا اپنے کسی دینی بھائی کو ایک نوالہ کھلانا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ مسکین کو ایک روپیہ دوں، اور اپنے دینی بھائی کو ایک روپیہ دینا مجھے اس سے زیادہ پیارا ہے کہ مسکین پر سو روپیہ خیرات کروں۔ (ابوالشیخ کتاب الثواب)

جماعت کے ساتھ کھانا

جماعت پر اللہ کا دست قدرت ہے جس کام میں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے خصوصاً جس کھانے پر زیادہ لوگ جمع ہوں اس میں برکت کا نزول ہوتا ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے فرمایا اکٹھے ہو کر کھاتے ہو یا الگ الگ، عرض کی الگ الگ، فرمایا:

جمع ہو کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لو تمہارے لئے اسی میں برکت رکھی جائے گی۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حدیث: ملکر کھاؤ اور جدا نہ ہو کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔ (ابن ماجہ)

حدیث: برکت تین چیزوں میں ہے مسلمانوں کے اجتماع اور طعام ثرید اور طعام سحری میں۔ (طبرانی، شعب الایمان)

حدیث: ایک آدمی کی خوراک دو کو کفایت کرتی ہے اور دو کی خوراک چار کو، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ (مسند بزار)

حدیث: بیشک سب کھانوں میں زیادہ پیارا اللہ عزوجل کو وہ کھانا ہے جس پر بہت سے ہاتھ ہوں، یعنی جتنے آدمی مل کر کھائیں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہوگا۔ (مسند ابویعلی، طبرانی) (رسالہ رادالقحط والوباء)

جھینگہ مچھلی حلال یا حرام

جھینگہ مچھلی کھانے کے بارے میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے کسی کے نزدیک جائز ہے، اور کسی کے نزدیک حرام ہے۔ (مرتب)

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

ہمارے مذہب میں مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور مطلقاً حرام ہیں، تو جن بعض کے خیال میں جھینگہ مچھلی کی قسم سے نہیں ان کے نزدیک حرام ہونا ہی چاہئے، کتب لغت وغیرہ میں تصریح ہے کہ وہ مچھلی ہے۔

جھینگے کی صورت عام مچھلیوں سے بالکل جدا اور کنکھجے وغیرہ کیڑوں سے بہت مشابہ ہے۔ اور لفظ ماہی، غیر سمک پر بھی بولا جاتا ہے، جیسے ماہی سقنقور، حالانکہ وہ ناکے کا بچہ ہے کہ سواحل نیل پر خشکی میں پیدا ہوتا ہے، اور ہمارے ائمہ سے جھینگے کی حلت میں کوئی نص معلوم نہیں۔ اور مچھلی بھی ہے تو یہاں کے جھینگے بہت ہی چھوٹے ہیں، بہر حال ایسے شبہ واختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی اولٰی ہے۔

ایسی چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک نہیں کیا جاتا اور آلائش نکالے بغیر بھون لیتے ہیں امام شافعی کے سوا سب ائمہ کے نزدیک حلال ہیں۔ [احکام شریعت اول، ص۱۳]

روز قیامت اور قرب قیامت کی نشانیاں

قیامت حق ہے اس پر ہر مسلمان کو ایمان و یقین رکھنا لازم ہے، بندوں کے جزا و سزا کا یہی دن ہے نیکوں کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا، بروں کو ان کے اعمال بد کی سزا ملے گی، نیکوکاروں کا ٹھکانہ جنت اور بدکاروں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ (مرتب)

قرب قیامت کی علامات کبریٰ

احادیث و آثار میں قرب قیامت کی علامات مروی ہیں ان میں سے بعض نشانیاں قرب قیامت کی یہ ہیں۔

- دجال کا خروج۔
- امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور۔
- حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول۔
- آفتاب کا مغرب سے طلوع۔
- یہ سب احادیث متواترہ سے ثابت ہیں۔

دابۃ الارض

جس روز آفتاب مغرب سے نکلے گا وہی وقت در توبہ بند ہونے کا ہوگا، انہیں ایام میں دابۃ الارض کعبہ معظمہ کے قرب میں زمین سے نکلے گا اور گھوڑے کی پھریری لیکر غائب ہو جائے گا، پھر دوبارہ نکلے گا اور اسی طرح پھریری لیکر غائب ہو جائے گا، تیسری مرتبہ جب نکلے گا تو دہنے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا عصا ہوگا اور بائیں ہاتھ میں سیدنا سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کی انگشتری ہوگی۔ جو علم الٰہی میں مسلمان ہوگا اس کی پیشانی پر عصا سے نورانی نشان کردے گا اور جو کافر ہوگا انگشتری سے کالا داغ لگا دیگا۔

حدیث شریف میں آیا ہے ایک دسترخوان پر چند آدمی بیٹھے ہوئے کھانا کھاتے ہوں گے یہ کہے گا کہ وہ کافر ہے، وہ کہے گا کہ یہ مسلمان، پھر نہ کوئی مسلمان کافر ہو سکے گا اور نہ کافر مسلمان۔

تین قسم کی قیامت

قیامت تین قسم کی ہے:

(۱) قیامت صغریٰ، یہ موت ہے جو مر گیا اس کی قیامت ہوگئی۔ (۲) قیامت وسطیٰ، وہ یہ کہ ایک قرن کے تمام لوگ فنا ہو جائیں اور دوسرے قرن کے نئے لوگ پیدا ہو جائیں۔ (۳) قیامت کبریٰ، وہ یہ کہ آسمان و زمین سب فنا ہو جائیں گے۔ [الملفوظ سوم ص ۴۸، ۴۹]

روز قیامت زمین اور آفتاب کا حال

روز قیامت ان زمین و آسمان کو دوسرے زمین و آسمان سے بدل دیا جائے گا۔

قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے، جس دن بدل جائے گی یہ زمین دوسری زمین سے اور آسمان بھی، اور کھل جائیں گے (قبروں سے لوگ) اللہ واحد قہار کے لئے۔ (ابراہیم، ۴۸)

مگر آسمان کے لئے یہ نہیں معلوم کہ وہ آسمان کا ہے کا ہوگا، ہاں زمین کے بارے میں صحیح حدیث آئی ہے جس میں ہے کہ آفتاب قیامت کے دن سوا میل پر آجائے گا۔

صحابی جو اس کے راوی ہیں فرماتے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ میل سے مراد میل مسافت ہے یا میل سرمہ، اگر میل مسافت ہی مراد ہے تو بھی کتنا فاصلہ ہے، آفتاب چار ہزار برس کے فاصلہ پر ہے اور پھر اس طرف پیٹھ کئے ہے اس روز کہ سوا میل پر ہوگا اور اس طرف منہ کئے ہوگا اس روز کی گرمی کا کیا پوچھنا۔

اسی حدیث میں ہے کہ زمین لوہے کہ کردی جائے گی، اور جنت میں چاندی کی زمین ہوگی، اور یہ زمین وسعت کیا رکھتی ہے ان تمام انسانوں، جانوروں کے لئے جو روز اول سے روز آخر تک پیدا ہوئے ہوں گے۔

حدیث میں ہے کہ رحمٰن بڑھائے گا زمین کو جس طرح روٹی بڑھائی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

اس وقت کروی شکل پر ہے اس لئے اس کی گولائی، ادھر کی اشیاء کو حائل ہے اور اس وقت ایسی ہموار کردی جائے گی کہ اگر ایک دانہ خشخاش کا اس کنارہ پر پڑا ہو اس کنارۂ زمین سے دکھائی دے گا۔ (الترغیب والترھیب)

حدیث میں ہے دیکھنے والا ان سب کو دیکھے گا اور سنانے والا ان سب کو سنائے گا۔ (الترغیب والترھیب)

محشر کے عرصات میں گرمی کی شدت ہوگی پیاس بہت ہوگی اور دن طویل ہے بھوک کی تکلیف بھی ہوگی اس لئے مسلمان کے لئے زمین مثل روٹی کے ہوجائے گی کہ اپنے پاؤں کے نیچے سے توڑے گا اور کھائے گا۔ [الملفوظ چہارم، ص ۷۵]

قیامت اور ظہور مہدی کے وقت کا تعین؟

قیامت کب ہوگی اسے اللہ جانتا ہے اور اس کے بتائے سے اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

قیامت کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اللہ غیب کا جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (الجن، ۲۶، ۲۷)

امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر کی متصل آیت میں ذکر ہے۔

علامہ سیوطی کا حساب

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بملاحظہ احادیث حساب لگایا کہ یہ امت سن ہزار، ہجری سے آگے نہ بڑھے گی، امام سیوطی نے اس کے انکار میں ایک رسالہ (اَلْکَشْفُ عَنْ تَجَاوُزِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْاَلْفَ) لکھا، اس میں ثابت کیا کہ یہ امت ۱۰۰۰ھ سے ضرور آگے بڑھے گی، امام جلال الدین کی وفات شریف ۹۱۱ھ میں ہے۔ اور اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا کہ ۱۳۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا۔ بحمد اللہ تعالیٰ اسے بھی ۲۶ برس گزر گئے اور ہنوز قیامت تو قیامت اشراط کبریٰ میں سے کچھ نہ آیا۔

امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں۔

امام احمد رضا بریلوی کا حساب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی ظہور فرمائیں۔

میں نے یہ دونوں وقت (۱۸۳۷ھ میں سلطنت اسلامی کا بڑھنا اور ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی کا ظہور فرمانا) سید المکا

شفین حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے اخذ کئے ہیں، ان کا کشف بڑا ہی زبردست تھا۔

حدیث میں ہے دنیا کی عمر سات دن ہے میں اس کے پچھلے دن میں مبعوث ہوا۔

دوسری حدیث میں ہے میں امید کرتا ہوں کہ میری امت کو خدائے تعالیٰ نصف دن اور عنایت فرمائے۔ (مشکوٰۃ)

ان حدیثوں سے امت کی عمر پندرہ سو برس ثابت ہوئی۔

قرآن عظیم فرماتا ہے:

تیرے رب کے یہاں ایک دن تمہاری گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے۔ (الحج، ۴۷) [الملفوظ اول، ص ۱۰۳،۱۰۴]

امام مہدی اور اجتہاد

امام مہدی ﷺ مجتہد ہیں مگر شیخ اکبر محی الدین بن عربی فرماتے ہیں کہ انہیں اجتہاد کی اجازت نہ ہوگی، حضور اقدس ﷺ سے تلقی جملہ احکام کریں گے اور ان پر عمل فرمائیں گے۔

امام مہدی کے طریقۂ نماز وغیرہ سے مسلک حنفی کی تصویب

امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ طریقہ حنفیہ کے مطابق نماز پڑھیں گے، نہ یوں کہ مقلد ہوں گے بلکہ یوں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح فرمائیں گے، اس دن کھل جائے گا کہ اللہ ورسول کو سب سے زیادہ پسند مذہب حنفی ہے، اگر وہ مجتہد ہیں تو جملہ مسائل میں ان کا اجتہاد، ورنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مطابق مذہب امام اعظم ہوگا، اسی خیال سے بعض اکابر کے قلم سے نکلا کہ وہ حنفی المذہب ہوں گے بلکہ یہی لفظ معاذ اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت صادر ہوگیا، حاشا کہ نبی اللہ کسی امام کی تقلید فرمائے بلکہ وہی ہے کہ ان کے عمل مطابق عمل مذہب حنفی ہوں گے، جس سے مذہب حنفی کی سب سے کامل تر تصویب ثابت ہوگی۔ غرض ان کے زمانے میں تمام مذاہب منقطع ہوجائیں گے اور صرف مسائل مذہب حنفی باقی رہیں گے۔

نہر مسلک حنفی کا اخیر تک جاری رہنا

اکابر ائمہ کشف نے فرمایا ہے کہ چشمہ شریعت کبریٰ سے بہت نہریں نکلیں اور تھوڑی تھوڑی دور جا کر خشک ہوگئیں، مگر مذاہب اربعہ کی چاروں نہریں جوش وآب وتاب کے ساتھ بہت دور تک بہیں، آخر میں جا کر وہ تینوں نہریں بھی تھم گئیں، اور صرف مذہب حنفی کی نہر اخیر تک جاری رہی۔ یہ کشف اکابر ائمہ شافعیہ کا بیان ہے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ [الملفوظ دوم، ص ۶۸،۶۹]

فتنۂ خروج دجال وقیام عیسیٰ علیہ السلام

قیامت کی نشانیوں میں سے دجال کا نکلنا بھی ہے وہ نکل کر لوگوں کو گمراہ اور ہلاک کرے گا اور لوگوں کو خود اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دے گا اس کے ایک ہاتھ میں جنت اور دوسرے ہاتھ میں دوزخ ہوگا، جو اس پر ایمان لائے گا اسے وہ اپنی جنت میں ڈالے گا، وہ درحقیقت دوزخ میں جائے گا اور جو اس پر ایمان نہیں لائے گا اسے وہ اپنے دوزخ میں ڈالے گا مگر درحقیقت وہ جنت میں جائے گا، اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا جسے اہل ایمان پڑھ سکیں گے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو ہلاک فرمائیں گے۔ (مرتب)

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں دجال نکل کر چالیس (راوی نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دن فرمایا یا مہینے یا برس۔ اور دوسری حدیث میں چالیس دن کی تصریح ہے پہلا دن سال بھر کا، دوسرا ایک مہینہ کا، تیسرا ایک ہفتہ کا،

باقی دن عام دنوں کی طرح) تک ٹھہرے گا پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہم الصلاۃ والسلام کو بھیجے گا وہ اسے ہلاک کریں گے پھر سات برس تک لوگوں میں اس طرح تشریف رکھیں گے کہ کوئی دو دل آپس میں عداوت نہ رکھتے ہوں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا کہ روئے زمین پر جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اس کی روح قبض کرلے گی یہاں تک کہ اگر تم میں کوئی پہاڑ کے جگر میں چلا جائیگا تو وہ ہوا وہاں جا کر بھی اس کی جان نکال لے گی، اب بدترین خلق باقی رہ جائیں گے، فسق و شہوت میں پرندوں کی طرح ہلکے سبک، اور ظلم و شدت میں درندوں کی طرح گراں و سخت، جو اصلاً نہ کبھی بھلائی سے آگاہ ہوں گے، نہ کسی بدی پر انکار کریں گے، شیطان ان کے پاس آدمی کی شکل بن کر آئے گا اور کہے گا تمہیں شرم نہیں آتی، یہ کہیں گے پھر تو ہمیں کیا حکم کرتا ہے وہ انہیں بت پرستی کا حکم دے گا اس کے بعد نفخ صور ہوگا۔

حدیث میں جس زمانے کی خبر دی ہے وہ بعد، خروج وہلاک دجال وانتقال عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے آئے گا اس وقت کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی مسلمان نہ رہے گا۔

حدیث میں ہے قیامت نہ آئے گی جب تک کہ زمین میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے۔

(مسلم، ترمذی، مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۸۷]

ایک اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں دجال کے ماں باپ تیس سال تک ٹھہرے رہیں گے ان کے کوئی اولاد نہ ہوگی پھر ایک کانا لڑکا پیدا ہوگا جس کا نقصان وضرر زیادہ اور نفع کم ہوگا، اس کی آنکھیں سوئیں گی دل نہیں سوئے گا۔ (ت) (ترمذی)

یعنی دجال کا دل اس کے افکار فاسدہ، کثرت وساوس وخیالات اور متواتر القائے شیطانی کے سبب سے نہیں سوئے گا۔ (ت) [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۹۱]

چاند کا بڑا نکلنا

بہت لوگ چاند کو بڑا دیکھ کر کہنے لگتے ہیں کہ کل کا ہے، یا آج ۲۹ ر نہ تھی، ۳۰ ر تھی کہ ۲۹ ر کا چاند اتنا بڑا نہیں ہوتا۔ یہ ان کی خام خیالی ہے۔

حدیث میں ہے حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا قرب قیامت کا ایک اثر یہ ہے کہ ہلال بڑے نظر آئیں گے۔ (طبرانی کبیر)

دوسری حدیث میں فرمایا کہ قرب قیامت کی ایک علامت یہ ہے کہ ہلال سامنے نظر پڑے گا دیکھنے والا کہے گا کہ دو رات کا ہے۔ (طبرانی اوسط)

صحیح مسلم شریف میں ابوالبختری سے مروی ہے کہ ہم عمرے کو نکلے بطن نخلہ میں ہلال دیکھا کسی نے کہا تین رات کا ہے، کسی نے کہا دو رات کا ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حال عرض کیا فرمایا تم نے کس رات دیکھا، ہم نے کہا فلاں رات، کہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسے رویت پر موقوف فرمایا ہے تو جس رات تم نے دیکھا اسی رات کا ہے۔ (مسلم)

بہت لوگ چاند اونچا دیکھ کر بھی ایسی ہی انکلیں دوڑاتے ہیں، بعض کہتے ہیں اگر ۲۹ ر کا ہوتا تو اتنا نہ ٹھہرتا۔ یہ سب بھی ویسے ہی اوہام ہیں جن پر شرع میں التفات نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۷۸]

❁❁❁

جنت اور اس کی نعمتیں

انسان کو احکام الٰہیہ کا پابند بنایا گیا اور انسان ہی کے لئے جزا و سزا بھی رکھی گئی، جو بندۂ خدا دنیا میں احکام خداوندی کا پابند و محافظ رہا اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت کاملہ سے آخرت میں جنت عطا فرمائے گا، بندوں کو جنت عطا فرمانا رب تعالیٰ کا فضل ہی فضل ہے۔ (مرتب)

جنت کی وسعت اور مستحقین

جنت بہت وسیع مکان ہے ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اس کی چوڑان میں آجائیں اس کی وسعت اللہ و رسول ہی جانتے ہیں اس میں پہلے ارباب استحقاق بھیجے جائیں گے جنہوں نے اعمال صالحہ کئے اور اپنی حسنات کے سبب مستحق جنت ہوئے، یعنی استحقاق تفضلی نہ وجودی کہ کسی کو نہیں، مولیٰ تعالیٰ اپنے بندوں کو اعمال صالحہ کی توفیق دیتا ہے، پھر ان میں اعمال صالحہ پیدا فرماتا ہے، اپنے کرم سے انہیں قبول فرماتا ہے، پھر اپنی رحمت سے ان کے عوض جنت دے گا، یہ سب اس کا فضل ہی فضل ہے۔

فقط ایمان پر جنت کا داخلہ

جب یہ لوگ اپنے محلوں میں آرام کرلیں گے، جنت بہت زیادہ خالی رہے گی تو بے استحقاق والوں کو محض اپنے کرم سے اسمیں بھرے گا یہ جنت کی بھرتی ہے اور اب بھی بہت جگہ خالی رہے گی تو رب عزوجل ان روحوں کو کہ دنیا میں نہ بھیجی گئیں جسم عطا فرما کر ان مکانوں میں بسائے گا۔ یہ بہت آرام سے رہے نہ دنیا کی صورت دیکھی، نہ کوئی تکلیف سہی، نہ موت چکھی، نہ کوئی عمل کیا، فقط اللہ و رسول پر ایمان اور ہمیشہ کے لئے دار الجنان۔ فَسُبْحٰنَ وَاسِعِ الرَّحْمَةِ۔ [الملفوظ دوم، ص ۸۴]

چار سو سالہ عابد اور اللہ کی ایک نعمت

عبادت محض لوجہ اللہ ہونا چاہئے، کبھی اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو کہ کسی کے عمر بھر کے اعمال حسنہ اس کی کسی ایک نعمت کا جو اس نے اپنی رحمت سے عطا فرمائی ہے بدلہ نہیں ہوسکتے۔

اگلی امتوں میں ایک بندۂ خدا بیچ سمندر میں ایک پہاڑ پر جہاں انسان کا گزر نہ تھا رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتے، رب عزوجل نے اس پہاڑ پر ان کے لئے انار کا ایک درخت اگایا اور ایک شیریں چشمہ نکالا، انار کھاتے اور وہ پانی پیتے اور عبادت کرتے، چار سو برس اسی طرح گزارے۔

ظاہر ہے کہ جب انسان بالکل تنہا زندگی بسر کرے اور کوئی دوسرا نہ ہو تو نہ جھوٹ بول سکتا ہے نہ کسی کی غیبت کرسکتا ہے نہ چوری، نہ اور کوئی قصور کرسکتا ہے جس کا تعلق دوسرے سے ہو، اور اکثر گناہ وہی ہیں۔

غرض جب ان کے نزع کا وقت آیا حضرت عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے انہوں نے کہا اتنی اجازت دیجئے کہ میں وضو تازہ کرکے دو رکعت نماز پڑھ لوں، جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ میں جاؤں قبض روح کرلینا، انہوں نے فرمایا میں تمہارے لئے اتنی اجازت لایا ہوں، انہوں نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی، دوسری رکعت کے سجدہ میں

انتقال ہوا، بدن ان کا سلامت ہے اب تک ویسے ہی سجدہ میں ہیں۔ جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ہم جب آسمان سے اترتے یا آسمان کو جاتے ہیں انہیں اسی طرح سر بسجود دیکھتے ہیں۔

یہ بندہ جب قیامت کے روز حاضر ہوں گے عبادت کے سوا نامۂ اعمال میں کوئی گناہ تو ہوگا ہی نہیں حساب ومیزان کی کیا حاجت، رب العزت ارشاد فرمائے گا میرے بندے کو میری جنت میں میری رحمت سے لیجاؤ، ان کے منہ سے نکلے گا "اے رب میرے بلکہ میرے عمل سے" یعنی میں نے عمل ہی ایسے کئے ہیں جن سے مستحق جنت ہوں، ارشاد ہوگا لوٹاؤ اور میزان کھڑی کرو، اس کی چار سو برس کی عبادت ایک پلے میں اور ہماری نعمتوں سے جو ہم نے اسے چار سو برس میں دیں صرف آنکھ کی نعمت دوسرے میں رکھو، وزن کیا جائے گا ان کے چار سو برس کے اعمال سے ایک یہ نعمت کہیں زیادہ ہوگی، ارشاد ہوگا میرے بندے کو میرے جہنم میں لیجاؤ میرے عدل سے، اس پر گھبرا کر عرض کریں گے نہیں اے رب میرے بلکہ تیری رحمت سے۔ ارشاد ہوگا میرے بندے کو میری جنت میں میری رحمت سے لیجاؤ۔ (الترغیب والترہیب)

گناہوں کے بدلے نیکیاں

ایک بندہ حاضر ہوگا رب العزت کا حکم ہوگا، اس کا نامۂ اعمال اسے دیا جائے گا وہ تومار حدنگاہ تک طویل اور سراپا گناہوں سے بھرا ہوگا، اپنا نامہ اعمال خود وہ پڑھے گا، اس میں صغائر وکبائر سب لکھے ہوں گے، یہ چھوٹے چھوٹے گناہ ظاہر کرے گا اور کبائر کو چھوڑتا جائے گا۔ رب عزوجل فرمائے گا پڑھ لیا، کہے گا ہاں سب پڑھ لیا، فرمائے گا اے میرے فرشتو اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھو، اس وقت چلا اٹھے گا کہ الٰہی میرے بڑے گناہ تو رہ ہی گئے میں نے تو صرف صغائر پڑھے، یہ سب صدقہ ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا۔ (مشکوٰۃ)

خدا کے دو بندے

قیامت کے روز دو بندے دوزخ سے نکالے جائیں گے، رب عزوجل فرمائے گا جو کچھ تمہیں پہنچا تمہارے اعمال کا بدلہ تھا، میں کسی پر ظلم نہیں کرتا تم پھر جہنم میں چلے جاؤ، ان میں سے ایک دوڑتا ہوا جہنم کی طرف جائے گا اور دوسرا آہستہ، حکم ہوگا واپس لاؤ، اس شتابی اور آہستگی کا سبب پوچھو، جلدی کرنے والا عرض کرے گا اے رب میرے نافرمانی کے سبب یہ کچھ دیکھ چکا تھا کیا اب بھی نافرمانی کرتا، دوسرا عرض کرے گا الٰہی مجھے امید نہ تھی کہ جہنم سے نکال کر مجھے پھر اس میں بھیجے گا، حکم ہوگا دونوں کو جنت میں لیجاؤ۔ (مشکوٰۃ) [الملفوظ دوم، ص ۹۲ تا ۹۴]

روز قیامت جانوروں کا حال

جو حیوانات موذی ہیں وہ دوزخ میں کافروں کو عذاب دینے کے لئے جائیں گے، ان کو خود کوئی تکلیف نہ ہوگی، جس طرح فرشتگان عذاب کو خود کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

- اصحاب کہف کا کتا بلعم باعور کی شکل میں جنت میں جائے گا اور بلعم اس کتے کی شکل ہو کر جہنم میں جائے گا۔
- اور ناقۂ صالح علیہ الصلاۃ والسلام اور ناقۂ عضباء (جس اونٹنی پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری فرمائی) جنت میں جائیں گے۔
- باقی حیوانات مٹی کر دیئے جائیں گے، ان کو مٹی ہوتا دیکھ کر کفار کہیں گے، کاش میں بھی (انہیں کی مانند) مٹی ہو جاتا۔

کیا جنات، جنت میں جائیں گے

ایک قول یہ ہے کہ جنات، جنت کے آس پاس مکانوں میں رہیں گے، جنت میں سیر کو آیا کریں گے، جنت تو جاگیر ہے آدم علیہ الصلاۃ

والسلام کی ان کی اولاد میں تقسیم ہوگی۔ [الملفوظ چہارم، ص ۸۰]

موت کا مینڈھا

موت اور حیات دونوں وجودی ہیں۔
قرآن عظیم فرماتا ہے: اس نے موت وحیات کو پیدا کیا تا کہ دیکھے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔ (الملک ۲)

موت ایک مینڈھے کی شکل پر ہے عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام کے قبضے میں، جس کے پاس سے وہ ہوکر نکلتی ہے وہ مرجاتا ہے اور حیات ایک گھوڑی کی شکل پر ہے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی سواری میں، جس بے جان کے پاس سے ہوکر نکلتی ہے وہ زندہ ہوجاتا ہے۔

اللہ اکبر! یہ موت ایسی چیز ہے کہ سوا ذات باری عز جلالہ کے کوئی اس سے نہ بچے گا۔

جب آیت نازل ہوئی كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔ (الرحمٰن، ۲۷)
جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا وجہ کریم رب العزت جل جلالہ کا۔

فرشتے بولے ہم بچے کہ ہم زمین پر نہیں، پھر آیت نازل ہوئی كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ، ہر جاندار موت کو چکھنے والا ہے۔ فرشتوں نے کہا اب ہم بھی گئے۔

جب آسمان وزمین سب فنا ہوجائیں گے اور صرف ملائکہ مقربین میں جبریل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور چار فرشتے حملہ عرش (عرش کے اٹھانے والے) رہ جائیں گے، ارشاد فرمائے گا اور وہ خوب جاننے والا ہے، عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے کہ باقی ہیں تیرے بندے جبریل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور چار فرشتے عرش کے اٹھانے والے، اور یہ بھی فنا ہوجائیں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ رہے گا، ارشاد فرمائے گا جبریل کی روح قبض کر، جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی روح قبض کریں گے وہ ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں رب العزت کی تسبیح وتقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے۔

- پھر فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہیں تیرے بندے میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور عرش کے اٹھانے والے اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ کبھی فنا نہ ہوگا، فرمائے گا میکائیل کی روح قبض کر، میکائیل علیہ السلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی مانند سجدے میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے۔
- پھر ارشاد فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے، عرض کریں گے باقی ہیں تیرے بندے اسرافیل، عزرائیل اور حملہ عرش اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ رہے گا ارشاد فرمائے گا اسرافیل کی روح قبض کر، اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں تسبیح وتقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے۔
- اور پھر ارشاد فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہیں تیرے بندے حملہ عرش اور باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ فرمائے گا حملہ عرش کی روح قبض کر وہ سب بھی اسی طرح مرجائیں گے۔
- پھر ارشاد فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوگا اور باقی

ہے تیرا وجہ کریم اور وہ بھی فنا نہ ہوگا، ارشاد فرمائے گا مرجا، عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی مانند رب العزت کے حضور سجدے میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے اور روح نکل جائے گی، اس وقت سوا رب العزت جل جلالہ کے کوئی نہ ہوگا، اس وقت ارشاد ہوگا آج کس کے لئے بادشاہت ہے؟ کوئی ہو تو جواب دے، خود رب العزت جل جلالہ جواب فرمائے اللہ واحد قہار کے لئے ہے۔ جب تک چاہے گا یہی حالت رہے گی۔

- پھر جب چاہے گا اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام کو زندہ فرمائے گا وہ صور پھونکیں گے، قیامت قائم ہوگی، حساب ہوگا، جنتی جنت میں اور ابدی دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے اور گنہگار مسلمان جہنم سے نجات پا جائیں گے کہ منادی جنت و دوزخ کے درمیان جنت و دوزخ والوں کو ندا کرے گا، جہنمی نہایت خوشی کے ساتھ جھانکنے لگیں گے کہ شاید نجات کے لئے ہم کو ندا دی گئی ہے اور جنت والے نہایت خوف کے ساتھ جھجکتے ڈرتے غرفات جنت سے جھانکیں گے کہ کہیں گے پھر ہم سے کوئی خطا ہوگئی ہے جس سے دوزخ میں بھیج دیئے جائیں۔
- پھر موت کا مینڈھا لایا جائے گا جنتیوں سے پوچھا جائے گا تم اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں یہ موت ہے پھر جہنمیوں کی طرف منہ کر کے پوچھا جائے گا تم اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں ہم پہچانتے ہیں یہ موت ہے، پھر جنت و دوزخ کے درمیان یحییٰ علیہ الصلاۃ والسلام اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح فرمائیں گے پھر جہنمیوں سے کہا جائے گا اب تم ہمیشہ جہنم میں رہو کبھی مرنا نہیں، بالکل مایوس ہو کر پلٹیں گے ایسا رنج ان کو کبھی نہ ہوا ہوگا، پھر جنتیوں سے کہا جائے گا اب تم جنت میں ہمیشہ رہو اب کبھی مرنا نہیں وہ خوش ہو کر پلٹیں گے ایسی خوشی ان کو کبھی نہ ہوئی ہوگی۔

[الملفوظ چہارم، ص ا۷ تا ۳۷]

جبرئیل امین کا معاینہ جنت

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ عزوجل نے جنت بنائی جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کو حکم فرمایا کہ اسے جا کر دیکھ جبریل نے اسے اور جو کچھ مولیٰ تعالیٰ نے اس میں اہل جنت کے لئے تیار فرمایا ہے دیکھا پھر حاضر ہو کر عرض کی اے میرے رب تیری عزت کی قسم اسے تو جو کوئی سنے گا اس میں بے جائے نہ رہے گا پھر رب عزوجل نے اسے ان باتوں سے گھیر دیا جو نفس کو ناگوار ہیں پھر جبریل کو حکم فرمایا کہ اب جا کر دیکھ، جبریل نے دیکھا پھر حاضر ہو کر عرض کی اے میرے رب تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اب تو شاید اس میں کوئی بھی نہ جا سکے، پھر جب مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے دوزخ پیدا کی جبریل سے فرمایا اسے جا کر دیکھ جبریل نے دیکھا پھر آ کر عرض کی اے میرے رب تیری عزت کی قسم اس کا حال سن کر کوئی بھی اس میں نہ جائے گا، مولیٰ تعالیٰ نے اسے نفس کی خواہشوں سے ڈھانک دیا پھر جبریل کو اس کے دیکھنے کا حکم فرمایا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے اسے دیکھ کر عرض کی اے میرے رب تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اب تو شاید ہی کوئی اس میں جانے سے بچے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

دوسری حدیث میں ہے کہ جنت ان چیزوں سے گھیر دی گئی ہے جو نفس کو ناگوار ہیں اور دوزخ ان چیزوں سے ڈھانپ دی ہے جو نفس کو پسند ہیں۔ (تاریخ بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۵۸]

جنت میں رب کا کلام

جنت میں ایسی نعمتیں ہیں جنکا تصور وخیال بھی نہیں کیا جا سکتا مگر ان سب نعمتوں میں سب سے زیادہ لذت رب تعالیٰ کے دیدار اور اس سے ہمکلامی میں ہوگی اس سے

بڑھ کر جنت میں کوئی نعمت ولذت نہیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا اے جنت والو، عرض کریں گے اے رب ہمارے ہم تیری خدمت میں حاضر ہیں تیرے دونوں ہاتھوں میں بھلائی ہے۔

(بخاری، مسلم، ترمذی)

اسی طرح مقام محمود کی تفسیر میں ایک روایت یوں آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ روز قیامت لوگوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا تو کوئی کلام نہ کرے گا سب سے پہلے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا ہوگی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کریں گے الٰہی میں حاضر ہوں، میں خدمتی ہوں، تیرے دونوں ہاتھوں میں بھلائی ہے۔ (نسائی، حاکم) (رسالہ صفائح اللجین)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وقت حساب و دخول جنت سے پہلے صرف حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رب تبارک تعالیٰ کلام فرمائے گا، اور دخول جنت کے بعد اہل جنت سے بھی۔ (مرتب)

❁❁❁

حوض کوثر

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا وآخرت میں بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں اور حضور کو تمام جہان میں اپنا مقرب بنایا، کائنات اور اس کی نعمتوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے، حضور نعمت الٰہیہ ہیں ساری نعمتیں حضور ہی کے دست رحمت سے ملتی ہیں اور ملیں گی، آخرت کی نعمتوں میں حوض کوثر ایک عظیم نعمت ہے جو اس کا پانی ایک بار پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (مرتب)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرا حوض ایک مہینے کی راہ تک ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سپید (اور دوسری روایت میں فرمایا) چاندی سے بڑھ کر اجلا، اور اس کی خوشبو مشک سے بہتر۔ (بخاری، مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۵۴۹]

آب کوثر افضل ہے یا زمزم

کوثر وزمزم دونوں میں کون افضل ہے؟

شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی شافعی نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ زمزم افضل ہے، کہ شب اسرا ملائکہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دل مبارک اس سے دھویا، حالانکہ وہ آب کوثر لا سکتے تھے، اور اللہ عزوجل نے ایسے مقام پر اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اختیار نہ فرمایا مگر افضل۔

اس پر اعتراض ہوا کہ زمزم تو سیدنا اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کو عطا ہوا اور کوثر ہمارے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، تو لازم کہ کوثر ہی افضل ہو۔

امام ابن حجر مکی نے جواب دیا کہ کلام دنیا میں ہے، آخرت میں بیشک کوثر افضل ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میری نظر میں بھی کوثر ہی کو تفضیل ہے۔

افضلیت کوثر کے دلائل

(۱) آخرت میں وہی افضل ہے جو عند اللہ افضل ہے اور جو عند اللہ افضل ہے، فی نفسہ افضل ہے، جہاں ہو افضل ہے، تو جو آخرت میں افضل ہے، وہی دنیا میں افضل ہے، اور شک نہیں کہ آخرت میں کوثر افضل ہے۔ تو اب بھی کوثر، زمزم سے افضل ہے۔

(۲) زمزم دنیا کا پانی ہے اور کوثر آخرت کا۔

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے بیشک آخرت درجوں میں بڑی ہے اور فضیلت میں زائد۔ (الاعلیٰ، ۱۷)

(۳) کوثر کا پانی جنت سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کوثر میں جنت سے دو پرنالے گر رہے ہیں، ایک سونے کا ایک چاندی کا۔ (مسلم)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن لو اللہ کا مال بیش بہا ہے، اللہ کا مال جنت ہے۔

(۴) کوثر کا پانی امت مرحومہ کے لئے زیادہ نافع ہے، ایک قطرہ جس کے حلق میں جائے گا ابد الآباد تک کبھی پیاسا نہ ہوگا، نہ کبھی اس کے چہرے پر سیاہی آئے۔

(۵) اللہ عزوجل نے عطائے کوثر سے اپنے حبیب افضل الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر احسان عظیم رکھا کہ "اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ" بیشک ہم نے کہ عظمت والے ہیں تم کو کہ بے مثل و یکتا ہو کوثر عطا فرمایا۔

تو کوثر کی عظمت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے، اللہ عزوجل ہم فقرائے بے قدر کو بھی اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کف کرم سے اس میں سے پینا نصیب فرمائے۔ آمین [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۵۵۱،۵۵۲]

مطلقاً سب سے اعلیٰ سب سے افضل پانی

دونوں جہان کے سب پانیوں سے افضل، زمزم سے افضل، کوثر سے افضل، وہ مبارک پانی ہے کہ بارہا براہ اعجاز حضور انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے دریا کی طرح بہا اور ہزاروں کو سیراب و طاہر کیا، ہزاروں نے پیا اور وضو کیا۔

علماء تصریح فرماتے ہیں کہ وہ پانی زمزم و کوثر سب سے افضل ہے، مگر اب وہ کہاں نصیب! [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۴۰۸]

✿✿✿

دوزخ اور اس کا عذاب

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احکام وقوانین فرض فرمائے اور انہیں اپنے احکام کا پابند بنایا، جو اس کے حکم سے سرتابی کرے اور فرمودات الٰہیہ پر عمل نہ کرے تو اس کے لئے جہنم کی آگ اور دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے، اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جہنم کی گرمی اور اس کا عذاب کیسا خطرناک ہے تو کوئی شخص اس کا نافرمان نہ ہوتا، جہنم کی آگ اندھیری رات کی طرح کالی ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کیا تم اسے اپنی اس آگ کی طرح سرخ سمجھتے ہو، بیشک وہ تو، قیر سے بڑھ کر سیاہ ہے۔ (بیہقی)

ایک اور حدیث میں ہے، جہنم کی آگ سخت اندھیری رات کی طرح کالی تاریک اندھیری ہے اس کی لپٹ میں بالکل روشنی نہیں۔ (بزار، حاکم) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۵۴۹، ۵۵۰]

ابوجہل وغیرہ کفار پر عذاب کا حال

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس مبارک میں ایک مرتبہ ابوجہل شقی کا ذکر آیا تو اس پر آپ نے فرمایا:

یہ ان بارہ لعینوں سے تھا جو سب کے سب تباہ و برباد ہو گئے کسی کے سر پر بجلی گری، کسی پر پتھر برسے، غرض طرح طرح کے عذاب الٰہی ان خبثاء پر نازل ہوئے۔

ایک مرتبہ عاص سفر کو گیا تکان کے باعث ایک درخت سے تکیہ لگا کر بیٹھ گیا، جبریل امین بحکم رب العٰلمین تشریف لائے اس کا سر پکڑ کر درخت سے ٹکرانا شروع کیا، وہ چلاتا تھا کہ ارے کون میرے سر کو درخت سے ٹکرا رہا ہے، اس کے ساتھی کہتے تھے کہ ہمیں کوئی نظر نہیں آتا یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔

قیامت کے دن اس جہنمی کی سب سے جدا حالت ہوگی، یہ اپنے آپ کو معاذ اللہ عزیز و کریم، کہا کرتا یعنی عزت والا و کرم والا، داروغہ دوزخ کو حکم ہوگا کہ اس کے سر پر گرز مارو جس کے لگتے ہی ایک بڑا خلا سر میں ہو جائے گا اور جس کی وسعت اتنی نہ ہوگی جتنی تم خیال کرتے ہو بلکہ جس کی ایک ڈاڑھ کوہ احد کے برابر ہوگی، اس کے سر پھٹنے سے جو خلا ہوگا وہ کس قدر وسیع ہوگا، غرض اس خلا میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی بھرا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا، چکھ تو عزت و کرم والا ہے۔

اور ہر کافر کو یہی پانی پلایا جائے گا کہ جب منہ کے قریب آئے گا، منہ اس میں گل کر گر پڑے گا اور جب پیٹ میں اترے گا آنتوں کے ٹکڑے کر دے گا اور اس پانی کو ایسا پئیں گے جیسے تونس کے مارے اونٹ، بھوک سے بیتاب ہوں گے تو خاردار تھوہڑ کھولتا ہوا چرخ دیئے ہوئے تانبے کی طرح ابلتا ہوا کھلائیں گے جو پیٹ میں جا کر کھولتے ہوئے پانی کی طرح جوش مارے گا اور بھوک کو کچھ فائدہ نہ دے گا، انواع انواع کے عذاب ہوں گے ہر طرف سے موت آئے گی اور مریں گے کبھی نہیں نہ کبھی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ (الترغیب والترہیب، تفسیر بغوی)

یہی حال تمام رافضیوں، وہابیوں، قادیانیوں، نیچریوں، اور تمام مرتدین کا ہے جس نے کسی دوسرے کے بہکانے سے کفر کیا ہوگا، وہ بارگاہ رب العزت میں عرض کرے گا اس نے مجھے بہکایا اس پر دونا عذاب کر، رب العزت فرمائے گا سب پر دونا ہے مگر تم جانتے نہیں، اور ناریوں کے جسم ایسے بڑے ہوں گے جن کی ایک ڈاڑھ مثل کوہ احد کے۔[الملفوظ اول، ص ۹۰]

کفار مکہ کی جہالت واستہزاء

فرشتوں کے تذکرے کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جب فرمایا گیا دوزخ پر انیس فرشتے موکل فرمائے اس پر کفار نے استہزا کیا۔

رب عزوجل نے فرمایا یہ اس واسطے تعداد فرمائی گئی تاکہ یقین کریں وہ لوگ جنہیں کتاب ملی اور زیادہ ہو ایمان والوں کا ایمان اور شکر کریں اہل کتاب اور مومنین۔ (المدثر، ۳۱)

ابوجہل لعین نے کہا تھا دوزخ میں صرف انیس فرشتے ہیں دس سے میں نبٹ لوں گا، نو سے تم نبٹ لینا، ایک اور خبیث نے کہا، نو کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا لوں گا اور آٹھ کو اپنی پیٹھ پر لاد لوں گا، دورہ گئے ان سے تم نبٹ لینا، معاذ اللہ (یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن ابوجہل وغیرہ کفار پر سخت وشدید عذاب ہوگا۔ مرتب)[الملفوظ چہارم، ص ۹]

عذاب قبر کی ہولناکیاں

انسان کے مرنے کے بعد اس کے اعمال بد کی اسے سزا ملتی ہے، قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر قبر میں انسان محفوظ رہے تو انشاءاللہ تعالیٰ آخرت میں بھی عذاب الٰہی سے محفوظ رہے گا، عذاب قبر حق ہے اس پر ایمان ویقین رکھنا لازم ہے۔ (مرتب)

روح وجسم پر عذاب ہونے کی مثال

روح وجسم دونوں پر عذاب ہوتا ہے یو ہیں ثواب بھی دونوں پر ہوتا ہے۔

حدیث میں ہے ایک لنجھا کسی باغ کے سامنے پڑا تھا اور میوے دیکھ رہا تھا مگر اس تک جا نہ سکتا تھا، اتفاقاً ایک اندھے کا اس طرف سے گزر ہوا کہ باغ میں جا سکتا تھا مگر میوے اسے نظر نہ آتے، لنجھے نے اندھے سے کہا تو مجھے باغ میں لے چل وہاں جا کر ہم اور تم دونوں میوے کھائیں، اندھا اس کو اپنی گردن پر سوار کر کے باغ میں لے گیا، لنجھے نے میوے توڑے اور دونوں نے کھائے۔

اس صورت میں کون مجرم ہوگا دونوں ہی مجرم ہیں، اندھا جسم ہے اور لنجھا روح۔ [الملفوظ اول، ص ۸۳]

صالحین کی قبروں کے پاس تدفین

ایک جگہ کوئی قبر کھل گئی اور مردہ نظر آنے لگا دیکھا کہ گلاب کی دو شاخیں اس کے بدن سے لپٹی ہیں اور گلاب کے دو پھول اس کے نتھنوں پر رکھے ہیں۔ اس کے عزیزوں نے اس خیال سے کہ یہاں قبر پانی کے صدمہ سے کھل گئی دوسری جگہ قبر کھود کر اس میں رکھیں، اب جو دیکھیں تو دو اژدہے اس کے بدن سے لپٹے اپنے پھنوں سے اس کا منہ بھموڑ رہے ہیں، حیران ہوئے، کسی صاحب دل سے یہ واقعہ بیان کیا، انہوں نے فرمایا وہاں بھی یہ اژدہا ہی تھے مگر ایک ولی اللہ کے مزار کا قرب تھا اس کی برکت سے وہ عذاب رحمت ہو گیا تھا، وہ اژدہے درخت گل کی شکل ہو گئے تھے اور ان کے پھن گلاب کے پھول، اس کی خیریت چاہو تو وہیں لیجا کر دفن کردو، وہیں لیجا کر رکھا پھر وہی درخت گل تھے اور وہی گلاب کے پھول۔

اپنے مردوں کو بزرگوں کے پاس دفن کرو کہ ان کی برکت کے سبب ان پر عذاب نہیں کیا جاتا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے سبب ان کا ہم نشیں بھی بدبخت نہیں ہوتا، اس لئے حدیث میں فرمایا اپنے مردوں کو نیکوں کے درمیان دفن کرو۔

اولیا کی شفاعت وعنایت سبب نجات ورحمت

ایک بار حضرت سیدی اسمٰعیل حضرمی قدس سرہ العزیز کہ اجلہ اولیائے کرام سے ہیں ایک قبرستان سے گزرے، امام محب الدین طبری کہ اکابر محدثین سے ہیں ہمراہ رکاب تھے، حضرت سیدی اسمٰعیل نے ان سے فرمایا کیا اس پر آپ ایمان لاتے ہیں کہ مردے زندوں سے کلام کرتے ہیں عرض کی ہاں فرمایا اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے میں جنت کی بھرتی میں سے ہوں۔

آگے چلے وہاں چالیس قبریں تھیں آپ بہت دیر تک روتے رہے یہاں تک کہ دھوپ چڑھ گئی اس کے بعد آپ ہنسے اور

فرمایا تو بھی انہیں میں سے ہے، لوگوں نے یہ کیفیت دیکھ کر عرض کی حضرت یہ کیا راز ہے ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا، فرمایا ان قبور پر عذاب ہو رہا تھا جسے دیکھ کر میں روتا رہا اور حضرت عزت میں میں نے ان کی شفاعت کی۔ مولیٰ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور ان سے عذاب اٹھالیا، ایک قبر گوشے میں تھی جس کی طرف میرا خیال نہ گیا تھا اس میں سے آواز آئی اے میرے آقا میں بھی تو انہیں میں ہوں، میں فلاں ڈومنی ہوں، مجھے اس کے کہنے پر ہنسی آگئی اور میں نے کہا تو بھی انہیں میں ہے، اس پر سے بھی عذاب اٹھالیا گیا۔ تو یہ حضرات سراپا رحمت ہیں، جس طرف گزر ہو رحمت ساتھ ہے۔[الملفوظ دوم، ص ۸۱،۸۲]

ہمزاد ہر ایک کے ساتھ ہے

مسلمان کا ہمزاد مقید کرلیا جاتا ہے اور کافر کا بھوت ہو جاتا ہے، جب کام کے واسطے لوگ دنیا میں بھیجے جاتے ہیں ان کے ساتھ کراماً کاتبین اور شیاطین ہوتے ہیں۔

کراماً کاتبین کا عمل

جب انسان مر جاتا ہے کراماً کاتبین عرض کرتے ہیں اے رب ہمارا کام ختم ہوگیا، وہ شخص دار اعمال سے نکل گیا اجازت دے کہ ہم آسمان پر آئیں اور تیری عبادت کریں، رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ میرے آسمان بھرے ہیں عبادت کرنے والوں سے۔ کچھ حاجت تمہاری نہیں۔ عرض کرتے ہیں الٰہی ہمیں زمین میں جگہ دے ارشاد ہوتا ہے میری زمینیں بھری ہیں عبادت کرنے والوں سے۔ تمہاری کچھ حاجت نہیں۔ عرض کرتے ہیں الٰہی پھر ہم کیا کریں ارشاد ہوتا ہے میرے بندے کی قبر کے سرہانے قیامت تک کھڑے رہو اور تسبیح و تقدیس کرتے رہو اس کا ثواب میرے بندے کو بخشتے رہو۔[الملفوظ سوم، ص ۳۱]

دفن کے بعد قبر کو کھولنا

میت کو دفن کر کے جب مٹی دیدی گئی تو وہ امانت ہو جاتا ہے اللہ کی، اس کا کشف جائز نہیں۔ دو حال سے خالی نہیں، معذب ہے یا منعم علیہ، اگر معذب ہے تو دیکھنے والا دیکھے گا اسے جس سے اسے رنج پہنچے گا اور کر کچھ نہیں سکتا۔ اور اگر منعم علیہ ہے تو اس میں اس کی ناگواری ہے۔

جامع ملفوظات حضور مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اگر صورت معاذ اللہ صورت اولیٰ ہے تو ناگواری اور زیادہ ہونی چاہئے، اور بے وجہ ناحق ایذائے مسلم حرام خصوصاً ایذائے میت۔ نیز حدیث کے ارشاد سے ثابت ہے کہ مردے کو قبر سے تکیہ لگانے سے بھی اذیت ہوتی ہے تو معاذ اللہ محض اپنی خواہش کے لئے نہ ضرورت وحاجت کے لئے اس پر کدال چلانا اور قبر کو کھود ڈالنا کس قدر سخت ایذا کا باعث ہوگا۔

ایک عالم کی قبر کھول کر دیکھنے کا وبال

علامہ طاش کبریٰ زادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حدیث دیکھی کہ علمائے دین کے بدن کو مٹی نہیں کھاتی، بدن ان کا سلامت رہتا ہے، شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا ہمارے استاذ بہت بڑے عالم ہیں ان کی قبر کھول کر دیکھوں کہ ان کا بدن کس حال پر ہے اس وسوسہ نے ان پر ایسا غلبہ کیا کہ ایک شب میں جا کر قبر کھولی دیکھا کفن بھی میلا نہ تھا، جب دیکھ چکے قبر سے آواز آئی دیکھ چکا۔ اللہ تجھے اندھا کرے۔ اسی وقت دونوں آنکھیں بہہ گئیں۔

ایک میت کے عتاب کا مشاہدہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح الصدور میں لکھا ہے کہ: ایک عورت کا انتقال ہوا دفن کر دی گئی اس کے شوہر کو بہت محبت تھی،

محبت نے مجبور کیا کہ اس کی قبر کھول کر دیکھے کیا حال ہے۔ایک عالم صاحب سے یہ ارادہ ظاہر کیا انہوں نے منع کیا نہ مانا اور ان کو قبرستان تک ساتھ لے گیا عالم نے ہر چند منع کیا لیکن اس نے قبر کھولی، عالم صاحب قبر کے کنارے بیٹھے رہے وہ نیچے اتر ادیکھا کہ اسی عورت کے دونوں پاؤں پیچھے سے لیجا کر اس کی چوٹی سے باندھ دیئے گئے ہیں اس نے چاہا کہ کھول دوں ہر چند طاقت کی مگر نہ کھول سکا، اللہ کی لگائی ہوئی گرہ کون کھول سکے،ان عالم صاحب نے منع فرمایا نہ مانا دوبارہ پھر زور کیا عالم صاحب نے پھر منع کیا کہ دیکھ اسی میں خیریت ہے اسے ایسے ہی رہنے دے اس نے کہا ایک بار تو اور زور کرلوں پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا زور کر ہی رہا تھا کہ بالآخر زمین دھنسی اور وہ مرد وعورت دونوں زمین میں چلے گئے۔

(شرح الصدور)[الملفوظ چہارم،ص ۵۹،۶۰]

میت پر چلّا کر رونا باعث عذاب ہے

چلا کر رونے سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے، اہل سنت کے مذہب میں موت سے روح نہیں مرتی ، نہ اس کا علم وسمع وبصر زائل ہوتا ہے بلکہ ترقی پاتا ہے، جنازہ رکھا ہوتا ہے لوگ جو کچھ کہتے کرتے ہیں مردہ سب دیکھتا سنتا ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں چلا کر رونے سے اپنے مردوں کو ایذا نہ دو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جنازے میں کچھ عورتیں دیکھیں فرمایا، پلٹ جاؤ وبال سے بھری ثواب سے بری، تم زندوں کو فتنوں میں ڈالتی اور مردوں کو ایذا دیتی ہو۔

امام بکر بن عبداللہ مزنی تابعی، حدیث کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جو مرتا ہے اس کی روح ملک الموت کے ہاتھ میں ہوتی ہے،لوگ اسے غسل وکفن دیتے ہیں اور وہ دیکھتا ہے جو کچھ اس کے گھر والے کرتے ہیں ان سے بات نہیں کر سکتا کہ انہیں شور وفریاد سے منع کرے۔

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ماں باپ پر ان کی موت کے بعد آدمی کے اعمال پیش ہوتے ہیں نیکیوں پر شاد ہوتے ہیں اور ان کے منہ اور زیادہ چمکنے لگتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ مردے پر جو اس کے گھر والے روتے ہیں اس سے اسے عذاب والم ہوتا ہے۔

نوحہ کرنے کی ممانعت

میت پر چلا کر رونا، جزع فزع کرنا حرام وسخت حرام ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگوں میں دو باتیں کفر ہیں۔

- کسی کے نسب پر طعن کرنا۔
- اور میت پر نوحہ۔ (مسلم)
- یعنی زمانہ جاہلیت میں ایک دوسرے کے نسب پر طعن کرتے اور میت پر نوحہ کرتے تھے حضور نے ان باتوں سے منع فرمایا لہٰذا بچنا لازم ہے۔

دو آوازوں پر دنیا وآخرت میں لعنت ہے۔

- نعمت کے وقت باجا۔
- اور مصیبت کے وقت چلانا۔ (بزار)

چلا کر رونے والی جب اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن کھڑی کیجائے گی یوں کہ اس کے بدن پر گندھک کا کرتا ہوگا اور کھجلی کا دوپٹہ۔ (مسلم)

ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ اسے گندھک کے کپڑے پہنائے گا اور اوپر سے دوزخ کی لپٹ کا دوپٹہ اوڑھائے گا۔ (ابن ماجہ)

ایک حدیث میں ہے یہ نوحہ کرنے والیاں قیامت کے دن دوزخ میں دو صفیں کی جائیں گی دوزخیوں کے دہنے بائیں وہاں ایسے بھونکیں گی جیسے کتیا بھونکتی ہیں۔ (طبرانی اوسط)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارے سنتے نہیں ہو بیشک اللہ نہ آنسوؤں سے رونے پر عذاب کرے، نہ دل کے غم پر (اور زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) ہاں اس پر عذاب فرماتا ہے، یا رحم فرمائے اور بیشک مردے پر عذاب ہوتا ہے اس کے گھر والوں کے اس پر نوحہ کرنے سے۔ (بخاری، مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۱۴۲]

جمعہ تک قبر پر بیٹھنے کا میت کے لئے نفع

دفن کے بعد کچھ دیر بیٹھنے، ایصال ثواب کرنے سے مردے کو راحت ملتی ہے اور بعض روایات میں ہے کہ جمعہ یا شب جمعہ کے سوا کسی اور دن مسلمان کا انتقال ہو تو جمعہ تک اس کی قبر پر بیٹھنے سے عذاب قبر نہیں ہوتا۔ (مرتب)

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

بعد دفن اتنی دیر بیٹھنا کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم کر دیا جائے، مسنون ہے۔ اور زیادہ دیر، یا زیادہ دنوں تک بیٹھنا بھی ممنوع نہیں۔ بلکہ وہاں لغو بیہودہ باتیں کرنے ہنسنے وغیرہ غفلت کی حرکات سے بچیں اور تلاوت و درود خوانی اور اعمال حسنہ میں مشغول رہیں کہ یہ امور موجب نزول رحمت ہوتے ہیں اور زندوں کے پاس ہونے سے مردے کا دل بہلتا ہے۔

بعض کتاب میں جمعہ تک بیٹھنے کی روایت مذکور ہے کہ معاذ اللہ مسلمان پر اگر عذاب قبر ہوتا ہے تو صرف جمعہ تک ہوتا ہے شب جمعہ آتے ہی اٹھا لیا جاتا ہے، پھر عود نہیں کرتا۔ [فتاویٰ رضویہ ج۴، ص۱۱۴]

❁❁❁

قبروں پر چلنے کی ممانعت

مسلمان کا احترام جس طرح اس کی زندگی میں ہے اسی طرح مرنے کی کے بعد بھی وہ قابل عزت ہے اور یہ کہ جن باتوں سے زندگی میں تکلیف وایذا پہنچتی ہے انہیں باتوں سے موت کے بعد بھی تکلیف ہوتی ہے اسی لئے احادیث وغیرہ میں قبروں پر چلنے کی ممانعت آئی ہے۔ (مرتب)

قبروں پر پاؤں رکھنا

حدیث میں فرمایا تلوار کی دھار پر پاؤں رکھنا مجھے اس سے آسان ہے کہ مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔ (ابن ماجہ)

دوسری حدیث میں فرمایا اگر میں انگارے پر پاؤں رکھوں یہاں تک کہ وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہنچ جائے تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔ (مسلم)

یہ وہ فرمار ہے ہیں کہ واللہ اگر مسلمان کے سر اور سینے اور آنکھوں پر قدم اقدس رکھدیں تو اسے دونوں جہان کا چین بخشدیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

قبرستان کی بے حرمتی پر جامع ملفوظات کی تنبیہ

جامع ملفوظات حضور مفتی اعظم مولانا الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری قدس سرہٗ درد بھرے انداز میں فرماتے ہیں:

آہ! مسلمانوں کے قبرستان کی آج جو ردی حالت ہے اس پر جس قدر رویا جائے کم ہے، قبر پر لوگ بیٹھ بیٹھ کر حقے پیتے ہیں، خرافات کرتے، لغو باتیں بناتے، گالیاں بکتے، قہقہے اڑاتے ہیں۔ غیر قوم ہی کے لوگوں پر بس نہیں خود مسلمان بھی یہ ناشائستہ بیہودہ حرکتیں کرتے ہیں۔ بچے قبور پر کھیلتے کودتے پھرتے ہیں بلکہ گدھے ان پر لوٹتے، لید کرتے ہیں، بکریاں بیٹھتیں مینگنیاں کرتی ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

مسلمانو! خدا کے لئے آنکھیں کھولو ایک دن تمہیں بھی جانا ہے ان مردوں کی خاطر کچھ انتظام نہیں کرتے اپنے ہی لئے کرو۔ (الملفوظ چہارم، ص۵۹)

قبرستان میں راستہ

فتح القدیر وغیرہ فقہ کی کتابوں میں ہے:

قبرستان میں جو نیا راستہ نکلا ہو اس میں چلنا حرام ہے کہ وہ ضرور قبروں پر ہوگا، بخلاف راہ قدیم کے کہ قبریں اسے چھوڑ کر بنائی جاتی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب قبرستان میں جوتا پہنے نکلے فرمایا اے بال صاف کئے ہوئے جوتے والے اپنے جوتے کو پھینک، نہ تو صاحب قبر کو ستا نہ وہ تجھے ستائے۔ (ابوداؤد)

ایک شخص کو دفن کر کے لوگ چلے گئے منکر نکیر نے سوال شروع کیا، ایک شخص جوتا پہنے اس طرف سے نکلا اس کے

جوتے کی آواز سن کر مردہ اس طرف متوجہ ہوا اور قریب تھا کہ جو سوال منکر نکیر کر رہے تھے اس کے جواب سے قاصر رہتا۔

[الملفوظ دوم، ص ۷۸ تا ۸۱]

قبر کی طرف نماز پڑھنے کی کراہت

قبر کو سامنے کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر قبر دائیں یا بائیں ہو تو کوئی کراہت نہیں۔ (مرتب)

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر کی طرف نماز پڑھتے دیکھا فرمایا قبر قبر، وہ نماز ہی میں آگے بڑھ گئے۔ (بخاری)

ہاں اگر مزارات اولیائے کرام ہوں اور ان کی ارواح طیبہ سے استمداد کے لئے ان کی قبور کریمہ کے پاس دہنے یا بائیں نماز پڑھے تو اور زیادہ موجب برکت ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج دوم، ص ۳۷۵، ۳۷۶]

❁❁❁

زیارت قبور

بزرگان دین واولیائے کرام کے مزارات ہوں یا عام مومنین کی قبریں ان کی زیارت وایصال ثواب کے لئے جانا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لیجاتے اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرماتے تھے۔ اہل سنت وجماعت کے نزدیک زیارت قبور جائز ہے اس کے منافع واضح ہیں۔ اگر کسی ولی کا مزار ہے تو ان کی روح پرفتوح سے فیوض وبرکات حاصل ہوں گے، اور اگر کسی عام مومن کی قبر ہے تو زائر کے ایصال ثواب وغیرہ سے اسے فائدہ پہنچے گا اور مردے کو انسیت حاصل ہوگی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شروع زمانہ اسلام میں کسی مصلحت کے باعث زیارت قبور سے منع فرمایا تھا مگر بعد میں اس کی اجازت عطا فرمائی اس لئے زیارت قبور اہل سنت کے معمولات میں سے ہے۔ (مرتب)

قبرستان میں جانے کا طریقہ

سب سے پہلے قبرستان کی پائنتی جانب سے آئے اور اسی پائنتی کنارے پر کھڑا ہوکر سلام کہے اور جو کچھ چاہے عام ایصال ثواب کرے کسی کو سر اٹھانے کی حاجت نہ ہوگی اور اگر کسی خاص کے پاس جانا ہے تو ایسے راستہ سے جائے جو اس کی قبر کی پائنتی جانب کو آیا ہو بشرطیکہ کوئی قبر درمیان میں نہ پڑے ورنہ ناجائز ہوگا۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں زیارت کے واسطے قبروں کو پھاند کر جانا حرام ہے۔

[الملفوظ سوم، ص ۵۳]

مزار پہ فاتحہ کا ادب

شیخ کی وفات کے بعد مرید چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہوکر فاتحہ پڑھے اور اس کی حیات میں جیسا ادب کرتا تھا اب بھی وہی ادب ملحوظ رکھے، سامنے سے حاضر ہو کہ بالیں (سرہانے) سے حاضر ہونے میں مڑکر دیکھنا پڑتا ہے اور اس میں تکلیف ہوتی ہے۔

مردہ پرانا اور کفن نیا

ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے، پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھدینا صبح کو صاحبزادے نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں تیسرے روز خبر ملی اس کا انتقال ہوگیا ہے، لڑکے نے نہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھدیا اور کہا یہ میری ماں کو پہنچادینا، رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔

زائد تہبند واپس آگیا

اہبان بن صیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں ان کے کفن میں ایک تہبند زائد چلا گیا شب کو اپنے صاحبزادے کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا یہ تہبند لو اور الگنی پر ڈالدیا صبح ان کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔

ایک بی بی کے پاس سے آگ دور ہو گئی

ایک شخص قبرستان میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر میں غافل ہو گیا خواب میں دیکھتا ہے کہ ایک بی بی اس قبر میں فرماتی ہیں اے خدا کے بندے اس بلا کو میرے پاس سے دور کر جو تھوڑی دیر میں آنے والی ہے، اس کی فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک قبر وہیں کھد رہی ہے اور سامنے سے ایک جنازہ جو کسی رئیس کا تھا چلا آرہا ہے اس نے سب کو منع کیا کہ یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے خراب ہے، ایسی ہے، ویسی ہے غرض وہ لوگ باز رہے اور دوسری جگہ اس میت کو لے گئے، شب کو اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ بی بی فرماتی ہیں کہ خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے آگ کو میرے پاس سے دور کیا۔

[الملفوظ اول، ص ۹۷، ۹۸]

مزارات پر عورتوں کا جانا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ سے کسی نے سوال کیا کہ، حضور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کو جانا جائز ہے یا نہیں؟ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

غنیۃ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے، جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔

روضۂ انور کی زیارت کی اجازت کیوں

سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں، وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے، قرآن عظیم نے اسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا۔

اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کے لئے معافی مانگے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ (النساء، ۶۴)

خود حدیث میں ارشاد ہوا جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (کنز العمال)

دوسری حدیث میں ہے۔ جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بیشک اس نے مجھ پر جفا کی۔

- ایک تو یہ ادائے واجب۔
- دوسرے قبول توبہ۔
- تیسرے دولت شفاعت حاصل ہونا۔
- چوتھے سرکار کے ساتھ معاذ اللہ جفا سے بچنا۔

یہ عظیم اہم امور ایسے ہیں جنہوں نے سب سرکاری غلاموں اور سرکاری کنیزوں پر خاکبوسی آستان عرش نشان لازم کردی، بخلاف دیگر قبور و مزارات، کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمال مفسدہ موجود۔

- اگر عزیزوں کی قبریں ہیں بے صبری کرے گی۔
- اولیا کے مزار ہیں تو محتمل کہ بے تمیزی سے بے ادبی کرے یا جہالت سے تعظیم میں افراط۔

جیسا کہ معلوم و مشاہد ہے لہٰذا ان کے لئے طریقۂ اسلم احتراز ہی ہے۔ [الملفوظ دوم، ص ۱۱۷]

مروان کو ایک صحابی کا جواب

مروان نے ایک صاحب کو دیکھا کہ مزار اعطر سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لپٹے ہوئے ہیں قبر شریف پر اپنا منہ رکھے ہیں مروان نے ان کی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو یہ تم کیا کر رہے ہو انہوں نے اس کی طرف منہ کیا اور فرمایا ہاں میں سنگ دل کے پاس نہ آیا میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، دین پر نہ رو جب اس کا والی اسکا اہل ہو ہاں دین پر رو جب نا اہل اس کا والی ہو۔ (شفاء السقام)

حضرت بلال کا روضۂ رسول پر رونا

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو چلے گئے تھے ایک رات خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے فرماتے ہیں یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ تو ہماری زیارت کو حاضر ہو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصد زیارت اقدس سوار ہوئے مزار انور پر حاضر ہو کر رونا شروع کیا اور اپنا منہ قبر شریف پر ملتے تھے۔ (ابن عساکر)

مزار اقدس سے تحصیل شفا

ابن المنکدر تابعی کو ایک مرض لاحق ہوتا کہ کلام دشوار ہو جاتا وہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسار قبر انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رکھتے کسی نے اس پر اعتراض کیا فرمایا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس سے شفا حاصل کرتا ہوں۔ (اسمٰعیل تیمی)

فائدہ جلیلہ

علامہ شیخ عبدالقادر فاکہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب "حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسول" میں فرماتے ہیں:

خلوت میں جہاں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اس کے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف جائے گا ایسے وقت بارگاہ اقدس کی مٹی اور آستانے پر اپنا منہ اور رخسارہ اور داڑھی رگڑنا مستحب و مستحسن ہے جس میں کوئی حرج معلوم نہیں۔ مگر اس کے لئے جس کی نیت اچھی ہو اور افراط شوق اور غلبہ محبت اسے اس پر باعث ہو۔

خطیب بن حملہ نے ذکر کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر انور پر اپنے دونوں رخسارے رکھے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا دہنا ہاتھ اس پر رکھتے، پھر کہا شک نہیں کہ محبت میں استغراق اس میں اذن و اجازت پر باعث ہوتا ہے اور اس سے مقصود تعظیم ہے اور لوگوں کے مرتبے مختلف ہیں جیسے زندگی میں، تو کوئی بے اختیارانہ اس کی طرف سبقت کرتا ہے اور کسی میں تحمل ہے وہ پیچھے رہتا ہے۔

احمد بن حنبل کے صاحبزادے فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر کو چھوئے اور بوسہ دے۔ اور ثواب الٰہی کی امید پر ایسا ہی قبر شریف کے ساتھ کرے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

بالجملہ یہ کوئی امر ایسا نہیں جس پر انکار واجب ہو جبکہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اجلہ ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے تو اس پر شورش کی کوئی وجہ نہیں اگر چہ ہمارے نزدیک عوام کو اس سے بچنے ہی میں احتیاط ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۴۹، ۳۵۰]

زیارت قبور سنت ہے

وہابیہ نے اکثر مراسم اہل سنت و جماعت پر شرک و بدعت کا حکم لگایا ہے یا تو یہ ان کا اسلام دشمنی کا جذبہ ہے یا انہوں نے ابلیس کی شاگردی کر لی ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ وہ

مین سنت کو بدعت کہتے ہیں، اگر ایک یا دو مسئلے ہوں تو ان کا تصفیہ کرلیا جائے انہیں ہر بات میں بدعت ہی نظر آتی ہے حدیث میں زیارت قبور کا حکم ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل سے بھی یہ ثابت ہے۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

زیارت قبور سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، سن لو قبر کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں بے رغبت کرے گی اور آخرت یاد لائے گی۔

خصوصاً زیارت مزارات اولیاء کرام موجب ہزاراں ہزار برکت وسعادت ہے، اسے بدعت نہ کہے گا مگر وہابی نابکار، ابن تیمیہ کا فضلہ خوار، وہاں جاہلوں نے جو بدعت مثل رقص ومزامیر ایجاد کر لئے ہیں وہ ضرور ناجائز ہیں، مگر ان سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہو جائے گی۔ جیسے نماز میں قرآن شریف غلط پڑھنا، رکوع وسجود صحیح نہ کرنا، طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری وساری ہے۔ اس سے نماز بری نہ ہو جائے گی۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۹۷]

ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ مزید تحریر فرماتے ہیں:

قبور مسلمین کی زیارت سنت اور مزارات اولیاء کرام وشہداء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی حاضری سعادت بر سعادت اور انہیں ثواب پہنچانا مندوب وحسن ہے۔

فاسد اعتقاد سے بچنا لازم

مالیدہ اور شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دینا جائز ہے یہ سب خصوصیات عرفیہ ہیں انہیں اگر واجب نہ جانے تو حرج نہیں، اور قبر کے پاس ان چیزوں کو نہ لیجانے کی ضرورت ہے نہ لیجانے میں گناہ ہے۔ ہاں اسے شرعاً لازم جانے یا بغیر اس کے فاتحہ کا قبول نہ سمجھے تو یہ اعتقاد فاسد ہے، اس اعتقاد سے احتراز لازم ہے۔

قبر پر پھول رکھنا جائز، شیرینی ممنوع

قبور مسلمین خصوصاً قبور اولیاء پر پھول چڑھانا حسن ہے، فتاویٰ کی کتابوں میں اس کی تصریح فرمائی، مگر شیرینی وغیرہ جو اس قسم کی چیزیں لیجائے ان کو قبر پر نہ رکھے یہ ممنوع ہے۔ جس قبر کا یہ بھی حال معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان کی ہے یا کافر کی اس کی زیارت کرنی فاتحہ دینی ہرگز جائز نہیں کہ قبر مسلمان کی زیارت سنت ہے اور فاتحہ مستحب، اور قبر کافر کی زیارت حرام ہے اور اسے ایصال ثواب کا قصد کفر ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۴۰]

قبر پر پھول رکھنے سے متعلق ایک مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

قبر مسلمان پر پھول رکھنا مستحب ہے، ائمہ دین فرماتے ہیں وہ جب تک تر ہے تسبیح الٰہی کرے گا، اس سے مردے کا دل بہلے گا، اسے بدعت کہنا بھی آج کل وہابیوں ہی کی بدعت ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۹۷]

فاتحہ وزیارت کا طریقہ

مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہ میں کھڑا ہو، اور متوسط آواز باادب سلام عرض کرے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه۔

- پھر درود غوثیہ تین بار۔

- الحمد شریف ایک بار۔
- آیۃ الکرسی ایک بار۔
- سورۂ اخلاص سات بار۔
- پھر درود غوثیہ سات بار۔
- اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے۔

کہ الٰہی مجھے اس قرأت پر اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندۂ مقبول کو نذر پہنچا، پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لئے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اسی طرح سلام کرکے واپس آئے، مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۱۲]

طریقہ زیارت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

قبروں کا بوسہ لینا نہ چاہیے، زیارت قبر میت کے مواجہہ میں کھڑے ہو کر ہو اور اس کی پائنتی کی طرف سے جائے کہ اس کی نگاہ کے سامنے ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ اسے سر اٹھا کر دیکھنا پڑے۔ سلام و ایصال ثواب کے لئے اگر دیر کرنا چاہتا ہے تو قبر کی طرف رخ کرکے بیٹھ جائے اور پڑھتا رہے، یا ولی کا مزار ہے تو اس سے فیض لے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۶۳]

توسّل و وسیلہ

ایک مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

اگر صاحب مزار ان لوگوں میں ہے جن سے امید برکت کی جاتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ کرے، پہلے حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کرے کہ حضور ہی توسل میں عمدہ اور ان سب باتوں میں اصل اور توسل کے مشروع فرمانے والے ہیں، پھر صالحین اہل قبور سے اپنی حاجت روائی و بخشش گناہ میں توسل اور اس کی تکرار و کثرت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں چنا اور فضیلت و کرامت بخشی تو جس طرح دنیا میں ان کی ذات سے نفع پہنچا یا یو ہیں بعد انتقال اس سے زیادہ پہنچائے گا تو جسے کوئی حاجت منظور ہو ان کے مزارات پر حاضر ہو اور ان سے توسل کرے کہ یہی واسطہ ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق میں۔[فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۹۱]

طواف و بوسہ قبر اور آستانہ بوسی

طریقۂ زیارت و بوسہ قبر و آستانہ بوسی اور طواف قبر کی ممانعت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ مزید تحریر فرماتے ہیں:

- مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ طواف کے ساتھ تعظیم خانۂ کعبہ کے ساتھ مخصوص ہے۔
- مزار کو بوسہ دینا نہ چاہئے، علماء اس میں مختلف ہیں اور بہتر بچنا اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔
- آستانہ بوسی میں حرج نہیں اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اس سے شرع میں ممانعت نہ آئی اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا منع نہیں ہو سکتی۔
- ہاتھ باندھے الٹے پاؤں واپس آنا ایک طرز ادب ہے اور جس ادب سے شرع نے منع نہ فرمایا اس میں حرج نہیں،

ہاں اگر اس میں اپنی یا دوسرے کی ایذا کا اندیشہ ہو تو اس سے احتراز کیا جائے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۸]

قبروں پر شمع روشن کرنا

قبروں پر روشنی کرنے اور شمع جلانے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فقہ و فتاویٰ کی کتابوں کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ قبروں کی طرف شمعیں لیجانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ بالکل فائدہ سے خالی ہو، اور اگر شمعیں روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موضع قبور میں مسجد ہے یا قبور سرراہ ہیں، یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے یا مزار کسی ولی اللہ یا علماء میں سے کسی عالم کا ہے وہاں شمعیں روشن کریں ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لئے جو اپنے بدن کی خاک پر ایسی تجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر، تا کہ اس روشنی کرنے سے لوگ جانیں کہ یہ ولی کا مزار پاک ہے تا کہ اس سے تبرک کریں اور وہاں اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا مقبول ہو تو یہ امر جائز ہے اس سے اصلاً ممانعت نہیں اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیارت قبور کرنے والی عورتوں، قبروں پر مساجد بنانے اور شمعیں روشن کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ت) (ابو داؤد، ترمذی)

اس سے بھی مراد وہی صورت ہے کہ محض عبث بلا فائدہ، قبور پر شمعیں روشن کریں ورنہ ممانعت نہیں۔

روشنی سے فائدے؟

مقابر میں شمعیں روشن کرنا جب کسی فائدہ کے لئے ہو ہرگز منع نہیں، فائدہ کی متعدد مثالیں ہیں۔

(۱) وہاں کوئی مسجد ہو کہ نمازیوں کو بھی آرام ہوگا اور مسجد میں بھی روشنی ہوگی۔

(۲) مقابر بر سرراہ ہوں روشنی کرنے سے راہگیروں کو نفع پہنچے گا اور اموات کو بھی کہ مسلمان مقابر مسلمین کو دیکھ کر سلام کریں گے، فاتحہ پڑھیں گے، دعا کریں گے، ثواب پہنچائیں گے، گزرنے والوں کی قوت زائد ہے تو اموات برکت لیں گے، اور اگر اموات کی قوت زائد ہے تو گزرنے والے فیض حاصل کریں گے۔

(۳) مقابر میں اگر کوئی بیٹھا ہو کہ زیارت یا ایصال ثواب یا افادہ یا استفادہ کے لئے آیا ہے تو اسے روشنی سے آرام ملے گا، قرآن عظیم دیکھ کر پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے گا۔

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ بزرگوں کی قبروں پر روشنی کیوں کرتے ہیں کسی فاسق و فاجر کی قبر پر کیوں نہیں کرتے؟
اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ روشنی کر کے بزرگوں کی روح کی تعظیم کی جاتی ہے اور لوگوں کو دکھایا جاتا ہے کہ یہ مزار محبوب کا ہے اس سے تبرک و توسل کرو کہ تمہاری دعا مستجاب ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۴۵، ۱۴۷]

زیارت قبر کا ثبوت

قبور مسلمین کی زیارت جائز و مباح ہے بلکہ قبروں کی زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کریمہ سے ثابت ہے حضور شہداء احد اور اہل بقیع کی زیارت کے لئے تشریف لیجاتے اور ان کے لئے دعا و استغفار فرماتے۔ (مرتب)

ایک حدیث میں ہے حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا کہ ان پر دعا و استغفار کروں۔ (نسائی، موطا امام مالک)

دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل میرے پاس آئے مجھے حکم فرمایا کہ بقیع

جا کر اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کروں۔ ام المومنین صدیقہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کس طرح کہوں حضور نے زیارت قبور کی دعا تعلیم فرمائی۔ (نسائی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدا احد کے لئے ایسی دعاء فرمائی جیسی مردے پر کیجاتی ہے۔ (ت) (بخاری، مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۰]

ان روایات سے معلوم ہوا کہ زیارت قبور سنت ہے جیسا کہ اس سے پہلے اس کا بیان گزرا ہے۔ (مرتب)

حضور شہدائے احد کی قبروں پر

متعدد روایات میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیارت شہدائے احد کو تشریف لے گئے اور عرض کی الٰہی تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہید ہیں اور قیامت تک جو ان کی زیارت کو آئے گا اور ان پر سلام کرے گا یہ جواب دیں گے۔

(حاکم مستدرک، بیہقی، دلائل النبوۃ) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۶۴]

عمر فاروق کی اہل بقیع سے ہم کلامی

ایک بار امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیع پر گزرے اہل قبور پر سلام کر کے فرمایا، ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ تمہاری عورتوں نے نکاح کر لئے اور تمہارے گھروں میں اور لوگ بسے، تمہارے مال تقسیم ہو گئے، اس پر کسی نے جواب دیا اے عمر بن خطاب ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ ہم نے جو اعمال کئے تھے یہاں پائے، اور جو راہ خدا میں دیا تھا اس کا نفع اٹھایا اور جو پیچھے چھوڑا وہ ٹوٹے میں گیا۔ (ابن ابی الدنیا کتاب القبور)

علی مرتضی کی اہل بقیع سے ہم کلامی

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ہم رکاب مقابر مدینہ میں داخل ہوئے، حضرت مولیٰ نے اہل قبر پر سلام کر کے فرمایا: تم ہمیں اپنی خبریں بتاؤ گے یا یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں خبر دیں، سعید بن مسیب فرماتے ہیں میں نے آواز سنی کسی نے حضرت مولیٰ کو جواب سلام دیکر عرض کی یا امیر المومنین آپ بتائیے ہمارے بعد کیا گزری۔ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا تمہاری عورتوں نے تو نکاح کر لئے اور تمہارے مال سو وہ بٹ گئے اور اولاد یتیموں کے گروہ میں اٹھی اور وہ تعمیر جس کا تم نے استحکام کیا تھا اس میں تمہارے دشمن بسے، ہمارے پاس کی خبریں تو یہ ہیں۔ اب تمہارے پاس کیا خبر ہے ایک مردے نے عرض کی کہ کفن پھٹ گئے، بال جھڑ پڑے، کھالوں کے پرزے پرزے ہو گئے، آنکھوں کے ڈھیلے بہہ کر گالوں تک آئے، نتھنوں سے پیپ اور گندہ پانی جاری ہے اور جو آگے بھیجا تھا اس کا نفع ملا اور جو پیچھے چھوڑا اس کا خسارہ ہوا اور اپنے اعمال میں محبوس ہیں۔ (بیہقی، ابن عساکر) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۷۱]

قبرستان کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ابو رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرا راستہ مقابر پر ہے کوئی کلام ایسا ہے کہ جب ان پر گزروں کہا کروں فرمایا، یوں کہہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔

سلام تم پر اے قبر والو، اہل اسلام اور اہل ایمان سے، تم ہمارے آگے ہو اور ہم تمہارے پیچھے اور ہم انشاء اللہ تم سے

ملنے والے ہیں۔

ابورزین نے عرض کی یارسول اللہ کیا مردے سنتے ہیں؟ فرمایا سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے۔

(امام عقیلی) [فتاوٰی رضویہ ج۴،ص۲٦۲]

روضۂ انور کی زیارت کا ادب

بارگاہ رسالت سے زیادہ دونوں جہان میں کوئی بارگاہ عزت وعظمت والی نہیں۔ جب روضۂ انور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ کا موقع میسر آئے تو بہ ہزار ادب وتعظیم اور اجلال وتکریم کے ساتھ خضوع وخشوع کرتے ہوئے حاضر ہو، اس بارگاہ عرش وقار کی ذرا سی بے ادبی سے اعمال ضائع اور بیکار ہو سکتے ہیں۔ (مرتب)

بارگاہ نبوت کے ادب وتکریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

جب مقدمات زیارت سے فارغ ہو قبر انور کی طرف توجہ کا قصد اور دل کو تمام خیالات دنیویہ سے فارغ کرے اور ہمہ تن اس طرف متوجہ ہو جائے تاکہ اس کا قلب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استمداد کے لائق ہو، اس کے باوجود جو خیال مجبورانہ دل میں باقی رہے جس کے ازالہ پر قادر نہ ہو اس کی معافی کے لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال مغفرت ومہربانی ورافت اور تمام بندوں پر حضور کی شدت رحمت سے مدد مانگے، پھر دل وبدن دونوں سے نہایت ادب کے ساتھ مواجہہ شریف میں حاضر ہو تواضع وخضوع وخشوع وتذلل وانکسار وخوف ووقار وہیبت واحتیاج کے ساتھ آنکھیں بند کئے اعضا کو حرکت سے روکے دل اس مقصود مبارک کے سوا سب سے فارغ کئے ہوئے ادب وتعظیم حضور کے لئے دہنا ہاتھ بائیں پر رکھے حضور کی طرف منہ اور قبلے کو پیٹھ کرے، نگاہ زمین پر جمائے رہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور باندھے اور ہوشیار ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی حاضری وقیام وسلام بلکہ تمام افعال واحوال اور منزل بمنزل کے قیام وارتحال پر مطلع ہیں اور حضور کی عظمت وجلال وشرف ومنزلت کو خوب خیال کرے پھر نہ تو آواز بلند ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کے حضور پست آواز کا حکم دیتا ہے، نہ بالکل آہستہ جس میں سنانے کی سنت فوت ہو اگرچہ سرکار پر کچھ پوشیدہ نہیں اس طرح حضور قلب وشرم وحیا کے ساتھ عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

طلب شفاعت کی تکرار

پھر کہے یارسول اللہ میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں، یارسول اللہ میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں، یارسول اللہ میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں، تین بار اس لئے کہے کہ یہ دعا وسوال میں حصول مقصود کے واسطے ادنیٰ مرتبہ الحاح کا ہے۔ [فتاوٰی رضویہ ج۳،ص۵۳٦]

زیارت روضہ میں صحابہ کا ادب وعقیدت

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روضہ انور کی زیارت میں انتہائی عقیدت واحترام کا مظاہرہ فرماتے مزار کریم پر حاضر ہو کر سلام کرتے اور منبر اطہر وغیرہ کو چھوتے اور چومتے تھے۔ (مرتب)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی کہ رمانۂ منبر اعطر کو جو مزار اقدس وازہر پر ہے یعنی اس کے بازو پر جو گول شکل کا ایک کنگرہ سا بنا دیتے اسے دہنے ہاتھ سے مس کر کے دعا مانگا کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے منبر انور و سرور اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے موضع جلوس اقدس کو مس کر کے اپنے چہرے سے لگایا۔ (طبقات ابن سعد)

شفا شریف میں ہے حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حجرۂ پاک کی قبروں کو سلام کرتے حاضر ہو کر سو سے زائد مرتبہ کہتے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر سلام، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام، پھر پلٹتے ہوئے منبر شریف پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بیٹھنے کی جگہ کو ہاتھ سے مس کر کے اپنے چہرے پر لگاتے۔ (شفا شریف)

ابن قسیط اور عتبی سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب مسجد نبوی سے نکلتے تو قبر انور کے کناروں کو اپنے داہنے ہاتھ سے مس کرتے اور پھر قبلہ رو ہو کر دعا کرتے۔ (شفا شریف) (رسالہ ابر المقال)

تربت صدیق و فاروق کی زیارت

بعد زیارت سید عالم ﷺ ہاتھ بھر ہٹ کر سر اقدس صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل ہو اور بعد سلام عرض کرے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ ہم سے جزا و عوض نیک دے بہتر اس عوض کا جو کسی امام کو اس کے نبی کی امت سے عطا فرمایا ہو بیشک آپ نے بہترین خلافت سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت کی اور بہترین روش سے حضور کی راہ و طریقہ پر چلے، آپ نے اہل ارتداد و بدعت سے قتال کیا، آپ نے اسلام کو آراستگی دی، آپ نے صلہ رحم فرمایا، آپ ہمیشہ حق گو اور اہل حق کے ناصر رہے یہاں تک کہ آپ کو موت آئی۔

پھر ہٹ کر قبر مبارک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاذی ہو اور بعد سلام عرض کرے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر بدلہ دے اور ان سے راضی ہو جنہوں نے آپ کو خلیفہ کیا (یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو) کہ انہوں نے اپنی زندگی اور موت دونوں حال میں اسلام و مسلمین کی رعایت فرمائی، آپ نے یتیموں کی کفالت اور رحم کا صلہ کیا، اسلام نے آپ سے قوت پائی، آپ مسلمانوں کے پسندیدہ پیشوا اور رہنمائے راہ یاب ہوئے، آپ نے ان کا جتھا باندھا اور ان کے محتاجوں کو غنی کر دیا اور ان کی شکستہ دلی دور فرمائی۔ (منسک متوسط و مسلک متقسط) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۹۳]

❁❁❁

مُردوں کا سننا دیکھنا

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ حقہ ہے کہ مردے سنتے ہیں بلکہ مرنے کے بعد ان کا سمع و بصر اور ادراک بڑھ جاتا ہے، وہ زائرین کو پہچانتے اور ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (مرتب)

زائرین کو صاحب قبر کا پہچاننا

حدیث میں ہے مثل مومن کی اس طائر کی طرح جو قفس میں ہے کہ جب تک وہ قفس میں ہے اس کی اڑان اسی تک ہے اور جب اس سے آزاد ہوا تو اس کی اڑان کتنی ہوگی۔

بعد مرنے کے سمع، بصر، ادراک عام لوگوں کا یہاں تک کہ کفار کا زائد ہو جاتا ہے اور یہ تمام اہل سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے (جو خلاف کرے گمراہ ہے) کہ جس کسی کی قبر پر آدمی جاتا ہے، اگر صاحب قبر اس کو پہچانتا تھا تو اس کو پہچانتا ہے اور اس سے تسلی پاتا ہے، اس کی آواز بلکہ اس کی پہچل سنتا ہے، اور اگر نہیں پہچانتا تھا تو اتنا ضرور جانتا ہے کہ ایک مسلمان میری قبر پر آیا ہے۔ اگر کسی زندہ شخص کو اتنے من مٹی میں دبا دیا جائے تو اس کے اوپر اگر توپ بھی چھوڑی جائے جب بھی نہ سنے گا، تو ثابت ہوا کہ بعد مرنے کے سمع و بصر و ادراک بڑھ جاتا ہے۔ [الملفوظ سوم، ص ۳۰]

حضرت عائشہ کو قبر فاروق کا لحاظ و پاس

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے حجرہ میں دفن ہوئے میں بغیر چادر اوڑھے بے حجابانہ حاضر ہوتی اور کہتی، میرے شوہر ہی تو ہیں۔

پھر میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے جب بھی میں بغیر احتیاط کے چلی جاتی اور کہتی، میرے شوہر اور میرے باپ ہی تو ہیں۔

پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے تو میں نہایت احتیاط کے ساتھ چادر سے لپٹی ہوئی حاضر ہوتی اس طرح کہ کوئی عضو کھلا نہ رہے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرم سے۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ) [الملفوظ سوم، ص ۳۶]

بعد وفات روح مسلم کی آزادی

مسلمان کے مرنے کے بعد اس کی روح آزاد ہو جاتی ہے جہاں چاہتی ہے جاتی ہے اور کافر کی روح کو سجین میں مقید کر دیا جاتا ہے، متعدد احادیث و روایات میں یہ مضمون موجود ہے۔ (مرتب)

(۱) حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے بیشک دنیا کافر کی بہشت اور مسلمان کا قید خانہ ہے، جب مسلمان کی جان نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قید خانے میں تھا اب آزاد کر دیا گیا تو زمین میں گشت کرنے اور بافراغت چلنے پھرنے لگا۔ (مسند احمد، طبرانی کبیر، ابونعیم حلیہ)

(۲) ابوبکر کی روایت یوں ہے جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے جائے۔ (ابن ابی شیبہ)

(۳) سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضرت سلمان فارسی اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہم ملے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تم مجھ سے پہلے انتقال کرو تو مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا، کہا کیا زندے اور مردے بھی ملتے ہیں؟ کہا ہاں مسلمانوں کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں انہیں اختیار ہوتا ہے جہاں چاہیں جائیں۔ (ابن ابی الدنیا، بیہقی)

(۴) حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیشک مسلمانوں کی روحیں زمین کے برزخ میں ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور کافر کی روح سجین میں مقید ہے۔ (ابن مبارک کتاب الزہد)

(۵) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مسلمانوں کی روحیں آزاد ہیں جہاں چاہیں جاتی ہیں۔ (ابن ابی الدنیا)

(۶) امام ابوعمر بن عبدالبر نے فرمایا راجح یہ ہے کہ شہیدوں کی روحیں جنت میں ہیں اور مسلمانوں کی فنائے قبور پر، جہاں چاہے آتی جاتی ہیں۔ (ابن عبدالبر)

(۷) شرح جامع صغیر میں ہے، جب روح اس قالب سے جدا اور موت کے باعث قیدوں سے رہا ہوتی ہے جہاں چاہتی ہے جولان کرتی ہے۔ (مناوی تیسیر شرح جامع صغیر)

(۸) تذکرۃ الموتی میں ہے، اولیائے کرام قَدَّسَتْ اَسْرَارُھُمْ کی روحیں آسمان و زمین اور بہشت میں جس جگہ چاہیں جاتی ہیں۔ (ت)

روحوں کا گھروں میں آنا اور عزیزوں سے مطالبہ کرنا

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ مومنین کی روحیں کچھ مخصوص دنوں میں اپنے گھروں کو آتی ہیں اور گھر والوں سے دعائے خیر کی طالب ہوتی ہیں۔ (مرتب)

بعض علماء محققین سے مروی ہے کہ روحیں شب جمعہ چھٹی پاتیں اور پھیلتی ہیں، پہلے اپنی قبروں پر آتی ہیں پھر اپنے گھروں میں۔

فتاویٰ امام نسفی میں ہے، مسلمانوں کی روحیں ہر روز و شب جمعہ اپنے گھر آتی اور دروازے کے پاس کھڑی ہو کر دردناک آواز سے پکارتی ہیں کہ اے میرے گھر والو! اے میرے بچو! اے میرے فرزندو! اے میرے عزیزو! ہم پر صدقہ سے مہر کرو، ہمیں یاد کرو بھول نہ جاؤ، ہماری غریبی میں ہم پر ترس کھاؤ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے جب عید، یا جمعہ، یا عاشورے کا دن، یا شب برات ہوتی ہے اموات کی روحیں آکر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی اور کہتی ہیں، ہے کوئی کہ ہمیں یاد کرے، ہے کوئی کہ ہم پر ترس کھائے، ہے کوئی کہ ہماری غربت کی یاد دلائے۔ (خزانۃ الروایات) [فتاویٰ رضویہ ج۴، ص۲۳۲، ۲۳۳]

دنیا سے مسلمان کے جانے کی مثال

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا سے مسلمان کا جانا ایسا ہے جیسے بچے کا ماں کے پیٹ سے نکلنا، اس دم گھٹنے اور اندھیری کی جگہ سے اس فضائے وسیع دنیا میں آنا۔ (نوادر الاصول)

اسی لئے علماء فرماتے ہیں دنیا کو برزخ سے وہی نسبت ہے جو رحم مادر کو دنیا سے، پھر برزخ کو آخرت سے یہی نسبت ہے جو دنیا کو برزخ سے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۵۴]

مردے کی پکار

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور مردا سے اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں اگر نیک ہوتا ہے کہتا ہے مجھے آگے بڑھاؤ، اور اگر بد ہوتا ہے کہتا ہے ہائے خرابی اس کی کہاں لئے جاتے ہو، ہر شئی اس کی آواز سنتی ہے مگر آدمی کہ وہ سنے تو بیہوش ہو جائے۔ (بخاری، مسلم)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک مردہ پہچانتا ہے اسے جو اس کو غسل دے اور جو اٹھائے اور جو کفن پہنائے اور جو قبر میں اتارے۔ (مسند احمد، ابن مندہ)

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مردہ اپنے نہلانے والے کو پہچانتا اور اٹھانے والے کو قسمیں دیتا ہے اگر اسے آسائش اور پھولوں اور آرام کے باغ کا مژدہ ملا تو قسم دیتا ہے مجھے جلد لے چل اور اگر آب گرم کی مہمانی اور بھڑکتی آگ میں جانے کی خبر ملتی ہے قسم دیتا ہے مجھے روک رکھ۔ (ابوالحسن بن البراء کتاب الروضۃ)

پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب مردے کو جنازے پر رکھ کر تین قدم لے چلتے ہیں ایک کلام کرتا ہے جسے سب سنتے ہیں جنہیں خدا چاہے، سوا جن وانس کے۔ کہتا ہے اے بھائیو، اے نعش اٹھانے والو، تمہیں دنیا فریب نہ دے جیسا مجھے دیا اور تم سے نہ کھیلے جیسا مجھ سے کھیلی۔ اپنا ترکہ تو میں وارثوں کے لئے چھوڑ چلا اور بدلہ دینے والا قیامت میں مجھ سے جھگڑے گا اور حساب لے گا۔ تم میرے ساتھ چل رہے ہو اور اکیلا چھوڑ آؤ گے۔

(ابن ابی الدنیا کتاب القبور)

شہید کی بی بی

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کے لئے ایک جسم نہایت خوبصورت یعنی اجسام مثالیہ اترتا ہے اور اس کی روح کو کہتے ہیں اس میں داخل ہو، پس وہ اپنے پہلے بدن کو دیکھتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ کیا کرتے ہیں اور کلام کرتا ہے اور اپنے ذہن میں سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی باتیں سن رہے ہیں اور آپ جو انہیں دیکھتا ہے تو یہ گمان کرتا ہے کہ لوگ بھی اسے کچھ دیکھ رہے ہیں یہاں تک کہ حور عین سے اس کی بی بیاں آکر اسے لیجاتی ہیں۔ (ابن مندہ، ابن حبان) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۵۵، ۲۵۶]

مردے کا زندوں کو دیکھنا ثابت ہے

حدیث میں ہے جب مردہ مرتا ہے ایک فرشتہ اس کی روح ہاتھ میں لئے رہتا ہے، نہلاتے اٹھاتے وقت جو کچھ ہوتا ہے وہ سب دیکھتا جاتا ہے یہاں تک کہ فرشتہ اسے قبر تک پہنچا دیتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

دوسری حدیث میں ہے ہر مردہ جانتا ہے کہ اس کے بعد اس کے گھر والوں میں کیا ہو رہا ہے لوگ اسے نہلاتے ہیں، کفناتے ہیں اور وہ انہیں دیکھتا جاتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

ایک روایت میں ہے جو شخص مرتا ہے اس کی روح ملک الموت کے ہاتھ میں ہوتی ہے، لوگ اسے غسل و کفن دیتے ہیں

اور وہ دیکھتا ہے کہ اس کے گھر والے کیا کرتے ہیں، وہ ان سے بول نہیں سکتا کہ انہیں شور و فریاد سے منع کرے۔ (ابن ابی الدنیا)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو مردہ مرتا ہے اس کی روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ اپنے بدن کو دیکھتی ہے کیوں کر نہلایا جاتا ہے، کیوں کر کفن پہنایا جاتا ہے، کیوں کر قبر کی طرف لیکر چلتے ہیں۔

(ابن ابی الدنیا) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۵۷، ۲۵۸]

مردے کا اپنے احوال کو سننا

حدیث میں ہے ہر مردے کی روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ اپنے بدن کو دیکھتی جاتی ہے کیوں کر غسل دیتے ہیں، کس طرح کفن پہناتے ہیں، کیسے لیکر چلتے ہیں اور وہ جنازے پر ہوتا ہے کہ فرشتہ اس سے کہتا ہے سن تیرے حق میں بھلا یا برا کیا کہتے ہیں۔ (ابو نعیم)

دوسری حدیث میں ہے مردہ ہر چیز کو پہچانتا ہے یہاں تک کہ اپنے نہلانے والے کو خدا کی قسم دیتا ہے کہ آسانی سے نہلانا، اور یہ بھی فرمایا کہ اس جنازے پر کہا جاتا ہے کہ سن لوگ تیرے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ (ابن ابی الدنیا)

ایک روایت میں ہے روح ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ اسے جنازہ کے ساتھ لیکر چلتا اور اس سے کہتا ہے سن تیرے حق میں کیا کہا جاتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۵۷، ۲۵۸]

قبرستان میں رفع حاجت کی شناعت

مردے چونکہ زندوں کو دیکھتے بھی ہیں اور ان کی بات چیت اور ان کی پکار کو سنتے بھی ہیں اس لئے قبرستان میں قضائے حاجت کرنا ایسا ہے جیسا زندوں کے سامنے کرنا لہٰذا جس طرح زندوں سے شرم و حیا دامنگیر ہوتی ہے اسی طرح کا خیال مردوں کے بارے میں بھی ہونا چاہئے کہ وہ دیکھتے ہیں اور سنتے بھی ہیں۔ (مرتب)

حضرت عقبہ بن عامر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سا جانتا ہوں کہ قبرستان میں قضائے حاجت کو بیٹھوں یا بیچ بازار میں کہ لوگ دیکھتے جائیں، یعنی جس طرح بازار میں بیٹھنے سے لوگ دیکھیں گے اسی طرح قبرستان میں بھی مردے دیکھیں گے۔ (ابن ابی شیبہ، حاکم)

زندوں سے مردے کا جی بہلنا

زندوں کے آنے، پاس بیٹھنے، بات کرنے سے مردوں کے جی بہلتے ہیں ظاہر ہے کہ اگر مردے دیکھتے سنتے نہیں تو ان امور سے جی بہلنا کیسا۔

حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں قبر میں مردے کا زیادہ جی بہلنے کا وقت وہ ہوتا ہے جب اس کا کوئی پیارا زیارت کو آتا ہے۔ (شرح الصدور، شفاء السقام)

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی زیارت قبر کو جاتا اور وہاں بیٹھتا ہے میت کا دل اس سے بہلتا ہے اور جب تک وہاں سے اٹھے مردہ اس کا جواب دیتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا کتاب القبور)

صحیح مسلم شریف میں ہے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ بھی صحابی ہیں نزع میں فرمایا، جب مجھے دفن کر چکو مجھ پر تھم تھم کر، آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا، پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرے رہنا کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم ہو یہاں تک کہ میں تم سے انس حاصل کروں اور جان لوں کہ اپنے

رب کے رسولوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (مسلم)

قبر پر بیٹھنے کی ممانعت

بعض جگہ لوگ قبروں پر بیٹھتے ہیں، تکیہ لگاتے ہیں، تاش اور جوا کھیلتے ہیں، جانور باندھتے ہیں، اور قبرستان میں کھیل تماشا یا کام کاج کرتے ہیں اور مسلمانوں کی قبروں کا کچھ ادب واحترام نہیں کرتے حالانکہ ان حرکات سے مردوں کو تکلیف ہوتی ہے وہ ایذا پاتے ہیں، ان چیزوں سے حدیث میں سخت تاکید کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ (مرتب)

(۱) عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا اس قبر والے کو ایذا نہ دے۔ (مسند احمد)

(۲) دوسری روایت میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا فرمایا او قبر والے قبر سے اتر آ، نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے، نہ وہ تجھے۔ (حاکم، طبرانی)

(۳) ابوقلابہ بصری روایت کرتے ہیں کہ میں ملک شام سے بصرہ کو جاتا تھا رات کو خندق میں اترا، وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی، پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا، جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا کہ مجھ سے گلہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے شخص تو نے مجھے رات بھر ایذا دی۔ (ابن ابی الدنیا)

(۴) ابن مینا تابعی روایت کرتے ہیں میں مقبرے میں گیا دو رکعت پڑھ کر لیٹ رہا، خدا کی قسم میں خوب جاگ رہا تھا کہ سنا کوئی شخص قبر میں سے کہتا ہے اٹھ کہ تو نے مجھے اذیت دی۔ پھر کہا کہ تم عمل کرتے ہو اور ہم نہیں کرتے، خدا کی قسم اگر تیری طرح دو رکعت میں بھی پڑھ سکتا مجھے تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہوتا۔ (دلائل النبوۃ)

(۵) ابن تخیمرہ روایت کرتے ہیں اگر میں تپائی ہوئی بھال پر پاؤں رکھوں کہ میرے قدم سے پار ہو جائے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ کسی قبر پر پاؤں رکھوں، پھر فرمایا ایک شخص نے قبر پر پاؤں رکھا جاگتے میں سنا کہ کہتا ہے اے شخص الگ ہٹ مجھے ایذا نہ دے۔ (ابن مندہ)

(۶) ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مردے کی ہڈی توڑنی اور اسے ایذا دینی ایسی ہے جیسی زندہ کی ہڈی توڑنی، یعنی درد پہنچنے میں زندہ و مردہ دونوں برابر ہیں۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد)

(۷) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مسلمان کو بعد موت ایذا دینی ایسی ہے جیسے زندگی میں اسے تکلیف پہنچانی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

(۸) سعید بن منصور اپنے سنن میں راوی، کسی نے اس جناب سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا مجھے جس طرح مسلمان زندہ کی ایذا ناپسند ہے یوہیں مردہ کی۔ (سنن سعید بن منصور) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱]

مردوں پر آواز کے ساتھ رونا

زندوں کے چلانے سے مردے کو صدمہ ہوتا ہے، چلا کر رونے کی احادیث میں ممانعت آئی ہے۔ (مرتب)

ابوالربیع روایت کرتے ہیں میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ میں تھا کسی کے چلانے کی آواز

سنی، آدمی بھیج کر اسے خاموش کرا دیا، میں نے عرض کی اے ابو عبد الرحمن آپ نے اسے کیوں چپایا، فرمایا اس سے مردے کو ایذا ہوتی ہے یہاں تک کہ قبر میں جائے۔ (مسند احمد)

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث مشہور میں فرمایا کہ زندوں کے رونے سے مردے پر عذاب ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ایک جنازے میں کچھ عورتیں دیکھیں، ارشاد فرمایا پلٹ جاؤ گناہ سے بوجھل، ثواب سے او جھل، تم زندوں کو فتنے میں ڈالتی اور مردوں کو اذیت دیتی ہو۔ (سنن سعید بن منصور)

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ کفن اچھا دو اور چلا کر رونے، یا اسکی وصیت میں دیر لگانے، یا قطع رحم کرنے سے اپنی میت کو ایذا نہ پہنچاؤ اور اس کا قرض جلد ادا کرو اور اسے برے ہمسایہ سے الگ رکھو، یعنی کفار و مشرکین اور اہل بدعت و فسق کی قبروں کے پاس دفن نہ کرو۔ (دیلمی، ابن مندہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۶۰، ۲۶۱]

مردوں کا سننا پہچاننا، سلام کا جواب دینا

مردے اپنے زائرین کو پہچانتے اور ان کا سلام سنتے اور انہیں جواب دیتے ہیں۔

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا اور سلام کرتا ہے اگر وہ اسے دنیا میں پہچانتا تھا اب بھی پہچانتا اور جواب سلام دیتا ہے۔ (ابن عبد البر)

حدیث: جب آدمی ایسی قبر پر گزرتا ہے جس سے دنیا میں شناسائی تھی اور اسے سلام کرتا ہے میت جواب سلام دیتا اور اسے پہچانتا ہے اور جب ایسی قبر پر گزرتا ہے جس سے جان پہچان نہ تھی اور سلام کرتا ہے میت اسے جواب سلام دیتا ہے۔

(ابن ابی الدنیا، بیہقی، خطیب)

یعنی مردے ایسا جواب نہیں دیتے جو زندے سن لیں ورنہ وہ ایسا جواب تو دیتے ہیں جو ہمارے سننے میں نہیں آتا۔

حدیث: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مصعب بن عمیر اور ان کے ساتھیوں کی قبور پر ٹھہرے اور فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت تک جو ان پر سلام کرے گا جواب دیں گے۔

(طبرانی اوسط) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۶۲، ۲۶۳]

مردے کا زائر کو پہچاننا

موت کے بعد انسان کی سماعت و بصارت بڑھ جاتی ہے وہ اپنے زائر کو دیکھتا اور پہچانتا ہے۔ (مرتب)

عطاف مخزومی کی خالہ روایت کرتی ہیں، ایک دن میں نے قبر سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نماز پڑھی، اس وقت جنگل بھر میں کسی آدمی کا نام و نشان نہ تھا، بعد نماز مزار مطہر پر سلام کیا جواب آیا، اور اس کے ساتھ یہ فرمایا جو میری قبر کے نیچے سے گزرتا ہے میں اسے ایسا پہچانتا ہوں جیسا یہ پہچانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا اور جس طرح رات اور دن کو پہچانتا ہوں۔ (ابن ابی الدنیا، بیہقی دلائل)

حضرت محمد بن واسع روایت کرتے ہیں کہ مردے اپنے زائروں کو جانتے ہیں جمعہ کے دن اور ایک دن اس سے پہلے اور ایک دن اس سے بعد۔ (شعب الایمان)

یعنی برکت جمعہ کے سبب ان تین دنوں میں ان کے علم و ادراک کو زیادہ وسعت دیتے ہیں جو معرفت و شناسائی، انہیں

ان روزوں میں ہوتی ہے اور دنوں سے زیادہ ہے، نہ یہ کہ صرف یہی تین دن علم وادراک کے ہوں۔

مردوں کا آواز سننا

مردے جس طرح زندوں کا سلام سنتے اور جواب دیتے ہیں اسی طرح دوسرے کلام اور آوازوں کو بھی سنتے ہیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مردہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور لوگ دفن کر کے پلٹتے ہیں بیشک وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

حدیث: مردہ جوتیوں کی پچل سنتا ہے جب لوگ اسے پیٹھ دیکر پھرتے ہیں۔ (ابوداؤد، مسند احمد)

حدیث: جب مردہ دفن ہوتا ہے اور لوگ واپس آتے ہیں وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ (طبرانی)

حدیث: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے وہ لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے جب اس کے پاس سے پلٹتے ہیں۔ (شرح السنہ، کتاب الزہد ہناد)

حدیث: مردہ یقیناً تمہارے جوتوں کی پچل اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز سنتا ہے جب تم اس کی طرف پیٹھ پھیر کر چلتے ہو۔ (تفسیر جویبر)

حدیث: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک جنازہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب حاضر تھے جب اس کے دفن سے فارغ ہوئے اور لوگ پلٹے حضور نے ارشاد فرمایا اب وہ تمہاری جوتیوں کی آواز سن رہا ہے۔

(طبرانی، ابن مردویہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۶۴، ۲۶۵]

کفار بدر کے مقتولین سے حضور کا خطاب

مسلمان مردے تو زندوں کی آواز اور سلام وکلام سنتے ہی ہیں کافر مردے کو بھی سننے کی قوت وصلاحیت دی جاتی ہے۔ (مرتب)

صحیح مسلم شریف میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں کفار بدر کی قتل گاہیں دکھاتے تھے کہ یہاں فلاں کافر قتل ہوگا اور یہاں فلاں، جہاں جہاں حضور نے بتایا تھا وہیں وہیں ان کی لاشیں گریں، پھر بحکم حضور وہ جیفے ایک کنویں میں بھر دیئے گئے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور نام بنام ان کفار لئام کو ان کا اور ان کے باپ کا نام لیکر پکارا اور فرمایا، تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ خدا اور رسول نے تمہیں دیا تھا کہ میں نے تو پالیا جو حق وعدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا، امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ حضور ان جسموں سے کیوں کر کلام کرتے ہیں جن میں روحیں نہیں، فرمایا جو میں کہہ رہا ہوں اسے کچھ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر انہیں یہ طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں۔ (مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہ بدر پر تشریف لے گئے جس میں کفار کی لاشیں پڑی تھیں، پھر فرمایا تم نے پایا جو تمہارے رب نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا یعنی عذاب، کسی نے عرض کی حضور مردوں کو پکارتے ہیں ارشاد فرمایا تم کچھ ان سے زیادہ سننے والے نہیں پر وہ جواب نہیں دیتے۔ (بخاری)

ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین دن بعد اس کوئیں پر تشریف لے گئے اور عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے جواب میں فرمایا قسم اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں جو فرما رہا ہوں اس کے سننے میں تم اور وہ برابر ہو مگر وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (مسلم)

ایک روایت میں یہ فرمایا کہ جیسا تم سنتے ہو ویسا ہی وہ بھی سنتے ہیں مگر جواب نہیں دیتے۔

(طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۶۷، ۲۶۸]

ایک پارسا جوان کا قصہ

عہد فاروقی میں ایک جوان عابد تھا، امیر المومنین اس سے بہت خوش تھے، دن بھر مسجد میں رہتا، بعد عشا باپ کے پاس جاتا، راہ میں ایک عورت کا مکان تھا وہ اس پر عاشق ہوگئی ہمیشہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی جوان نظر نہ فرماتا، ایک شب قدم نے لغزش کی۔ ساتھ ہولیا دروازے تک گیا، جب اندر جانا چاہا خدا یاد آیا اور بے ساختہ یہ آیت کریمہ زبان سے نکلی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَآئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ۔ (الاعراف، ۲۰۱)

ڈر والوں کو جب کوئی جھپٹ شیطان کی پہنچتی ہے خدا کو یاد کرتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

آیت پڑھتے ہی غش کھا کر گرا، عورت نے اپنی کنیز کے ساتھ اٹھا کر اس کے دروازے پر ڈال دیا، باپ منتظر تھا آنے میں دیر ہوئی، دیکھنے نکلا، دروازے پر بیہوش پڑا پایا، گھر والوں کو بلا کر اندر اٹھوایا، رات گئے ہوش آیا، باپ نے حال پوچھا، کہا خیر ہے، کہا بتادے، ناچار قصہ کہا، باپ بولا جان پدر، وہ آیت کونسی ہے جوان نے پھر پڑھی پڑھتے ہی غش آیا، جنبش دی مردہ پایا، رات ہی کو نہلا کفنا کر دفن کر دیا، صبح کو امیر المومنین نے خبر پائی باپ سے تعزیت اور خبر نہ دینے کی شکایت کی، عرض کی یا امیر المومنین رات تھی، پھر امیر المومنین ہمراہیوں کو لیکر قبر پر تشریف لے گئے اور جوان کا نام لیکر فرمایا اے فلاں جو اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے کا ڈر کرے اس کے لئے دو باغ ہیں، جوان نے قبر میں سے آواز دی اے عمر مجھے میرے رب نے یہ دولت عظمیٰ جنت میں دو بار عطا فرمائی۔ (ابن عساکر) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۷۲]

❁❁❁

عرس و فاتحہ

عرس و فاتحہ کا اہتمام بزرگان دین کے ارواح کو ایصال ثواب کا ایک ذریعہ ہے اور عامۂ مومنین کی روحوں کو بھی قرآن پاک وغیرہ پڑھ کر ثواب پہنچایا جاتا ہے۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ بلاشبہ جائز و مستحسن ہے، یہ عرس و فاتحہ صرف ایصال ثواب ہی نہیں بلکہ بزرگان دین کی ارواح طیبات سے فیوض و برکات حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے، فاتحہ کا اہتمام والصرام اپنے گھر پر کیا جائے یا بزرگان دین کے مزارات مقدسہ کے پاس، دونوں صورتیں جائز ہیں، جس کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے وہ اگر باکمال ہستی ہے تو اس کے درجات بلند ہوتے ہیں اور اگر وہ باکمال نہیں بلکہ عام مومن یا گنہگار ہے، تو اس سے اسکے عذاب و عقاب میں تخفیف و کمی ہوتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ (مرتب)

فاتحہ کا ثبوت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ جواز فاتحہ کے ثبوت سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

فاتحہ ولانا شریعت میں جائز ہے۔ جس طرح مدارس، خانقاہیں اور مسافر خانے بنائے جاتے ہیں اور سب مسلمان ان کو فعل ثواب سمجھتے ہیں، کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ نبی ﷺ نے اس طرح بنائے یا بنوائے تھے؟ یا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ فاتحہ جس طرح اب دی جاتی ہے جس میں قرآن مجید اور کھانے دونوں کا ثواب میت کو پہنچاتے ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور جب ممانعت کا ثبوت نہیں دے سکتا اور بیشک ہرگز نہیں دے سکتا تو جس چیز سے اللہ و رسول نے منع نہ فرمایا دوسرا جو منع کرے گا اپنے دل سے شریعت گڑھے گا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۲۶]

ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ نیک اعمال کا مردہ کو ثواب پہنچتا ہے، اور یہ بھی حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ ثواب پا کر خوش ہوتا ہے اور ثواب پہنچنے کا منتظر رہتا ہے تو قرآن شریف اور کلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب پہنچانا اچھی بات ہے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۹۳]

کھانے یا پینے کی چیز رکھ کر اس پر قرآن وغیرہ پڑھ کر بھی ثواب پہنچایا جاسکتا ہے یہ بات حدیث سے ثابت ہے۔ (مرتب)

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ میری ماں نے انتقال کیا تو کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی، انہوں نے کنواں کھود کر کہا یہ مادر سعد کے لئے ہے۔ (ابوداؤد)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ کنواں تیار ہو جانے پر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ الفاظ کہے۔ (لہٰذا کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے۔ (مرتب) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۹۴]

فاتحہ کا ثواب حق ہے

ہر وہ بات جس میں محبوبان خدا کی تعظیم و تکریم ہو یا وہ بات جو میت مسلم کے حق میں فائدہ سے متعلق ہو وہابیہ و دیوبندیہ اس پر شرک و بدعت کے فتوے داغتے ہیں خواہ وہ ائمہ کرام و اقوال سلف سے ثابت ہو یا حدیث ہی میں کیوں نہ ہو۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن وغیرہ پڑھ کر اگر مردوں کو

ایصال ثواب کیا جائے یا آدمی اپنی زندگی ہی میں قرآن پڑھوالے تو اس کا ثواب ارواح میت کو پہنچتا ہے امام اعظم وغیرہ کا مذہب و مسلک یہی ہے۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ انتہائی پرجلال انداز میں فرماتے ہیں:

بیشک زندوں کا مردوں کے لئے دعا کرنا اور ان کی طرف سے صدقہ دینا مردوں کو نفع دیتا ہے۔ معتزلہ گمراہ فرقہ اس میں مخالف ہے۔ اور اصل اس میں یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک آدمی اپنے ہر عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے، نماز ہو یا روزہ، یا حج یا صدقہ یا کچھ، امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک یہ سب جائز ہے اور میت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔

یہ مذہب ہے امام اعظم کا، اگر اس میں کوئی ثبوت دیدے کہ امام نے قرآن مجید اور کھانے کا ثواب پہنچانا جائز تو فرمایا لیکن کھانا آگے رکھنے کو منع فرمایا ہے، میت کے لئے دعا تو جائز فرمائی ہے لیکن اس میں ہاتھ اٹھانا منع فرمایا ہے تو اسے دوسو روپے انعام دیئے جائیں گے۔

نیز دیوبند وغیرہ وہابی مدارس میں جو نصاب تعلیم ہے اور سالانہ جلسے طرز معلوم کے لئے امتحان، اور ان کے نمبر اور رودادیں چھاپنا اور کتابیں چھاپ کر بیچنا، اور ان پر کمیشن کاٹنا اگر کوئی عالم اس کا ثبوت دے کہ امام اعظم نے ان باتوں کا حکم دیا ہے تو سو روپیہ انعام پائے گا۔ [فتاویٰ رضویہ ج۱۱، ص۷۷]

ایک دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

اموات مسلمین کے نام پر کھانا پکا کر ایصال ثواب کے لئے تصدق کرنا بلاشبہ جائز و مستحسن ہے اور اس پر فاتحہ سے ایصال ثواب دوسرا مستحسن ہے اور دو چیزوں کا جمع کرنا زیادت خیر ہے۔ اور پانی سے بھی ایصال ثواب کر سکتے ہیں بلکہ حدیث میں ہے:

"سب سے بہتر صدقہ پانی ہے"

پانی پلانے کا ثواب

ایک حدیث میں ہے جہاں پانی نہ ملتا ہو کسی کو پانی پلانا ایک جان کو زندہ کرنے کی مثل ہے، اور جہاں پانی ملتا ہو وہاں پانی پلانا غلام آزاد کرنے کی مثل ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۴، ص۲۱۴]

ایصال ثواب کا افضل طریقہ

ایک آیت یا کلمہ طیبہ کا ثواب چند اموات کو بخشنے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل کے کرم عمیم و فضل عظیم سے امید ہے کہ سب کو پورا پورا ثواب ملے گا اگرچہ ایک آیت یا درود یا کلمہ طیبہ کا ثواب آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے تمام مومنین و مومنات احیا و اموات کے لئے ہدیہ کرے، علمائے اہل سنت سے ایک جماعت نے اسی پر فتویٰ دیا۔

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ وسعت فضل الٰہی کے لائق یہی ہے، اور ہر شخص کو افضل یہی کہ جو عمل صالح کرے اس کا ثواب اولین و آخرین، احیاء و اموات تمام مومنین و مومنات کے لئے ہدیہ بھیجے سب کو ثواب پہنچے گا اور اسے ان سب کے برابر اجر ملے گا۔

امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے مروی ہے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو

مقابر پر گزرے اور قل ھو اللہ گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب اموات کو بخشے تمام اموات کے عدد کے برابر ثواب پائے۔

(دار قطنی، طبرانی، دیلمی) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۹۸]

تاریخ اعراس کی تعیین میں مصلحت؟

بزرگان دین کے اعراس کی تاریخ متعین کرنے میں مصلحت یہ ہے کہ اولیائے کرام کی ارواح طیبہ کو ان کے وصال شریف کے دن قبور کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے، چنانچہ وہ وقت جو خاص وصال کا ہے اخذ برکات کے لئے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

[الملفوظ سوم، ص ۳۶]

اپنے لئے اپنی زندگی میں ثواب کا کام

آدمی اپنی زندگی میں ایصال ثواب کرسکتا ہے، محتاجوں کو چھپا کر دے، یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اغنیاء و برادری کی دعوت ہوتی ہے، ایسا نہ کرنا چاہئے۔

چھپا کر دینا محتاجوں کو اعلیٰ و افضل ہے۔

حدیث میں ارشاد فرمایا چھپا کر صدقہ دینا بری موت سے بچاتا ہے اور رب العزت جل جلالہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ (کنز العمال)

زندگی میں اپنے واسطے صدقہ کرنا بعد موت کے صدقہ سے افضل ہے۔

حدیث میں ارشاد فرمایا افضل صدقہ یہ ہے کہ تو تصدق کرے اس حال میں کہ تو تندرست ہو اور مال پر حریص، خواہشمند سے دولت کی تمنا رکھتا ہو اور محتاجی سے ڈرتا ہو یہ نہ ہو کہ جب دم گلے میں اٹکے اس وقت کہے کہ فلاں کو اتنا، فلاں کو اتنا، کہ اب تو فلاں کے لئے ہو ہی چکا۔ (بخاری) [الملفوظ سوم، ص ۵۲]

"تبارک" کی مقدار، اور اس سے مقصود

تبارک سے مقصود ایصال ثواب ہے اور شریعت میں اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں جتنا ہو اور جب ہو، پاک مال اور خالص نیت سے اللہ کے لئے ہو، مرنے کے بعد ہو یا زندگی میں، ہر سال کریں، یا ایک ہی سال کوئی حرج نہیں بلکہ مقرر کر کے موقوف کرنا نہیں چاہئے۔

تبارک کے فائدے

اس کے فوائد بے شمار ہیں، اس میں سورۂ تبارک شریف پڑھی جاتی ہے، اس سورۂ کریمہ کی برابر عذاب قبر سے بچانے والی اور راحت پہنچانے والی کوئی چیز نہیں، اگر اس کے پڑھنے والے کے پاس ملائکہ عذاب آنا چاہتے ہیں تو ان کو روکتی ہے، وہ دوسری طرف سے آنا چاہتے ہیں تو ادھر حائل ہوتی ہے اور فرماتی ہے کہ اس کے پاس نہ آؤ یہ مجھے پڑھتا تھا، فرشتے عرض کرتے ہیں ہم اس کے حکم سے آئے ہیں جس کا تو کلام ہے۔ تو فرماتی ہے کہ ٹھہر جاؤ جب تک میں واپس نہ آؤں اس کے پاس نہ آنا اور بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر اپنے پڑھنے والے کی مغفرت کے لئے ایسا جھگڑتی ہے کہ مخلوق کو ایسا جھگڑنے کی طاقت نہیں انتہا یہ کہ اگر مغفرت میں تاخیر ہوتی ہے عرض کرتی ہے وہ مجھے پڑھتا تھا اور تو نے اسے نہ بخشا اگر میں تیرا کلام نہیں تو مجھے اپنی کتاب سے چھیل دے۔ اس پر ارشاد باری ہوتا ہے جا ہم نے اسے بخشا۔ وہ فوراً جنت میں جاتی ہے اور وہاں سے ریشمی کپڑے اور آرام تکیے اور پھول اور خوشبوئیں لیکر قبر

میں آتی ہے اور فرماتی ہے مجھے آنے میں دیر ہوئی تو گھبرایا تو نہ تھا، پھر بچھونے بچھاتی اور تکیہ لگاتی ہے فرشتے بحکم رب العلمین واپس جاتے ہیں۔ [الملفوظ اول، ص ۸۱،۸۲]

تبارک کس چیز پر ہو اور اس کی اصل کیا ہے؟

تبارک کی اصل ایصال ثواب ہے، جس کا حکم احادیث کثیرہ میں ہے اور خاص سورۂ تبارک الذی کی تخصیص اس لئے ہے کہ صحیح حدیثوں میں اسے عذاب قبر سے بچانے والی، نجات دینے والی فرمایا، جس شئی پر کرنے میں محتاج کی حاجت روائی زیادہ ہو اس میں ثواب زیادہ ہے، ایام قحط میں کھانے پر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ فقیر (امام احمد رضا بریلوی) کے یہاں کھانے پر ہوتی ہے۔ کپڑے کے جوڑوں، کبھی روپوں پر موافق حالت برادران مساکین مسلمین کے جو مناسب سمجھا گیا، کیا جاتا ہے، کھانا ہو یا کپڑے یا دام دینا، سب سے پہلے اپنے عزیزوں، قریبوں کا حق ہے جو حاجتمند ہوں پھر ہمسایوں، پھر یتیم، بیوہ، مساکین مسلمانان اہل شہر کا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۰۸]

میت کے یہاں کا کھانا

طعام میت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

میت کے یہاں جو لوگ جمع ہوتے ہیں اور ان کی دعوت کی جاتی ہے اس کھانے کی تو ہر طرح ممانعت ہے۔ اور بغیر دعوت کے جمعراتوں، چالیسویں، چھ ماہی، برسی میں جو بھاجی کی طرح اغنیاء کو بانٹا جاتا ہے وہ بھی اگرچہ بے معنی ہے مگر اس کا کھانا منع نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ غنی نہ کھائے اور فقیر کو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ وہی اس کے مستحق ہیں، اور ان سب احکام میں وہ جس نے اپنی موت اپنی حیات میں کر دی اور جس نے نہ کی سب برابر ہیں۔ اور اپنے یہاں موت ہو جائے تو اپنا کھانا کھانے کی کسی کو ممانعت نہیں اللہ کے لئے فقیروں کو، جب اور جو کچھ دیا جائے ثواب ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۷۷]

میت کے یہاں کھانے سے متعلق ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

طعام تین قسم ہے۔

- ایک وہ کہ عوام ایام موت میں بطور دعوت کرتے ہیں یہ ناجائز و ممنوع ہے، اغنیاء کو اس کا کھانا جائز نہیں۔
- دوسرے وہ طعام کہ اپنے اموات کو ایصال ثواب کے لئے بہ نیت تصدق کیا جاتا ہے، فقراء اس کے لئے زیادہ مستحق ہیں مالداروں کو نہ چاہئے۔

نیاز کا کھانا

- تیسرے وہ طعام کہ حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی ارواح طیبات کے نذر کیا جاتا ہے اور فقراء و اغنیاء سب کو بطور تبرک دیا جاتا ہے یہ سب کو بلا تکلف روا ہے اور وہ ضرور باعث برکت ہے، برکت والوں کی طرف جو چیز نسبت کی جاتی ہے اس میں برکت آجاتی ہے جو مسلمان اس کھانے کی تعظیم کرتے ہیں وہ اس میں درستگی پر ہیں۔

ائمہ دین نے بسند صحیح روایت فرمایا کہ صوفیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک مجلس سماع میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر کا ایک پیالہ چاول رکھا ہوا تھا، حالت وجد میں ایک صاحب کا پاؤں اس سے لگ گیا فوراً رب العزت جل وعلا نے ان کا حال ولایت سلب فرمالیا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۱۴]

تیجہ، دسواں، چالیسواں کے چنے

تیجہ دسواں اور چالیسواں وغیرہ کے چنے سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:
یہ چیز غنی نہ لے فقیر لے اور وہ جوان کا منتظر رہتا ہے، ان کے نہ ملنے سے ناخوش ہوتا ہے اس کا قلب سیاہ ہوتا ہے، مشرک یا چمار کو اس کا دینا گناہ ہے، فقیر لیکر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں اور لے لئے ہوں تو مسلمان فقیر کو دیدے، یہ حکم عام فاتحہ کا ہے، نیاز اولیاء کرام، طعام موت نہیں وہ تبرک ہے فقیر و غنی سب لیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۲۵]

شب برأت کی فاتحہ

بزرگان دین کی ارواح کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے خواہ تاریخ و دن کی تعیین کے ساتھ ہو یا بغیر تعیین کے دونوں صورتیں جائز ہیں اسی طرح شب برأت کی فاتحہ جائز ہے چاہے اسی رات کو یا اس کے بعد، دن اور تاریخ کو اس لئے متعین کیا جاتا ہے تا کہ لوگوں کو یاد رہے مگر کچھ منکرین تعیین تاریخ کے ساتھ فاتحہ اور ایصال ثواب کو منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے حالانکہ عرف و رواج کے حساب سے تاریخ کا تعین کیا جاتا ہے اس پر شریعت مطہرہ میں کوئی ممانعت نہیں آئی ہے کسی چیز کا شریعت میں منع نہ ہونا ہی اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے لہٰذا شب برأت میں حلوہ یا دوسری شیرینی پر فاتحہ دینا بلاشبہ جائز ہے اصل مقصود اس سے ایصال ثواب ہے۔ (مرتب)

شب برأت کی فاتحہ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

شریعت اسلامیہ میں، ایصال ثواب کی اصل ہے اور صدقات مالیہ کا ثواب باجماع اہل سنت پہنچتا ہے اور عرفی طور پر دن اور تاریخ کی تخصیص کو حدیث نے جائز فرمایا ہے۔ منع کرنے والے اسے بے دلیل شرعی منع کرتے ہیں، ان سے پوچھے تم جو منع کرتے ہو آیا اللہ و رسول نے منع کیا ہے یا اپنی طرف سے کہتے ہو اور اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے تو دکھاؤ کونسی آیت و حدیث میں ہے کہ حلوا ممنوع ہے، یا شب برأت میں ممنوع ہے، یا حضرت سید الشہداء حمزہ، یا حضرت خیر التابعین اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس کا ثواب پہنچانا ممنوع ہے، یا اعزہ و احباء میں اس کا تقسیم کرنا ممنوع ہے۔ اور جب نہیں دکھا سکتے تو جو بات اللہ و رسول نے نہیں فرمائی تم اس کے منع کرنے والے کون۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۹۱]

شب برأت کے حلوہ وغیرہ سے متعلق ایک اور سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

حلوہ وغیرہ پکانا، فقراء پر تقسیم کرنا، احباب کو بھیجنا جائز ہے، اللہ کے فضل و نعمت پر خوشی کرنے کا قرآن مجید میں حکم ہے، جائز خوشی ناجائز نہیں۔ آتشبازی اسراف و گناہ ہے، دن کی تعیین میں جرم نہیں جبکہ کسی غیر واجب شرعی کو واجب شرعی نہ جانے، بدعت کہنے والے خود بدعت میں ہیں، قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ جو کچھ قرآن و حدیث نے منع نہ فرمایا اس سے منع کرنے والا بدعتی ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۳۰]

فاتحہ رضویہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:
فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے جو کچھ قرآن مجید و درود شریف سے ہو سکے پڑھ کر ثواب نذر کرے، ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ

- سات بار درود غوثیہ

- پھر ایک ایک بار الحمد شریف وآیۃ الکرسی
- پھر سات بار سورہ اخلاص
- پھر تین بار درود غوثیہ

درود غوثیہ یہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

اور فقیر (اعلیٰ حضرت) اتنا زائد کرتا ہے

وَعَلٰى آلِهِ الْكِرَامِ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ وَاُمَّتِهِ الْكَرِيْمَةِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۳۵۱]

''فاتحہ'' اور ''نذر و نیاز''

مسلمانوں کو دنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے وغیرہ کے ساتھ پہنچاتے ہیں عرف میں اسے فاتحہ کہتے ہیں کہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔اولیائے کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔

فاتحہ میں ثواب پہنچانے کا طریقہ

سورۂ فاتحہ وآیۃ الکرسی ایک ایک بار، سورۂ اخلاص تین بار، یا سات بار، یا گیارہ بار، اول آخر ۳/۳ بار یا زائد بار درود شریف پڑھیں۔
اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر عرض کرے کہ الٰہی میرے اس پڑھنے (اور اگر کھانا کپڑا وغیرہ بھی ہوں تو ان کا نام بھی شامل کرے اور اس پڑھنے اور ان چیزوں کے دینے) پر جو ثواب مجھے عطا ہوا سے میرے عمل کے لائق نہ دے، اپنے کرم کے لائق عطا فرما، اور اسے میری طرف سے فلاں ولی اللہ مثلاً حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں نذر پہنچا، اور ان کے آباء کرام، مشائخ عظام، اولاد امجاد، مریدین و محبین، اور میرے ماں باپ اور فلاں، فلاں اور سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے روز قیامت تک جتنے مسلمان ہو گزرے یا موجود ہیں یا قیامت تک ہوں گے سب کو عطا فرما۔ [احکام شریعت اول، ص۱۳۱]

''بارہویں شریف'' اور گیارہویں شریف

حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ کے حسین و جمیل موقع پر بارہویں شریف کے نام سے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر گیارہویں شریف کی فاتحہ کا اہتمام وانعقاد کرنا بلاشبہ جائز و مستحب ہے، اسی طرح بزرگان دین واولیاء کرام کے نام پر ایصال ثواب کرنا جائز ودرست اور باعث برکت وسعادت ہے۔ (مرتب)

گیارہویں شریف سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

گیارہویں شریف اپنے مرتبہ فردیت میں مستحب ہے اور مرتبۂ اطلاق میں کہ ایصال ثواب ہے سنت ہے اور سنت سے مراد سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور یہ سنت قولیہ مستحبہ ہے، اور یہاں گیارہویں شریف کو منع کرنے والے نہیں مگر وہابی یا رافضی۔ [فتاویٰ رضویہ ج۴، ص۴۲۴]

❁❁❁

ذکر میلاد اور قیام وسلام

جو چیز شریعت میں منع نہیں وہ کسی کے کہنے سے منع نہیں ہو سکتی بلکہ شریعت میں کسی چیز کا منع نہ ہونا ہی اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے، ذکر میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس وقت قیام وسلام سب جائز و مستحسن ہے، ان باتوں سے شریعت میں کہیں پر منع وارد نہیں۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی ایمان افروز تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

ولادت اقدس پر خوشی منانے کا حکم قرآنی

مسلمانوں کو جمع کر کے ذکر ولادت اقدس وفضائل عالیہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنانا، ولادت اقدس کی خوشی کرنی، اس میں حاضرین کو کھانا یا شیرینی تقسیم کرنی بلا شبہ جائز و مستحب ہے، میلاد مبارک کی خوشی میں مکان وغیرہ کو سجانا جائز ہے کیوں کہ جائز زینت فی نفسہ جائز ہے اور ولادت شریفہ کی فرحت وشادمانی کی نیت سے ذکر انور کی تعظیم قطعاً مستحب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''آپ فرماؤ کہ: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی کی جائے''۔ (یونس، ۵۸)

اور فرماتا ہے:

''اپنے رب کی نعمتوں کا چرچا کرو''۔ (الضحیٰ، ۱۱)

''لوگوں کو اللہ کے دن یاد دلاؤ''۔ (ابراہیم، ۵) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۶۴]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ان آیات کو پیش کرنے کے بعد ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

اللہ کا کونسا فضل ورحمت، کونسی نعمت اس حبیب کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے؟ تمام نعمتیں، تمام رحمتیں، تمام برکتیں اسی کے صدقے میں عطا ہوئیں اللہ کا کونسا دن اس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور پر نور کے دن سے بڑا ہے۔ تو بلا شبہ قرآن کریم ہمیں حکم دیتا ہے کہ ولادت اقدس پر خوشی کرو، مسلمانوں کے سامنے اسی کا چرچا خوب زور شور سے کرو اسی کا نام مجلس میلاد ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۶۸]

جشن ولادت طیبہ مستحب اور ماتم وفات ممنوع

اسلام میں کسی غم کی یادگار منانا جائز نہیں کیوں کہ غم کی یادگار منانے میں کوئی بھلائی اور خوبی نہیں ہے، اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم وضروری ہوتی، دیکھو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ماہ ولادت وماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے، پھر علمائے امت وحامیان سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس بنایا۔ حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لئے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لئے خیر۔

مجمع بحار الانوار میں ہے:

ماہ مبارک ربیع الاول خوشی وشادمانی اور سرچشمۂ انوار ورحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمان ظہور ہے، ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اس میں خوشی ظاہر کریں تو ہم اسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے اور بیشک علمانے تصریح کی ہر سال جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے۔ مکروہ ہے اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی اصل نہیں، اور اولیاء کرام کے عرسوں میں نام ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پرنور سید الاصفیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملے میں اسے کیوں کر پسند کر سکتے ہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۶۳]

بعض محافل مولود میں حضور کا جلوہ افروز ہونا

● امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مجھے ثقہ صالحین نے خبر دی کہ انہوں نے بارہا حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجلس میلاد شریف وجلسہ ختم قرآن عظیم وبعض احادیث میں مشاہدہ کیا۔

● نیز امام ممدوح فرماتے ہیں:
بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو اجازت ہے کہ آسمان وزمین کی سلطنت الٰہی میں تصرف فرمانے کے لئے اپنے مزارات طیبہ سے باہر تشریف لے جائیں۔

● امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں:
ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس بارہا ستر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے حضور عین نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تو بلند و بالا ہے۔

● ملا علی قاری فرماتے ہیں:
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔
یہ کہنا کہ مجلس مبارک میں تجلی خاص فرماتے ہیں یہ ان کے کرم پر ہے ہر جگہ ضرور نہیں، اور جس ذلیل سے ذلیل بندے کو نوازیں کچھ دور نہیں۔

ایک حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب مسلمان کا انتقال ہوتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جاتا ہے۔ (مسند احمد، حاکم مستدرک) [فتاویٰ رضویہ ج۱۱ ص۸۲]

جب ایک عام مسلمان کو انتقال کے بعد آزادی ملتی ہے تو انبیائے کرام اور سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے تصرفات واختیارات کا اندازہ کون کر سکتا ہے، انہیں مزارات طیبہ سے باہر تشریف لیجانے کی اجازت دی گئی ہے۔ (مرتب)

ذکر رسول، ذکر خدا

مجلس میلاد سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں: مجلس میلاد مبارک کہ روایات صحیحہ سے ہو اور جو اشعار پڑھے مطابق شرع ہوں اور الحان سے پڑھنے والے مرد غیر امرد ہوں مسجد میں بھی جائز ہے کہ مساجد ذکر الٰہی کے لئے بنیں اور نبی ﷺ کا ذکر بھی ذکر الٰہی ہے۔

حدیث میں ہے رب عزوجل آیت کریمہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے نزول کے بعد، کہ ہم نے بلند کیا تمہارے لئے تمہارا ذکر، جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کو خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھیج کر ارشاد فرمایا:
جانتے ہو میں نے تمہارا ذکر تمہارے لئے کیوں کر بلند فرمایا:

حضور نے عرض کی تو خوب جانتا ہے۔

فرمایا میں نے تمہیں اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

(الشفاء)[فتاوٰی رضویہ ج ۳، ص ۶۰۸]

مجلس میلاد میں جانور کا تعظیم بجالانا

بعض لوگ مجلس میلاد اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم سے جلتے ہیں اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ذکر اقدس سے روکتے ہیں حالانکہ جس کے دل میں حضور کی تعظیم وتوقیر ہوگی وہ ان باتوں سے خوش ہوگا، جلے گا وہ جس کے دل میں حضور سے عداوت ونفرت اور نفاق ہے۔ انسان تو ان باتوں کو سمجھ ہی سکتا ہے کیوں کہ وہ عقل وشعور اور علم وادراک کا مالک ہے مگر جانور جنہیں عقل وعلم کا حصہ نہ ملا وہ بھی حضور کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں دو واقعے ملاحظہ فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

بندر نے قرآن شریف کی تعظیم کی

وہابیہ کی طرف اشارہ کر کے اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

ان کی عقلیں بندر کی عقل سے بھی بدتر ہیں، بندر کے قلب میں عظمت ہے قرآن عظیم کی۔

ایک مرتبہ ننھے میاں (برادر خورد اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز) اپنی چھت پر قرآن عظیم پڑھ رہے تھے سامنے دور پر ایک بندر بیٹھا تھا، یہ کسی کام کو اٹھ کر گئے بندر دوڑتا ہوا سامنے دیوار پر گزرا اور اس پار جانا چاہتا تھا جیسے ہی قرآن عظیم کے مقابل پر آیا قرآن عظیم کو سجدہ کیا اور اپنی راہ چلا گیا۔

وقت قیام بندر نے قیام کیا

پھر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے یہ فرمایا:

میں نے بندر کو قیام کرتے دیکھا میں اپنے پرانے مکان میں جس میں میرے منجھلے بھائی مرحوم رہا کرتے تھے مجلس میلاد پڑھ رہا تھا ایک بندر سامنے دیوار پر چپکا مودب بیٹھا سن رہا تھا جب قیام کا وقت آیا مؤدب کھڑا ہو گیا پھر جب بیٹھے وہ بھی بیٹھ گیا، وہ بندر تھا دہابی نہ تھا۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کوئی شی ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوائے سرکش جن اور آدمیوں کے۔ (کنز العمال)

سانپ نے ذکر میلاد سنا

پھر فرماتے ہیں کہ:

مرزا ذاکر بیگ صاحب نے مجھ سے اس قسم کے سانپ کا واقعہ بیان کیا کہ انہوں نے مجلس میلاد شریف کی تھی جب خوب مجمع ہو گیا ایک سانپ تیزی سے آیا اور منبر کے نیچے بیٹھ گیا جب تک مجلس شریف ہوتی رہی بیٹھا سنتا رہا۔ ختم کے بعد چلا گیا نہ آتے کسی کو آزار پہنچایا، نہ جاتے۔ لوگوں نے بہت چاہا کہ اسے ماردیں، مرزا صاحب فرماتے ہیں: میں نے سب کو باز رکھا کہ یہ سرکاری مہمان کی حیثیت سے ہے میں ہرگز نہ مارنے دوں گا۔ [الملفوظ حصہ چہارم، ص ۳۰]

قیام ذکر میلاد پر علما کے اقوال وافعال

ذکر میلاد مبارک کے وقت قیام کرنا جائز ومستحسن ہے علماء اسلام کا یہ معمول رہا اور شریعت مطہرہ میں اس سے کوئی

ممانعت نہیں ہے، جس چیز سے شرع نے منع نہ فرمایا وہ منع نہیں ہوسکتی۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے ذکر میلاد کے وقت قیام کے استحباب واستحسان پر متعدد ائمہ وعلماء کے اقوال نقل فرمائے اور بعض کے معمولات پر بھی روشنی ڈالی ہے، آپ فرماتے ہیں:

ذکر ولادت حضور خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام صدہا سال سے دارالاسلام کے شہروں میں رائج و معمول اور بڑے بڑے ائمہ علماء میں مقرر ومقبول ہے، شریعت میں اس سے منع وارد نہیں اور بغیر ممانعت شرعی کے منع مردود وباطل ہے۔ خصوصاً حرمین طیبین مکہ معظمہ ومدینہ منورہ جو دین وایمان کے مرجع ومبدء ہیں وہاں کے بڑے بڑے علماء اور چاروں مذاہب کے مفتیان کرام مدتہامدت سے اس فعل کو کرتے، اس پر عمل پیرا، اس کے قائل اور اسے قبول کرتے ہیں ائمہ معتمدین نے اسے حرام نہ فرمایا بلکہ بلاشبہ مستحب ومستحسن ٹھہرایا۔

امام تقی الدین سبکی کا عمل

علامہ برہان الدین فرماتے ہیں:

بیشک ذکر نام پاک حضور سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پایا گیا جو اس امت مرحومہ کے عالم اور دین وتقویٰ میں اماموں کے امام ہیں۔ اور اس قیام پر ان کے معاصرین وہم زمانہ ائمہ کرام ومشائخ الاسلام نے ان کی متابعت وپیروی کی۔

امام سبکی کے صاحبزادے امام ابونصر عبدالوہاب نے طبقات کبریٰ میں نقل فرمایا کہ:

امام سبکی کے حضور ایک جماعت کثیر اس زمانہ کے مجتمع ہوئی، اس مجلس میں کسی نے امام صرصری کے یہ اشعار نعت حضور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پڑھے، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

مدح مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ بھی تھوڑا ہے کہ سب سے اچھا خوش نویس ہو اس کے ہاتھ سے چاندی کے پتر پر سونے کے پانی سے لکھی جائے، اور جو لوگ شرف دینی رکھتے ہیں وہ ان کی نعت سن کر صف باندھ کر سروقد یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہوجائیں۔

ان اشعار کے سنتے ہی حضرت امام سبکی وجملہ علمائے کرام حاضرین مجلس مبارک نے قیام فرمایا اور اس کی وجہ سے اس مجلس میں نہایت انس حاصل ہوا۔ (انسان العیون)

عارف باللہ سید جعفر برزنجی کا قول

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن سمجھا ہے جو صاحب روایت ودرایت تھے تو شادمانی اس کے لئے جس کی نہایت مراد ومقصود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ (عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر)

مولانا عثمان بن حسن دمیاطی کا قول

مولود شریف پڑھنے میں ذکر ولادت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو قیام کرنا بیشک مستحب ومستحسن ہے جس کے کرنے والے کو ثواب کثیر اور فضل کبیر حاصل ہوگا کہ وہ تعظیم ہے اور کیسی ہے تعظیم ان نبی کریم صاحب خلق عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جن کی برکت سے اللہ سبحنہٗ تعالیٰ ہمیں ظلمات کفر سے نور ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب ہمیں دوزخ جہل سے بچا کر بہشت معرفت ویقین میں داخل فرمایا، تو حضور اقدس ﷺ کی تعظیم میں خوشنودی، رب

العالمین کی طرف دوڑنا ہے اور قوی ترین شعائر دین کا آشکار ہونا اور جو تعظیم کرے شعائر خدا کی تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے اور جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔ (رسالہ اثبات قیام)

استحباب قیام

پھر دلائل نقل کرنے کے بعد فرمایا:

یعنی ان سب دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر ولادت شریف کے وقت قیام مستحب ہے کہ اس میں نبی ﷺ کی تعظیم ہے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ قیام تو بدعت ہے اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہر بدعت بری نہیں ہوتی جیسا کہ امام محقق ابو زرعہ عراقی نے یہی جواب دیا جب ان سے میلاد کو پوچھا تھا کہ مستحب ہے یا مکروہ اور اس میں کچھ وارد ہوا ہے یا کسی پیشوا نے کی ہے تو جواب میں فرمایا: ولیمہ اور کھانا کھلانا ہر وقت مستحب ہے، پھر اس صورت کا کیا پوچھنا جب اس کے ساتھ اس ماہ مبارکہ میں ظہور نبوت کی خوشی ملجائے۔ اور ہمیں یہ امر سلف سے معلوم نہیں، نہ بدعت ہونے سے کراہت لازم، کہ بہت ساری بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جب ان کے ساتھ کوئی خرابی شامل نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

پھر ارشاد فرماتے ہیں: بیشک امت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اہلسنت و جماعت کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی۔ (رسالہ اثبات قیام)

علامہ مدالقی کا قول

آپ فرماتے ہیں: قوم کی عادت جاری ہے کہ جب مدح خواں ذکر میلاد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے تو لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں اور یہ بدعت مستحبہ ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش پر خوشی اور حضور کی تعظیم کا اظہار ہے۔ (دمیاطی)

علامہ ابوزید کا قول

ذکر ولادت کے وقت قیام مستحسن ہے۔
(رسالہ میلاد)

مولانا سید احمد زین دحلان مکی کا قول

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے حضور کی شب ولادت کی خوشی کرنا اور مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت اقدس کے وقت کھڑا ہونا اور مجلس شریف میں حاضرین کو کھانا دینا ان کے سوا اور نیکی کی باتیں کہ مسلمانوں میں رائج ہیں کہ یہ سب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہیں۔ اور یہ مسئلہ مجلس میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے جس میں مستقل کتابیں تصنیف ہوئیں اور بکثرت علمائے دین نے اس کا اہتمام فرمایا اور دلائل و براہین سے بھری ہوئی کتابیں اس میں تالیف فرمائیں، تو ہمیں اس مسئلہ میں کلام طویل کرنے کی حاجت نہیں۔ (الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیہ)

علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر مکی کا قول

ذکر مولد اعطر حضور انور ﷺ کے وقت قیام کو ایک جماعت سلف نے مستحسن کہا تو وہ بدعت حسنہ ہے۔ (فتاویٰ جمال بن عبداللہ)

علامہ انباری کا قول

پھر علامہ انباری سے نقل فرماتے ہیں:
امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس نے قیام کیا اور اس قدر اقتداء کے لئے بس ہے۔ (مورد الظمآن)

مولانا حسین مکی کا قول

ذکر ولادت کے وقت قیام کو بہت علماء نے مستحسن رکھا اور وہ حسن ہے کہ ہم پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہے۔

مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی کا قول

ہاں ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام ضرور ہے کہ روح اقدس حضور معلّٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے۔تو اس وقت تعظیم وقیام ضرور ہوا۔

امام عبداللہ سراج مکی کا قول

یہ قیام مشہور برابر اماموں میں متوارث چلا آتا ہے اور اسے ائمہ وحکام نے بر قرار رکھا اور کسی نے رد وانکار نہ کیا لہٰذا یہ مستحب ٹھہرا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا اور کون مستحق تعظیم ہے۔

اصل دلیل

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کافی ہے کہ جس چیز کو اہل اسلام نیک سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک ہے۔

مولانا محمد بن سلیمان کا قول

آپ لکھتے ہیں، ہاں اصل ذکر مولد شریف اور اس کا سننا سنت ہے۔اور اس کیفیت مجموعی کے ساتھ جس میں قیام وغیرہ ہوتا ہے، بدعت حسنہ مستحبہ اور بڑی فضیلت پسندیدۂ خدا ہے کہ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وارد۔

جسے مسلمان نیک سمجھیں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے۔

اور مسلمان سلف سے آج تک علماء اولیاء سب اسے مستحسن سمجھتے آئے تو اس سے منع وانکار نہ کرے گا مگر وہ کہ خیر اور بھلائی سے روکنے والا ہوگا اور یہ کام شیطان کا ہوگا۔

مولانا احمد جلیس کا قول

ولادت ومعجزات وحلیہ شریفہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرنا اور اس کے سننے کو حاضر ہونا اور مکان سجانا اور گلاب چھڑکنا اور اگربتی سلگانا اور دن مقرر کرنا اور ذکر ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا، کھانا کھلانا، خرمے بانٹنا اور قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھنا سب بلا شک وشبہ مستحب ہے۔

مولانا محمد صالح کا قول

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت عرب ومصر وشام وروم واندلس وتمام بلاد اسلام سے اسکے استحباب واستحسان پر اجماع واتفاق کیے ہوئے ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن بن علی حضرمی کا قول

علماء نے وقت ذکر ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کی تعظیم کے لئے قیام مستحسن سمجھا اور جو چیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ٹھہری تو اس کا ادا کرنا اور بجالانا ہم پر واجب ہوگیا اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر بدعتی مخالف طریقہ اہلسنت وجماعت جس کی بات نہ سننے کے قابل نہ توجہ کے لائق، اور حاکم اسلام پر اس کی تعزیر وسزا واجب ہے۔

آٹھ علما مدینہ منورہ کا فتویٰ

خلاصہ مقصود یہ ہے کہ میلاد شریف میں ویسے کرنا اور حال ولادت مسلمانوں کو سنانا اور خیرات ونیکیاں بجالانا اور ذکر ولادت رسول امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور گلاب چھڑکنا اور خوشبوئیں سلگانا اور مکان آراستہ کرنا اور کچھ قرآن پڑھنا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور فرحت وسرور کا ظاہر کرنا بیشک بدعت حسنہ مستحبہ، فضیلت شریفہ مستحسنہ ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی۔ بلکہ

کبھی واجب ہوتی ہے۔ جیسے گمراہ فرقوں کے رد کے لئے دلائل قائم کرنا اور نحو وغیرہ وہ علوم سیکھنا جن کی مدد سے قرآن و حدیث بخوبی سمجھ میں آسکیں۔

- اور کبھی مستحب ہوتی ہے، جیسے سرائیں اور مدرسے بنانا۔
- کبھی مباح جیسے لذیذ کھانے پینے اور کپڑوں میں وسعت کرنا، تو ان امور کا انکار وہی کرے گا۔ جو بدعتی ہوگا، اس کی بات سننا نہ چاہئے بلکہ حاکم اسلام پر واجب ہے کہ اسے سزا دے۔

اس فتویٰ پر تیس علماء کی مہریں ہیں۔

ذکر میلاد و قیام کا منکر بدعتی ہے

علمائے مکہ معظمہ کے فتویٰ میں میلاد و قیام کا استحباب منقول ہے مزید اس میں یہ ہے کہ مجلس و قیام کا منکر بدعتی ہے اور اس منکر کی بدعت، سئیہ و مذمومہ کہ اس نے ایسی چیز پر انکار کیا جو خدا اور رسول اور اہل اسلام کے نزدیک نیک تھی، جیسا کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آیا ہے کہ

جس چیز کو مسلمان نیک اعتقاد کریں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے۔

اور یہاں مسلمانوں سے کامل مسلمان مراد ہیں، جیسے علمائے باعمل اور اس مجلس و قیام کو عرب و مصر و شام و روم و اندلس کے تمام علمائے سلف نے آج تک مستحسن جانا تو اجماع ہو گیا اور جو امر اجماع امت سے ثابت ہو وہ حق ہے۔ گمراہی نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میری امت گمراہی پر اجتماع نہیں کرتی۔ (ابن ماجہ)

پس حاکم شرع پر لازم ہے کہ منکر کو سزا دے"۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۶۱ تا ۶۷]

مولانا نقی علی خاں بریلوی کا قول

تاج العلماء حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب بریلوی (والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہما) فرماتے ہیں:

یہ قیام، ذکر ولادت شریف کے وقت کیوں ہے؟ اس کی وجہ نہایت روشن۔

اولاً: صدہا سال سے علماء کرام و بلاد دار الاسلام میں یوں ہی معمول ہے۔

ثانیاً: ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذات اقدس کے ہے اور تعظیم کی صورتوں سے ایک صورت قیام بھی ہے اور یہ صورت وقت قدوم معظم بجالائی جاتی ہے اور ذکر ولادت شریف، حضور سید المعظمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے۔ تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوئی۔ (اذاقۃ الاثام) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۷۳]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا قول

تعظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذات انور ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تعظیم ذات باختلاف حالات مختلف ہوتی ہے۔ معظم کے قدوم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے حضور کے وقت باادب اس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے، ذکر شریف میں بھی ذکر قدوم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم باادب قعود سے۔ [احکام شریعت دوم، ص ۱۶۳]

❁❁❁

فرقہائے باطلہ اوران کا ردوابطال

اہلسنت وجماعت کے علاوہ جتنے فرقے ہیں وہ بددین وگمراہ ہیں، بعض فرقے کافر محض ہیں اور بعض اپنے عقائد باطلہ کے سبب سے عرب وعجم کے علماء کرام کے فتوے کی روشنی میں کافرومرتد اور اسلام سے خارج ہیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے دلائل شرعیہ سے اکثر باطل فرقوں کا بلیغ ردوابطال فرمایا ہے اور اپنی تصانیف میں جگہ جگہ ان فرقوں کی نشاندہی کی ہے تاکہ سنی صحیح العقیدہ اور خوش عقیدہ مسلمان ان کے دھوکے اور فریب میں نہ آئیں گویا صحیح عقائد کی نشاندہی اور باطل عقائد کے بھرپور ردوانکار ہی کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے یہ بحیثیت عظیم المقام مجدد، آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔آپ نے باطل فرقوں کا جگہ جگہ جورد فرمایا ہے اس میں سے کچھ باتوں کو یکجا کرنے کی میں نے کوشش کی ہے۔ذیل میں ملاحظہ ہوں۔ایک مقام پر فرماتے ہیں۔(مرتب)

ہر کافر ہر مرتد جاہل باللہ ہے

مسلمانوں کے سوا اللہ تعالیٰ کو کوئی نہیں جانتا،کلمہ گو مرتد اگرچہ نمازیں پڑھیں، قال اللہ،قال الرسول کہیں، اللہ عزوجل کو ہرگز نہیں جانتے۔

تمام کافر اگرچہ بظاہر کلمہ گو، نماز گزار ہوں جیسے وہابیہ وغیرہم یہ سب اللہ عزوجل سے محض جاہل ہیں، جو اللہ ہے اسے جانتے نہیں اور جسے اپنے زعم میں اللہ کہہ رہے ہیں، وہ اللہ نہیں، کیوں کہ کفر کہتے ہی جہل باللہ کو ہیں۔

[فتاویٰ رضویہ ج اول،ص ۶۶۲، ۷۳۵]

جتنے لوگ کلمہ اسلام پڑھتے اور پھر ضروریات دین سے کسی شئی کا انکار کرتے ہیں، ان کا حکم مثل کافر حربی ہے کہ وہ مرتد ہیں۔[فتاویٰ رضویہ ج اول،ص ۴۲۱]

منافقین کو مسجد نبوی سے نکال دیا گیا

شروع اسلام میں منافق لوگ مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے، نمازیں ساتھ پڑھتے، مجالس میں پاس بیٹھتے،شریک رہتے، مگر اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمادیا تھا کہ یہ گھال میل جو ہورہا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں یوں رہنے نہ دے گا ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کردے گا۔

اس کے بعد بھری مسجد میں خاص جمعہ کے دن برسر مجلس حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا،اے فلاں نکل جا تو منافق ہے،نماز سے پہلے سب کو نکالدیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے:

اے نبی جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر شدت وسختی کر۔(التحریم،۹)

مخالفین دین کے ساتھ یہ برتاؤ ان کا ہے جنہیں رب العزت عز جلالہٗ رحمۃ للعلمین فرماتا ہے جن کی رحمت، رحمت الٰہیہ کے بعد تمام جہاں کی رحمت سے زیادہ ہے، یہ انہیں حکم دیتا ہے جن کی نسبت فرماتا ہے بیشک تو بڑے خلق پر ہے۔تو

معلوم ہوا کہ مخالفان دین پر شدت و غلظت منافی اخلاق نہیں بلکہ یہی خلق حسن ہے۔[الملفوظ اول، ص۴۶]

فاجر و فاسق کی برائیاں بیان کرنا

فاسق و فاجر اور بدمذہب کی برائیاں لوگوں سے بیان کرنا غیبت نہیں بلکہ ان کی برائیاں بیان کرنے کا حکم ہے تاکہ لوگ ان سے بچیں۔ (مرتب)

حدیث میں فرمایا: کیا فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو لوگ اسے کب پہچانیں گے، فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں۔ (ابوبکر بن ابی الدنیا ذم الغیبۃ، نوادر الاصول) [الملفوظ اول، ص۵۰]

حضرت عمر نے ایک مسافر کو نکال دیا

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت ہے، آپ مسجد نبوی سے نماز پڑھکر تشریف لئے جاتے ہیں ایک مسافر نے کھانا مانگا، امیر المومنین اسے ہمراہ لے آئے، خادم بحکم امیر المومنین کھانا حاضر کرتا ہے، اتفاقاً کھاتے کھاتے اس کی زبان سے ایک بدمذہبی کا فقرہ نکل جاتا ہے جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً اس کے سامنے سے کھانا اٹھوا لیتے ہیں اور خادم کو حکم دیتے ہیں کہ اسے نکال دے۔[الملفوظ اول، ص۱۱۰]

دشمن تین ہیں

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: دشمن تین ہیں

- ایک تیرا دشمن
- ایک تیرے دوست کا دشمن
- اور ایک تیرے دشمن کا دوست

یوں ہی اللہ عزوجل کے دشمن تینوں قسم ہیں

- ایک تو ابتداءً اس کے دشمن، وہ کافران اصلی ہیں
- دوسرے وہ کہ محبوبان خدا کے دشمن ہیں، جیسے دیوبندیہ، مرزائیہ، وہابیہ، روافض۔
- تیسرے وہ کہ ان دشمنوں میں کسی کے دوست ہیں، یہ سب اعداء اللہ ہیں۔

ہر مسلمان پر فرض اعظم ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے یہ ہمارا عین ایمان ہے۔

دشمن خدا سے امام احمد رضا کی نفرت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

بحمد اللہ تعالیٰ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اللہ کے سب دشمنوں سے دل میں سخت نفرت ہی پائی، ایک بار اپنے دیہات کو گیا تھا، کوئی دیہی مقدمہ پیش آیا جس میں چوپال کے تمام ملازموں کو بدایوں جانا پڑا میں تنہا رہا۔ اس زمانہ میں معاذ اللہ درد قولنج کے دورے ہوا کرتے تھے، اس دن ظہر کے وقت سے درد شروع ہوا اسی حالت میں جس طرح بنا وضو کیا، اب نماز کو نہیں کھڑا ہوا جاتا رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی، مولیٰ عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے میں نے سنتوں کی نیت باندھی درد بالکل نہ تھا، جب سلام پھیرا اسی شدت سے تھا فوراً اٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی درد جاتا رہا جب سلام پھیرا وہی حالت تھی، بعد کی سنتیں پڑھیں درد موقوف، اور سلام کے بعد پھر بدستور، میں نے کہا اب عصر تک ہوتا رہ، پلنگ پر لیٹا کروٹیں لے رہا تھا کہ درد سے کسی پہلو قرار نہ تھا، اتنے میں سامنے سے اسی گاؤں کا ایک برہمن (کہ خبیث بزعم خود قریب قریب توحید کا قائل اور براہ مکر و فریب میرے خوش کرنے کے لئے مسلمانوں کی طرف مائل بنتا تھا) گزرا پھاٹک کھلا ہوا تھا، مجھے دیکھ کر اندر آیا اور میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر

پوچھا کیا یہاں درد ہے؟ مجھے اس کا نجس ہاتھ بدن کو لگنے سے اتنی کراہت ونفرت پیدا ہوئی کہ درد کو بھول گیا اور یہ تکلیف اس سے بڑھ کر معلوم ہوئی کہ ایک کافر کا ہاتھ میرے پیٹ پر ہے، ایسی عداوت رکھنا چاہئے۔

بدمذہبوں کی ہم نشینی سخت مضر اور دوستانہ زہر قاتل

اکثر لوگ بدمذہبوں کے پاس جان بوجھ کر بیٹھتے ہیں یہ حرام ہے اور بدمذہب ہوجانے کا اندیشہ کامل، اور دوستانہ ہو تو دین کے لئے زہر قاتل۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انہیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالدیں۔ (مسلم)

اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑے کذاب پر اعتماد کرتا ہے، نفس اگر کوئی بات قسم کھا کر کہے تو سب سے بڑھ کر جھوٹا ہے نہ کہ جب خالی وعدہ کرے۔

صحیح حدیث میں فرمایا: جب دجال نکلے گا کچھ اسے تماشہ کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ ہم تو اپنے دین پر مستقیم ہیں، ہمیں اس سے کیا نقصان ہوگا وہاں جا کر ویسے ہی ہوجائیں گے۔

آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا تھا

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں حلف سے کہتا ہوں کہ جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی)

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہمارا ایمان اور پھر حضور کا حلف سے فرمانا۔

دوسری حدیث میں ہے جو کافروں سے محبت رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے۔ (ابن ماجہ) [الملفوظ دوم، ص ۸۷، ۸۸]

بدمذہب کا رد فرض ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے بدمذہبوں خصوصاً وہابیہ، دیوبندیہ، غیر مقلدین وغیرہ کے رد وابطال میں زور قلم صرف کیا اور ایک اہم دینی فریضہ انجام دیا، آپ فرماتے ہیں کہ: (مرتب)

پہلے تلوار تھی رد کی حاجت نہ تھی، تلوار کے ذریعہ سے سارا انتظام ہوسکتا تھا، اب کہ ہمارے پاس سوائے رد کے کوئی علاج نہیں رد کرنا فرض ہے۔

حدیث میں ارشاد ہوتا ہے جب فتنے یا بدمذہبیاں ظاہر ہوں اور عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔

بدمذہبوں کی کتابیں دیکھنے کا حکم

جہاں بدمذہبوں کا رد کرنا ضروری ہے وہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بے ضرورت بدمذہبوں کی کتابیں دیکھنا جائز نہیں۔ (مرتب)

آپ فرماتے ہیں:

ناقص بلکہ کامل کو بھی بلاضرورت بدمذہبوں کی کتابیں دیکھنا ناجائز ہے کہ انسان ہے ممکن ہے کوئی بات معاذ اللہ دل

میں جم جائے اور ہلاک ہو جائے،

- امام حارث محاسبی نے بدمذہبوں کے رد میں ایک کتاب تصنیف کی اور وہ بدمذہبوں کے رد میں پہلی تصنیف تھی، امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے کلام کرنا چھوڑ دیا، کہا مجھ سے کیا خطا ہوئی میں نے ان کا رد ہی تو کیا ہے، فرمایا کیا ممکن نہیں ہے کہ تم نے جو کلام بدمذہبوں کا نقل کیا ہے کسی کے دل میں جم جائے اور وہ گمراہ ہو جائے۔
- امام سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستہ میں تشریف لئے جاتے تھے ایک بدمذہب ملا، امام سے کہا میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، فرمایا میں سننا نہیں چاہتا، اس نے کہا صرف ایک بات، آپ نے چھنگلیا کے پہلے پورے پر انگوٹھا رکھ کر فرمایا: آدھی بات بھی نہیں سنوں گا۔ لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا یہ انہیں میں سے ہے۔

اکابر کی تو یہ حالت اور اب یہ حالت ہے کہ جاہل سا جاہل جتنا پڑتا ہے آریوں سے، وہابیوں سے اور کچھ خوف نہیں کرتا، جو تمام فنون کا ماہر ہو، تمام پیچ جانتا ہو، پوری طاقت رکھتا ہو، تمام ہتھیار پاس ہوں، اس کو بھی کیا ضرور کہ خواہ مخواہ بھیڑیوں کے جنگل میں جائے ہاں اگر ضرورت ہی آپڑے تو مجبوری ہے، اللہ پر توکل کر کے ان ہتھیاروں سے کام لے۔
[الملفوظ چہارم، ص۴]

اسی مضمون کو دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی یوں تحریر فرماتے ہیں:

اعتراض کی نظر سے خبثاء کی کتابیں دیکھنے میں صرف متصلب ہونا کافی نہیں بلکہ عالم ہو، پورا ماہر ہو، وسیع نظر ہو، اس کے ساتھ متصلب سنی بھی ہو۔ کیا اعتماد رکھتا ہے اپنے نفس پر؟ اور جو اپنے نفس پر اعتماد کرے اس نے بڑے کذاب پر اعتماد کیا۔

حدیث میں ہے: انسان کے دل رحمٰن کے دست قدرت کی دو انگلیوں میں ہیں پھیرتا ہے ان کو جس طرف چاہتا ہے۔ (ترمذی) [الملفوظ چہارم، ص۲۱]

مناظرہ میں غالب کا مذہب اختیار کرنے کی شرط

مناظرہ میں یہ شرط کرنا کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا مذہب اختیار کر لے یہ حرام ہے اور اگر دل میں یہ ہے کہ دوسرا غالب ہوگا تو وہ شخص اپنے مذہب کو چھوڑ دے گا تو یہ کفر ہے۔

ائمہ کرام کی تصریح ہے کہ جو شخص کفر کا ارادہ کرے مضافاً یا معلقاً ابھی کافر ہو گیا۔

- مضافاً یہ کہ مثلاً ارادہ کرے بیس برس بعد کفر کرے گا تو ابھی کافر ہو گیا کہ کفر پر راضی ہوا۔
- اور معلق کی شکل یہ ہے کہ اگر وہ کام ہو جائے یا نہ ہو تو وہ شخص کفر کرے گا۔

ہاں اگر دل میں یہ ہے کہ یقیناً میں ہی غالب آؤں گا تو کفر نہیں۔ [الملفوظ چہارم، ص۱۹]

مرتد کے یہاں کھانا پینا اس سے میل جول سب حرام

زانی، شرابی، سود خور کے یہاں کھانا خلاف اولیٰ ہے (جبکہ سود کے علاوہ کوئی دوسری آمدنی ہو) مگر وہ کافر نہیں اور یہود و نصاریٰ کافر ہیں، پھر یہود و نصاریٰ باوصف کفر کے کافر اصلی ہیں مرتد نہیں۔ اور رافضی، وہابی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، مرتد ہیں اور احکام دنیا میں مرتد سب کافروں سے بدتر ہے۔ اور کافروں کو بادشاہ اسلام جزیہ لیکر اپنے ملک میں رکھے گا، بشرط جزیہ ان کے جان و مال کی حفاظت کرے گا۔ لیکن مرتد کو تین دن سے زیادہ زندہ

ند کھے گا۔ تین دن میں مسلمان ہو گیا تو بہتر ورنہ سلطان اسلام اسے قتل کر دے گا۔ مرتد کے یہاں کھانا کھانے جانا، اس سے میل جول سب حرام ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹،ص۳۵۶]

بدعتی کے لئے وعیدیں

آج کل کے وہابیہ، دیوبندیہ، غیر مقلد، رافضی وغیرہ مبتدعین و مرتدین ہیں۔ بدعتیوں کی تعظیم و توقیر حرام ہے وہ مخلوق میں بدترین لوگ ہیں، وہ اللہ کی رحمت سے دور اور عذاب سے قریب ہیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بدعتی لوگ تمام جہان سے بدتر ہیں۔ (ابونعیم)

ایک حدیث میں ہے: اہل بدعت دوزخیوں کے کتے ہیں۔ (دار قطنی، خزاعی)

حدیث: اللہ تعالیٰ کسی بدمذہب کی نماز قبول کرے، نہ روزہ، نہ زکوٰۃ، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ فرض، نہ نفل، بدمذہب اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال۔ (بیہقی)

حدیث: جو کسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔ (شعب الایمان)

حدیث: قدریوں کے پاس نہ بیٹھو، نہ ان سے سلام کلام کی ابتدا کرو۔ (ابوداؤد، مسند احمد)

حدیث: بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اصحاب واصہار چن لئے اور قریب ایک قوم آئے گی کہ انہیں برا کہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی تم ان کے پاس نہ بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ کھانا کھانا، نہ شادی بیاہت کرنا۔ (عقیلی، ابن حبان)

حدیث: نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ۔ نہ پانی پیو نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔ (ابن حبان)

اہل بدعت اور فساق میں فرق

حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کرو فاسقوں کے بغض سے اور ان سے ترش رو ہو کر ملو اور اللہ کی رضا مندی ان کی خفگی میں ڈھونڈو اور اللہ کی نزدیکی ان کی دوری سے چاہو۔ (ابن شاہین کتاب الافراد)

جب فساق کی نسبت یہ احکام ہیں تو مبتدعین کا کیا پوچھنا ہے کہ یہ تو فساق سے ہزار درجہ بدتر ہیں۔

- فساق کی نافرمانی فروع میں ہے۔
- مبتدعین کی اصول میں۔
- فساق گناہ کرتے اور اسے برا جانتے ہیں۔
- یہ اس سے اشد و اعظم میں مبتلا اور اسے عین حق و ہدیٰ جانتے ہیں۔
- فساق تو کبھی کبھی نادم ہوتے اور توبہ و استغفار کرتے ہیں۔
- مبتدعین تو کبھی کبھی اصرار و تکبر کرتے ہیں۔
- فساق جب اپنے دل کی طرف رجوع لاتے ہیں اپنے آپ کو حقیر و بدکار اور صلحاء کو عزیز و مقرب دربار بتاتے ہیں۔
- یہ اتنا غلو کرتے ہیں کہ اپنے نفس مغرور کو اعلیٰ و بالا اور اہل حق و ہدایت کو ذلیل و پر خطا ٹھہراتے ہیں۔

اس لئے حدیث میں اہل بدعت کی نسبت بدترین خلق وارد ہوا۔

منافق و بدعتی کو سید و سردار کہنا ممنوع ہے

منافقین جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے اور اہل بدعت و اہل ہوا مخلوقات میں سب سے بدترین و ذلیل لوگ ہیں شرع نے انہیں سید یا سردار کہکر پکارنے اور ان کی تعظیم وتوقیر سے منع فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

منافق و بدعتی کو سید و سردار کہنا منع ہے یہ کہنے میں اس کی تعظیم ہے اور منافق کی تعظیم و تکریم حرام و ممنوع ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں منافق کو اے سردار کہکر نہ پکارو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہوا تو بیشک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کیا۔ (ابوداؤد، نسائی)

دوسری حدیث میں ہے جب منافق کو کوئی شخص اے سردار کہکر پکارے تو بیشک وہ اپنے رب عزوجل کو غضب میں لایا۔

(حاکم) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴۔ ملتقطاً]

بدمذہبوں سے میل جول کی ممانعت

بدمذہبوں کی صحبت زہر قاتل ہے ان کی ہم نشینی، ان کی رفاقت، ان سے دوستی، ان کے ساتھ کھانا پینا، شادی بیاہ کرنا ناجائز و حرام ہے اس سلسلے میں چند احادیث کریمہ ملاحظہ ہوں۔ (مرتب)

حدیث: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سے الگ رہو انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں، وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالدیں۔ (مسلم)

حدیث: وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مرجائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو، جب انہیں ملو تو سلام نہ کرو۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حدیث: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بے علاقہ ہیں، ان پر جہاد ایسا ہے جیسا کہ کافران ترک و دیلم پر۔ (دیلمی)

حدیث: جب کسی بدمذہب کو دیکھو تو اسکے روبرو اس سے ترش روئی کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے ان میں کوئی پل صراط پر گزر نہ پائے گا بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹیڑی اور مکھیاں گرتی ہیں۔ (ابن عساکر)

حدیث: جو کسی بدمذہب کی طرف اس کی توقیر کرنے کو چلے اس نے اسلام کے ڈھانے میں اعانت کی۔ (طبرانی)

علماء فرماتے ہیں کہ بدمذہب کا حکم اس سے بغض رکھنا، اسے ذلت دینا، اس کا رد کرنا، اسے دور ہانکنا ہے۔

فضیل بن عیاض نے فرمایا: جو کسی بدمذہب سے محبت رکھے اس کے عمل حبط ہوجائیں گے اور ایمان کا نور اس کے دل سے نکل جائے گا۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو جانے کہ وہ بدمذہب سے بغض رکھتا ہے تو مجھے امید ہے کہ مولیٰ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے گناہ بخشدے اگرچہ اس کے عمل تھوڑے ہوں۔ جو کسی بدمذہب کو راہ میں آتا دیکھو تو تم دوسری راہ لو۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۰۳، ۱۰۴]

وہابی کون؟

ابن عبدالوہاب نجدی کے متبع اور اس کے ماننے والوں کو وہابی کہتے ہیں۔ (مرتب)

یہ شقی گروہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے کا صاف منکر ہے، خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کرتا ہے اور بمعنی آخر النبیین لینے کو خیال جہال بتاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھ یا سات مثل موجود

مانتا ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۱۹۱]

وہابیہ کی اجمالی شناخت

وہابی ایک بے دین فرقہ ہے جو محبوبان خدا کی تعظیم سے جلتا ہے اور طرح طرح کے حیلوں سے ان کے ذکر و تعظیم کو مٹانا چاہتا ہے۔ ابتدا اس کی ابلیس لعین سے ہے کہ اللہ عزوجل نے تعظیم سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا حکم دیا اور اس ملعون نے نہ مانا۔ اور زمانہ اسلام میں اسکا ہادی ذوالخویصرہ تمیمی ہوا جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے روبرو حضور کی شان ارفع میں کلمہ توہین کہا۔

اس کے بعد ایک پورا گروہ خوارج کا اس طریق پر چلا جن کو امیر المومنین مولیٰ علی نے قتل کیا، لوگوں نے کہا حمد اللہ کو جس نے ان کی نجاستوں سے زمین کو پاک کیا، امیر المومنین نے فرمایا یہ منقطع نہیں ہوئے، ابھی ان میں کے ماؤں کے پیٹوں میں ہیں، باپوں کی پیٹھوں میں ہیں، جب جب ان میں ایک سنگت کاٹ دی جائے گی دوسری سر اٹھائے گی یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ (بخاری)

اس حدیث کے مطابق ہر زمانہ میں یہ لوگ نئے نام سے ظاہر ہوتے رہے یہاں تک کہ بارہویں صدی کے آخر میں ابن عبدالوہاب نجدی اس فرقہ کا سرغنہ ہوا اور اس نے کتاب التوحید لکھی اور توحید الٰہی عزوجل کے پردے میں انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور خود حضور اقدس سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام کی توہین دل کھولکر کی، اس کی طرف نسبت کر کے اس گروہ کا نام نجدی وہابی ہوا۔

بانی فتنہ وہابیت، ہندوستان میں اسماعیل دہلوی

ہندوستان میں اس فتنہ ملعونہ کو اسماعیل دہلوی نے پھیلایا، کتاب التوحید کا ترجمہ کیا اس کا نام تقویۃ الایمان رکھا، دلی عقیدہ وہ ہے جو تقویۃ الایمان میں کئی جگہ صاف لفظوں میں لکھدیا کہ "اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اوروں کا ماننا محض خبط ہے" اس کے متبعین جو گروہ ہیں عقائد میں سب ایک ہیں مگر اعمال میں یوں متفرق ہوئے کہ

ایک فرقہ نے تقلید کو بھی ترک کیا اور خود اہلحدیث بنے یہ غیر مقلد وہابی ہیں، ان کا سرگروہ نذیر حسین دہلوی اور کچھ پنجابی بنگالی تھے اور ہیں۔

اور مقلد وہابیوں کے سرگروہ رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی اور اب اشرفعلی تھانوی۔

جو ان لوگوں کو اچھا جانے یا تقویۃ الایمان وغیرہ ان کی کتابوں کو مانے یا ان کے گمراہ بددین ہونے میں شک کرے وہ وہابی ہے۔

وہابی کی علامت حدیث میں ارشاد ہوئی کہ ظاہراً شریعت کے بڑے پابند بنیں گے، تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے آگے حقیر جانو گے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے آگے اور اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے آگے، قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں اس کا کچھ اثر نہ ہوگا، باتیں بظاہر اچھی کریں گے۔ (بخاری، مسلم)

اور ایک روایت میں ہے حدیث، حدیث بہت پکاریں گے بایں ہمہ حال یہ ہوگا نکل جائیں گے دین سے ایسے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانہ سے، پھر لوٹ کر دین میں نہ آئیں گے، ان کی علامت سر منڈانا ہوگی، تہبند یا پائچے بہت اونچے۔

(بخاری، مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۳۷، ۳۸]

نجدیوں کا خروج اوران کا ظلم وسرکشی

ایک مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ وہابیہ کی شناخت اوران کے ظلم وتعدی سے متعلق مزید فرماتے ہیں:

پیروان ابن عبدالوہاب نجدی وہ ہیں جنہوں نے نجد سے خروج کرکے حرمین محترمین پر غلبہ حاصل کیااوروہ اپنے آپ کو کہتے تو حنبلی تھے مگران کا یہ عقیدہ تھا کہ بس وہی مسلمان اور جوان کے مذہب پرنہیں وہ سب مشرک ہیں، اس وجہ سے انہوں نے اہلسنت وعلمائے اہلسنت کا قتل مباح ٹھہرالیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑدی اوران کے شہرویران کئے اور لشکر مسلمین کوان پر فتح بخشی ۱۲۳۳ھ میں۔

یہ فتنہ شنیعہ وہاں سے دھتکارا گیا اور خدااور رسول کے پاک شہروں سے نکالا ہوکراپنے لئے جگہ ڈھونڈتا ہی تھا کہ نجد کے ٹیلوں سے اس دارالفتن ہندوستان کی نرم زمین اسے نظرپڑی، آتے ہی یہاں اپنے قدم جمائے، بانی فتنہ نے کہ اس مذہب نامہذب کا معلم ثانی ہوا، وہی رنگ آہنگ کفروشرک پکڑا کہ ان معدودے چند کے سواتمام مسلمان مشرک، یہاں یہ طائفہ خودمتفرق ہوگیا، ایک فرقہ بظاہر مسائل شرعیہ میں تقلیدائمہ کانام لیتارہا، دوسرے نے اسے بھی بالائے طاق رکھ دیا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کو بدترین خلق اللہ جانتے کہ انہوں نے وہ آیتیں جوکافروں کے حق میں اتریں اٹھاکرمسلمانوں پر رکھ دیں، بعینہ یہی حالت وہابیہ کی ہے کہ ہمیشہ یہ بے باک لوگ اہلسنت وائمہ اہلسنت کواس کا مصداق بتاتے ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول بھی منقول ہے کہ ان خارجیوں سے بدتروہ لوگ ہیں کہ اشرار یہود کے حق میں جو آیتیں اتریں، انہیں امت محفوظہ مرحومہ کے علماء پرڈھالتے ہیں اللہ تعالیٰ زمین کوان کی خباثت سے پاک کرے۔

گروہ وہابیہ کی اصل

اصل اس گروہ ناحق پژوہ کی نجد سے نکلی صحیح بخاری شریف میں ہے۔
یعنی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعافرمائی:

- الٰہی ہمارے لئے برکت دے ہمارے شام میں۔
- الٰہی ہمارے لئے برکت دے ہمارے یمن میں۔

صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ اور ہمارے نجد میں
حضور نے دوبارہ وہی دعا کی

- الٰہی ہمارے لئے برکت کرہمارے شام میں۔
- الٰہی ہمارے لئے برکت بخش ہمارے یمن میں۔

صحابہ نے پھرعرض کی یارسول اللہ، اور ہمارے نجد میں
اس پر حضور نے نجد کی نسبت فرمایاوہاں زلزلے اور فتنے ہیں اوروہیں سے نکلے گی سنگت شیطان کی۔" (بخاری)

اس خبر صادق مخبرصادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق عبدالوہاب نجدی کے پسرواتباع نے تیرہویں صدی میں حرمین طیبین پر خروج کیااورنا کردنی کاموں، ناگفتنی باتوں سے کوئی دقیقہ زلزلہ وفتنہ کا اٹھانہ رکھا۔

عقائد وہابیہ کا حاصل

ان کے عقائد باطلہ زائغہ کا حاصل یہ تھا کہ عالم میں وہی مشت ذلیل یعنی مٹھی بھر مسلمان ہیں باقی تمام مومنین معاذ اللہ مشرک، اسی پر انہوں نے حرم خدا وحریم مصطفیٰ علیہ افضل الصلاۃ والثناء کو عیاذاً باللہ دار الحرب، اور وہاں کے مکرم باشندے، ہمسایگان خدا اور رسول کو کافر ومشرک ٹھہرایا، اور بنام جہاد خروج کرکے لوائے فتنہ عظمیٰ پر شیطنت کبریٰ کا پرچم اڑایا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۲۸۵]

وہابی کسے کہتے ہیں؟

وہابیہ سے متعلق ایک اور سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں: ان دیار میں وہابی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اسماعیل دہلوی کے پیرو اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان کے معتقد ہیں، یہ لوگ مثل شیعہ خارجی معتزلہ وغیرہم اہلسنت وجماعت کے مخالف مذہب ہیں ان میں سے جس شخص کی بدعت حد کفر تک نہ ہو، یہ اس وقت تھا۔ اب کبرائے وہابیہ نے کھلے کھلے ضروریات دین کا انکار کیا اور تمام وہابیہ اس میں ان کے موافق یا کم از کم ان کے حامی یا انہیں مسلمان جاننے والے ہیں اور یہ سب صریح کفر ہیں تو اب وہابیہ میں کوئی ایسا نہ رہا جس کی بدعت کفر سے گری ہوئی ہو خواہ غیر مقلد ہو یا بظاہر مقلد، نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے اور جو اس حد تک پہنچ گئی تو اقتدا اس کی اصلاً صحیح نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۱۶۹]

وہابیہ کے بعض عقائد باطلہ

وہابیہ کے بعض خرافات وعقائد اور ان پر حکم کفر وارتداد سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

وہ وہابی کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل سات یا چھ یا دو یا ایک خاتم النبیین کسی طبقہ زمین میں بھی موجود مانے، یا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبوت ملنی جائز مانے اور اسے آیت کریمہ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ کے مخالف نہ سمجھے، یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین شان اقدس کے لئے حضور کو بڑا بھائی، اپنے آپ کو چھوٹا بھائی کہے، یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ ناپاک کلمہ لکھے کہ مر کر مٹی میں مل گئے۔

اسی طرح جو بدمذہب ضروریات دین اسلام میں سے کسی عقیدہ کا منکر ہو یا اس میں شک کرے، یا تاویلیں گڑھے، باجماع تمام علمائے اسلام وہ سب کے سب کافر ومرتد ہیں۔ اگرچہ لوگوں کے سامنے کلمہ، نماز، قرآن پڑھتے، روزہ رکھتے، اپنے آپ کو سچا پکا مسلمان جتاتے ہوں، کہ جب وہ ضروریات اسلام کے منکر ہوئے تو انہوں نے خدا ورسول وقرآن کو صاف صاف جھٹلایا پھر یہ جھوٹے طور پر کلمہ وغیرہ کیا نفع دے سکتا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی منافق لوگ کلمہ ونماز پڑھتے اور اپنے آپ کو قسمیں کھا کھا کر مسلمان بتاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک نہ سنی اور صاف صاف فرما دیا۔

اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹا دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ (المنافقون، ۱) [فتاویٰ رضویہ ج ۸،ص ۳۳۰]

سب سے پہلا بے ادب ومغرور وہابی

ایک روز بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام حاضر ہیں ایک شخص آیا اور کنارہ مجلس اقدس پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو اسے قتل کرے، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور جا کر دیکھا وہ نہایت خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہا ہے، صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اٹھا کہ ایسے نمازی کو عین نماز کی حالت میں قتل کریں واپس حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا۔

ارشاد فرمایا: کون ہے کہ اسے قتل کرے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور انہیں بھی وہی واقعہ پیش آیا۔

حضور نے پھر ارشاد فرمایا کون ہے کہ اسے قتل کرے مولیٰ علی اٹھے اور عرض کی کہ یارسول اللہ میں فرمایا ہاں تم، اگر تمہیں ملے، مگر تم اسے نہ پاؤ گے یہی ہوا، مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک جائیں وہ نماز پڑھ کر چلتا ہوا۔

ارشاد فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو امت پر سے بڑا فتنہ اٹھ جاتا۔ (الخصائص الکبریٰ)

یہ تھا وہابیہ کا باپ جس کی ظاہری و معنوی نسل آج دنیا کو گندہ کر رہی ہے، اس نے مجلس اقدس کے کنارے پر کھڑے ہو کر ایک نگاہ سب پر کی اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا تھا کہ مجھ جیسا ان میں ایک بھی نہیں، یہ غرور تھا اس خبیث کو اپنی نماز و تقدس پر، اور نہ جانا کہ نماز ہو یا کوئی عمل صالح وہ سب اس سرکار کی غلامی و بندگی کی فرع ہے، جب تک ان کا غلام نہ ہو لے کوئی بندگی کام نہیں دے سکتی، اس لئے قرآن عظیم میں ان کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مقدم رکھا کہ فرمایا:

لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ (الفتح، ۹)

تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ و رسول پر اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو۔

تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے اس کے تعظیم رسول، مقبول نہیں، اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بے اس کے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہیں۔

ایک بے ادب کی عدل نبوی پر گستاخانہ تنقید

غزوۂ حنین میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو غنائم تقسیم فرمائے اس پر ایک وہابی نے کہا کہ میں اس تقسیم میں عدل نہیں پاتا کیوں کہ کسی کو زیادہ کسی کو کم عطا فرمایا، اس پر فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں، فرمایا کہ اسے رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں (وہابیہ کی طرف اشارہ فرمایا) اس سے فرمایا افسوس اگر میں تجھ پر عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا۔ اور فرمایا اللہ رحم فرمائے میرے بھائی موسیٰ پر کہ اس سے زائد ایذا دیئے گئے۔

علماء فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دہش سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور عطا فرمارہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب اموال سب تقسیم ہو لئے ایک اعرابی نے ردائے مبارک بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اتنا فرمایا اے لوگو جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔ (بخاری)

حق ہے اے مالک عرش کے نائب اکبر، قسم ہے اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور ہی کی عطا ہیں، دونوں جہان حضور کی عطا سے ایک حصہ ہیں۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بیشک دنیا و آخرت حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم ماکان و ما یکون حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ وَعَلٰى آلِكَ وَصَحْبِكَ وَبَارَكَ وَكَرَّمَ (قصیدہ بردہ)

حضرت علی کا وہابیہ کے قتل کا حکم دینا

وہابیہ وہ فرقہ ہے جسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی تھی اور بحکم امیر المومنین تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا کیا بات امیر المومنین کی تم کو ناپسند آئی، انہوں نے کہا واقعہ صفین میں ابوموسیٰ اشعری کو حکم بنایا یہ شرک ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ۔ (الانعام، ۵۷)

حکم نہیں مگر اللہ کے لئے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اسی قرآن کریم میں یہ آیت بھی تو ہے۔

فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِنْ اَهْلِهَا۔ (النساء ۳۵)

زن وشوہر میں خصومت ہو ایک حکم اس کی طرف سے بھیجو، ایک حکم اس کی طرف سے، اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں تو اللہ ان میں میل کردے گا۔

دیکھو وہی طریقۂ استدلال ہے جو وہابیہ کا ہوتا ہے کہ علم غیب وامداد وغیرہا میں ذاتی وعطائی کے فرق سے آنکھ بند اور نفی کی آیتوں پر دعوے ایمان اور اثبات کی آیتوں سے کفر۔

اس جواب کو سنکر ان میں سے پانچ ہزار تائب ہوئے اور پانچ ہزار کے سر پر موت سوار تھی وہ اپنی شیطنت پر قائم رہے، امیر المومنین نے ان کے قتل کا حکم فرمایا۔ (الخصائص الکبریٰ)

مولیٰ علی کا علم بالمغیب

امام حسن وامام حسین اور دیگر اکابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کے قتل میں تامل ہوا کہ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن بھر تلاوت میں بسر کرتی ہے ہم کیوں کر ان پر تلوار اٹھائیں، مگر امیر المومنین کو تو عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دیدی تھی کہ نماز روزہ وغیرہ ظاہری اعمال کے بشدت پابند ہوں گے بایں ہمہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے، قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا، امیر المومنین کے حکم سے لشکر ان کے قتل پر مجبور ہوا عین معرکہ میں خبر آئی کہ وہ نہر کے اس پار اتر گئے، امیر المومنین نے فرمایا واللہ اس میں سے دس اس پار نہ جانے پائیں گے سب اسی طرف قتل ہوں گے، جب سب قتل ہو چکے امیر المومنین نے لوگوں کے دلوں سے ان کے تقویٰ وطہارت وتہجد وتلاوت کا وہ خدشہ دفع کرنے کے لئے فرمایا: تلاش کرو اگر ان میں ذو الثدیہ پایا جائے تو تم نے بدترین اہل زمین کو قتل کیا، تلاش کیا گیا لاشوں کے نیچے نکلا جس کا ایک ہاتھ پستان زن کے مشابہ تھا امیر المومنین نے تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجالائے اور لشکر کے دل کا شبہ اس غیب کی خبر بتانے اور مطابق آنے سے زائل ہو گیا۔

کسی نے کہا حمد ہے اسے جس نے ان کی نجاست سے زمین کو پاک کیا، امیر المومنین نے فرمایا کیا سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ختم ہو گئے ہرگز نہیں، ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں، کچھ باپ کی پیٹھ میں، جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہوگا دوسرا سر اٹھائے گا یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔

وہابیہ کی نشانیاں

یہی وہ فرقہ ہے کہ ہر زمانہ میں نئے رنگ، نئے نام سے ظاہر ہوتا رہا اور اب اخیر وقت میں وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا، ان کی جو جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمائی ہیں سب ان میں موجود ہیں۔

- ”تم ان کی نماز کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانو گے ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو۔
- ان کے اعمال کے آگے اپنے اعمال کو، قرآن پڑھیں گے ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔
- بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو۔
- یا بات بات پر حدیث کا نام لیں گے اور حال یہ ہوگا کہ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے۔
- ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر سر منڈے، گھٹنی ازاروں والے“۔(بخاری ومسلم)

ان کے پیشوا ابن عبد الوہاب نجدی کو سر منڈانے میں یہاں تک غلو تھا کہ عورت اس کے دین ناپاک میں داخل ہوتی اس کا سر بھی منڈا دیتا کہ یہ زمانہ کفر کے بال ہیں انہیں دور کر، یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا جو مرد تمہارے دین میں آتے ہیں ان کی داڑھیاں منڈوایا کرو کہ وہ بھی تو زمانہ کفر کے بال ہیں اس وقت سے باز آیا۔ اور اب وہابیہ کو دیکھئے ان میں اکثر وہی سر منڈانے اور گھٹنے پائچے والے ہیں۔ [الملفوظ، اول، ص ۶۳ تا ۶۷]

اسماعیل دہلوی کی وہابیت نجدیت

ہندوستان میں وہابیت کو فروغ دینے والا یہی شخص اسماعیل دہلوی ہے اس نے ابن عبد الوہاب نجدی کی ”کتاب التوحید“ کا ”تقویۃ الایمان“ کے نام سے اردو میں ترجمہ کیا، اسماعیل دہلوی کی ناپاک کوشش اور اس بدنام زمانہ کتاب سے مسلمانوں میں اختلاف وانتشار پیدا ہوا اور مسلمان فرقوں میں بٹ گئے۔(مرتب)

اسماعیل دہلوی کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے ہم منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں، البتہ غلام احمد، سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد، اشرفعلی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر ہے۔

اسماعیل دہلوی کی مکاری کا ایک قصہ

ایک مرتبہ مولانا فضل رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو میرے پیر ومرشد (سید آل رسول میاں) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو مولانا بحر العلوم ملک العلماء کے شاگرد تھے) سے پڑھتے تھے دہلی میں تھے، جلسۂ وہابیہ میں تشریف لے گئے وہاں حاضرین پر کاک (روٹی) اور چھوہارے برسا کرتے تھے چنانچہ حسب دستور آپ کے سامنے بھی بوچھار ہوئی، ایک کاک اور ایک چھورا آپ کو بھی ملا، آپ نے چھوہارا توڑا تو اس میں سے کیڑا نکلا اور کاک کا کنارہ جلا ہوا، یہ دیکھ کر تبسم کیا اور باآواز بلند کہا صاحبو! آج تک تو سنا کرتے تھے کہ فرشتے بھولتے نہیں، یہ کیسا بھول گئے کہ روٹی بھی جلادی، اور سنتے تھے کہ جنت کا میوہ سڑتا گلتا نہیں، تعجب ہے کہ چھوہاروں میں کیڑے پڑ گئے، اس پر بہت شور وغل ہوا آپ کو غصہ آیا پردہ کو ہٹایا جس کے پیچھے سے یہ بارش ہو رہی تھی۔ دیکھا تو اسماعیل دہلوی کا ایک غلام جس کا نام عبد اللطیف تھا ایک جھولی میں کاک اور ایک میں چھوہارے لئے بیٹھا ہے، پردہ ہٹتے ہی پردہ فاش ہوگیا۔

جلسۂ وہابیہ کی شرکت سے استاذ ناراض

اس کے بعد حضرت مولانا فضل رسول صاحب دہلی سے لکھنؤ حضرت مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اندر سے خبر آئی کہ آنے کی ممانعت ہے آپ چوکھٹ پر بیٹھ گئے اور رونے لگے اور عرض کی کہ میری کیا خطا

ہے معلوم ہو کہ وہ قابل معافی بھی ہے یا نہیں؟ جب بہت دیر گزر گئی تو مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف لائے اور فرمایا تمہیں میں نے اسی لئے پڑھایا تھا کہ وہابیوں کے جلسوں میں جاؤ۔ آپ نے عرض کی کہ اتنا تو معلوم ہو گیا کہ میری خطا قابل معافی ہے، اور پھر آپ نے سارا واقعہ اسماعیل دہلوی کے مکر و فریب کا عرض کیا اور کہا میں اس کا صرف پردہ فاش کرنے کو گیا تھا کہ نہ معلوم کتنے بندگان خدا اس کی اس عیاری سے گمراہ ہو رہے تھے، آپ سنکر خوش ہوئے اور راضی ہو گئے۔ [الملفوظ اول، ص۹۳،۹۴]

مناظرہ کے بارے میں امام احمد رضا کا ارشاد

آریہ کے مناظر رام چندر کی چرب زبانی اور بے حیائی کا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی مجلس میں ذکر ہو رہا تھا کہ بات سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتا بے حیائی سے کچھ نہ کچھ کہے ضرور جاتا ہے اس پر آپنے ارشاد فرمایا:

سخت غلطی ہے کہ ایسوں سے زبانی بات چیت ہو، اس کا حاصل یہی ہوتا ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ بکے جائے گا جس سے لوگ جانیں کہ بڑا مقرر ہے، برابر جواب دے رہا ہے انسان میں یہ قوت نہیں کہ زبان بند کردے۔ بے حیا کفار اللہ عزوجل کے حضور نہ چوکیں گے وہاں بھی زبان چلی ہی جائے گی یہاں تک کہ منہ پر مہر فرمائی جائے گی اور اعضاء کو حکم ہو گا بول چلو، آج ہم ان کے منہ پر مہر رکھدیں گے اور ان کے ہاتھوں کو بولنے کی قوت دیں گے اور ان کے پیر گواہی دیں گے جو وہ کرتے تھے۔

تو ایسوں سے ہمیشہ تحریری گفتگو ہونا چاہئے کہ مکرنے، بدلنے، بچلنے کی گلی نہ رہے۔ بہت دھوکا ہوتا ہے کہ وہابیہ وغیرہ سے فرعی مسائل میں گفتگو کر بیٹھتے ہیں۔ وہابی، غیر مقلد، قادیانی وغیرہ تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ اصول چھوڑ کر فرعی مسائل میں گفتگو ہو، انہیں ہرگز یہ موقع نہ دیا جائے ان سے یہی کہا جائے کہ پہلے تم اسلام کے دائرے میں آلو، اپنا مسلمان ہونا ثابت کرلو پھر فرعی مسائل میں گفتگو کا حق ہو گا۔ [الملفوظ اول، ص۷۸]

وہابیہ کے لئے دعائے ہدایت فضول ہے

وہابیہ کے لئے دعاء فضول ہے، ان کے لئے آچکا ہے وہابی کبھی لوٹ کر نہ آئے گا، اور جو ہدایت پا جائے وہ وہابی نہ تھا، ہو چلا تھا، کفار وہاں جا کر کہیں گے ہمیں واپس دنیا میں بھیج کہ تجھ پر ایمان لائیں، فرمایا ہے اگر انہیں پھر بھیجا جائے تو وہی کریں گے جس سے پہلے منع کیا گیا تھا۔ [الملفوظ سوم، ص۳۹]

وہابیہ سے شادی بیاہ کی حرمت وممانعت

وہابی یا غیر مقلد سے میل جول مطلقاً حرام ہے اور اس کے ساتھ شادی بیاہ خالص زنا۔

حدیث میں فرمایا نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ، نہ ان کے ساتھ پانی پیو، نہ ان کے ساتھ بیٹھو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ (عقیلی، ابن حبان)

تمام مرتدین کا یہی حکم ہے کہ ان کے ساتھ نکاح وغیرہ حرام ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۵۴۳]

دیوبندی فرقہ

یہ فرقہ دار العلوم دیوبند کی طرف منسوب ہے اور اسماعیل دہلوی کے پیرو ہونے کا دعویدار ہے، اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے جملہ مندرجات کو، اس کے ہر خشک و تر کو حق و صحیح مانتا ہے اس کی ہر ہر بات کا قابل وقائل اور اس پر عامل ہے۔ (مرتب)

دیوبندیہ پر علماء کا فتویٰ

دیوبندیہ کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق فرمایا ہے کہ وہ مرتد ہیں اور شفائے امام قاضی عیاض وغیرہ کے حوالے سے فرمایا جوان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، اور ان کی حالت کفر وضلالت اور ان کے کفری وملعون اقوال طشت از بام ہو گئے ہر وہ شخص کہ نرا جنگلی نہ ہوان کی حالت سے آگاہ ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۶۵]

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے:

دیوبندی عقیدہ والوں کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں اور فرمایا ہے جوان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ان کی کوئی بات نہ سنی جائے، نہ ان کی کسی بات پر عمل کیا جائے جب تک اپنے علماء سے تحقیق نہ کرلیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈالدیں۔ (بخاری، مسلم)

دیوبندی سے بیعت ہونے کا حکم

کسی دیوبندی اور اشرفعلی تھانوی سے بیعت ہونے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

اشرفعلی کے ہاتھ پر بیعت حرام قطعی ہے، روبرو ہو خواہ بذریعہ تحریر، بلکہ بیعت درکنار علمائے حرمین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے، جو اس کے اقوال پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر، اشرفعلی اور تمام دیوبندی عقیدے والوں کی کتابیں کتب منطق بلکہ فلسفہ بلکہ ہنود کی پوتھیوں سے بدتر ہیں کہ انہیں دیکھ کر مسلمان کے بگڑنے کی اتنی توقع نہیں جوان کتابوں سے ہے، ان کا دیکھنا بیشک حرام ہے۔ مگر ان کے ورقوں سے استنجا کیا جائے، یہ زیادتی ہے اور بعض فقہاء کا وہ لکھدینا مقبول نہیں، حروف کی تعظیم لازم ہے، نہ کہ ان کی کتابیں، کہ ان کی کتابوں میں قال اللہ وقال الرسول بھی ہے جس سے وہ عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔

حروف بھی قابل تعظیم

ایک امام کا بعض نوجوانوں پر گزر ہوا جنہوں نے نشانہ پر ابوجہل کا نام لکھ کر لگایا اور اس پر تیراندازی کر رہے تھے، امام نے انہیں منع فرمایا۔ جب ادھر سے واپس تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ انہوں نے نام ابوجہل کے حروف متفرق کردیئے۔ اب ان پر تیر لگا رہے ہیں، فرمایا میں نے تمہیں نام ابوجہل کی تعظیم کو نہ کہا تھا بلکہ حروف کی تعظیم کو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۵۲]

دیوبندی سے میل جول کی ممانعت

دیوبندی، وہابیوں کی اخبث شاخ ہے اس کا وعظ سننا حرام، اس سے فتویٰ لینا حرام ہے، اس سے میل جول سخت حرام، بلکہ اسے مسلمان جان کر ہو تو کفر ہے، علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ جوان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۳۳]

دیوبندی سے مسئلہ پوچھنا حرام

اور ان کا بتایا ہوا کوئی مسئلہ اگر صحیح بھی نکلے تو اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ عالم ہیں، یا ان کے اور مسائل بھی صحیح ہوں گے۔ دنیا میں کوئی ایسا فرقہ نہیں

جس کی کوئی نہ کوئی بات صحیح نہ ہو، مثلاً یہود و نصاریٰ کی یہ بات صحیح ہے کہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نبی ہیں، کیا اس سے یہودی اور نصرانی سچے ہو سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۲۲]

غیر مقلد

یہ فرقہ اسماعیل دہلوی کا متبع ہے، اس کے عقائد وہی ہیں جو وہابیہ اور دیوبندیوں کے عقائد ہیں۔(مرتب)

غیر مقلد، دیوبندیہ کا ہمنوا

یہ گروہ ان ملعون ارتدادوں کو دفع تو نہیں کر سکتا بلکہ خوب جانتا ہے کہ ان سے دفع ارتداد ناممکن ہے۔ مگر ان مرتدوں کو پیشوا و ممدوح دینی ماننے سے بھی باز نہیں آتا، اللہ و رسول کے مقابل ان کی حمایت پر تلا ہوا ہے، اللہ و رسول کو گالیاں دینا بہت ہلکا جانتا ہے، مگر ان دشنام دہندوں کا حکم شرعی بیان کرنے کو گالیاں دینا کہتا اور بہت سخت برا مانتا ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۱۹۱]

ترک تقلید دین میں بڑا فتنہ ہے

یہ گروہ تقلید ائمہ یا تقلید شخصی کا منکر ہے حالانکہ تقلید شخصی واجب ہے، اور یہ بات کہ جس مسئلہ میں جس مذہب پر چاہو عمل کرو باطل ہے، اکابر ائمہ نے اس کے باطل ہونے کی تصریح فرمائی، اس کے سبب غیر مقلد وہابیوں کا دین میں ایک بڑا فتنہ پیدا ہوا۔[فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۲۰۱]

انکار اجماع و قیاس کفر ہے

غیر مقلدین سے ہمارے اختلاف کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

غیر مقلدین کا ہم سے اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ بکثرت اصول دین میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہے، ہماری تمام کتب اصول، مالا مال ہیں کہ ہمارے اور جملہ ائمہ کرام اہلسنت کے نزدیک اصول شرع چار ہیں:

کتاب، سنت، اجماع امت، قیاس۔

لامذہبوں نے اجماع و قیاس کو بالکل اڑا دیا۔

ان کا پیشوا صدیق حسن بھوپالی لکھتا ہے: قیاس باطل اور اجماع بے اثر ہے۔

ان کی تمام کتابیں اس سے پر ہیں کہ وہ سوا قرآن و حدیث کسی کا اعتبار نہیں کرتے اور اجماع و قیاس کے سخت منکر ہیں۔ اور ہمارے ائمہ نے اجماع و قیاس کے ماننے کو ضروریات دین میں سے گنا ہے اور اس کے منکر کو ضروریات دین کا منکر کہا ہے اور ضروریات دین کا منکر کافر ہے، پھر ہمارا ان کا اختلاف فروعی کیسے ہو سکتا ہے۔

اصول و عقائد کی کتابوں سے ثابت ہے کہ

- اجماع کا حجت قطعی ہونا ضروریات دین سے ہے۔
- بیشک تواتر سے ثابت ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قیاس پر عمل فرماتے تھے اور یہ ان میں معروف و مشہور تھا جس پر کسی کو اعتراض و انکار نہ تھا۔
- جو شخص کہے کہ ابو حنیفہ کا قیاس حق نہیں ہے وہ کافر ہو جائے گا۔[فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۲۰۲]

غیر مقلد فقہ کے منکر ہیں

ائمہ مجتہدین نے قرآن وحدیث اور آثار صحابہ سے استدلال کر کے مسائل شرعیہ کا استخراج واستنباط کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ صلاحیت عطا فرمائی تھی ورنہ یہ ہر انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ قرآن وحدیث سے براہ راست مسائل اخذ کر سکے۔ قرآن وحدیث کے ظاہر پر عمل کرنا دشوار ہے کیوں کہ ہر چیز کا حکم وضاحت وصراحت سے موجود نہیں ایسی صورت میں ایک عام آدمی کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے گا کہ فلاں چیز حلال ہے یا حرام، جائز ہے یا ناجائز۔ اس لئے ہمیں ہر قدم پر ائمہ کرام کے سہارے کی ضرورت ہے اس کے بغیر شریعت پر عمل ممکن نہیں اگر کوئی صرف قرآن یا صرف حدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اس کا دعویٰ باطل ہے۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

فقہ کا نہ ماننے والا شیطان ہے، ائمہ کا دامن جو نہ تھامے وہ قیامت تک کوئی اختلافی مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں کر سکتا جسے دعویٰ ہو سامنے آئے اور زیادہ نہیں اسی کا ثبوت دے کہ کتا کھانا حلال ہے یا حرام؟ کون سی حدیث میں آیا ہے کہ کتا کھانا حرام ہے۔

آیت نے تو کھانے کی حرام چیزوں کو صرف چار میں حصر فرمایا ہے۔

(۱) مردار (۲) رگوں کا خون (۳) خنزیر کا گوشت (۴) اور وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے۔

تو کتا اور کنار سور کی چربی اور گردے اور اوجھڑی کہاں سے حرام ہوگئی، کسی حدیث میں ان کی تحریم نہیں، اور آیت میں لحم (گوشت) فرمایا ہے جوان کو شامل نہیں۔

غرض یہ لوگ شیاطین ہیں ان کی بات سننا جائز نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۰۶]

قادیانی

یہ فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو مسیح موعود کہا، اس کے ماننے والے اور اس کی پیروی کرنے والے قادیانی کہلاتے ہیں۔ (مرتب)

قادیانی وہ جو اپنے آپ کو نبی و رسول کہتا، اپنے کلام کو کلام الٰہی بتاتا، سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو گالیاں دیتا، چار سو انبیاء کی پیشین گوئی جھوٹی بتاتا، خاتم النبیین میں استثناء کی پخر لگاتا۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ۱۹۱]

ختم نبوت کا منکر مرتد ہے

قادیانی نے دیگر کفریات کے ساتھ ختم نبوت کا انکار بھی کیا اور خود مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا علمائے حرمین طیبین نے اس پر کفر وارتداد کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ تو مطلق کافر مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لئے مانے۔ لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ اسے معاذ اللہ مسیح موعود یا مجدد یا ادنیٰ درجہ کا ایک مسلمان جاننا درکنار جو اس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے۔

قادیانی عقیدے والے یا قادیانی کو کافر مرتد نہ ماننے والے مرد خواہ عورت کا نکاح بالکل کسی سے نہیں ہو سکتا نہ مسلمان

ہے، نہ کافر سے، نہ مرتد سے، نہ اس کے ہم عقیدہ وغیرہ سے، اگر ہوگا تو زنائے خالص ہوگا۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹،ص۶۷۵]

قادیانی کے بعض کلمات کفریہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنی کتابوں میں کلمات کفریہ اور مغلظات لکھے جس کے نتیجے میں حرمین طیبین کے علماء و مفتیان کرام نے اس پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا، نمونے کے طور پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے اس کے چند کلمات کفریہ نقل فرمائے ہیں ملاحظہ ہوں۔ فرماتے ہیں:

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی توہینیں، عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو گالیاں، ان کی ماں طیبہ طاہرہ پر طعن، اور کہنا کہ یہودی کے جو اعتراض عیسیٰ اور ان کی ماں پر ہیں، ان کا جواب نہیں، اور یہ کہ نبوت عیسیٰ پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ بلکہ عدم نبوت پر دلیل قائم ہے۔ یہ ماننا کہ قرآن نے ان کو انبیاء میں گنا ہے اور پھر صاف کہدینا کہ وہ نبی نہیں ہو سکتے، معجزات عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے صراحۃً انکار، اور یہ کہنا کہ وہ مسمریزم سے یہ کچھ کیا کرتے تھے، اور یہ کہ میں ان باتوں کو مکروہ نہ جانتا تو آج عیسیٰ سے کم نہ ہوتا۔ تو وہ روشن معجزے جن کو قرآن مجید آیات بینات فرما رہا ہے یہ ان کو مسمریزم و مکروہ مانتا ہے، اپنے آپ کو اگلے انبیاء سے افضل بتانا، اور یہ کہنا کہ

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور یہ کہنا کہ اگلے چار سو انبیاء کی پیشین گوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے، اور یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی چار دادیاں، نانیاں معاذ اللہ زانیہ تھیں، اور یہ کہ اسی خون سے عیسیٰ کی پیدائش ہے، اپنے آپ کو نبی کہنا، اپنی طرف وحی الٰہی آنے کا ادعا کرنا، اپنی بنائی ہوئی کتاب کو کلام الٰہی کہنا، اور یہ کہ آیہ کریمہ: مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ سے میں مراد ہوں، اور یہ کہ مجھ پر اترا ہے کہ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ بِالْقَادِیَانِ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔

قادیانی خبیث کا کذب روشن

اس خبیث نے جو پیشن گوئی کی وہ جھوٹی ثابت ہوئی اور وہ تو بہت چمکتے روشن حرفوں سے لکھنے کے قابل ہے، اس کے دو واقعے ہیں۔

- ایک اس کے بیٹے کا جس کی نسبت کہا تھا کہ انبیاء کا چاند پیدا ہوگا اور بادشاہ اس کے کپڑوں سے برکت لیں گے۔ مگر شان الٰہی کہ بیٹی پیدا ہوئی اس کے اوپر کہا کہ وحی کے سمجھنے میں غلطی ہوئی، اب کی جو ہوگا وہ انبیاء کا چاند ہوگا، بیٹی بیٹے ہمیشہ پیدا ہوتے ہیں۔ اب کی ہوا بیٹا مگر چند روز جی کر مر گیا، بادشاہ کیا کسی محتاج نے بھی اس کے کپڑوں سے برکت نہ لی۔
- دوسری بڑی بھاری پیشین گوئی آسمانی جورو کی، اپنی چچازاد بہن احمدی کو لکھ کر بھیجا کہ اپنی بیٹی محمدی کو میرے نکاح میں دیدے، اس نے صاف انکار کر دیا، اس پر پہلے طمع دلائی، پھر دھمکیاں دیں، پھر کہا کہ وحی آگئی کہ ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا۔ اور یہ کہ اس کا نکاح اگر تو دوسری جگہ کرے گی، تو ڈھائی یا تین برس کے اندر اس کا شوہر مر جائے گا مگر اس خدا کی بندی نے ایک نہیں سنی، سلطان محمد خاں سے نکاح کر دیا، وہ آسمانی نکاح دھرا ہی رہا، نہ وہ شوہر مرا، کتنے بچے اس سے ہو چکے اور یہ چل دیا۔

صریح کفر کے سامنے فروعی بحث کیوں؟

غرض اس کے کفر و کذب حد شمار سے باہر ہیں کہاں تک گنے جائیں، اور اس کے ہوا خواہ ان باتوں کو ٹالتے ہیں،

اور بحث کریں گے تو کا ہے میں کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے انتقال فرمایا، مع جسم اٹھالئے گئے یا صرف روح، مہدی وعیسیٰ ایک ہیں یا متعدد، یہ ان کی عیاری ہوتی ہے، ان کفروں کے سامنے ان مباحث کا کیا ذکر۔ فرض کیجئے کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام زندہ نہیں، فرض کیجئے کہ وہ مع جسم نہیں اٹھائے گئے، فرض کیجئے کہ مہدی وعیسیٰ ایک ہیں، پھر اس سے وہ تیرے کفر کیوں کر کٹ گئے؟ کلام تو اس میں ہے کہ تو کہتا ہے میں نبی ہوں، ہم کہتے ہیں تو کافر، اس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔

انبیاء کی توہینیں، انبیاء کی تکذیبیں، معجزات کا مذاق، نبوت کا ادعا، اور پھر دوسرے درجہ میں انبیاء کے چاند والا بیٹا، آسمانی جورو، یہ تیری تکفیر، تکذیب کو کافی ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۶، ص۳۱]

بعض کفریات قادیانی کی نشاندہی

مرزا قادیانی کے بعض کھلے کفروں کو گناتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ایک جگہ کہ تفصیل و وضاحت کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں:

کفر اوّل: مرزا کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ''ایک غلطی کا ازالہ'' ہے اس کے ص ۶۷۳ پر لکھتا ہے میں احمد ہوں جو آیت مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ، میں مراد ہے۔

آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہما الصلاۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ عزوجل نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ توریت کی تصدیق کرتا اور اس رسول کی خوشخبری سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے جس کا نام پاک احمد ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

''ازالہ'' کے قول مذکور میں ادعا ہوا کہ وہ رسول پاک جن کی جلوہ افروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے معاذ اللہ مرزا قادیانی ہے۔

کفر دوم: ''توضیح مرام'' طبع ثانی ص ۹ پر لکھتا ہے کہ میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔

کفر سوم: ''دافع البلا'' مطبوعہ ریاض ہند ص ۹ پر لکھتا ہے: سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

کفر چہارم: مجیب پنجم نے نقل کیا اور نیز کہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی۔

اولاً: ان اقوال خبیثہ میں کلام الٰہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ آیت کریمہ میں یہ شخص مراد ہے، نہ حضور ﷺ

ثانیاً: نبی اللہ و رسول اللہ وکلمۃ اللہ عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام پر افترا کیا کہ وہ اس کی بشارت دینے کو اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔

ثالثاً: اللہ عزوجل پر افترا کیا کہ اس نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اس شخص کی بشارت دینے کے لئے بھیجا۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

''بیشک جو لوگ اللہ عزوجل پر جھوٹ بہتان اٹھاتے ہیں فلاح نہ پائیں گے۔'' (یونس، ۶۹)

اور فرماتا ہے:

''ایسے افترا وہی باندھتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں''۔ (النحل، ۱۰۵)

رابعاً: اپنی گڑھی ہوئی کتاب ''براہین غلامیہ'' کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں

یوں فرمایا ہے۔
اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:
"خرابی ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھیں پھر کہدیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تا کہ اس کے بدلے کچھ ذلیل قیمت حاصل کریں سو خرابی ہے ان کے لئے ان کے لکھے ہاتھوں سے اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے"۔ (البقرة، ۷۹)
ان سب سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں صراحۃً اپنے لئے نبوت ورسالت کا ادعائے قبیحہ ہے اور وہ باجماع قطعی، کفر صریح ہے۔
کفر پنجم: دافع البلاص ۱۰ ار پر حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا۔
کفر ششم: اسی رسالہ کے ص ۷ ار پر لکھا ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

کفر ہفتم: اشتہار معیار الاخیار میں لکھا ہے: میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں۔
یہ ادعا بھی باجماع قطعی، کفر وارتداد یقینی ہیں۔
کتب کثیرہ سے ثابت ہے کہ باجماع مسلمین کوئی ولی، کوئی غوث، کوئی صدیق، بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا جو ایسا کہے قطعاً اجماعاً کافر ملحد ہے۔
شرح صحیح بخاری شریف میں ہے: ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔
کفر ہشتم: "ازالہ" ص ۳۰۹ ر پر حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزات کو جن کا ذکر خداوند تعالیٰ بطور احسان فرماتا ہے مسمریزم لکھ کر کہتا ہے "اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا"۔
یہ کفر متعدد کفروں کا خمیرہ ہے، معجزات کو مسمریزم کہنا ایک کفر کہ اس صورت میں وہ معجزہ نہ ہوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسبی کرشمے ٹھہرے، اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔
حق عزوجل فرماتا ہے:
"جب فرمایا اللہ جلّ جلالہ نے اے مریم کے بیٹے یاد کر میری نعمتیں اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تجھے قوت بخشی لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر کا ہو کر، اور جب میں نے تجھے سکھایا لکھنا اور علم کی تحقیق باتیں اور توریت وانجیل اور جب تو بناتا مٹی سے پرند کی سی شکل میری پروانگی سے۔ پھر تو اس میں پھونکتا تو وہ پرند ہو جاتی میرے حکم سے اور تو چنگا کرتا مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری اجازت سے اور جب تو قبروں سے جیتا نکالتا مردوں کو میرے اذن سے اور جب میں نے یہود کو تجھ سے روکا، جب تو ان کے پاس یہ روشن معجزے لیکر آیا تو ان میں کے کافر بولے یہ تو نہیں مگر کھلا جادو"۔ (المائدة، ۱۱۰)
قادیانی نے مسمریزم بتایا یا جادو کہا بات ایک ہی ہوئی یعنی الٰہی معجزے نہیں۔ کسبی ڈھکوسلے ہیں۔
۲ ایسے ہی منکروں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہ وعلیہ وسلم نے بار بار بتاکید رد فرمادیا تھا،

اپنے معجزات مذکورہ ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا:

''میں تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزے لایا کہ میں مٹی سے پرند بناتا اور پھونک مار کر اسے جلاتا اور اندھے اور بدن بگڑے کو شفا دیتا اور خدا کے حکم سے مردے جلاتا اور جو گھر سے کھا کر آؤ اور جو کچھ گھر میں اٹھا رکھو وہ سب تمہیں بتاتا ہوں، بے شک ان میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لاؤ۔'' (آل عمران، ۴۹)

کفر نہم: ''ازالہ'' ص ۱۶۱ پر حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت لکھا، بوجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے، تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے پر بلکہ قریب ناکام رہے۔

ہر نبی کی تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے جس کی تفصیل سے تصانیف ائمہ کرام کے دفتر گونج رہے ہیں۔

کفر دہم: ازالہ ص ۶۲۹ پر لکھتا ہے: ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیش گوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے۔

یہ صراحۃً انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تکذیب ہے۔

ائمہ کرام فرماتے ہیں: جو نبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی مانے اگرچہ وقوع نہ جانے باجماع کفر ہے نہ کہ معاذ اللہ چار سو انبیاء کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے واقع میں جھوٹا ہو جانا۔

شفا شریف میں ہے: جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نبوت کی حقانیت، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو، بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر ان کی باتوں میں کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب کو مستلزم

ظالم (قادیانی) نے چار سو کہہ کر گمان کیا کہ اس نے باقی انبیائے کرام علیہم افضل الصلاۃ والسلام کو تکذیب سے بچا لیا، حالانکہ بہت سی آیات قرآنیہ شہادت دے رہی ہیں کہ اس نے آدم نبی اللہ سے محمد رسول اللہ تک تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مرسلین کی تکذیب ہے۔

دیکھو قوم نوح وہود وصالح ولوط وشعیب علیہم الصلاۃ والسلام نے اپنے ایک ہی ایک نبی کی تکذیب کی تھی مگر قرآن نے فرمایا:

- قوم نوح نے سب رسولوں کی تکذیب کی۔
- عاد نے کل پیغمبروں کو جھٹلایا۔
- ثمود نے جمیع انبیاء کو کاذب کہا۔
- قوم لوط نے تمام رسل کو جھوٹا بتایا۔
- ایکہ والوں نے سارے نبیوں کو دروغ گو کہا۔

یوں ہی واللہ اس قائل نے نہ صرف چار سو بلکہ جملہ انبیاء ومرسلین کو کذاب مانا۔

جھوٹے مدعی نبوت پر انسان وملائکہ اور آسمان وزمین کی لعنت ہے، حضور اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود مسلیمہ کذاب پر لعنت فرمائی، اور اسے جھوٹا کہا جس نے زمانہ اقدس میں ادعائے نبوت کیا تھا۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک میں تمام دنیا کے ذرہ ہائے خاک کی برابر گواہیاں دیتا ہوں کہ مسیلمہ کذاب ہے۔ (طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۲۹۹ تا ۳۰۵]

رافضی؟

رافضی وہ لوگ جنہوں نے اکثر صحابہ کو چھوڑ دیا، امامت شیخین اور مسح علی الخفین کا انکار کیا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اعوان ومددگار کو برا بھلا کہا، اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی محبت میں ان لوگوں نے غلو کیا۔ (مرتب)

یہ ملاعنہ صراحۃً قرآن عظیم کو ناقص بتاتے اور مولیٰ علی وائمہ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل ٹھہراتے ہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۱۹۱]

رافضیوں کے کفری عقیدے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ رافضیوں کے کفری عقائد سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

آج کل کے رافضی، تبرائی علی العموم کافر مرتد ہیں، شاید ان میں گنتی کے ایسے نکلیں جو اسلام سے کچھ حصہ رکھتے ہوں، ان کا عام عقیدہ یہ ہے کہ

یہ قرآن شریف جو بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد پورا نہ رہا، اس میں سے کچھ پارے، یا سورتیں، یا آیتیں، صحابہ کرام، یا اور اہلسنت نے معاذ اللہ کم کردیں۔

اور یہ بھی ان کے چھوٹے بڑے سب مانتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی ودیگر ائمہ اطہار کرم اللہ تعالیٰ وجوہم اگلے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل تھے۔

یہ دونوں عقیدے خالص کفر ہیں۔ جو شخص قرآن مجید سے ایک حرف، ایک نقطہ کی نسبت ادنیٰ احتمال کے طور پر کہے کہ شاید کسی نے گھٹادیا، یا بڑھادیا، یا بدل دیا، ہو وہ کافر ہے اور قرآن عظیم کا منکر، یوہیں جو کسی نبی سے غیر نبی کو افضل بتائے وہ بھی کافر۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۳۲۹]

رافضی کے یہاں کھانا پینا نہ چاہئے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ رافضی کے گھر کے کھانے پینے سے متعلق فرماتے ہیں کہ:

رافضی کے یہاں کچھ کھانا پینا نہ چاہئے، وہ اہلسنت کو قصداً نجاست کھلانے کی کوشش کرتے ہیں، سنیوں میں کے کوئی بھی اگر جائے گا تو پاخانہ نہ ہو تو پیشاب کر ہی دے گا، لہٰذا احتراز ضرور ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۵۷۴]

رافضی سے رشتہ ناطہ کی ممانعت

حدیث میں ہے: ایک قوم آنے والی ہے ان کا ایک بدلقب ہوگا انہیں رافضی کہا جائے گا، نہ جمعہ میں آئیں گے نہ جماعت میں اور سلف صالح کو برا کہیں گے، تم ان کے پاس نہ بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ کھانا پینا نہ شادی بیاہت کرنا، بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جانا مرجائیں تو جنازے پر نہ جانا۔

شکاری خود شکار ہوگیا

عمران بن حطان رقاشی اکابر علماء محدثین سے تھا اس کی ایک چچازاد بہن خارجیہ تھی اب سے نکاح کرلیا، علماء کرام نے سن کر طعنہ زنی کی کہا میں نے تو اس لئے نکاح کرلیا ہے

کہ اس کو اپنے مذہب پر لے آؤں گا ایک سال نہ گزرا تھا کہ خود خارجی ہو گیا ؎

شکار کرنے چلے تھے شکار ہو بیٹھے

یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ رافضی یا رافضیہ جس سے شادی کیجائے بعض اگلے روافض کی طرح صرف بد مذہب ہو، دائرہ اسلام سے خارج نہ ہو، آج کل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں، ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں، ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں سے جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد محض باطل اور زنا خالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا۔

عالمگیریہ میں ہے: رافضیوں کے احکام وہی ہیں جو مرتدین کے احکام ہیں یعنی کسی سے ان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

[الملفوظ دوم، ص ۱۰۶]

روافض کے پاس بیٹھنے کا برا نتیجہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں:

ایک شخص روافض کے پاس بیٹھا کرتا تھا جب اس کی نزع کا وقت آیا لوگوں نے حسب معمول اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی، کہا، نہیں کہا جاتا، پوچھا کیوں، کہا یہ دو شخص کھڑے کہہ رہے ہیں تو ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابوبکر و عمر کو برا کہتے تھے، اب یہ چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھکر اٹھے ہر گز نہ پڑھنے دیں گے۔

یہ نتیجہ ہے بد مذہبوں کے پاس بیٹھنے کا جب صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بدگویوں سے میل جول کی یہ شامت ہے تو قادیانیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کے پاس نشست برخاست کی آفت کس قدر شدید ہوگی، ان کی بدگوئی صحابہ تک ہے، ان کی انبیاء اور سید الانبیاء اور اللہ عزوجل تک۔ [الملفوظ دوم، ص ۸۸]

روافض کی اذان

رافضیوں کی اذان کا تذکرہ ہوا تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا:

اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیاً وَلِیُّ اللّٰہ، ان کا الحاد ہے اور خود ان کی معتبر کتابوں میں تصریح ہے کہ علی ضرور ولی اللہ ہیں مگر اذان میں یہ مستزاد ہے، نیز تصریح ہے کہ حَیَّ عَلیٰ خَیرِ العَمَلِ، مُفوّضہ لعنھُمُ اللّٰہ کی ایجاد ہے، یہ سب ان کی کتب معتبرہ میں ہے نہ کہ تبرا، کہ بعض ملاعنہ اضافہ کرتے ہیں۔

ایک عجیب حکایت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے اسی تذکرہ میں فرمایا:

یہاں ایک عجیب حکایت سنی گئی رافضیوں میں ایک مؤذن اندھیرے سے جا کر اذان کہتا، اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں گستاخی کیا کرتا، محلّہ میں کچھ غریب سنی رہتے تھے کہ خون جگر پیتے اور کچھ بس نہ چلتا، ایک روز چار جوان ہر چہ باداباد کہکر مسجد کے اندر پہلے سے جا بیٹھے، حسب دستور وہ خبیث اپنے وقت پر آیا اور اذان میں صدیق اکبر کی نسبت کچھ بکنا شروع کیا کہ ان چاروں میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور مار کر گرا دیا کہ خبیث تو ہمیں برا کہتا ہے، اس نے گھبرا کر کہا حضرت میں تو عمر کو کہتا تھا، دوسرے جوان برآمد ہوئے اور مار کر بے دم کر دیا کہ مردود تو مجھے برا کہے گا۔ اس نے سراسیمہ ہو کر کہا، حضرت میں تو عثمان کو کہتا تھا، تیسرے صاحب تشریف لائے اور جتنا مارا گیا مارا کہ ناپاک تو مجھے برا کہے گا۔ آخر جب بڈھے خبیث کو کچھ نہ بنی چلایا کہ مولیٰ مدد کیجئے دشمن مجھے مارے ڈالتے ہیں، اس پر چوتھے صاحب ہاتھ میں استرا لئے برآمد ہوئے اور جڑ سے اس کی ناک پونچھ لی کہ شیطان تو

ہمارے اکابر کو برا کہے گا۔

اب یہ چاروں صاحب تو چلدیئے مجتہد صاحب درد کے مارے ناک پر رومال رکھے مسجد کے ایک اندرونی گوشہ میں جا چھپے، جب وقت زیادہ ہوا اور روافض نماز کے لئے آئے، ایک دوسرے سے کہتا ہے آج جناب قبلہ تشریف نہیں لائے، آج اذان نہیں فرمائی، جب کچھ روشنی ہوئی دیکھا جناب قبلہ ایک گوشہ میں سمٹے پڑے ہیں۔ کہا حضرت خیر ہے! قبلہ خیر ہے؟ کہا خیر کیا ہے آج وہ دشمن آپڑے اور مارتے مارتے مونجھ کر دیا، کہا پھر آپ نے حضرت مولیٰ کو یاد نہ کیا وہ چپ ہو رہا جب بار بار یہی کہے گئے اس نے جھنجھلا کر ناک پر سے رومال پھینکدیا کہ وہ تینوں دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے، مولیٰ نے آکر جڑ سے پونچھ لی۔ [الملفوظ دوم، ص ۶۹، ۷۰]

مولانا نور صاحب فرنگی محلی اور ایک رافضی کی حکایت

مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روز راستے میں تشریف لئے جارہے تھے سامنے سے علی بخش وزیر بادشاہ اودھ جو اس کی ناک کا بال ہو رہا تھا ہاتھی پر چلا آرہا تھا، اس نے حضرت کو دیکھ کر اتنا ادب کیا کہ ہاتھی کو بٹھا دیا اور اتر کر قریب حاضر ہوا اور سلام عرض کیا، آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور سلام نہ لیا کہ وہ رافضی تھا اور داڑھی منڈی ہوئی تھی، سمجھا کہ شاید مجھے دیکھا نہیں دوسری طرف جا کر سلام عرض کیا، آپ نے ادھر سے منہ پھیر لیا اور سلام قبول نہ فرمایا، تیسری دفعہ اس نے پھر سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا، اس خبیث کو غصہ آیا اور ہاتھی پر چڑھکر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ فرنگی محل کے مردوں کی داڑھی اور عورتوں کا سر نہ منڈوایا تو علی بخش نام نہیں۔

آپ جب مکان میں تشریف لے گئے تو ایک طالب علم نے علی بخش کا وہ فقرہ عرض کیا، آپ فوراً باہر تشریف لائے آستانے پر اسوقت میرے پیرو مرشد (سید آل رسول مارہروی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر تھے، عرض کیا حضور کہاں کا قصد فرماتے ہیں: فرمایا بچو نورا کی حماقت تو ہے (آپ کی زبان پوربی تھی) رافضی آیا تھا، سلام کیا تھا جواب دیدیا ہوتا، اب کسی کی داڑھی مونڈرے ہے، کسی کا موئز موئڑے ہے، نورا کی حماقت تو ہے اور آپ سیدھے بادشاہ کے محل کو تشریف لے چلے کہ اس سے پیشتر کبھی نہ گئے تھے پیچھے پیچھے یہ دونوں حضرات بھی ہو لئے، اس دن نوروز کا دن تھا اس کے محل میں جشن ہو رہا تھا شراب و کباب اور گانے بجانے کے سامان موجود تھے، جب دربان نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا گھبرا کر دوڑتا ہوا گیا اور بادشاہ کو خبر دی، بادشاہ سن کر گھبرا گیا اور حکم دیا کہ فوراً تمام منہیات شرع اٹھا دیئے جائیں اور خود دروازہ تک استقبال کر کے حضرت کو اندر لے گیا اور باعزاز تمام بٹھایا، علی بخش کھڑا ہوا یہ واقعہ دیکھ رہا ہے، کاٹو تو بدن میں خون نہیں، سمجھ رہا ہے کہ اب یہ شکایت فرمائیں گے اور خدا جانے بادشاہ کیا کچھ کرے گا۔ مگر یہ وسیع ظرف اس ہلکے کے قیاس سے وراء ہیں، یہ شکایت فرمانے تشریف نہ لے گئے بلکہ اسے اپنی عظمت دکھانے کو گئے تھے کہ وہ ایذا رسانی کے خیال سے باز رہے۔

بادشاہ نے عرض کی حضرت کیسی تکلیف فرمائی، فرمایا تیری زمین میں رہت ہیں ہم نے کہا ہو آئیں، بادشاہ نے وہ شیرینی جو نوروز کے لئے آئی تھیں پیش کی فرمایا ہمارے دو بچے بھی باہر ہیں چنانچہ ان حضرات کو بھی بلا لیا گیا تھوڑی دیر تشریف رکھ کر واپس تشریف لائے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں: کہ یہ دونوں حکایتیں مجھ سے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھنؤ میں بیان فرمائیں، جب میں اور وہ ۱۳۰۹ھ میں کچھ کتابیں دیکھنے لکھنؤ گئے تھے۔[الملفوظ اول، ص۹۴،۹۵]

ہر بد مذہب کی محبت آگ اور صحبت ناگ

کھلے ہوئے کافر سے دنیاوی معاملہ تو حدود شرع میں رہ کر کیا جا سکتا ہے مگر جو لوگ مرتد ہیں ان کے ساتھ کسی طرح کا کوئی معاملہ لین دین وغیرہ کرنا منع ہے۔ (مرتب)

رافضی وغیرہ بدمذہبوں میں جس کی بدعت حد کفر تک پہنچی ہو وہ مرتد ہے، اس کے ساتھ کوئی معاملہ مسلمان بلکہ کافر ذمی کے مانند بھی برتنا جائز نہیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اٹھنے، بیٹھنے، کھانے، پینے، وغیرہا تمام معاملات میں اسے بعینہ مثل سور کے سمجھیں۔ اور جس کی بدعت اس حد تک نہ ہو اس سے بھی دوستی، محبت تو مطلقاً نہ کریں۔ اور بے ضرورت ومجبوری محض کے خالی میل جول بھی نہ رکھیں کہ بدمذہب کی محبت آگ ہے اور صحبت ناگ اور دونوں کو دین سے پوری لاگ۔

جاہل کو ان کی صحبت سے یوں اجتناب ضرور ہے کہ اس پر اثر بد کا زیادہ اندیشہ ہے اور عالم مقتدایوں بچے کہ جہال اسے دیکھ کر خود بھی اس بلا میں نہ پڑیں بلکہ عجب نہیں کہ اسے ان سے ملتا دیکھ کر ان کے مذہب کی شناعت ان کی نظر میں ہلکی ہو جائے۔

حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک اللہ عزوجل نے مجھے چن لیا اور میرے لئے یار اور خسرال کے رشتہ دار پسند فرمائے اور عنقریب کچھ لوگ آئیں گے کہ انہیں برا کہیں گے اور ان کی شان گھٹائیں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ کھانا کھانا، نہ شادی بیاہت کرنا۔ (عقیلی، ابن حبان) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۸۹]

حق امامت وخلافت میں رافضی کا اعتقاد

اہلسنت کے مذہب میں امامت حق خاندانی نہیں کہ یہ رافضیوں میں بھی جاہل رافضیوں کا خیال ہے اسی بنا پر ان کے نزدیک امامت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حق امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تھی، شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ ناحق پہنچی کہ مولیٰ علی حضور کے خاندان اقدس میں تھے، نہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین آج تک ان کے جہال عوام کو یہی بہکاتے ہیں کہ خاندان کی چیز خاندان سے باہر نہیں جا سکتی، صدیق وفاروق کیوں کر اس کے مستحق ہو گئے اور اہلسنت یہی جواب دیتے ہیں کہ یہ دنیوی وراثت نہیں دینی منصب ہے اس میں وہی مستحق مقدم رہے گا جو افضل ہو۔[فتاویٰ رضویہ ج۳، ص۲۰۵]

رافضی کی نماز جنازہ

آج کل کے عام رافضی مرتد ہیں تو ان کی نماز جنازہ پڑھنی قطعی حرام اور شدید گناہ کا کام ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

اگر رافضی ضروریات دین کا منکر ہے، مثلاً قرآن عظیم میں کچھ سورتیں، یا آیتیں، یا کوئی حرف امیر المومنین عثمان ذی النورین غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا اور صحابہ خواہ کسی شخص کا گھٹایا ہوا مانتا ہے، یا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، خواہ دیگر ائمہ اطہار کو انبیائے سابقین علیہم الصلاۃ والتسلیم میں کسی سے افضل جانتا ہے۔ اور آج کل یہاں کے رافضی تبرائی عموماً ایسے ہی ہیں ان میں شاید ایک شخص بھی ایسا نہ نکلے جو ان عقائد کفریہ کا معتقد نہ ہو جب تو وہ کافر مرتد ہے اور اس کے جنازہ کی نماز حرام قطعی وگناہ شدید ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: کبھی نماز نہ پڑھ ان کے کسی مردے پر نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو انہوں نے اللہ و رسول کے ساتھ کفر کیا اور مرتے دم تک بے حکم رہے۔ (التوبہ، ۸۴)

اور اگر ضروریاتِ دین کا منکر نہیں مگر تبرائی ہے تو جمہور ائمہ کرام وفقہائے عظام کے نزدیک اس کا بھی وہی حکم ہے۔

اور اگر صرف تفضیلیہ ہے تو اس کے جنازہ کی نماز بھی نہ چاہئے۔

متعدد حدیثوں میں بدمذہبوں کی نسبت ارشاد ہوا:

وہ مریں تو ان کے جنازہ پر نہ جائیں، ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھیں۔ (عقیلی، ابن حبان) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۳]

نیچری کون؟

یہ فرقہ سید احمد خان بن محمد تقی خان کی طرف منسوب ہے۔ (مرتب)

یہ باطل گروہ ضروریاتِ دین کا منکر ہے، قرآن عظیم کے معانی قطعیہ ضروریہ میں در پردہ تاویل و تحریف اور تبدیل کرتا ہے، وجود ملائکہ و آسمان و جن و شیطان و حشر ابدان و نار و جنان و معجزات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے انہیں ملعون تاویلوں کی آڑ میں انکار رکھتا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۱۹۱]

نیچری کے نزدیک کلمہ طیبہ کا جزءِ اوّل ہی نجات کے لئے کافی

نیچری اس پر بہت زور دیتے ہیں اور ڈپٹی نذیر احمد نے تو صاف لکھ دیا ہے کہ نجات کے لئے صرف لا الہ الا اللہ کافی ہے محمد رسول اللہ کی کچھ حاجت نہیں، اور اس پر حدیث مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ دَخَلَ الْجَنَّۃَ سے سند لاتے ہیں۔

اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

حدیث حق ہے، اور زعم خبیث کفر، لا الہ الا اللہ کلمہ طیبہ کا علم ہے۔ جس سے پورا کلمہ مراد ہے اگر کہئے الحمد سات بار کہو، یا قل ھو اللہ گیارہ بار کہو، اس سے صرف لفظ الحمد یا لفظ قل ھو اللہ، مراد ہوں گی؟ ہرگز نہیں، بلکہ پوری سورتیں کہ اختصاراً جن کے یہ نام ہیں۔ کلمہ طیبہ کا اختصار لا الہ نہیں ہو سکتا تھا کہ نفی محض بلا استثناء تو معاذ اللہ کلمہ کفر ہے، لاجرم نصف کلمہ اس کا اختصار ہوا، یہ ایک ظاہر جواب ہے۔

اور میرے نزدیک تو حقیقت امر یہ ہے کہ بیشک صرف لا الہ الا اللہ نجات کا ضامن ہے اور اسی سے وہ ملعون قول کہ محمد رسول اللہ کی معاذ اللہ حاجت نہیں کفر خالص ہے۔

لا الہ الا اللہ سے فقط الفاظ مراد نہیں بلکہ اس کے معنی کی تصدیق سچے دل سے ایمان لانا کہ جس ذات جامع جمیع کمالات منزہ از جمیع عیوب و نقائص کا علم پاک واقع میں اللہ ہے، جس نے سچی کتابیں اتاریں، سچے رسول بھیجے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو افضل الرسول و خاتم النبیین کیا، وہ جس کے کلام پاک کا ایک ایک حرف یقینی قطعی حق ہے، جس میں کذب یا سہو یا خطا کا اصلاً کسی طرح امکان نہیں، جس نے اللہ کو اس طرح پہچانا اسی نے اللہ کو جانا، اسی نے لا الہ الا اللہ مانا، اور جسے ضروریاتِ دین سے کسی بات میں شک یا شبہ ہے اس نے نہ ہرگز اللہ کو جانا، نہ لا الہ الا اللہ مانا۔

مثلاً جو شخص لا الہ الا اللہ پر ایمان کا دعویٰ رکھے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مانے وہ ایسے کی توحید کی گواہی دیتا ہے، ایسے کو اللہ سمجھا ہے، جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ بھیجا، اور وہ ہرگز اللہ نہیں، اس نے اپنے

خیال میں ایک باطل تصور جما کر اسکا نام اللہ رکھ لیا ہے، یہ اللہ پر مومن نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ مشرک ہے۔

اللہ یقیناً وہ ہے جس نے محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا تو اللہ پر ایمان وہی لائے گا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے۔ اس پر تمام ضروریات دین کو قیاس کرلو۔ مثلاً جو اللہ کا مقر اور قیامت کا منکر ہے یقیناً اللہ کا منکر اور اس اقرار میں مشرک ہے تو ایسے کو اللہ ٹھہرایا جو قیامت نہ لائے گا، حالانکہ اللہ وہ ہے کہ قیامت جس کا سچا وعدہ ہے، وعلیٰ ہذا القیاس، اب بفضلہٖ تعالیٰ معنی بے تکلف صحیح ہوگئے۔ لہٰذا اپنے رسالہ باب العقائد والکلام میں ثابت کیا ہے کہ کفر صرف جہل باللہ کا نام ہے، جو اللہ کو صحیح طور پر جانتا مانتا ہے کافر نہیں ہوسکتا اور جو کافر ہے اللہ کو ہرگز نہیں جان سکتا اگرچہ کتنا ہی بڑا دعویٰ علم و معرفت کا کرے، جیسے دیوبندیہ وہابیہ و مرزائیہ وغیرہم خذلهم الله تعالیٰ۔ [الملفوظ دوم، ص۸۵]

نیچریوں کے غیر اسلامی اور باطل نظریات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نیچریوں کے بعض اجمالی عقائد اور ملحدانہ نظریات کی جھلک دکھاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

وجود ملائکہ، وجود جن، وجود شیطان، ووجود آسمان، وصحت معجزات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام، حشر ونشر، وجنت و نار، بطور عقائد اسلام وغیرہا بہت ضروریات دینیہ سے منکر ہیں۔

تمام علمائے اسلام کے اجماع واتفاق سے وہ سب کے سب کافر ومرتد ہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج۸، ص۳۳۰]

چکڑالوی کون؟

یہ فرقہ عبداللہ چکڑالوی کی طرف منسوب ہے۔ (مرتب)

یہ ایک نیا گروہ پیدا ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی سے منکر ہے، تمام احادیث مصطفیٰ ﷺ کو باطل ونا قابل بتاتا اور صرف قرآن عظیم کے اتباع کا ادعا رکھتا ہے اور حقیقۃً خود قرآن عظیم کا منکر ومبطل ہے، ان خبیثوں نے اپنی نماز بھی جدا گڑھی ہے جس میں ہر وقت کی صرف دو ہی رکعتیں ہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص۱۹۱]

یہ فرقہ کیسے کو خدا کہتا ہے

(۱) چکڑالوی ایسے کو خدا کہتا ہے جس کے رسول کی قدر ایک ڈاکئے سے زیادہ نہیں، جس نے اپنے نبی کا اتباع کچھ نہ رکھا۔

(۲) چکڑالوی ایسے کو خدا کہتا ہے جس نے کہا تو یہ کہ "میری کتاب میں ہر شیٔ کا روشن بیان ہے" ہر چیز کی پوری تفصیل ہے۔ "ہم نے اس میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی" اور حالت یہ کہ نماز فرض کی، اور یہ بھی نہ بتایا کہ کئی وقت کی، یہ بھی نہ بتایا کہ ہر وقت میں کئی رکعتیں، یہ بھی نہ بتایا کہ اس کے پڑھنے کی ترکیب کیا ہے۔ اس کے ارکان کیا ہیں۔ اگر رکوع، سجود، قیام، قرأت اس کے رکن مانے بھی جائیں، اگرچہ اس نے کہیں اس کا اظہار نہ کیا۔ تو ان میں آگے کیا ہو، پیچھے کیا ہو، اس کے مفسدات کیا کیا ہیں؟ کیوں کر جاتی ہے؟ کیوں کر ہوتی ہے؟ سب سے بڑا فرض ایمان اس میں تو یہ گول مجمل، بے سود بیان جس سے کچھ پتہ ہی نہ چلے اور دعوے وہ لمبے کہ اشیاء کا روشن بیان۔ وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ، کیا اس نے خدا کو جانا؟ ہرگز نہیں۔ سُبۡحٰنَ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص۴۴۷]

یہود کیسے کو خدا کہتے ہیں؟

● یہود ایسے کو خدا کہتے ہیں۔ "جو آسمان و زمین بنا کر اتنا تھکا کہ عرش پر جا کر پاؤں پر پاؤں رکھ کر چت لیٹ گیا۔"

- یہود ایسے کو خدا کہتے ہیں، "جو ان میں بعض کے نزدیک عزیر کا باپ ہے۔"
- یہود ایسے کو خدا کہتے ہیں، "جو ایک حکم دیکر اس کا پابند ہو جاتا ہے، زمانہ و مصالح کتنے ہی بدلیں اس کے بدلے دوسرا حکم نہیں بھیج سکتا"۔ اس لئے وہ نسخ کے منکر ہیں، اور شریعت موسوی کو ابدی کہتے اور اس صریح کذب کا افترا اپنے معبود کے سر دھرتے ہیں۔
- یہود ایسے کو خدا کہتے ہیں، "جس نے آپ ہی قوم نوح پر طوفان بھیجا پھر اپنی اس حرکت پر ایسا نادم ہوا، اتنا رویا کہ آنکھیں دکھ آئیں۔"
- یہود ایسے کو خدا کہتے ہیں، جس نے یہودی کے لئے اس کی سگی بہن حلال کی اور توریت میں اس کی حرمت غلط لکھدی "۔ اس لئے کہ شریعت آدم میں یقیناً حلت تھی اب حرام کرے تو منسوخ حکم سے پچھتانا ٹھہرے۔
- یہود ایسے کو خدا کہتے ہیں، "جس نے خلیل و اسماعیل علیہما الصلاۃ والسلام کی دعا قبول کی اور ان سے کہا کہ میں نے اسماعیل و اولاد اسماعیل کو برکت دی اور تمام خیر و خوبی ان میں رکھی، عنقریب تمام امتوں پر انہیں غالب کروں گا اور ان میں انہیں میں سے اپنا رسول اپنے کلام کے ساتھ بھیجوں گا، پھر کیا کچھ نہیں۔" بلکہ ان کا عکس کیا جیسا یہود بکتے ہیں۔
- یہود ایسے کو خدا کہتے ہیں کہ "نہ توریت اس کی کتاب، نہ موسیٰ سے اس کا کلام، یہ سارے کرشمے ایک فرشتے کے ہیں۔"

کیا انہوں نے خدا کو جانا؟ ہر گز نہیں۔ سُبحٰنَ رَبِّ العَرشِ عَمَّا یَصِفُونَ۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۲۰۷]

نصاریٰ کیسے کو خدا کہتے ہیں؟

- نصاریٰ ایسے کو خدا کہتے ہیں، "جو مسیح کا باپ ہے اور مزہ یہ کہ اس کے بھائیوں کا بھی باپ ہے، اس کے شاگردوں کا باپ ہے، اس لکے چھوٹے جھنڈ کا باپ ہے، ہر عیسائی کا باپ ہے، پھر ہر مصلح کا باپ ہے، خود آدمیوں کے باپ آدم کا باپ ہے، تو ہر بشر کا باپ ہے، یہاں تک کہ حکم ہے کہ زمین پر کسی کو اپنا باپ مت کہو، کیوں کہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے۔
- نصاریٰ ایسے کو خدا کہتے ہیں، "جو اپنے اکلوتے کو سولی سے نہ بچا سکا۔
- نصاریٰ ایسے کو خدا کہتے ہیں، جو روٹی اور گوشت کھاتا ہے، اور سفر سے آکر اپنے پاؤں دھلوا کر درخت کے نیچے آرام کرتا ہے، درخت اونچا اور وہ نیچا ہے۔
- نصاریٰ ایسے کو خدا کہتے ہیں، جو فقط زندوں کا خدا ہے مردوں کا نہیں، جو جو مرتے جاتے ہیں اس کی خدائی سے نکلتے جاتے ہیں۔
- نصاریٰ ایسے کو خدا کہتے ہیں، جو اپنے ایک بندے سے رات کو صبح ہونے تک کشتی لڑا اور اسے گرا نہ سکا جب دیکھا کہ میں اس پر غالب نہیں آتا اس کے پاؤں کی نس چڑھا کر کمزور کیا۔
- نصاریٰ ایسے کو خدا کہتے ہیں، جس نے باندی، غلام بنانا جائز رکھ کر نصاریٰ کے دھرم میں حد درجہ کی ناپاک، ظالمانہ، وحشیانہ، حرکت کی، اور پھر خالی کام خدمت ہی کے لئے نہیں بلکہ موسیٰ کو حکم دیا کہ مخالفوں کی عورتیں پکڑ کر حرم بناؤ، ان سے ہم بستری کرو۔
- نصاریٰ ایسے کو خدا کہتے ہیں، جس کی شریعت محض باطل ہے، اس سے راست بازی نہیں آتی، اسے ایمان سے کچھ

علاقہ نہیں، جواس کی شریعت پر عمل کرے ملعون ہے، وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ، کیا انہوں نے خدا کو جانا؟ ہر گز نہیں
-سُبحٰنَ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۷۴۰، ۷۴۱]

مذہب نصاریٰ میں نجاست نجاست نہیں

نصاریٰ کے مذہب میں خون حیض کے سوا شراب، پیشاب، پاخانہ غرض کوئی اصلاً ناپاک نہیں، وہ ان چیزوں سے بچنے پرہیز ہیں اور اپنی ساختہ تہذیب کے خلاف سمجھتے ہیں توان کا ظاہر حال نجاست سے ملوث و آلودہ ہے۔
[فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۲۶]

نصاریٰ کے یہاں کا کھانا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نصرانی کے کھانے سے ممانعت فرمائی۔
مسند امام احمد میں ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ طعام نصرانی سے نہی فرمائی اور ارشاد کیا زنہار تیرے سینے میں وہ کھانا جنبش نہ کرے جس میں نصرانیت کا میل ہے۔ (امام سیوطی جامع کبیر)
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں تک بنے نصاریٰ کے برتنوں سے دور رہو، اور برتن نہ ملیں تو پہلے انہیں دھو کر پاک کرلو اس کے بعد استعمال میں لاؤ۔
ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی یارسول اللہ ہم دشمن کے ملک میں جہاد کو جاتے ہیں، ان کے برتنوں کی حاجت پڑتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں تک بن پڑے ان برتنوں سے دور رہو اور اگر دوسرا برتن نہ ملے تو انہیں دھو کر پاک کرلو اس کے بعد ان میں کھاؤ پیو۔ (بخاری)
یہاں بہ نسبت ہنود کے نصاریٰ کے کھانے پانی سے بہت زیادہ بچنے کا حکم ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۳۳۲، ۳۳۳]

مجوس کون؟

یہ لوگ آگ کو پوجتے ہیں ان کے خالق دو ہیں، ایک اہرمن، دوسرا یزداں
● برائی اور شر پیدا کرنے والے کو اہرمن کہتے ہیں۔
● نیکی اور خیر پیدا کرنے والے کو یزداں کہتے ہیں۔

مجوس کیسے کو خدا کہتے ہیں

(۱) مجوس ایسے کو خدا کہتے ہیں جس کے برابر کی چوٹ کا دوسرا خالق شیطان ہے۔ (۲) مجوس ایسے کو خدا کہتے ہیں جسے بیٹھے بٹھائے ایک دن فکر ہوئی کہ اگر کوئی میرا مخالف ہو تو کیسا ہو؟ اس خیال فاسد سے ایک دھواں اٹھا جو شیطان بنا اوراس نے قوت پکڑی یہاں تک کہ لشکر جوڑ کر یزداں کے مقابل ہوا، مجوس کا یزداں اس کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگا اور جنت میں قلعہ بند ہوا، اہرمن تین ہزار برس جنت کا محاصرہ کئے رہا، یزداں اس کا کچھ بگاڑ نہ سکا، آخر فرشتوں نے بیچ بچاؤ کر کے تصفیہ کرادیا کہ سات ہزار برس دنیا میں شیطان سلطنت کرے، پھر ملک یزداں کو سونپ دے، مجوس کا یزداں طول محاصرہ سے عاجز آچکا تھا، جبراً قہراً قبول کیا۔ اور اب اس سے دعا فضول کہ وہ دنیا کی سلطنت سے معزول۔
(۳) مجوس ایسے کو خدا کہتے ہیں جس نے بیٹے کے لئے ماں، باپ کے لئے بیٹی جیسی بے حیائیاں حلال کی ہیں، کیا انہوں نے خدا کو جانا؟ ہر گز نہیں۔ سُبحٰنَ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۷۳۹]

فلاسفہ کون؟

فلاسفہ ایسے کو خدا کہتے ہیں، ''جو صرف ایک ''عقل اول'' کا خالق ہے، دوسری چیز بنا ہی نہیں سکتا، تمام جزئیات عالم سے جاہل ہے، اپنے افعال میں مختار نہیں، اجسام کو معدوم کر کے پھر نہیں بنا سکتا'' اسلئے وہ حشر اجساد کے منکر ہیں۔ آسمان اس نے نہ بنائے بلکہ عقل اول نے اور ایسے مضبوط گڑھے کہ فلسفی خدا انہیں شق نہیں کر سکتا، اس لئے قیامت کے منکر ہیں، وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ، کیا انہوں نے خدا کو جانا؟ ہر گز نہیں۔ سُبْحٰنَ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۷۳۸]

آریہ کیسے کو ایشور مانتے ہیں؟

(۱) آریہ ایسے کو ایشر کہتے ہیں ''جس کے برابر کے ہم عمر دو واجب الوجود اور ہیں، روح اور مادہ، ایشر نہ ان کا خالق، نہ ان کا مالک، اور ناحق، ناروا انہیں دبا بیٹھا ان پر ظالمانہ حکم چلا رہا ہے''۔ (۲) آریہ ایسے کو خدا کہتے ہیں جس کا اصلاً کوئی ثبوت ہی نہیں، آریہ نے زبردستی مان رکھا ہے۔ (۳) آریہ ایسے کو خدا یا ایشر کہتے ہیں جو ماں رکھتا ہے اور وہ اس کی جان کی حفاظت کرتی ہے۔ تو باپ بھی ضرور ہوگا۔ خود آریہ ولادت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام پر کہتے ہیں کہ بے باپ ولادت نرا مضحکہ ہے، جب ایشور کے ہوتے ہوئے بے باپ ولادت نہیں ہوسکتی، تو جب ایشور بھی نہ تھے ان کی ماتا آپ سے آپ کیسے گربھ کر لاتی۔ اور خاکی انڈا ہو بھی، تو گندا۔ (۴) آریہ ایسے کو ایشر کہتے ہیں جو بستر پر بیمار پڑا اور اپنی ماں کو دوا کے لئے پکار رہا ہے، وید آتے اور اس کا تنگ حال دیکھ کر سخت کڑھتے اور سر ہلاتے ہیں۔ (۵) آریہ ایسے کو ایشر کہتے ہیں جس سے زیادہ علم وعقل والے موجود ہیں، وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ، کیا انہوں نے خدا کو جانا؟ ہر گز نہیں۔ سُبْحٰنَ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۷۳۸]

آریہ اور دیگر بدعقیدوں کا بیان سننے کی ممانعت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے ہر قدم پر مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی، ان کی صلاح و فلاح، اور ان کی اصلاح عقائد کے لئے ہر ممکن سعی و کوشش فرمائی، تصانیف کا طویل سلسلہ اسی درد کا نتیجہ ہے، یہاں پر امام احمد رضا بریلوی نے جو درد بھرا پیغام قوم کے حوالے کیا ہے جس سے قوم مسلم کی اصلاح کے لئے ان کے کرب و بے چینی کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہاں پر اگرچہ آریہ کے بارے میں کہا گیا ہے، کہ ان کے لکچر، ان کے بیانات مسلمان نہ سنیں مگر تمام بدمذہب وبدعقیدوں کے بیانات سننے کا یہی حکم ہے۔

چونکہ جس زمانے میں یہ تحریر لکھی گئی اس وقت آریوں کا زور تھا، انہیں کے بیانات زیادہ ہو رہے تھے، اس لئے خاص طور سے آریہ کے لکچر وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے ہم اس پیغام کو یہاں پر اس جذبے سے پیش کر رہے ہیں تاکہ مسلمان فرقہائے باطلہ کے بیانات سننے، ان کی مجالس میں جانے، ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے اور ان کی کتابیں پڑھنے سے پرہیز واجتناب کریں، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا پیغام ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

آج کل ہمارے عوام بھائیوں کی سخت جہالت یہ ہے کہ کسی آریہ نے اشتہار دیا کہ اسلام کے فلاں مضمون کے رد میں، فلاں وقت لکچر دیا جائے گا، یہ سننے کے لئے دوڑے جاتے ہیں۔

کسی پادری نے اعلان کیا کہ نصرانیت کے فلاں مضمون کے ثبوت میں، فلاں وقت ندا ہوگی، یہ سننے کے لئے دوڑے جاتے ہیں۔

بھائیو! تم اپنے نفع نقصان کوزیادہ جانتے ہو یا تمہارا رب عزوجل، تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ان کا حکم تو یہ ہے کہ شیطان تمہارے پاس وسوسہ ڈالنے آئے تو سیدھا جواب یہ دیدو کہ تو جھوٹا ہے، نہ یہ کہ آپ دوڑ دوڑ کے ان کے پاس جاؤ اور اپنے رب، اپنے قرآن، اپنے نبی کی شان میں کلمات ملعونہ سنو۔

دیکھو قرآن عظیم تمہاری اس حرکت کی کیسی کیسی شناعتیں بتاتا اور ان ناپاک لکچروں، نداؤں کی نسبت تمہیں کیا ہدایت فرماتا ہے ارشاد ہوتا ہے: وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۔ (الانعام ۱۱۲)

اور تیرا رب چاہتا تو وہ یہ دھوکے، بناوٹ کی باتیں نہ بناتے پھرتے، تو تو انہیں اور ان کے بہتانوں کو یک لخت چھوڑ دے۔"

دیکھو انہیں اور ان کی باتوں کو چھوڑنے کا حکم فرمایا، یا ان کے پاس سننے کے لئے دوڑنے کا؟

اور سنئے اس کے بعد کی آیت میں فرماتا ہے:

وَلِتَصْغٰىٓ اِلَيْهِ اَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ۔ (الانعام ۱۱۳)

"اور اس لئے کہ ان کے دل اس کی طرف کان لگائیں جنہیں آخرت پر ایمان نہیں اور اسے پسند کریں اور جو کچھ ناپاکیاں وہ کر رہے ہیں یہ بھی کرنے لگیں۔"

دیکھو ان کی باتوں کی طرف کان لگانا، ان کا کام بتایا جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، اور اس کا نتیجہ یہ فرمایا کہ وہ ملعون باتیں ان پر اثر کر جائیں اور یہ بھی ان جیسے ہو جائیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

لوگ اپنی جہالت سے گمان کرتے ہیں کہ ہم اپنے دل سے مسلمان ہیں، ہم پر ان کا کیا اثر ہوگا؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو دجال کی خبر سنے اس پر واجب ہے کہ اس سے دور بھاگے کہ خدا کی قسم آدمی اس کے پاس جائے گا اور یہ خیال کرے گا کہ میں مسلمان ہوں، یعنی مجھے اس سے کیا نقصان پہنچے گا، وہاں اس کے دھوکوں میں پڑ کر اس کا پیرو ہو جائے گا۔ (ابوداؤد)

کیا دجال ایک اسی دجال اخبث کو سمجھتے ہو جو آنے والا ہے، ہرگز نہیں بلکہ تمام گمراہوں کے داعی، منادی سب دجال ہیں اور سب سے دور بھاگنے ہی کا حکم فرمایا اور اس میں یہی اندیشہ بتایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: آخر زمانے میں دجال کذاب لوگ ہوں گے کہ وہ باتیں تمہارے پاس لائیں گے جو تم نے سنیں، نہ تمہارے باپ دادا نے، تو ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (مسلم)

اور سنئے اس کے بعد کی آیات میں فرماتا ہے:

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا۔ (الی قوله تعالیٰ)

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔ (الانعام ۱۱۴ تا ۱۱۷)

"تو کیا اللہ کے سوا اور کوئی فیصلہ کرنے والا ڈھونڈوں حالانکہ اس نے مفصل کتاب تمہاری طرف اتاری، اور اہل کتاب خوب جانتے ہیں کہ وہ تیرے رب کے پاس سے حق کے ساتھ اتری، تو خبردار تو شک نہ کرنا، اور تیرے رب کی بات

سچ اور انصاف میں کامل ہے، کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں اور وہ شنوا ودانا ہے اور زمین والوں میں زیادہ وہ ہیں کہ تو ان کی پیروی کرے تو وہ تجھے خدا کی راہ سے بہکا دیں، وہ تو گمان کے پیرو ہیں اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں، بیشک تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بہکے گا اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔

خلاصہ مطلب یہ تمام آیات کریمہ انہیں مطالب کے سلسلۂ بیان میں ہیں، گویا ارشاد ہوتا ہے، تم جو ان شیطان آدمیوں کی باتیں سننے جاؤ کیا تمہیں یہ تلاش ہے کہ دیکھیں اس مذہبی اختلاف میں یہ لکچرار، یا یہ منادی کیا فیصلہ کرتا ہے؟ ارے خدا سے بہتر فیصلہ کس کا، اس نے مفصل کتاب قرآن عظیم تمہیں عطا فرما دی، اس کے بعد تم کو کسی لکچر، ندا کی کیا حاجت ہے۔ لکچر والے جو کسی کتاب دینی کا نام نہیں لیتے۔ کس گنتی شمار میں ہیں، یہ کتاب والے دل میں خوب جانتے ہیں کہ قرآن حق ہے، تعصب کی پٹی آنکھوں پر بندھی ہے کہ ہٹ دھرمی سے مکرے جاتے ہیں۔ تو تجھے کیوں شک پیدا ہو کہ ان کی سننا چاہئے، تیرے رب کا کلام صدق وعدل میں بھرپور ہے۔ کل تک جو اس پر تجھے کامل یقین تھا، آج کیا اس میں فرق آیا کہ اس پر اعتراض سننا چاہتا ہے؟ کیا خدا کی باتیں کوئی بدل سکتا ہے؟ یہ نہ سمجھنا کہ میرا کوئی مقال، کوئی خیال خدا سے چھپ رہے گا وہ سنتا جانتا ہے۔

تنبیہ و نصیحت دیکھا اگر تو نے ان کی سنی تو وہ تجھے خدا کی راہ سے بہکا دیں گے، کیا یہ خیال کرتا ہے کہ ان کا علم دیکھوں کہاں تک ہے؟ یہ کیا کہتے ہیں؟ ارے ان کے پاس علم کہاں، وہ تو اپنے اوہام کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں، جن کا تھل نہ بیڑا، جب اللہ واحد قہار کی گواہی ہے کہ ان کے پاس نری مہمل اٹکلوں کے سوا کچھ نہیں، تو ان کے سننے کے کیا معنی، سننے سے پہلے وہی کہہ دے جو تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا کہ شیطان تو جھوٹا ہے، اور اس گھمنڈ میں نہ رہنا کہ مجھ کو کیا گمراہ کریں گے میں تو راہ پر ہوں۔ تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بہکے گا اور کون راہ پر ہے، تو پورا راہ پر ہوتا تو بے راہوں کی سننے ہی کیوں جاتا، حالانکہ تیرا رب فرما چکا چھوڑ دے انہیں اور ان کے بہتانوں کو۔ تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما چکے، ان سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور کرو۔ کہیں وہ تم کو بہکا نہ دیں، کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔

سیدھی سہل غور طلب بات بھائیو! ایک سہل سی بات ہے اسے غور فرما لو، تم اپنے رب، اپنے قرآن، اپنے نبی پر سچا ایمان رکھتے ہو یا معاذ اللہ کچھ شک ہے؟ جسے شک ہو اسے اسلام سے کیا علاقہ، وہ ناحق اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر مسلمانوں کو کیوں بدنام کرے، اور اگر سچا ایمان ہے تو اب یہ فرمایئے کہ ان کے لکچروں، نداؤں میں آپ کے رب وقرآن ونبی وایمان کی تعریف ہوگی یا مذمت، ظاہر ہے کہ دوسری ہی صورت ہوگی اور اسی لئے تم کو بلاتے ہیں کہ تمہارے منہ پر تمہارے خدا ونبی وقرآن ودین کی توہین وتکذیب کریں۔

تمثیل حسن کے ساتھ تفہیم حق اب ذرا غور کر لیجئے ایک شریر نے زید کے نام اشتہار دیا کہ فلاں وقت، فلاں مقام پر میں بیان کروں گا کہ تیرا باپ ولد الحرام اور تیری ماں زانیہ تھی، خدارا انصاف! کیا کوئی غیرت والا، حمیت والا، انسانیت والا، جبکہ اسے اس بیان سے روک دینے، باز رکھنے پر قادر نہ ہو اسے سننے جائے گا؟ ہرگز نہیں، کسی بھنگی، چمار سے بھی یہ نہ ہو سکے گا۔

افتراء سننے والا، مفتری کا شریک ہے

پھر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ دیکھو کہ اللہ و رسول و قرآن عظیم کی توہین، تکذیب، مذمت سخت تر ہے، یا ماں باپ کی گالی؟ ایمان رکھتے ہو تو اسے اس سے کچھ نسبت نہ جانو گے۔ پھر کون سے کلیجے سے ان جگر شگاف، ناپاک، ملعون، بہتانوں، افتراؤں، شیطانی الکلوں، ڈھکوسلوں کو سننے جاتے ہو بلکہ حقیقۃً انصافاً وہ جو کچھ بکتے اور اللہ و رسول و قرآن عظیم کی تحقیر کرتے ہیں، اس سب کے باعث یہ سننے والے ہیں، اگر مسلمان اپنا ایمان سنبھالیں، اپنے رب و قرآن و رسول کی عزت، عظمت پیش نظر رکھیں، اور ایکا کرلیں کہ وہ خبیث لکچر، گندی ندائیں سننے کوئی نہ جائے گا جو وہاں موجود ہو وہ بھی فوراً ہی مبارک ارشاد کا کلمہ کہکر کہ تو جھوٹا ہے چلا جائے گا تو کیا وہ دیواروں، پتھروں سے اپنا سر پھوڑیں گے، تو تم سن سن کر کہلواتے ہو، نہ تم سنو نہ وہ کہیں، پھر انصاف کیجئے کہ اس کہنے کا وبال کس پر ہوا؟

گناہ کے کام میں تعاون بھی گناہ

علماء فرماتے ہیں: ہٹے کٹے جوان تندرست جو بھیک مانگنے کے عادی ہوتے اور اسی کو اپنا پیشہ کرلیتے ہیں انہیں دینا ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر شہ دینی ہے، لوگ نہ دیں تو جھک ماریں اور محنت مزدوری کریں۔

بھائیو! جب اس میں گناہ کی امداد ہے تو اس میں تو کفر کی مدد ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ قرآن عظیم کی نص قطعی نے ایسی جگہ سے فوراً ہٹ جانا فرض کردیا اور وہاں ٹھہرنا فقط حرام ہی نہ فرمایا بلکہ سنو تو کیا کیا ارشاد کیا۔ رب عزوجل فرماتا ہے:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْكَافِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا (النساء، ۱۴۰)

یعنی بیشک اللہ تم پر قرآن میں حکم اتار چکا کہ جب تم سنو خدا کی آیتوں سے انکار ہوتا اور ان کی ہنسی کیجاتی ہے تو ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو جب تک وہ اور باتوں میں مشغول نہ ہوں اور تم نے نہ مانا اور جس وقت وہ آیات اللہ پر اعتراض کر رہے ہیں وہاں بیٹھے تو جب تو تم بھی انہیں جیسے ہو، بیشک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

آہ آہ! حرام تو ہر گناہ ہے۔ یہاں تو اللہ واحد قہار یہ فرما رہا ہے کہ وہاں ٹھہرے تو تم بھی انہیں جیسے ہو۔

حاصل نصیحت

الٰہی اسلامی کلمہ پڑھنے والوں کی آنکھیں کھول، لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مسلمان اگر قرآن عظیم کی اس نصیحت پر عمل کریں تو ابھی ابھی دیکھیں کہ اعداء اللہ کے سب بازار ٹھنڈے ہوئے جاتے ہیں۔ ملک میں ان کے شور و شر کا نشان نہ رہے گا۔ جہنم کے کندے، شیطان کے بندے آپس ہی میں ٹکرا ٹکرا کر سر پھوڑیں گے، اللہ و رسول و قرآن عظیم کی توہینوں سے مسلمانوں کا کلیجہ پکانا چھوڑیں گے اور اپنے گھر بیٹھ کر بکے بھی تو مسلمان کے کان تو ٹھنڈے رہیں گے۔ اے رب میرے توفیق دے۔ [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۲۱۵ تا ۲۱۸]

✿✿✿

شریعت وطریقت

شریعت اللہ تعالیٰ کا وہ وضع کردہ قانون ہے جس پر بندہ اپنے اختیار سے چل کر خیر بالذات کی بارگاہ تک رسائی حاصل کرتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ راستہ ہے۔

شریعت وطریقت دو جدا جدا راہیں نہیں بلکہ دونوں ایک ہیں دونوں کا منبع وسرچشمہ ذات اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے یہی وجہ ہے کہ اقوال رسول کو شریعت اور افعال رسول کو طریقت کہتے ہیں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ شریعت الگ راستہ ہے اور طریقت جدا راستہ، اور یہ کہتے ہیں کہ شریعت چند فرائض واحکام کا نام ہے اور طریقت وصول الی اللہ کا۔

حالانکہ شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی فرع، اگر شریعت کو طریقت سے جدا کر دیا جائے تو طریقت کی نہر بالکل خشک اور معدوم ہو جائے۔ (مرتب)

شریعت وطریقت کے حقائق ومعارف سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فاضلانہ انداز میں تحریر فرماتے ہیں:

شریعت تمام احکام جسم وجان وروح، وقلب وجملہ علوم الٰہیہ ومعارف نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت ومعرفت ہے، ولہٰذا باجماع قطعی جملہ اولیاء کرام، تمام حقائق کو شریعت مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے، اگر شریعت کے مطابق ہوں حق ومقبول ہیں ورنہ مردود وباطل، تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے، شریعت ہی مناط ومدار ہے، شریعت ہی محک (کسوٹی) اور معیار ہے۔

شریعت راہ کو کہتے ہیں، اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ کا ترجمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ، یہ قطعاً عام ومطلق ہے نہ کہ صرف چند احکام جسمانی سے خاص، یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر ثبات واستقامت کی دعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ، ہم کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ چلا، ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ۔

یہی وہ راہ ہے جس کا منتہا اللہ ہے۔

قرآن عظیم میں فرمایا:

”اس سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے“ (ہود، ۵۶)

قرآن عظیم نے فرمایا:

”اے محبوب تم فرمادو کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ وہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گے، یہ تمہیں اس کی تاکید فرماتا ہے تا کہ تم پرہیزگاری کرو۔“ (الانعام، ۱۵۳)

دیکھو قرآن مجید نے صاف فرمادیا کہ شریعت صرف وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے اور اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دور پڑے گا۔

شریعت اصل ہے طریقت اس کی فرع

یہ کہنا کہ طریقت نام ہے وصول الی اللہ کا، محض جنون و جہالت ہے، ہر دو حرف پڑھا ہوا جانتا ہے، کہ طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو، تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے، اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بہ شہادت قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک، جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرماچکا، لاجرم ضرور ہوا کہ طریقت یہی شریعت ہے کہ اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے اس کا اس سے جدا ہونا محال و نا سزا ہے جو اسے شریعت سے جدا جانتا ہے اسے راہ خدا سے توڑ کر راہ ابلیس مانتا ہے مگر ہر گز طریقت حقہ، راہ ابلیس نہیں قطعاً راہ خدا ہے تو یقیناً وہ شریعت مطہرہ ہی کا ٹکڑا ہے۔

مراتب شریعت وطریقت کی تعیین بالتمثیل

شریعت کو قطرہ طریقت کو دریا کہنا کسی مجنون پکے پاگل کا کام ہے، کیوں کہ شریعت منبع ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا، بلکہ شریعت اس مثال سے بھی متعالی و بلند و بالا ہے، منبع سے پانی نکل کر دریا بن کر جن زمینوں پر گزرے انہیں سیراب کرنے میں اسے منبع کی احتیاج نہیں، نہ اس سے نفع لینے والوں کو اصل منبع کی اس وقت حاجت، مگر شریعت وہ منبع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے دریا یعنی طریقت کو ہر آن اس کی احتیاج ہے، منبع سے اس کا تعلق ٹوٹے تو یہی نہیں کہ صرف آئندہ کے لئے مدد موقوف ہو جائے فی الحال جتنا پانی آچکا ہے چند روز تک پینے، نہانے، کھیتیاں، باغات سینچنے کا کام دے، نہیں نہیں منبع سے اس کا تعلق ٹوٹتے ہی یہ دریا فوراً فنا ہو جائے گا، بوند تو بوند نم کا بھی نام نظر نہ آئے گا۔

ایک مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

شریعت مطہرہ ایک ربانی نور کا فانوس ہے کہ دینی عالم میں اس کے سوا کوئی روشنی نہیں، اس کی روشنی بڑھتے بڑھتے صبح اور پھر آفتاب اور پھر اس سے بھی غیر متناہی درجوں زیادہ تک ترقی کرتی ہے، جس سے حقائق اشیاء کا انکشاف ہوتا اور نور حق تجلی فرماتا ہے یہ مرتبہ علم میں معرفت اور مرتبہ تحقیق میں حقیقت ہے تو حقیقت میں وہی ایک شریعت ہے کہ باختلاف مراتب، اس کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔

حاصل یہ کہ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس، ایک ایک پل، ایک ایک لحہ پر مرتے دم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ، کہ راہ جس قدر باریک اس قدر ہادی کی زیادہ حاجت، اس لئے حدیث میں آیا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغیر فقہ کے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسا کہ چکی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں۔ (ابونعیم حلیہ)

یعنی عبادت کی صحت کے لئے علم کی ضرورت ہے، علم کے بغیر شریعت کی باریکیوں پر اطلاع ممکن نہیں۔

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

دو شخصوں نے میری پیٹھ توڑ دی (یعنی وہ بلائے بے درماں ہیں) جاہل عابد اور عالم جو علانیہ بے باکانہ گناہوں کا

ارتکاب کرے۔

اے عزیز! شریعت عمارت ہے اس کا اعتقاد بنیاد، اور عمل چنائی، پھر اعمال ظاہرہ دیوار ہیں کہ اس بنیاد پر ہوا میں چنے گئے، اور جب تعمیر اوپر بڑھکر آسمانوں تک پہنچی وہ طریقت ہے، دیوار جتنی اونچی ہوگی نیو کی زیادہ محتاج ہوگی، اور نہ صرف نیو کی بلکہ اعلیٰ حصہ اسفل کا بھی محتاج ہے، اگر دیوار نیچے سے خالی کردی جائے اوپر سے بھی گر پڑے گی۔

جاہل صوفی، مسخرۂ شیطان

احمق وہ جس پر شیطان نے نظر بندی کر کے اس کی چنائی آسمانوں تک دکھائی اور دل میں ڈالا کہ اب ہم تو زمین کے دائرے سے اونچے گزر گئے ہمیں اس سے تعلق کی کیا حاجت ہے، نیو سے دیوار جدا کرلی اور نتیجہ وہ ہوا جو قرآن مجید نے فرمایا کہ اس کی عمارت اسے لیکر جہنم میں ڈھے پڑی۔

اسی لئے اولیاء کرام فرماتے ہیں: صوفی جاہل شیطان کا مسخرہ ہے۔

حدیث میں آیا حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا ایک فقیہ، شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ بے علم مجاہدہ والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے، منہ میں لگام، ناک میں نکیل ڈالکر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے، اور وہ اپنے جی میں سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں۔ (رسالہ مقال عرفاء)

"اولیائے کرام واہل طریقت اور صوفیائے عظام کو شرعی قوانین واحکام اور ان کی باریکیوں کا اس قدر لحاظ و پاس تھا کہ ان کا کوئی قدم دائرہ شریعت سے باہر نہیں جاتا ان کے اقوال وافعال میں شریعت کے تقاضے موجود ہیں، وہ کبھی کسی حال میں طریقت کو شریعت سے جدا نہیں سمجھتے نہ وہ اپنے کو شرعی قوانین سے مستثنیٰ جانتے تھے ان کا کردار، ان کی گفتار شریعت اسلامیہ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوتی تھی، ان کے اقوال وافعال اہل اسلام کے لئے آئینہ عمل اور نجات کے ضامن ہیں، شریعت کی پاسداری سے متعلق بعض اولیاء وائمہ کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔" (مرتب)

سرکار غوث اعظم کے اقوال گرانمایہ

(۱) حضور سید الافراد قطب الارشاد غوث اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

غیر خدا کو موجود نہ دیکھنا اس کے ساتھ ہو تو اس کی باندھی ہوئی حدوں سے کبھی جدا نہ ہو، اور اس کے ہر امر و نہی کی حفاظت کرے اگر حدود شریعت سے کسی حد میں خلل آیا تو جان لے کہ تو فتنہ میں پڑا ہوا ہے بیشک شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے تو فوراً حکم شریعت کی طرف پلٹ آ اور اس سے لپٹ جا، اور اپنی خواہش نفسانی چھوڑ اس لئے کہ جس حقیقت کی شریعت تصدیق نہ فرمائے وہ حقیقت باطل ہے۔

سعادت مند کے لئے حضور سید الاولیاء غوث العرفاء ﷺ کا یہی ارشاد کافی ہے کہ اس میں سب کچھ جمع فرمادیا ہے۔

(۲) حضور غوث الثقلین غیاث الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جب تو اپنے دل میں کسی کی دشمنی یا محبت پائے تو اس کے کاموں کو قرآن وحدیث پر پیش کر، ان میں پسندیدہ ہوں تو اس سے محبت رکھ اور اگر ناپسند ہو تو کراہت، تاکہ اپنی خواہش سے نہ کوئی دوست رکھے نہ دشمن، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خواہش کی پیروی نہ کر کہ تجھے خدا کی راہ سے بہکا دے گی۔

(۳) حضور غوث الاغواث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ولایت پرتو نبوت ہے اور نبوت پرتو الوہیت، اور ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کے قانون پر ٹھیک اترتے۔

(۴) حضور سیدنا محبوب سبحانی محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

شرع وہ ہے جس کے صولت قہر کی تلوار اپنے مخالف ومقابل کو مٹا دیتی ہے اور اسلام کی مضبوط رسیاں اس کی حمایت کی ڈوری پکڑے ہوئے ہیں، دو جہاں کے کام کا مدار فقط شریعت پر ہے اور اس کی ڈوریوں سے دونوں عالم کی منزلیں وابستہ ہیں۔

(۵) حضور سیدنا باز اشہب شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

شریعت پاکیزہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درخت دین اسلام کا پھل ہے، شریعت وہ آفتاب ہے جس کی چمک سے تمام جہان کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں، شرع کی پیروی دونوں جہان کی سعادت بخشتی ہے، خبردار اس کے دائرہ سے باہر نہ جانا، خبردار اہل شریعت کی جماعت سے جدا نہ ہونا۔

(۶) حضور سید الاولیاء قطب الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل کی طرف سے سب سے زیادہ قریب راستہ قانون بندگی کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ کو تھامے رہنا ہے۔

(۷) حضور سیدنا وارث المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غوث الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فقہ حاصل کر اس کے بعد خلوت نشیں ہو، جو بغیر علم کے خدا کی عبادت کرے وہ جتنا سنوارے گا اس سے زیادہ بگاڑے گا، اپنے ساتھ شریعت اسلامیہ کی شمع لے لے۔

حضرت سری سقطی کی دعا

حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میرے پیر حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے دعا دی۔

”اللہ تعالیٰ تمہیں حدیث داں کر کے صوفی بنائے اور حدیث داں ہونے سے پہلے تمہیں صوفی نہ کرے۔“

حضرت امام غزالی کے اقوال

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہٗ العالی اس دعائے حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرح فرماتے ہیں:

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ جس نے پہلے حدیث وعلم حاصل کر کے تصوف میں قدم رکھا وہ فلاح کو پہنچا، اور جس نے علم حاصل کرنے سے پہلے صوفی بننا چاہا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا۔

حضرت سیدنا امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہٗ العالی فرماتے ہیں:

ایک گروہ معرفت ووصول کا دعویٰ رکھتا ہے حالانکہ معرفت ووصول کا نام ہی نام جانتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ یہ سب اگلے پچھلوں کے علم سے اعلیٰ ہے تو وہ فقیہوں، مفسروں، محدثوں، سب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور تمام مسلمانوں اور علماء کو حقیر جانتا ہے، اپنے واصل بخدا ہونے کا ادعا کرتا ہے، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک فاجروں، اور منافقوں میں سے ہے۔

حضرت جنید بغدادی کے اقوال

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کچھ لوگ زعم کرتے ہیں کہ احکام شریعت تو وصول کا وسیلہ تھے اور ہم واصل ہوگئے، اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت۔

آپ نے فرمایا:

(۱) سچ کہتے ہیں واصل ضرور ہوئے کہاں تک جہنم تک، چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں، میں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض و واجبات تو بڑی چیز ہیں، جو نوافل و مستحبات مقرر کر لئے ہیں بے عذر شرعی ان میں سے کچھ کم نہ کروں۔

(۲) حضرت سیدی ابو القاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جس نے نہ قرآن یاد کیا نہ حدیث لکھی یعنی جو علم شریعت سے آگاہ نہیں دربارہ طریقت اس کی اقتدا نہ کریں، اسے اپنا پیر نہ بنائیں کہ ہمارا یہ علم طریقت بالکل کتاب و سنت کا پابند ہے۔

(۳) نیز فرماتے ہیں:

خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نشان قدم کی پیروی کرے۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جس نے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ ہرگز منزل مقصود پر نہ پہنچے گا۔ (ت)

سرکار بایزید بسطامی کے اقوال

(۱) حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عمی بسطامی کے والد سے فرمایا: چلو اس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو بنام ولایت مشہور کیا ہے وہ شخص مرجع ناس اور زہد و تقویٰ میں مشہور تھا جب وہاں تشریف لے گئے اتفاقاً اس نے قبلہ کی طرف تھوکا۔ حضرت ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً واپس آئے اور اس سے السلام علیک نہ کی اور فرمایا:

یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب سے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں، جس چیز کا دعویٰ رکھتا ہے اس پر کیا امین ہوگا۔

اور دوسری روایت میں ہے، فرمایا:

یہ شخص شریعت کے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں اسرار الٰہیہ پر کیونکر امین ہوگا۔

(۲) نیز حضرت بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اگر تم کسی شخص کو دیکھو ایسی کرامت دیا گیا کہ ہوا پر چار زانو بیٹھ سکے تو اس سے فریب نہ کھانا جب تک یہ نہ دیکھو کہ فرض، واجب و مکروہ و حرام و محافظت حدود و آداب شریعت میں اس کا حال کیسا ہے۔

حضرت ابو سعید خراز کا قول

حضرت ابو سعید خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضرت ذوالنون مصری، سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اصحاب اور سید الطائفہ جنید رضی اللہ عنہ کے ہم زمان ہیں، فرماتے ہیں:

"جو باطن کہ ظاہر اس کی مخالفت کرے وہ باطن نہیں باطل ہے"

قول مذکور کی شرح نابلسی

علامہ عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی اس قول مبارک کی شرح میں فرماتے ہیں:

اس لئے کہ جب اس نے ظاہر کی مخالفت کی تو وہ شیطانی وسوسہ اور نفس کی بناوٹ ہے۔

حضرت حارث محاسبی کا قول

حضرت سیدنا حارث محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اکابر اولیاء و ائمہ میں سے ہیں فرماتے ہیں:

جو اپنے باطن کو مراقبہ اور اخلاص سے صحیح کر لے گا۔ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو مجاہدہ و پیروی سنت سے آراستہ فرما دے گا۔

اس قول کی شرح رضوی

شیخ الاسلام و المسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں:

یعنی جس کا ظاہر زیور شرع سے آراستہ نہیں وہ باطن میں بھی اللہ عزوجل کے ساتھ اخلاص نہیں رکھتا۔

ابو عثمان حیری کے اقوال

حضرت سیدنا ابو عثمان حیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت انتقال اپنے صاحبزادہ ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا:

"اے میرے بیٹے! ظاہر میں سنت کا خلاف اس کی علامت ہے کہ باطن میں ریا کاری ہے"

نیز فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ زندگانی کا طریقہ یہ ہے کہ سنت کی پیروی کرے اور علم ظاہر کو لازم پکڑے۔"

حضرت ابوالحسین احمد کا قول

حضرت سید ابوالحسین احمد بن ابی الحواری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو سید الطائفہ ریحانۃ الشام یعنی ملک شام کا پھول کہتے تھے فرماتے ہیں:

"جو کسی قسم کا کوئی عمل بے اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرے وہ عمل باطل ہے"

حضرت ابو حفص حداد کا قول

حضرت سیدی ابو حفص عمر حداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جو ہر وقت اپنے تمام کام و احوال کو قرآن و حدیث کی میزان میں نہ تولے اور اپنے وارادت قلب پر اعتماد کر لے اسے مردوں کے دفتر میں نہ گن۔

حضرت ابوالحسین احمد نوری کا قول

حضرت سیدنا ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"تو جسے دیکھے کہ اللہ عزوجل کے ساتھ ایسے حال کا ادعا کرتا ہے جو اسے علم شریعت کی حد سے باہر کرے اس کے پاس نہ پھٹک"

حضرت ابوالعباس احمد کا قول

حضرت سیدی ابوالعباس احمد بن محمد الاولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جو اپنے اوپر آداب شریعت لازم کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نور معرفت سے روشن کر دے گا اور کوئی مقام اس سے بڑھ کر معظم نہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام، افعال عادات سب میں حضور کی پیروی کی جائے۔

حضرت سری سقطی کا قول

حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تصوف تین وصفوں کا نام ہے۔

- ایک یہ کہ اس کا نور معرفت اس کے نور ورع کو نہ بجھائے۔

- دوسرے یہ کہ باطن سے کسی ایسے علم میں بات نہ کرے کہ ظاہر قرآن یا ظاہر سنت کے خلاف ہو۔
- تیسرے یہ کہ کرامتیں اسے ان چیزوں کی پردہ دری پر نہ لائیں جو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائیں۔

حضرت ابوسلیمان دارانی کا قول

حضرت سیدی ابوسلیمان دارانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
بارہا میرے دل میں تصوف کا کوئی نکتہ مدتوں آتا ہے جب تک قرآن و حدیث دو گواہ عادل اس کی تصدیق نہیں کرتے میں قبول نہیں کرتا۔

دوسری روایت میں ہے، فرمایا:
بارہا کوئی نکتۂ حقیقت میرے دل میں چالیس چالیس دن کھٹکتا رہتا ہے جب تک کتاب و سنت کے دو گواہ اس کے ساتھ نہ ہوں میں اپنے دل میں داخل ہونے کا اسے اذن نہیں دیتا۔

حضرت ابوعلی رودباری کا قول

حضرت عالی منزلت امام طریقت سیدنا ابوعلی رودباری بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کہ اجلۂ خلفائے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں حضرت عارف باللہ سیدنا استاذ ابوالقاسم قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مشائخ میں ان کے برابر علم طریقت کسی کو نہ تھا)

اس جناب سے سوال ہوا کہ ایک شخص مزامیر سنتا ہے اور کہتا ہے یہ میرے لئے حلال ہیں اس لئے کہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا ہوں کہ احوال کے اختلاف کا مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوتا، فرمایا:
"ہاں؛ پہنچا تو ضرور ہے، مگر جہنم تک۔" والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حضرت ابوعبداللہ محمد کا قول

حضرت سیدی ابوعبداللہ محمد بن خفیف ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:
تصوف اس کا نام ہے کہ دل صاف کیا جائے اور شریعت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ہو۔

حضرت ابوالقاسم نصرآبادی کا قول

حضرت سیدی ابوالقاسم نصرآبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حضرت سیدنا ابوبکر شبلی و حضرت سیدنا ابوعلی رودباری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اجلہ اصحاب سے ہیں فرماتے ہیں:
"تصوف کی جڑ یہ ہے کہ کتاب و سنت کو لازم پکڑے رہے۔"

حضرت جعفر بن محمد خواص کا قول

حضرت سیدی جعفر بن محمد خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید و خلیفہ سید الطائفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
میں کوئی چیز معرفت الٰہی و علم احکام الٰہی سے بہتر نہیں جانتا، اعمال بے علم کے پاک نہیں ہوتے، بے علم کے سب عمل برباد ہیں، علم ہی سے اللہ کی معرفت اطاعت ہوئی، علم کو وہی ناپسند رکھے گا جو کم بخت ہو۔

حضرت شہاب الدین سہروردی کے اقوال

● حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ عنہ امام سلسلہ عالیہ سہروردیہ فرماتے ہیں:

کچھ فتنہ کے مارے ہوؤں نے صوفیہ کا لباس پہن لیا ہے کہ صوفی کہلائیں حالانکہ ان کو صوفیہ سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ وہ دھوکے میں ہیں، بکتے ہیں کہ ''ان کے دل خالص خدا کی طرف ہوگئے ہیں اور یہی مراد کو پہنچ جانا ہے اور رسوم شریعت کی پابندی عوام کا مرتبہ ہے'' ان کا یہ خالص الحاد و زندقہ اللہ کی بارگاہ سے دور کیا جانا ہے اس لئے کہ جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ حقیقت نہیں بے دینی ہے۔

پھر جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ جو چوری اور زنا کرے وہ ان لوگوں سے بہتر ہے۔

- نیز حضرت شیخ الشیوخ سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''أعلام الهدیٰ'' میں کرامت اولیاء بیان کر کے فرماتے ہیں:

ہمارا عقیدہ ہے کہ جس کے لئے اور جس کے ہاتھ پر خوارق عادات ظاہر ہوں اور وہ احکام شریعت کا پورا پابند نہ ہو وہ شخص زندیق ہے اور جو خوارق کہ اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں مکر و استدراج ہیں۔

حضرت جامی کا قول

حضرت مولانا نورالدین جامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں:

اگر لاکھ خارق عادات ظاہر ہوں جب تک ظاہر و باطن شریعت و آداب طریقت کے موافق نہ ہوں تو وہ مکر و استدراج ہوگا، ولایت و کرامت کا نہ ہوگا۔

حضرت مخدوم اشرف کا قول

حضرت قطب ربانی محبوب یزدانی مخدوم اشرف جہانگیر چشتی سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار چشتیہ اشرفیہ فرماتے ہیں:

''اگر اوصاف ولایت والے ولی سے خرق عادت ظاہر ہو تو وہ کرامت ہے اور اگر مخالف شریعت سے صادر ہو تو استدراج ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو محفوظ فرمائے۔''

حضرت سیدنا محی الدین عربی کے اقوال

(۱) حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین محمد بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں:

''خبردار علم ظاہر میں جو شرع کی میزان ہے اسے ہاتھ سے نہ پھینکنا بلکہ جو کچھ اس کا حکم ہے فوراً اس پر عمل کر، اور اگر عام علماء کے خلاف تیری سمجھ میں اس سے کوئی چیز آئے جو ظاہر شرع کا حکم نافذ کرنے سے تجھے روکنا چاہے تو اس پر اعتماد نہ کرنا وہ علم الٰہی کی صورت میں ایک مکر ہے جس کی تجھے خبر نہیں''

(۲) نیز حضرت سید محی الدین بن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات میں فرماتے ہیں:

''یقین جان کہ میزان شرع جو اللہ عزوجل نے زمین میں مقرر فرمائی ہے وہ یہی ہے جو علماء شریعت کے ہاتھ میں ہے، تو جب کبھی کوئی ولی اس میزان شرع سے باہر نکلے اور اس کی عقل باقی ہو جس پر احکام شرعیہ کا مدار ہے تو اس پر انکار واجب ہے''

(۳) نیز فرماتے ہیں:

''یقین جان کہ اولیاء مرشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی میزانیں کبھی شریعت سے خطا نہیں کرتیں وہ مخالفت شرع سے محفوظ ہیں''

(۴) حضرت سیدنا ابن عربی فرماتے ہیں:

یقین جان کہ شریعت ہی کا چشمہ، حقیقت کا چشمہ ہے، اس لئے کہ شریعت کے دو دائرے ہیں۔

- ایک اوپر

- اور ایک نیچے
- ☆ اوپر کا دائرہ اہل کشف کے لئے ہے
- ☆ اور نیچے کا اہل فکر کے لئے۔

اہل فکر جب، اہل کشف کے اقوال کو تلاش کرتے اور اپنے دائرہ فکر میں نہیں پاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ قول شریعت سے باہر ہے تو اہل فکر اہل کشف پر معترض ہوتے ہیں، مگر اہل کشف اہل فکر پر انکار نہیں رکھتے۔ جو کشف وفکر دونوں رکھتا ہے وہ اپنے وقت کا حکیم ہے، پس جس طرح علوم اہل فکر شریعت کا ایک حصہ ہیں، یونہی علوم اہل کشف بھی، تو وہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور جبکہ دونوں کناروں کا جامع نادر ہے۔ لہٰذا ظاہر بینوں نے شریعت وحقیقت کو جدا سمجھا۔

اس عبارت سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اہل ظاہر اگر شریعت وحقیقت کو جدا سمجھیں تو ان کی غلطی، مگر وہ اپنے علم میں کاذب نہیں، اور مدعی تصوف اگر انہیں جدا بتائے تو قطعاً جھوٹا اور ڈینگ ہانکنے والا ہے۔

حضرت علی خواص کے اقوال

(۱) عارف باللہ حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیر ومرشد امام عبد الوہاب شعرانی قدس سرہٗ الربانی فرماتے ہیں:

علم کشف یہ ہے کہ اشیاء جس طرح واقع وحقیقت میں ہیں اسی طرح ان سے خبر دے اسے اگر تو تحقیق کرے تو اصلاً کسی بات میں شریعت کے خلاف نہ پائے گا بلکہ وہ عین شریعت ہے۔

(۲) نیز فرماتے ہیں:

علمائے ظاہر ہوں خواہ علمائے باطن سب کے چراغ شریعت ہی کے نور سے روشن ہیں تو ائمہ مجتہدین اور ان کے مقلدین کسی کا کوئی قول ایسا نہیں کہ اہل حقیقت کے اقوال اس کی تائید نہ کرتے ہوں، ہمارے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں۔

(۳) سیدی علی خواص فرماتے ہیں:

تمام علمائے امت کے دلوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اقدس سے مدد پہنچتی ہے تو ہر عالم کا چراغ حضور ہی کے نور باطن کے شمع داں سے روشن ہے۔

(۴) نیز فرماتے ہیں:

سچا علم کشف کبھی نہیں آتا مگر شریعت مطہرہ کے موافق۔

حضرت افضل الدین کا قول

حضرت سیدی افضل الدین کہ اجل خلفائے سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں فرماتے ہیں:

حقیقت عین شریعت ہے اور شریعت عین حقیقت۔

امام عبد الوہاب شعرانی کے اقوال

(۱) امام اجل عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہٗ الربانی فرماتے ہیں:

کبھی ولایت کی انتہاء نبوت کی ابتداء تک نہیں پہنچ سکتی، اور اگر کوئی اس چشمہ تک بڑھے جس سے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام فیض لیتے ہیں تو وہ ولی جل جائے۔ اولیاء کی نہایت کار یہ ہے کہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والثناء پر عبادت بجا

لاتے ہیں خواہ کشف حاصل ہوا ہو یا نہیں اور جب کبھی شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نکلیں گے ہلاک ہو جائیں گے اور ان کی مدد قطع ہو جائے گی تو انہیں کبھی ممکن نہیں کہ اللہ عزوجل سے خود بالاستقلال لے سکیں اور ہم اوپر بیان کر آئے کہ تمام انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والثناء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد لیتے ہیں۔

(۲) نیز امام شعرانی فرماتے ہیں:

- تصوف کیا ہے، بس احکام شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے۔
- تصوف چشمۂ شریعت سے نکلی ہوئی جھیل ہے۔

(۳) نیز فرماتے ہیں:

جو نظر غور کرے جان لے گا کہ علوم اولیاء سے کوئی چیز شریعت سے باہر نہیں اور کیوں کر ان کے علم شریعت سے باہر ہوں حالانکہ ہر ہر لحظہ شریعت ہی ان کے وصول بخدا کا ذریعہ ہے۔

(۴) اور فرماتے ہیں:

تمام اولیاء کرام کا اجماع ہے کہ طریقت میں صدر بننے کا لائق نہیں مگر وہ جو علم شریعت کا دریا ہوا، اس کے منطوق، مفہوم، خاص، عام، ناسخ منسوخ سے آگاہ ہو، زبان عرب کا کمال ماہر ہو، یہاں تک کہ اس کے مجاز اور استعارے وغیرہ جانتا ہو تو ہر صوفی فقیہ ہوتا ہے اور ہر فقیہ صوفی نہیں۔

(۵) نیز عارف معروف قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

سچا کشف شریعت کے مطابق ہی آتا ہے جیسا کہ اس فن کے علماء میں مقرر ہو چکا ہے۔

علامہ عبد الغنی نابلسی کے اقوال

(۱) حضرت عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی فرماتے ہیں:

وہ جو ہمارے زمانے کے بعض صوفی بننے والے ادعا کرتے ہیں کہ اے علم ظاہر والو! تم اپنے احکام کتاب و سنت سے لیتے ہو اور ہم خود صاحب قرآن سے لیتے ہیں یہ بالاجماع قطعاً بوجوہ کثیرہ کفر ہے، ازاں جملہ یہ کہ عقل و بلوغ شرائط تکلیف ہوتے ہوئے کہہ دیا کہ ہم زیر احکام شریعت نہیں۔

(۲) اس کے بعد آپ نے فرمایا:

اگر علم ظاہر چھوڑنے سے اس کا نہ سیکھنا اور اس کا اہتمام نہ کرنا مراد لے اس خیال سے کہ علم ظاہر کی طرف حاجت نہیں تو اس نے کلام الٰہی کو احمق بتایا اور انبیاء کو بے وقوف ٹھہرایا، رسولوں کے بھیجنے کتابوں کے اتارنے کو عبث و باطل کی طرف نسبت کیا تو کچھ شک نہیں کہ وہ کافر ہے اور اس کا کفر سب سے سخت تر کفر۔

(۳) نیز عارف ممدوح قدس سرہٗ تعظیم شریعت مطہرہ کے بارے میں حضرات عالیہ سید الطائفہ و سری سقطی و ابو یزید بسطامی و ابو سلیمان دارانی و ذوالنون مصری و بشر حافی و ابو سعید خراز وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال کریمہ ذکر کر کے فرماتے ہیں:

یعنی اے عاقل! اے حق کے طالب! دیکھ کہ عظمائے مشائخ طریقت، یہ کبرائے ارباب حقیقت سب کے سب شریعت مطہرہ کی تعظیم کر رہے ہیں اور کیوں نہ کریں کہ وہ واصل نہ ہوئے مگر اسی تعظیم اقدس سیدھی راہ شریعت پر چلنے کے سبب یا

ان سے یا ان کے سوا اور سرداران اولیائے کاملین کسی ایک سے بھی منقول نہیں کہ اس نے شریعت مطہرہ کے کسی حکم کی تحقیر کی یا اس کے قبول سے باز رہا ہو بلکہ وہ سب اس کے حضور گردن رکھے ہوئے ہیں اور اپنے باطنی علوم کی سیرت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بنا کرتے ہیں، تو تجھے ہرگز دھوکا میں نہ ڈالیں حد سے گزری ہوئی باتیں ان جاہلوں کی کہ سالک بنتے ہیں، خود بگڑے اوروں کو بگاڑتے ہیں، آپ گمراہ اوروں کو گمراہ کرتے ہیں، شرع مستقیم سے کج ہو کر جہنم کی راہ چلتے ہیں، علمائے شریعت کی راہ سے باہر، مشائخ طریقت کے مسلک سے خارج، اس لئے کہ آداب شریعت اختیار کرنے سے روگردانی کئے اور اس کے مستحکم قلعوں میں پناہ لینے کو چھوڑے بیٹھے ہیں تو وہ انکار شریعت کے سبب کافر ہیں اور دعویٰ یہ کہ اس کے انوار سے روشن ہیں، مشائخ طریقت تو آداب شریعت پر قائم ہیں، احکام الٰہی کی تعظیم کے معتقد ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں کمالات اقدس کا تحفہ دیا اور یہ اپنی خرافات پر مغرور، یہ عار کا لباس پہنے ہوئے کہ ظاہر میں مسلمان اور حقیقت میں کافر ہیں، یہ ہمیشہ اپنے اوہام کے بتوں کے آگے آسن مارے بیٹھے ہیں، شیطان جو وسوسوں سے ان کے افکار میں ڈالتا ہے انہیں پر مفتون ہوئے ہیں، تو خرابی پوری خرابی ان کے لئے اور ان کے لئے جو ان کا پیرو ہو یا ان کے کام کو اچھا جانے اس لئے کہ وہ راہ خدا کے راہزن ہیں۔

حضرت ابوالمکارم رکن الدین کا قول

حضرت سیدی ابوالمکارم رکن الدین خلیفہ سیدی نور الدین عبد الرحمن اسفرائنی خلیفۂ وقت حضرت سیدی جمال الدین احمد جوز قانی خلیفہ حضرت سیدی رضی الدین لالا خلیفہ حضرت سیدی نجم الدین کبریٰ سردار سلسلہ کبرویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے شیخ و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں:

ولی جب تک شریعت کو مکمل طور پر نہ اپنائے ولایت میں قدم رکھ نہیں سکتا بلکہ اگر اس کا انکار کرے تو کافر ہے۔

حضرت احمد نامقی جامی کا قول

حضرت سیدی شیخ الاسلام احمد نامقی جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدی خواجہ مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"پہلے عبادت کا مصلےٰ طاق پر رکھ اور جا کر علم حاصل کر کیونکہ جاہل شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے۔"

ایک دلچسپ حکایت

شیخ الاسلام احمد نامقی جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ قول مذکور کی شان ورود بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت ممدوح سلالۂ خاندان اولیائے کرام ہیں ان کے آبائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجلۂ اکابر محبوبان خدا سرداران شریعت وطریقت واصحاب علم وکرامت تھے، اور ان کے بعد حضرت خواجہ مودود چشتی نے مسند آبائی پر جلوس فرمایا، ہزاروں آدمی مرید ہو گئے، مگر صاحبزادہ والا قدر ابھی عالم نہ ہوئے تھے نہ راہ طریقت کسی مرشد کامل کی تعلیم سے چلے تھے، عنایت ازلی ہی ان کے حال شریف پر متوجہ تھی، حضرت شیخ الاسلام قطب الکرام سیدی احمد نامقی جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی تعلیم وتفہیم کے لئے ہرات بھیجا، یہاں خواص وعام اس جناب کی کرامت عالیہ دیکھ کر مرید ومعتقد ہوئے اور تمام اطراف میں ان کا شہرہ ہوا، صاحبزادۂ خواجگان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ناگوار ہوا، قصد فرمایا کہ حضرت والا کو اس ملک سے باہر کریں، لشکر مریداں لیکر جنبش فرمائی، اصحاب حضرت شیخ الاسلام کو اس کی اطلاع ہوئی، انہوں نے براہ ادب اسے شیخ

الاسلام سے چھپایا مگر حضرت خود ہی خوب جانتے تھے۔ ایک دن جب صبح کا ناشتہ حاضر کیا گیا تو ارشاد فرمایا ایک ساعت صبر کرو کہ کچھ قاصد آتے ہیں تھوڑی دیر بعد قاصدان صاحبزادہ حاضر ہوئے حضرت والا نے انہیں کھانا کھلایا پھر فرمایا تم کہو گے یا میں بتاؤں کہ کس لئے آئے ہو، عرض کی حضرت فرمائیں، فرمایا خواجہ مودود نے تمہیں بھیجا ہے کہ احمد سے کہو وہ ہماری ولایت میں کیوں آیا سیدھی طرح واپس جاتا ہے تو جائے ورنہ جس طرح چاہے نکالا جائے گا، قاصدوں نے تصدیق کی کہ ہاں حضرت خواجہ نے یہی پیام دیکر ہمیں بھیجا ہے حضرت والا نے فرمایا کہ:

ولایت سے یہ دیہات مراد ہیں تو یہ اوروں کی ملک ہیں نہ کہ خواجہ مودود کی۔ اور اگر ولایت سے یہ لوگ مراد ہیں تو یہ بادشاہ سنجر کی رعیت ہیں، تو یوں بادشاہ شیخ الشیوخ ٹھہرے گا، اور اگر ولایت سے مراد وہ ہے جو میں جانتا ہوں اور جسے اولیاء اللہ جانتے ہیں تو کل ہم انہیں دکھادیں گے کہ ولایت کا کام کیا اور کیسا ہوتا ہے۔

قاصدوں کو یہ جواب عطا فرمایا اور ادھر ابر عظیم آیا، اور ایک رات دن ابر برسا، دم بھر کو دم نہ لیا، دوسرے دن صبح کو حضرت والا نے فرمایا گھوڑے کسو کہ خواجہ مودود کی طرف چلیں، اصحاب نے عرض کی ندی چڑھ گئی، اب جب تک چند روز بارش موقوف نہ ہو کوئی ملاح کشتی بھی نہیں لے جاسکتا، فرمایا کچھ مشکل نہیں آج ہم ملاحی کریں گے، جب سوار ہو کر جنگل میں پہنچے ملاحظہ فرمایا کہ ایک انبوہ مسلح حضرت کے ہمراہ ہے، فرمایا یہ کون لوگ ہیں عرض کی حضور کے مرید ومحب ہیں یہ سنکر کہ ایک جماعت حضور کے مقابلے کو آئی ہے یہ حضور کے ہمراہ ہولئے ہیں، فرمایا انہیں واپس کرو تیر وتلوار تو سنجر کا کام ہے، اولیاء کے ہتھیار اور ہی ہیں، غرض چند خدام کے ساتھ ندی کنارے پہنچے، پانی طغیانی پر تھا، فرمایا آج یہ ٹھہری ہے کہ ہم ملاحی کریں گے، معرفت الٰہی میں کلام فرمانا شروع کیا تمام حاضرین ذوق سے بے خود ہوگئے، فرمایا آنکھیں بند کرلو اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہہ کر چلو لوگوں نے ایسا ہی کیا، جس نے آنکھ جلدی کھولدی اس کا جوتا تر ہوا اور جس نے ذرا دیر کر کے کھولی اس کا جوتا بھی خشک رہا، اور سب نے اپنے آپ کو دریا کے اس پار پایا۔

قاصدوں نے جو یہ ماجرا دیکھا جلدی کر کے حضرت صاحبزادہ خواجگان کے حضور حاضر ہوئے اور حال عرض کیا، کسی کو یقین نہ آیا، صاحبزادہ دو ہزار مرید مسلح کے ساتھ متوجہ ہوئے اور جیسے حضرت شیخ الاسلام سے نظر دوچار ہوئی صاحبزادہ بے اختیار پیادہ ہوئے اور حضرت والا کے پائے مبارک پر بوسہ دیا، حضرت ان کی پیٹھ ٹھونکتے اور فرماتے تھے، ولایت کا کام دیکھا، تم نہیں جانتے مردان خدا کی فوج سلاح سے نہیں، جاؤ سوار ہوا بھی بچے ہو، تمہیں نہیں معلوم کہ کیا کرتے ہو۔

جب بستی میں آئے حضرت شیخ الاسلام مع اپنے اصحاب کے ایک محلہ میں اترے اور حضرت صاحبزادہ مع مریدان دوسرے محلہ میں، دوسرے دن ان مریدین صاحبزادہ نے کہا ہم آئے تھے شیخ احمد کو اس ملک سے نکالنے، اور آج وہ ہمارے ساتھ ایک ہی گاؤں میں مقیم ہیں، کوئی فکر عمدہ کرنی چاہئے، حضرت خواجہ مودود نے فرمایا میری رائے میں صواب یہ ہے کہ صبح ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے اجازت لیں ان کا کام ہمارے بس کا نہیں، مریدوں نے کہا بلکہ رائے صواب یہ ہے کہ کوئی کام پر جاسوس مقرر کرلیں جب ان کے قیلولہ یعنی دوپہر کو آرام کا وقت آئے اور لوگ ان کے پاس سے چلے جائیں وہ تنہا رہیں، اس وقت ہماری ایک جماعت آپ کے ساتھ ان کے پاس جائے اور سماع شروع کریں اور حال لائیں اسی حالت میں کوئی حربہ ان پر ماردیں، حضرت خواجہ نے فرمایا ٹھیک نہیں، وہ ولی ہیں صاحب کرامات ہیں مگر مریدوں نے نہ

ما، جب دوپہر کو حضرت شیخ الاسلام کے آرام کا وقت آیا خادم نے چاہا کہ بچھونا بچھائے فرمایا، ایک ساعت توقف کرو کچھ (دیر کے بعد) آرام ہوگا ایک کام درپیش ہے، ناگاہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، خادم نے دروازہ کھولا، دیکھا کہ حضرت خواجہ مودود ایک انبوہ کے ساتھ تشریف لائے، سلام کرکے سماع شروع ہوا، ساتھ والے نعرے لگانے لگے، انہوں نے چاہا تھا کہ اپنا ارادہ فاسدہ پورا کریں کہ حضرت شیخ الاسلام نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا "ہے سہلا کجائی ہے" (اے سہلا! تو کہاں ہے)

سہلا نام ایک صاحب کا شہر سرخس کے ساکن، صاحب کرامات و عاقل، مجنوں نما تھے، ہمیشہ حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں رہتے، حضرت کے آواز دیتے ہی وہ فوراً حاضر ہوئے اور ایک نعرہ ان مفسدوں پر لگایا، وہ سب کے سب معا جوتیاں، پگڑیاں، چھوڑ کر بھاگ گئے صرف صاحبزادہ خواجگان باقی رہے، نہایت ندامت کے ساتھ کھڑے ہوئے اور سر برہنہ کرکے معافی مانگی اور عرض کی حضور کو روشن ہے کہ اس دفعہ میری مرضی نہ تھی، فرمایا: تم سچ کہتے ہو مگر تم ان کے ساتھ کیوں آئے، عرض کی میں نے برا کیا حضرت معاف فرمائیں، فرمایا میں نے معاف کیا جاؤ اور ان لوگوں کو واپس لاؤ اور دو خدمتگار مقرر کرو اور تین دن ٹھہراؤ، حضرت خواجہ مودود نے ایسا ہی کیا۔

بعدازاں حضرت شیخ الاسلام کے پاس آکر گزارش کی جو حکم ہوا تھا بجالایا اب کیا فرمان ہے، فرمایا:

"سجادہ طاق پر رکھو اور اول جا کر علم پڑھو کہ زاہد بے علم مسخرہ شیطان ہے"

خواجہ نے فرمایا میں نے قبول کیا اور کیا ارشاد ہے، فرمایا جب تحصیل علم سے فارغ ہو اپنا خاندان زندہ کرو، تمہارے باپ دادا اولیاء و صاحب کرامات تھے، خواجہ مودود نے عرض کی، خاندان زندہ کرنے کو ارشاد ہوتا ہے تو پہلے تبرکاً حضرت والا مجھے مسند پر بٹھادیں، فرمایا آگے آؤ، یہ آگے گئے، حضرت نے ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند مبارک کے کنارے پر بٹھایا اور فرمایا بشرط علم، بشرط علم، بشرط علم، تین بار فرمایا۔

حضرت خواجہ تین روز اور حاضر خدمت رہے، فائدے لئے، نوازشیں پائیں، پھر تحصیل علم کے لئے بلخ بخارا تشریف لے گئے، چار سال میں ماہر کامل ہوئے، ہر شہر میں حضرت سے کرامات ظاہر ہوئیں، پھر چشت کو مراجعت فرمائی، تربیت مریدان میں مشغول ہوئے، اطراف سے طالبان خدا حاضر خدمت ہوئے اور حضرت کی برکت انفاس سے دولت معرفت و رتبہ ولایت کو پہنچے۔

حضرت خواجہ شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نہایت عالی درجہ ولی و عارف وواصل ہیں اسی جناب کے مرید و تربیت یافتہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم اجمعین۔

میر سید عبدالواحد بلگرامی کے اقوال

حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہٗ السامی سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں:

اے حق کے طلب کرنے والے، وہ علماء جو دین کے راستوں پر چلتے ہیں کہ ورثہ انبیاء ہیں ان کے تین گروہ ہیں۔

اول: محدثین دوم: فقہا سوم: صوفیا

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ علمائے ظاہر و باطن سب وارثان انبیاء کرام ہیں علیہم الصلاۃ والسلام یہی حضرت میر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں:

شریعت محمدی و دین احمدی وہ راہ سلیم و جادہ مستقیم ہے جس پر خاتم الانبیاء علیہ افضل الصلاۃ والتحیہ اپنی امت کے ہزار ہا اولیاء واصفیاء اور صدیقین وشہداء کے جلو میں گامزن رہے اور اسے ہر قسم کے خس وخاشاک اور شکوک وشبہات سے پاک فرمایا، اس کے مقامات ومنازل متعین وروشن فرمادیئے، قدم قدم پر نشانات ہیں اور منزل منزل بینات اور رہزنوں سے حفاظت کے لئے جگہ جگہ رہنمائی کرنے والے مقرر ہیں اور اولیائے کرام وصوفیائے عظام کے مسلک قدیم کے برخلاف کوئی اور راہ دکھاتا ہے، کسی اور طریقے کی طرف بلاتا ہے تو اس کی بات پر کان نہیں دھرنا چاہئے بلکہ حمایت ونصرت حق کی نیت سے اس کی تردید وتغلیط کو منجملہ فرائض دینیہ سمجھنا چاہئے، اہل بدعت وضلالت وہی تو ہیں اور از راہ فریب وہی لباس اسلام پہن کر (عوام اہل اسلام میں) آتے اور اپنے عقائد فاسدہ کو پوشیدہ رکھتے ہیں، یہی لوگ اعدائے دین واخوان شیاطین ہیں، اور چونکہ علمائے دین ومشائخ اسلام کے علم کے نور سے ان کی گمراہی کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں، لامحالہ یہ لوگ علمائے شریعت کو دشمن سمجھنے لگے ہیں، علمائے ربانی کہ آسمان اسلام کے روشن ستارے ہیں، عوام کو ان شیاطین الانس کے شر سے محفوظ رکھتے ہیں اور اپنے نورانی انفاس سے شہاب ثاقب کی مانند ہمیشہ ان دین کے لٹیروں اور چوروں کو ہر ہر طرف سے ہنکاتے اور ان پر لعنت ورد کے پتھر مار مار کر دوڑاتے رہتے ہیں۔ [رسالہ مقال العرفاء باعزاز شرع وعلماء]

شریعت وطریقت کے درمیان تخالف نہیں

بعض لوگ شریعت وطریقت کے درمیان فرق کے قائل ہیں، ایسے لوگوں کی نسبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلاً کوئی تخالف نہیں، اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ، بددین،

- شریعت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال ہیں۔
- طریقت حضور کے افعال
- حقیقت حضور کے احوال
- اور معرفت حضور کے علوم بے مثال، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۶۰]

فرائض واحکام ساقط نہیں ہوتے

کوئی شخص ایسے مقام تک نہیں پہنچ سکتا جس سے نماز روزہ وغیرہ احکام شرعیہ ساقط ہوجائیں جب تک عقل باقی ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کر۔

سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کچھ لوگ پیدا ہوئے کہ نماز وغیرہ عبادات چھوڑ دی ہے اور کہتے ہیں کہ شریعت تو راستہ ہے ہم پہنچ گئے ہمیں راہ کی حاجت نہیں، فرمایا "وہ سچ کہتے ہیں ضرور پہنچ گئے مگر کہاں تک جہنم تک" پھر فرمایا: "اگر مجھے صدہا برس کی عمر دی جائے تو فرض تو فرض جو نفل مقرر کر لئے ہیں ہرگز نہ چھوڑوں۔" [فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۹۳]

❁❁❁

پاکی اور ناپاکی

جہاں اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو عبادت و بندگی کا حکم فرمایا ہے وہیں اس نے طہارت و پاکی کا بھی حکم دیا ہے بلکہ بغیر طہارت کے بعض عبادات مقبول نہیں کہ طہارت ان کے لئے شرط ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چیز کی وضاحت فرمائی کہ فلاں چیزیوں پاک ہے اور فلاں ناپاک ہے، اگر کوئی پاک شی ناپاک ہوجائے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے غرضیکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر شعبہ زندگی کے مسائل واحکام امت مرحومہ کے لئے وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان فرمادیئے۔

مذہب اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے اسلام میں صفائی و نظافت کا بڑا اہتمام کیا گیا ہے بلکہ طہارت و صفائی کو جزء ایمان قرار دیا گیا ہے، اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا ہی مسلمانوں کے لئے نجات کا ضامن ہے۔

فقہ و فتاوے کی کتابیں پاکی اور ناپاکی کے بیان و مسائل سے بھری ہوئی ہیں ہم یہاں پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے فتاویٰ کے حوالے سے چند خاص خاص باتیں پیش کررہے ہیں۔ (مرتب)

پانی اور مٹی سے استنجا کرنا

● پیشاب اور پاخانے کے بعد پانی اور مٹی دونوں سے استنجا کیا جاسکتا ہے، صرف پانی پر اکتفا کرے یا صرف مٹی پر، مگر دونوں کو جمع کرنا محبوب و پسندیدہ ہے۔

● اور نجاست جب مخرج بول و براز سے درہم کی مقدار سے زیادہ تجاوز نہ کرے تو ڈھیلے کافی ہوتے ہیں ان کے بعد پانی لینا صرف سنت ہے، اور اگر نجاست مخرج کے علاوہ قدر درم سے زیادہ ہو تو اس وقت پانی سے دھوئے بغیر طہارت نہیں ہوگی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دونوں صورتیں ثابت ہیں۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیشاب کے بعد پانی سے استنجا فرماتے۔ (ترمذی، نسائی، مسند احمد)

وہی روایت فرماتی ہیں کہ ایک بار حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیشاب فرمایا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے فرمایا کیا ہے عرض کی استنجا کے لئے پانی فرمایا مجھ پر واجب نہیں کیا گیا کہ ہر پیشاب کے بعد پانی سے طہارت کروں۔ (کیونکہ حضور ڈھیلے سے استنجا فرماچکے تھے) (ابوداؤد، ابن ماجہ)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت بھی اس باب میں مختلف تھی۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر مٹی سے استنجا فرماتے اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی سے۔

(کشف الغمہ)

خلاصہ یہ ہے کہ ڈھیلے اور پانی دونوں سے استنجا جائز ہے جس سے کرے گا کافی ہوگا اور افضل یہ ہے کہ دونوں کو جمع کرے۔

● استنجا خشک کرنے میں، ہر بے قیمت بیکار پاک چیز کہ رطوبت کو جذب کر کے موضع کو صاف کردے ڈھیلا ہو یا پتھر، مٹی ہو یا پرانا کپڑا زمین ہو یا دیوار سب برابر ہے، ہاں ہڈی یا کوئلہ، یا پکی اینٹ یا ٹھیکری یا چونہ نہ ہو۔

ہڈی اور گوبر سے استنجا منع ہے

قوم جن کے وفد جو بارگاہ اقدس حضور پرنور سید العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اپنے جانوروں کے لئے خوراک طلب کی، ان سے ارشاد ہوا تمہارے لئے ہر ہڈی ہے جس پر اللہ عزوجل کا نام پاک لیا جائے، یعنی حلال ذبح کئے ہوئے جانور کی ہڈی ہو وہ تمہارے ہاتھ میں اس حال پر ہوگی جیسی اس وقت تھی جب اس پر گوشت پورا اور کامل تھا، یعنی گوشت چھڑائی ہوئی ہڈی تمہیں مع گوشت ملے گی اور ہر مینگنی تمہارے چوپاؤں کے لئے چارہ ہے۔

پھر انسانوں سے ارشاد ہوا ہڈی اور مینگنی سے استنجا نہ کرو کہ وہ تمہارے بھائیوں (یعنی جنوں) کی خوراک ہے۔ (مسلم)

داہنے ہاتھ سے استنجا ممنوع ہے

داہنا، بائیں سے افضل ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر کام میں داہنا محبوب تھا چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی داہنے سے آغاز فرماتے، کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں بھی داہنے کی رعایت فرماتے، مگر استنجا بائیں ہاتھ سے کرتے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کو منع بھی فرمایا۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

داہنے ہاتھ سے استنجا ممنوع و گناہ ہے، صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے نہی فرمائی، ہاں اگر بائیں ہاتھ میں کوئی عذر ہو تو داہنے سے کرنے میں کچھ مواخذہ نہیں۔ مگر حالت عذر ہمیشہ مستثنیٰ ہوتی ہے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۵ ملخصا]

کاغذ سے استنجا کرنا

کاغذ سے استنجا کرنا مکروہ و ممنوع اور نصاریٰ کا طریقہ ہے کاغذ کی تعظیم کا حکم ہے اگرچہ سادہ ہو۔ اور لکھا ہوا ہو تو بدرجۂ اولیٰ ممنوع ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۵۳]

پیشاب کے بعد استبرا کرنا

لوگوں کی حالتیں مختلف ہیں بعض لوگوں کو پیشاب کے بعد قطرہ بالکل نہیں آتا نہ اس کا اندیشہ رہتا ہے، یا جن کو قطرہ حرارت سے آتا اور پانی سے بند ہو جاتا ہو ان کے لئے اسی جلسہ میں بغیر ڈھیلے کے صرف پانی سے استنجا کرنے میں کوئی حرج نہیں ورنہ نا جائز ہے کہ استبرا واجب ہے یعنی وہ فعل کرنا کہ اطمینان ہو جائے کہ اب قطرہ نہ آئے گا۔ (مرتب)

ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

اگر پانی سے استنجا کرنے پر قطرہ آتا ہے تو صرف ڈھیلے سے استنجا کرے، اگر پیشاب روپے بھر سے زائد جگہ میں نہ پھیلا ہو تو ڈھیلے ہی سے پاک ہو جائے گا اور اگر ڈھیلے سے استنجا پر قطرہ آتا ہے اور پانی سے بند ہو جاتا ہے تو پانی سے استنجا ضرور ہے، اور اگر دونوں طرح آتا ہے تو اتنا انتظار کرنا اور وہ تدبیریں بجالانا جن سے قطرہ رکے واجب ہے، اور اگر کسی طرح نہ رکے اور ایک نماز کا وقت اول سے آخر تک گزر جائے کہ وضو کر کے فرض پڑھنے کی مہلت نہ پائے تو وہ معذور ہے، جب تک نماز کے ہر وقت میں کم از کم ایک بار آتا رہے گا اسے وضو تازہ کر لینا کافی ہوگا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۵۹]

قضائے حاجت کی سمت

پیشاب پاخانہ کے وقت منہ نہ قبلہ کو ہونا جائز ہے نہ پشت، مگر بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ منہ تو قبلہ کی طرف نہیں کرتے، لیکن قبلہ کی طرف پیٹھ کرنے میں حرج نہیں سمجھتے حالانکہ دونوں باتیں ممنوع وناجائز ہیں، یہ قبلہ کا احترام ہے، شمال وجنوب کی جانب بیٹھے یہی شریعت اسلامیہ کا حکم ہے۔(مرتب)

حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب تم میں کوئی شخص پاخانے کو جائے تو نہ قبلہ کو منہ کرے نہ پیٹھ ہاں پورب پچھم منہ کرو۔(بخاری)

مدینہ کا قبلہ جانب جنوب ہے اس لئے پورب پچھم کی طرف منہ کرنا فرمایا ہمارے شہروں میں شمال وجنوب کی اجازت ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۲]

پاخانہ میں تھوکنا

اسلام تہذیب وتمدن کا گہوارہ اور ایک مذہب مہذب ہے اس نے اٹھنے، بیٹھنے، چلنے، پھرنے، کھانے، پینے، سونے، جاگنے، پیشاب پاخانہ کرنے ہر ضروریات زندگی میں سلیقہ مندی کی تعلیم دی ہے۔اسلام کی پاکیزگی ہی اس کے فروغ وارتقاء کا سبب ہے۔

آدمی جب تھوکتا ہے تو اسے اس بات کا خیال نہیں ہوتا کہ وہ کہاں اور کس جگہ پر تھوک رہا ہے مگر اسلام نے مسلمانوں کو پابند بنایا کہ جب تم تھوکنے لگو تو دیکھ لو کوئی نجاست وگندگی تو نہیں ہے پاخانہ چونکہ گندگی کا مسکن ہے، اس لئے وہاں پر تھوکنے سے منع کیا گیا ہے۔(مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

پاخانے میں تھوکنے کی ممانعت ہے کہ مسلمان کا منہ قرآن عظیم کا راستہ ہے، وہ اس سے ذکر الٰہی کرتا ہے تو اس کا لعاب ناپاک جگہ نہ چاہئے۔البتہ وہاں کی دیوار وغیرہ جہاں نجاست نہ ہو اس پر تھوکنے میں حرج نہیں۔[فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۵۷]

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ اور نصاریٰ کا طریقہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بے ادبی وبدتہذیبی ہے یہ کہ آدمی کھڑے ہوکر پیشاب کرے۔(بزار)[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۱۵۳]

بعض لوگ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو فخر محسوس کرتے اور اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتے ہیں، شریعت اسلامیہ کی روشنی میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں چار حرج ہیں۔(مرتب)

اوّل: بدن اور کپڑوں پر چھینٹیں پڑنا، جسم ولباس بلاضرورت شرعیہ ناپاک کرنا، اور یہ حرام ہے۔

دوم: ان چھینٹوں کے باعث عذاب قبر کا استحقاق اپنے سر پر لینا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: پیشاب سے بہت بچو کہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہے۔(دار قطنی)

ایک حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو شخصوں پر عذاب قبر ہوتے دیکھا فرمایا:

ایک تو اپنے پیشاب سے آڑ نہ کرتا تھا۔

اور دوسرا چغلخوری کرتا۔(صحاح ستہ)

سوم: رہ گزر پر ہو یا جہاں لوگ موجود ہوں تو باعث بے پردگی ہوگا، بیٹھنے والوں میں رانوں، زانوؤں، کی آڑ ہو جاتی

ہے اور کھڑے ہونے میں بالکل بے ستری، اور یہ باعث لعنت الٰہی ہے۔
حدیث میں ہے جو دیکھے اس پر بھی لعنت اور جو دکھائے اس پر بھی لعنت۔
چہارم: یہ نصاریٰ سے تشبہ اور ان کے طریقہ مذمومہ میں ان کا اتباع ہے، آج کل جن کو یہاں یہ شوق جاگا ہے اس کی یہی علت ہے اور یہ موجب عذاب و عقوبت ہے۔
اللہ عزوجل فرماتا ہے:
شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ (البقرة ۲۰۸)
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں ہے۔ (ت) (ابوداؤد)
کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت اور اس کے بے ادبی و جفا اور خلاف سنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے میں کثیر احادیث صحیحہ وارد ہیں۔
حدیث ۱: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جو تم سے کہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب فرماتے اسے سچا نہ جاننا، حضور پیشاب نہ فرماتے تھے مگر بیٹھ کر۔ (ترمذی، نسائی، مسند احمد)
حدیث ۲: جب سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن مجید اترا کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ فرمایا۔ (صحیح ابوعوانہ، مستدرک حاکم)

حدیث ۳: تین باتیں جفا و بے ادبی سے ہیں
(۱) یہ کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔ (۲) یہ کہ نماز میں اپنی پیشانی سے (مٹی یا پسینہ) پونچھے۔ (۳) یہ کہ سجدہ کرتے وقت (زمین پر غبار وغیرہ صاف کرنے کو) پھونکے۔ (مسند بزار)
حدیث ۴: امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا فرمایا اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو، اس دن سے میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا۔ [ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی]
حدیث ۵: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ (ابن ماجہ، بیہقی)
ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ارشادات رسول کی خلاف ورزی اور حکم شرع سے منہ موڑنا ہے۔ (مرتب) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۴۶، ۱۴۷]

منی پاک ہے یا ناپاک

منی مطلق ناپاک ہی ہے سوا ان پاک نطفوں کے جن سے تخلیق حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہوئی اور خود انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے نطفے کہ ان کا پیشاب بھی پاک ہے، یونہی تمام فضلات۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۴۸]

جنب کا پسینہ

جنب کا پسینہ اس کے لعاب دہن کے مثل پاک ہے وہ کپڑا وغیرہ میں لگ جائے تو وہ ناپاک نہ ہوگا۔
درمختار میں ہے: آدمی کا جوٹھا مطلقاً پاک ہے خواہ وہ جنب ہو یا کافر، اور پسینہ کا حکم جوٹھے کے مثل ہے یعنی اگر جوٹھا پاک ہے تو پسینہ بھی پاک اور اگر جوٹھا ناپاک ہے تو پسینہ بھی ناپاک۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۴۸]

جوتے کی نجاست

جوتے پر اگر پیشاب پڑ گیا اور اس پر خاک جم گئی تو ایسے ملنے سے جس سے اس کا اثر زائل ہو جائے پاک ہو جائے گا ورنہ بغیر دھوئے پاک نہ ہوگا۔ اگر نجاست جرم والی ہو تو اسے زمین پر رگڑ دینے سے جوتا پاک ہو جائے گا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۶]

چوہے کی مینگنیوں کا حکم

چوہے کی مینگنی اگر چاول، کھچڑی، روٹی وغیرہ کھانے کی چیزوں میں نکلے تو اسے پھینک کر وہ اشیاء کھالی جائیں، بشرطیکہ اس کا رنگ، یا بو، یا مزہ ان میں نہ آ گیا ہو، اور اگر چونے میں نکلے اور وہ چونا جما ہوا ہے تو اس کے قریب کا پھینک کر باقی کھالیں اور بہتا ہوا ہے تو اس سب سے احتراز کریں۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۸]

ہڈیوں کا حکم

ہر جانور کی ہڈیاں مطلقاً پاک ہیں یہاں تک کہ وہ جانور جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا، اور وہ جانور جنہیں ذبح نہ کیا جائے ان کی بھی ہڈیاں پاک ہیں، جب تک ان پر ناپاک چکنائی نہ ہو، سوا خنزیر کے کہ وہ نجس العین ہے اور اس کا ہر جزو بدن ایسا ناپاک ہے کہ بالکل صلاحیت طہارت نہیں رکھتا۔ اور چکنائی میں ناپاکی کی قید اس غرض سے ہے کہ جو جانور بہنے والا خون نہیں رکھتے ان کی ہڈیاں بہر حال پاک ہیں اگرچہ چکنائی آمیز ہوں، کیوں کہ ان کی چکنائی خون سے اختلاط نہ ہونے کے سبب سے خود پاک ہے تو اس کی آمیزش سے ہڈیاں کیونکر ناپاک ہو سکتی ہیں۔

مگر حلال و جائز الاکل صرف ان جانوروں کی ہڈیاں ہیں جو ماکول اللحم ہیں اور انہیں شرعی طور پر ذبح کیا جائے، حرام جانور اور ایسے ہی جو بے ذبح شرعی مر جائے یا کاٹا جائے وہ اپنے تمام اجزاء کے ساتھ حرام ہے اگرچہ ظاہر ہو کہ طہارت مستلزم حلت نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۸۸ ملخصاً]

کپڑا پاک کرنے کا طریقہ

جو نجاست جرم والی اور نظر آنے والی ہے وہ اگر کپڑے میں لگ جائے تو اس کے ازالہ سے کپڑا پاک ہو جائے گا جیسے گوبر، پاخانہ وغیرہ۔

اور جو نجاست نظر نہیں آتی جیسے پیشاب وغیرہ اس سے کپڑا اس وقت پاک ہوگا جبکہ تین بار دھویا جائے اور ہر بار طاقت بھر اس طرح نچوڑا جائے کہ قطرہ گرنا بند ہو جائے۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

جو کپڑے نچوڑنے میں آسکیں جیسے ہلکی توشک رضائی وغیرہ وہ یوہیں دھونے سے پاک ہو جائیں گے، ورنہ بہتے دریا میں رکھیں، یا ان پر پانی بہائیں یہاں تک کہ نجاست باقی نہ رہنے پر ظن حاصل ہو، یا تین بار دھوئیں اور ہر بار اتنا وقفہ کریں کہ پہلا پانی نکل جائے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۲۸]

انگلی کی نجاست

بعض وہابیہ نے لکھا ہے کہ اگر انگلی میں نجاست لگ جائے اور انگلی کو چاٹ لیا جائے تو انگلی، پاک ہو جائے گی اور منہ بھی پاک رہے گا۔ (مرتب)

اس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

انگلی کی نجاست چاٹ کر پاک کرنا کسی سخت گندی ناپاک روح کا کام ہے اور اسے جائز جاننا شریعت پر افترا و اتہام اور حرام کو حلال کرنا اور قاطع اسلام ہے، اور یہ کہنا محض جھوٹ ہے کہ "منہ بھی پاک رہے گا" نجاست چاٹنے سے قطعاً ناپاک

ہو جائے گا۔ اگر چہ بار بار وہ نجس ناپاک تھوک یہاں تک نگلنے سے کہ نجاست کا اثر منہ سے دھل کر سب پیٹ میں چلا جائے پاک ہو جائے گا۔ مگر اس چاٹنے، نگلنے کو وہی جائز رکھے گا جو نجس کھانے والا ہے۔[فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۱۳۳]

شیر خوار بچہ کا پیشاب

بعض جگہ یہ مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب ناپاک نہیں ہے اگر وہ خوراک کھائے تو ناپاک ہے۔ اسی طرح بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر لڑکا ہے اور وہ دودھ پیتا ہے تو اس کا پیشاب ناپاک نہیں ہے لیکن اگر لڑکی ہے تو ناپاک ہے۔ یہ بات حکم شرع کے خلاف ہے۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

آدمی کا بچہ اگر چہ ایک دن کا ہو اس کا پیشاب ناپاک ہے اگر چہ لڑکا ہو۔[فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۱۲۸]

مسواک کی فضیلت

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسواک کرنا محبوب تھا، حضور پابندی سے مسواک کرتے اور صحابہ کو بھی مسواک کرنے کی تاکید فرماتے مسواک سے رب تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور فرشتے راحت پاتے ہیں۔ منہ کی صفائی حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور اسلام کا پسندیدہ عمل ہے۔ (مرتب)

حدیث شریف میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ جب تم میں سے کوئی رات کو نماز پڑھے تو وہ مسواک کر لے کیوں کہ جب وہ نماز میں قرأت کرتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے، یہ جو کچھ پڑھتا ہے وہ اس کے منہ سے نکل کر فرشتہ کے منہ میں جاتا ہے۔ (ت) (شعب الایمان، مسند الفردوس)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ بندہ جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے، اس وقت اگر کھانے کی کوئی شئی اس کے دانتوں میں ہوتی ہے تو ملائکہ کو اس سے ایسی سخت ایذا ہوتی ہے کہ کسی اور شئی سے نہیں ہوتی۔ (ت) (طبرانی)

اسی لئے نماز میں منہ کی صفائی کا کمال لحاظ لازم ہے ورنہ فرشتہ کو سخت ایذا ہوتی ہے۔ [فتاوی رضویہ ج اول، ص ۱۵۶]

مسواک وضو کی سنت قبلیہ ہے

حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: مسواک کرنا سنت ہے تو تم لوگ بھی مسواک کیا کرو، یعنی جب وضو کا ارادہ ہو تو مسواک کرنا سنت ہے، مسواک وضو کی سنتوں میں سے ہے۔ (دیلمی)

مسواک ہمارے نزدیک نماز کے لئے سنت نہیں بلکہ وضو کے لئے سنت ہے تو جو ایک وضو سے چند نمازیں پڑھے ہر نماز کے لئے اس سے مسواک کا مطالبہ نہیں جب تک منہ میں کوئی تغیر نہ آ گیا ہو ہاں اگر وضو بے مسواک کر لیا تھا تو اب وقت نماز مسواک کر لے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسواک کرتے تھے اور وضو کرتے پھر نماز ادا فرماتے۔ (ت) (مسلم)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات اور دن میں جب بھی استراحت فرماتے تو بیدار ہونے کے بعد وضو سے پہلے مسواک فرماتے تھے۔ (ت) (ابوداؤد)

امام الاولیاء سیدنا عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اگر کسی بستی کے لوگ سنیت مسواک کے ترک پر اتفاق کریں تو ہم ان پر اس طرح جہاد کریں گے جیسا مرتدوں پر کرتے ہیں تا کہ لوگ اس سنت کے ترک پر جرأت نہ کریں۔

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس پر مواظبت و مداومت گویا ضروریات و بدیہیات سے ہے ہر شخص کہ احوال قدسیہ پر مطلع ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس پر مداومت فرمانا جانتا ہے۔

مسواک کا طریقہ مسنونہ

مسواک وضو کی سنت قبلیہ ہے ہاں سنت مؤکدہ اسی وقت ہے جبکہ منہ میں تغیر ہو۔ سنت یہ ہے کہ مسواک کرنے سے پہلے دھولی جائے اور فراغ کے بعد دھو کر رکھی

جائے۔ اور کم از کم اوپر کے دانتوں اور نیچے کے دانتوں میں تین تین بار تین پانیوں سے کی جائے۔

اس کے ساتھ اگر منہ میں کوئی تغیر رائحہ ہوا تو جتنی بار مسواک اور کلیوں سے اس کا ازالہ ہو لازم ہے، اس کے لئے کوئی حد مقرر نہیں۔ بدبودار کثیف بے احتیاطی کا حقہ پینے والوں کو اس کا خیال سخت ضروری ہے، اور ان سے زیادہ سگریٹ والے کہ اس کی بدبو مرکب تمباکو سے سخت تر اور زیادہ دیرپا ہے اور ان سب سے زائد اشد ضرورت تمباکو کھانے والوں کو ہے جن کے منہ میں اس کا جرم دبا رہتا اور منہ کو اپنی بدبو سے بسا دیتا ہے، یہ سب لوگ وہاں تک مسواک اور کلیاں کریں کہ منہ بالکل صاف ہو جائے اور بو کا اصلاً نشان نہ رہے، اور اس کا امتحان یوں ہے کہ ہاتھ اپنے منہ کے قریب لیجا کر منہ کھولکر زور سے دو تین بار حلق سے پوری سانس ہاتھ پر لیں اور معاً سونگھیں بغیر اس کے اندر کی بدبو خود کم محسوس ہوتی ہے اور جب منہ میں بدبو ہو تو مسجد میں جانا حرام، نماز میں داخل ہونا منع۔ [فتاویٰ رضویہ اول، ص ۱۴۶ تا ۱۵۵، ملخصاً]

مسواک نہ ہو تو کیا کرے

مسواک کرنا سنت ہے بسا اوقات اگر مسواک نہ ہو تو انگلیاں اس کے قائم مقام ہیں۔ (مرتب)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسواک نہ ہونے کی صورت میں انگلیاں کافی ہیں۔ یعنی مسواک نہ ہو تو انگلیوں سے دانت صاف کئے جائیں۔ (ت) (ابونعیم کتاب السواک)

مسواک موجود ہو تو انگلی سے دانت مانجنا ادائے سنت وحصول ثواب کے لئے کافی نہیں، ہاں مسواک نہ ہو تو انگلی یا کھر کھرا کپڑا ادائے سنت کردے گا۔ اور عورتوں کے لئے مسواک موجود ہو جب بھی مسّی کافی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسواک نہ ہو تو انگلیاں مسواک کی جگہ کافی ہیں۔ (ت) (بخاری)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تھے تو ناک میں پانی چڑھاتے، کلی کرتے اور دہن مبارک میں انگشت شریف داخل فرماتے۔ (ت) (طبرانی)

امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وضو فرماتے تو اپنی انگلی سے مسواک کا کام لیتے۔ (ت) (کتاب الطہور)

امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے پانی کا ایک کوزہ منگا کر اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کو تین تین بار دھویا اور تین بار کلی فرمائی پھر بعض انگلیوں کو منہ میں ڈالا اور آخر میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وضو اسی طرح کا تھا۔ (ت) (مسند احمد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے مسواک کی طرف ہمیں ترغیب فرمائی کیا اس کے سوا بھی کوئی صورت ہے فرمایا وضو کے وقت تیری انگلی مسواک ہے کہ اپنے دانتوں پر پھیرے، بیشک بے نیت کے کوئی عمل نہیں اور بے خوف الٰہی کے ثواب نہیں۔ (سنن بیہقی)

مسواک، وضو میں داخل نہیں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: مسواک نصف وضو ہے اور وضو نصف ایمان۔ (ت) (ابن ابی شیبہ)

یعنی ایمان بے وضو کامل نہیں ہوتا اور وضو بے مسواک۔ اس سے مسواک کا داخل وضو ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ جس طرح وضو داخل ایمان نہیں، ہاں وجہ تکمیل ہونا سمجھ میں آتا ہے وہ ہر سنت کے لئے حاصل ہے سنت قبلیہ ہو خواہ بعدیہ۔ جس طرح صبح وظہر کی سنتیں فرضوں کی تکمیل کے لئے ہیں۔

مسجد میں مسواک کرنے کی ممانعت

مسئلہ یہ ہے کہ مسجد میں مسواک کرنی نہیں چاہیے۔ مسجد میں کلی کرنا حرام ہے مگر یہ کہ کسی برتن میں ہو یا بانی مسجد نے وقت بنائے مسجد اس میں کوئی جگہ خاص اس کام کے لئے بنادی ہو ورنہ اجازت نہیں۔

حضور کی اپنی امت پر شفقت اور مسواک کی اہمیت

بخاری و مسلم میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: اگر میری امت پر مشقت و تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا ہر وضو کے ساتھ یا ہر نماز کے وقت ان کو مسواک کا حکم دیتا۔ (ت) (بخاری و مسلم)

[فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۱۴۶ تا ۱۵۵ ملخصاً]

مسواک اور نماز

حدیث شریف میں ہے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مسواک کے ساتھ نماز بے مسواک کی ستر نمازوں سے بہتر ہے۔ (ابونعیم، کتاب السواک) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۲۷]

عورتوں کے لئے مسواک یا مِسّی

عورتوں کے لئے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت ہے لیکن اگر وہ نہ کریں تو حرج نہیں ان کے دانت اور مسوڑھے بہ نسبت مردوں کے کمزور ہوتے ہیں، انہیں مِسّی کافی ہے۔ [الملفوظ سوم، ص ۲۵]

✿✿✿

وضو کے فضائل و مسائل

وضو کا حکم مذہب اسلام کی نظافت و پاکیزگی بتاتا ہے کہ جب بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں بدنی عبادت کا نذرانہ پیش کرے تو دل کی صفائی کے ساتھ جسم کی بھی صفائی کرے پھر خداوند ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہو، اسی لئے جہاں وضو کا حکم دیا گیا ہے وہیں اس کے فضائل بھی ارشاد ہوئے ہیں کہ وضو کا پانی قیامت کے دن تولا جائے گا، وضو کے پانی کے ساتھ گناہ دھلتے ہیں، وضو کے سبب سے قیامت کے دن اس امت کے اعضائے وضو چمکیں گے جو باوضو سونے کا عادی ہو اور اسی حال پر مر جائے تو اسے شہیدوں کا ثواب ملے گا وغیرہ وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ شریعت میں وضو کی بڑی اہمیت ہے، ہمارے لئے شریعت کے ہر حکم پر عمل کرنا ہے چاہے اس کی حکمت ہماری سمجھ میں آئے نہ آئے۔ (مرتب)

وضو سے گناہوں کا دھلنا

آدمی جب وضو کرتا ہے تو آب وضو کے ساتھ اعضائے وضو کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک بندہ جب اپنے پاؤں دھوتا ہے اس کے گناہ دور ہو جاتے ہیں اور جب منہ دھوتا اور کلی کرتا، دھوتا، مانجھتا، پانی سونگھتا، سر کا مسح کرتا ہے، اس کے کان آنکھ کے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب کلائیاں اور پاؤں دھوتا ہے ایسا ہو جاتا ہے جیسا اپنی ماں سے پیدا ہوتے وقت تھا۔ (طبرانی اوسط)

دوسری روایت میں ہے: جب آدمی نماز کے ارادے سے وضو کو اٹھے پھر ہاتھ دھوئے تو ہاتھ کے سب گناہ پہلے قطرہ کے ساتھ نکل جائیں پھر جب کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور صاف کرے زبان ولب کے سب گناہ پہلی بوند کے ساتھ ٹپک جائیں، پھر جب منہ دھوئے آنکھ کان کے سب گناہ پہلے قطرہ کے ساتھ اتر جائیں، پھر جب کہنیوں تک ہاتھ اور گٹوں تک پاؤں دھوئے سب گناہوں سے ایسا خالص ہو جائے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (مسند احمد)

امت محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رب عزوجل کا عظیم فضل اور نمازیوں کے لئے کمال تہنیت اور بے نمازوں پر سخت حسرت ہے، اس بات پر اور بھی احادیث صحیحہ وارد ہیں کہ اعضائے وضو کے گناہ آب وضو کے ساتھ دھل جاتے ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ: یہاں گناہوں سے صغائر مراد ہیں، مگر تحقیق یہ ہے کہ کبائر بھی دھلتے ہیں اگرچہ زائل نہ ہوں، یہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ اکابر اولیائے کرام کا مشاہدہ ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۱، ص۱۵۲، ۱۵۳، ملخصاً]

اعضائے وضو کی تابش وچمک

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والثناء کے اعضائے وضو قیامت کے دن چمکیں گے اور وہ دور سے پہچانی جائے گی، اسی لئے وضو میں اعضا دھونے کی جو حد ہے اس سے کچھ زیادہ دھونا مستحب ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”میری امت کے چہرے اور چاروں ہاتھ پاؤں روز قیامت وضو کے نور سے روشن و منور ہوں گے تو تم میں جس سے ہو سکے اسے چاہئے کہ اپنے اس نور کو زیادہ کرے“۔ یعنی چہرہ

کے اطراف میں جو حدیں شرعاً مقرر ہیں اس سے کچھ زیادہ دھوئے اور ہاتھ نصف بازو اور پاؤں نیم ساق تک۔

(بخاری و مسلم)[فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۵۹]

وضو کے بعد اعضا کو پونچھنا

وضو کے بعد اعضائے وضو پر پانی کو باقی رہنے دے کہ وہ پانی قیامت کے دن وزن کیا جائے گا۔ اور اگر رومال یا تولیہ وغیرہ سے خشک کرے تو بھی کوئی حرج نہیں بلکہ رومال سے پانی کو خشک کر لینا مستحب ہے۔ اور اگر صاف نہ کرنے میں ضرر کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں پونچھنا واجب ہے۔ لیکن پانی کو مکمل طور پر پونچھ لینے کی عادت نہ بنالے کہ یہ ناز و نعم اور خوشحالی و عیش والوں کا طریقہ ہے، تواضع والوں کا طریقہ یہ ہے کہ پونچھنے کی عادت نہ ڈالے ضرورت ہو تو صاف کر لے جیسے سردی میں، اور اگر ضرورت و حرج نہیں تو اسے باقی رہنے دے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''وضو کا پانی روزِ قیامت نیکیوں کے پلے میں رکھا جائے گا''۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو وضو کر کے پاکیزہ کپڑے سے بدن پونچھ لے تو کچھ حرج نہیں، اور جو ایسا نہ کرے تو یہ بہتر ہے اس لئے کہ قیامت کے دن آبِ وضو بھی سب اعمال کے ساتھ تولا جائے گا''۔

(تمام فوائد، تاریخ ابن عساکر)[فتاویٰ رضویہ اول، ص ۲۵]

رومال یا تولیہ سے وضو کا پانی صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں اسے صاف کرنا بھی جائز ہے اور باقی رکھنا بھی درست، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فعل و ترک دونوں باتیں ثابت ہیں۔ (مرتب)

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک رومال رکھتے کہ وضو کے بعد اس سے اعضائے منور صاف فرماتے۔ (ترمذی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرما کر اونی کرتا کہ زیبِ بدنِ اقدس تھا الٹ کر اس سے چہرۂ انور پونچھا''۔ (ابن ماجہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وضو کے بعد رومال میں کچھ حرج نہیں''۔ (امام ابو المحاسن محمد بن علی کتاب الالمام فی دخول الحمام)

ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہائے یہ کپڑا جسم اقدس صاف کرنے کو حاضر لائیں، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ لیا اور ہاتھ سے پانی پونچھ پونچھ کر جھاڑا۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے رومال سے پانی پونچھنے کی کراہت ثابت نہیں ہوتی۔

اسی لئے علمائے فرماتے ہیں کہ: وضو یا غسل میں پانی سے ہاتھ نہ جھٹکنا بہتر ہے مگر منع نہیں اور اس بارے میں جو حدیث آئی کہ وہ شیطان کا پنکھا ہے وہ ضعیف ہے۔

اس ترکِ رومال کی توجیہ و تاویل میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں:

- ممکن ہے کہ وہ کپڑا میلا تھا پسند نہ فرمایا۔

- ممکن ہے کہ نماز کی جلدی تھی اس لئے نہ لیا۔
- ممکن ہے کہ اپنے رب عزوجل کے حضور تواضع کے لئے ایسا کیا۔

یعنی رومالوں سے بدن صاف کرنا ارباب نعمت کی عادت ہے اور ہاتھ سے پانی پونچھ ڈالنا مساکین کا طریقہ، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تواضعا طریقہ مساکین پر اکتفا فرمایا۔

- ممکن ہے کہ وقت گرم تھا اس وقت بقائے تری ہی مطلوب تھی۔

بلکہ ام المؤمنین کا کپڑا پیش کرنا ظاہراً یہی بتا رہا ہے کہ ایسا ہوتا تھا مگر اس وقت کسی وجہ خاص سے قبول نہ فرمایا۔

- اور حدیث کی عمدہ تاویل وہ ہے کہ سلف کرام کپڑے سے پونچھنے میں حرج نہ جانتے مگر اس کی عادت ڈالنا پسند نہ فرماتے کہ وہ خوش عیش اور نعمت والوں کا طریقہ ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۵، ۲۶]

ہر وقت باوضو رہنے کی فضیلت و برکت

اس بات پر اجماع ہے کہ ہر وقت باوضو رہنا، ہر حدث کے بعد فوراً وضو کرنا مستحب ہے، اور یہ اسلام کی سنتوں میں سے ہے۔

امام فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ ہم کو حدیث پہنچی اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ اگر بے وضو ہونے کی حالت میں تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو خود اپنے آپ کو ملامت کرنا۔ (مفاتیح الجنان)

سات بڑے فائدوں کا حصول

بعض عارفین نے فرمایا جو ہمیشہ باوضو رہے اللہ تعالیٰ اسے سات فضیلتوں سے مشرف فرمائے۔

(۱) ملائکہ اس کی صحبت میں رغبت کریں۔ (۲) قلم اس کی نیکیاں لکھتا رہے۔ (۳) اس کے اعضاء تسبیح کریں۔ (۴) اس سے تکبیرۂ اولیٰ فوت نہ ہو۔ (۵) جب سوئے اللہ تعالیٰ کچھ فرشتے بھیجے کہ جن وانس کے شر سے اس کی حفاظت کریں۔ (۶) سکرات موت اس پر آسان ہو۔ (۷) جب تک باوضو ہو امان الٰہی میں رہے۔

حدیث قدسی میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: جسے حدث ہو اور وضو نہ کرے اس نے میرا کمال ادب جیسا چاہئے ملحوظ نہ رکھا۔ (مفاتیح الجنان) [فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۱۸۶]

وضو پر وضو نور پر نور

وضو ہوتے ہوئے پھر دوبارہ وضو کرنا باعث فضیلت اور برکت و تقرب ہے اور اس سے نیکیاں زیادہ ہوتی ہیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: وضو پر وضو نور پر نور ہے۔ (رزین)

دوسری حدیث میں ہے جو باوضو وضو کرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں۔

(ترمذی، ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۸۶]

وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

بسم اللہ شریف کی فضیلت تو مسلم ہے احادیث سے یہ ثابت ہے کہ جو وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھے اس کا پورا جسم پاک ہو جائے اور جو بسم اللہ کہکر وضو نہ کرے اس کے صرف اعضائے وضو پاک ہوں۔ (مرتب)

حدیث: جو بسم اللہ کہکر وضو کرے اس کا سارا بدن پاک ہو جائے ورنہ صرف اعضائے وضو پاک ہوں گے جن پر

پانی گزرا۔ (ت) (سنن دار قطنی، وبیہقی)

حدیث: جو وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھے تو اس کا پورا جسم پاک ہو جائے اور جو بسم اللہ کہے بغیر وضو کرے اس کے صرف اعضائے وضو پاک ہوں۔ (ت) (ابو الشیخ، دار قطنی، بیہقی)

(دیگر احادیث میں بھی الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یہی مضمون موجود ہے۔ (مرتب) [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۵۴، ۲۵۵]

وضو میں اسراف کی ممانعت

وضو میں پانی کو اعتدال کے ساتھ خرچ کرے، نہ اتنا کم ہو کہ اعضاء خشک رہ جائیں نہ اتنا زیادہ کہ اسراف و گناہ ہو جائے، یعنی بیجا پانی خرچ کرنا خواہ وضو میں ہو یا غسل میں ممنوع و گناہ اور اسراف ہے۔ متعدد احادیث میں اسراف کی ممانعت ارشاد ہوئی ہے۔ (مرتب)

حدیث ۱: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا فرمایا اسراف نہ کر، اسراف نہ کر۔ (ابن ماجہ)

حدیث ۲: رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا فرمایا اے اللہ کے بندے اسراف نہ کر، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا وضو میں بھی اسراف ہے فرمایا ہاں، اور ہر شئی میں اسراف کو دخل ہے۔ (سنن سعید بن منصور، حاکم)

حدیث ۳: بیشک وضو کے لئے ایک شیطان ہے جس کا نام ولہان ہے تو پانی کے وسواس سے بچو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

یعنی وسوسے میں مبتلا ہو کر پانی زیادہ خرچ نہ کرو۔

حدیث ۴: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گزرے وہ وضو کر رہے تھے ارشاد فرمایا یہ اسراف کیسا؟ عرض کیا وضو میں اسراف ہے فرمایا ہاں اگرچہ تم نہر رواں پر ہو۔ (احمد، ابن ماجہ)

حدیث ۵: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "بیشک میری امت میں وہ لوگ ہوں گے کہ طہارت و دعا میں حد سے بڑھیں گے"۔ یعنی وضو وغیرہ میں بے جا پانی خرچ کریں گے اور وہ دعا کریں گے جو ان کے لائق نہ ہوگی، پھر امید قبولیت کیسی؟ (ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن حبان)

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

جو اللہ تعالیٰ کی باندھی حدوں سے بڑھے بیشک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ (الطلاق، ۱)

حدیث ۶: وضو میں بہت سا پانی بہکانے میں کچھ خیر نہیں اور وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ (ابو نعیم حلیہ)

حدیث ۷: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں ایک اعرابی نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر وضو کو پوچھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں وضو کر کے دکھایا، جس میں ہر عضو تین تین بار دھویا پھر فرمایا:

"وضو اس طرح ہے جس نے اس پر بڑھایا یا گھٹایا اس نے برا کیا اور حد سے بڑھا اور ظلم کیا"۔

(احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۹۶، ۱۹۷]

اسراف سے بچنے کی تدابیر

(۱) وضو دیکھ کر ہوشیاری و احتیاط کے ساتھ کریں، عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ وضو بہت جلد کرنا چاہئے، اور کہتے ہیں کہ وضو جوانوں کا سا اور نماز بوڑھوں کی سی، یہ غلط ہے۔ بلکہ وضو میں اطمینان وسکون مطلوب و محمود ہے۔

(۲) بعض لوگ چلو لینے میں پانی ایسا ڈالتے ہیں کہ ابل جاتا ہے، حالانکہ جو گرا بیکار گیا اس سے احتیاط چاہئے۔
(۳) ہر چلو بھرا ہونا ضرور نہیں بلکہ جس کام کے لئے لیں اس کا اندازہ رکھیں مثلاً ناک میں نرم بانسے تک پانی چڑھانے میں پورا چلو کیا ضرور، نصف بھی کافی ہے، بلکہ بھرا چلو کلی کے لئے بھی درکار نہیں۔
(۴) لوٹے کی ٹونٹی متوسط معتدل چاہئے، نہ ایسی تنگ کہ پانی بدیر دے، نہ فراخ کہ حاجت سے زیادہ گرائے۔
(۵) بہت بھاری برتن سے وضو نہ کرے خصوصاً کمزور کہ پورا قابو نہ ہونے کے باعث پانی بے احتیاط گرے گا۔
(۶) اعضاء دھونے سے پہلے ان پر بھیگا ہاتھ پھیر لے کہ پانی جلد دوڑتا ہے اور تھوڑا بہت کا کام دیتا ہے، خصوصاً موسم سرما میں اس کی زیادہ حاجت ہے کہ اعضا میں خشکی ہوتی ہے، بہتی دھار بیچ میں جگہ خالی چھوڑ جاتی ہے۔
(۷) کلائیوں پر بال ہوں تو ترشوا دیں کہ ان کا ہونا پانی زیادہ چاہتا ہے اور مونڈنے سے سخت ہو جاتے ہیں۔ اور تراشنا مشین سے بہتر کہ خوب صاف کر دیتی ہے، اور سب سے احسن و افضل نورہ ہے کہ ان اعضا میں یہی سنت سے ثابت ہے۔
حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نورہ کا استعمال فرماتے تو ستر مقدس پر اپنے دست مبارک سے لگاتے اور باقی بدن منور پر ازواج مطہرات لگا دیتیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیھن وبارک وسلم۔ (ابن ماجہ)
اور ایسا نہ کریں تو دھونے سے پہلے پانی سے خوب بھگولیں کہ سب بال بچھ جائیں ورنہ کھڑے بال کی جڑ میں پانی گزر گیا اور نوک سے نہ بہا تو وضو نہ ہوگا۔
(۸) ہاتھ پاؤں پر اگر لوٹے سے دھار ڈالیں تو ناخنوں سے کہنیوں یا گٹوں کے اوپر تک علی الاتصال اتار دیں کہ ایک بار میں ہر جگہ پر ایک ہی بار گرے، پانی جبکہ گر رہا ہے اور ہاتھ کی روانی میں دیر ہوگی تو ایک جگہ پر مکرر گرے گا۔
(۹) بعض لوگ یوں کرتے ہیں کہ ناخن سے کہنی یا گٹے تک بہاتے لائے پھر دوبارہ سہ بارہ کے لئے جو ناخن کی طرف لے گئے تو ہاتھ نہ روکا بلکہ دھار جاری رکھی، ایسا نہ کریں کہ تین بار کے عوض پانچ بار ہو جائے گا۔ بلکہ ہر بار کہنی یا گٹے تک لاکر دھار روک لیں اور رکا ہوا ہاتھ ناخنوں تک لیجا کر وہاں سے پھر جاری کریں کہ سنت یہی ہے کہ ناخن سے کہنیوں یا گٹوں تک پانی بہے، نہ اس کا عکس۔
(۱۰) قول جامع یہ ہے کہ سلیقہ سے کام لیں۔
سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:
"سلیقہ سے اٹھاؤ تو تھوڑا بھی کافی ہو جاتا ہے اور بد سلیقگی برتو تو بہت بھی کفایت نہیں کرتا"۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۲۰۸ تا ۲۱۰]

مقامات احتیاط

وضو میں کچھ ایسے مقامات ہیں جن کی خاص احتیاط مرد و عورت سب پر لازم ہے اور وہ مرد و عورت سب کے لئے مطلقاً ضروریات وضو میں سے ہیں۔
۱) پانی مانگ یعنی ماتھے کے سرے سے پڑنا۔
بہت لوگ لپ یا چلو میں پانی لیکر ناک یا ابرو یا نصف ماتھے پر ڈالتے ہیں پانی تو بہہ کر نیچے آیا، وہ اپنا چڑھا کر اوپر لے گئے اس میں سارا ماتھا نہ دھلا، بھیگا ہاتھ پھرا اور وضو نہ ہوا۔
۲) پٹیاں جھکی ہوں تو انہیں ہٹا کر پانی ڈالے کہ جو حصہ پیشانی کا ان کے نیچے ہے دھلنے سے نہ رہ جائے۔

۳) بھوؤں کے بال چھدرے ہوں کہ نیچے کی کھال چمکتی ہو تو کھال پر پانی بہنا فرض ہے صرف بالوں پر کافی نہیں۔
۴) آنکھوں کے چاروں کوئے، آنکھیں زور سے بند نہ کرے، یہاں کوئی سخت چیز جمی ہو تو چھڑالے۔
۵) پلک کا ہر بال پورا، بعض کیچڑ وغیرہ سخت ہو کر جم جاتا ہے کہ اس کے نیچے پانی نہیں بہتا، اس کا چھڑانا ضرور ہے۔
۶) کان کے پاس تک کنپٹی، ایسا نہ ہو کہ ماتھے کا پانی گال پر اتر جائے اور یہاں صرف بھیگا ہاتھ پھیرے۔
۷) ناک کا سوراخ، اگر کوئی گہنا یا تنکا ہو اسے پھرا پھرا کر پانی ڈالے ورنہ یوہیں دھار ڈالے، ہاں اگر بالکل بند ہو گیا تو حاجت نہیں۔
۸) آدمی جب خاموش بیٹھے تو دونوں لب ملکر کچھ حصہ چھپ جاتا، کچھ ظاہر رہتا ہے، یہ ظاہر رہنے والا حصہ بھی دھلنا فرض ہے، اگر کلی نہ کی اور منہ دھونے میں لب سمیٹ کر زور سے بند کر لئے تو اس پر پانی نہ بہے گا۔
۹) ٹھوڑی کی ہڈی اس جگہ تک جہاں نیچے کے دانت جمے ہیں۔
۱۰) ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں۔
۱۱) انگلیوں کی کروٹیں کہ ملنے پر بند ہو جاتی ہیں۔
۱۲) دسوں ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہے، ہاں میل کا ڈر نہیں۔
۱۳) ناخنوں کے سرے سے کہنیوں کے اوپر تک ہاتھ کا ہر پہلو، چلو میں پانی لیکر کلائی پر الٹ لینا ہرگز کافی نہیں۔
۱۴) کلائی کا ہر بال جڑ سے نوک تک، ایسا نہ ہو کہ کھڑے بالوں کی جڑ میں پانی گزر جائے، نوکیں رہ جائیں۔
۱۵) آرسی، چھلے اور کلائی کے ہر گہنے کے نیچے۔
۱۶) عورتوں کو پھنسی چوڑیوں کا شوق ہوتا ہے انہیں ہٹا ہٹا کر پانی بہائیں۔
۱۷) چوتھائی سر کا مسح فرض ہے، پوروں کے سرے گزار دینا اکثر اس مقدار کو کافی نہیں ہوتا۔
۱۸) پاؤں کی آٹھوں گھائیاں۔
۱۹) یہاں انگلیوں کی کروٹیں زیادہ قابل لحاظ ہیں کہ قدرتی ملی ہوئی ہیں۔
۲۰) ناخنوں کے اندر کوئی چیز نہ ہو۔
۲۱) پاؤں کے چھلے اور جو گہنا گٹوں پر یا گٹوں سے نیچے ہو اس کے نیچے سیلان شرط ہے۔
۲۲) گٹے۔
۲۳) تلوے۔
۲۴) ایڑیاں۔
۲۵) کونچیں۔

مندرجہ ذیل مقامات مردوں سے خاص ہیں:

۲۶) مونچھیں۔
۲۷) صحیح مذہب میں ساری داڑھی دھونا فرض ہے یعنی جتنے چہرے کی حد میں ہے نہ لٹکی ہوئی کہ ہاتھ سے گلے کی طرف کو

دباؤ تو ٹھوڑی کے اس حصے سے نکل جائے جس پر دانت جمے ہیں کہ اس کا صرف مسح سنت اور دھونا مستحب ہے۔

(۲۸) داڑھی، مونچھیں چھدری ہوں کہ نیچے کی کھال نظر آتی ہو تو کھال پر پانی بہنا۔

(۲۹) مونچھیں بڑھکر لبوں کو چھپالیں تو انہیں ہٹا ہٹا کو لبوں کی کھال دھونی، اگر چہ مونچھیں کیسی ہی گھنی ہوں۔

ان باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اگر ان میں سے کسی بھی ایک جگہ پانی نہ پہنچے تو وضو نہ ہوگا، یہ وہ احتیاطی مقامات میں جن کا خیال رکھ کر دھونا لازم ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۹۶، ۹۷]

وضو کی چند ضروری باتیں

وضو سے متعلق فتاویٰ رضویہ جلد اوّل مطبع رضا اکیڈمی بمبئی کے حوالے سے چند ضروری باتیں ہم تحریر کر رہے ہیں جن میں عوام غلط فہمی یا بے احتیاطی کے شکار ہیں۔

ان میں سے بعض باتیں وضو ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے سے متعلق ہیں اور بعض باتیں وضو کے سنن و مستحبات و آداب سے ہیں۔(مرتب)

- زکام کتنا ہی بہے اس سے وضو نہیں جاتا۔
- کھانے پانی کی قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جبکہ منہ بھر ہو، بلغم کی قے کتنی ہی کثیر ہو اس سے وضو نہ جائے گا۔
- آنکھیں دکھنے، یا ڈھلکے میں جو آنسو بہے یا آنکھ کان، چھاتی، ناف وغیرہ سے دانے، ناسور خواہ کسی مرض کے سبب پانی بہے وضو جاتا رہے گا۔(ص ۴۴)
- گھٹنے، یا اور ستر کھلنے یا اپنا پرایا ستر دیکھنے سے وضو نہیں جاتا۔
- وضو کا ادب یہ ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا کر ہو، بلکہ استنجے کے بعد فوراً ہی ستر ہو لینا چاہئے کہ بلا ضرورت برہنگی منع ہے۔(ص ۶۶)
- دوڑنے یا کودنے سے وضو نہیں جاتا۔
- کتنی ہی بلندی پر سے گر پڑے وضو نہ جائے گا مگر یہ کہ خون وغیرہ کچھ خارج ہو یا بیہوش ہو جائے۔
- جب تک ہوش باقی ہیں طبیعت کسی قدر، کسی کام میں مشغول ہو وضو نہ جائے گا، جیسے کتاب کا مطالعہ، یادِ الٰہی کا مراقبہ۔
بوجھ اٹھانے یا گر پڑنے یا کسی وجہ سے منی بے شہوت اپنے محل سے جدا ہو کر نکل گئی وضو واجب ہوگا۔ غسل نہیں۔(ص ۶۷)
- وضو کی ابتدا میں جو دونوں ہاتھ کلائیوں تک تین بار دھوئے جاتے ہیں سنت یہ ہے کہ منہ دھونے کے بعد جو ہاتھ دھوئے اس میں پھر دونوں ہتھیلیوں کو شامل کرلے، سر ناخن سے کہنیوں کے اوپر تک تین بار دھوئے۔(ص ۱۲۵)
- انگوٹھی ڈھیلی ہو تو وضو میں اسے پھرا کر پانی ڈالنا سنت ہے اور اگر تنگ ہو کہ بے جنبش دیئے پانی نہ پہنچے تو فرض ہے، یہی حکم بالی وغیرہ کا ہے۔
- وضو میں منہ پر زور سے چھپا کا مارنا مکروہ ہے بلکہ کسی عضو پر اس زور سے نہ ڈالے کہ چھینٹیں اڑ کر بدن یا کپڑوں پر جائیں۔
- اعضا کا مل مل کر دھونا وضو اور غسل دونوں میں سنت ہے۔
- وضو میں داہنے سے ابتدا کرنا سنت ہے یعنی پہلے داہنا ہاتھ دھوئے پھر بایاں ہاتھ، یونہی پہلے داہنا پاؤں، دھوئے پھر بایاں، بہت کتب میں اس عمل کو مستحب لکھا ہے۔

- جہاں اور اعضا میں ترتیب سنت ہے کہ پہلے منہ دھوئے پھر ہاتھ، پھر سر کا مسح، پھر پاؤں دھونا، یونہی کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں بھی، یعنی سنت ہے کہ پہلے کلی کرے اس کے بعد ناک میں پانی ڈالے۔ (ص ۱۷۴)
- وضو میں کلی یا ناک میں پانی ڈالنے کا ترک مکروہ ہے اور اس کی عادت ڈالے تو گنہگار ہوگا۔

یہ مسئلہ وہ لوگ خوب یاد رکھیں جو کلیاں ایسی نہیں کرتے کہ حلق تک ہر چیز کو دھوئیں اور وہ کہ پانی جن کی ناک کو چھو جاتا ہے سونگھ کر اوپر نہیں چڑھاتے، یہ سب لوگ گنہگار ہیں، اور غسل میں ایسا نہ ہو تو سرے سے نہ غسل ہو گا نہ نماز۔ (ص ۱۷۴)

- وضو میں نیت نہ کرنے کی عادت سے گنہگار ہوگا کہ اس میں نیت سنت مؤکدہ ہے۔
- طہارت میں ہر عضو کا پورا تین بار دھونا سنت مؤکدہ ہے ترک کی عادت سے گنہگار ہوگا۔
- پانی ڈالنے کی گنتی معتبر نہیں، جتنا دھونے کا حکم ہے اس پر پورا پانی بہہ جانا معتبر ہے۔

مثلاً ہاتھ پر ایک بار پانی ڈالا کہ تہائی کلائی پر بہا، باقی پر بھیگا ہاتھ پھیرا، دوبارہ دوسری تہائی دھلی، سہ بارہ تیسری، تو یہ ایک ہی بار دھونا ہوا۔ ہر بار پورے ہاتھ پر کہنی سمیت پانی ذرہ ذرہ پر بہتا تو تین بار ہوتا، اس طرح دھونے کی عادت سے گنہگار ہوگا اور اگر سو بار پانی ڈالا اور ایک ہی جگہ بہا، کچھ حصے پر کسی دفعہ نہ بہا۔ اگرچہ بھیگا ہاتھ پھیرا تو وضو ہی نہ ہوگا۔

- اگر پانی کم ہے، یا سردی سخت ہے، یا اور کسی ضرورت کے لئے پانی درکار ہے اس وجہ سے اعضاء ایک ایک بار دھوئے تو مضائقہ نہیں۔ (ص ۱۷۷)
- سوتے میں دونوں سرین زمین پر جمے ہوں تو وضو نہیں جاتا مگر اعادۂ وضو مستحب جب بھی ہے۔
- بغل کھجانے سے وضو مستحب ہے، جبکہ اس میں بدبو ہو۔
- جذامی یا برص والے سے مس کرنے میں بھی تجدید وضو مستحب ہے۔
- صلیب جسے نصاریٰ پوجتے ہیں اور ہنود کے بت وغیرہ کے چھونے سے بھی نیا وضو چاہئے۔
- جن باتوں سے اعادۂ وضو مستحب ہے، جب وہ وضو کرنے میں واقع ہوں تو مستحب ہے کہ پھر سرے سے وضو شروع کرے۔ (ص ۱۹۲، ۱۹۳)
- دانتوں میں سے خون نکلا اگر سرخ ہے وضو جاتا رہا اور آب دہن کے خلط سے زرد ہے تو نہیں۔ (ص ۵۲۲)
- ورزش کرنے سے وضو نہیں جاتا جب تک کوئی ناقض وضو نہ صادر ہو۔ (ص ۵۸۳)

وضو کا مسنون طریقہ

وضو کے مسنون طریقہ سے متعلق ایک استفسار کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ارشاد فرماتے ہیں:

وضو کرنے جب بیٹھے پہلے، بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ، پڑھ لے۔

جو وضو بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے تمام بدن کو پاک کر دیتا ہے ورنہ جتنے پر پانی گزرے گا اتنا ہی پاک ہوگا۔

- پھر دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین تین بار اس طرح دھوئے کہ پہلے سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ سے پانی ڈالکر تین بار، پھر الٹے کو سیدھے ہاتھ سے پانی ڈالکر تین بار، اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں۔
- پھر تین بار کلی ایسی کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے کہ وضو میں اسی طرح

کلی کرنا سنت مؤکدہ اور غسل میں فرض ہے، اکثر لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے جلدی جلدی تین بار بیچ کرلیا۔ یا ناک کی نوک پر تین مرتبہ پانی لگالیا، ایسا کرنے سے وضو میں سنت ادا نہیں ہوتی، ایک آدھ بار ایسا کرنے سے تارک سنت، اور عادت ڈالنے سے گنہگار و فاسق ہوتا ہے، اور غسل میں فرض رہ جاتا ہے تو غسل تو ہوتا ہی نہیں کہ نرم بانسے تک پانی چڑھانا وضو میں سنت موکدہ اور غسل میں فرض ہے۔

داڑھی اگر ہے تو خوب تر کرلے کہ اگر ایک بال کی جڑ بھی خشک رہی اور پانی اس پر نہ بہا تو وضو نہ ہوگا۔ اور منہ پر پانی لمبائی میں، پیشانی کے بالوں کی جڑوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک، اور چوڑائی میں، کان کی ایک لو سے دوسری لو تک پانی بہائیں۔

- پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک اس طرح دھوئیں کہ پانی کی دھار کہنی تک برابر پڑتی چلی جائے، یہ نہ ہو کہ پہنچے سے تین بار پانی چھوڑ دیا اور وہ کہنی تک بہتا چلا گیا، اس طرح کہنی بلکہ کلائی کی کروٹوں پر پانی نہ بہنے کا احتمال ہے، اس کا لحاظ ضروری ہے کہ ایک رونگٹا بھی خشک نہ رہے، اگر پانی کسی بال کی جڑ کو تر کرتا ہوا بہہ گیا اور بالائی حصہ خشک رہ گیا تو وضو نہ ہوگا۔
- پھر سر کے بالوں کا مسح کرے، چہارم سر کا مسح کرنا فرض ہے، اور پورے سر کا سنت ہے، مسح کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کا انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر تین تین انگلیوں، اور انہیں کے مقابل ہتھیلی کے حصوں سے پیشانی کی جانب سے گدی تک کھینچتا ہوا لیجائے، پھر ہتھیلیوں کا باقی حصہ گدی سے پیشانی تک لائے، اور کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کانوں کے پیٹ کا مسح کرے، اور انگوٹھوں کے پیٹ سے، کانوں کی پشت کا، اور پشت دست سے، گردن کے پچھلے حصے کا، گلے پر ہاتھ نہ لائے کہ بدعت ہے۔
- پھر دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک دھوئے، اور ہر عضو پہلے دایاں، پھر بایاں دھوئے۔

وضو کی دعائیں

- کلی کرتے وقت کہے:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّی عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

الٰہی میری مدد فرما قرآن عظیم کی تلاوت اور اپنے ذکر و شکر اور اچھی عبادت پر۔

- ناک میں پانی ڈالتے وقت کہے:

اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِی رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِی رَائِحَةَ النَّارِ۔

الٰہی مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور دوزخ کی بدبو نہ سنگھا۔

- منہ دھوتے وقت کہے:

اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِی يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ

الٰہی میرا منہ اجالا کر جس دن کچھ منہ اجالے ہوں گے اور کچھ کالے۔

- دہنا ہاتھ دھوتے وقت کہے:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِی كِتَابِی بِيَمِيْنِی وَحَاسِبْنِی حِسَاباً يَسِيراً۔

الٰہی میرا نامہ اعمال میرے سیدھے ہاتھ میں دے اور مجھ سے آسان حساب لے۔

- بایاں ہاتھ دھوتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ لَاتُعْطِنِی کِتَابِی بِشِمَالِی وَلَامِن وَرَاءِ ظَهْرِیْ

الٰہی میرے نامہ اعمال میرے الٹے ہاتھ میں نہ دینا، نہ میری پیٹھ کے پیچھے سے۔

- سر کا مسح کرتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِی تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَومَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلَّ عَرْشِكَ۔

الٰہی مجھے اپنے عرش کے نیچے سایہ دے جس دن سایہ نہیں مگر تیرے عرش کا۔

- کانوں کا مسح کرتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ۔

الٰہی مجھے ان میں کر جو کان لگا کر بات سنتے ہیں پھر اس میں بہتر کی پیروی کرتے ہیں۔

- گردن کے مسح میں کہے:

اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِی مِنَ النَّارِ

الٰہی میری گردن دوزخ سے آزاد فرما۔

- سیدھا پاؤں دھوتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِی عَلَی الصِّرَاطِ یَومَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ

الٰہی میرے پاؤں صراط پر جما جس دن قدم پھسلیں"۔

- الٹا پاؤں دھوتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِی مَغْفُوراً وَسَعْیِیْ مَشْکُوراً وَتِجَارَتِی لَن تَبُورَ۔

"الٰہی میرا گناہ معاف کر اور میری کوشش ٹھکانے لگا اور میری سوداگری ضائع نہ کر"۔

- اور ہر عضو کے دھونے کے بعد درود شریف پڑھے، ختم وضو کے بعد آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کلمہ شہادت پڑھے پھر کہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِی مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔

"الٰہی مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں سے کر اور مجھے ستھرا ہونے والوں میں سے کر"۔

جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھولدیئے جائیں گے۔[الملفوظ حصہ دوم، ص ۹۷، ۹۸]

وضو کا بچا ہوا پانی بعض باتوں میں مثل زمزم

وضو کے بعد جو پانی بچے وہ زمزم کی طرح قابل تعظیم ہے جس طرح زمزم کا پانی تعظیم کے طور پر کھڑے ہو کر پیتے ہیں اسی طرح وضو کا بقیہ پانی بھی کھڑے ہو کر پینا چاہئے۔(مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

بقیۂ وضو کے لئے شرعاً عظمت و احترام ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت کہ حضور نے وضو فرما کر بقیۂ آب کو کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔

اور ایک حدیث میں روایت کیا گیا کہ اس کا پینا ستر مرض سے شفا ہے۔

تو وہ ان امور میں آب زمزم سے مشابہت رکھتا ہے۔ وضو کا بچا ہوا پانی قبلے کا رخ کر کے کھڑے ہو کر پینا آداب وضو میں سے ہے۔

سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے مروی کہ انہوں نے کھڑے ہو کر بقیۂ وضو پیا پھر فرمایا میں نے چاہا کہ تمہیں دکھادوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ وضو کیوں کرتھا۔ (ترمذی)

سیدی عبد الغنی فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا تجربہ کیا ہے کہ جب مجھے کوئی مرض لاحق ہوتا، میں حصول شفا کی غرض سے وضو کا بچا ہوا پانی پیتا تو مجھے شفا حاصل ہوتی، میرا یہ معمول بن چکا ہے کیوں کہ مجھے صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان پر پورا پورا وثوق و اعتماد ہے، اور یہ بات صحیح طب نبوی میں سے بھی ہے۔ [فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۱۴۱]

تانبے اور مٹی کے برتن سے وضو؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ مٹی اور تانبے کے برتن سے وضو کرنے سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

تانبے کے برتن سے وضو کرنا، اس میں کھانا پینا سب بلا کراہت جائز ہے، وضو میں کچھ نقصان نہیں آتا ہاں قلعی کے بعد چاہئے، بے قلعی میں کھانا پینا مکروہ ہے کہ جسمانی ضرر کا باعث ہوتا ہے اور مٹی کا برتن تانبے سے افضل ہے۔

علماء نے وضو کے آداب و مستحبات سے شمار فرمایا کہ مٹی کے برتن سے ہو اور اس میں کھانا پینا بھی تواضع سے قریب تر ہے۔ [احکام شریعت اول، ص ۳۱]

❁❁❁

تیمّم کے احکام

تیمم کا حکم واجازت رب تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لئے عظیم رحمت ہے ہماری شریعت بیضاء چونکہ انسانوں کے لئے ایک پیغام رحمت ہے اس پر عمل کرنے والے خالق کائنات کے مقبول بندے ہیں، دین میں آسانیاں کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور تیمم ایک ایسا قانون ہے جس میں سہولت وآسانی موجود ہے اگر کوئی مریض ہے، یا پانی پر قادر نہیں ہے، یا اور کوئی شرعی عذر ہے اس کے لئے تیمم کی اجازت ہے بلکہ حکم ہے کہ وہ ایسی صورت میں تیمم کرکے عبادت الٰہی بجالائے۔

پاک مٹی اور جنس زمین سے جو چیز ہو اس پر تیمم ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جائز ہے۔ تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ زمین پر مار کر چہرے پر پھیرے، پھر دوبارہ مار کر ہاتھوں پر پھیرے اس طرح سے کہ کوئی حصہ ہاتھ گزرنے سے نہ رہ جائے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔ (مرتب)

بندوں پر شریعت کی شان رحمت

تیمم کے رحمت ورخصت ہونے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

رحمۃ للعالمین بالمؤمنین روف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کی رحمت دیکھئے ہمارے صرف میل بھر چلنے کی مشقت پر ایسا لحاظ فرمایا کہ اس کے لئے وضو بلکہ بحال جنابت غسل کی حاجت نہ رکھی، تیمم جائز فرمادیا، اگرچہ آدمی خود اپنے شہر میں ہو، بلکہ سفر میں جس طرف جانا ہے اسی طرف میل بھر ہو جب بھی یہاں تیمم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ یہ میل خود ہی طے کرے گا، ہاں جس طرف جاتا ہے ادھر ہی پانی ہے اور جانے میں وقت کراہت نہ آجائے گا تو مستحب یہ ہے کہ وہاں پہنچ کر پانی ہی سے طہارت کرکے نماز پڑھے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۱، ص۶۱۱]

تیمم کے نیکی ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (مرتب)

"مٹی سے مسح کرو کہ وہ تمہارے لئے نیکی ہے۔" (ت) [فتاویٰ رضویہ ج۱، ص۶۰۰]

تیمّم کتنی ضربیں؟

تیمم دو ضرب سے کیا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: کہ جب تیمم کی رخصت نازل ہوئی تو میں لوگوں میں بیٹھا تھا، پھر ہمیں دو ضرب کا حکم دیا گیا ایک ضرب چہرہ کے لئے اور دوسری ضرب کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لئے۔ (ت) (حاکم، بزار) [فتاویٰ رضویہ ج۱، ص۵۹۸]

اس سے معلوم ہوا کہ تیمم میں یہ دو چیزیں اور نیت کرنی فرض ہے، یعنی وضو میں تو چار فرض ہیں مگر تیمم میں صرف تین چیزیں فرض ہیں۔

(۱) نیت وارادہ کرنا۔

(۲) ایک ضرب چہرہ کے لئے۔

(۴) دوسری ضرب ہاتھوں کے لئے۔ (مرتب)

تیمّم کی چند ضروری باتیں

تیمم سے متعلق بعض ضروری مسائل و احکام ہم فتاویٰ رضویہ جلد اول مطبع رضا اکیڈمی ممبئی کے حوالے سے درج کررہے ہیں جن میں عوام بے توجہی یا بے علمی کی وجہ سے غلطی کرتے ہیں، ہر مسلمان مرد و عورت پر کم سے کم اتنا علم دین سیکھنا فرض ہے جس سے ہر ضرورت کے مسائل سے آگاہی ہو اور وہ ہر شعبۂ زندگی میں بہ آسانی عمل کرسکیں، قیامت کے دن غفلت و جہالت کام نہ آئے گی۔ ہم تیمم کے جن آداب و مسائل کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ یہ ہیں۔ (مرتب)

- تیمم کے لئے جنس زمین پر ہاتھ مارتے وقت تیمم کی نیت ہونی شرط ہے اگر اس وقت نیت نہ تھی تو بعد کو نیت کرلینا کافی نہ ہوگا۔
- جس طرح وضو میں ہر عضو کو تین تین بار دھونا سنت ہے، تیمم میں تکرار سنت نہیں بلکہ ایک ایک بار منہ اور ہاتھوں کا مسح سنت ہے۔
- جنس زمین پر بہ نیت تیمم ہاتھ مارنے ہی سے اتنے ہاتھوں کی طہارت ہوجاتی ہے، ہاتھوں پر مسح کرنے میں اتنے ٹکڑے مثلاً ہتھیلیاں خالی چھوڑ دے کہ ان کا ایک بار مسح ہوگیا۔ (ص ۶۰۴)
- سنت ہے کہ جنس زمین پر صرف ہتھیلیوں سے ضرب ہو پشت دست سے نہیں۔
- جتنے منہ اور ہاتھوں کا وضو میں دھونا فرض ہے تیمم میں اتنوں کا مسح فرض ہے، اگر ان میں سے کوئی ذرہ مسح سے رہ جائے گا تیمم نہ ہوگا، اسی لئے اگر صرف کف دست زمین پر مارے اور مسح کرنے میں پشت دست پر ہاتھ نہ پھیرا تیمم نہ ہوا۔
- اگر ضرب میں پشت دست بھی جنس زمین پر مارے اس کا بھی مسح ہوجائے گا اور دوبارہ انہیں مسح نہ کیا جائے گا۔
- جب ہتھیلیاں تیمم کے لئے جنس ارض پر رکھیں اب دوبارہ ان پر ہاتھ پھیرنا مکروہ ہے۔
- جس طرح باوضو کو دوبارہ وضو کرنا ثواب ہے، تیمم ہوتے ہوئے دوبارہ تیمم کرنا کچھ ثواب نہیں بلکہ عبث و مکروہ ہے۔
- تیمم میں کسی عضو پر مکرر مسح کرنا بالاجماع مکروہ ہے مگر جبکہ استیعاب میں شبہ ہو تو مکروہ نہیں۔
- تیمم میں ہاتھوں کے مسح کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہتھیلی اپنے دہنے پشت دست پر رکھے اور انگوٹھا اور کلمے کی انگلی چھوڑ کر باقی تین انگلیوں سے کلائی کی پشت پر کہنیوں سے اوپر تک مسح کرے، نیچے پھر ان دو انگلیوں سے کلائی کے پیٹ پر مسح کرے، اوپر سے نیچے اترتا ہوا پھر یونہی بائیں ہاتھ پر کرے۔
- ہاتھ جنس ارض پر مارنے سے کچھ مٹی، گرد و غبار اگر ہاتھ میں لگ جائے تو سنت ہے کہ ملنے سے پہلے انہیں جھاڑ دے۔
- زمین پر بے نیت تیمم ہاتھ رکھے تھے اور ان میں اتنی مٹی لگ گئی کہ تیمم کو کافی ہو، اب تیمم کی نیت کی تو انہیں ہاتھوں کو مل سکتا ہے، اس بار ضرب کی حاجت نہیں۔
- اگر جنس زمین پر ہاتھ مارنے کے بعد حدث ہوگیا وہ ضرب باطل ہوگئی، اس سے مسح نہیں کرسکتا پھر ضرب کرے۔

(ص ۶۰۴، ۶۰۵)

- تیمم کی ضربوں سے صرف اس قدر مراد ہے کہ ہاتھوں سے جنس ارض کو مس کرنا، کچھ سختی سے مارنا ہی ضرور نہیں، ہاں

اولیٰ ہے۔ (۶۰۸)

- جوازِ تیمم کے لئے وضو یا غسل میں پانی سے نقصان کا نرا اندیشہ کافی نہیں، نہ کسی ڈاکٹر، یا فاسق یا ناقص طبیب کا کہنا کافی، بلکہ تین دلائل شرعیہ سے ایک ہونا ضرور ہے۔

(۱) یا ظاہر، واضح، روشن علامت۔

(۲) یا صحیح تجربہ۔

(۳) یا طبیب حاذق مسلمان غیر فاسق کا بیان۔

- کیسی ہی سخت سردی ہو اس کے سبب وضو کی جگہ تندرست کو تیمم جائز نہیں، مگر جبکہ انہیں تین دلائل شرعیہ میں کسی دلیل سے ثابت ہو کہ وضو کیا تو بیمار ہو جائے گا۔ (ص ۶۱۴)
- تیمم والے کے پیچھے پانی سے طہارت والا نماز پڑھ سکتا ہے مگر افضل اس کا عکس ہے جبکہ وضو والا لائق امامت ہو۔ (ص ۶۵۴)
- تیمم اگر رفع حدث وحصول طہارت کے لئے کیا تو یہ نہایت کافی نیت ہے اس تیمم سے نماز وغیرہ سب کچھ ادا کر سکتا ہے۔
- پانی موجود نہیں اور بے وضو شخص قرآن مجید چھونا، یا جنب مسجد میں جانا چاہتا ہے تیمم کریں، مگر اس تیمم سے نماز روا نہیں۔ (ص ۶۶۳)
- لازم ہے کہ انگوٹھی، چھلے، انگلیوں، کلائیوں کے ہر گہنے کو اتار کر تیمم کیا جائے یا انہیں ہٹا ہٹا کر مسح کریں۔ (ص ۷۲۴)
- آدمی نے جہاں سے تیمم کیا اگر ہزار بار وہیں سے تیمم کرے، یا جہاں سے ایک شخص نے تیمم کیا اگر ہزاروں آدمی خاص اسی جگہ سے تیمم کریں کچھ حرج نہیں کہ جنس ارض تیمم سے مستعمل نہیں ہوتی۔ (ص ۷۲۵)
- نماز جنازہ قائم ہوئی بعض کو وضو نہیں، پانی موجود ہے تندرست ہیں مگر وضو کریں تو نماز جنازہ فوت ہو، وہ تیمم کر کے شامل ہو سکتے ہیں۔ مگر اس تیمم سے نہ دوسری نماز پڑھ سکتے ہیں نہ قرآن مجید چھو سکتے ہیں۔
- مریض نے جسے وضو مضر ہے، یا تندرست نے جہاں پانی نہیں، نماز جنازہ کے لئے تیمم کیا اس تیمم سے ہر نماز پڑھ سکتا ہے جب تک پانی پر قدرت نہ ہو۔ (ص ۵۸۲)
- اگر وضو کرتا نماز جنازہ ہو چکتی اس ضرورت سے تیمم کر کے پڑھی، اتنے میں اور جنازہ آ گیا اور اس میں اتنی مہلت تھی کہ وضو کر لیتا مگر نہ کیا اور اب اتنی مہلت نہ رہی، تو اس کے لئے دوبارہ تیمم کرے پہلا جاتا رہا۔
- ایک جنازہ تیمم سے پڑھا تھا کہ دوسرے کی نماز تیار ہو گئی، دونوں نمازوں کے بیچ میں وضو کر لینے کی مہلت نہ تھی تو پہلا ہی تیمم باقی ہے، اسی سے دوسرا جنازہ بھی پڑھے۔ [ص ۶۶۷]

❁❁❁

غسل کے احکام

اسلام کی نظر میں غسل کرنا نظافت وصفائی کی دلیل ہے جب آدمی ناپاک وجنب ہو جائے تو اس پر پورے بدن کا دھونا واجب ہے اسی کا نام غسل ہے، غسل واجب ہونے کے بعد بغیر نہائے نماز وغیرہ عبادات درست نہیں۔

جنابت وناپاکی لاحق ہونے کے بعد غسل واجب ہوتا ہے اور جمعہ وعیدین اور وقوف عرفہ کے لئے غسل کرنا سنت ہے بعض نے عرفہ کے دن کے غسل کو مستحب کہا ہے، اور دیگر مواقع پر بھی غسل کو مستحب کہا گیا ہے۔ (مرتب)

اگر غسل واجب ہوجائے تو سارے بدن پر پانی بہنے سے غسل اترتا ہے، جس میں حلق تک منہ اور ہڈی کے کناروں تک اندر سے ناک کا بانسا بھی داخل ہے، اس کے بعد جیسے بھی ہو غسل اتر جائے گا۔

غسل کی نیت

غسل میں نیت سنت ہے، اگر نیت نہ کی غسل جب بھی ہو جائے گا، اور اس کی نیت یہ ہے کہ: ناپاکی دور ہونے اور نماز جائز ہونے کی نیت کرتا ہوں۔ [فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۱۸، ۲۰]

غسل عیدین و جمعہ

جمعہ اور عیدین کے دن غسل کرنا سنت ہے اور احادیث میں اس کی فضیلت بھی ارشاد ہوئی ہے ان دنوں میں بذات خود حضور اقدس ﷺ بھی غسل فرمایا کرتے تھے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدین کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔ (ت) (ابن ماجہ)

دوسری حدیث میں ہے کہ عرفہ (جس دن حاجی لوگ میدان عرفات میں ہوتے ہیں) اور عید الفطر وعید الاضحیٰ کے دن حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل فرمایا کرتے تھے۔ (ت) (ابن ماجہ) [فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۱۱]

غسل کے چند ضروری مسائل

ہر وہ چیز جو جسم پر پانی پہنچنے سے روکے غسل کے وقت اس کا چھڑا لینا واجب ہے ورنہ غسل واجب ادا نہ ہوگا، غسل نہ ہونے کی صورت میں نماز وغیرہ نہ ہوگی اس لئے اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا ضروری ہے کہ بدن کے ہر حصے اور تمام اجزاء میں پانی پہنچ جائے، ہم فتاوی رضویہ جلد اول مطبع رضا اکیڈمی بمبئی کے حوالے سے کچھ ضروری مسائل پیش کر رہے ہیں جن پر عوام کی نظر وتوجہ کم رہتی ہے۔ (مرتب)

- عورت کے ہاتھ پاؤں پر مہندی کا جرم لگا رہ گیا اور خبر نہ ہوئی تو وضو وغسل ہو جائیگا، ہاں جب اطلاع ہو تو چھڑا کر وہاں پانی بہا دے۔
- سرمہ آنکھ کے کوے یا پلک میں رہ گیا اور اطلاع نہ ہوئی تو ظاہراً حرج نہیں اور بعد نماز کوے میں محسوس ہوا تو بالکل باک نہیں۔
- کاتب کے ناخن پر روشنائی کا جرم لگا رہ گیا اور خبر نہ ہوئی تو ظاہراً حرج نہیں۔ (ص ۱۴)
- دانتوں کی جڑ یا کھڑکی میں سخت چیز جمی ہو تو چھڑا کر کلی کرنا لازم ہے ورنہ غسل نہ ہوگا۔

غسل اس وقت نہ ہوگا کہ جنابت کے بعد یہ چیز جمی، اور اگر جنابت سے پہلے سے جمی ہوئی ہے اگر چھڑانے میں ضرر وحرج ہے تو بغیر چھڑائے غسل ہو جائے گا ورنہ ضرور چھڑائے۔

- منہ کے ہر ذرہ پر حلق تک پانی بہا اور دونوں نتھنوں میں ناک کی ہڈی شروع ہونے تک پانی چڑھنا غسل میں فرض اور وضو میں سنت موکدہ ہے۔
- وضو و غسل میں غرغرہ کرنا سنت ہے مگر روزہ دار کو مکروہ ہے۔ (ص ۹۵)
- ناک میں کوئی کثافت جمی ہو تو پہلے اس کا چھڑا لینا غسل میں فرض اور وضو میں سنت ہے۔ (ص ۹۶)

غسل کے بعض مقامات احتیاط

غسل میں مندرجہ ذیل مقامات کا خاص طور پر خیال رکھنا ضروری ہے اگر ان میں سے کسی ایک جگہ پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوگا۔ (مرتب)

۱) سر کے بال کہ گندھے ہوئے ہوں تو ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہنا۔

۲) کانوں میں بالی، پتے وغیرہ زیوروں کے سوراخ کا دھونا۔

۳) بھوؤں کے نیچے کی کھال، اگرچہ بال کیسے ہی گھنے ہوں۔

۴) کان کا ہر پرزہ، اس کے سوراخ کا منہ۔

۵) کانوں کے پیچھے کے بال ہٹا کر پانی بہائے۔

۶) ڈاڑھوں کے نیچے۔

۷) ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ کہ بے منہ اٹھائے نہ دھلے گا۔

۸) بغلیں بے ہاتھ اٹھائے نہ دھلیں گی۔

۹) بازو کا ہر پہلو۔

۱۰) پیٹھ کا ہر ذرہ۔

۱۱) پیٹ وغیرہ کی بلٹیں اٹھا کر دھوئیں۔

۱۲) ناف انگلی ڈالکر جبکہ بغیر اس کے پانی بہنے میں شک ہو۔

۱۳) جسم کا کوئی رونگٹا کھڑا نہ رہ جائے۔

۱۴) ران اور پیڑو کا جوڑ کھولکر دھوئیں۔

۱۵) دونوں سرین ملنے کی جگہ خصوصا جب کھڑے ہو کر نہائے۔

۱۶) ران اور پنڈلی کا جوڑ جبکہ بیٹھ کر نہائے۔

۱۷) رانوں کی گولائی۔

۱۸) پنڈلیوں کی کروٹیں۔

۱۹) مرد کے بال اگر گندھے ہوں انہیں کھولکر جڑ سے نوک تک دھونا۔

۲۰) عورت کی گندھی چوٹی کے ہر بال کی جڑ تر کرنی، چوٹی کھولنی ضرور نہیں، مگر جب ایسی سخت گندھی ہو کہ بے کھولے

جڑیں تر نہ ہوں گی تو کھولنی ضروری۔ [فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۹۸]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل میں سرانور پر تین بار پانی ڈالتے اور اسی کا حکم مرد وعورت سب کو فرمایا۔ خاص عورتوں کے باب میں بھی یہی حکم بالتصریح ارشاد ہوا ہے۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ میں سرگندھواتی ہوں کیا نہاتے میں کھولدیا کروں فرمایا: سر پر تین لپ پانی ڈال لیا کرو یہی کافی ہے۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

دوسری حدیث میں ہے: عورت کو کچھ ضرور نہیں کہ اپنا گندھا سر کھولے، بس تین لپ پانی ڈال لے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک برتن سے نہایا کرتے اور میں اپنے سر پر تین ہی بار پانی ڈالتی، یعنی جعد مبارک نہ کھولتیں۔ (مسلم، مسند احمد)

ایک اور حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کا سا وضو کر کے سر اقدس پر تین بار پانی بہاتے تھے اور ہم بی بیاں سرگندھے ہونے کی وجہ سے اپنے سروں پر پانچ بار پانی بہاتی ہیں۔ (ابوداؤد)

عورت کے بال گندھے ہوں اور تین بار سر پر پانی بہانے سے استیعاب میں شبہ رہے تو پانچ بار بہاسکتی ہے۔

[فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۱۹۵]

دو وہمی شخصوں کا غسل

وضو اور غسل میں جہاں اچھی طرح تمام اعضاء اور پورے بدن پر پانی بہانے کا حکم ہے وہیں یہ حکم بھی ہے کہ شیطانی وسوسہ کو اپنے دل میں جگہ نہ دے ورنہ کبھی اطمینان قلب حاصل نہ ہوگا۔ (مرتب)

دو وسوسہ والوں کو نہانے کی ضرورت ہوئی، دریائے نیل پر گئے طلوع صبح کے بعد پہنچے ایک نے دوسرے سے کہا تو اتر کر غوطے لگا، میں گنتا جاؤں گا اور تجھے بتاؤں گا کہ پانی تیرے سارے سر کو پہنچا یا نہیں، وہ اترا اور غوطے لگانا شروع کئے، اور یہ کہہ رہا ہے کہ ابھی تھوڑی سی جگہ تیرے سر میں باقی ہے، وہاں پانی نہ پہنچا، ایک صبح سے دوپہر ہوگیا آخر تھک کر باہر آیا اور دل میں شک رہا کہ غسل اترا یا نہیں۔

پھر اس نے اس دوسرے سے کہا اب تو اتر میں گنوں گا، اس نے ڈبکیاں لگائیں اور یہ کہتا جاتا ہے کہ ابھی سارے سر کو پانی نہ پہنچا، یہاں تک کہ دوپہر سے شام ہوگئی، مجبور وہ بھی دریا سے نکل آیا اور دل میں شبہ کا شبہ ہی رہا، دن بھر کی نمازیں کھوئیں اور غسل اترنے پر یقین نہ ہونا تھا نہ ہوا، یہ وسوسہ ماننے کا نتیجہ تھا۔

حدیث میں ہے کہ: شیطان جسے دیکھتا ہے کہ میرا وسوسہ اس میں کارگر ہوتا ہے سب سے زیادہ اسی کے پیچھے پڑتا ہے۔ (ابن ابی شیبہ) [فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۱۱]

❀❀❀

نماز کے فضائل و مسائل

نماز اہم الفرائض ہے، تمام عبادات میں نماز سب سے افضل ہے، قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کی پرسش ہوگی دیگر عبادات کے بارے میں بعد میں پوچھا جائے گا، نماز ایسی عبادت ہے جو تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی امتوں میں رہی مگر اس کی شکل مختلف اور تقاضے الگ رہے اور یہ کہ پانچوں نمازیں کسی امت سابقہ میں نہیں رہیں یہ صرف امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والثناء کی خصوصیت ہے کہ اس امت مرحومہ کو پانچوں نمازوں کا مجموعہ دیا گیا، اگلی امتوں میں کسی پر دو وقت کی نماز فرض تھی، کسی پر تین وقت کی، پانچوں نمازیں کسی امت میں نہیں تھیں، اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کی خصوصیت سے اس امت کا اعزاز و اکرام بڑھایا۔

نماز کے فضائل بیان سے باہر اور حد تصور سے بالا ہیں احادیث و آثار نماز کی فضیلتوں سے گونج رہے ہیں، بندہ مومن جب نماز کے لئے بارگاہ رب العزت میں تواضع و انکساری کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے تو پروردگار عالم اس کی اس ادا سے فرشتوں میں مباہات و تذکرہ فرماتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ کیسا اچھا کام کر رہا ہے۔ ایک نمازی کا وقار اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ خالق کائنات اسکی اس ادا کا ذکر فرماتا ہے: اللہ تبارک و تعالیٰ نے نماز کا تحفہ عطا فرما کر ہم پر بے پایاں احسان و اکرام فرمایا ہے۔ (مرتب)

نماز پنجگانہ

- نماز پنجگانہ اللہ عزوجل کی وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ اس نے اپنے کرم عظیم سے خاص ہم کو عطا فرمائی ہم سے پہلے کسی امت کو نہ ملی۔
- بنی اسرائیل پر دو ہی وقت کی فرض تھی وہ بھی صرف چار رکعتیں، دو صبح، دو شام، وہ بھی ان سے نہ نبھی۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث معراج مبارک میں ارشاد فرماتے ہیں:

یعنی پھر پچاس نمازوں کی پانچ رہیں، موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی کہ حضور پھر جائیں اور اپنے رب سے تخفیف چاہیں کہ اس نے بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض فرمائی تھیں وہ انہیں بھی بجا نہ لائے۔ (نسائی)

اور امتوں کا حال خدا جانے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ پانچوں ان میں کسی کو نہ ملیں، علماء نے بے خلاف اس کی تصریح فرمائی۔

مواہب شریف امت مرحومہ کے بیان خصائص میں ہے کہ:

- پانچوں نمازوں کا مجموعہ اس امت کی خصوصیت ہے ان کے علاوہ کسی میں یہ نمازیں جمع نہیں ہوئیں۔ (ت)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عشاء کی نسبت فرمایا کہ اس نماز کو دیر کر کے پڑھو کہ تم اس سے تمام امتوں پر فضیلت دیئے گئے ہو تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہ پڑھی۔ (ابوداؤد، سنن بیہقی)

ظاہر ہوا کہ جب نماز عشا ہمارے لئے خاص ہے تو پانچوں کا مجموعہ بھی ہمارے سوا کسی امت کو نہ ملا، ہمارے نبی سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی کو یہ پانچوں نہ ملنا، علماء اس کی بھی تصریحیں فرماتے ہیں کہ:

- پانچوں نمازوں کا مجموعہ حضور کی خصوصیت ہے کسی نبی کے لئے یہ نمازیں جمع نہیں ہوئیں۔ (ت)

- یہ پانچوں نمازیں اور انبیاء میں متفرق تھیں اور اس امت میں جمع کردی گئیں۔ (ت)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث معراج میں روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاص طور سے تین چیز دی گئیں۔

(۱) پانچ نمازیں۔

(۲) سورۂ بقرہ کی آخری آیات۔

(۳) امت میں سے ان کی مغفرت جنہوں نے شرک نہیں کیا۔ (ت) (مسلم)

نماز پنجگانہ کی فضیلت پر ایک روایت

امام فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا: میں نے توریت مقدس کے کسی مقام میں پڑھا۔

- اے موسیٰ فجر کی دو رکعتیں احمد اور اس کی امت ادا کرے گی جو انہیں پڑھے گا اس دن رات کے سارے گناہ اس کے بخشدوں گا اور وہ میرے ذمہ میں ہوگا۔
- اے موسیٰ ظہر کی چار رکعتیں احمد اور اس کی امت پڑھے گی انہیں پہلی رکعت کے عوض بخشدوں گا اور دوسری کے بدلے ان کا پلہ بھاری کردوں گا اور تیسری کے عوض فرشتے موکل کردوں گا کہ تسبیح کریں گے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے، اور چوتھی کے بدلے ان کے لئے آسمان کے دوازے کشادہ کردوں گا، بڑی بڑی آنکھوں والی (حوریں) ان پر مشتاقانہ نظر ڈالیں گی۔
- اے موسیٰ عصر کی چار رکعتیں احمد اور ان کی امت ادا کرے گی تو ہفت آسمان وزمین میں کوئی فرشتہ باقی نہ بچے گا سب ہی ان کی مغفرت چاہیں گے اور ملائکہ جس کی مغفرت چاہیں میں اسے ہرگز عذاب نہ دوں گا۔
- اے موسیٰ مغرب کی تین رکعتیں ہیں انہیں احمد اور ان کی امت پڑھے گی آسمان کے سارے دروازے ان کے لئے کھول دوں گا جس حاجت کا سوال کریں گے اسے پورا ہی کردوں گا۔
- اے موسیٰ شفق ڈوب جانے کے وقت یعنی عشاء کی چار رکعتیں ہیں پڑھیں گے انہیں احمد اور ان کی امت وہ دنیا و مافیہا سے ان کے لئے بہتر ہے وہ انہیں گناہوں سے ایسا نکال دے گی جیسے اپنی ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔

اسی روایت میں وضو اور روزے وغیرہ کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے۔

- اے موسیٰ وضو کرے گا احمد اور اس کی امت جیسا کہ میرا حکم ہے میں انہیں عطا فرماؤں گا ہر قطرے کے عوض کہ آسمان سے ٹپکے ایک جنت، جس کا عرض آسمان وزمین کی چوڑائی کے برابر ہوگا۔
- اے موسیٰ ایک مہینہ کے سالانہ روزے رکھے گا احمد اور اس کی امت اور وہ ماہ رمضان ہے عطا فرماؤں گا ہر روزان کے روزوں کے عوض ایک شہر جنت اور عطا کروں گا۔ اس میں نفل کے بدلے فرض کا ثواب اور اس میں لیلۃ القدر کروں گا جو اس مہینے میں شرمساری وصدق قلب سے ایک بار استغفار کرے گا اگر اسی شب یا اس مہینے بھر میں مرگیا اسے تیس شہیدوں کا ثواب عطا فرماؤں گا۔

- اے موسیٰ امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کچھ ایسے مرد ہیں کہ ہر شرف پر قائم ہیں، لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں تو ان کی جزا اس کے عوض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا ثواب ہے اور میری رحمت ان پر واجب اور میرا غضب ان سے دور، اور ان میں سے کسی پر باب توبہ بند نہ کروں گا جب تک وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتے رہیں گے۔

(تنبیہ الغافلین، فقیہ ابو اللیث) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۶۳ تا ۱۶۷]

کونسی نماز کس نبی نے پہلے پڑھی

یوں تو ہر نبی اور اس کی امت میں نمازیں رہیں مگر کونسی نماز کسی نبی نے سب سے پہلے پڑھی اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

اس میں چار قول ہیں۔

اول: قول امام عبید اللہ بن عائشہ ممدوح کہ

- جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی توبہ قبول ہوئی وہ فجر کا وقت تھا انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں وہ نماز صبح ہوئی۔
- اسحاق علیہ الصلاۃ والسلام کا فدیہ (یہ روایت مرجوح ہے۔ صحیح یہ ہے کہ فدیہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا آیا تھا۔م) وقت ظہر آیا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے چار پڑھیں وہ ظہر مقرر ہوئی۔
- عزیر علیہ الصلاۃ والسلام سو برس کے بعد زندہ کئے گئے انہوں نے چار پڑھیں وہ عصر ہوئی۔
- داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کی توبہ وقت مغرب قبول ہوئی چار رکعتیں پڑھنے کھڑے ہوئے تھک کر تیسری پر بیٹھ گئے مغرب کی تین ہی رہیں۔
- اور عشاء سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھی۔ (طحاوی)

دوم: قول امام ابو الفضل۔

- سب سے پہلے فجر کو دو رکعتیں حضرت آدم۔
- ظہر کو چار رکعتیں حضرت ابراہیم۔
- عصر حضرت یونس۔
- مغرب حضرت عیسیٰ۔
- عشاء حضرت موسیٰ نے پڑھی، علیہم الصلاۃ والسلام۔ (امام زندوستی کتاب الروضۃ)

ہر نماز ایک نبی نے پڑھی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

- آدم علیہ الصلاۃ والسلام جب جنت سے زمین پر تشریف لائے دنیا آنکھوں میں تاریک تھی اور ادھر رات کی اندھیری آئی، انہوں نے رات کہاں دیکھی تھی بہت خائف ہوئے جب صبح چمکی دو رکعتیں شکر الٰہی کی پڑھیں، ایک اسکا شکر کہ تاریکی شب سے نجات ملی، دوسرا اس کا کہ دن کی روشنی پائی، انہوں نے نفل پڑھی تھیں ہم پر فرض کی گئیں کہ ہم سے گناہوں کی تاریکی دور ہو اور اطاعت کا نور حاصل ہو۔
- زوال کے بعد سب سے پہلے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے چار رکعتیں پڑھیں جبکہ اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کا

فدیہ اترا ہے، پہلی اس کے شکر میں کہ بیٹے کا غم دور ہوا، دوسرا فدیہ آنے کے سبب، تیسری رضائے مولیٰ سبحٰنہ تعالیٰ کا شکر، چوتھی اس کے شکر میں کہ اللہ عزوجل کے حکم پر اسمٰعیل علیہ الصلاۃ والسلام نے گردن رکھدی، یہ ان کے لئے نفل تھیں ہم پر فرض ہوئیں، کہ مولیٰ تعالیٰ ہمیں قتل نفس پر قدرت دے جیسی انہیں ذبح ولد پر قدرت دی اور ہمیں بھی غم سے نجات دے اور یہود ونصاریٰ کو ہمارا فدیہ کرکے نار سے ہمیں بچالے اور ہم سے بھی راضی ہو۔

- نماز عصر سب سے پہلے یونس علیہ الصلاۃ والسلام نے پڑھی کہ اس وقت مولیٰ تعالیٰ نے انہیں چار ظلمتوں سے نجات دی۔ (۱) ظلمت لغزش (۲) ظلمت غم (۳) ظلمت دریا (۴) ظلمت شکم ماہی۔

یہ ان کیلئے نفل تھیں ہم پر فرض ہوئیں، کہ مولیٰ تعالیٰ ظلمت گناہ، وظلمت قبر، وظلمت قیامت، وظلمت دوزخ سے پناہ دے۔

- مغرب سب سے پہلے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے پڑھی، پہلی اپنے نفس سے نفی الوہیت، دوسری اپنی ماں سے نفی الوہیت، تیسری اللہ عزوجل کے لئے اثبات الوہیت کے لئے، یہ ان کے نفل ہم پر فرض ہوئے کہ روز قیامت ہم پر حساب آسان ہو، نار سے نجات ہو، اس بڑی گھبراہٹ سے پناہ ہو۔
- سب سے پہلے عشاء موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے پڑھی جب مدائن سے چل کر راستہ بھول گئے بی بی کا غم، اولاد کی فکر، بھائی پر اندیشہ، فرعون سے خوف، جب وادی ایمن میں رات کے وقت مولیٰ تعالیٰ نے انہیں ان سب فکروں سے نجات بخشی، چار نفل شکرانے کے پڑھے ہم پر فرض ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی راہ دکھائے، ہمارے بھی کام بنائے ،ہمیں اپنے محبوبوں سے ملائے، دشمنوں پر فتح دے۔ آمین

سوم: قول بعض علماء

- فجر آدم
- ظہر ابراہیم
- عصر سلیمان
- مغرب عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام نے پڑھی
- اور عشا خاص اس امت کو ملی۔ (حلیہ)

چہارم: وہ حدیث کہ امام رافعی نے شرح مسند میں ذکر فرمائی۔

- صبح آدم
- ظہر داؤد
- عصر سلیمان
- مغرب یعقوب
- عشاء یونس علیہم الصلاۃ والسلام سے ہے۔ (زرقانی شرح المواہب)

ان اقوال کو پیش کرکے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ان سب اقوال میں کہیں نہ کہیں گرفت ضرور ہے۔ فقیر کی نظر میں ظاہرا قول اخیر کو سب پر ترجیح ہے کیوں کہ وہ حدیث

سے ثابت ہے یا کم سے کم صحابی یا تابعی کی روایت ہے، علمائے مابعد کے اقوال پر ہر طرح مقدم رہے گی خصوصاً ایسے معاملے میں جس میں رائے وقیاس کو دخل نہیں۔ [فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۱۷۳ تا ۱۷۵]

نماز کب سے مشروع ومقرر ہوئی؟

نماز شروع روز بعثت شریف سے مقرر ومشروع ہے۔

● حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اول بار جس وقت وحی اتری اور نبوت کریمہ ظاہر ہوئی اسی وقت حضور نے بہ تعلیم جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نماز پڑھی۔

● اور اسی دن بہ تعلیم اقدس حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پڑھی۔

● دوسرے دن امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے حضور کے ساتھ پڑھی کہ ابھی سورۂ مزمل نازل بھی نہ ہوئی تھی۔ تو ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز ہے۔ (مسند احمد، ابن ماجہ) [فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۱۷۹]

محافظت نماز کی فضیلت

نماز کی وقت پر محافظت لازم ہے متعدد احادیث میں اس کی تاکید وترغیب اور اس کے ترک پر تہدید و وعید آئی ہے۔ (مرتب)

حدیث ۱: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں کی ان کے رکوع وسجود واوقات پر محافظت کرے اور یقین جانے کہ وہ اللہ جل وعلا کی طرف سے ہیں جنت میں جائے یا فرمایا جنت اس کے لئے واجب ہو جائے یا فرمایا دوزخ پر حرام ہو جائے۔ (مسند احمد)

حدیث ۲: پانچ چیزیں ہیں کہ جو انہیں ایمان کے ساتھ لائے گا جنت میں جائے گا جو پنجگانہ نمازوں کی ان کے وضو ان کے رکوع، ان کے اوقات پر محافظت کرے اور روزہ وحج وزکوۃ وغسل جنابت بجالائے۔ (ابوداؤد، طبرانی)

حدیث ۳: پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جو ان کا وضو اچھی طرح کرے اور انہیں ان کے وقت پر پڑھے اور ان کا رکوع وخشوع پورا کرے اس کے لئے اللہ عزوجل پر عہد ہے کہ اسے بخشدے اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ پر کچھ عہد نہیں چاہے بخشے چاہے عذاب کرے۔ (ابوداؤد، نسائی)

حدیث ۴: اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کیں اور اپنے پاس عہد مقرر کر لیا کہ جو ان کے وقتوں پر ان کی محافظت کرتا آئے گا اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو محافظت نہ کرے گا اس کے لئے میرے پاس کچھ عہد نہیں۔ (ابوداؤد طریق ابن الاعرابی)

حدیث ۵: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب جل وعلا سے روایت فرماتے ہیں وہ ارشاد کرتا ہے: جو نماز اس کے وقت میں ٹھیک ٹھیک ادا کرے اس کے لئے مجھ پر عہد ہے کہ اسے جنت میں داخل فرماؤں اور جو وقت میں نہ پڑھے اور ٹھیک ادا نہ کرے اس کے لئے میرے پاس کوئی عہد نہیں، چاہوں اسے دوزخ میں لے جاؤں اور چاہوں تو جنت میں۔ (دارمی)

حدیث ۶: ایک دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے؟ عرض کی خدا اور رسول خوب دانا ہیں، فرمایا جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے: عرض کی خدا اور رسول خوب دانا ہیں، فرمایا جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے: عرض کی خدا اور رسول خوب دانا ہیں فرمایا تمہارا رب جل وعلا فرماتا ہے: مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم جو شخص نماز وقت پر پڑھے گا اسے جنت میں داخل فرماؤں گا۔ اور جو اس کے غیر وقت

میں پڑھے گا چاہوں اس پر رحم کروں، چاہوں عذاب۔ (طبرانی)

حدیث ۷: جو پانچوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھے ان کا وضو و قیام و خشوع و رکوع و سجود پورا کرے وہ نماز سفید روشن ہو کر یہ کہتی نکلے کہ اللہ تیری نگہبانی فرمائے جس طرح تو نے میری حفاظت کی، اور جو غیر وقت پر پڑھے اور وضو و خشوع و رکوع و سجود پورا نہ کرے وہ نماز سیاہ تاریک ہو کر یہ کہتی ہوئی نکلے کہ اللہ تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا، یہاں تک کہ جب اس مقام پر پہنچے جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے پرانے چیتھڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر ماری جائے۔ (طبرانی)

حدیث ۸: حضرت فضالہ زہرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسائل دین تعلیم فرمائے ان میں یہ بھی تعلیم فرمایا کہ نماز پنجگانہ کی حفاظت کر۔ (ابوداؤد)

حدیث ۹: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا سب میں زیادہ کیا عمل اللہ عزوجل کو پیارا ہے فرمایا نماز اس کے وقت پر ادا کرنا۔ (بخاری، مسلم)

حدیث ۱۰: ایک شخص نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ اسلام میں سب سے زیادہ کیا چیز اللہ تعالیٰ کو پیاری ہے؟ فرمایا: نماز وقت پر پڑھنی، جس نے نماز چھوڑی اس کے لئے دین نہ رہا، نماز دین کا ستون ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

حدیث ۱۱: تین چیزیں ہیں جو ان کی حفاظت کرے وہ سچا ولی ہے اور جو انہیں ضائع کرے وہ پکا دشمن، وہ تین چیزیں یہ ہیں: نماز اور روزے اور غسل جنابت۔ (طبرانی اوسط)

حدیث ۱۲: امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عاملوں کو فرمان بھیجا کہ تمہارے تمام کاموں میں مجھے زیادہ فکر نماز کی ہے جو اسے حفظ اور اس پر محافظت کرے اس نے اپنے دین کی حفاظت کر لی اور جس نے اسے ضائع کیا وہ اور کاموں کو زیادہ تر ضائع کرے گا۔ (موطا امام مالک) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۱۳ تا ۳۱۶]

ترکِ نماز پر بھیانک وعیدیں

ترک نماز سے متعلق جو وعیدیں وارد ہوئی ہیں ان میں سے بعض روایات ملاحظہ فرمائیں: (مرتب)

- ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے سوا کسی عمل کے ترک کو کفر نہ جانتے۔ (ترمذی، حاکم)
- اسی لئے بہت صحابہ و تابعین تارک الصلاۃ کو کافر کہتے۔
- سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔ (ابن ابی شیبہ)
- عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جس نے نماز چھوڑی وہ کافر ہو گیا۔ (ابن عبدالبر)
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس نے نماز ترک کی وہ بے دین ہے۔ (مروزی)
- جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: بے نماز کافر ہے۔ (ابوعمر)
- ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بے نماز کے لئے ایمان نہیں۔ (ابن عبدالبر)
- امام اسحاق فرماتے ہیں:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بصحت ثابت ہوا کہ حضور نے تارک الصلاۃ کو کافر فرمایا، اور زمانۂ اقدس سے علماء کی یہی رائے ہے کہ جو شخص قصداً بے عذر نماز ترک کرے یہاں تک کہ وقت نکل جائے وہ کافر ہے۔

- امام ایوب سختیانی سے مروی ہوا ترک نماز بے خلاف کفر ہے۔
- ابن حزم کہتا ہے:

امیر المومنین عمر فاروق اعظم وحضرت عبدالرحمن بن عوف وحضرت معاذ بن جبل وحضرت ابو ہریرہ وغیرہم اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین سے وارد ہوا کہ جو شخص ایک نماز فرض قصداً چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے وہ کافر مرتد ہے۔

توجیہ وتاویل حدیث

ان روایات کو پیش کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:
بالجملہ اس قول کو مذاہب اہلسنت سے کسی طرح خارج نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ ایک جم غفیر قدمائے اہلسنت صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب ہے اور بلاشبہ وہ اس وقت اور حالت کے لحاظ سے ایک بڑا قوی مذہب تھا۔

صدر اول کے بعد جب اسلام میں ضعف آیا اور بعض عوام کے قلب میں سستی وکسل نے جگہ پائی نماز میں کامل چستی و مستعدی کہ صدر اول میں مطلقاً ہر مسلمان کا شعار دائم تھی، اب بعض لوگوں سے چھوٹ چلی، نماز جو کفر واسلام کے درمیان فرق کرنے والی مطلقاً علامت ونشانی تھی وہ علامت فارقہ ہونے کی حالت نہ رہی، لہٰذا جمہور ائمہ نے کافر نہ کہا بلکہ مرتکب کبیرہ اور فاسق فرمایا کیوں کہ دلائل شرعیہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں۔

ہمارے ائمہ حنفیہ، وائمہ شافعیہ، وائمہ مالکیہ اور بعض ائمہ حنبلیہ وغیرہم جماہیر علمائے دین وائمہ معتمدین کا یہی مذہب ہے کہ اگر چہ تارک نماز کو سخت فاجر جانتے ہیں مگر دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہتے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۸۸ تا ۱۹۰]

پھر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تارک نماز پر حکم شرع بیان کرتے ہوئے مزید تحریر فرماتے ہیں:
بالجملہ وہ فاسق ہے اور سخت فاسق مگر کافر نہیں، وہ شرعاً سخت سزاؤں کا مستحق ہے۔ ائمہ ثلاثہ مالک وشافعی واحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: اسے قتل کیا جائے۔

ہمارے ائمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک فاسق فاجر مرتکب کبیرہ ہے اسے دائمی طور پر قید کریں یہاں تک کہ توبہ کرلے یا قید میں مر جائے۔

امام محبوبی وغیرہ مشائخ حنفیہ فرماتے ہیں کہ: اتنا ماریں کہ خون بہادیں پھر قید کریں۔
مگر یہ سزائیں یہاں جاری نہیں اسی لئے اسکے ساتھ کھانا، پینا، میل جول، سلام کلام، وغیرہ معاملات ہی ترک کریں کہ یونہی زجر ہو۔

نماز چھوڑنے والے کے لئے احادیث میں جو وعیدیں وارد ہوئی ہیں ان کی تاویل وتوجیہ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نہایت واضح انداز میں فرماتے ہیں:

بلاشبہ حدیث میں آیا ہے کہ: ہم میں اور مشرکوں میں فرق نماز کا ہے، اس میں شک نہیں کہ جو نماز کا تارک ہے وہ

مشرکوں کے فعل میں ان کا شریک ہے۔ پھر اگر وہ دل سے بھی نماز کو فرض نہ جانے یا ہلکا سمجھے جب تو سچا مشرک پورا کافر ہے ورنہ اس کا یہ کام کافروں مشرکوں کا سا ہے اگر چہ وہ حقیقۃً کافر مشرک نہ ٹھہرے۔

ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

کسی وقت کی نماز قصداً ترک کرنا سخت کبیرہ شدیدہ و جرم عظیم ہے جس پر سخت ہولناک، جانگزا وعیدیں قرآن عظیم و احادیث صحیحہ میں وارد، مگر بدمذہب اگر چہ کیسا ہی نمازی ہو اللہ عزوجل کے نزدیک سنی بے نماز سے بدرجہا برا ہے کہ فسق عقیدہ فسق عمل سے سخت تر ہے۔ [فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۱۹۱ تا ۱۹۳]

بلا عذر نماز قضا کرنے والے کے لئے وعید ویل

جو لوگ وقت کھو کر نماز پڑھتے ہیں ان کے لئے ویل کی وعید آئی ہے، (ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے) نماز بھول جانے والے سے مراد وہ لوگ ہیں جو وقت گزار کر نماز پڑھتے ہیں۔ (مرتب)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے: ''خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں'' فرمایا وہ لوگ جو وقت گزار کر پڑھیں۔ (بزار، ابویعلی، ابن جریر)

ایک روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت (هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ) کے بارے میں سوال ہوا فرمایا اس سے مراد وقت کھونا ہے۔ (تفسیر بغوی) [فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۲۲۲]

اوقات نماز کی محافظت کا حکم قرآنی

ہر نماز کے لئے شرع مطہر نے جدا وقت مقرر فرمایا ہے کہ نہ اس سے پہلے ہو سکے نہ اسے کھو کر دوسرے وقت پر اٹھا رکھی جائے بلکہ ہر نماز اپنے ہی وقت پر ہونی چاہئے۔

رب العزت تبارک و تعالیٰ نے محافظت والتزام اوقات کا حکم سات سورتوں میں نازل فرمایا۔ بقرہ، نساء، انعام، مریم، مومنون، معارج، ماعون۔

آیت ۱: اللہ عزوجل فرماتا ہے:

''بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت باندھا ہوا''۔ (نساء ۱۰۳)

کہ نہ وقت سے پہلے صحیح، نہ وقت کے بعد تاخیر روا، بلکہ فرض ہے کہ ہر نماز اپنے وقت پر ادا ہو۔

آیت ۲: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''محافظت کرو سب نمازوں اور خاص بیچ والی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔'' (البقرۃ، ۲۳۸)

محافظت کرو کہ کوئی نماز اپنے وقت سے ادھر ادھر نہ ہونے پائے بیچ والی نماز، نماز عصر ہے اس وقت لوگ بازار وغیرہ کے کاموں میں زیادہ مصروف ہوتے ہیں اور وقت بھی تھوڑا ہے اس لئے اس کی خاص تاکید فرمائی۔

آیت ۳: رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

''اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی نگاہ داشت کرتے ہیں کہ اسے وقت سے بے وقت نہیں ہونے دیتے وہی سچے وارث

ہیں کہ جنت کی وراثت پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔'' (المومنون، ۹، ۱۰، ۱۱)

آیت ۴: خالق کائنات فرماتا ہے:

''اور وہ لوگ کہ اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں ہر نماز اس کے وقت میں ادا کرتے ہیں وہ جنتوں میں عزت کئے جائیں گے۔'' (المعارج، ۳۴، ۳۵)

آیت ۵: پروردگار عالم فرماتا ہے:

''اور جنہیں آخرت پر یقین ہے وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں''۔ (الانعام، ۹۲)

کہ وقت سے باہر نہ ہو جائے ہر نماز اپنے ہی وقت پر ہو۔

آیت ۶: رب العزت تعالیٰ فرماتا ہے:

''پھر آئے ان کے بعد وہ برے پسماندے جنہوں نے نمازیں ضائع کیں''۔ (مریم، ۵۹)

یہ لوگ جن کی مذمت اس آیت کریمہ میں فرمائی گئی وہ ہیں جو نمازوں کو ان کے وقت سے ہٹاتے اور غیر وقت پر پڑھتے ہیں۔

نماز کا ضائع کرنا یہ ہے کہ ظہر نہ پڑھی یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا۔

آیت ۷: اللہ سبحٰنہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں'' کہ وقت نکال کر پڑھتے ہیں۔ (الماعون، ۴، ۵)

[فتاویٰ رضویہ ج ۲، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲]

تعیین اوقات کے لئے جبریل کی آمد

جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے صبح اسرا بعد فرضیت نماز اوقات نماز معین کرنے اور ان کا اول و آخر بتانے کے لئے دو روز حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امامت کی، پہلے دن ظہر سے فجر تک پانچوں نمازیں اول وقت اور دوسرے دن ہر نماز آخر وقت، اس کے بعد گزارش کی، وقت ان دونوں وقتوں کے بیچ میں ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

ایک سائل کے لئے اوقات کی تعیین

سائل نے جو خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اوقات نماز پوچھے اور حضور والا نے ارشاد فرمایا ہے کہ: دو دن حاضر رہ کر ہمارے پیچھے نماز پڑھ، پہلے دن اپنے اول وقت اور دوسرے دن ہر نماز آخر وقت پڑھا کر ارشاد ہوا ہے، وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔ (نسائی، طحاوی) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۸۴، ۲۸۶]

اوقات نماز کی ابتدا و انتہا

صاحب شرع کی طرف سے ہر نماز کے وقت کی ابتدا و انتہا متعین کر دی گئی ہے، ابتدائے وقت سے پہلے پڑھے تو نماز نہیں ہوگی اور انتہائے وقت کے بعد پڑھے تو قضا ہوگی۔ (مرتب)

وقت فجر

نماز فجر کا وقت طلوع صبح صادق سے ہے اور اس کی انتہا سورج کی پہلی کرن چمکنے تک ہے، ہمارے علماء کے نزدیک مردوں کو ہمیشہ ہر جگہ جب صبح خوب روشن ہو جائے نماز پڑھنا سنت ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: صبح کو خوب روشن کرو کہ اجالے میں اجر زیادہ ہے۔
(ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

دوسری روایت میں ہے کہ جس قدر اسفار میں مبالغہ کروگے ثواب زیادہ پاؤ گے۔ (طبرانی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال سے ارشاد فرمایا اے بلال فجر کی اذان اس وقت دیا کرو جب لوگ اپنے تیر گرنے کی جگہیں دیکھ لیں۔ بسبب روشنی کے۔ (طبرانی، ابن عدی)

ظاہر ہے کہ یہ بات اس وقت حاصل ہوگی جب صبح خوب روشن ہوجائے گی اور جب اذان ایسے وقت ہوگی تو نماز تو اس سے بھی زیادہ روشنی میں ہوگی۔ [فتاویٰ رضویہ ۲، ص ۳۶ ملخصا]

اور افضل یہ ہے کہ ایسے وقت میں ۴۰ سے ۶۰ آیتوں تک پڑھی جائے کہ اگر فساد نماز ثابت ہو تو پھر طلوع سے پہلے یوہیں اعادہ ہوسکے، اس کا لحاظ رکھ کر جتنی بھی تاخیر کیجائے افضل ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۵۱]

حد طلوع و غروب
جب افق صاف نظر آتا ہے اور بیچ میں درخت وغیرہ کچھ حائل نہیں تو طلوع یہ ہے کہ آفتاب کی پہلی کرن چمکے، اور غروب یہ کہ پچھلی کرن نگاہ سے غائب ہوجائے۔

وقت ظہر
ظہر کا اول وقت آفتاب نصف النہار سے ڈھلتے ہی شروع ہوتا ہے۔
حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جب سایہ، ظل اصلی کے علاوہ دو مثل نہ ہوجائے وقت عصر نہیں آتا، اور صاحبین کے نزدیک ایک ہی مثل کے بعد آجاتا ہے، (وقت عصر شروع ہونے سے پہلے تک ظہر کا وقت رہتا ہے۔ مرتب) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۰، ۳۵۲]

وقت عصر
نماز عصر میں ابر کے دن تو جلدی چاہئے نہ اتنی کہ وقت سے پیشتر ہوجائے باقی ہمیشہ اس میں تاخیر مستحب ہے، اسی واسطے اس کا نام عصر رکھا گیا یعنی وہ نچوڑ کے وقت پڑھی جاتی ہے۔

زیاد بن عبداللہ نخعی روایت کرتے ہیں کہ "ہم امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ جامع مسجد میں بیٹھے تھے موذن نے آکر عرض کی یا امیر المومنین نماز، امیر المومنین نے فرمایا: بیٹھ، وہ بیٹھ گیا، دیر کے بعد پھر حاضر ہوا اور نماز کے لئے عرض کی امیر المومنین نے فرمایا: یہ کتا ہمیں سنت سکھاتا ہے پھر اٹھ کر ہمیں نماز عصر پڑھائی، جب ہم نماز پڑھ کر وہاں آئے جہاں مسجد میں پہلے بیٹھے تھے ہم زانوؤں پر کھڑے ہوکر سورج کو دیکھنے لگے کہ وہ غروب کیلئے نیچے اتر گیا تھا" یعنی دیواریں اس زمانے میں نیچی نیچی ہوتیں آفتاب ڈھلک گیا تھا بیٹھے سے نظر نہ آیا دیوار کے نیچے اتر چکا تھا گھٹنوں پر کھڑے ہونے سے نظر آیا۔ (حاکم، دار قطنی)
مگر ہرگز ہرگز اتنی تاخیر جائز نہیں کہ آفتاب کا قرص متغیر ہوجائے، اس پر بے تکلف نگاہ ٹھہرنے لگے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۳]

شروع وقت مغرب و افطار
غروب کا جس وقت یقین ہوجائے وہی وقت مغرب ہے، اذان و افطار میں بالکل دیر نہ کی جائے۔ [فتاویٰ رضویہ ۲، ص ۳۵۲]

شروع وقت عشاء
جب مغرب کا وقت ختم ہوجائے وہی وقت عشاء کی ابتدا ہے، وقت مغرب کی انتہا یہ ہے کہ افق غربی سے، سرخی کے بعد کی سپیدی غائب ہوجائے۔ یہ وقت موسم اور جگہ کے اعتبار سے کم

زیادہ ہوتا رہتا ہے کم سے کم ایک گھنٹہ ۱۴ تا ۱۹ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۳۵ تا ۳۸ منٹ ہے۔(مرتب)

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کا وقت جب تک ہے کہ عصر کا وقت نہ آئے اور مغرب کا وقت جب تک ہے کہ شفق نہ ڈوبے۔(مسلم، ابوداؤد، نسائی)

حدیث: بیشک نماز کے لئے اول و آخر ہے اور بیشک آغاز وقت ظہر کا سورج ڈھلے سے اور ختم وقت ظہر کا وقت عصر آنے پر ہے اور بیشک ابتداوقت مغرب کی سورج چھپے ہے اور انتہا اس کے وقت کی شفق ڈوبے۔(ترمذی، طحاوی)

حدیث: سوتے میں کچھ تقصیر نہیں۔ تقصیر تو جاگتے میں ہے کہ تو ایک نماز کو اتنا پیچھے ہٹائے کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

(مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

یہ حدیث اس بات پر واضح نص ہے کہ ایک نماز کی یہاں تک تاخیر کرنی کہ دوسری کا وقت آجائے تقصیر و گناہ ہے۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ عزوجل قرآن مجید میں فرماتا ہے: خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں، ارشاد فرمایا وہ لوگ جو نماز کو اس کے وقت سے ہٹا کر پڑھیں۔(مسند بزار)

حدیث: ظہر کا وقت عصر تک ہے اور عصر کا وقت مغرب تک اور مغرب کا عشاء اور عشاء کا فجر تک۔(ابن ابان)

حدیث: ''نماز فوت نہیں ہوتی جب تک دوسری کا وقت نہ آجائے'' یعنی جب دوسری کا وقت آیا پہلی قضا ہو گئی۔

(شرح معانی الآثار)[فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۱۹، ۳۲۰]

بے وقت نماز پڑھنے والے امراء کی اقتداء

پروردگار عالم نے نماز کے لئے اوقات مقرر فرمائے نماز کی فضیلت وقت کے اندر ہی پڑھنے کی ہے غیر وقت پر پڑھنا قضا ہو جانے کی دلیل ہے اور نماز کو قصداً قضا کرنا کافروں جیسا کام کرنا ہے جس کے لئے قرآن وحدیث میں بہت ساری وعیدیں وارد ہوئی ہیں متعدد احادیث میں بھی یہ خبر دی گئی ہے کہ آخر زمانے میں کچھ امراء و حکام ایسے ہوں گے جو غیر وقت پر نماز پڑھیں گے مگر اے لوگو تم وقت پر پڑھ لینا یعنی اس معاملے میں ان کی اطاعت و پیروی نہ کرنا۔(مرتب)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری ران پر ہاتھ مار کر فرمایا تیرا کیا حال ہوگا جب تو ایسے لوگوں میں رہ جائے گا جو نماز کو اس کے وقت سے تاخیر کریں گے۔ میں نے عرض کی: حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا: تو وقت پر پڑھ لینا۔(مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد تم پر کچھ حاکم ہوں گے کہ ان کے کام وقت پر انہیں نماز سے روکیں گے یہاں تک کہ وقت نکل جائے گا۔ تم وقت پر نماز پڑھنا۔(احمد، ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جب تم پر وہ حکام آئیں گے کہ غیر وقت پر نماز پڑھیں گے میں نے عرض کی یارسول اللہ جب میں ایسا وقت پاؤں تو حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا: نماز وقت پر پڑھ اور ان کے ساتھ نفل کی نیت سے شریک ہو جا۔

(ابوداؤد)[فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۱۸]

وقت زوال

بعض عوام یہ کہتے ہیں کہ زوال کے وقت نماز ممنوع و مکروہ ہے حالانکہ اوقات مکروہہ صرف تین ہیں۔

(۱) طلوع آفتاب اور اس کے بعد بیس منٹ تک کا وقت مکروہ کہلاتا ہے۔

(۲) نصف النہار کا وقت جب سورج ٹھیک بیچ آسمان میں ہوتا ہے یہ وقت بھی مکروہ ہے۔

(۳) غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے تک وقت مکروہ رہتا ہے۔

یہی تین اوقات، اوقات مکروہہ کہلاتے ہیں ان میں نماز وغیرہ پڑھنے کی اجازت نہیں اور معلوم ہو کہ دوپہر کے وقت مکروہ کو عوام جو لفظ زوال سے تعبیر کرتے ہیں وہ غلط ہے، ایسے عوام کی اصلاح کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

زوال تو سورج ڈھلنے کو کہتے ہیں۔ یہ وقت وہ ہے کہ ممانعت کا وقت نکل گیا۔ اور جواز کا آیا۔ تو وقت ممانعت کو زوال کہنا صریح مسامحت و غلطی ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۰۶]

گرمی میں ظہر کا استحباب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں اوقات کی ابتداء وانتہا متعین فرمائی وہیں حضور نے یہ بھی بیان فرمادیا کہ فلاں موسم فلاں وقت میں تاخیر کی جائے اور فلاں وقت میں تعجیل، آقائے رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کی سہولت و آسانی کے لئے ہر چیز واضح انداز میں بیان فرمادی ہے۔ (مرتب)

گرمیوں میں نماز ظہر سے متعلق حدیث پاک میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس تھے موذن نے اذان ظہر دینی چاہی فرمایا ٹھنڈا کر، دیر کے بعد پھر موذن نے اذان دینی چاہی فرمایا وقت ٹھنڈا کر، دیر کے بعد موذن نے سہ بارہ اذان کا ارادہ کیا فرمایا وقت ٹھنڈا کر، اور یوہیں تاخیر کا حکم فرماتے رہے یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہوگیا، اس وقت اذان کی اجازت فرمائی اور ارشاد فرمایا گرمی کی شدت جہنم کی سانس سے ہے، تو جب گرمی سخت ہو ظہر ٹھنڈے وقت پڑھو۔ (بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۱]

ایک دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

موسم گرما میں ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا مستحب ہے، تمام کتب حنفیہ میں یہ معنیٰ مصرح ہے اور اول وقت پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم اقدس سے عدول ہے حضور فرماتے ہیں:

جب گرمی سخت ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کرو کہ شدت گرمی وسعت دم دوزخ سے ہے۔ (نسائی)

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب گرمی ہوتی نماز ٹھنڈی کرتے اور جب سردی ہوتی تعجیل فرماتے۔ (بخاری، نسائی) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۶۷]

نمازوں کے لئے وقت متعین کرنا

نمازوں کے لئے اگر گھنٹے گھڑی کے حساب سے کوئی وقت معین کرلیا جائے جس سے لوگوں کو زیادہ انتظار کرنا نہ پڑے اور وقت معین پر جلد جمع ہوجائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ ضعیفوں اور مریضوں پر تکلیف اور جماعت کی تفریق نہ ہو۔

حدیث میں سنت اقدس یوں مروی ہے کہ جب لوگ جلد حاضر ہوجاتے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز جلد

پڑھ لیتے۔ اور حاضری میں دیر ملاحظہ فرماتے تو تاخیر فرماتے اور کبھی سب لوگ حاضر ہو جاتے اور تاخیر فرماتے یہاں تک کہ ایک بار نماز عشا میں تشریف آوری کا بہت انتظار طویل صحابہ کرام نے کیا بہت دیر کے بعد مجبور ہو کر امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے در اقدس پر عرض کی کہ عورتیں اور بچے سو گئے اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمایا روئے زمین پر تمہارے سوا کوئی نہیں جو اس نماز کا انتظار کرتا ہو اور تم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کے انتظار میں رہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۵۴]

حکم جماعت

نماز پنجگانہ کے ساتھ جماعت بھی مشروع ہوئی ہے، جب نماز کا حکم نازل ہوا تو اس کے ساتھ جماعت کی بھی تعلیم دی گئی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ فرض نمازیں باجماعت ہی ادا فرمائیں صحابہ کرام اور اپنی امت کو باجماعت نماز فرض ادا کرنے کی تلقین فرمائی، بغیر عذر شرعی کے باجماعت نہ پڑھنے والوں کے لئے وعید شدید وارد ہوئی ہے۔ (مرتب)

شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جماعت کی اس درجہ تاکید فرمائی ہے کہ ایک نابینا خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ میرے پاس کوئی ایسا نہیں کہ مجھے ہاتھ پکڑ کر مسجد میں لے آیا کرے، مجھے گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت عطا ہو، اجازت فرمائی، جب وہ چلے پھر بلایا اور ارشاد فرمایا اذان کی آواز تمہیں پہنچتی ہے عرض کی ہاں، فرمایا تو حاضر ہو۔ (مسلم)

عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ یہ بھی آنکھوں سے معذور تھے حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ مدینہ طیبہ میں سانپ، بچھو، بھیڑیے بہت ہیں کیا مجھے اجازت ہے کہ گھر میں پڑھ لیا کروں؟ فرمایا کیا تمہیں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، کی آواز پہنچتی ہے عرض کی ہاں، فرمایا تو حاضر ہو۔ (ابوداؤد، نسائی)

نابینا کہ اٹکل نہ رکھتا ہو، نہ کوئی لیجانے والا، خصوصاً جب سانپ بھیڑیوں کا اندیشہ ہو تو ضرور رخصت ہے مگر حضور نے انہیں افضل پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائی کہ اور لوگ سبق لیں جو بلا عذر گھر میں پڑھتے اور مسجد میں حاضر نہ ہو کر ضلالت و گمراہی میں پڑتے ہیں۔

ترک جماعت کے اعذار

احکام الٰہیہ بجالانے میں قلیل مشقت کبھی عذر نہیں ہو سکتی مشقت شدید عذر ہے جماعت میں حاضر ہونے کا حکم تو انتہائی شدید و موکد ہے لیکن اگر رات اتنی اندھیری ہے کہ مسجد تک راستہ نظر نہیں آتا، یا صبح کو سیاہ بدلی محیط ہونے سے، یا کسی وقت سیاہ آندھی چل چکنے سے ایسی تاریکی ہے تو یہ جماعت میں حاضر نہ ہونے کا عذر ہے۔

مگر اندھیری میں مسجد کو جانا بڑی فضیلت رکھتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جو اندھیریوں میں حاضری مسجد کے عادی ہیں انہیں روز قیامت نور کامل کی بشارت دو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

اسی طرح تڑاقے کی دھوپ ناقابل برداشت اور ایسی ہی شدت کی ٹھٹھر، یا ہولناک آندھی، زلزلہ، بجلیاں تڑپ کر گرنا، کثرت کا اولہ، بشدت کیچڑ، اندھن یہ چیزیں جمعہ و جماعت میں عذر ہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴]

قلیل جماعت دیکھ کر حضور کا غضب وجلال

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شانہ اطہر سے مسجد انور میں قریب امامت جلوہ فرما ہوتے، ایک دن

نماز عشا کو تشریف لائے جماعت میں قلت دیکھی کچھ لوگ حاضر نہ پائے نہایت شدید غضب و جلال محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس سے ظاہر ہوا ارشاد فرمایا خدا کی قسم میرے جی میں آتا ہے کہ مؤذن کو تکبیر کا حکم دوں، پھر کسی کو امامت کے لئے فرماؤں، پھر بھڑکتی ہوئی مشعلیں لے جاؤں اور ان لوگوں پر ان لوگوں کے گھر پھونک دوں جنہیں یہ اذان سنے یہ وقت ہوگیا، اب تک گھروں سے نماز کو نہیں نکلتے۔ (بخاری، مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۳۶]

فاروق اعظم کی باز پرس

ایک بار کا واقعہ ہے کہ امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوحثمہ اور ان کے صاحبزادہ سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جماعت صبح میں نہ دیکھا ان کی زوجہ اور ان کی والدہ شفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سبب پوچھا کہا نماز شب کے سبب نیند نے غلبہ کیا نماز صبح پڑھ کر سو رہے، فرمایا مجھے جماعت صبح میں حاضر ہونا نماز تمام شب سے محبوب تر ہے۔ (موطا امام مالک) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۲۹]

عورتوں کی نماز باجماعت

زمانہ رسالت، خیر القرون کا زمانہ تھا، اس میں مرد، عورت، بچے بوڑھے سب لوگ مسجد میں جاکر باجماعت نماز ادا کیا کرتے تھے، وہ معاشرہ صالح و نیک تھا لوگ خدا ترس اور پاکباز تھے، مگر بعد میں عورتوں کو جماعت وغیرہ میں شریک ہونے سے منع کردیا گیا یہاں تک کہ امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مساجد میں آنے سے منع فرمادیا۔ پھر تابعین کے زمانے تک حکم ممانعت عام ہوگیا۔ وہ عمر فاروق کہ زمین و آسمان جن کے عدل و انصاف کے شاہد و گواہ ہیں۔ انہوں نے ازراہ حق و ہدایت عورتوں پر جماعت وغیرہ میں حاضر ہونے سے ممانعت فرمائی، جو دور خیر القرون کہلاتا ہے جب اس دور میں پابندی نافذ کی جاسکتی ہے تو اس دور انحطاط میں مساجد میں آنے سے عورتوں پر پابندی کیوں نہ ہوگی جبکہ آزادی اور بے حیائیوں کا دور دورہ ہے ہر طرف سامان تعیش ہے، لوگوں کے مزاج میں عشرت پسندی آگئی، مزاج آوارہ ہوچکا ہے، ذہن و فکر میں ہیجانی انقلاب برپا ہوگیا ہے، اس دور میں اگر کوئی عورتوں کے مساجد میں آنے اور انہیں باجماعت نماز پڑھنے کی بات کرے یا اس بات کو ان کا اسلامی حق قرار دے، تو قسم خدا کی وہ عورتوں کا خیر خواہ نہیں ہوسکتا، وہ یا تو عورتوں کا دشمن ہوگا، یا ان کا دلدادہ، یا پھر یہ کہ وہ اسلامی تعلیمات سے ناآشنا و بے خبر ہے کہ کن تقاضوں اور حالات کی بنیاد پر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں پر پابندی لگائی تھی۔ عورتوں کو آزادی اور مساویانہ حقوق دینے والے اگر تاریخ و احادیث سے صحیح واقفیت رکھتے اور زمانہ شناس و سلیم العقل ہوتے تو وہ ایسی جرأت کا مظاہرہ نہ کرتے۔ تماشا دنیا کو نہ دکھاتے۔

بعض احادیث میں اگرچہ عورتوں کو مساجد میں آنے کی اجازت مروی ہے مگر بعد کے حالات اور صحابہ کے عمل نے بتا دیا کہ وہ اجازت وقتی اور محدود مدت کے لئے تھی ورنہ عمر فاروق خلاف حدیث پر عمل کے مرتکب نہ ہوتے اور نہ عورتوں سے ان کا حق چھیننے کی کوشش کرتے۔ (مرتب)

اجازت والی احادیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

جب تم سے کسی سے اس کی بیوی مسجد میں آنے کی اجازت مانگے تو اسے نہ روکے۔ (ت) [بخاری، مسلم]

دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ (ت) (احمد و مسلم)

جمعہ و عیدین اور دیگر دعاؤں کے مواقع پر بھی عورتیں حاضر جماعت ہوا کرتی تھیں، حدیث میں ہے:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ عیدین کے دن حیض والیاں اور پردہ نشیں کواریاں بھی مسلمانوں کی جماعت اور مجالس کی دعا میں حاضر ہوں ہاں وہ عیدگاہ سے الگ بیٹھیں، ایک عورت نے عرض کی یارسول اللہ ہم میں سے بعض کو چادر نہیں فرمایا ساتھ والی اسے اپنی چادر میں لے لے۔ (ت) (بخاری، مسلم)

"مگر زمانہ رسالت کے بعد عورتوں کے حالات اور ان کے زیب و زینت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ": (مرتب)

اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں کی یہ باتیں ملاحظہ فرماتے جو ہم دیکھ رہے ہیں تو ضرور انہیں مساجد سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو مساجد میں آنے سے روک دیا گیا۔ (ت) (بخاری، مسلم)

یعنی عورتیں بناؤ سنگار کر کے مساجد کو حاضر ہوتیں جس سے فتنہ و فساد کا احتمال تھا اسی بات کو حضرت عائشہ نے یوں بیان فرمایا کہ اگر حضور ان پر کشش اور خطرناک باتوں کو ملاحظہ فرماتے تو ضرور عورتوں کو منع فرما دیتے۔ (مرتب)

حاصل یہ کہ عورتوں کا جماعت و جمعہ و عیدین میں حاضر ہونا کہ زمانہ رسالت میں حکم تھا اور اب مطلقاً منع ہے۔

رات ہو یا دن، عورت جوان ہو یا بوڑھی، جمعہ ہو یا عیدین یا جماعت پنجگانہ، یا مجلس وعظ، مطلقاً عورتوں کا جانا منع ہے۔

انہیں وجوہ سے صحیح و موکد احادیث کا خلاف کیا جاتا ہے اور وہ درحقیقت خلاف نہیں ہوتا۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۸۶ ملخصاً]

عورتوں کے جماعت میں نہ آنے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انہیں مسجد سے منع فرما دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئیں۔ (بخاری، مسلم)

یہ ارشاد مبارک نقل کر کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

تابعین ہی کے زمانہ سے ائمہ نے ممانعت شروع فرما دی پہلے جوان عورتوں کو، پھر بوڑھیوں کو بھی، پہلے، دن میں پھر رات کو بھی، یہاں تک کہ حکم ممانعت عام ہو گیا۔

کیا اس زمانے کی عورتیں گربے والیوں کی طرح گانے ناچنے والیاں یا فاحشہ دلالہ تھیں، اب صالحات ہیں؟ یا جب فاحشات زائد تھیں اب صالحات زیادہ ہیں؟ یا جب فیوض و برکات نہ تھے اب ہیں؟ یا جب کم تھے اب زائد ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ اب معاملہ اس کا الٹا ہے۔ اب اگر ایک صالحہ ہے تو جب ہزار تھیں، جب اگر ایک فاسقہ تھی اب ہزار ہیں، اب اگر ایک حصہ فیض ہے جب ہزار حصے تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو زمانہ بھی آتا ہے اس کا بعد والا زیادہ برا اور شر انگیز ہوتا ہے۔ (ت)

ایک روایت میں ہے کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد سے منع فرمایا، عورتیں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شکایت لے گئیں فرمایا اگر زمانہ اقدس میں حالت یہ ہوتی حضور عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔ (عنایہ امام اکمل الدین بابرتی)

● حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے: عورت سراپا شرم کی چیز ہے سب سے زیادہ اللہ عزوجل سے

قریب اپنے گھر کی تہہ میں ہوتی ہے اور جب باہر نکلے شیطان اس پر نگاہ ڈالتا ہے۔ (عنایہ)

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعہ کے دن کھڑے ہو کر کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالتے۔ (عنایہ)
- امام ابراہیم نخعی استاذ الاستاذ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مستورات کو جمعہ و جماعات میں نہ جانے دیتے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۱۷۰]

ایک بی بی کا واقعہ

حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ صالحہ، عابدہ، زاہدہ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاضری مسجد کریم مدینہ طیبہ سے باز رکھا، ان پاک بی بی کو مسجد کریم سے عشق تھا۔ پہلے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ قبل نکاح امیر المومنین سے شرط کرالی کہ مجھے مسجد سے نہ روکیں، امیر المومنین نے ان کی شرط قبول فرمالی پھر بھی چاہتے یہی تھے کہ یہ مسجد نہ جائیں، یہ کہتیں آپ منع فرمادیں میں نہ جاؤں گی، امیر المومنین شرط کی پابندی کے سبب منع نہ فرماتے۔

امیر المومنین کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ہوا منع فرماتے وہ نہ مانتیں، ایک روز انہوں نے یہ تدبیر کی کہ عشا کے وقت اندھیری رات میں ان کے جانے سے پہلے راہ میں کسی دروازے میں چھپ رہے، جب یہ آئیں اس دروازے سے آگے بڑھی تھیں کہ انہوں نے نکل کر پیچھے سے ان کے سر مبارک پر ہاتھ مارا اور چھپ رہے۔ حضرت عاتکہ نے کہا: اِنّا لِلّٰہِ فَسَدَ النَّاسُ، ہم اللہ کے لئے ہیں لوگوں میں فساد آگیا۔ یہ فرما کر مکان کو واپس آئیں اور پھر جنازہ ہی نکلا۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں یہ تنبیہ فرمائی کہ عورت کیسی ہی صالحہ ہو اس کی طرف سے اندیشہ نہ سہی فاسق مردوں کی طرف سے اس پر خوف کا کیا علاج؟ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۱ ملتقطا]

عورت کی امامت

عورت، مرد امام کے پیچھے نماز نہ پڑھے، نہ مرد، عورت امام کی اقتداء میں، عورت تو مردوں کی امام بن ہی نہیں سکتی کیوں کہ امام بننا یہ مرد کا خاصہ ہے، مرد و عورت اگر ایک دوسرے کی اقتداء میں نماز پڑھیں تو نماز نہیں ہوگی۔ (مرتب)

عورتوں کی جماعت مکروہ ہے اور اگر جماعت کرنا چاہیں تو امام بیچ میں کھڑی ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ماہ رمضان میں عورتوں کی امامت کرتیں تو وسط میں کھڑی ہوتی تھیں۔ (ت)

(کتاب الآثار امام محمد)

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک فرض نماز میں عورتوں کی امامت کی تو وسط میں کھڑی ہوئیں۔ (ت) (مصنف عبد الرزاق، دار قطنی) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۷]

تکمیل صفوف سے متعلق تین باتیں

صفوف کے معاملے میں شرعاً تین باتوں کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے اور تینوں آج کل جیسے چھوٹ رہی ہیں، یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں نااتفاقی پھیلی ہوئی ہے۔ خیر القرون میں یہ باتیں نہ تھیں، اسلئے ان میں اتحاد و اتفاق اور یگانگت و بھائی چارگی بدرجہ اتم موجود تھی، وہ تین باتیں یہ ہیں۔ (مرتب)

اول: تسویہ، کہ صف برابر ہو، خم نہ ہو، کج نہ ہو، مقتدی آگے پیچھے نہ ہوں، سب کی گردنیں شانے، ٹخنے آپس میں

نمازی ایک خط مستقیم پر واقع ہوں جو اس خط پر کہ ہمارے سینوں سے نکل کر قبلہ معظمہ پر گزرا ہے، عمود ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ کے بندو ضرور یا تو تم اپنی صفیں سیدھی کرو گے یا اللہ تمہارے آپس میں اختلاف ڈالدے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صف میں ایک شخص کا سینہ اوروں سے آگے نکلا ہوا ملاحظہ کیا اس پر یہ ارشاد فرمایا: (مسلم)

دوسری صحیح حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی صفیں خوب گھنی اور پاس پاس کرو اور گردنیں ایک سیدھ میں رکھو کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں شیاطین کو دیکھتا ہوں کہ رخنہ صف سے داخل ہوتے ہیں جیسے بھیڑ کے بچے۔ (نسائی)

تیسری حدیث صحیح میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صفیں سیدھی کرو کہ تمہیں تو ملائکہ کی سی صف بندی چاہئے اور شانے ایک دوسرے کے مقابل رکھو۔ (مسند احمد، ابوداؤد)

دوم: اتمام، کہ جب تک ایک صف پوری نہ ہو دوسری نہ کریں، اس کا شرع مطہر کو وہ اہتمام ہے کہ اگر کوئی صف ناقص چھوڑے مثلاً ایک آدمی کی جگہ اس میں کہیں باقی تھی اسے بغیر پورا کئے پیچھے اور صف باندھ لیں بعد کو ایک شخص آیا اس نے اگلی صف میں نقصان پایا تو اسے حکم ہے کہ ان سب صفوں کو چیرتا ہوا جا کر وہاں کھڑا ہو اور اس نقصان کو پورا کرے کہ انہوں نے مخالفت حکم شرع کر کے خود اپنی حرمت ساقط کی، جو اس طرح صف پوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے مغفرت فرمائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی صف کیوں نہیں باندھتے جیسی ملائکہ اپنے رب کے حضور باندھتے ہیں، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ملائکہ کیسی صف باندھتے ہیں فرمایا اگلی صف پوری کرتے اور صف میں خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلی صف پوری کرو پھر جو اس کے قریب ہے کہ جو کمی ہو تو سب میں پچھلی صف میں ہو۔ (ابوداؤد، نسائی، مسند احمد)

حدیث: جو کسی صف کو ملائے اللہ اسے ملائے اور جو کسی صف کو قطع کرے اللہ اسے قطع کر دے۔ (نسائی، حاکم)

حدیث: جو کسی صف میں خلل دیکھے وہ خود اسے بند کر دے اور اگر اس نے نہ کیا اور دوسرا آیا تو اسے چاہئے کہ وہ اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر اس خلل کی بندش کو جائے کہ اس کے لئے کوئی حرمت نہیں۔ (مسند الفردوس)

حدیث: بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں ان لوگوں پر جو صفوں کو وصل کرتے ہیں اور جو صف کا فرجہ بند کرے اللہ تعالیٰ اس کے سبب جنت میں اس کا درجہ بلند فرمائے۔ (احمد، ابن ماجہ)

سوم: تراص، یعنی خوب مل کر کھڑا ہونا کہ شانہ سے شانہ چھلے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ایسی صف کہ گویا وہ دیوار ہے رانگا پلائی ہوئی۔ (الصف، ۴)

رانگ پگھلا کر ڈالدیں تو سب درزیں بھر جاتی ہیں کہیں رخنہ، فرجہ نہیں رہتا ایسی صف باندھنے والوں کو مولیٰ سبحنہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اپنی صفیں سیدھی اور خوب گھنی کرو کہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (بخاری، نسائی) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۸۵، ۳۸۶]

یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکمیل صف کا نہایت اہتمام فرماتے اور اس میں کسی جگہ فرجہ چھوڑنے کو سخت ناپسند فرماتے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ارشاد ہوتا صف چھدری نہ رکھو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی وضع پر اس چھوٹی ہوئی جگہ میں داخل ہوتا ہے۔ (مسند احمد)

ایک روایت میں ہے کہ صفیں خوب گھنی رکھو، جیسے رانگ سے درزیں بھر دیتے ہیں کہ فرجہ رہتا ہے تو اس میں شیطان کھڑا ہوتا ہے۔ (مسند احمد)

ایک اور حدیث میں اس تاکید شدید سے ارشاد فرمایا کہ صفیں درست کرو کہ تمہیں تو ملائکہ کی سی صف بندی چاہئے اور اپنے شانے سب ایک سیدھ میں رکھو اور صف کے رخنے بند کرو اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور صف میں شیطان کے لئے کھڑکیاں نہ چھوڑو اور جو صف کو وصل کرے اللہ اسے وصل کرے اور جو صف قطع کرے اللہ اسے قطع کرے۔

(مسند احمد، ابوداؤد، طبرانی کبیر)

مسلمانوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جانا یہ کہ اگر اگلی صف میں کچھ فرجہ رہ گیا اور نیتیں باندھ لیں اب کوئی مسلمان آیا وہ اس فرجہ میں کھڑا ہونا چاہتا ہے، مقتدیوں پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کرے تو انہیں حکم ہے کہ دب جائیں اور جگہ دیدیں تا کہ صف بھر جائے۔

فائدہ: یہ جو حدیث میں آیا کہ "صف میں شیطان داخل ہوتا ہے گویا وہ بھیڑ کے بچے ہیں یا وہ بکریاں ہیں بھکسے رنگ کی" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بھیڑ بکری کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اکثر دیکھا ہے کہ جہاں چند آدمی کھڑے دیکھے اور دو شخصوں کے بیچ میں کچھ فاصلہ پایا وہ اس فرجہ میں داخل ہو کر ادھر سے ادھر نکلتے ہیں، یوہیں شیطان جب صف میں جگہ خالی پاتا ہے دلوں میں وسوسہ ڈالنے کو آ گھستا ہے، اور بھکسے رنگ کی تخصیص شاید اس لئے ہے کہ حجاز کی بکریاں اکثر اسی رنگ کی ہیں یا شیاطین اس وقت اسی شکل پر متشکل ہوئے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۱۵]

صف اوّل کا ثواب

امت مرحومہ کے لئے پوری روئے زمین مسجد کر دی گئی یہ جہاں نماز پڑھے ہو جائے گی مگر مسجد میں ثواب زیادہ ہے پھر صف اول میں اور زیادہ ہے۔ (مرتب)

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک استفسار کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

حدیث میں فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ صف اول میں نماز پڑھنے کا اس قدر ثواب ہے تو ضرور اس پر قرعہ اندازی کرتے یعنی ہر ایک صف اوّل میں کھڑا ہونا چاہتا اور جگہ کی تنگی کے سبب قرعہ اندازی پر فیصلہ ہوتا۔ (بخاری)

سب سے پہلے امام پر رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے، پھر صف اول میں جو اس کے محاذی کھڑا ہو اس محاذی کے داہنی جانب، پھر بائیں، اسی طرح دوسری صف میں پہلے محاذی امام پر، پھر داہنے، پھر بائیں پر، یوں ہی آخر صفوف تک۔

[الملفوظ حصہ اوّل، ص ۹۹]

سنتوں کا گھر میں ادا کرنا

تراویح وتحیۃ المسجد کے سوا تمام نوافل، سنن راتبہ ہوں، یا غیر راتبہ، موکدہ ہوں، یا غیر موکدہ، گھر میں پڑھنا افضل اور باعث ثواب اکمل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم پر لازم ہے گھروں میں نماز پڑھنا کہ بہتر نماز مرد کے لئے اس کے گھر میں ہے سوا فرض کے۔ (بخاری، مسلم)

اور فرماتے ہیں ﷺ نماز مرد کی اپنے گھر میں میری اس مسجد میں اس کی نماز سے بہتر ہے مگر فرائض۔ (ابوداؤد)

اور خود عادت کریمہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اسی طرح تھی، احادیث صحیحہ سے حضور والا کا تمام سنن کاشانہ فلک آستانہ میں پڑھنا ثابت ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں چار رکعت ظہر سے پہلے پڑھتے، پھر باہر تشریف لیجاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے، پھر گھر میں رونق افروز ہو کر دو رکعتیں پڑھتے اور مغرب کی نماز پڑھ کر گھر میں جلوہ فرما ہوتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور عشا کی امامت کر کے گھر میں آتے اور دو رکعتیں پڑھتے، جب صبح چمکتی دو رکعتیں پڑھ کر باہر تشریف لیجاتے اور نماز فجر پڑھاتے۔ (مسلم، ابوداؤد)

اسی طرح سنن جمعہ کا مکان جنت نشان میں پڑھنا صحیحین میں مروی ہے۔

زمانہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لوگ مغرب کے فرض پڑھکر گھروں کو لوٹ جاتے یہاں تک کہ مسجد میں کوئی شخص نہ رہتا گویا وہ بعد مغرب کچھ پڑھتے ہی نہیں۔

سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو دیکھا کہ مغرب کے فرض پڑھ کر مسجد میں سنتیں پڑھنے لگے ارشاد فرمایا یہ نماز گھر میں پڑھا کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

بالجملہ اصل حکم استحبابی یہی ہے کہ سنن قبلیہ یعنی جو سنتیں فرض سے پہلے ہیں جیسے فجر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر و عصر و عشا سے پہلے چار رکعتیں مطلقاً گھر میں پڑھ کر مسجد کو جائیں کہ ثواب زیادہ پائیں۔ اور سنن بعدیہ یعنی فرض کے بعد کی سنتیں، جیسے ظہر و مغرب و عشا کے بعد کی دو دو رکعتیں، جسے اپنے نفس پر اطمینان کامل حاصل ہو کہ گھر جا کر کسی ایسے کام میں جو اسے ادائے سنن سے باز رکھے مشغول نہ ہوگا وہ مسجد سے فرض پڑھ کر پلٹ آئے اور سنتیں گھر ہی میں پڑھے تو بہتر اس سے ایک زیادت ثواب یہ حاصل ہوگی کہ جتنے قدم ادائے سنن کے ارادے سے گھر تک آئے گا وہ سب حسنات میں لکھے جائیں گے۔

اور جسے یہ وثوق نہ ہو وہ مسجد میں پڑھ لے کہ لحاظ افضلیت میں اصل نماز فوت نہ ہو۔

مگر اب اہل اسلام کا عام عمل سنن کے مساجد ہی میں پڑھنے پر ہے، اور اس میں مصلحتیں بھی ہیں کہ ان میں وہ اطمینان کم ہوتا ہے جو مساجد میں ہوتا ہے۔ لہٰذا اب حالات کے اعتبار سے مساجد میں سنن کا پڑھنا ہی راجح ہے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۵۷، ۴۵۸ ملخصا]

کھڑے ہو کر نفل کا ثواب

نوافل کا کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے، بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: نوافل اگر کھڑے ہو کر پڑھے تو افضل ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے اس کے لئے کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے نصف ثواب ہے۔ (بخاری)

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وتر کے بعد کی دو رکعتیں بیٹھ کر بھی پڑھی ہیں، اور کبھی ان میں قعود و قیام کو جمع فرمایا ہے کہ بیٹھ کر پڑھتے رہے جب رکوع کا وقت آیا کھڑے ہو کر رکوع فرمایا" مگر بیٹھ کر پڑھنا ہمیشہ نہ تھا بلکہ اس بات کے بیان کے لئے کہ بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے، جیسا کہ خود ان نفلوں کا پڑھنا بھی اس بیان کے واسطے تھا کہ وتر کے بعد نوافل جائز ہیں۔ اگر چہ اولیٰ یہ ہے کہ جتنے نوافل پڑھنے ہوں سب پڑھ کر آخر میں وتر پڑھے۔ (ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اپنی نماز شب میں سب سے آخر وتر رکھو۔ (مسلم)

بلکہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ یہ نفل بیٹھ کر پڑھتے جب بھی ہمارے لئے کھڑے ہو کر پڑھنا ہی افضل ہوتا کہ یہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے لئے فعل ہوتا، اور ہمارے لئے صاف وہ ارشاد قولی ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور بیٹھے کا ثواب آدھا ہے۔ اور اصول کا قاعدہ ہے کہ قول و فعل میں ترجیح قول کو ہے کہ فعل میں احتمال خصوصیت ہے۔

صحیح مسلم شریف میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے مجھے حدیث پہنچی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھے کی نماز آدھی ہے، میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے پایا میں نے سر انور پر ہاتھ رکھا (یعنی یہ خیال گزرا کہ شاید بخار وغیرہ کے سبب بیٹھ کر پڑھ رہے ہوں) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبد اللہ بن عمر کیا ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے سنا تھا کہ حضور نے فرمایا بیٹھے کی نماز آدھی ہے اور حضور خود بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں فرمایا ہاں بات وہی ہے کہ بیٹھے کا ثواب آدھا ہے مگر میں تمہارے مثل نہیں، میرے لئے ہر طرح پورا کامل اکمل ثواب ہے، یہ میرے لئے خصوصیت و فضل رب الارباب ہے۔

(مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۶۷، ۴۶۸]

نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت

نماز کی اہمیت و تعظیم یہ ہے کہ شرع نے نمازی کے آگے سے گزرنا ممنوع قرار دیا اور اس کے لئے احادیث میں سخت حکم وارد ہوا ہے، لیکن نمازی کے آگے سے اگر کوئی گزر جائے تو اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا نکلنے والا گنہگار ہوتا ہے۔ (مرتب)

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

نماز اگر مکان یا چھوٹی مسجد میں پڑھتا ہو تو دیوار قبلہ تک نکلنا جائز نہیں جب تک بیچ میں آڑ نہ ہو، اور صحرا یا بڑی مسجد میں پڑھتا ہو تو صرف موضع سجود تک نکلنے کی اجازت نہیں اس سے باہر نکل سکتا ہے۔

موضع سجود کے یہ معنی کہ آدمی جب قیام میں اہل خشوع و خضوع کی طرح اپنی نگاہ خاص جائے سجود پر جمائے یعنی سجدے میں اس کی پیشانی ہوگی تو نگاہ کا قاعدہ ہے کہ جب سامنے روک نہ ہو تو جہاں جمائے وہاں سے کچھ آگے بڑھتی ہے، جہاں تک آگے بڑھ کر جائے وہ سب موضع سجود میں ہے اس کے اندر نکلنا حرام ہے اور اس سے باہر جائز۔

مسجد کبیر صرف وہ ہے جس میں مثل صحرا اتصال صفوف شرط ہے جیسے مسجد خوارزم کہ سولہ ہزار ستون پر ہے۔ باقی عام مساجد اگرچہ دس ہزار گز مکسر ہوں مسجد صغیر ہیں اور ان میں دیوار قبلہ تک بلا حائل گزرنا ناجائز ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۰۱]

نمازی کے سامنے سے گزرنے کی بعض حدیثوں میں سخت و شدید ممانعت و نہی وارد ہوئی ہے۔ (مرتب)

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر نمازی کے سامنے گزرنے والا جانتا کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو چالیس برس کھڑا رہنا اس گزر جانے سے اس کے حق میں بہتر تھا۔ (صحاح ستہ، مسند احمد)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر معلوم ہو جاتا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے میں کیا وعید و گناہ ہے تو اس کے لئے گزرنے سے سو برس کھڑا رہنا بہتر تھا۔ (ت) (ابن ماجہ، مسند احمد)

اس حدیث میں سو برس کھڑا رہنا اس ایک گام رکھنے سے بہتر فرمایا:

امام طحاوی فرماتے ہیں پہلے چالیس ارشاد ہوئے تھے پھر زیادہ تعظیم کے لئے سو فرمائے گئے۔

تیسری حدیث میں ہے اگر نمازی کے آگے گزرنے والا دانش رکھتا تو چاہتا اس کی ران ٹوٹ جائے مگر نمازی کے سامنے سے نہ گزرے۔ (ابن ابی شیبہ)

ایک اور حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص سترہ کی طرف نماز پڑھتا ہو اور کوئی سامنے سے گزرنا چاہے تو اسے دفع کرے، اگر نہ مانے تو اس سے قتال کرے کہ وہ شیطان ہے۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۱۷]

التحیات میں انگلی کا اشارہ

نماز کے ہر فعل میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے بعض حکمتیں معلوم ہیں، بعض کا ہمیں علم نہیں، التحیات میں انگلی کا اشارہ تو احادیث سے ثابت ہے اور اس میں جو حکمت ہے وہ بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمادی ہے کہ وہ شیطان کو دور کرنے والا اور شیطان کے دل میں رعب و خوف ڈالنے والا ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دہنا ہاتھ دہنی ران پر رکھا اور سب انگلیاں بند کر کے انگوٹھے کے پاس کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انگلی سے اشارہ کرنا شیطان پر دھاردار ہتھیار سے زیادہ سخت ہے۔ (صحیح ابن سکن)

ایک اور حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انگلی سے اشارہ کرنا شیطان کے دل میں خوف ڈالنے والا ہے۔ (صحیح ابن سکن) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۸]

رفع یدین کا مسئلہ

تکبیر تحریمہ وغیرہ کے لئے دونوں ہاتھ اٹھانے کو رفع یدین کہتے ہیں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع و سجود میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین نہیں ہے، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ہر ایک میں رفع یدین ہے، امام اعظم یہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ رفع یدین نہیں فرمایا بلکہ کچھ دنوں فرمایا پھر ترک فرمادیا۔ (مرتب)

رفع یدین کے مسئلے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہرگز کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ رفع یدین فرمایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا خلاف ثابت ہے، نہ احادیث میں اس کی مدت مذکور ہاں

حدیثیں اس کے فعل و ترک دونوں میں وارد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کس طرح پڑھتے تھے یہ کہہ کر نماز کو کھڑے ہوئے تو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے۔ (ابوداؤد و نسائی، ترمذی)

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف نماز کے شروع میں رفع یدین فرماتے پھر کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھاتے۔ (مسند امام اعظم)

مغیرہ کہتے ہیں میں نے امام ابراہیم نخعی سے حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت دریافت کیا کہ انہوں نے حضور پرنور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے نماز شروع کرتے اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین فرمایا، ابراہیم نے فرمایا وائل نے اگر ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا تو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچاس بار دیکھا کہ حضور نے رفع یدین نہ کیا۔ (شرح معانی الآثار)

صحیح مسلم شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں گویا تمہارے ہاتھ چنچل گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ قرار سے رہو نماز میں۔ (مسلم)

بعض احادیث میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین فرمایا، اور بعض میں ہے کہ حضور نے رفع یدین نہیں فرمایا۔ (مرتب)

- ہمارے ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے احادیث ترک پر عمل فرمایا حنفیہ کو ان کی تقلید چاہیے۔
- شافعیہ وغیرہم اپنے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی کریں، کوئی محل نزاع نہیں۔

ہاں وہ حضرات کہ تقلید ائمہ دین کو شرک و حرام جانتے ہیں حالانکہ علمائے مقلدین کا کلام سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتے، وہ تقلید کے انکار سے مسلمانوں میں انتشار و اختلاف اور فتنہ و فساد چاہتے بلکہ اسی کو شہرت و ناموری کا ذریعہ سمجھتے ہیں، ان کے راستے سے مسلمانوں کو بہت دور رہنا چاہیے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۹، ۵۰]

سورت ملانے میں بسم اللہ پڑھنا

سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورۃ ملائی جاتی ہے اس کے شروع میں بھی بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

ہمارے علمائے محققین کتب معتمدہ میں روشن تصریحیں فرما رہے ہیں کہ ابتدائے سورت پر بھی بسم اللہ شریف پڑھنی مطلقاً مستحب و مستحسن ہے خواہ نماز سریہ ہو، یا جہریہ ہو، اور صاف ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کا ناجائز ہونا درکنار ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کوئی اس کی کراہت کا بھی قائل نہیں، بلکہ سب ائمہ کرام بالاتفاق اسے خوب و بہتر جانتے ہیں اختلاف صرف سنیت میں ہے کہ جس طرح سورۂ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ شریف بلاشبہ سنت ہے یوہیں ہر سورت کے شروع میں بھی سنت ہے یا مستحب؟

امام محمد کے نزدیک سریہ میں سنت ہے، اور امام اعظم کے مذہب پر سنیت کی نفی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ بہرحال اس کی خوبی و حسن پر ہمارے سب ائمہ کا اتفاق ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۳ ملخصاً]

ریل وغیرہ پر نماز کا حکم

فرض اور واجب یعنی وتر اور نذر، اسی طرح سنت فجر، یہ سب نمازیں چلتی ریل میں نہیں ہوسکتیں اگر ریل نہ ٹھہرے اور وقت نکلتا دیکھے پڑھ لے، پھر ٹھہرنے کے بعد اعادہ کرے۔

تحقیق یہ ہے کہ ان نمازوں کے صحیح ہونے کے لئے استقرار بالکلیہ شرط ہے خواہ زمین پر ٹھہراؤ ہو، یا تابع زمین پر ہو کہ زمین سے متصل قرار کے ساتھ ہو، لیکن اگر کوئی مجبوری ہے تو یہ صورت مستثنیٰ ہے۔

لہٰذا جانور پر بلا عذر نماز جائز نہیں اگر چہ کھڑا ہو کہ جانور تابع زمین نہیں اسی لئے اس گاڑی پر نماز جائز نہیں جس کا جو ابیلوں پر رکھا ہے اور گاڑی ٹھہری ہوئی ہے کہ بالکلیہ زمین پر استقرار نہ ہوا، ایک حصہ ایسی چیز پر ہے جو زمین کی تابع نہیں۔

چلتی کشتی سے اگر زمین پر اترنا آسان ہو، کشتی میں پڑھنا جائز نہیں، بلکہ تحقیق یہ ہے کہ اگر چہ کشتی کنارے پر ٹھہری ہو مگر پانی پر ہو، زمین تک نہ پہنچی ہو اور یہ کنارے پر اتر سکتا ہے کشتی میں نماز نہ ہوگی، کہ اس کا استقرار پانی پر ہے اور پانی زمین سے متصل باتصال قرار نہیں۔

جب استقرار کی حالتوں میں نمازیں جائز نہیں ہوتیں، جب تک زمین پر بالکلیہ استقرار نہ ہو تو چلنے کی حالت میں کیسے جائز ہوسکتی ہیں کہ نفس استقرار ہی نہیں۔

بخلاف جاری کشتی جس سے اترنا آسان نہ ہو کہ اسے اگر روکیں گے بھی تو استقرار پانی پر ہوگا زمین پر نہیں، تو ایسی صورت میں چلنا اور ٹھہرنا دونوں برابر ہیں یعنی نماز درست ہو جائے گی۔ لیکن اگر ریل روک لی جائے تو زمین ہی پر ٹھہرے گی اور تخت کے مثل ہو جائے گی۔

انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے ریل روکی جاسکتی ہے اور نماز کے لئے نہیں، تو یہ منع بندوں کی طرف سے ہوا، اور ایسے منع کی حالت میں حکم وہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور مانع زائل ہونے کے بعد اعادہ کرے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۴ ملخصا]

حاصل یہ کہ چلتی ریل پر فرض، واجب اور سنت فجر جیسی نمازیں نہیں ہوں گی۔

کشتی اگر کنارے سے دور ہے اور اترنا آسان بھی نہیں ہے تو اس پر نماز ہو جائے گی خواہ کشتی رواں ہو یا ٹھہری ہو، اگر کنارے کے قریب کھڑی ہے، اترنا بھی آسان ہے تو اس پر نماز نہیں ہوگی۔

ریل کی طرح دیگر سواریوں مثلاً بس، ٹرک، جیب، ٹرم وغیرہ کا بھی وہی حکم ہے جو ریل کا حکم ہے۔ (مرتب)

نماز میں بے احتیاطی باعث نقصان ہے

نماز کے تمام افعال کو مکمل طور پر ادا کرنا لازم ہے ان میں اگر نقصان و کمی ہو تو نماز میں خلل ہوگا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ بعض عوام کی بے اعتدالیوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

نماز میں سجدہ کرتے ہیں کہ پاؤں کی انگلیوں کے سرے زمین پر لگتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ پیٹ لگے ایک انگلی کا پیٹ لگنا فرض اور سب کا سنت ہے، پھر صرف ناک کی نوک پر سجدہ کرتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ جہاں تک ہڈی کا سخت حصہ ہے لگنا چاہئے، عموماً دیکھا جاتا ہے کہ رکوع سے ذرا سر اٹھایا اور سجدہ کی طرف چلے گئے، سجدہ سے ایک بالشت سر اٹھایا، یا بہت ہوا ذرا اٹھالیا اور وہیں دوسرا سجدہ ہو گیا حالانکہ پورا سیدھا کھڑا ہونا اور بیٹھنا چاہئے، اس طرح اگر ساٹھ برس نماز پڑھے گا

قبول نہ ہوگی۔

ایک شخص مسجد اقدس میں حاضر ہوا اور بہت تیزی سے جلدی جلدی نماز پڑھی، بعد نماز حاضر ہوکر سلام عرض کیا فرمایا وَعَلَیْکَ السَّلَامُ، واپس جا پھر پڑھ کہ تو نے نماز نہ پڑھی، انہوں نے دوبارہ ویسے ہی پڑھی، پھر یہی ارشاد ہوا، آخر میں انہوں نے عرض کی قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے ایسی ہی آتی ہے حضور فرمائیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع و سجود باطمینان کر اور رکوع سے سیدھا کھڑا ہو اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ۔ (نسائی) [الملفوظ دوم، ص ۹۹]

نماز معاف نہیں

تمام عبادات میں نماز سب سے اہم ہے اکثر عبادات عذر کے سبب معاف ہوسکتی ہیں مگر نماز معاف نہیں ہوتی جب تک بندہ مکلف ہے اسے ہر حال میں بجالانا ہوگا۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نماز کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

نماز جب تک عقل باقی ہے کسی وقت میں معاف نہیں، رمضان شریف کے روزے حالت سفر میں، یا مرض میں کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اجازت ہے کہ قضا کرے، اسی طرح زکوٰۃ صاحب نصاب پر اور حج صاحب استطاعت پر فرض ہے، لیکن نماز سب پر بہر حال فرض ہے، یہاں تک کہ کسی حاملہ عورت کے نصف بچہ پیدا ہولیا ہے اور نماز کا وقت آگیا تو ابھی نفساء نہیں، حکم ہے کہ گڈھا کھودے یا دیگ پر بیٹھے اور اس طرح نماز پڑھے کہ بچے کو تکلیف نہ ہو، یا بیمار ہے کھڑے ہونے کی طاقت نہیں دیوار، یا عصا، یا کسی شخص کے سہارے کھڑے ہوکر نماز ادا کرلے، اور اگر اتنی دیر کھڑا نہیں رہ سکتا تو جتنی دیر ممکن ہو قیام فرض ہے، اگرچہ اسی قدر کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہوکر کہہ لے اور بیٹھ جائے، اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو لیٹے لیٹے اشاروں سے پڑھے۔

کثرت نماز سے حضور کا شکر بجالانا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کی کثرت فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک سوج جاتے صحابۂ کرام عرض کرتے حضور اس قدر کیوں تکلیف گوارا فرماتے ہیں مولیٰ تعالیٰ نے حضور کو ہر طرح کی معافی عطا فرمائی ہے، فرماتے تو کیا میں کامل شکر گزار بندہ نہ ہوں، یہاں تک کہ رب عزوجل نے خود ہی بکمال محبت ارشاد فرمایا: اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔

غرض نماز مرتے وقت تک معاف نہیں۔

رب عزوجل فرماتا ہے:

اے بندے اپنے رب کی عبادت کئے جا یہاں تک کہ تجھے موت آئے۔ (الحجر، ۹)

مجنون سے نماز کی معافی

ایک صاحب صالحین سے تھے بہت ضعیف ہوئے، پنجگانہ مسجد کی حاضری نہ چھوڑتے ایک شب عشا کی حاضری میں گر پڑے چوٹ آئی، بعد نماز عرض کی الٰہی اب میں بہت ضعیف ہوا، بادشاہ اپنے بوڑھے غلاموں کو خدمت سے آزاد کردیتے ہیں مجھے آزاد فرما، ان کی دعا قبول ہوئی مگر یوں کہ صبح اٹھے تو مجنون تھے۔

یعنی جب تک عقل تکلیفی باقی ہے نماز معاف نہیں، سچے مجاذیب بھی نماز نہیں چھوڑتے اگرچہ لوگ انہیں پڑھتے نہ دیکھیں۔

ایک مجذوب کے لئے غوث پاک کا ارشاد

کسی نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت سیدی قضیب البان موصلی قدس سرہٗ کی شکایت کی کہ ان کو کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا، ارشاد فرمایا اس سے کچھ نہ کہو اس کا سر ہر وقت خانہ کعبہ میں سجود میں ہے۔

[الملفوظ حصہ دوم، ص ۹۰، ۹۱]

نماز کے لئے منہ کی صفائی

نماز میں منہ کی کمال صفائی کا لحاظ لازم ہے ورنہ فرشتوں کو سخت ایذا ہوتی ہے، اسی لئے بدبودار چیزیں کھا کر نماز شروع کرنا منع ہے بلکہ حکم تو یہ ہے کہ کچی پیاز، لہسن، گندنہ اور اس قسم کی بو والی چیزیں کھا کر جب تک منہ میں ان کی بدبو باقی رہے مسجد میں آنا منع ہے، ان چیزوں کی بو سے فرشتوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ (مرتب)

متعدد احادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ جب بندہ نماز کو کھڑا ہوتا ہے فرشتہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھتا ہے یہ جو کچھ پڑھتا ہے اس کے منہ سے نکل کر فرشتہ کے منہ میں جاتا ہے اس وقت اگر کھانے کی کوئی شئی اس کے دانتوں میں ہوتی ہے ملائکہ کو اس سے ایسی سخت ایذا ہوتی ہے کہ اور شئی سے نہیں ہوتی۔

ایک اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب تم میں کوئی رات کو نماز کا ارادہ کرے تو وہ مسواک کر لے کیوں کہ جب کوئی نماز میں قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے یہ جو کچھ پڑھتا ہے اس کے منہ سے نکل کر فرشتہ کے منہ میں جاتا ہے۔ (ت) (مسند الفردوس، شعب الایمان)

دوسری حدیث میں ہے کہ یہ بات فرشتوں کے لئے سخت ایذا والی ہے کہ بندہ نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے دانتوں میں کھانے کی کوئی شئی ہو۔ (ت) (طبرانی کبیر) [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۵۶]

داغ جبیں یا نشان سجدہ

بعض لوگوں کی پیشانی پر گھٹے پڑ جاتے ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بڑا نمازی اور پرہیزگار ہے مگر اس کا معاملہ آخر کیا ہے؟

علماء فرماتے ہیں کہ یہ داغ ریا اور دکھاوا بھی ہوسکتا ہے اور قیامت کے دن نور و روشنی بھی۔

یعنی اگر اس غرض سے داغ بننے دیا کہ اسے دیکھ کر لوگ مجھے نمازی سمجھیں تو یہ ریاکاری اور دکھاوا ہے اس کے لئے حدیث میں آیا ہے کہ یہ ایک داغ ہے ایسے داغ سے اپنی صورتوں کو بدنما نہ کرو۔

اور اگر آدمی نہیں چاہتا کہ اس کی پیشانی پر کوئی نشان بنے اس کے باوجود اگر کوئی نشانی ظاہر ہو جائے اور نہ اس میں ریا کا دخل ہے تو اس کے لئے حدیث میں آیا ہے کہ یہ نشانی قیامت کے دن روشنی کی شکل میں نمودار ہوگی۔

حاصل یہ ہے کہ اس کا دارومدار نیت پر ہے اگر ریا کی نیت ہے تو برا ہے ورنہ محمود، مگر آخر زمانے میں ایسے داغ جبیں کو وہابیہ کی علامت قرار دیا گیا ہے، مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ یہ وہی زمانہ ہے جس کی احادیث میں خبر دی گئی ہے اور یہ بات بھی تجربہ سے ثابت ہے کہ وہابیہ ہی کی پیشانیوں پر گھٹے بکثرت ہیں، حق فرمایا ہے صادق، ومصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ (مرتب)

اللہ عزوجل، صحابہ کرام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں فرماتا ہے:

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (الفتح، ۲۹)

ان کی نشانی ان کے چہروں میں ہے سجدے کے اثر سے۔
صحابہ وتابعین سے اس نشانی کی تفسیر میں چار قول ماثور و مروی ہیں۔
اوّل: وہ نور کہ روز قیامت ان کے چہروں پر برکت سجدہ سے ہوگا۔
یہ حضرت عبداللہ بن مسعود، امام حسن بصری، عطیہ عوفی، خالد حنفی و مقاتل بن حیان سے ہے۔
دوم: خشوع وخضوع وروش نیک جس کے آثار صالحین کے چہروں پر دنیا ہی میں بے تصنع ظاہر ہوتے ہیں۔
یہ حضرت عبداللہ بن عباس وامام مجاہد سے ہے۔
سوم: چہرے کی زردی کہ قیام لیل وشب بیداری میں پیدا ہوتی ہے۔
یہ امام حسن بصری، ضحاک، عکرمہ وشمر بن عطیہ سے ہے۔
چہارم: وضو کی تری اور خاک کا اثر کہ زمین پر سجدہ کرنے سے ماتھے اور ناک پر مٹی لگ جاتی ہے۔
یہ امام سعید بن جبیر وعکرمہ سے ہے۔
ان میں پہلے دو قول زیادہ قوی ومقدم ہیں کہ دونوں خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سے مروی ہیں۔
اور سب سے قوی ومقدم پہلا قول ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بسند حسن ثابت ہے۔
ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نشان سجود کی تفسیر میں فرمایا کہ قیامت کے دن ان کے چہروں کا نور مراد ہے۔ (طبرانی اوسط)
یہ سیاہ دھبہ کہ بعض کے ماتھے پر کثرت سجود سے پڑتا ہے تفاسیر ماثورہ میں اس کا پتہ نہیں، بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس وسائب بن یزید امام مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس کا انکار مروی۔
حمید بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ میں سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر تھا اتنے میں ایک شخص آیا جس کے چہرے پر سجدہ کا داغ تھا، سائب ﷺ نے فرمایا بیشک اس شخص نے اپنا چہرہ بگاڑ لیا سنتے ہو خدا کی قسم یہ وہ نشانی نہیں جس کا ذکر قرآن میں ہے، میں اسی (۸۰) برس سے نماز پڑھتا ہوں میرے ماتھے پر داغ نہ ہوا۔ (طبرانی کبیر، بیہقی)
منصور بن المعتمر کہتے ہیں امام مجاہد نے فرمایا اس نشانی سے خشوع مراد ہے میں نے کہا بلکہ داغ جو سجدے سے پڑتا ہے، فرمایا ایک کے ماتھے پر اتنا بڑا داغ ہوتا ہے جیسے بکری کا گھٹنا اور باطن میں ویسا ہے جیسی اس کے لئے خدا کی مشیت ہوئی یعنی یہ دھبہ تو منافق بھی ڈال سکتا ہے۔ (سنن سعید بن منصور، ابن جریر)
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ خبردار یہ وہ نہیں جو تم لوگ سمجھتے ہو بلکہ یہ اسلام کا نور، اس کی خصلت، اس کی روش، اس کا خشوع ہے۔ (ابن جریر)
فتوحات سلیمانیہ میں ہے: یہ نشان سجدہ جو بعض ریاکار اپنے ماتھے پر بنالیتے ہیں یہ اس نشانی سے نہیں، یہ خارجیوں کی نشانی ہے۔
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت مرفوع آئی کہ میں آدمی کو دشمن ومکروہ رکھتا ہوں جبکہ اس کے ماتھے پر سجدہ کا اثر دیکھتا ہوں۔
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے چہرے (یعنی ناک) پر سجدے کا

نشان ہو گیا تھا، اس سے فرمایا تیری ناک اور منہ تیری صورت ہیں تو اپنا چہرہ داغی نہ کرو اور اپنی صورت عیبی نہ بنا۔ (تفسیر کشاف)

ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی صورتیں داغی نہ کرو۔ (تفسیر کشاف)

یہ اس صورت پر محمول ہے کہ دکھاوے کے لئے قصداً گھٹے ڈالے اور وہ صفا و نورانیت کی علامت بھی ہو سکتی ہے۔

ان متعدد روایات و آثار کو پیش کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

- اس بارے میں تحقیق حکم یہ ہے کہ دکھاوے کے لئے قصداً یہ نشان پیدا کرنا حرام قطعی و گناہ کبیرہ ہے اور وہ نشان معاذ اللہ اس کے استحقاق جہنم کا نشان ہے جب تک توبہ نہ کرے۔
- اور اگر یہ نشان کثرت سجود سے خود پڑ گیا تو وہ سجدے اگر دکھاوے کے تھے تو ایسا کرنے والا جہنمی، اور یہ نشان اگر چہ خود جرم نہیں مگر جرم سے پیدا ہوا لہٰذا اسی ناریت کی نشانی۔
- اور اگر وہ سجدے خالصاً لوجہ اللہ تھے مگر یہ اس نشان پڑنے سے خوش ہوا کہ لوگ مجھے عابد ساجد جانیں گے تو اب ریا آ گیا اور یہ نشان اس کے حق میں مذموم ہو گیا۔
- اور اگر اسے اس کی طرف کچھ التفات نہیں تو یہ نشان، نشان محمود ہے۔
- ایک جماعت کے نزدیک آیہ کریمہ میں اس کی تعریف موجود ہے، امید ہے کہ قبر میں ملائکہ کے لئے اس کے ایمان و نماز کی نشانی ہو اور روز قیامت یہ نشان آفتاب سے زیادہ نورانی ہو، جبکہ عقیدہ مطابق اہل سنت و جماعت صحیح و حقانی ہو ورنہ بددین گمراہ کی کسی عبادت پر نظر نہیں ہوتی۔

جیسا کہ ابن ماجہ وغیرہ کی احادیث میں نبی ﷺ سے ہے، یہی وہ دھبہ ہے جسے خارجیوں کی علامت کہا گیا۔

- بالجملہ بدمذہب کا دھبہ مذموم اور سنی میں دونوں احتمال ہیں، ریا ہو تو مذموم ورنہ محمود۔ [فتاویٰ افریقہ سوال نمبر ۵۳]

پیشانی پر لگی مٹی وغیرہ اور اس داغ کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

سجدہ میں ماتھے پر لگی ہوئی مٹی اگر ایذا دے مثلاً اس میں باریک کنکریاں ہوں یا کثیر ہو کہ آنکھوں، پلکوں پر جھڑتی ہیں جب تو مطلقاً انہیں پونچھنے میں حرج نہیں، ورنہ اخیر التحیات کے ختم سے پہلے مکروہ ہے اور اس کے بعد سلام سے پہلے حرج نہیں، اور سلام کے بعد اسے صاف کر دینا تو مستحب ہے بلکہ اگر ریا کا خیال ہو کہ لوگ ٹیکا دیکھ کر نمازی سمجھیں جب تو اس کا باقی رکھنا حرام ہوگا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۰۲]

انگلیاں چٹکانا

نماز میں انگلیاں چٹکانا گناہ و ناجائز ہے، یوہیں اگر نماز کے انتظار میں بیٹھا ہے، یا نماز کے لئے جا رہا ہے اور ان کے سوا اگر حاجت ہو مثلاً انگلیوں میں بخارات کے سبب کسل پیدا ہوا تو خالص اباحت ہے اور بے حاجت خلاف اولیٰ و ترک ادب ہے۔

یہی سب احکام اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنے کے ہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۰۵]

بغیر وضو کی نماز

نماز کے لئے وضو شرط ہے اگر پانی پر قادر نہ ہو تو تیمم کرے، تیمم وضو کا بدل و خلیفہ ہے لیکن اگر ایسی صورت درپیش ہو کہ نہ پانی ہو نہ تیمم کے لئے مٹی تو کیا کرے؟ (مرتب)

اسی مسئلہ سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

جو ایسی جگہ ہو جہاں نہ پانی ہو نہ پاک مٹی، وہ نمازوں کے وقت نماز کی صورت ادا کرے حقیقۃً نماز کی نیت نہ ہو، پھر قدرت پانے پر ان نمازوں کی قضا پڑھے۔

اللہ اکبر! نماز کا معاملہ کتنا عظیم ہے کہ شرعی عذروں کے علاوہ کسی حالت میں معاف نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ا ص ۷۰۲]

تحیۃ الوضو کی فضیلت

وضو کا پانی خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں اس کا بہت زیادہ ثواب ہے اور اس کی فضیلت یہ ہے کہ (مرتب)

ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا اے بلال کیا سبب ہے کہ میں جنت میں تشریف لے گیا تو تم کو آگے آگے، جاتے دیکھا، عرض کی یا رسول اللہ جب میں وضو کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتا ہوں، فرمایا یہی سبب ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (بخاری) [الملفوظ حصہ اول، ص ۱۱۷]

قضائے عمری کا آسان طریقہ

جو لوگ نماز نہیں پڑھتے یا جن سے غفلت و سستی میں نمازیں قضا ہو جاتی ہیں، وقت پر ادا نہیں کرتے وہ تمام نمازیں ان کے ذمہ باقی رہتی ہیں، دیگر عبادات کا بھی یہی حال ہے کہ فرض ہونے کے بعد بندہ جب تک ادا نہ کرلے اس کے ذمہ میں فرض باقی رہے گا۔ جس کی عمر بھر کی یا کئی برسوں کی نمازیں قضا ہوں انہیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہے کہ موت کا وقت معلوم نہیں۔ (مرتب)

قضائے عمری ادا کرنے کا آسان طریقہ بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

قضا ہر روز کی نماز کی فقط بیس رکعتوں کی ہوتی ہے دو فرض فجر کے، چار ظہر، چار عصر، تین مغرب، چار عشاء کے تین وتر۔

اور قضا میں یوں نیت کرنی ضرور ہے کہ نیت کی میں نے پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی، یا پہلی ظہر جو مجھ سے قضا ہوئی، اسی طرح ہمیشہ ہر نماز میں کیا کرے۔

- اور جس پر قضا نمازیں بہت کثرت سے ہیں وہ آسانی کے لئے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ کی جگہ صرف ایک بار کہے۔ مگر یہ ہمیشہ ہر طرح کی نماز میں یاد رکھنا چاہئے کہ جب آدمی رکوع میں پورا پہنچ جائے اس وقت سبحان، کا سین شروع کرے، اور جب عظیم، کا میم ختم کرے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے، اسی طرح جب سجدوں میں پورا پہنچ لے اس وقت تسبیح شروع کرے اور جب پوری تسبیح ختم کرلے اس وقت سجدہ سے سر اٹھائے۔ بہت سے لوگ جو رکوع، سجدہ میں آتے جاتے یہ تسبیح پڑھتے ہیں بہت غلطی کرتے ہیں ایک تخفیف، کثرت قضا والوں کی یہ ہو سکتی ہے۔
- دوسری تخفیف یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ فقط سُبْحَانَ اللہ، سُبْحَانَ اللہ، سُبْحَانَ اللہ تین بار کہہ کر رکوع میں چلے جائیں، مگر وہی خیال یہاں بھی ضرور ہے کہ سیدھے کھڑے ہو کر سُبْحَانَ اللہ شروع کریں اور سُبْحَانَ اللہ پورا کھڑے کھڑے کہہ کر رکوع کے لئے سر جھکائیں، یہ تخفیف صرف فرضوں کی تیسری، چوتھی رکعت میں ہے۔ وتروں کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورت دونوں ضرور پڑھی جائیں۔
- تیسری تخفیف پچھلی التحیات کے بعد درودوں کی اور دعا کی جگہ صرف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ کہہ کر سلام پھیر دیں۔

● چوتھی تخفیف وتروں کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر صرف ایک یا تین بار رَبِّ اغْفِرْلِی، کہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۲۱]

قضائے عمری سے متعلق دیگر ارشادات

قضائے عمری ادا کرنے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک استفسار کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں نہ معلوم کس وقت موت آجائے، کیا مشکل ہے ایک دن کی بیس رکعت ہوتی ہیں یعنی فجر کے فرضوں کی دو رکعت، اور ظہر کی چار، عصر کی چار، مغرب کی تین، اور عشا کی سات رکعت یعنی چار فرض تین وتر، ان نمازوں کو سوائے طلوع و غروب و زوال کے کہ اس وقت سجدہ حرام ہے، ہر وقت ادا کرسکتا ہے، اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کرلے، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب، پھر عشا کی، یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے۔ اور ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں، زیادہ ہوجائیں تو حرج نہیں۔ اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کرلے کاہلی نہ کرلے۔ جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔

نیت ان نمازوں کی اس طرح ہو مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے پہلے جو فجر مجھ سے قضا ہوئی ہر دفعہ یہی کہے۔ یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرے۔

جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اس کے لئے صورت تخفیف اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے الحمد شریف کے تین بار سُبْحَانَ اللّٰہ، کہے، اگر ایک بار بھی کہہ لے گا تو فرض ادا ہوجائے گا، نیز تسبیحات رکوع وسجود میں صرف ایک ایک بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ، پڑھ لینا کافی ہے، تشہد کے بعد دونوں درود شریف کی بجائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ، وتروں میں بجائے دعائے قنوت، رَبِّ اغْفِرْلِی کہنا کافی ہے۔

طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل نماز ادا کرسکتا ہے اس سے پہلے یا اس کے بعد ناجائز ہے۔ ہر ایسا شخص جس کے ذمہ نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں۔

اسی سلسلہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے ارشاد فرمایا:

اگر کسی شخص کے ذمے تیس یا چالیس سال کی نمازیں واجب الادا ہیں اس نے اپنے ان ضروری کاموں کے علاوہ جن کے بغیر گزر نہیں کاروبار ترک کرکے پڑھنا شروع کیا اور پکا ارادہ کرلیا کہ کل نمازیں ادا کرکے آرام لوں گا، اور فرض کیجئے اسی حالت میں ایک مہینہ یا ایک ہی دن کے بعد اس کا انتقال ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے اس کی سب نمازیں ادا کردے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جو اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اسے راستہ میں موت آجائے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہو چکا۔ (النساء، ۱۰۰)

یہاں مطلق فرمایا گھر سے اگر ایک ہی قدم نکالا اور موت نے آلیا تو پورا کام اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اور کامل ثواب پائے گا، وہاں نیت دیکھتے ہیں، سارا دار و مدار حسن نیت پر ہے۔ [الملفوظ حصہ اول ص ۶۹، ۷۰]

نمازِ تہجد

شک نہیں کہ تہجد ابتدائے امر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور حضور کی امت سب پر فرض تھا پھر بعد میں امت سے اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر باقی رہی۔

تمام نوافل میں سب سے زیادہ ثواب نمازِ تہجد کا ہے، نماز عشا کے بعد سو کر اٹھنے کے بعد تہجد کا وقت ہے اس سے پہلے نماز تہجد نہ ہوگی اس کے لئے سونا ضروری ہے خواہ جلد جاگے یا دیر سے طلوع فجر سے پہلے اس نماز کو پڑھ سکتا ہے، بغیر سوئے یہ نماز تہجد نہیں کہلائے گی اس کے لئے سونا شرط ہے۔ (مرتب)

نماز تہجد کی سنیت و استحباب سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

تہجد سنت مستحبہ ہے تمام مستحب نمازوں سے اعظم و اہم ہے قرآن عظیم و احادیث حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی ترغیب سے مالا مال ہیں، اس کا چھوڑنے والا اگرچہ فضل کبیر و خیر کثیر سے محروم ہے مگر گنہگار نہیں۔

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں مجھ پر فرض اور تمہارے لئے سنت ہیں۔

(۱) وتر (۲) مسواک (۳) قیام شب یعنی نماز تہجد۔ (طبرانی، بیہقی)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قیام شب کا حکم تھا، حضور پر فرض تھا امت پر نہیں۔ (ابو جعفر طبری) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۵۵]

بیشک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے اور نماز گناہوں کا کفارہ بھی ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تہجد کی ملازمت کرو کہ وہ اگلے نیکوں کی عادت ہے اور اللہ عزوجل سے نزدیک کرنے والا اور گناہ سے روکنے والا اور برائیوں کا کفارہ اور بدن سے بیماری دور کرنے والا۔

(ترمذی، ابن ابی الدنیا)

بعد نماز عشا ذرا سونے کے بعد شب میں کسی وقت پڑھنی اگرچہ آدھی رات سے پہلے ادائے تہجد کو بس ہیں مثلاً نو بجے عشاء پڑھ کر سو رہا، دس بجے اٹھ کر دو رکعتیں پڑھ لیں تہجد ہوگیا۔

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میں کسی کا یہ گمان ہے کہ رات کو اٹھ کر صبح تک نماز پڑھے جبھی تہجد ہو، تہجد صرف اس کا نام ہے کہ آدمی ذرا سو کر نماز پڑھے۔ (طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۳۰، ۳۳۲]

صدیق و فاروق اور بلال کی قرأت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ کبھی شب میں اپنے اصحاب کرام کا تفقد (تفتیش) احوال فرماتے مثلاً ایک شب نماز تہجد میں صدیق اکبر پر گزر فرمایا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے ملاحظہ فرمایا کہ بہت بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے، انہیں دیکھا کہ جابجا سے متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں۔ صبح ہر ایک سے اس طریقے کا سبب دریافت فرمایا۔

- صدیق نے عرض کی یارسول اللہ میں جس سے مناجات کرتا ہوں اسے سنا لیتا ہوں، یعنی اوروں سے کیا کام کہ آواز بلند کروں۔
- فاروق نے عرض کی یارسول اللہ میں شیطان کو بھگاتا اور سوتوں کو جگاتا ہوں، یعنی جہاں تک آواز پہنچے گی بھاگے گا اور

تہجد والوں میں جس کی آنکھ نہ کھلی ہو وہ جاگ کر پڑھے گا اس لئے اس قدر زور سے پڑھتا ہوں۔

- بلال نے عرض کی یارسول اللہ پاکیزہ کلام ہے کہ اللہ اس کے بعض کو بعض سے ملاتا ہے۔

اس کا مطلب فقیر (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی) کی سمجھ میں یہ ہے گویا عرض کرتے ہیں کہ قرآن عظیم ایک لہلاتا باغ ہے جس میں رنگ رنگ کے پھول، قسم قسم کے میوے در منثور کی طرح متفرق پھیلے ہوئے، کہیں حمد ہے، کہیں ثنا، کہیں ذکر کہیں دعا، کہیں خوف، کہیں رجا، کہیں نعت حبیب خدا، وغیرہا مطالب جدا جدا، جانب الٰہی سے، جس وقت جس طرح کی تجلی وارد ہوتی ہے اسی کے مناسب آیات متفرق مقامات سے جمع کر کے پڑھتا ہوں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب ٹھیک پڑھو۔

- مگر اے صدیق تم قدرے آواز بلند کرو۔
- اور اے فاروق تم قدرے پست
- اور اے بلال تم سورت ختم کر کے دوسری صورت کی طرف چلو۔ (ابوداؤد)

ابوموسیٰ اشعری کی خوش آوازی

اسی طرح ایک شب تہجد میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑھنا سنا، ان کی آواز نہایت دلکش، ان کا لہجہ کمال دلکشا تھا، ارشاد ہوا انہیں داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے الحانوں سے ایک الحان ملا ہے، صبح ان کے پڑھنے کی تعریف فرمائی انہوں نے عرض کی یارسول اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ سن رہے ہیں تو اور زیادہ بنا کر پڑھتا۔ (مسلم) [الملفوظ حصہ دوم، ص ۴۹، ۵۰]

نماز جمعہ اور اس کی شرائط

نماز پنجگانہ کے مثل جمعہ بھی فرض ہے مگر اس کا حکم کچھ مختلف ہے، نماز پنجگانہ تو ہر جگہ، ہر مقام پر ہو جائے گی ان کے لئے تعیین مقام کی شرط نہیں مگر جمعہ کے لئے کچھ شرائط ہیں ان کے بغیر نماز جمعہ درست نہ ہوگی، بعض شرائط عین نماز میں ہیں اور بعض خارج نماز میں مگر ضروری سب ہیں، ہم یہاں پر بعض شرائط نقل کر رہے ہیں۔ (مرتب)

نماز جمعہ کی فرضیت و صحت وغیرہ سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

فرضیت و صحت و جواز جمعہ کے لئے اسلامی شہر ہونا شرط ہے، جو جگہ بستی نہیں جیسے بن، سمندر، پہاڑ، یا بستی ہے مگر شہر نہیں جیسے دیہات، یا شہر ہے مگر اسلامی نہیں جیسے روس و فرانس کے شہر، ان میں نہ جمعہ فرض ہے، نہ صحیح، نہ جائز، بلکہ ممنوع و باطل و گناہ ہے، اس کے پڑھنے سے فرض ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔

شہر ہونے کے لئے یہ چاہئے کہ اس میں متعدد کوچے، متعدد دائمی بازار ہوں، وہ پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں کہ موضع فلاں، وفلاں وفلاں، پرگنہ شہر فلاں، اور اس میں کوئی حاکم ہو کہ فیصلہ مقدمات کا اختیار سلطنت کی جانب سے رکھتا ہو، صرف تھانہ یا ڈاکخانہ یا شفاخانہ ہونا شہر کے لئے کافی نہیں کہ یہ فصل مقدمات کیلئے نہیں ہوتے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۱۵]

شرائط جمعہ سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ مزید فرماتے ہیں:

مذہب حنفی میں فرضیت جمعہ و صحت جمعہ و جواز جمعہ سب کے لئے مصر شرط ہے۔ دیہات میں نہ جمعہ فرض، نہ وہاں اس کی ادا جائز، نہ صحیح، اگر پڑھیں گے ایک نفل نماز ہوگی، ظہر کا فرض سر سے نہ اترے گا، پڑھنے والے متعدد گناہوں کے مرتکب ہوں گے۔

اور ظاہر ہے کہ معنی متعارف میں شہر، مصر، مدینہ، اسی آبادی کو کہتے ہیں جس میں متعدد کوچے، محلے متعدد، دوامی بازار ہوتے ہیں وہ پرگنہ ہوتا ہے، اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہیں، عادۃً اس میں کوئی حاکم مقرر ہوتا ہے کہ فیصلہ مقدمات کرے، اپنی شوکت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے، اور جو بستیاں ایسی نہیں وہ قریہ، دہ، موضع، اور گاؤں کہلاتی ہیں، شرعاً بھی یہی معنی متعارفہ مراد اور احکام جمعہ وغیرہا کا مدار ہیں اس لئے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہر کی یہی تعریف ارشاد فرمائی۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۱۰]

دیہات میں اگرچہ جمعہ جائز نہیں مگر عوام کو منع نہ کرنے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

جمعہ وعیدین دیہات میں ناجائز ہے اور ان کا پڑھنا گناہ مگر جاہل عوام اگر پڑھتے ہوں تو ان کو منع کرنے کی ضرورت نہیں کہ عوام جس طرح اللہ ورسول کا نام لے لیں غنیمت ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۱۹]

خطبہ کے آداب

جمعہ کا خطبہ ہمہ تن گوش ہو کر سننا فرض ہے بات چیت، سلام وکلام اور نماز وغیرہ دوران خطبہ میں جائز نہیں ہر طرح کا ادب ملحوظ رکھنا ضروری ہے یہاں تک کہ اگر کوئی آداب خطبہ کے منافی کچھ کام کرے اور یہ اسے منع کرے تو یہ بھی لغو اور خلاف ادب ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب روز جمعہ خطبہ امام کے وقت تو دوسرے سے کہے چپ تو تو نے خود لغو کیا۔ (صحاح ستہ)

دوسری حدیث میں ہے کہ جو جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے چپ کہے اس نے لغو کیا اور جس نے لغو کیا اس کے لئے اس جمعہ میں کچھ اجر نہیں۔ (مسند احمد، ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن جب امام خطبہ میں ہو بولنے والا ایسا ہے جیسا گدھا جس پر کتابیں لدی ہوں اور جو اس سے چپ کہے اس کا جمعہ نہیں۔ (مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۹۷]

غیر عربی میں خطبہ پڑھنا

خطبہ خود وعظ وپند ہے مگر اس میں غیر زبان عربی کا ملانا مکروہ وخلاف سنت متوارثہ ہے اگرچہ نفس فرض خطبہ خالص دوسری زبان سے بھی ادا ہو جائے گا، صحابہ کرام نے عجم کے ہزاروں شہر فتح فرمائے اور ان میں منبر نصب کئے اور خطبے پڑھے اور ان کی زبانیں جانتے تھے۔ ان سے گفتگو کرتے تھے مگر کبھی منقول نہیں کہ عربی کے سوا اور زبان میں خطبہ فرمایا یا غیر زبان کو ملایا۔

ہاں اگر اثنائے خطبہ میں مثلاً کسی ہندی کو کوئی فعل ناجائز کرتے دیکھا، جیسے خطبہ ہونے کی حالت میں چلنا، یا پنکھا جھلنا اور وہ عربی نہیں سمجھتا اردو میں اسے منع کرے کہ یہ حاجت یوہیں رفع ہو گی۔

اذان خطبہ کا جواب دینا؟

اذان خطبہ کے جواب اور اس کے بعد دعا میں امام اعظم وصاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اختلاف ہے بچنا اولیٰ اور کریں تو حرج نہیں، یوہیں اذان خطبہ میں نام پاک پر انگوٹھے چومنا اس کا بھی یہی حکم ہے، لیکن خطبہ میں محض سکوت وسکون کا حکم ہے۔ خطبہ میں نام پاک سن کر صرف دل میں درود شریف پڑھیں اور کچھ نہ کریں، زبان کو جنبش بھی نہ دیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۵۸، ۷۵۹]

جمعہ کا دن اور نمازی

تمام دنوں میں جمعہ کے دن کو فضیلت حاصل ہے اس کو تمام دنوں کا سردار کہا گیا ہے اور جو لوگ نماز جمعہ کے پابند ہیں ان پر بھی رب تعالیٰ کی خصوصی رحمت وعنایت ہوتی ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک اللہ عزوجل قیامت کے دن سب دنوں کو ان کی شکل پر اٹھائے گا اور جمعہ کو چمکتا روشنی دیتا، جمعہ پڑھنے والے، اس کے گرد جھرمٹ کئے ہوئے جیسے نئی دلہن کو اس کے گرامی شوہر کے یہاں رخصت کر کے لیجاتے ہیں۔ (ابن خزیمہ، سنن بیہقی، حاکم مستدرک) [فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۰۱]

احتیاطی ظہر کا مسئلہ

جہاں پر جمعہ درست ہونے میں شبہ ہو وہاں پر خواص کے لئے حکم ہے کہ وہ بطور احتیاط کے ظہر کی چار رکعت فرض پڑھ لیں اگر جمعہ صحیح ہو گیا تو یہ نفل ہو جائے گی ورنہ فرض ظہر ادا ہو جائے گا۔ (مرتب)

احتیاطی ظہر سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

وہ شہر وقصبات جن میں شرائط جمعہ کے اجتماع میں شبہ واقع ہو، یا جمعہ متعدد جگہ ہوتا ہو اور آج کل ہندوستان کے عام شہر ایسے ہی ہیں، ایسی جگہ ہمارے علماء نے حکم دیا کہ بعد جمعہ چار رکعت فرض احتیاطی اس نیت سے ادا کرے کہ پچھلی وہ ظہر جس کا وقت میں نے پایا اور اب تک ادا نہ کی۔

یہ رکعتیں چاروں سنت بعدیہ جمعہ کے بعد پڑھے اور جس پر ظہر کی قضائے عمری نہ ہو وہ چاروں میں سورت بھی ملائے ، پھر جمعہ کی دو سنتیں ان رکعتوں کے بعد بہ نیت سنت وقت ادا کرے۔

جمعہ پڑھتے وقت نیت صحیح وثابت رکھے، جمعہ کو صحیح سمجھ کر خاص فرض جمعہ کی نیت کرے، اگر بہ نیت فرض نہ ادا کیا تو جمعہ یقیناً نہ ہوگا اور اب یہ چار رکعتیں نری احتیاطی نہ رہیں گی بلکہ ظہر پڑھنی فرض ہو جائے گی اور جب یوں نیت صحیحہ سے ادا کر چکا تو ان چار رکعتوں میں یہ نیت نہ کرے کہ آج کی ظہر پڑھتا ہوں بلکہ وہی گول نیت رکھے کہ جو پچھلی ظہر میں نے پائی اور ادا نہ کی اسے ادا کرتا ہوں خواہ وہ کسی دن کی ہو اس سے زیادہ خیالات پریشان نہ کرے۔

یوں پڑھنے میں یہ نفع پائے گا کہ اگر شاید علم الٰہی میں بوجہ فوت بعض شرائط، جمعہ صحیح نہ ہوا ہوگا تو یہ رکعتیں آج ہی کی ظہر ہو جائیں گی کہ اس صورت میں یہی ظہر وہ پچھلی ہے جس کا وقت اسے ملا اور ابھی ذمہ سے ساقط نہ ہوئی اور اگر جمعہ صحیح واقع ہوا تو آج سے پہلے کی جو ظہر اس کے ذمہ رہے گی (خواہ یوں کہ سرے سے پڑھی ہی نہ تھی یا کسی وجہ سے فاسد ہو گئی) وہ ادا ہو جائے گی، اور اگر کوئی ظہر نہ رہی ہوگی تو یہ رکعتیں نفل ہو جائیں گی اسی لحاظ سے جس پر قضائے عمری ظہر کی نہ ہو یہ چاروں رکعتیں بھری پڑھیں کہ اگر نفل ہوئی اور سورت نہ ملائی تو واجب چھوٹ کر نماز مکروہ تحریمی ہوگی ہاں جس پر قضائے عمری ہے اسے پچھلی دو میں سورت ملانے کی حاجت نہیں کہ اس کے ہر طرح فرض ہی ادا ہوں گے۔ جمعہ نہ ہوا تو آج کا فرض، اور ہوا تو آج سے پہلے کا فرض ادا ہوگا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۶۸۰]

نماز عیدین اور عیدگاہ

عیدین کی نماز واجب ہے اس کے لئے وہی شرائط ہیں جو نماز جمعہ کے لئے ہیں، اس میں ایک بات یہ ہے کہ عیدین کی نماز شہر سے باہر عیدگاہ میں ہونا بہتر ہے اگرچہ زمانہ رسالت میں عیدگاہ کے نام پر کوئی عمارت بنی ہوئی نہ تھی وہ صرف ایک میدان تھا اسی میں عیدین کی نماز ہوتی تھی، اسی لئے

عیدگاہ میں کوئی عمارت ہونا فرض یا واجب نہیں ہے۔ (مرتب)

زمانہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مصلائے عید کف دست میدان تھا جس میں اصلاً کسی عمارت کا نام نہ تھا، جب حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید کو تشریف لے جاتے مواجہ اقدس میں سترہ کے لئے ایک نیزہ نصب کر دیا جاتا، زمانہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی یوں ہی رہا، عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے سب مواضع میں تبرک کے لئے مسجدیں بنا دیں، ظاہراً انہیں کے وقت میں مصلائے عید میں بھی عمارت بنی

حدیث میں ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے نیزہ گاڑ دیا جاتا اور حضور اس کی طرف رخ انور کر کے نماز پڑھاتے۔ (ت) (بخاری)

دوسری روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید کے دن عیدگاہ کو تشریف لیجاتے اور نیزہ حضور کے سامنے اٹھایا جاتا جب عیدگاہ پہنچ جاتے تو نیزہ سامنے گاڑ دیا جاتا کیوں کہ عیدگاہ میدان میں تھی کسی چیز کا سترہ نہیں ہوتا۔

(ت) (ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۱۵، ۱۶]

نماز عید اور عیدگاہ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

نماز عید ایک شہر میں متعدد جگہ اگرچہ بالاتفاق جائز ہے مگر ایک شہر کے لئے دو عیدگاہ بیرون شہر مقرر کرنا زمان برکت نشان حضور سید عالم ﷺ سے اب تک معہود نہیں، نہ اس میں شرع مطہر کی کوئی مصلحت ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۸۱۰]

عیدین کے دن کھانا

عید الفطر کے دن کچھ کھا کر عیدگاہ جانا اور عید الاضحیٰ کے دن نماز کے بعد قربانی کا گوشت پہلے کھانا مستحب ہے۔ (مرتب)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید قرباں میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھاتے بعد نماز گوشت قربانی سے تناول فرماتے، اور عید الفطر میں بغیر تناول فرمائے عیدگاہ کو تشریف نہ لیجاتے۔ (ت) (ترمذی، ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۸۱۱]

نماز استسقاء

بارش طلب کرنے کو استسقاء کہتے ہیں، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ دعا واستغفار ہے یعنی بارش کیلئے دعا مانگی جائے اس کے لئے ان کے نزدیک نماز نہیں ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک استسقاء میں نماز پڑھنی سنت ہے۔ نماز استسقاء اس وقت پڑھی جائے جبکہ ضرورت شدید ہو اور بارش کی امید ختم ہو چکی ہو ورنہ دعا پر اکتفا کرنا چاہئے۔ (مرتب)

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

نماز استسقاء صاحبین کے نزدیک سنت ہے اور اسی پر عمل ہے اور اس وقت ہونا چاہئے جبکہ حاجت شدید ہو اور امید منقطع ہو چکی ہے اور لوگ اس کے آداب کے طور پر اسے بجالائیں۔ خشیت وخشوع اس کی اصل ہے اور وہ آج کل اکثر قلوب سے مرتفع ہے، اس ملک میں ہمسایہ کفار ہیں، ہم نہ دعا کے طور پر دعا کرتے، نہ نماز کے طور پر نماز پڑھتے ہیں ایسی صورت میں ہماری بے طوریوں کے باعث اگر اجابت نہ فرمائی جائے تو کفار کے مضحکہ کا اندیشہ ہے، اس لئے یہاں کی حالت کے مناسب تر وہی عمل ہے جو قرآن عظیم میں نزول باران رحمت کے لئے ارشاد ہوا یعنی توبہ واستغفار کی کثرت ہو اور

رب ذوالجلال کی طرف خلوص دل سے توجہ ہو۔[فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۸۱۵]

نماز کسوف وخسوف

چاند یا سورج میں گہن لگنے سے جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کو نماز کسوف یا خسوف کہتے ہیں جب ایسا حادثہ درپیش ہو تو خشوع وخضوع اور نہایت تذلل و عاجزی کے ساتھ میدان یا عیدگاہ میں جاکر دو رکعت نماز ادا کی جائے اور اسے اتنی طویل کی جائے کہ گہن چھوٹ جائے اور چاند یا سورج صاف ہوجائے حدیث میں ہے کہ گہن لگنا اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ بندوں کو خوف دلاتا ہے ایسے وقت میں نماز کی طرف رجوع کیا جائے۔(مرتب)

حکم شرع یہ ہے کہ معاذ اللہ جو بات ہولناک ہو جیسے سخت آندھی، کڑک، زلزلہ، مینہ، برف باری، دن کو اندھیری، رات کو خوفناک روشنی، ان سب میں مستحب ہے کہ مسلمان نفل نماز سے اپنے رب کی طرف رجوع کریں۔

- سورج گہن کی نماز میں مناسب یہ ہے کہ عیدگاہ میں پڑھیں یا مسجد جمعہ میں۔
- سورج گہن کی نماز میں جماعت ضروری نہیں صرف مستحب ہے جب کہ امام جمعہ حاضر ہو، یہ بھی جائز کہ ہر شخص اپنے گھر یا مسجد میں تنہا پڑھے۔
- سورج گہن کی نماز دوبارہ سہ بارہ بلکہ سو بار ہوسکتی ہے۔
- گہن چھوٹ جائے تو اس کے بعد گہن کی نماز نہیں۔
- سورج گہن میں بھی صرف جمعہ کا امام معین ہی امامت کرسکتا ہے۔
- چاند گہن کی نماز صرف مستحب ہے اور سورج گہن کی سنت مؤکدہ قریب بواجب ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۶۱۸، ۶۲۱، ۶۲۲]

صلوٰۃ التسبیح

اس نماز کی بڑی فضیلت اور بڑا ثواب اور اس میں بڑی معافی کی امید ہے، وہ چار رکعت نفل ہے کہ غیر وقت مکروہ میں ادا کی جائے، یعنی صبح صادق کے طلوع ہونے سے آفتاب نکل کر بلند ہونے تک جائز نہیں، اور ٹھیک دوپہر کو جائز نہیں، اور جب آفتاب ڈوبنے کے قریب آئے کہ اس پر نگاہ بے تکلف ٹھہرنے لگے اس وقت جائز نہیں، نماز عصر کے فرض پڑھنے کے بعد شام تک جائز نہیں، جس وقت امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت جائز نہیں، غرض جتنے وقت نفل نماز کی کراہت کے ہیں ان اوقات سے بچ کر جس وقت چاہے پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر سے پہلے پڑھے، اور افضل دن جمعہ کا ہے۔

اس کا مناسب طریقہ یہ ہے جو ہمارے ائمہ کرام کے مذہب سے موافق ہے کہ

- سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ کر پندرہ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ ۱۵
- پھر الحمد وسورت پڑھ کر یہی کلمہ دس بار۔ ۱۰
- پھر رکوع میں تسبیحات رکوع کے بعد دس بار۔ ۱۰
- پھر رکوع سے کھڑے ہوکر رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کے بعد دس بار۔ ۱۰
- پھر سجدہ میں تسبیحوں کے بعد دس بار۔ ۱۰
- پھر سجدے سے سر اٹھا کر دس بار۔ ۱۰

- پھر دوسرے سجدہ میں اسی طرح دس بار۔۱۰
  یہ ایک رکعت میں پچھتر بار ہوا۔۷۵
- پھر دوسری رکعت کو کھڑا ہو کر الحمد سے پہلے پندرہ بار
- پھر الحمد و سورت کے بعد دس بار
- پھر رکوع میں بدستور کہ یہ بھی پچھتر ہوئے۔

اسی طرح باقی دونوں رکعتوں میں بھی کہ یہ سب مل کر تین سو بار ہو جائیں گے۔

سورت کا اختیار ہے جو چاہے پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر، دوسری میں وَالْعَصْرِ، تیسری میں قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ، چوتھی میں قُلْ ھُوَاللّٰہُ۔

یہ نماز ہر روز پڑھے، ورنہ ہر جمعہ، ورنہ ہر مہینے، ورنہ سال میں ایک بار تو ہو جایا کرے اور نہ ہو تو عمر بھر میں تو ایک بار ہو جائے کہ اس میں بڑی دولت ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۶۹]

نماز غوثیہ فی الواقع یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام کی معمول اور قضائے حاجات و حصول مرادات کے لئے عمدہ و بہتر طریقہ جو پسندیدہ و مقبول ہے، حضور غوث الکونین غیاث الثقلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم و علیہ سے مروی و منقول ہے، جلیل القدر بڑے بڑے علماء و اکابر نے اسے اپنی تصانیف جلیلہ میں روایت کیا اور ہمیشہ اسے مقبول و مقرر اور مسلم معتبر رکھتے آئے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ، جو بعد مغرب دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص گیارہ بار، پھر بعد سلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام عرض کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام یاد اور اپنی حاجت ذکر کرے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی مراد پوری ہو۔

اہل تجربہ نے اس کے بہت سارے فوائد ذکر کئے اور قضائے حاجات میں اسے تیر بہدف قرار دیا اور علماء و اصفیاء نے تاکید و شدت کے ساتھ اس کی ترغیب و تلقین فرمائی۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۲۲]

دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے ارشادات سے ہر نماز فرض کا ایک خاص وقت جداگانہ مقرر فرمایا ہے کہ نہ اس سے پہلے نماز کی صحت، نہ اس کے بعد تاخیر کی اجازت، عرفہ کی ظہر و عصر اور مزدلفہ کی مغرب و عشا کے سوا دو نمازوں کا قصداً ایک وقت میں جمع کرنا سفر و حضر میں ہرگز کسی طرح جائز نہیں، قرآن عظیم و احادیث صحاح سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی ممانعت پر شاہد عادل ہیں۔ صحابہ و تابعین، ائمہ کرام و علمائے کاملین اور سلف و خلف کا یہی مذہب ہے۔

جمع بین الصلاتین یعنی دو نمازیں ملا کر پڑھنا دو قسم ہے۔

- جمع فعلی: جسے جمع صوری بھی کہتے ہیں کہ در حقیقت ہر نماز اپنے وقت میں واقع ہو مگر ادا میں مل جائیں، جیسے ظہر اپنے وقت میں پڑھی کہ اس کے ختم پر وقت عصر آگیا فوراً اب عصر اول وقت پڑھ لی، ہوئیں تو دونوں اپنے اپنے وقت میں، فعل و صورت کے اعتبار سے مل گئیں۔ اسی طرح مغرب میں دیر کی یہاں تک کہ شفق ڈوبنے پر آئی، اس وقت پڑھی،

ادھر فارغ ہوئے کہ شفق ڈوب گئی، عشا کا وقت ہو گیا وہ پڑھ لی۔
دو نمازوں کو ایسا ملانا مرض اور ضرورت سفر کے عذر سے بلاشبہ جائز ہے ہمارے علمائے کرام بھی اس کی رخصت دیتے ہیں۔

- جمع وقتی: جسے جمع حقیقی بھی کہتے ہیں

اس جمع کے یہ معنی ہیں کہ ایک نماز دوسری کے وقت میں پڑھی جائے۔
جس کی دو صورتیں ہیں

- جمع تقدیم: وقت کی نماز کے ساتھ بغیر فصل کے پچھلے وقت کی نماز پیشگی پڑھ لیں، مثلاً وقت ظہر میں نماز ظہر کے ساتھ نماز عصر پڑھ لینا، یا وقت مغرب کے ساتھ عشا کی نماز پڑھ لینا۔
- جمع تاخیر: پہلی نماز کو قصداً اٹھا رکھیں کہ جب اس کا وقت نکل جائے گا پچھلی نماز کے وقت میں اس کو ادا کریں گے، جیسے نماز ظہر کو وقت عصر کے لئے موخر کرے پھر عصر کے وقت میں ظہر و عصر دونوں کو ایک ساتھ پڑھے، مغرب کو وقت عشا تک موخر کرے پھر عشا کے وقت میں دونوں کو ایک ساتھ ملا کر یا جدا کر کے ادا کرے۔

یہ دونوں صورتیں بحالت اختیار صرف حجاج کو، صرف حج میں، صرف عصر عرفہ و مغرب مزدلفہ میں جائز ہیں، ظہر و عصر میں جمع تقدیم ہے اور مغرب و عشا میں جمع تاخیر۔
ان کے سوا کبھی کسی شخص کو کسی حالت میں، کسی صورت میں جمع وقتی کی بالکل اجازت نہیں، اگر جمع تقدیم کرے گا نماز اخیر محض باطل و ضائع و ناکارہ جائے گی، جب اس کا وقت آئے فرض ہوگی، نہ پڑھے گا ذمے پر رہے گی، اور جمع تاخیر کرے گا تو گنہگار ہوگا، قصداً نماز قضا کر دینے والا ٹھہرے گا اگرچہ دوسرے وقت میں پڑھنے سے فرض سر سے اتر جائے گا۔
یہ مذہب مہذب کی تفصیل ہے اور اسی پر قرآن و حدیث کے دلائل ناطق ہیں بلکہ اوقات نماز کا مسئلہ متفق علیہا ہے، ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز کو دانستہ قضا کر دینا بلاشبہ حرام ہے، تو جس طرح صبح یا عشا قصداً نہ پڑھنی کہ ظہر یا فجر کے وقت پڑھ لیں گے حرام قطعی ہے۔ یوہیں ظہر یا مغرب عمداً نہ پڑھنی کہ عصر یا عشا کے وقت ادا کر لیں گے حرام ہونا لازم ہے۔ اور وقت سے پہلے تو حرمت در کنار نماز ہی بیکار ہوگی جیسے کوئی آدھی رات سے صبح کی نماز، یا پہر دن چڑھے سے ظہر پڑھ رکھے قطعاً نہ ہوگی۔ یوہیں جو ظہر کے وقت عصر یا مغرب کے وقت عشا نبٹا لے اس کا بھی نہ ہونا واجب، جن احادیث میں حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا منقول و مروی ہے ان میں صراحۃً وہی جمع صوری مراد و مذکور ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر و عصر کو بغیر خوف و سفر کے جمع فرمایا۔ (ت) (مسلم، ابوداود، ترمذی)
ابوالزبیر کہتے ہیں میں نے سعید سے پوچھا کہ حضور نے ایسا کیوں کیا، انہوں نے کہا میں نے یہی سوال ابن عباس سے کیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا اس لئے کیا تا کہ حضور کی امت حرج میں نہ پڑ جائے۔ یعنی حضور نے امت کی آسانی و سہولت کے لئے ایسا کیا۔ (ت) (ابوالزبیر)
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو مدینے میں جمع فرمایا اس میں نہ کسی دشمن وغیرہ کا خوف تھا نہ بارش کی شدت تھی۔ (ت) (ترمذی)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چار نمازوں کو جمع فرمایا مگر یہ کہ ظہر کو تاخیر سے ادا کیا اور عصر کو جلدی، اور مغرب میں تاخیر کی اور عشا میں جلدی۔ (ت) (نسائی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن نمازوں کو جمع فرمایا وہ جمع صوری تھی کہ ہر نماز اپنے اپنے وقت میں ہوئی یعنی ظہر آخر وقت میں اور عصر ابتدائے وقت میں، اسی طرح مغرب کو آخر وقت میں اور عشاء کو اوّل وقت میں ادا فرمایا۔ (مرتب)

"بعض صحابہ سے بھی جمع صوری کے طور پر نمازیں ادا کرنا مروی ہے"۔ (مرتب)

نافع فرماتے ہیں عبد اللہ بن عمر اپنی ایک زمین کو تشریف لئے جاتے تھے کسی نے آکر کہا آپ کی زوجہ صفیہ بنت ابی عبید اپنے حال میں مشغول ہیں شاید ہی آپ انہیں زندہ پائیں، یہ سن کر بسرعت چلے اور ان کے ساتھ ایک مرد قریشی تھا، سورج ڈوب گیا اور نماز نہ پڑھی اور میں نے ہمیشہ ان کی عادت یہی پائی تھی کہ نماز کی محافظت فرماتے تھے، جب دیر لگائی میں نے کہا نماز، خدا آپ پر رحم فرمائے میری طرف پھر کر دیکھا اور آگے روانہ ہوئے، جب شفق کا آخر حصہ رہا اتر کر مغرب پڑھی پھر عشا کی تکبیر اس حال میں کہی کہ شفق ڈوب چکی تھی، اس وقت عشا پڑھی پھر ہماری طرف منہ کر کے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی ایسا ہی کرتے۔ (نسائی)

امام نافع فرماتے ہیں راہ مکہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب شفق ڈوبنے کے قریب ہوئی اتر کر مغرب پڑھی اور شفق ڈوب گئی اب عشا پڑھی پھر ہماری طرف منہ کر کے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے جب چلنے میں جلدی یا کوشش ہوتی تھی۔ (نسائی) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۳۲ تا ۲۳۴، ۲۳۹، ۲۵۷]

دو نمازوں کو جمع کرنے کا گناہ

امیر المومنین امام العادلین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام آفاق میں فرمان واجب الاذعان نافذ فرمائے کہ کوئی شخص دو نمازیں جمع کرنے نہ پائے، اور ان میں ارشاد فرمادیا کہ ایک وقت میں دو نمازیں ملانا گناہ کبیرہ ہے۔ (موطا امام محمد)

حضرت ابو قتادہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شقہ و فرمان سنا کہ تین باتیں کبیرہ گناہوں سے ہیں۔

(۱) دو نمازیں جمع کرنا۔

(۲) جہاد میں کفار کے مقابلے سے بھاگنا۔

(۳) اور کسی کا مال لوٹ لینا۔ (کتاب الآثار امام محمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۲۷، ۳۲۸]

✿✿✿

اذان واقامت کے احکام

اوقات نماز کی معلومات کے لئے اذان مقرر کی گئی اس کے ذریعہ لوگوں کو نماز کی اطلاع ہوتی ہے اذان جہاں ایک اعلان ہے وہیں ذکر الٰہی بھی ہے، احادیث میں اذان کی فضیلت ارشاد ہوئی اور اس پر ثواب عظیم کی بشارت وخوشخبری دی گئی ہے۔(مرتب)

اذان سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

- مسجد میں پانچوں وقت جماعت سے پہلے اذان سنت موکدہ قریب بواجب ہے اور اس کا ترک بہت برا، یہاں تک کہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اگر کسی شہر کے لوگ اذان دینا چھوڑ دیں تو میں ان پر جہاد کروں گا۔
- شہر میں اگر کچھ لوگ مکان یا دوکان یا میدان میں اذان نہ کہیں تو حرج نہیں۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا محلہ کی اذان ہمیں کفایت کرتی ہے، یو ہیں مسافر کو ترک اذان کی اجازت ہے لیکن اگر اقامت بھی ترک کرے گا تو مکروہ ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۴۲۴]

موذن کے لئے دعائے مغفرت

موذن کو جو فضل وشرف حاصل ہے وہ فضیلت اذان کے سبب سے ہے۔(مرتب)

حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے موذن کے لئے اتنی ہی وسیع مغفرت آتی ہے اور جس تر وخشک چیز کو اس کی آواز پہنچتی ہے اذان دینے والے کے لئے استغفار کرتی ہے۔(مسند احمد، بزار، طبرانی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان باعث مغفرت ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۵۵۱]

اذان دافع عذاب ہے

اذان کے سبب سے عذاب الٰہی ٹل جاتا ہے اور رحمت الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے۔(مرتب)

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کسی گاؤں میں یا جہاں کہیں اذان کہی جاتی ہے وہ جگہ اس دن عذاب الٰہی سے محفوظ ہوجاتی ہے اور وہ جگہ اس کے مشاہدہ قربت میں ہوتی ہے۔(ت)(طبرانی معاجیم ثلثہ)[فتاویٰ رضویہ ج ۲،ص ۵۵۲]

اذان دافع وحشت وغم ہے

اذان دافع وحشت و باعث اطمینان قلب ہے کہ وہ ذکر خدا ہے، ذکر خدا سے دل چین پاتے ہیں۔

حدیث میں ہے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام جنت سے ہندوستان میں اترے انہیں گھبراہٹ ہوئی تو جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے اتر کر اذان دی۔(ابو نعیم، ابن عساکر)

امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ مجھے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غمگین دیکھا ارشاد فرمایا اے علی میں تجھے غمگین پاتا ہوں، اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے، اذان غم و

پریشانی کی دافع ہے۔ (مسند الفردوس)

مولیٰ علی اور مولیٰ علی تک جس قدر اس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا ہم نے اسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۵۳]

مسجد میں طلب باراں وغیرہ کے لئے اذان کیسی ہے

اذان چونکہ نماز کے لئے اعلان ہے اس لئے مسجد کے اندر وقتی اذان کہنا مکروہ ہے مگر جو اذان طلب بارش، یا دفع وبا کی غرض سے ہوتی ہے وہ جائز ہے کیوں کہ وہ اذان بہ نیت اعلان و اذان اور لوگوں کو بلانے کی نیت سے نہیں ہوتی بلکہ وہ بہ نیت ذکر ہوتی ہے اور ذکر مسجد میں جائز ہے پھر بھی اولیٰ یہ ہے کہ بیرون مسجد فصیل وغیرہ پر ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۸۶]

اذان خطبہ

خطبۂ جمعہ کے وقت جو اذان ثانی خطیب کے سامنے ہوتی ہے وہ مسجد کے اندر نہ دی جائے کہ مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ہے، خطیب کے سامنے تو ہو مگر مسجد کے اندر نہ ہو بلکہ خارج مسجد میں ہو، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء و صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا یہی طریقہ رہا۔ سلف صالحین اور ائمہ کرام کا اسی پر عمل رہا جو اس کا خلاف کرے وہ اہل حق کی پیروی سے منہ موڑتا ہے۔ (مرتب)

خطبۂ جمعہ کے وقت اذان ثانی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یہ اذان مسجد سے باہر دروازے پر ہوتی تھی۔

حدیث میں ہے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں۔ (ابوداؤد)

- اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو، اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لئے کبھی ایسا ضرور فرماتے۔

حدیث میں لفظ "بین یدیہ" آیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ خطیب کے سامنے اذان ہوتی تھی۔ بعض لوگ اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد کے اندر خطیب کے سامنے اذان ہوتی تھی۔

اس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ:

- اس سے مسجد کے اندر اذان ہونا سمجھ لینا غلط ہے، کیوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہرۂ انور کے مقابل مسجد کے دروازے پر ہوتی تھی، بس اسی قدر "بین یدیہ" کے لئے درکار ہے۔ فقہ حنفی کی معتمد و مشہور کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے۔
- بعض کتاب میں تصریح ہے کہ اذان ثانی جمعہ بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مطابق سنت ہے، تو بلاشبہ مسجد کے اندر ہونا خلاف سنت ہے۔
- مکہ معظمہ میں یہ اذان کنارۂ مطاف پر ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مسجد الحرام

شریف مطاف ہی تک تھی۔ تو کنارۂ مطاف بیرون مسجد محل اذان تھا۔ اور جب مسجد بڑھالی جائے تو پہلے جو جگہ اذان یا وضو کے لئے مقرر تھی بدستور مستثنیٰ رہے گی، اس لئے اگر مسجد بڑھا کر کنواں اندر کرلیا وہ بند نہ کیا جائے گا جیسے زمزم شریف، حالانکہ مسجد کے اندر رہنا ہرگز جائز نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۰۴، ۴۰۵]

عہد رسالت میں اذان خطبہ

اذان خطبہ کے مسئلہ کو ایک دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ قدرے تفصیل سے یوں بیان فرماتے ہیں:

زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صرف ایک اذان ہوتی تھی، جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوتے تو حضور کے سامنے مواجہہ اقدس میں مسجد کریم کے دروازہ پر۔

زمانہ اقدس میں مسجد شریف کے تین دروازے تھے۔

- ایک مشرق کو جو حجرہ شریفہ کے متصل تھا جس میں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے، اس کے سمت پر اب باب جبریل ہے۔
- دوسرا مغرب میں جس کی سمت پر اب باب الرحمۃ ہے۔
- تیسرا شمال میں جو خاص محاذی منبر اطہر تھا، اس دروازے پر اذان جمعہ ہوتی تھی کہ منبر سامنے بھی ہوئی اور مسجد سے باہر بھی۔

اذان ثانی کی ابتدا

زمانہ صدیق اکبر وعمر فاروق وابتدائے خلافت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں یہی ایک اذان ہوتی رہی، جب لوگوں کی کثرت ہوئی اور شتابی حاضری میں قدرے کسل واقع ہوا امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اذان شروع خطبہ سے پہلے بازار میں دلوانی شروع کی۔

مسجد کے اندر اذان دینے کا حکم

مسجد کے اندر اذان کا ہونا ائمہ نے منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے اور خلاف سنت ہے، یہ نہ زمانہ اقدس میں تھا، نہ زمانہ خلفائے راشدین میں، نہ کسی صحابی کی خلافت میں، نہ تحقیق معلوم کہ یہ بدعت کب سے ایجاد ہوئی، نہ ہمارے ذمہ اس کا جاننا ضرور۔ بعض کہتے ہیں کہ ہشام بن عبدالملک مروانی بادشاہ ظالم کی ایجاد ہے، اللہ بہتر جانتا ہے۔

بہرحال جبکہ زمانہ رسالت وخلفائے راشدہ میں نہ تھی اور ہمارے ائمہ کی تصریح ہے کہ مسجد میں اذان نہ ہو، مسجد میں اذان مکروہ ہے، تو ہمیں سنت اختیار کرنا چاہئے، بدعت سے بچنا چاہئے، اس تحقیقات سے کیا کام کہ سنت پہلے کس نے بدلی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو توفیق دے کہ اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی سنت اور اپنے فقہائے کرام کے احکام پر عامل ہوں اور ان کے سامنے رواج کی آڑ نہ لیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۰۹]

مسجد کے اندر اذان ہونا ثابت نہیں

اذان خطبہ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مسجد کے اندر اذان دلوانا کبھی ایک بار کا بھی ثابت نہیں، جو لوگ اس کا دعویٰ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر

افترا کرتے ہیں۔

ہشام سے بھی اس اذان کا مسجد کے اندر دلوانا ہرگز ثابت نہیں، البتہ پہلی اذان کی نسبت بعض نے لکھا ہے کہ اسے ہشام مسجد کی طرف منتقل کرلایا، اور اس کے بھی یہ معنی نہیں کہ مسجد کے اندر دلوائی، بلکہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں پہلی اذان دلواتے تھے، ہشام نے مسجد کے منارہ پر دلوائی، رہی یہ دوسری اذان خطبہ، اس کی نسبت تصریح ہے کہ ہشام نے اس میں کچھ تغیر نہ کیا، اسی حالت پر باقی رکھی جیسے زمانہ رسالت وزمانہ خلافت میں تھی۔

فاسق وظالم کا قول وفعل حجت نہیں

امام محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب شریف میں فرماتے ہیں: جب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اذان خطبہ سے پہلے ایک اذان بازار میں ایک مکان کی چھت پر دلوائی پھر اس پہلی اذان کو ہشام مسجد کی طرف منتقل کرلایا، اس کے مسجد میں ہونے کا حکم دیا، اور دوسری کہ خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے وہ خطیب کے مواجہ میں کی، یعنی جہاں ہوا کرتی تھی وہیں باقی رکھی، اس اذان ثانی میں ہشام نے کوئی تبدیلی نہ کی، بخلاف بازار والی اذان اول کے کہ اسے مسجد کی طرف منارہ پر لے آیا۔

پھر اس سے کیا ہوا، غرض ہشام بیچارے سے بھی ہرگز اس کا ثبوت نہیں کہ اس نے اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر کے برابر کہلوائی ہو، جیسے اب کہی جانے لگی اس کا کچھ پتا نہیں کہ کس نے یہ ایجاد نکالی، اور اگر ہشام سے ثبوت ہوتا بھی تو اس کا قول وفعل کیا حجت تھا وہ ایک مروانی ظالم بادشاہ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے، امام زین العابدین کے صاحبزادے، امام باقر کے بھائی سیدنا امام زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کرایا، سولی دلوائی اور اس پر یہ شدید ظلم کہ نعش مبارک کو دفن نہ ہونے دیا، برسوں سولی ہی پر رہی، جب ہشام مر گیا تو نعش مبارک دفن ہوئی۔ ان برسوں میں بدن مبارک کے کپڑے گل گئے تھے قریب تھا کہ بے ستری ہو، اللہ عزوجل نے مکڑی کو حکم فرمایا کہ اس نے جسم مبارک پر ایسا جالا تان دیا کہ بجائے تہبند ہوگیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض صالحین نے دیکھا کہ امام مظلوم زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سولی سے پشت اقدس لگائے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں یہ کچھ کیا جاتا ہے میرے بیٹوں کے ساتھ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت کے خلاف ایسے ظالم کی سنت پیش کرنا اور پھر امام اعظم وغیرہ ائمہ پر اس کی تہمت دھرنا کہ ان اماموں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلفائے راشدین کی سنت چھوڑ کر ظالم بادشاہ کی سنت قبول کرلی، کیسا صریح ظلم اور ائمہ کرام کی شان میں کیسی بڑی گستاخی ہے، اللہ عزوجل پناہ دے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۱۳، ۴۱۴]

اذان خطبہ بلند آواز سے کہنا

آج کل کچھ لوگوں میں یہ رائج ہے کہ جمعہ کی اذان اول بلند آواز سے کہتے ہیں اور اذان ثانی پست آواز سے، حالانکہ دونوں اذانوں کو بلند آواز ہی سے کہنا چاہئے۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

دونوں اذانیں پوری آواز سے خوب بلند کہی جائیں جس طرح اذان میں سنت ہے، آج کل جو عوام دوسری اذان کو

کہ خطبہ کے وقت ہوتی ہے پست آواز سے مثل تکبیر کے کہہ لیتے ہیں محض جہالت ہے اس سے سنت ادا نہیں ہوتی۔

اصل اذان زمانۂ اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وزمانہ صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں یہی تھی۔ پہلی اذان امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زائد فرمائی۔ [فتاویٰ رضویہ ج۲، ص۳۸۹]

اذان کا جواب دینا

جب اذان کی آواز آئے تو اسے بغور سنے اور اس کا جواب دے، اس کے جواب میں انہیں کلمات اذان کو دہرائے۔ (مرتب)

ہاں حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ وَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دونوں کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، کہنا چاہئے۔ اور بعض اول کے جواب میں یہی لَاحَوْلَ، اور دوم کے جواب میں مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاءْ لَمْ یَکُنْ، کہتے ہیں۔ اور افضل یہ ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ کے جواب میں کہے، حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں کہے، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاءْ لَمْ یَکُنْ۔ [فتاویٰ رضویہ ج۲، ص۴۱۶، ملخصا]

اذان کے بعد کی دعا

اذان واقامت کے بیچ میں جو دعا کیجائے وہ قبول ہوتی ہے اس لئے اذان کے بعد دعا پڑھنے کا حکم آیا ہے، وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَاماً مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدتَّہٗ اِنَّکَ لَاتُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ (مرتب)

اذان کے بعد صلاۃ کہنا

صلاۃ کہنا اذان کے بعد نماز کا ایک اعلان ہے علمائے متاخرین نے اسے جائز قرار دیا چونکہ لوگوں سے دین کے معاملے میں غفلت وسستی ہونے لگی اس لئے بروقت انہیں جماعت کی اطلاع کے لئے اسے رائج کیا گیا۔ جہاں پر لوگ صلاۃ سن کر آنے کے عادی ہیں وہاں ضرور کہی جائے اور جہاں لوگ اذان ہی کے بعد جمع ہوجاتے ہیں وہاں پر نہ اسے کہنے کی حاجت ہے نہ اسے رواج دینے کی ضرورت عرف و معمول کے مطابق صلاۃ کے لئے جو الفاظ مقرر ہوجائیں وہ درست ہیں۔ (مرتب)

جواز صلاۃ کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

صلاۃ کہنے کو فقہ میں تثویب کہتے ہیں، یعنی مسلمانوں کو نماز کی اطلاع اذان سے دیکر پھر دوبارہ اطلاع دینا، اور وہ شہروں کے عرف پر ہے، جہاں جس طرح اطلاع مکرر رائج ہو وہی تثویب ہے خواہ عام طور پر ہو جیسے صلاۃ کہی جاتی ہے، یا خاص طریقہ پر مثلاً کسی سے کہنا اذان ہوگئی، یا جماعت کھڑی ہوتی ہے، یا امام آگئے، یا کوئی فعل، یا قول ایسا جس میں دوبارہ اطلاع دینا ہو، وہ سب تثویب ہے اور اس کا اور صلاۃ کا ایک حکم ہے یعنی جائز ہے۔ جس کی اجازت سے کتب مذہب مالا مال ہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج۲، ص۳۷۹]

تثویب (صلاۃ) سے متعلق ایک مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

متاخرین علماء نے تثویب کو جائز کہا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ وہاں کے نمازیوں کی حالت ومصلحت پر نظر کی جائے اگر وہ لوگ اذان سن کر خود جمع ہوجاتے ہیں تو تثویب ہرگز نہ کہی جائے کہ ان سے یہ عادت حسنہ چھڑا کر انتظار تثویب کا خوگر کردینا

ہوگا اور جہاں ایسا نہیں بلکہ اس کی حاجت اور اس کے فعل میں مصلحت ہے وہاں کہی جائے۔[فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۳۹۰]

عیدین میں الصلاۃ جامعۃ کہنا

عیدین میں صلاۃ کہنے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

عیدین میں الصلاۃ جامعۃ بآواز بلند دوبار پکارنا مستحب ہے۔ اسی طرح سوائے مغرب کے ہر نماز میں صلاۃ پکارنا یعنی دوبارہ اعلان کرنا ائمہ متاخرین نے مستحب رکھا ہے۔[فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۳۹۴]

اقامت کے مسائل

جو اذان کے کلمات ہیں وہی اقامت کے کلمات ہیں ہاں اقامت میں حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلاۃ، دوبار کہیں، اذان و اقامت میں فرق یہ ہے کہ اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہتے ہیں اور تکبیر کے کلمات جلدی جلدی، اگر اس کے خلاف ہوگا تو دونوں کی سنت ادا نہ ہوگی۔ اذان و اقامت کے درمیان کچھ فاصلہ و وقفہ ہونا چاہئے۔ (مرتب)

اذان کہتے ہی فوراً اقامت کہہ دینا مطلقاً سب نمازوں میں مکروہ ہے۔

حدیث میں ہے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اذان ٹھہر ٹھہر کر کہا کرو اور تکبیر جلد جلد، اور دونوں میں اتنا فاصلہ رکھ کہ کھانے والا کھانے اور پینے والا پینے اور ضرورت والا قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے۔ (ترمذی)[فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۴۶۳]

اقامت کے وقت کھڑا رہنے کی کراہت

کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے یہاں تک کہ علماء حکم فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہو رہی ہے وہ اس کے تمام تک کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے یہاں تک کہ مکبّر حی علی الفلاح تک پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔

یہ اس صورت میں ہے کہ امام بھی وقت تکبیر مسجد میں ہو اور اگر وہ حاضر نہیں تو موذن جب تک اسے آتا نہ دیکھے تکبیر نہ کہے، نہ اس وقت تک کوئی کھڑا ہو، اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم لوگ کھڑے نہ ہو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو۔ (ت)(بخاری، مسلم)

پھر جب امام آئے اور تکبیر شروع ہو، اس وقت دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر امام صفوں کی طرف سے داخل مسجد ہو تو جس صف سے گزرتا جائے وہی صف کھڑی ہوتی جائے۔

(۲) اور اگر سامنے سے آئے تو اسے دیکھتے ہی سب کھڑے ہو جائیں۔

اور اگر خود امام ہی تکبیر کہے تو جب تک پوری تکبیر سے فارغ نہ ہولے مقتدی بالکل نہ کھڑے ہوں بلکہ اگر اس نے تکبیر مسجد سے باہر کہی تو فراغ پر بھی کھڑے نہ ہوں، جب وہ مسجد میں قدم رکھے اس وقت قیام کریں۔[فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۳۹۱]

تکبیر سے پہلے درود پڑھنا

اذان و اقامت سے پہلے درود پڑھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ متصلاً نہ ہو اور درود خوانی کی آواز، اقامت کی آواز سے خوب ممتاز ہو، ملی جلی بالکل نہ ہو۔ (مرتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

درود شریف اقامت سے پہلے پڑھنے میں حرج نہیں مگر اقامت سے فصل چاہئے یا درود شریف کی آواز، آواز

اقامت سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے اور عوام کو درود شریف جزء اقامت نہ معلوم ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۹۵]

غیر موذن کا تکبیر کہنا

موذن کے علاوہ دوسرا شخص اگر تکبیر کہے تو ناجائز نہیں ہاں اگر موذن حاضر ہو اور اسے گراں گزرے تو خلاف اولیٰ ہے ورنہ اتنا بھی نہیں۔

حدیث میں ہے زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، میں نے اذان کہی تھی، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکبیر کہنی چاہی فرمایا: قبیلہ صدا کا بھائی اقامت کہے گا کہ جو اذان دے وہی تکبیر کہے۔

(شرح معانی الآثار) [فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۸۳]

مخلص موذن کا مقام

ثواب کی خاطر اخلاص کے ساتھ اذان دینے والا قیامت کے دن شہیدوں کی جماعت میں ہوگا۔ (مرتب)

حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثواب سمجھ کر اذان دینے والا اس شہید کی طرح ہے جو اپنے خون میں لتھڑا ہوا اور جب وہ مر جاتا ہے تو اپنی قبر میں نہیں گھومتا، بلکہ جنت میں جہاں چاہتا ہے جاتا ہے۔ (ت) (طبرانی)

دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن موذنوں کی گردنیں لمبی ہوں گی اور وہ اپنی قبروں میں نہیں گھومیں گے۔ یعنی ان کو جنت میں ہر جگہ جانے کی آزادی ہوگی۔ (ت) (مصنف عبدالرزاق) [فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۳۵]

اذان قبر کے فوائد و دلائل

میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان کہنا جائز و درست ہے شرع مطہر میں اس کی کہیں پر کوئی ممانعت وارد نہیں ہوئی، اذان قبر سے مردے کو سوالات قبر کے جواب یاد آتے ہیں اور اگر عذاب ہو تو عذاب میں تخفیف و کمی ہوتی ہے، بلکہ علماء نے اس اذان کو سنت کہا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے جن دلائل و براہین سے قبر پر اذان دینے کے مسئلہ کو مدلل و مبرہن کیا ہے ان سے اہل انکار خاموش ہو گئے اور ان کا منہ بند ہو گیا۔ ان کے پیش کردہ بعض دلائل کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ (مرتب)

علمائے دین نے میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنے کو سنت فرمایا، حق یہ ہے کہ اس اذان کا جواز یقینی ہے ہرگز شرع مطہر سے اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شرع منع نہ فرمائے اصلاً ممنوع نہیں ہو سکتا۔ جائز کہنے والوں کے لئے اسی قدر کافی ہے، جو ممانعت کا مدعی ہو دلائل شرعیہ سے اپنا دعویٰ ثابت کرے۔

پہلی دلیل: وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا اور سوال نکیرین ہوتا ہے شیطان رجیم (کہ اللہ عزوجل صدقہ اپنے محبوب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کا ہر مسلمان مرد وزن کو حیات و ممات میں اس کے شر سے محفوظ رکھے) وہاں بھی خلل انداز ہوتا اور جواب میں بہکاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اس پر ظاہر ہوتا اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں، اس لئے حکم آیا کہ میت کے لئے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔ (نوادر الاصول)

وہ حدیثیں اس کی موید ہیں جن میں وارد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے، الٰہی اسے شیطان سے بچا، اگر وہاں شیطان کا کچھ دخل نہ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا کیوں فرماتے۔

اور صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اذان شیطان کو دفع کرتی ہے۔

- جب موذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زناں بھاگتا ہے۔ (بخاری، مسلم)
- حدیث جابر سے واضح کہ چھتیس میل تک بھاگ جاتا ہے۔ (مسلم)
- اور یہ حکم بھی آیا ہے کہ جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً اذان کہو کہ وہ دفع ہو جائے گا۔ (طبرانی)

دوسری دلیل: جب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کر دی گئی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیر تک سبحان اللہ فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے، پھر حضور اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ کہا کئے، پھر صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! حضور اول تسبیح، پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے، ارشاد فرمایا اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف اس سے دور کی اور قبر کشادہ فرمادی۔

(مسند احمد، طبرانی، بیہقی)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میت پر آسانی کے لئے بعد دفن کے قبر پر اللہ اکبر اللہ اکبر بار بار فرمایا ہے، اور یہی کلمہ مبارکہ اذان میں چھ بار ہے تو قبر پر اذان دینا عین سنت ہوا۔

تیسری دلیل: بالاتفاق سنت اور حدیثوں سے ثابت اور فقہ میں مثبت کہ میت کے پاس حالت نزع میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہتے رہیں کہ اسے سن کر یاد ہو۔

حدیث متواتر میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ عیہ وسلم فرماتے ہیں اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ سکھاؤ۔ (مسلم، ترمذی)

اب جو نزع میں ہے وہ مجازاً مردہ ہے اور اسے کلمۂ اسلام سکھانے کی حاجت، کہ خاتمہ اسی پاک کلمے پر ہو اور شیطان لعین کے بھلانے میں نہ آئے۔

اور جو دفن ہو چکا حقیقۃً مردہ ہے اور اسے بھی کلمہ پاک سکھانے کی حاجت، کہ جواب یاد ہو جائے اور شیطان رجیم کے بہکانے میں نہ آئے۔

اور بیشک اذان میں یہی کلمہ لا الہ الا اللہ تین جگہ موجود، بلکہ اس کے تمام کلمات جواب نکیرین بتاتے ہیں۔

ان کے سوال تین ہیں:

(۱) مَنْ رَّبُّكَ
تیرا رب کون ہے؟

(۲) مَا دِيْنُكَ
تیرا دین کیا ہے

(۳) مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ
تو اس مرد یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا۔

- اب اذان کی ابتدا میں، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اور آخر میں، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، سوال نمبر ایک مَنْ رَّبُّكَ، کا جواب سکھائیں گے، ان کے سننے سے یاد آئیگا کہ میرا رب اللہ ہے۔

- اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، سوال نمبر تین مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِىْ هٰذَا الرَّجُلِ، کا جواب تعلیم کریں گے کہ میں انہیں اللہ کا رسول جانتا تھا۔
- اور حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، سوال نمبر۲ کے جواب کی طرف اشارہ کریں گے کہ میرا دین وہ تھا جس میں نماز رکن وستون ہے۔

تو بعد دفن اذان دینا اس ارشاد کی تعمیل ہے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث صحیح میں فرمایا۔

چوتھی دلیل: حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب آگ دیکھو اللہ اکبر اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔ (ابن السنی، ابن عساکر)

دوسری حدیث میں ہے آگ کو تکبیر سے بجھا دو۔ (مسند ابو یعلی)

ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں کہ "حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر کے پاس دیر تک اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے" لکھتے ہیں:

اب یہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا غضب الٰہی کے بجھانے کو ہے اس لئے آگ لگی دیکھ کر دیر تک تکبیر مستحب ٹھہری۔ وسیلۃ النجاۃ میں منقول ہے کہ اہل قبرستان پر اس تکبیر میں حکمت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی جگہ آگ لگی دیکھو اور وہ تمہارے ہاتھ سے بجھ نہ سکے تو تکبیر کہو کہ اس تکبیر کی برکت سے آگ بجھ جائے گی، جب عذاب قبر بھی آگ سے ہے اور تمہارے ہاتھ کی رسائی وہاں نہیں ہے تو تکبیر کہنا چاہئے تا کہ مردے دوزخ کی آگ سے چھٹکارا پائیں۔

پانچویں دلیل: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسے لحد میں رکھا کہا۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَفِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

جب لحد برابر کرنے لگے کہا

الٰہی اسے شیطان سے بچا اور عذاب قبر سے امان دے۔

پھر فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

صحابہ کرام یا تابعین عظام مستحب جانتے تھے کہ جب میت لحد میں رکھا جائے تو دعا کرے الٰہی اسے شیطان رجیم سے پناہ دے۔ اہل علم مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو دفن کریں یوں کہیں اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملت پر، الٰہی اسے عذاب قبر، وعذاب دوزخ اور شیطان ملعون کے شر سے پناہ بخش۔

ان حدیثوں سے جس طرح یہ ثابت ہوا کہ اس وقت شیطان رجیم کا دخل ہوتا ہے، یوں ہی یہ بھی واضح ہوا کہ اذان دفع شیطان کی ایک عمدہ تدبیر ہے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اس کے دفع کی تدبیر سنت ہے۔ کہ دعا نہیں مگر ایک تدبیر۔

چھٹی دلیل: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر وقوف فرماتے اور ارشاد کرتے اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے جواب نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال

ہوگا۔ (ابوداؤد، حاکم، بیہقی)

دوسری روایت میں ہے کہ جب مردہ دفن ہوکر قبر درست ہوجاتی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہوکر دعا کرتے، الٰہی ہمارا ساتھی تیرا مہمان ہوا اور دنیا اپنے پس پشت چھوڑ آیا، الٰہی سوال کے وقت اس کی زبان درست رکھ اور قبر میں اس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہ ہو۔ (سنن سعید بن منصور)

ان احادیث اور دلیل پنجم وغیرہ سے ثابت کہ دفن کے بعد دعا سنت ہے۔

ساتویں دلیل : کتاب الاذکار میں ہے، مستحب ہے کہ دفن سے فارغ ہوکر ایک ساعت قبر کے پاس بیٹھیں اتنی دیر کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم ہو اور بیٹھنے والے قرآن مجید کی تلاوت اور میت کے لئے دعا اور وعظ و نصیحت اور نیک بندوں کے ذکر وحکایت میں مشغول رہیں۔

اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ میت کو نزول رحمت کی حاجت ہے اور ان امور میں نزول رحمت ہے تو اذان بحکم احادیث موجب نزول رحمت ودفع عذاب ہے کیوں کر جائز ومستحب نہ ہوگی۔

(ان کے علاوہ اور بھی دلائل ہیں جنہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے خالص علمی انداز میں پیش فرمایا ہے جو اہل علم حضرات پر مخفی نہیں۔ مرتب)

میت کے لئے اذان قبر کے فوائد وبرکات

اذان سے میت کو یہ سات فائدے حاصل ہوتے ہیں:

(۱) شیطان رجیم کے شر سے پناہ۔

(۲) تکبیر کی بدولت عذاب نار سے امان۔

(۳) جواب سوالات کا یاد آجانا۔

(۴) ذکر اذان کے باعث عذاب قبر سے نجات پانا۔

(۵) ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے نزول رحمت۔

(۶) اذان کی بدولت دفع وحشت۔

(۷) زوال غم وحصول سرور وفرحت۔

زندوں کے لئے منافع

زندوں کے لئے اذان میں پندرہ منافع ہیں۔ سات تو وہی جو مذکور ہوئے اور باقی یہ ہیں:

(۸) میت کے لئے دفع شیطان کی تدبیر سے اتباع سنت۔

(۹) آسانی جواب کی تدبیر سے اتباع سنت۔

(۱۰) قبر کے پاس کی دعا سے اتباع سنت۔

(۱۱) نفع میت کے قصد سے قبر کے پاس تکبیریں کہکر اتباع سنت۔

(۱۲) مطلق ذکر کے فوائد ملنا، جن سے قرآن وحدیث مالا مال ہیں۔

(۱۳) ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سبب رحمتیں پانا۔

(۱۴) مطلق دعا کے فضائل ہاتھ آنا، جسے حدیث میں مغز عبادت فرمایا:

(۱۵) مطلق اذان کے برکات ملنا، جن میں ملتہائے آواز تک مغفرت اور ہر خشک وتر کے استغفار و شہادت اور دلوں کو صبر د سکون وراحت ہے۔

ایک احمقانہ سوال کا جواب

جہال منکرین یعنی وہ لوگ جو اذان قبر کے منکر ہیں یہاں اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو اعلام نماز کے لئے ہے، یہاں کونسی نماز ہوگی جس کے لئے اذان کہی جاتی ہے؟ مگر یہ ان کی جہالت انہیں کو زیب دیتی ہے، وہ نہیں جانتے کہ اذان میں کیا کیا اغراض ومنافع ہیں اور شرع مطہر نے نماز کے سوا کن کن مقامات میں اذان مستحب فرمائی ہے۔

- اذان غم وفکر کو دور کرنے کے لئے بھی ہوتی ہے۔
- وحشت وخوف زائل ودفع کرنے کے لئے۔
- بچے کے کان میں اذان دیجاتی ہے۔
- تیز آندھی یا خوفناک بارش وغیرہ ہو۔

ان کے سوا اور بھی دیگر مواقع پر اذانیں دی جاتی ہیں۔

بعض احمق جاہل بچے کے کان کی اذان سے یہ جواب دیتے ہیں کہ اس اذان کی نماز تو بچہ کی موت کے بعد ہوتی ہے یعنی نماز جنازہ، یہ اذان جو قبر پر کہو گے۔ اس کی نماز کہاں ہے؟ بچہ کے کان کی اذان کو نماز جنازہ کی اذان بتانا جیسی جہالت فاحشہ ہے خود ظاہر ہے، مگر ان کا جواب ترکی بہ ترکی یہ ہے کہ نماز جس طرح صرف قیام سے ہوتی ہے جو ادنیٰ افعال نماز ہے، ایک نماز روز محشر صرف سجود سے ہوگی جو اعلیٰ افعال نماز ہے جس دن کشف ساق ہوگا اور مسلمان سجدے میں گریں گے، منافق سجدہ نہ کرسکیں گے، قبر کی اذان اس نماز کی اذان ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۴۵ تا ۵۵۸]

❁❁❁

تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ

جب کوئی مسلمان نزع میں مبتلا ہو اسے اسلامی طریقہ پر کلمہ طیبہ کی تلقین کی جائے، روح نکلنے کے بعد تجہیز و تکفین کا انتظام ہو، سنت کے مطابق تمام امور انجام دیے جائیں پھر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے۔ موت کے بعد اس پر نوحہ کرنا، چلا کر رونا، کپڑے پھاڑنا، چہرہ نوچنا یہ سب جاہلیت کی باتیں ہیں اسلام نے ان قبیح حرکات سے منع فرمایا ہے ہاں بغیر آواز کے رونے اور اس میں آنسو نکلنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ (مرتب)

نزع کے وقت کلمہ طیبہ کی تلقین

جب آدمی نزع میں مبتلا ہو تو اسے لا الہ الا اللہ کی تلقین کیجائے یعنی اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،بھی ملایا جائے کیوں کہ لا الہ الا اللہ سے مراد پورا کلمہ طیبہ ہے۔ (مرتب)

تلقین اور اس کے طریقہ سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

دم نزع دو شیطان آدمی کے دونوں پہلو پر آ کر بیٹھتے ہیں، ایک اس کے باپ کی شکل بنکر، دوسرا، ماں کی، ایک کہتا ہے وہ شخص یہودی ہو کر مرا، تو یہودی ہو جا کہ یہود وہاں بڑے چین سے ہیں، دوسرا کہتا ہے وہ شخص نصرانی گیا، تو نصرانی ہو جا کہ نصاریٰ وہاں بڑے آرام سے ہیں۔

- علما فرماتے ہیں: کہ شیطان کے اغوا سے بچانے کے لئے نزع والے کو تلقین کا حکم ہوا۔
  تلقین کا سبب یہ ہے کہ اس وقت شیطان آدمی کا ایمان بگاڑنے آتا ہے، لا الہ الا اللہ سے پورا کلمہ طیبہ مراد ہے۔
- فتح القدیر میں ہے کہ: تلقین سے مقصود تعرض شیطان کے وقت ایمان کا یاد دلانا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اموات کو لا الٰہ الا اللہ کی شہادت یاد دلائے، اور اس یاد دلانے کی صورت یہ ہے کہ اس کی نزع میں اس کے پاس ایسی آواز سے کہ وہ سنے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد ارسول اللہ پڑھیں۔

- مجمع الانہر میں ہے:

میت کو شہادت سکھائیں، اس کے عزیزوں، دوستوں پر لازم ہے کہ دونوں شہادتیں اس کے پاس پڑھیں۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کا آخر کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں جائے۔ (مشکوٰۃ)

- بحر الرائق میں ہے:

میت کو شہادت کی تلقین کریں یوں کہ اس کے پاس لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیں۔

- کافی شرح وافی میں ہے:

شہادت کی تلقین کریں اور شہادت یہ ہے کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میت کو تلقین شہادت کا حکم فرمایا ہے۔
تلقین کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ خود اس کے پاس پورا کلمہ پڑھیں کہ وہ سن کر پڑھے، اور یوں نہ کہیں کہ کہہ، اور جب وہ دونوں جز کلمہ طیبہ کے کہہ لے تو اس سے دوبارہ کہنے کا اصرار نہ کریں کہ کہیں اکتا نہ جائے، ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد کوئی اور بات اس نے کی تو پھر تلقین کریں کہ آخر کلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو۔[فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۰۱]

غسل میت کا ایک مسئلہ

لوگوں میں مشہور یہ ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے تو دونوں ایک دوسرے کے لئے اجنبی محض ہو جاتے ہیں، مرد، نہ عورت کو دیکھ سکتا ہے، نہ چھو سکتا ہے، نہ جنازے کو کندھا دے سکتا ہے، اسی طرح عورت بھی مرد کو نہ دیکھ سکتی ہے، نہ چھو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ (مرتب)
اس مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:
مرد کے بارے میں یہ مسئلہ صحیح ہے کہ وہ عورت کی وفات کے بعد اسے غسل نہیں دے سکتا، نہ اس کے بدن کو ہاتھ لگا سکتا ہے کہ موت کے سبب سے عورت بالکل محل نکاح نہ رہی، چھونے کا جواز صرف نکاح کی بناء پر تھا، ورنہ زن وشوہر اصل میں محض اجنبی ہوتے ہیں، اب کہ نکاح زائل ہو گیا چھونے کا جواز بھی جاتا رہا، یعنی زوجہ کے انتقال کے بعد شوہر کو اس کا منہ یا بدن دیکھنا جائز ہے، قبر میں اتارنا جائز ہے، اور جنازہ تو محض اجنبی تک اٹھاتے ہیں لہٰذا شوہر بھی اٹھا سکتا ہے، ہاں بغیر حائل کے اس کے بدن کو ہاتھ لگانا شوہر کو نا جائز ہوتا ہے۔
مرد کی وفات کے بعد عورت جب تک عدت میں رہتی ہے تو ایک طرح سے اسکے نکاح میں رہتی ہے، اس لئے عورت کو جب تک عدت میں رہے شوہر مردہ کا بدن چھونا بلکہ اسے غسل دینا بھی جائز رہتا ہے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۹۶/۱۶]

مرد کے لئے کفن سنت

مرد کے لئے تین کپڑے سنت ہیں:
(۱) ایک تہبند کہ سر سے پاؤں تک ہو۔ (۲) کفنی گردن کی جڑ سے پاؤں تک۔
(۳) اور چادر کہ اس کے قد سے سر اور پاؤں دونوں طرف اتنی زیادہ ہو جسے لپیٹ کر باندھ سکیں۔
پہلے چادر بچھائیں اس پر تہبند، پھر میت مغسول کا بدن ایک کپڑے سے صاف کریں، پھر اس پر رکھ کر کفنی، پہنا کر تہبند لپیٹیں، پہلے بائیں طرف، پھر دہنی طرف لپیٹیں تا کہ دہنا حصہ بائیں کے اوپر رہے، پھر اسی طرح چادر لپیٹ کر اوپر نیچے دونوں جانب سے باندھ دیں۔

عورت کے لئے کفن سنت

اور عورت کے لئے پانچ کپڑے سنت ہیں۔
- تین یہی۔

مگر مرد وعورت کے لئے کفنی میں اتنا فرق ہے، کہ مرد کی قمیص عرض میں مونڈھوں کی طرف چیرنا چاہئے اور عورت کا طول میں سینے کی جانب۔
- چوتھے اوڑھنی، جس کا طول ڈیڑھ گز یعنی تین ہاتھ ہو۔
- پانچواں سینہ بند، کہ پستان سے ناف بلکہ افضل یہ ہے کہ رانوں تک ہو۔

پہلے چادر اور اس پر تہبند بدستور بچھا کر کفنی پہنا کر تہبند پر لٹائیں، اور اس کے بال دو حصے کر کے بالائے سینہ کفنی کے

اوپر لاکر رکھیں، اس کے اوپر اوڑھنی سر سے اوڑھا کر بغیر لپیٹے منہ پر ڈالدیں، پھر تہبند اور اس پر چادر بدستور لپیٹیں اور چادر اسی طرح دونوں سمت باندھ دیں، ان سب کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ناف یا ران تک باندھیں، یہ کفن سنت ہے۔

مرد و عورت کے لئے کفن کفایت

اور کفن کافی اس قدر ہے۔

- کہ مرد کے لئے دو کپڑے ہوں۔

تہبند اور چادر۔

- عورت کے لئے تین۔

کفنی و چادر، یا تہبند اور تیسرے اوڑھنی۔

اسے کفن کفایت کہتے ہیں۔

اگر میت کا مال زائد اور وارث کم ہوں تو کفن سنت افضل ہے اور عکس ہو تو کفن کفایت اولیٰ، اور اس سے کمی بحالت اختیار جائز نہیں، ہاں وقت ضرورت جو میسر آئے، صرف ایک ہی کپڑا کہ سر سے پاؤں تک ہو مرد و عورت دونوں کے لئے بس ہے۔

کفن کے لئے سوال کرنا

جاہل محتاج جب ان کا مورث محتاج مرتا ہے لوگوں سے پورے کفن کا سوال کرتے ہیں، یہ حماقت ہے، ضرورت سے زیادہ سوال حرام، اور ضرورت کے وقت کفن میں ایک کپڑا کافی، بس اسی قدر مانگیں، اس سے زائد مانگنا جائز نہیں، ہاں ان کو بے مانگے جو مسلمان بہ نیت ثواب پورا کفن محتاج کے لئے دے گا اللہ عزوجل سے پورا ثواب پائے گا۔

نابالغ بچے کا کفن

نابالغ اگر حد شہوت کو پہنچ گیا ہے جب تو ان کا کفن جوان مرد و عورت کی مثل ہے۔

اور یہ حکم یعنی حد شہوت کو پہنچنا لڑکے میں بارہ اور لڑکی میں نو برس کی عمر کے بعد نہیں رکھتا۔

جو بچے اس عمر و حالت کو نہ پہنچیں ان میں اگر لڑکے کو ایک اور لڑکی کو دو کپڑوں میں کفن دیدیں تو کوئی حرج نہیں، اور لڑکے کو دو، لڑکی کو تین دیں تو اچھا ہے۔ اور دونوں کو پورا کفن مرد و عورت کا دیں تو سب سے بہتر ہے۔

اور جو بچہ مردہ پیدا ہوا یا کچا گر گیا اسے بہر طور ایک ہی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہئے، کفن نہ دیں۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۴/ص ۱۰]

کفن پر پھول ڈالنا

کفن کے اوپر پھولوں کی چادر ڈالنے میں شرعاً بالکل حرج نہیں، بلکہ نیت حسن سے حسن ہے، جیسے قبور پر پھول ڈالنا کہ وہ جب تک تر ہیں تسبیح کرتے ہیں اس سے میت کا دل بہلتا ہے اور رحمت اترتی ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴/ص ۱۲]

کفن پر عہد نامہ وغیرہ لکھنا جائز و نافع

- ہمارے علمائے کرام نے فرمایا کہ میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ لکھنے سے اس کے لئے امید مغفرت ہے۔
- امام طاؤس تابعی نے اپنے کفن میں عہد نامہ لکھے جانے کی وصیت فرمائی اور حسب وصیت ان کے کفن میں لکھا گیا۔
- حضرت کثیر بن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور صحابی ہیں خود اپنے کفن پر کلمہ شہادت لکھا۔

- اور خود حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ دعا کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھدے اسے عذاب قبر نہ ہو، نہ منکر نکیر نظر آئیں۔ اور وہ دعا یہ ہے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ (نوادر الاصول)

- ایک روایت میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر نماز میں سلام کے بعد یہ دعا پڑھے فرشتہ اسے لکھ کر مہر لگا کر قیامت کے لئے اٹھا رکھے، جب اللہ تعالیٰ اس بندے کو قبر سے اٹھائے، فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لائے اور ندا کی جائے عہد والے کہاں ہیں، انہیں وہ عہد نامہ دے دیا جائے۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنِّیْ اَعْھَدُ اِلَیْکَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ فَاِنَّکَ اِنْ تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ تُقَرِّبْنِیْ مِنَ السُّوْءِ وَتُبَاعِدْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ وَاِنِّیْ لَا اَعْلَقُ اِلَّا بِرَحْمَتِکَ فَاجْعَلْ رَحْمَتَکَ لِیْ عَھْدًا عِنْدَکَ تُؤَدِّیْہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ (ترمذی)

- امام فقیہ ابن عجیل نے اسی دعائے عہد نامہ کی نسبت فرمایا: جب یہ لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں رکھدیں تو اللہ تعالیٰ اسے سوال نکیرین وعذاب قبر سے امان دے۔

- یہی امام فرماتے ہیں جو یہ دعا میت کے کفن میں لکھے اللہ تعالیٰ قیامت تک اس سے عذاب اٹھالے۔ اور وہ دعا یہ ہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ یَاعَالِمَ السِّرِّ یَا عَظِیْمَ الْخَطَرِ یَا خَالِقَ الْبَشَرِ یَا مَوْقِعَ الظَّفَرِ یَا مَعْرُوْفَ الْاَثَرِ یَاذَاالطَّوْلِ وَالْمَنِّ یَاکَاشِفَ الضُّرِّ وَالْمِحَنِ یَا اِلٰہَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فَرِّجْ عَنِّیْ ھُمُوْمِیْ وَاکْشِفْ عَنِّیْ غُمُوْمِیْ وَصَلِّ اللّٰھُمَّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ۔

- امام ابن حجر مکی نے ایک تسبیح کی نسبت جسے کہا جاتا ہے کہ اس کا فضل، اس کی برکت، مشہور ومعروف ہے، بعض علمائے دین سے نقل کیا کہ اسے لکھ کر میت کے سینہ اور کفن کے بیچ میں رکھدے اسے عذاب قبر نہ ہو، نہ منکر نکیر اس تک پہنچیں اور اس دعا کی شرح بہت عظمت والی ہے اور وہ چین وراحت کی دعا ہے۔

سُبْحٰنَ مَنْ ھُوَ بِالْجَلَالِ مُوَحِّدٌ وَبِالتَّوْحِیْدِ مَعْرُوْفٌ وَبِالْمَعَارِفِ وَبِالصِّفَۃِ عَلٰی لِسَانِ کُلِّ قَائِلٍ رَبٌّ وَبِالرُّبُوْبِیَّۃِ لِلْعَالَمِ قَاھِرٌ وَبِالْقَھْرِ لِلْعَالَمِ جَبَّارٌ وَبِالْجَبَرُوْتِ عَلِیْمٌ حَلِیْمٌ وَبِالْعِلْمِ وَالْحِلْمِ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ سُبْحٰنَہٗ کَمَا یَقُوْلُوْنَ وَسُبْحٰنَہٗ کَمَا ھُمْ یَقُوْلُوْنَ تَسْبِیْحًا تَخْشَعُ لَہُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ عَلَیْھَا وَیَحْمَدُنِیْ مِنْ حَوْلِ عَرْشِیْ اِسْمِیْ اِسْمِیْ اللّٰہُ وَاَنَا اَسْرَعُ الْحَاسِبِیْنَ۔

- حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انتقال کے قریب امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اپنے غسل کے لئے پانی رکھوایا، پھر نہائیں، اور کفن منگا کر پہنا اور حنوط کی خوشبو لگائی، پھر مولیٰ علی کو وصیت فرمائی کہ میرے

انتقال کے بعد کوئی مجھے نہ کھولے اور اسی کفن میں دفن فرمادی جائیں، میں نے پوچھا کسی اور نے بھی ایسا کیا، کہا ہاں کثیر بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے، اور انہوں نے اپنے کفن کے کناروں پر لکھا تھا "کثیر بن عباس گواہی دیتا ہے کہ لاالہ الا اللہ۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ لاالہ الا اللہ لکھا جانا عہدنامہ کی ایک صورت ہے۔
(مصنف عبدالرزاق، طبرانی، ابونعیم حلیہ)

- امام صفار نے ذکر فرمایا کہ اگر میت کی پیشانی، یا عمامہ، یا کفن پر عہد نامہ لکھدیا جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخشدے اور عذاب قبر سے ماموں کرے۔
- درمختار میں ہے:

مردے کی پیشانی، یا عمامہ، یا کفن پر عہدنامہ لکھنے سے اس کے لئے بخشش کی امید ہے، کسی صاحب نے وصیت کی تھی کہ ان کی پیشانی اور سینے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھدیں، لکھدی گئی، پھر خواب میں نظر آئے، حال پوچھنے پر فرمایا جب میں قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، جب میری پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی دیکھی، کہا تجھے عذاب الٰہی سے امان ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۲۷ تا ۱۲۹]

سعد بن ابی وقاص کا کفن

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے جو کپڑا مس ہو جائے وہ بابرکت اور معظم ہو جاتا ہے اور یہ کہ اس کپڑے کو آگ نہیں جلاسکتی جیسا کہ ایک دسترخوان کا واقعہ مشہور ہے، اسی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے مس شدہ کپڑے میں کفن دینے کو پسند فرمایا اور بعض نے وصیت بھی کی اور بعض نے حضور سے کفن کے لئے کپڑا مانگ لیا۔ (مرتب)

اس قسم کے بعض واقعات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں:

ایک بی بی نے بہت محنت سے ایک خوبصورت تہبند بن کر خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نذر کیا حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسے مانگا حالانکہ خود حضور کو اس کی ضرورت تھی، حضور اجود الاجودین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انہیں ملامت کی کہ اس وقت اس ازار شریف کے سوا حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کے پاس اور تہبند نہ تھا اور آپ جانتے ہیں کہ حضور اکرم الاکرما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی سائل کو رد نہیں فرماتے، پھر آپ نے کیوں مانگ لیا، انہوں نے کہا واللہ میں نے استعمال کو نہ لیا، بلکہ اس لئے کہ اس میں کفن دیا جاؤں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی اس نیت پر انکار نہ فرمایا، آخر اسی میں کفن دیئے گئے۔ (بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۲۹]

دختر رسول کا کفن

حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب یا حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کفن میں اپنا تہبند اقدس عطا کیا اور غسل دینے والی بی بیوں کو حکم دیا کہ اسے ان کے بدن کے متصل رکھیں۔ (بخاری، مسلم)

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: جب ہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لڑکی کو غسل دے رہے تھے

حضور تشریف لائے اور فرمایا کہ تین یا پانچ بار غسل دو اور پانی بیری کے پتوں سے جوش دیا ہوا ہو، اور آخر میں کچھ کافور لگا دینا، اور جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتانا، ہم فراغت کے بعد حضور کو بتانے لگے تو حضور نے اپنا تہبند ہم پر ڈالکر فرمایا کہ اسے اس کے بدن سے ملا کر رکھو۔ (ت) (بخاری، مسلم)

علماء فرماتے ہیں: یہ حدیث مریدوں کو پیروں کے لباس میں کفن دینے کی اصل ہے۔

فاطمہ بنت اسد کا کفن

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت اسد والدۂ ماجدہ امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی قمیص اطہر میں کفن دیا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے انہیں اپنی قمیص مبارک اس لئے پہنائی کہ یہ جنت کے لباس پہنیں۔ (ابونعیم، دیلمی)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: کہ جب والدۂ امیر المومنین علی حضرت فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اپنی قمیص مبارک پہنائی اور ان کی قبر میں لیٹے، جب قبر پر مٹی برابر کردی گئی تو بعض لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ کو وہ بات کرتے ہوئے دیکھا جو آپ نے کسی کے ساتھ نہ کیا، حضور نے فرمایا کہ میں نے انہیں اپنی قمیص اس لئے پہنائی تا کہ یہ جنت کے لباس پہنیں اور میں ان کی قبر میں ان کے ساتھ لیٹا تا کہ قبر کی تنگی ان پر کم ہو جائے، ابوطالب کے بعد یہی مجھ پر حسن سلوک کرنے والی خاتون تھیں۔

(ت) (ابونعیم معرفۃ الصحابہ، مسند الفردوس)

امیر معاویہ کا کفن

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت وصیت میں فرمایا، میں صحبت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرف یاب ہوا، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاجت کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں میں لوٹا لیکر ہمراہ رکاب سعادت مآب ہوا، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جوڑے سے کرتا کہ بدن اقدس کے متصل تھا مجھے انعام فرمایا، وہ کرتا میں نے آج کے لئے چھپا رکھا تھا۔

اور ایک روز حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناخن و موئے مبارک تراشے وہ میں نے لیکر اس دن کے لئے اٹھا رکھے۔

یہ کہہ کر حضرت امیر معویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب میں مرجاؤں تو قمیص سراپا تقدیس کو میرے کفن کے نیچے بدن کے متصل رکھنا، اور موئے مبارک و ناخن ہائے مقدسہ کو میرے منہ میں اور آنکھوں اور پیشانی وغیرہ مواضع سجود پر رکھ دینا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۲۹ تا ۱۳۱]

دفن میں عجلت کرنا چاہئے

قبر وغیرہ تیار ہو جانے کے بعد مردے کو جلد دفن کر دینا چاہئے بلا ضرورت شرعیہ تاخیر مناسب نہیں۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں کوئی مرے تو اسے نہ روکو اور جلد دفن کو لیجاؤ۔ (طبرانی)

دوسری حدیث میں ہے: جلدی کرو کہ مسلمان مردے کو روکنا نہ چاہئے۔ (ابوداؤد)

اسی طرح نماز جنازہ میں بھی جلدی کرنا بہتر اور شرع کو محبوب و مطلوب ہے۔

حدیث میں ہے: تین چیزوں میں دیر نہ کرو۔

(۱) نماز جب اس کا وقت آجائے۔

(۲) جنازہ جس وقت حاضر ہو۔
(۳) اور زن بے شوہر جب اس کا کفو ملے۔(ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد)
ایک حدیث میں یہ ہے کہ: جنازہ میں جلدی کرو۔(صحاح ستہ)
اسی لئے علماء فرماتے ہیں: اگر روز جمعہ پیش از جمعہ جنازہ تیار ہو گیا جماعت کثیرہ کے انتظار میں دیر نہ کریں پہلے ہی دفن کر دیں۔

اس مسئلہ کا بہت لحاظ رکھنا چاہئے کہ آج کل عوام میں اس کے خلاف رائج ہے، جنہیں کچھ سمجھ ہے وہ تو اسی جماعت کثیرہ کے انتظار میں روکے رکھتے ہیں، اور نرے جہال نے اپنے جی سے اور باتیں تراشی ہیں کوئی کہتا ہے میت بھی جمعہ کی نماز میں شریک ہو جائے، کوئی کہتا ہے نماز کے بعد دفن کریں گے تو میت کو ہمیشہ جمعہ ملتا رہے گا، یہ سب بے اصل و مقصد شرع کے خلاف ہیں۔[فتاویٰ رضویہ ج ۴،ص ۵۰]

شب جمعہ کی موت

شب جمعہ و روز جمعہ اور رمضان مبارک میں ہر روز کے واسطے یہ حکم ہے کہ جو مسلمان ان میں مرے گا سوال نکیرین و عذاب قبر سے محفوظ رہے گا، اللہ اس سے زیادہ کریم ہے کہ ایک شی کو معاف فرما کر پھر اس پر مواخذہ کرے۔[فتاویٰ رضویہ ج ۴،ص ۱۲۴]

قبر کی شرعی صورت

قبر بنانے میں لوگوں میں بیحد اختلاف ہے بعض لوگ کافی اونچی اور چوکور بناتے ہیں، بعض لوگ زمین کے برابر کر دیتے ہیں صرف ایک حصہ اونچا رہتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔(مرتب)
قبر بنانے کے معاملے میں شرعی حکم یہ ہے کہ قبر پختہ نہ کرنا بہتر ہے اور کریں تو اندر سے کچا رہے، اوپر سے پختہ کر سکتے ہیں، لمبائی و چوڑائی میت کے موافق ہو، اور بلندی ایک بالشت سے زیادہ نہ ہو، صورت ڈھلوان بہتر ہے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۴،ص ۱۰۱]

مردے پر رونا

کسی کی موت پر جب اس کے عزیز واقارب روتے ہیں تو اس کے سبب سے مردے پر عذاب ہوتا ہے اور وہ بھی رونے لگتا ہے، حدیث میں یہی ہے کہ زندوں کے رونے سے مردے کو عذاب دیا جاتا ہے۔(مرتب)
اس حدیث کے معنی علماء کی ایک جماعت سے یہ منقول ہیں کہ لوگ مردے پر جو روتے ہیں مردے کو ان کا رونا سن کر صدمہ ہوتا ہے اور ان کے لئے اس کا دل کڑھتا ہے۔
ایک حدیث میں یہ ہے کہ ایک بی بی اپنے بیٹے پر رو رہی تھیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں منع کیا، اور فرمایا: جب تم میں کوئی روتا ہے تو اس کے رونے پر مردے کے بھی آنسو نکل آتے ہیں تو اے خدا کے بندو اپنے مسلمان بھائیوں کو تکلیف نہ دو۔(عمدۃ القاری شرح بخاری)
ایک اور حدیث میں آیا ہے نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کوئی روتا ہے تو اس کا ساتھی وہ مردہ بھی رونے لگتا ہے۔
دوسری روایت میں ہے: وہ بی بی یعنی حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھیں، اپنے ایک بیٹے کو یاد کر کے روئیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا طریقہ ہے کہ دنیا میں زندگی تک تو اپنے ساتھی سے اچھا سلوک کرو اور مرے پیچھے ایذا دو، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی جان پاک ہے کہ تمہارے رونے پر تمہارا مردہ رونے لگتا ہے تو اے خدا کے بندو اپنی اموات کو عذاب نہ کرو۔

(ابوبکر بن ابی شیبہ، طبرانی) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۴۷]

ایذائے میت کی ممانعت

مردے کو کسی طرح کی کوئی تکلیف دینا منع ہے مثلاً بالوں کو کھینچنا یہاں تک کہ کنگھا کرنا بھی منع ہے۔ اس کی کسی ہڈی کو توڑنا ایسا ہے جیسے زندہ انسان کی ہڈی کو توڑنا، بلکہ اگر مردے کو برائی سے یاد کیا جائے یا اسے برا کہا جائے تو یہ باتیں بھی مردے کو تکلیف دینے والی ہیں احادیث میں ان سب سے ممانعت آئی ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میت کے کنگھی کرنے سے منع فرمایا کہ اسے تکلیف ہوگی اور فرمایا کاہے پر اپنے مردے کے موئے پیشانی کھینچتے ہو۔ (کتاب الآثار امام محمد)

ایک حدیث میں ہے کہ مردہ مسلمان کی ہڈی توڑنی ایسی ہی ہے جیسے زندہ مسلمان کی ہڈی توڑنی۔ (صحاح ستہ)

موت کے بعد برا بھلا کہنے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مردوں کو برا مت کہو کہ وہ اپنے کیئے کو پہنچ چکے۔ (بخاری، نسائی)

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مردوں کو یاد نہ کرو مگر بھلائی کے ساتھ کہ اگر وہ جنتی ہیں تو برا کہنے میں تم گنہگار ہوگے اور اگر دوزخی ہیں تو انہیں وہ عذاب ہی بہت ہے جس میں وہ ہیں۔ (نسائی)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: مردوں کو برا نہ کہو کہ اس کے باعث زندوں کو ایذا دو۔ (احمد، ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: جب تمہارا ساتھی مرجائے تو اسے معاف رکھو اور اس پر طعن نہ کرو۔ (ابوداؤد)

عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا مردے کو ایذا نہ دے۔ (مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۳، ۳۴]

تعزیت کو جانا

عرف و رواج میں تعزیت کا جو طریقہ رائج ہے کہ میت کے گھر والوں کے پاس جا کر لوگ انہیں صبر و شکر کی تلقین کرتے ہیں یہ جائز و محمود ہے اور تعزیت میں افضل یہ ہے کہ بعد دفن قبر سے پلٹ کر ہو اور قبل دفن بھی بلا کراہت جائز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بذات خود تعزیت فرمائی اور اس کے فضائل و فوائد ارشاد فرمائے۔ (مرتب)

ایک حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جسے کسی جنازہ کی خبر ملے وہ اہل میت کے پاس جا کر ان کی تعزیت کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک قیراط ثواب لکھے، پھر اگر جنازہ کے ساتھ جائے تو اللہ تعالیٰ دو قیراط اجر لکھے، پھر اس پر نماز پڑھے تو تین قیراط، پھر دفن میں حاضر ہو تو چار، اور ہر قیراط کوہ احد کے برابر ہے۔ (صحیح ابن سکن)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے اس کے لئے صاحب مصیبت کی طرح اجر و ثواب ہے۔ (ت) (ترمذی)

حدیث: جو کسی تکلیف والے کی تعزیت کرے اسے جنت میں چادر پہنایا جائے گا۔ (ت) (ترمذی)

حدیث: جو اپنے بھائی کی مصیبت کے وقت میں تعزیت کرے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنتی جوڑا پہنائے

گا۔(ت)(ابن ماجہ، بیہقی)

حدیث: حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ تمہارے گھر سے باہر آنے کا سبب کیا ہے عرض کی ہم اس میت کے گھر والوں کے پاس آئے تھے میں نے ان کے لئے دعائے رحمت کی اور ان کے مردہ کی ان سے تعزیت کی۔(ت)(ابوداؤد، نسائی)

اور تعزیت کے لئے اولیائے میت کے مکان پر جانا بھی سنت سے ثابت ہے۔

بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام بیٹھا کرتے تھے، ایک صحابی کا ایک چھوٹا بچہ تھا اپنے ساتھ وہ اپنے بچے کو بھی لایا کرتے تھے، کئی دن تک وہ صحابی بارگاہ نبوی میں حاضر نہ ہوئے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کیا سبب ہے کہ فلاں نظر نہیں آتا ہے، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ان کا وہ لڑکا جسے آپ نے دیکھا تھا وہ ہلاک ہوگیا ہے، یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں تشریف لائے اور ان کے بیٹے کے بارے میں پوچھا، حضور کو بتایا گیا کہ اس کی موت ہوگئی ہے پھر حضور نے اس کی تعزیت فرمائی۔(ت)(نسائی)

تین روز تک اولیائے میت کو بھی رخصت واجازت ہے کہ منکرات کے ارتکاب ورسوم کفار کے اتباع کے بغیر اپنے مکان میں تعزیت کے لئے بیٹھیں تاکہ لوگ ان کے پاس آئیں اور رسم تعزیت بجالائیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ زید وجعفر وابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خبر شہادت سن کر مغموم ومحزون مسجد میں تشریف رکھی، صحابہ حاضر ہوتے اور تعزیت کرتے جاتے۔(بخاری، مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ایک صحابی کو دفن کرکے پلٹے اور صحابہ کرام حاضر رکاب سعادت تھے، میت مرحوم کی زوجہ مطہرہ کا بھیجا ہوا آدمی ملا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے، یعنی حضور نے تعزیت فرمائی۔(ابوداؤد، مسند احمد)[فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۷۷ تا ۱۷۹]

طریقۂ تلقین قبر جس طرح نزع کے وقت تلقین کی جاتی ہے اسی طرح تدفین کے بعد قبر پر تلقین کرے۔(مرتب) حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب تمہارا کوئی بھائی مسلمان مرے اور اس کی قبر پر مٹی برابر کرچکو تو تم میں ایک شخص اس کی قبر کے سرہانے کھڑے ہوکر کہے۔

- یا فلان بن فلانة

کہ وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا۔

- پھر کہے، یا فلان بن فلانة

وہ سیدھا ہوکر بیٹھ جائے گا۔

- پھر کہے، یا فلان بن فلانة

وہ کہے گا ہمیں ارشاد کر، اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی۔

- پھر کہے، اُذْكُرْ مَاخَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحمداً عَبْدُه وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيهِ وَسَلم وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْناً وَ بِمُحمدٍ صَلَّى اللّٰهُ

تَعَالیٰ عَلَیهِ وَسَلَّم نَبِیاً وَ بِالْقُرآنِ اِمَاماً۔

نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو ہم اس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے، اس پر کسی نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو فرمایا تو حوا کی طرف نسبت کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب قبر پر مٹی برابر کر چکیں اور لوگ واپس جائیں تو مستحب سمجھا جاتا ہے کہ میت سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر تین بار کہا جائے۔

- یَا فُلَانُ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
- پھر کہا جائے، قُل رَبِیَ اللّٰه وَدِیْنِی الْاِسْلَامُ وَنَبِیِّی مُحمدٌ صَلّی اللّٰه تَعالیٰ عَلَیهِ وَسلمَ۔

کہ میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام اور میرا نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(طبرانی، ابن شاہین) [فتاویٰ رضویہ ج۴، ص ۹۵]

نماز جنازہ کی فضیلت

نماز جنازہ مسلمان کا حق اور فرض کفایہ ہے، آبادی کا ایک آدمی بھی اگر میت پر نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا اگر کسی نے بھی نہ پڑھی اور یوں ہی دفن کر دیا تو اس آبادی کے سب لوگ گنہگار ہوں گے۔ احادیث میں نماز جنازہ کی عظیم فضیلت ارشاد ہوئی ہے کہ مسلمان کسی مومن کی نماز جنازہ پڑھیں تو اس کی مغفرت ہو جائے گی، اور ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول ہو گی اور پہاڑ کے برابر ثواب ملے گا۔ (مرتب)

حدیث: جس مسلمان کے جنازے پر چالیس مسلمان نماز میں کھڑے ہوں اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرمائے۔ (مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حدیث: جس میت پر سو مسلمان نماز جنازہ میں شفیع ہوں ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول ہو۔ (مسلم، نسائی، مسند احمد)

مالک شفاعت صرف حضور شفیع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور جو کوئی شفاعت کرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت سے کرے گا۔

حدیث: جس مسلمان کے جنازے پر مسلمانوں کا ایک گروہ کہ تین صف کی مقدار کو پہنچتا ہو نماز پڑھے اس کی مغفرت ہو جائے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث: جس پر سو مسلمان نماز پڑھیں بخشا جائے۔ (ابن ماجہ)

حدیث: جس مردے پر مسلمان کا ایک گروہ نماز پڑھے، ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول ہو۔ (نسائی)

حدیث: جس مسلمان پر سو آدمی نماز پڑھیں، اللہ عزوجل اس کی مغفرت فرمادے۔ (طبرانی کبیر)

شریعت مطہرہ انسانوں کے لئے پیغام رحمت ہے اس نے صرف فرضیت کفایہ پر اکتفا نہ فرمایا، بلکہ نماز جنازہ میں نمازیوں کے لئے عظیم واعظم افضال الٰہیہ کے وعدے دیئے کہ لوگ اگر نفع میت کے خیال سے جمع نہ ہوں گے اپنے فائدے کے لئے دوڑیں گے۔ اس مطلب کی چند احادیث کریمہ یہ ہیں:

حدیث: جو نماز ہونے تک جنازہ میں حاضر رہے اس کے لئے ایک دانگ ثواب ہے، اور دفن تک حاضر رہے تو دو دانگ، جیسے بڑے دو پہاڑ ان میں کا چھوٹا کوہ احد کے برابر۔ (صحاح ستہ)

حدیث: جو کسی جنازہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ دفن ہو چکے اس کے لئے تین قیراط اجر لکھا جائے، ہر قیراط کوہ احد سے بڑا۔ (طبرانی اوسط)

حدیث: جو کسی جنازہ میں اہل جنازہ کے پاس تک جائے اس کے لئے ایک قیراط ہے، پھر اگر جنازہ کے ساتھ تک چلے تو ایک قیراط اور ملے اور نماز پر تیسرا اور دفن پر انتظار تک چوتھا قیراط پائے۔ (بزار)

حدیث: جو کسی میت کو نہلائے، کفن پہنائے، خوشبو لگائے، جنازہ اٹھائے، نماز پڑھے اور جو ناقص بات نظر آئے اسے چھپائے وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

(ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۴، ۵۰، ۵۱]

نماز جنازہ پڑھنے والے مومنین کے لئے اوّلین تحفہ

نماز جنازہ مومنوں کا پہلا تحفہ ہے اس کی برکت یہ ہے کہ نماز پڑھنے والوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومنوں کا پہلا تحفہ یہ ہے کہ اس کی مغفرت ہو جاتی ہے جس نے میت پر نماز پڑھی۔ (ت) (نوادر الاصول)

حدیث: مومن کا پہلا تحفہ یہ ہے کہ جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس پر نماز پڑھنے والوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (ت) (دار قطنی)

حدیث: اس کی موت کے بعد مسلمانوں کا سب سے پہلا بدلہ یہ ہے کہ جو اس کے جنازہ کے پیچھے چلے ان سب کی بخشش ہو جاتی ہے۔ (ت) (شعب الایمان، بزار)

حدیث: مسلمان کا پہلا تحفہ یہ ہے کہ جو اس کے جنازہ میں نکلے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (ت) (خطیب)

حدیث: جب کوئی جنتی شخص مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اٹھانے والے، اس کے پیچھے چلنے والے، اور اس پر نماز پڑھنے والوں کو عذاب دینے سے حیا فرماتا ہے۔ (ت) (مسند الفردوس)

حدیث: مومن کو جو سب سے پہلی بشارت دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اسے اس کی مرضی سے ولی اللہ بشیر کہا جاتا ہے، اور جنت اس کا خیر مقدم و استقبال کرتی ہے، جو تیرے ساتھ چلے اللہ تعالیٰ اسے بخشد یتا ہے اور جو استغفار کرتا ہے اسے قبول فرماتا ہے۔ (ت) (ابن حبان کتاب الثواب) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۲]

تین صف کی فضیلت

جس کی نماز جنازہ میں لوگ تین صف ہوں اس کے لئے امید مغفرت ہے، اس میں تین صف کی بڑی اہمیت ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے جس پر تین صفیں نماز پڑھیں اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ (ت)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی، صرف سات آدمی تھے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلی صف تین آدمیوں کی کی، دوسری دو کی، اور تیسری صف ایک شخص کی۔ (مسند امام اعظم) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۷۸]

اس سے معلوم ہوا کہ تیسری صف اگر تنہا ایک ہی شخص کی ہو تو کوئی قباحت نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ تنہا عورت ایک

صف ہوتی ہے۔ یہ حکم دنیا میں تو ہے ہی آخرت میں بھی جب فرشتوں کی صفیں ہوں گی تو ایک فرشتہ کی تنہا ایک صف ہوگی۔ (مرتب)

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

جس دن کھڑے ہوں گے روح اور ملائکہ صف ہو کر۔ (النباء، ۳۸)

اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ یہ روح آسمان ہفتم میں ہے وہ آسمانوں اور پہاڑوں اور سب فرشتوں سے اعظم ہے، وہ روزانہ بارہ ہزار تسبیحیں کرتا ہے، اللہ عزوجل ہر تسبیح سے ایک فرشتہ بناتا ہے، یہ روح روز قیامت اکیلا ایک صف ہوگا۔ (تفسیر ابن جریر)

دوسری روایت میں ہے: روح ایک فرشتہ ہے اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق جسم میں اس سے بڑی نہ بنائی، جب قیامت کا دن ہوگا وہ اکیلا ایک صف ہو کر کھڑا ہوگا اور تمام فرشتے ملکر ایک صف تو اس کی جسامت ان سب کے برابر ہوگی۔ (معالم التنزیل)

صلاۃ مطلقہ یعنی رکوع و سجود والی نماز میں سب سے افضل صف اول ہے اور نماز جنازہ میں سب سے افضل صف اخیر ہے۔ صلاۃ مطلقہ میں جب تک پہلی صف پوری نہ ہو جائے دوسری صف ہرگز نہ کی جائے گی۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۸۰]

دفن کے بعد نماز جنازہ

دفن سے پہلے اگر کسی میت پر نماز جنازہ نہیں ہوئی تو دفن کے بعد پڑھی جائے گی۔ کتنے دن تک پڑھی جائے گی؟

اس مسئلے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

جب تک میت کا بدن سالم ہونے کا گمان ہو تب تک پڑھی جائے گی اور یہ معاملہ اختلاف موسم، زمین کے حال اور میت کے حال سے جلدی و دیر میں مختلف ہو جاتا ہے۔

- گرمی میں جلد بگڑ جاتا ہے۔
- سردی میں دیر سے۔
- کھاری یا نمناک زمین میں جلد بگڑتا ہے اور اس کے علاوہ دوسری زمین میں دیر سے۔
- موٹا تازہ آدمی جلد بگڑتا ہے اور دبلا پتلا دیر سے۔

لہٰذا اس کے لئے مدت معین نہیں کر سکتے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۱]

دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا

مذہب حنفی میں جبکہ ولی نماز جنازہ پڑھ چکا یا اس کے اذن سے ایک بار نماز ہو چکی اگرچہ یونہی کہ دوسرے نے شروع کی، ولی شریک ہو گیا، تو اب دوسروں کو نماز مطلقاً جائز نہیں، نہ ان کو دوبارہ پڑھنا جائز جو پڑھ چکے، نہ ان کو جائز جو باقی رہے۔ ائمہ حنفیہ کا اس پر اجماع ہے جو اس کا خلاف کرے مذہب حنفی کا مخالف ہے تمام کتب مذہب اس کی تصریحات سے گونج رہی ہیں۔

متعدد کتب فقہ کی عبارات کا خلاصہ یہ ہے:

- نماز جنازہ دوبارہ روا نہیں۔ (درمختار)
- نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔ (درمختار)
- ایک میت پر دوبارہ نماز ناجائز ہے۔ (غنیہ شرح منیہ)
- نماز جنازہ کی تکرار جائز ہونا صرف امام شافعی کا قول ہے، ہمارے نزدیک نہیں۔ (منظومہ مبارکہ)

- کسی میت پر ایک بار سے زیادہ نماز نہ پڑھی جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری)
- نماز جنازہ کا فرض ایک بار کے پڑھنے سے ساقط ہو جاتا ہے، اب اگر پڑھیں تو مکرر ہو جائے گی اور وہ مکرر مشروع نہیں۔ (طحطاوی)
- کسی میت پر دو دفعہ نماز نہ ہو ہاں اگر ولی آئے تو حق اس کا ہے اور دوسرا اس کا حق ساقط نہیں کر سکتا۔ (مبسوط سرخسی، نہایہ)
- جب خود ولی، یا اس کے اذن سے دوسرا نماز پڑھا دے، یا ولی خود ہی تنہا پڑھ لے تو اب کسی کو نماز جنازہ کی اجازت نہیں۔ (کنز الدقائق) [فتاویٰ رضویہ ج۴، ص ۵۹، ۶۰]

جنازہ غائب پر نماز پڑھنا

مذہب حنفی میں جنازہ غائب پر بھی نماز محض ناجائز ہے، ائمہ حنفیہ کا اس کے عدم جواز پر بھی اجماع ہے، ظاہر ہے کہ اسلامی شہروں میں جہاں مسلمان انتقال کرے نماز ضرور ہوگی اور دوسری جگہ خبر کے بعد ہی پہنچے گی۔ [فتاویٰ رضویہ ۴، ص ۶۷ ملخصا]

کتب فقہ میں اس مسئلہ کی صراحت موجود ہے کہ جنازۂ غائب پر نماز ناجائز ہے، اس مسئلہ سے متعلق چند کتب فقہ کی عبارات کا خلاصہ یہ ہے: (مرتب)

- صحت نماز جنازہ کی شرط یہ ہے کہ میت مسلمان ہو، طاہر ہو، جنازہ نمازی کے آگے زمین پر رکھا ہو، اسی شرط کے سبب کسی غائب کی نماز جنازہ جائز نہیں۔ (فتح القدیر، بحر الرائق)
- نماز جنازہ صحیح ہونے کے شرائط سے ہے جنازہ کا مصلے کے آگے رکھا ہونا، اسی لئے ہمارے علماء نے فرمایا کہ مطلقاً کسی غائب پر نماز جائز نہیں۔ (حلیہ)
- جنازہ کا نمازی کے سامنے حاضر ہونا نماز جنازہ کی شرط ہے۔ (متن تنویر الابصار)
- جنازہ کا حاضر ہونا شرط نماز ہے، لہٰذا کسی غائب پر نماز جنازہ صحیح نہیں۔ (درمختار)
- صحت نماز جنازہ کی شرطوں سے ہے میت کا مسلمان ہونا اور نمازیوں کے سامنے حاضر ہونا۔ (متن نور الایضاح)
- میت کا کوئی عضو کسی جگہ ملے تو اس پر نماز جائز نہیں، نہ کسی غائب پر نماز جائز ہے۔ (متن ملتقی الابحر)
- امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس مسئلہ میں ہم سے خلاف بھی اس صورت میں ہے کہ میت دوسرے، شہر میں ہو، اور اگر اسی شہر میں ہو تو نماز غائب امام شافعی کے نزدیک بھی جائز نہیں کہ اب حاضر ہونے میں مشقت نہیں۔ ہمارے نزدیک کسی میت غائب پر نماز نہ پڑھی جائے۔ (شرح مجمع) [فتاویٰ رضویہ ج۴، ص ۶۷، ۶۸]

بے نماز کی نماز جنازہ

مسلمان کے جنازہ کی نماز فرض ہے اگر چہ وہ نماز نہ پڑھتا ہو، اس میں حکم تہدیدی صرف اتنا ہے کہ علماء و صلحاء جن کے پڑھنے سے امید برکت ہوتی ہے بے نماز کا جنازہ خود نہ پڑھیں، عوام سے پڑھوا دیں۔ لیکن یہ کہ کوئی نہ پڑھے اور اسے بے نماز دفن کر دیں یہ جائز نہیں، ایسا کریں گے تو جتنوں کو اطلاع ہوگی سب گنہگار ہوں گے عالم ہوں خواہ جاہل، اور اس کی قبر پر نماز پڑھنی واجب ہوگی جب تک اس کا بدن سلامت رہنے کا گمان ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج۴، ص ۱۹۹]

مقام عبرت

جو بے نماز ہیں وہ اس سے عبرت حاصل کریں کہ علماء و صلحاء کے لئے حکم ہے کہ وہ بے نماز کی نماز جنازہ نہ پڑھیں جب کہ ان کا نماز پڑھنا باعث برکت و رحمت ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم پر میری نماز رحمت و مغفرت ہے۔ (حاشیہ بخاری)

دوسری حدیث میں ہے کہ قبریں اندھیریوں سے بھری ہوئی ہیں میں اپنی نماز سے انہیں روشن و منور کر دیتا ہوں۔ (حاشیہ بخاری)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نماز روشنی و نور ہے مسلمان کو اس کا فائدہ پہنچتا ہے، جب علماء و صلحاء، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارثین و نائبین ہیں تو ان کی نماز میں بھی کچھ نہ کچھ خیر و برکت ہے جس کی یہ نماز پڑھیں گے انہیں یہ برکت و سعادت تو ملے گی مگر بے نماز اس سے محروم ہے۔ (مرتب)

جنازہ سے متعلق چند ضروری باتیں

بعض باتیں ایسی ہیں جن پر لوگ کم توجہ دیتے ہیں یا وہ غلط طور پر مشہور ہیں ہم بغرض اصلاح انہیں یہاں پر درج کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں: (مرتب)

- نماز جنازہ مسجد میں مطلقاً مکروہ ہے، ہاں حد مسجد سے باہر فنائے مسجد میں جائز ہے۔
- میت اگر تابوت کے اندر ہو نماز اس پر اسی طرح جائز ہے کھولنے کی حاجت نہیں۔
- قبر جس قدر میت سے متصل ہوتی ہے اس اندرونی حصہ کو پختہ کرنا ممنوع ہے اور باہر سے پختہ کرنے میں حرج نہیں۔
- لاش کا ایک ملک سے دوسرے ملک کو لیجانا تو بڑی بات ہے دوسرے شہر کو لیجانا بھی ممنوع ہے، میل دو میل تک لیجانے میں حرج نہیں۔
- تابوت میں دفن کرنا مکروہ و خلاف سنت ہے مگر اس حالت میں کہ وہاں زمین بہت نرم ہو تو حفاظت کے لئے حرج نہیں۔
- بہتر یہ ہے کہ قبر میں طاق کھود کر اس میں شجرہ رکھا جائے، اور تبرکات اگر سینہ پر رکھیں تو اس کی ممانعت بھی ثابت نہیں۔
- کفن پہلے سے تیار رکھنے میں حرج نہیں اور قبر پہلے سے بنانا نہ چاہیے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۸۴]
- نماز جنازہ تکبیروں پر ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد نہیں مل سکتی اگر چہ ابھی سلام نہ ہوا ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۶۱۸]
- بچے نے جب تک بات نہ کی ہو اسے مرد عورت سب بے پردہ نہلا سکتے ہیں، یہی وہ عمر ہے جس تک ستر عورت کی اصلاً حاجت نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۶۵۶]

حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جنازۂ اقدس پر با جماعت نماز نہ ہوئی، جنازہ اطہر کا کوئی امام نہ تھا، بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضور کے جنازۂ مقدس پر درود و دعا ہوئی، نماز نہ ہوئی اس لئے کہ حضور سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں، صرف ایک آن کو وعدۂ الٰہیہ کے لئے موت طاری ہوئی پھر اسی آن کے بعد زندہ ہو گئے، لوگ گروہ گروہ آتے اور درود و سلام عرض کرتے ان کا کوئی امام نہ تھا۔ (مرتب)

امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے:

جب حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دیکر سریر منبر پر لٹایا، حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے کوئی امام بن کر نہ کھڑا ہو کہ وہ تمہارے امام ہیں اپنی زندگی دنیا میں اور بعد وصال بھی، پس لوگ گروہ در گروہ آتے اور پرے کے پرے حضور پر صلاۃ کرتے کوئی ان کا امام نہ تھا، علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے عرض کرتے تھے:

''سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، الٰہی ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور نے پہنچادیا جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا، اور ہر بات میں اپنی امت کی بھلائی کی اور راہ خدا میں جہاد فرمایا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے اپنے دین کو غالب کیا اور اللہ کا قول پورا ہوا، الٰہی تو ہم کو ان پر اتاری ہوئی کتاب کے پیروؤں سے کر اور ان کے دین پر قائم رکھ اور روز قیامت ہمیں ان سے ملا''۔

مولیٰ علی یہ دعا کرتے اور حاضرین آمین کہتے، یہاں تک کہ ان پر مردوں، پھر عورتوں، پھر لڑکوں نے صلاۃ کی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (طبقات ابن سعد، بیہقی)

(ابن سعد و بیہقی کی روایت میں ہے۔ مرتب)

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفن دیکر سریر مبارک پر آرام دیا صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حاضر ہو کر عرض کی سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی مہر اور اس کی افزونیاں، اور دونوں حضرات کے ساتھ ایک گروہ مہاجرین اور انصار کا تھا جس قدر اس حجرۂ پاک میں سماجاتا، ان سب نے یوں ہی سلام عرض کیا اور صدیق و فاروق پہلی صف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے یہ دعا کرتے کہ الٰہی میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ تو نے اپنے نبی پر اتارا حضور نے امت کو پہنچایا اور اس کی خیر خواہی میں رہے اور راہ خدا میں جہاد فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غلبہ دیا اور اللہ کی باتیں پوری ہوئیں، میں ایک اللہ پر ایمان لاتا ہوں اس کا کوئی شریک نہیں، تو اے معبود ہمارے ہمیں ان کی کتاب کے پیروؤں میں کر جو ان کے ساتھ اتری اور ہمیں ان سے ملا کہ ہم انہیں پہچانیں اور تو ہماری پہچان انہیں کرادے کہ وہ مسلمانوں پر مہربان رحم دل تھے، ہم نہ ایمان کسی چیز سے بدلنا چاہیں، نہ اس کے عوض کچھ قیمت لینا، لوگ اس دعا پر آمین آمین کہتے، پھر باہر جاتے اور آتے یہاں تک کہ مردوں پھر عورتوں پھر بچوں نے حضور پر صلاۃ کی۔ (طبقات ابن سعد، بیہقی)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب میرے غسل و کفن مبارک سے فارغ ہو مجھے نعش مبارک پر رکھ کر باہر چلے جاؤ سب میں پہلے جبریل مجھ پر صلاۃ کریں گے، پھر میکائیل، پھر اسرافیل، پھر ملک الموت اپنے سارے لشکروں کے ساتھ، پھر گروہ گروہ میرے پاس حاضر ہو کر مجھ پر درود و سلام عرض کرتے جاؤ۔ (بزار)

اس حدیث سے بھی ظاہر کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنے جنازہ اقدس کی نسبت اسی قدر تعلیم فرمائی کہ گروہ گروہ حاضر ہو کر درود و سلام پڑھتے جانا۔ [فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۴۰، ۴۱]

روزہ کے فضائل و مسائل

روزہ ایسی عبادت ہے جس سے انسان کا نفس امارہ کمزور ہوتا اور جذبۂ ایمانی قوی ہوتا ہے اور اس سے انسان کے گناہ جل جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ماہ رمضان میں روزوں کی برکتوں سے ہر نیک عمل کا ثواب کئی گونا ہو جاتا ہے۔ (مرتب)

رمضان المبارک میں ہر عمل نیک کا ثواب باقی مہینوں کے عمل سے اکثر اوفر ہے، رمضان کا نفل اور مہینوں کے فرض اور اس کا فرض اور مہینوں کے ستر فرض کی برابر ہے اور اللہ عزوجل کا فضل اوسع و اکبر ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ماہ مبارک کی نسبت فرمایا جس نے اس میں نیکی کا کوئی کام کیا وہ اس شخص کے مثل ہے جس نے غیر رمضان میں کوئی فرض ادا کیا اور جس نے اس مہینے میں کوئی فریضہ ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کئے۔ (ابن خزیمہ، بیہقی) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۲۰]

بلا وجہ روزہ نہ رکھنے کا وبال

روزہ ایک حکم الٰہی ہے جو روزہ نہیں رکھتا اس کے لئے احادیث میں خوفناک وعیدیں وارد ہوئی ہیں اور مختلف طریقے سے تنبیہ کی گئی ہے۔ (مرتب)

ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین اسلام کی بنیاد تین چیزوں پر ہے جو ان میں سے ایک کو چھوڑ دے وہ مباح القتل کافر ہے وہ تین چیزیں یہ ہیں؛

- لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا۔
- فرض نمازیں۔
- اور رمضان کے روزے۔ (ت) (مسند ابو یعلی)

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جو ان میں سے ایک کو چھوڑ دے وہ اللہ کا منکر ہے نہ اس کا فرض قبول ہوگا نہ نفل بلکہ اس کے جان و مال حلال ہیں یعنی جو فرائض کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ (ت) (ابو یعلی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بغیر عذر کے رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا پھر اگر وہ زندگی بھر روزہ رکھے تو یہ تمام روزے اس ایک روزہ کا نقصان پورا نہیں کر سکتے۔

(ت) (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن خواب میں تھے کہ دو آدمی آئے اور میرے بازو پکڑ کر ایک خوفناک پہاڑ پر لے گئے، یہاں تک فرمایا کہ ایک ایسی قوم کے پاس لے گئے جو لوگ منہ کے بل لٹکے ہوئے تھے ان کے جبڑے پھٹے ہوئے تھے ان سے خون نکل رہا تھا میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں انہوں نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو رمضان میں وقت سے پہلے روزے کا افطار کرتے تھے۔

(ت) (صحیح ابن خزیمہ، ابن حبان) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۱۴، ۵۱۵]

عاشورا کا روزہ

سب دنوں سے افضل روز عاشورہ یعنی دسویں محرم کا روزہ ہے اس میں ایک سال گزشتہ کے گناہوں کی مغفرت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: محرم کے ہر دن کا روزہ ایک مہینہ کے روزوں کے برابر ہے۔ (طبرانی کبیر)

۲۷؍رجب کا روزہ اور شب کی نماز

رجب میں ایک دن اور رات ہے جو اس دن کا روزہ رکھے اور وہ رات نوافل میں گزارے سو برس کے روزوں اور سو برس کی شب بیداری کے برابر ہو اور وہ ۲۷؍رجب ہے اسی تاریخ اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

(مسند الفردوس، شعب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رجب میں ایک رات ہے کہ اس میں عمل نیک کرنے والے کو سو برس کی نیکیوں کا ثواب ہے اور وہ رجب کی ستائیسویں شب ہے جو اس میں بارہ رکعت پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورت اور ہر دو رکعت پر التحیات اور آخر میں بعد سلام سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ سو بار، استغفار سو بار، درود سو بار اور اپنی دنیا و آخرت سے جس چیز کی چاہے دعا مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی سب دعائیں قبول فرمائے سوائے اس دعا کے جو گناہ کے لئے ہو۔ (شعب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ۲۷؍رجب کو مجھے نبوت عطا ہوئی جو اس دن کا روزہ رکھے اور افطار کے وقت دعا کرے دس برس کے گناہ کا کفارہ ہو۔ (فوائد ہناد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو رجب کی ستائیسویں کا روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھے اور وہ وہ دن ہے جس میں جبریل علیہ الصلاۃ والسلام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے پیغمبری لیکر نازل ہوئے۔ (جز ابی معاذ مروزی)

ایک اور حدیث میں ہے جو ۲۷؍رجب کا روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے پانچ برس کے روزوں کا ثواب لکھے۔

شعبان کا روزہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان المبارک کے بعد سب سے زیادہ شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ہی ارشاد فرماتے ہیں رمضان کے بعد سب سے افضل شعبان کے روزے ہیں تعظیم رمضان کے لئے، یعنی شعبان کے روزوں میں رمضان کی تعظیم و عزت ہے اس لئے اس مہینہ میں روزوں کی کثرت کی جائے۔ (ترمذی، شعب الایمان)

عشرۂ ذی الحجہ کا روزہ

روزہ وغیرہ اعمال صالحہ کے لئے بعد رمضان مبارک سب دنوں سے افضل عشرۂ ذی الحجہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان دس دنوں سے زیادہ کسی دن کا عمل صالح اللہ عزوجل کو محبوب نہیں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ اور نہ راہ خدا میں جہاد، فرمایا اور نہ راہ خدا میں جہاد، مگر وہ کہ اپنی جان و مال لیکر نکلے پھر ان میں سے کچھ واپس نہ لائے۔ (بخاری، ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل کو عشرۂ ذی الحجہ

سے زیادہ کسی دن کی عبادت پسندیدہ نہیں، ان کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں اور ہر شب کا قیام شب قدر کے برابر ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی)

خصوصاً روز عرفہ کہ سال کا افضل ایام ہے اس کا روزہ صحیح حدیث سے ہزاروں روزوں کے برابر ہے اور دو سال کامل کے گناہوں کی معافی، ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ۔ (صحاح ستہ)

دوشنبہ اور جمعہ وغیرہ کے روزے

رجب، شعبان، ذی الحجہ وغیرہ کے روزوں کے علاوہ احادیث میں اور بھی بہت روزوں کے فضائل آئے ہیں جیسے:

- ماہ عید کے چھ روزے ایام بیض یعنی ہر ماہ کے ۱۳/۱۴/۱۵ تاریخ کے روزے کہ دونوں میں ہر ایک سال بھر کے روزوں کا ثواب لاتا ہے دوشنبہ و پنجشنبہ، اور چہار شنبہ و پنجشنبہ کے روزے کہ دوزخ سے آزاد ہیں۔ چہار شنبہ و پنجشنبہ اور جمعہ کے روزے کہ جنت میں گوہر و یاقوت اور زبرجد کا گھر بناتے ہیں۔
- بلکہ جمعہ کا روزہ یعنی جب اس کے ساتھ پنجشنبہ یا شنبہ بھی شامل ہو مروی ہوا کہ دس ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے۔ (بیہقی) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۵۸ تا ۶۶۰]

افطار کا وقت کب

جب مشرق سے سیاہی بلند ہو اور مغرب میں دن چھپے اور آفتاب ڈوبنے پر یقین یعنی پورا ظن غالب ہو جائے اس وقت افطار کیا جائے اس کے بعد دیر لگانا نہ چاہئے یہی علامات حدیث میں ارشاد ہوئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب ادھر سے رات آئے اور ادھر سے دن پیٹھ دکھائے اور سورج پورا ڈوب جائے تو روزہ دار کا روزہ پورا ہو چکا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۸]

ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ قریب غروب کسی کو حکم فرماتے کہ بلندی پر جا کر آفتاب کو دیکھتا رہے وہ نظر کرتا ہوتا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی خبر کے منتظر ہوتے ادھر اس نے عرض کی کہ سورج ڈوبا ادھر حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خرما وغیرہ تناول فرمایا۔ (حاکم، طبرانی)

ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ قریب غروب کسی کو حکم فرماتے کہ بلندی پر کھڑا ہو کر آفتاب کو دیکھتا رہے جب وہ عرض کرتا کہ سورج ڈوب گیا تو حضور تناول فرماتے۔ (ت) (حاکم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حالت روزہ میں دیکھا کہ چھوہارا لیکر غروب شمس کا انتظار فرماتے جب سورج ڈوب جاتا تو چھوہارا تناول فرما لیتے۔ (ت) (کشف الغمہ)

"غروب آفتاب کا یقین ہو جانے کے بعد جلدی افطار کرنا مستحب ہے۔ (مرتب)

ایک حدیث قدسی میں رب العزت تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنے بندوں میں وہ زیادہ پیارا ہے جو ان میں سب سے زیادہ جلد افطار کرتا ہے۔ (ترمذی، مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۵۴]

افطار میں سنت؟

کھجور، چھوہارا یا پانی سے روزہ افطار کرنا سنت ہے یعنی اگر کھجور یا چھوہارا دستیاب ہے تو اسی سے ورنہ پانی سے سنت ہے۔ (مرتب)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے قبل کھجوروں سے افطار فرماتے تھے اگر کھجوریں نہ ہوتیں تو چھواروں سے اگر یہ بھی نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ نوش فرماتے۔ (ت)

(ابوداؤد، ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج ۴۔ ص ۶۵۱]

روزہ دار کو افطار کرانے کی فضیلت

روزہ دار کو افطار کرانا بہت بڑا ثواب ہے اس سے اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور دوزخ سے آزادی لکھدی جاتی ہے۔ (مرتب)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کے فضائل میں فرمایا کہ جو رمضان میں روزہ دار کو افطار کرائے تو گناہوں سے اس کی مغفرت اور دوزخ سے آزادی ہوجائے گی اور اس کو بھی اتنا ہی ثواب ہوگا بغیر کسی نقصان کے جتنا اس کو ہوگا صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ہم میں سے ہرایک کے پاس اتنا نہیں ہے کہ روزہ دار کو افطار کرائے۔ حضور نے فرمایا ایک مٹھی کھانا ہی سہی، میں نے عرض کی اگر اس کے پاس روٹی کا لقمہ بھی نہ ہو حضور نے فرمایا کہ پانی ملا ہوا دودھ ہی سہی، پھر میں نے عرض کی اگر وہ بھی نہ ہو تو فرمایا کہ پانی کا ایک گھونٹ ہی پلا دینا۔ (ت) (ابن خزیمہ)

ایک روایت میں ہے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن عباد کے یہاں تشریف لائے انہوں نے روٹی اور زیتون پیش کیا حضور نے تناول فرمانے کے بعد فرمایا تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا اور تمہارا کھانا نیکوں نے کھایا اور ملائکہ نے تم کو دعائے رحمت و مغفرت دی۔ (ت) (ابوداؤد)

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ہم نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ افطار کیا جس میں زیتون پیش کیا گیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تناول فرمانے کے بعد فرمایا کہ تمہارا کھانا نیکوں نے کھایا، فرشتوں نے دعائے مغفرت کی اور روزہ داروں نے افطار کیا۔ (ت) (ابوداؤد) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۵۶، ۶۵۷]

دعائے افطار

افطار کرتے وقت دعا پڑھی جائے اور یہ دعا کچھ کھانے کے بعد پڑھی جائے احادیث مبارکہ سے یہی ثابت ہے۔ (مرتب)

- حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

الٰہی میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔ (ت) (ابوداؤد)

- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقت افطار فرماتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَانَنِیْ فَصُمْتُ وَرَزَقَنِیْ فَاَفْطَرْتُ

اللہ کا شکر ہے کہ اسی نے میری اعانت فرمائی تو میں نے روزہ رکھا اور مجھے رزق عطا فرمایا تو میں نے افطار کیا۔

(ت) (عمل الیوم واللیل، شعب الایمان)

- وقت افطار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْنَا وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْنَا فَتَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

الٰہی میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا تو تو قبول فرما کہ تو سنتا جانتا ہے۔ (ت) (دارقطنی)

- ایک روایت میں افطار کے وقت یہ فرمانا مروی ہے؛

ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی

پیاس ختم ہوگئی، رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا انشاء اللہ تعالیٰ (ت) (ابوداؤد و نسائی)

- حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے افطار کے وقت کھانا پیش کیا جائے اور وہ روزہ دار ہو تو یہ کہے۔ (ت)

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَسُبْحٰنَكَ وَبِحَمْدِكَ تَقَبَّلْ مِنِّی اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ (دارقطنی کتاب الافراد)

- ایک روایت میں اس طرح مروی ہے؛

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ. (طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۵۱ تا ۶۵۷ ملتقطاً]

سحری میں تاخیر سنت ہے

سحری کھانا باعث برکت اور مستحب ہے مگر اسے اخیر وقت میں کھانا سنت ہے۔ (مرتب) حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہمیشہ میری امت خیر سے رہے گی جب تک افطار میں جلدی اور سحری میں دیر کریں۔

مگر اتنی جلدی جائز نہیں کہ غروب مشکوک ہو اور افطار کر لے یا سحری میں اتنی دیر لگائے کہ صبح کا شک پڑ جائے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۴۹]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت انس کہتے ہیں ہم نے حضور پرنور ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز فجر کے لئے کھڑے ہوگئے میں نے پوچھا بیچ میں کتنا فاصلہ دیا کہا پچاس آیت پڑھنے کا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سحری تناول فرمائی جب کھانے سے فارغ ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح کے لئے کھڑے ہوگئے نماز پڑھ لی میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا سحری سے فارغ اور نماز میں داخل ہونے میں کتنا فصل ہوا کہا اس قدر کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ لے۔ (بخاری، نسائی)

یہ اندازہ وہ ہے کہ عام امت کو اسے اختیار کرنا جائز نہیں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اس لئے اختیار فرمایا کہ رب العزت جل وعلا نے حضور کو وقت حقیقی پر اطلاع فرمائی تھی اور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین میں خطا سے معصوم تھے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۹۹]

حالت ناپاکی میں روزے کا حکم

روزہ کی حالت میں اگر جنابت لاحق ہو جائے تو اس سے روزہ میں خلل نہیں آتا اسی طرح اگر جنابت ہو اور روزہ رہے تو بھی اس سے روزہ میں کوئی نقص لازم نہیں آئے گا ہاں اگر جنابت کے سبب سے نماز قضا ہو جائے تو سخت گناہ کبیرہ کا مرتکب اور عذاب جہنم کا مستحق ہوگا۔ (مرتب)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے قربت فرماتے اور صبح ہو جاتی جب تک نہ نہاتے اس کے بعد غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔ (بخاری، مسلم)

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دروازۂ اقدس کے پاس کھڑے تھے ایک شخص نے حضور سے عرض کی اور میں سن رہی تھی کہ یارسول اللہ میں صبح کو جب اٹھتا ہوں اور نیت روزے کی ہوتی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں خود ایسا کرتا ہوں، اس نے عرض کی حضور کی ہماری کیا برابری، حضور کو تو اللہ عزوجل نے پوری معافی عطا فرمادی ہے اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے اور فرمایا بے شک میں امید رکھتا ہوں کہ مجھے تم سب سے زیادہ اللہ عزوجل کا خوف ہے اور میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں جن جن باتوں سے مجھے بچنا چاہئے۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

اس حدیث نے خوب واضح فرمادیا کہ اس سے روزہ میں کوئی نقص نہیں آتا۔ [فتاویٰ رضویہ ج۴، ص۶۱۵]

اعتکاف ۲۰؍رمضان المبارک سے ۳۰؍رمضان تک کا اعتکاف سنت موکدہ علی وجہ الکفایہ ہے جس پر حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مواظبت ومداومت فرمائی۔ پورے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف ہے ایک روز بھی کم ہو تو سنت ادا نہ ہوگی ہاں اعتکاف نفل کے لئے کوئی حد مقرر نہیں ایک ساعت کا بھی ہوسکتا ہے اگرچہ بے روزہ ہو، اس لئے ہمیشہ چاہئے کہ جب نماز کو مسجد میں آئے اعتکاف کی نیت کرلے کہ یہ دوسری عبادت مفت حاصل ہوجائے گی۔

[فتاویٰ رضویہ ج۴، ص۶۶۱]

✿✿✿

زکوٰۃ کی اہمیت وحیثیت

زکوٰۃ اعظم فروض دین واہم ارکان اسلام سے ہے اس لئے قرآن عظیم میں ۳۲ رجگہ نماز کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا اور طرح طرح سے بندوں کو اس فرض اہم کی طرف بلایا۔ صاف فرمادیا کہ ہرگز نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اتنا کم ہوگیا بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے، قرآن عظیم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقہ کو بڑھاتا ہے۔

بعض درختوں کے کچھ اجزائے فاسدہ اس قسم کے پیدا ہوجاتے ہیں کہ پیڑ کی اٹھان کو روک دیتے ہیں احمق نادان انہیں نہ تراشے گا کہ میرے پیڑ سے اتنا کم ہوجائے گا لیکن عاقل ہوشمند تو جانتا ہے کہ ان کے چھانٹنے سے یہ نونہال لہلہا کر درخت بنے گا ورنہ یوں ہی مرجھا کر رہ جائے گا، یہی حساب زکوتی مال کا ہے (کہ اگر زکوٰۃ ادا کی جائے تو مال بڑھے گا اس میں برکت ہوگی ورنہ اس میں بے برکتی ہوجائے گی اور اس کے حق میں مفید نہ ہوگا۔ مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (مسند بزار)

ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لاتا ہو اسے لازم ہے کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ یعنی ایمان کا تقاضا یہی کہ زکوٰۃ ادا کی جائے۔ (طبرانی کبیر)

ایک اور حدیث میں ہے جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی بیشک اللہ تعالیٰ نے اس مال کا شر اس سے دور فرمادیا۔

(صحیح ابن خزیمہ) [فتاویٰ رضویہ ۴، ص ۴۳۳]

زکوٰۃ نہ دینے کی وعید پر احادیث

احادیث کریمہ میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے کافی وعیدیں وارد ہوئی ہیں کہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے مال تباہ و برباد ہوجائے گا، قیامت کے دن دردناک عذاب دیا جائے گا، اس کا بے زکوتی مال اژدھا بن کر اسے ڈسے گا۔ اس مال سے اس کے بدن کو داغا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ (مرتب)

حدیث: زکوٰۃ کا مال جس مال میں ملا ہوگا اسے تباہ وبرباد کردے گا۔ (بزار، بیہقی)

حدیث: خشکی وتری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے ہی سے تلف ہوتا ہے۔ (طبرانی)

حدیث: اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو زکوٰۃ دے کر اور اپنے بیماروں کا علاج کرو خیرات سے۔

(مراسیل ابوداؤد)

حدیث: جس کے پاس سونا یا چاندی ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ دے قیامت کے دن اس زر وسیم کی تختیاں بنا کر جہنم کی آگ میں تپائیں گے پھر ان سے اس شخص کی پیشانی اور کروٹ اور پیٹھ پر داغ دیں گے، جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہوجائیں گی پھر انہیں تپا کر داغیں گے قیامت کے دن کہ پچاس ہزار برس کا ہے یونہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تمام مخلوق کا حساب

ہو چکے۔ (بخاری، مسلم)

قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور جو لوگ جوڑتے ہیں سونا چاندی اور اسے خدا کی راہ میں نہیں اٹھاتے یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے انہیں بشارت دے دکھ کی مار کی جس دن تپایا جائے گا وہ سونا چاندی جہنم کی آگ سے، پس داغی جائیں گی اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں، یہ ہے جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزہ اس جوڑنے کا۔ (التوبہ، ۳۴،۳۵)

پھر اس داغ دینے کو بھی نہ سمجھئے کہ کوئی چہکا لگا دیا جائے گا یا پیشانی و پہلو اور پشت کی چربی نکل کر بس ہوگی بلکہ اس کا حال بھی حدیث سے سن لیجئے۔

حدیث: سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان کے سر پستان پر وہ جہنم کا گرم پتھر رکھیں گے۔ کہ سینہ توڑ کر شانہ سے نکل جائے گا اور شانہ کی ہڈی پر رکھیں گے کہ ہڈیاں توڑتا سینہ سے نکلے گا۔ (بخاری، مسلم)

حدیث: اور فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ پیٹھ توڑ کر کروٹ سے نکلے گا اور گدی توڑ کر پیشانی سے۔ (مسلم)

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کوئی روپیہ دوسرے روپیہ پر نہ رکھا جائے نہ کوئی اشرفی دوسری اشرفی سے چھو جائے گی بلکہ زکوٰۃ نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑھا دیا جائے گا کہ لاکھوں کروڑوں جوڑے ہوں تو ہر روپیہ جدا داغ دے گا۔ (طبرانی)

اس حدیث کو بیان فرما کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی درد بھرے انداز میں فرماتے ہیں۔

اے عزیز کیا خدا اور رسول کے فرمان کو یوں ہی ہنسی ٹھٹھا سمجھتا ہے یا پچاس ہزار برس کی مدت میں یہ جانکاہ مصیبتیں جھیلنی سہل جانتا ہے، ذرا یہیں کی آگ میں ایک آدھ روپیہ گرم کر کے بدن پر رکھ دیکھ پھر کہاں یہ خفیف گرمی کہاں وہ قہر آگ، کہاں یہ ایک ہی روپیہ کہاں وہ ساری عمر کا جوڑا ہوا مال، کہاں یہ منٹ بھر کی دیر کہاں وہ ہزاروں برس کی آفت، کہاں یہ ہلکا سا چہکا کہاں وہ ہڈیاں توڑ کر پار ہونے والا غضب، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے آمین۔

حدیث: مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے گا وہ مال روز قیامت گنجے اژدہے کی شکل بنے گا اور اس کے گلے میں طوق ہو کر پڑے گا، پھر سید عالم ﷺ نے کتاب اللہ سے اس کی تصدیق پڑھی کہ رب عزوجل فرماتا ہے جس چیز میں بخل کر رہے ہیں قریب ہے کہ طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈالی جائے قیامت کے دن۔ (ابن ماجہ، نسائی)

حدیث: وہ اژدہا منہ کھولکر اس کے پیچھے دوڑے گا یہ بھاگے گا اس سے فرمایا جائے گا لے اپنا وہ خزانہ کہ چھپا کر رکھا تھا کہ میں اس سے غنی ہوں، جب دیکھے گا کہ اس اژدہا سے کہیں مفر نہیں ناچار اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے دے گا وہ ایسا چبائے گا جیسے نر اونٹ چباتا ہے۔ (مسلم)

حدیث: جب وہ اژدہا اس پر دوڑے گا یہ پوچھے گا تو کون ہے کہے گا میں تیرا وہ بے زکوتی مال ہوں جو چھوڑ مرا تھا، جب یہ دیکھے گا کہ وہ پیچھا کئے ہی جارہا ہے ہاتھ اس کے منہ میں دے دے گا وہ چبائے گا پھر اس کا سارا بدن چبا ڈالے گا۔

(بزار، طبرانی)

حدیث: وہ اژدہا اسکا منہ اپنے پھن میں لیکر کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ (بخاری،نسائی)

حدیث: فقیر ہرگز ننگے بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر اغنیاء کے ہاتھوں، سن لو ایسے تونگروں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انہیں دردناک عذاب دے گا۔ (طبرانی)

حدیث: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: زکوٰۃ نہ دینے والا ملعون ہے زبان پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ (ابن خزیمہ، ابویعلی، مسند احمد)

حدیث: مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں رسول ﷺ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے اور اس پر گواہی کرنے والے اور اسکا کاغذ لکھنے والے، زکوٰۃ نہ دینے والے ان سب کو قیامت کے دن ملعون بتایا۔ (الاصبہانی)

حدیث: قیامت کے دن تونگروں کے لئے محتاجوں کے ہاتھ سے خرابی ہے محتاج عرض کریں گے اے رب ہمارے انہوں نے ہمارے وہ حقوق جو تو نے ہمارے لئے ان پر فرض کئے تھے ظلماً نہ دیئے، اللہ عزوجل فرمائے گا مجھے قسم ہے اپنے عزت وجلال کی کہ تمہیں اپنا قرب عطا کروں گا اور انہیں دور رکھوں گا۔ (طبرانی، ابوالشیخ)

حدیث: حضور اقدس ﷺ نے کچھ لوگ دیکھے جن کے آگے پیچھے غرقی لنگوٹیوں کی طرح کچھ چیتھڑے تھے اور جہنم کی گرم آگ پتھر اور تھوہر اور سخت کڑوی جلتی بدبو گھاس چوپایوں کی طرح چرتے پھرتے تھے، جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں عرض کی یہ زکوٰۃ نہ دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا اللہ بندوں پر ظلم نہیں فرماتا۔ (مسند بزار)

حدیث: دو عورتیں خدمت والا میں سونے کے کنگن پہنے حاضر ہوئیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی زکوٰۃ دو گی عرض کی نہ، فرمایا کیا چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے عرض کی نہ، فرمایا تو زکوٰۃ دو۔ (ترمذی، دار قطنی)

حدیث: ایک بی بی چاندی کے چھلے پہنے تھیں فرمایا ان کی زکوٰۃ دو گی انہوں نے کچھ انکار سا کیا فرمایا تو یہ ہی تجھے جہنم میں لیجانے کو بہت ہیں۔ (ابوداؤد، دار قطنی)

حدیث: زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں ہوگا۔ (طبرانی)

حدیث: دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے ان میں ایک وہ تونگر کہ اپنے مال میں اللہ عزوجل کا حق نہیں ادا کرتا۔ (صحیح ابن خزیمہ، ابن حبان)

غرض زکوٰۃ نہ دینے کی جانکاہ آفتیں وہ نہیں جن کی تاب آسکے، نہ دینے والے کو ہزارہا سال ان سخت عذابوں میں گرفتاری کی امید رکھنی چاہئے کہ ضعیف البنیان انسان کی کیا جان اگر پہاڑوں پر ڈالی جائیں سرمہ ہوکر خاک میں مل جائیں۔

ادائے نفل، بے ادائے فرض مقبول نہیں

وہ بہت بڑا نادان ہے کہ اپنا مال جھوٹے سچے نام کی خیرات میں صرف کرے اور اللہ عزوجل کا فرض اور اس بادشاہ قہار کا وہ بھاری قرض گردن پر رہنے دے، یہ شیطان کا بڑا دھوکہ ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے، نادان سمجھتا ہی نہیں، گمان یہ ہے کہ نیک کام کر رہا ہوں اور نہ جانا کہ نفل بے فرض دھوکے کی ٹٹی ہے اس کے قبول کی امید تو مفقود اور اس کے ترک کا عذاب گردن پر موجود۔

اے عزیز فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ ونذرانہ، قرض نہ دیجئے اور بالائی بیکار تحفے بھیجئے وہ قابل قبول

ہوں گے؟ خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان وجہانیاں سے بے نیاز ہے، یوں یقین نہ آئے تو دنیا کے جھوٹے حاکموں ہی کو آزمالے، کوئی زمیندار مال گزاری تو بند کرلے اور تحفہ میں ڈالیاں بھیجا کرے دیکھو تو سرکاری مجرم ٹھہرتا ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بہبود کا پھل لاتی ہیں؟ ذرا آدمی اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالے، فرض کیجئے آسامیوں سے کسی کھنڈ ساری کا رس بندھا ہوا ہے، جب دینے کا وقت آئے وہ رس تو ہرگز نہ دیں مگر تحفہ میں آم خربوزے بھیجیں، کیا یہ شخص ان آسامیوں سے راضی ہو گا یا آتے ہوئے اس کی نادہندگی پر جو آزار انہیں پہنچا سکتا ہے ان آم خربوزے کے بدلے اس سے باز آئے گا؟

سبحان اللہ! جب ایک کھنڈ ساری کے مطالبہ کا یہ حال ہے تو ملک الملوک احکم الحاکمین جل وعلا کے قرض کا کیا پوچھنا۔

جب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزع کا وقت ہوا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا اے عمر اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں رات کو کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں کہ انہیں دن میں کرو تو مقبول نہ ہوں گے اور خبردار ہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض نہ ادا کرلیا جائے۔ (ابونعیم حلیہ، جز ء ا،ص ۳۶)

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب ''فتوح الغیب شریف'' میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لئے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے۔

فرماتے ہیں اس کی کہاوت ایسی ہے، جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لئے بلائے یہ وہاں تو حاضر نہ ہوا اور اس کے غلام کی خدمت گاری میں موجود رہے۔

پھر حضرت امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں:

ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا جب بچہ ہونے کے دن قریب آئے اسقاط ہو گیا اب نہ وہ حاملہ ہے نہ بچہ والی، یعنی جب پورے دنوں پر اگر اسقاط ہوا تو محنت تو پوری اٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا تو ثمرہ خود موجود تھا، حمل باقی رہتا تو آگے امید لگی تھی، اب نہ حمل، نہ بچہ، نہ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلی جو بچہ والی کو ہوتی۔ (فتوح الغیب)

ایسے ہی اس نفل خیرات دینے والے کے پاس سے روپیہ تو اٹھا مگر جبکہ فرض چھوڑا یہ نفل بھی قبول نہ ہوا تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہیں۔

اسی کتاب مبارک فتوح الغیب شریف میں ہے:

حضور مولیٰ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو فرض چھوڑ کر سنت ونفل میں مشغول ہو گا یہ قبول نہ ہوں گے اور خوار کیا جائے گا۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فتوح الغیب کی شرح میں فرماتے ہیں:

جو چیز لازم وضروری ہے اسے چھوڑ دینا اور جو ضروری نہیں اس کا اہتمام کرنا یہ فائدہ سے خالی اور عقل وخرد سے دور و بیگانہ بات ہے کیوں کہ عقلمندوں کے نزدیک نفع حاصل کرنے سے زیادہ اہم ضرر ونقصان کو دور کرنا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فرض چھوڑ کر نفل میں مشغول ہونے میں کوئی نفع نہیں ہے۔ (ت)

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ عوارف شریف میں حضرت خواص ﷺ سے نقل فرماتے ہیں:

ہمیں خبر پہنچی کہ اللہ عزوجل کوئی نفل قبول نہیں فرماتا یہاں تک کہ فرض ادا کیا جائے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے فرماتا

ہے کہاوت تمہاری اس بدبندہ کی مانند ہے جو قرض ادا کرنے سے پہلے تحفہ پیش کرے۔

حدیث میں ہے حضور پرنور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کی ہیں کہ جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں جب تک پوری چاروں بجا نہ لائے نماز، زکوٰۃ، روزہ رمضان، حج کعبہ۔ (مسند احمد)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔ (طبرانی کبیر)

سبحان اللہ جب زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز روزے حج تک مقبول نہیں تو اس نفل خیرات نام کی کائنات سے کیا امید ہے۔

ایک روایت میں یوں آیا کہ جو نماز ادا کرے اور زکوٰۃ نہ دے وہ مسلمان نہیں کہ اسے اس کا عمل کام آئے۔

(الاصبہانی) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۳۲ تا ۴۳۸]

سونے چاندی کی نصاب

سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کی ساڑھے باون تولے ہے، ان میں سے جو اس کے پاس ہو اور سال پورا اس پر گزر جائے اور کھانے پہننے مکان وغیرہ ضروریات سے بچے اور قرض اسے نصاب سے کم نہ کر دے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے اگرچہ پہننے کا زیور ہو، زیور پہننا کوئی حاجت اصلیہ نہیں، گھر میں جو آدمی کھانے والے ہوں اس کا لحاظ شریعت مطہرہ نے پہلے ہی فرمالیا، سال کے کھانے پینے پہننے تمام مصارف سے جو بچا اور سال بھر رہا اسی کا تو چالیسواں حصہ فرض ہوا ہے اور وہ بھی اس لئے کہ تمہیں آخرت میں بھی عذاب سے نجات ملے جس سے آدمی تمام جہاں دیکر چھوٹنے کو غنیمت سمجھے اور دنیا میں تمہارے مال میں ترقی ہو برکت ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۰۷]

یہی مضمون کچھ اختصار کے ساتھ دوسرے مقام پر اس طرح ہے:

شریعت مطہرہ نے سونے چاندی کی نصاب پر کہ حوائج اصلیہ سے فارغ ہو خواہ وہ روپیہ، اشرفی ہو، یا گہنا، یا برتن، یا ورق، یا کوئی شئی، حولان حول قمری کے بعد چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں مقرر فرمایا ہے۔ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے اور چاندی کی ساڑھے باون تولے۔ پھر نصاب کے بعد جو کچھ نصاب مذکور کے پانچویں حصہ تک نہ پہنچے معاف ہے اس پر کچھ واجب نہیں۔ جب خمس کامل ہو جائے اس پر پھر اس خمس کا چالیسواں حصہ فرض ہوگا، یوں ہی ایک خمس سے دوسرے تک معاف اور ہر خمس کامل پر اس کا ربع عشر۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۸۶]

آج کے زمانے میں نوٹوں پر زکوٰۃ کا حساب یہ ہے کہ نوٹ ساڑھے سات تولے سونے یا کم سے کم ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ (مرتب)

انتباہ

یہ خیال کرنا کہ زکوٰۃ سے مال گھٹے گا نرا ضعف ایمان ہے، مولیٰ تعالیٰ قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے کہ وہ زکوٰۃ کو ترقی وافزونی دیتا ہے، جسے وہ بڑھائے وہ کیونکر گھٹ سکتا ہے۔

یہ خیال کہ اس وقت اگر سو روپیہ میں سے ڈھائی روپیہ حکم ماننے میں اٹھا دیں گے تو آئندہ بال بچے کیا کھائیں گے محض شیطانی وسوسہ ہے، زکوٰۃ سے اگر برکت بھی ملتی تو ڈھائی روپیہ سو میں سے کم ہو جاتا رزق نہ چھنتا آئندہ سال اگر مال بڑھ گیا کہ سال بھر کا بال بچوں کا خرچ ہوا اور وہ روپیہ بدستور رکھے رہے جب تو اس وسوسہ کا علانیہ جھوٹ ہونا ہو جائے گا اور

اگران میں سے کھانے پینے کی حاجت پڑی یہاں تک کہ نصاب سے کم رہ گیا تواب آپ سے کوئی زکوٰۃ نہ مانگے گا، مگر بال بچوں کی فکر اگلے سال کے لئے کیا ہوگی وہ جو جمع تھے کھانے پینے میں اٹھ گئے اوراب زکوٰۃ بھی نہیں جس کے سر الزام دھرو، آگے کیونکر جیو گے؟ ایسی کمزوریاں شیطان سکھاتا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴،ص ۴۰۷]

سادات وبنی ہاشم کوزکوٰۃ دینا

سادات کرام وبنی ہاشم کوزکوٰۃ کی رقم دینے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضابریلوی تحریر فرماتے ہیں:

بنی ہاشم کوزکوٰۃ وصدقات واجبات دینا ہرگز جائز نہیں نہ انہیں لینا حلال، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس کی تحریم میں آئیں اور علت تحریم ان کی عزت وکرامت ہے کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور تمام صدقات واجبہ کے مثل گناہوں کا دھونے والا، توان کا حال ماء مستعمل کے مثل ہے جو گناہوں کی نجاسات اور حدث کی گندگیاں دھوکرلایا، ان پاک لطیف ستھرے نظیف اہلبیت طیب وطہارت کی شان اس سے بس ارفع واعلیٰ ہے کہ ایسی چیزوں سے آلودگی کریں خود احادیث صحیحہ میں اس علت کی تصریح فرمائی۔

حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ صدقہ محمد اور آل محمد کیلئے حلال نہیں ہے کیوں کہ یہ لوگوں کے مال کا میل ہے۔ (ت) (مسلم)

حدیث: اہل بیت کے لئے صدقہ کی کوئی چیز حلال نہیں ہے کیوں کہ یہ ہاتھوں کا دھون ہے۔ (ت) (طبرانی)

حدیث: امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میرے لئے پوچھیں کہ حضور مجھے تحصیل صدقات پر عامل بنادیں حضرت عباس نے سوال کیا تو حضور نے فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کے گناہوں کے دھون پر عامل نہیں بناؤں گا۔ (ت) طحاوی)

اللہ تعالیٰ نے اہل بیت اطہار کے لئے صدقات کو حرام فرمایا مگر غنیمت کا پانچواں حصہ ان کے لئے حلال فرمایا۔

ایک روایت میں بعینہ یہ ہے کہ آل محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لئے صدقات حلال نہیں لیکن ان کے لئے غنیمت کا پانچواں حصہ جائز قرار دیا گیا ہے۔ (ت) (ابن ابی شیبہ، طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۷۸]

اسی مضمون سے متعلق ایک دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

زکوٰۃ سادات کرام اور تمام بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمہ ثلثہ بلکہ ائمہ مذاہب اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع قائم۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میزان میں فرماتے ہیں:

ائمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صدقات مفروضہ بنی ہاشم وبنی عبدالمطلب پر حرام ہیں اور وہ پانچ قبیلے ہیں۔ آل علی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل، آل حارث بن عبدالمطلب۔ (ت) (میزان الشریعۃ الکبریٰ) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۹۱]

ایک اورسوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سید کوزکوٰۃ لینا دینا حرام ہے اور اسے دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ اور فاقوں پر نوبت اگر اس بنا پر ہو کہ نوکری یا مزدوری پر قدرت ہے اور نہیں کرنا چاہتا تو یہ فاقہ بھی عذر نہیں ہوسکتا کہ یہ اپنے ہاتھ کا ہے کیوں نہیں کسب حلال کرتا اور اگر

واقعی کسب پر قادر نہیں تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کی اعانت کریں اور اگر لوگ بے پرواہی کریں اور اسے کوئی ذریعہ رزق کا سوا زکوٰۃ لینے کے نہ ہو تو بقدر ضرورت لے اور قدر ضرورت میں صرف کرے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۷۶]

محتاج رشتہ دار کو زکوٰۃ دینا

زکوٰۃ اور سب صدقات اپنے عزیزوں قریبوں کو دینا افضل اور دوچند اجر کا باعث ہے۔

زینب ثقفیہ زوجہ عبداللہ بن مسعود اور ایک بی بی انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم در اقدس پر حاضر ہوئیں اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی عرض کرا بھیجا کہ ہم اپنے صدقات اپنے اقارب کو دیں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لئے دو ثواب ہوں گے ایک ثواب قرابت دوسرا تصدق کا۔ (بخاری، مسلم)

اور فرماتے ہیں ﷺ مسکین کو دینا اکہرا صدقہ ہے اور رشتہ دار کو دینا دہرا ایک تصدق اور ایک صلہ رحم۔ (نسائی، ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے امت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا اللہ تعالیٰ اس کا صدقہ قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کی حاجت رکھیں اور وہ انہیں چھوڑ کر اوروں پر تصدق کرے قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس پر نظر نہ فرمائے گا۔ (طبرانی)

مگر یہ اسی صورت میں ہے کہ وہ صدقہ اس کے قریبوں کو جائز ہو، زکوٰۃ کے لئے شریعت مطہرہ نے مصارف معین فرمادیئے ہیں اور جن کو دینا جائز ہے صاف بتادیئے، اس کے رشتہ داروں میں وہ لوگ جنہیں دینے سے ممانعت ہے (یعنی اصول وفروع، جیسے ماں باپ اور اولاد کو دینے کی ممانعت ہے) ہرگز استحقاق نہیں رکھتے، نہ ان کے دیئے زکوٰۃ ادا ہو جیسے اپنے غنی بھائی یا فقیر بیٹے کو دینا یوہیں اپنا قریب ہاشمی کہ شریعت مطہرہ نے بنی ہاشم کو صراحۃً مستثنیٰ فرمالیا ہے۔ انہیں بھی دینا جائز نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۸۵]

بینک یا بیمہ کی رقم پر زکوٰۃ

بینک یا بیمہ کمپنی میں جو روپیہ معینہ مدت کے لئے جمع کیا جاتا ہے وہ جب تک بینک یا بیمہ میں ہے اپنے قبضہ میں سمجھا جائے گا اور ہر سال اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ سال بسال ادا کرتا رہے یا وصول ہونے کے بعد ادا کرے اور جتنے برس رہا سب برسوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی، ہاں ہر سال اگلے برسوں کی زکوٰۃ کی قدر اس پر دین سمجھ کر اتنا زکوٰۃ سے جدا رہے گا، مثلاً دوسو روپیہ جمع ہیں تو پہلے سال دوسو پر پانچ روپیہ تقریباً واجب ہوئے، دوسرے سال پانچ روپیہ سال گزشتہ کی زکوٰۃ کے اس پر واجب ہیں لہٰذا اس سال ایک سو پچانوے روپے پر زکوٰۃ واجب ہوگی تقریباً چار روپے چودہ آنے، تیسرے سال اس پر دو سال کی زکوٰۃ کے نو روپے چودہ آنے فرض ہیں یہ مستثنیٰ ہوکر ایک سو نوے روپے دو آنہ پر زکوٰۃ واجب ہوگی، وعلیٰ ھذا القیاس۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۱۶]

جس روپیہ پر اپنا قبضہ ہو اس پر سال تمام ہونے پر پوری زکوٰۃ ادا کرے، ہاں اولیت چاہے تو سال تمام ہونے سے پہلے پیشگی ادا کرے اس کے لئے بہتر ماہ مبارک رمضان ہے جس میں نفل کا ثواب فرضوں کے برابر اور فرض کا ستر فرضوں کے برابر ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۳۹]

زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ یا عشر

کھیت کی پیداوار پر زکوٰۃ نہیں بلکہ عشر ہے اس کے سوا سال پورا ہونے پر اور کوئی زکوٰۃ نہیں آتی، زکوٰۃ صرف تین مالوں پر ہے۔

(۱) سونا چاندی۔
(۲) وہ مال جو تجارت کی نیت سے خریدا۔
(۳) جنگل میں چرتے ہوئے جانور۔

صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ عشر صرف کاشت کار پر ہے اس پر فتویٰ دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ان ملکوں جہاں اجرت میں نقدی ٹھہری ہوتی ہے وہاں اسی پر فتویٰ ہونا چاہئے اور بٹائی میں امام اعظم کے قول کے مطابق عشر صرف زمیندار پر ہے۔

- جسے بارش یا نہر یا تالاب کا پانی دیا گیا اس میں دسواں حصہ ہے۔
- اور جسے چرسے یا ڈھکلی سے پانی دیا گیا اس میں بیسواں حصہ اور جسے مول کا پانی دیا گیا اس میں بھی بیسواں حصہ چاہئے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۵۰]

فقیر کو کپڑا دینا یا کھانا کھلانا

کپڑا بنا کر فقراء و مساکین کو دیکر مالک کر دینا، کھانا پکا کران کے گھر کو بھیج کر قبضہ میں دیکر مالک کر دینا۔ تو حالت موجودہ پر یہ سلا ہوا کپڑا اور پکا ہوا کھانا بازار کے بھاؤ سے جتنے کا ہے اس قدر زکوٰۃ میں مجرا ہوگا، سلائی پکوائی وغیرہ مجرا نہ ملے گی اور اگر اپنے یہاں پکا کر دستر خوان پر بٹھا کر کھلا دیا جس طرح دعوتوں میں ہوتا ہے تو وہ زکوٰۃ نہیں ہو سکتا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۷۲]

صدقہ فطر کی چیزیں

شرع مطہر نے صدقہ فطر صرف چار چیزوں سے مقرر فرمایا ہے۔
(۱) گیہوں (۲) جو (۳) خرما (۴) زبیب

ان کے سوا پانچویں کوئی چیز چاول ہو یا دھان یا کپڑا وہ انہیں میں ایک کی قیمت کے اعتبار سے سے جائز ہے ورنہ نہیں۔ گیہوں سے نیم صاع واجب ہے اور جو سے اس کا دونا۔

گیہوں یا جو کا وہاں کم پیدا ہونا، یا غذا میں مستعمل نہ ہونا، یا دیہات میں نہ ملنا چاول کو بے لحاظ قیمت صرف صاع یا نیم صاع دے دینے کے قابل نہیں کر سکتا بلکہ واجب ہے کہ اپنے ضلع میں گیہوں نیم صاع، یا جو ایک صاع کی جو قیمت ہو اس قدر دام یا اتنے دام کے چاول، یا اور چیز ادا کریں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۹۳]

ایک منکر زکوٰۃ کا انجام

زمانہ رسالت میں ایک شخص تھا جس کا نام ثعلبہ بن ابی حاطب تھا اس نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ میرے لئے دعا فرما دیجئے کہ میں مالدار ہو جاؤں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ثعلبہ تمہارے لئے غریبی بہتر ہے۔ ثعلبہ نے بار بار یہی عرض کی یا رسول اللہ میری مالداری کی دعا فرما دیں حضور نے بھی یہی فرمایا کہ تمہارے لئے غریبی ہی بہتر ہے مگر اس کے اصرار پر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی مالداری کے لئے دعا فرما دی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی بکریاں اتنی بڑھیں کہ انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پہ بسیرا کرنا پڑا اور وہ بکریوں کی خاطر مدینے سے باہر ہی رہنے لگا پہلے تو ہر جماعت میں حاضر ہوتا رہا پھر کچھ دنوں کے بعد صرف جمعہ کو حاضر ہونے لگا یہاں تک کہ جمعہ بھی ترک ہو گیا۔

ایک عرصہ کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکوٰۃ وصول کرنے والے کو اس کے پاس بھیجا تا کہ اس کی بکریوں کی زکوٰۃ بارگاہ رسالت میں لائے مگر اس نے زکوٰۃ کے محصل کو یہ جواب دیا کہ یہ تو ایک قسم کا ٹیکس ہے ہم اس سلسلے

میں غور کریں گے کہ ہم کو کیا کرنا ہے۔ اسی سوچ و فکر میں ثعلبہ ایک دن اپنی بکریوں کی زکوٰۃ لیکر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، مگر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بحکم خداوندی ثعلبہ کی زکوٰۃ قبول نہیں فرمائی۔ (مرتب)

اللہ تعالیٰ نے ثعلبہ کے بارے میں آیت نازل فرمائی: وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ، الآية۔

اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے۔ (التوبہ، ۷۵)

جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت ثعلبہ کے رشتہ دار کا ایک آدمی بارگاہ رسالت میں بیٹھا ہوا تھا اس نے جب یہ آیت سنی تو ثعلبہ کے پاس آیا اور کہا کہ تمہارے لئے خرابی ہے اے ثعلبہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں ایسی آیت نازل فرمائی ہے تو ثعلبہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں آکر صدقہ قبول کرنے کی درخواست کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا صدقہ قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ نے ممانعت کردی ہے۔ یہ سن کر ثعلبہ واپس چلا گیا پھر وہی صدقہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں لایا اور کہا کہ میرا صدقہ قبول کیجئے حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیری زکوٰۃ قبول نہ فرمائی اور میں قبول کرلوں ہرگز نہ ہوگا۔ پھر خلافت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر لایا عرض کی امیر المومنین میرا صدقہ قبول کر لیجئے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبول نہ فرمائیں اور میں لے لوں یہ کبھی نہ ہوگا۔ پھر خلافت ذی النورین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر لایا اور قبول کرنے کی گزارش کی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قبول نہ فرمائی میں بھی نہ لوں گا۔ اس کے بعد ثعلبہ انہیں کی خلافت میں ہلاک ہوگیا۔

(ت) (تفسیر ابن جریر وثعلبی) [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۳۴]

❁❁❁

صدقہ وخیرات کی فضیلت

صدقہ ایک بہترین نیکی اور حسن سلوک کا ذریعہ ہے صدقہ سے گناہ مٹتے اور بلائیں دور ہوتی ہیں صدقہ کرنے سے مال بڑھتا ہے اور یہ کہ صدقہ ومصارف خیر میں اعتدال چاہئے یا اپنا کل مال یک لخت راہ خدا میں دیدینے کی بھی اجازت ہے؟ اس سلسلے میں دو واقعے ملاحظہ فرمائیں، ایک واقعہ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پورا مال راہ خدا میں دینے سے منع فرمایا، اور دوسرے واقعہ میں یہ ہے کہ حضور نے اسے جائز رکھا۔ (مرتب)

انفاق میں اعتدال کی نظیر

ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک صاحب انڈے برابر سونا لیکر حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ یہ میں نے ایک کان میں سے پایا، میں اسے تصدق کرتا ہوں، اس کے سوا میری ملک میں کچھ نہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے اعراض فرمایا، انہوں نے پھر عرض کی، پھر اعراض فرمایا، پھر عرض کی، پھر اعراض فرمایا، پھر عرض کی، حضور نے وہ سونا ان سے لیکر ایسا پھینکا کہ ان کے لگتا تو درد پہنچاتا، یا زخمی کرتا، اور فرمایا تم میں ایک اپنا پورا مال لاتا ہے کہ یہ صدقہ ہے، پھر بیٹھا لوگوں سے بھیک مانگنے لگے، بہتر صدقہ وہ ہے جس کے بعد آدمی محتاج نہ ہو جائے۔ (ابوداؤد)

پورا مال صرف کرنے کی نظیر

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصدق کا حکم فرمایا، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہوئے کہ اگر میں کبھی ابوبکر صدیق پر سبقت لیجاؤں گا، تو وہ یہی بار ہے کہ میرے پاس مال بسیار ہے، اپنے جملہ اموال سے نصف حاضر خدمت اقدس لائے، حضور نے فرمایا اہل وعیال کے لئے کیا رکھا ہے؟ عرض کی اتنا ہی، اتنے میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور اپنا کل مال حاضر لائے، گھر میں کچھ نہ چھوڑا، ارشاد ہوا اہل وعیال کے لئے کیا رکھا؟ عرض کی اللہ اور اللہ کا رسول، جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس پر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں میں وہی فرق ہے جو تمہارے ان جوابوں میں۔ (صحاح)

اور تحقیق یہ ہے کہ عام کے لئے وہی حکم میانہ روی ہے اور صدق توکل وکمال تحمل والوں کی شان بڑی ہے۔

رشتہ دار کو صدقہ دینا

محتاج رشتہ دار واقربا کو صدقہ دینے میں زیادہ ثواب ہے ایک تو صدقہ دینے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا، کیوں کہ جس کے عزیز محتاج ہوں اسے منع ہے کہ انہیں چھوڑ کر غیروں کو اپنے صدقات دے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے امت محمد قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا صدقہ قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار وعزیز اس کی صلہ رحمی کے محتاج ہوں اور وہ انہیں چھوڑ کر غیروں کو دیتا ہو، اور اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔ (ت) (طبرانی) [فتاوی رضویہ ج اول، ص ۱۸۱]

غیر ذمی کافر پر تصدق جائز نہیں

بحر الرائق وغیرہ میں تصریح ہے کہ کافر حربی پر کچھ تصدق کرنا اصلاً جائز نہیں۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں اگر آدمی کے پاس ایک پیاس کا پانی ہو اور جنگل میں ایک کتا اور ایک کافر شدت تشنگی سے جاں بلب ہو تو کتے کو پلادے اور کافر کو نہ دے۔

حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لئے بارگاہ رب العزت میں لایا جائے گا، اس سے سوال ہوگا کیا لایا، وہ کہے گا میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے، اتنے روزے رکھے علاوہ ماہ رمضان کے، اس قدر خیرات کی علاوہ زکوۃ کے، اور اس قدر حج کیے علاوہ حج فرض کے، وغیر ذلک، ارشاد باری ہوگا کبھی میرے محبوبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی۔؟

تو عمر بھر کی عبادت ایک طرف اور خدا اور سول کی محبت ایک طرف، اگر محبت نہیں سب عبادات وریاضات بیکار۔ بر کے کاٹنے سے ایک ذرا سی آپ کو تکلیف ہوتی ہے اگر کہیں اسے زمین پر پڑا دیکھیں کہ اس کا ایک پاؤں یا پر بیکار ہوگیا ہے اور اس میں طاقت پرواز نہیں ہے تو اس پر رحم کیا جاتا ہے کہ پیر سے مسل دیتے ہیں؟ تو خدا اور سول عز جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کریں اور ان سے دشمنی وعداوت رکھیں وہ قابل رحم ہیں؟ ہرگز نہیں، عوام کی یہ حالت ہے کہ ذرا کسی کو ننگا محتاج دیکھا سمجھے کہ قابل رحم ہے خواہ خدا اور سول کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔

اعانت کافر کا وبال

حضرت سیدی عبد العزیز دباغ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ذرا سی اعانت کافر کی کرنا حتی کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتادے، اتنی بات اللہ تعالیٰ سے اس کا علاقہ مقبولیت قطع کردیتی ہے۔ ہاں ذمی مستامن کافروں کے لئے شرع میں رعایت کے خاص احکام ہیں، یہ اس لئے کہ اسلام اپنے ذمہ کا پورا ہے اور اپنے عہد کا سچا۔ [الملفوظ اول، ص ۱۰۷]

اپنی زندگی میں اور چھپا کر صدقہ کی فضیلت

آدمی اپنی زندگی میں اپنے لئے صدقہ اور ایصال ثواب کرسکتا ہے، مگر محتاجوں کو چھپا کردے یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اغنیاء وبرادری کی دعوت ہوتی ہے ایسا نہ کرنا چاہئے، چھپا کر دینا محتاجوں کو اعلیٰ وافضل ہے۔

حدیث میں ارشاد فرمایا چھپا کر صدقہ دینا بری موت سے بچاتا ہے اور رب العزت جل جلالہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ (کنز العمال)

زندگی میں اپنے واسطے صدقہ کرنا بعد موت کے صدقہ سے افضل ہے۔

حدیث میں ارشاد فرمایا افضل صدقہ یہ ہے کہ تو تصدق کرے اس حال میں کہ تو تندرست ہو اور مال پر حریص، خواہشمند سے دولت کی تمنا رکھتا ہو اور محتاجی سے ڈرتا ہو، یہ نہ ہو کہ جب دم گلے میں اٹکے اس وقت کہے کہ فلاں کو اتنا، فلاں کو اتنا کہ اب تو فلاں کے لئے ہو ہی چکا۔ (بخاری) [الملفوظ سوم، ص ۵۲]

حرام مال کا صدقہ مقبول نہیں

زنہار مال حرام قابل قبول نہیں نہ اسے راہ خدا میں صرف کرنا روا، نہ اس پر ثواب ہے بلکہ نرا وبال ہے۔

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ایمان والو اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں ہماری راہ میں خرچ کرو۔ (البقرۃ، ۲۶۷)

- پھر فرماتا ہے: اور خبیث چیز کا قصد نہ کرو کہ اس میں سے ہماری راہ میں اٹھاؤ۔ (البقرۃ، ۲۶۷)
- اور فرماتا ہے: خدا قبول نہیں کرتا مگر پرہیزگاروں سے۔ (المائدۃ، ۲۷)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک اللہ پاک ہے پاک ہی کو قبول فرماتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

جو ایک کھجور کی برابر پاک کمائی سے تصدق کرے اور اللہ تعالیٰ نہیں قبول فرماتا مگر پاک کو تو حق جل وعلا اسے اپنے یمین قدرت سے قبول فرماتا ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یہ نہ ہوگا کہ بندہ حرام کما کر اس سے تصدق کرے اور وہ قبول کرلیا جائے اور نہ یہ کہ اسے اپنے صرف میں لائے تو اس کے لئے اس میں برکت دیں اور نہ اسے اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا مگر یہ کہ وہ اس کا توشہ ہوگا جہنم کی طرف، بیشک اللہ تعالیٰ برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا ہاں بھلائی سے برائی کو مٹاتا ہے، بیشک خبیث، خبیث کو نہ مٹائے گا۔ (مسند احمد)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو غیر حلال سے مال جمع کرے اس پر کوئی رشک نہ لی جائے کہ اگر وہ اس سے خیرات کرے گا تو قبول نہ ہوگی اور جو بچ رہے گا وہ اس کا توشہ ہوگا جہنم کی طرف۔ (حاکم)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو حرام مال جمع کرے پھر اسے خیرات میں دے اس کے لئے ثواب کچھ نہ ہو اور اس کا وبال اس پر ہو۔ (صحیح ابن خزیمہ، ابن حبان)

جو حرام مال کمائے پھر اس میں سے غلام آزاد کرے اور صلہ رحم کرے تو یہ بھی اس پر وبال ٹھہرے۔ (طبرانی)

جو گناہ کی وجہ سے مال کما کر اس سے صلہ رحم یا تصدق یا راہ خدا میں خرچ کرے یہ سب جمع کرکے اسے جہنم میں پھینک دیا جائے۔ (مراسیل ابوداؤد)

اور علماء فرماتے ہیں: جو حرام مال سے تصدق کرکے اس پر ثواب کی امید رکھے کافر ہوجائے۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۱۸]

ایک حاجتمند کے لئے حضور نے مالی امداد کا حکم دیا

صحیحین میں جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کچھ برہنہ پا، برہنہ بدن صرف ایک کملی کفنی کی طرح چیر کر گلے میں ڈالے خدمت اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے، حضور پرنور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی محتاجی دیکھی چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیا بعد نماز خطبہ فرمایا بعد تلاوت آیات ارشاد کیا کوئی شخص اپنی اشرفی سے صدقہ کرے، کوئی روپئے سے، کوئی کپڑے سے، کوئی اپنے قلیل گیہوں سے، کوئی اپنے تھوڑے چھوہاروں سے، یہاں تک فرمایا اگرچہ آدھا چھوہارا، اس ارشاد کو سن کر ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روپیوں کا تھیلا اٹھا لائے جس کے اٹھانے میں ان کے ہاتھ تھک گئے، پھر لوگ پے در پے صدقات لانے لگے یہاں تک کہ دو انبار کھانے اور کپڑے کے ہوگئے، یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ انور خوشی کے باعث کندن کی طرح دمکنے لگا، اور ارشاد فرمایا:

جو شخص اسلام میں کوئی اچھی راہ نکالے اس کے لئے اسکا ثواب ہے اور اس کے بعد جتنے لوگ اس راہ پر عمل کریں گے سب کا ثواب اس کے لئے ہے بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔ (بخاری، مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۱۸۵]

صدقے کے منافع وبرکات

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک صدقہ اور صلہ رحم ان دونوں سے اللہ تعالیٰ عمر بڑھاتا ہے اور بری موت کو دفع فرماتا ہے اور مکروہ واندیشہ کو دور کرتا ہے۔ (مسند ابویعلی) [فتاویٰ رضویہ ج۹ص۱۷۶]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: صدقے سے اللہ عزوجل کی رضا مطلوب ہوتی ہے اور ہدیئے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا اور اپنی حاجت روائی منظور ہوتی ہے۔ (طبرانی) [فتاویٰ رضویہ ج۹ص۲۱۰]

عورتوں کو صدقے کا حکم

صاحب نصاب مرد وعورت سب پر زکوٰۃ فرض ہے عورتوں کا زیور اگر نصاب کی مقدار ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ (مرتب)

ایک مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عید پڑھی پھر بعدہ خطبہ فرمایا، پھر بعد ازاں عورتوں کی صفوف میں تشریف لا کر انہیں وعظ وارشاد کیا اور صدقہ کا حکم دیا، میں نے دیکھا کہ بی بیاں اپنے ہاتھوں سے گہنا اتار اتار کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں ڈالتی تھیں۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاشانہ نبوت کو تشریف فرما ہوئے۔ (بخاری) [فتاویٰ رضویہ ج۳ص۷۹۱]

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بنی ہاشم پر زکوٰۃ وصدقات کا کھانا حرام ہے، حضور کی بارگاہ میں زکوٰۃ وصدقات کا جو مال آتا تھا حضور اسے مسلمانوں کی ضروریات اور غرباء وفقراء پر خرچ فرمایا کرتے تھے۔ (مرتب)

خیرات وصدقات کے بارے میں احادیث

حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدقہ کے بیشمار فوائد ارشاد فرمائے کہ صدقہ بری موت کو ٹالتا ہے، بلاؤں کو دور کرتا ہے، عمر میں زیادتی ہوتی ہے، جہنم سے بچاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ان میں سے چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔ (مرتب)

حدیث ۱: بیشک صدقہ رب عزوجل کے غضب کو بجھاتا اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔ (ترمذی)

حدیث ۲: دوزخ سے بچو اگرچہ آدھا چھوہارا دے کر کہ وہ کجی کو سیدھا اور بری موت کو دور کرتا ہے۔ (بزار، ابویعلی)

حدیث ۳: بیشک مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا ہے اور بری موت کو روکتا ہے۔ (طبرانی)

حدیث ۴: صدقہ گناہ کو بجھاتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔ (طبرانی)

حدیث ۵: بیشک رب عزوجل صدقہ کے سبب سے ستر دروازے بری موت کے دفع فرماتا ہے۔ (کتاب البر)

حدیث ۶: صدقہ ستر دروازے برائی کے بند کرتا ہے۔ (طبرانی)

حدیث ۷: صدقہ ستر بلا کو روکتا ہے جن کی آسان تر بدن بگڑنا اور سپید داغ ہیں۔ (خلیب)

حدیث ۸۔ صبح تڑکے صدقہ دو کہ بلا، صدقہ سے آگے قدم نہیں بڑھاتی۔ (طبرانی)

حدیث ۹: صبح کے صدقے آفتوں کو دفع کر دیتے ہیں۔ (دیلمی)

حدیث ۱۰: صدقہ بری قضا کو ٹال دیتا ہے۔ (ابن عساکر)

حدیث ۱۱: اللہ عزوجل کے ساتھ اپنی نسبت کرو اس کی یاد کی کثرت اور خفیہ وظاہر صدقہ کی تکثیر سے کہ ایسا کرو گے تو

روزی اور مدد دیئے جاؤ گے تمہاری شکستگیاں درست کی جائیں گی۔ (ابن ماجہ)

حدیث ۱۲: صدقہ گناہ کو بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو۔ (ترمذی)

حدیث ۱۳: بیشک صدقہ اور صلہ رحم ان دونوں سے اللہ تعالیٰ عمر بڑھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے اور مکروہ اور اندیشہ کو دور کرتا ہے۔ (مسند ابو یعلی) (رسالہ راد القحط والوباء)

صدقے کا ثواب

اللہ تعالیٰ صدقے کو بڑھاتا اور ربا یعنی سود کو مٹاتا ہے، یہ اللہ عزوجل کی بے پایاں رحمت ہے کہ وہ ذرے کو پہاڑ بنا دیتا ہے اور قطرہ کو دریا کر دیتا ہے، ثواب کی زیادتی سے متعلق حدیث میں ہے۔ (مرتب)

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جو ایک چھوہارا یا ایک نوالہ اللہ کی راہ میں دے اللہ تعالیٰ اسے ایسا بڑھاتا اور پالتا ہے جیسے آدمی اپنے بچھڑے یا بولے کو پرورش کرے یہاں تک کہ بڑھ کر وہ احد کے برابر ہو جاتا ہے۔ (صحیح ابن حبان) (صفائح اللجین)

صدقے کا ثواب اس وقت حاصل ہوگا جب کہ وہ پاک مال سے ہو ورنہ اپنے اوپر وبال ہو جائے گا پاک کمائی کا صدقہ بارگاہ عزت جل جلالہ میں قبول ہوتا ہے اور اسی کے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔ (مرتب)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو ایک چھوہارے برابر پاک مال سے خیرات کرے اور اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا مگر پاک کو، تو رب عزوجل اسے اپنے دہنے دست قدرت سے قبول فرماتا ہے۔ (بخاری، مسلم) (صفائح اللجین)

والدین کی طرف سے صدقے کا ثواب

آدمی جب صدقہ کرے تو اپنے والدین کی طرف سے صدقے کی نیت کر لے، حدیث میں ہے۔ (مرتب)

جب تم میں کوئی شخص کسی صدقہ نافلہ کا ارادہ کرے تو اس کا کیا حرج ہے کہ وہ صدقہ اپنے ماں باپ کی نیت سے دے کہ انہیں اس کا ثواب پہنچے گا اور اسے ان دونوں کے اجروں کے برابر ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔

(طبرانی اوسط، ابن عساکر) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۰۰]

صدقہ کا اطلاق دیگر نیک کاموں پر

حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا، بے بس و مجبور کی مدد کرنا، مومن کو فائدہ پہنچانا سب صدقہ ہے۔ (مرتب)

حدیث: کسی مومن سے ملاقات ہونے پر اسے سلام کرنا صدقہ ہے۔ (ت) (ابوداؤد)

حدیث: کسی مومن سے کشادہ پیشانی سے بات کرنا اور مسکراہٹ ظاہر کرنا صدقہ ہے۔ (ت) (ترمذی)

حدیث: بھٹکے ہوئے کو راستہ بتانا صدقہ ہے۔ (ت) (بخاری، مسلم)

حدیث: بہرے کو بات سنانا صدقہ ہے۔ (ت) (خطیب)

حدیث: جس کی جماعت فوت ہو جائے اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا تا کہ اسے جماعت کا ثواب ملے یہ بھی صدقہ ہے۔ (ت) (ابوداؤد، مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۰۱]

صدقۂ جاریہ

صدقہ جاریہ وہ صدقہ ہے جس کا ثواب آدمی کو مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہے اور یہ ان چیزوں میں ہوگا جو آدمی کے مرنے کے بعد بھی باقی رہے مثلاً مسجد ومدرسہ بنوانا سرائے وسبیل لگوانا یا ایسا کوئی کام کرنا جو دیرپا اور مضبوط ہو ایسے کاموں کا ثواب صدقۂ جاریہ ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسان جب مرجاتا ہے اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب اسے پہنچتا رہتا ہے۔

(۱) صدقہ جاریہ
(۲) نفع بخش علم یعنی دینی علم
(۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرے۔ (ت) (مسلم، ابوداؤد، ترمذی) [فتاویٰ رضویہ ج۶، ص۳۳۰]

سود کی حرمت و وعید

شریعت مطہرہ نے ہر قدم پر مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی عبادات و بندگی، صنعت و حرفت، خرید و فروخت، تجارت و لین دین انسانی ضروریات کے ہر معاملے میں ایک قانون و ضابطہ اور نصب العین مقرر ہے ہر شعبۂ زندگی کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا گیا ہے کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام۔

مثلاً ربا اور سود کا معاملہ ایسا ہے جسے لوگ اپنا دنیاوی فائدہ سمجھ کر لیتے اور بظاہر اپنا مال بڑھاتے ہیں حالانکہ سود سے مال بڑھتا نہیں بلکہ اس سے مال گھٹتا ہے اس کے لئے قرآن و حدیث میں کافی وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ (مرتب)

روز قیامت سود خوار کا حال

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ سود کی وعید بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قیامت کے روز سود خوار کا یہ حال ہوگا کہ ان کے پیٹ ایسے ہوں گے، جیسے بڑے بڑے مکان اور شیشے کی طرح چمکیں گے کہ لوگوں کو ان کی حالت نظر آئے، ان میں سانپ اور بچھو بھرے ہوں گے۔

حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی سود کھانے والے، سود لینے والے اور اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر، اور فرمایا وہ سب برابر ہیں، سب ایک رسی میں بندھے ہوئے ہیں۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

لوگ سمجھتے ہیں کہ اس سے روپیہ بڑھتا ہے مگر یہ خیال باطل ہے اس میں اللہ عزوجل برکت نہیں رکھتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ۔ (البقرۃ، ۲۷۶)

اللہ مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے زکوٰۃ کو۔

جسے اللہ مٹائے وہ کیوں کر بڑھ سکتا ہے۔ [الملفوظ دوم، ص ۱۱۲]

سود کی حرمت و نحوست سے متعلق چند احادیث

سود کھانا اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بدتر ہے اور سود کا ایک روپیہ لینا اتنی اتنی بار زنا کرنے سے سخت تر ہے، یہ مضمون متعدد احادیث میں ارشاد ہوا ہے، اختصار کے ساتھ چند روایات ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

حدیث: ایک درم سود کا کھانا ۳۳ / بار زنا کے برابر ہے اور جس کا گوشت حرام سے بڑھے تو نار جہنم اس کی زیادہ مستحق ہے۔ (طبرانی، ابن عساکر)

حدیث: ایک درم کہ آدمی سود سے پائے اللہ عزوجل کے نزدیک سخت تر ہے ۳۳ زنا سے کہ آدمی اسلام میں کرے۔ (طبرانی کبیر)

حدیث: سود کا ایک درم کہ آدمی دانستہ کھائے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ۳۶ / زنا سے سخت تر ہے۔ (مسند احمد)

حدیث: ایک درم کہ آدمی سود سے پائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرد کے ۳۶ / بار زنا کرنے سے گناہ میں زیادہ ہے۔

(ابن ابی الدنیا، ذم الغیبۃ)

حدیث: سود کا ایک درم اللہ عزوجل کے یہاں ۳۷/ زنا سے بڑھ کر جرم ہے۔ (حاکم کتاب الکنی)

حدیث: سود ستر گناہ ہے، جن میں سب سے آسان تر اس شخص کی طرح ہے جو اپنی ماں پر پڑے۔
(ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا ذم الغیبۃ)

حدیث: ربا کے کئی دروازے ہیں ان میں ایک دروازہ برابر ستر گناہ کے ہے، جن میں سب سے ہلکا گناہ ایسا ہے جیسے اپنی ماں کے ساتھ ہم بستر ہونا۔ (ابن مندہ، ابونعیم)

حدیث: سود ۷۰/دروازے ہے یا فرمایا ۷۳/ گناہ ہے جن میں سب سے ہلکا ایسا جیسے آدمی کا اپنی ماں سے جماع کرنا۔
(مصنف عبدالرزاق)

حدیث: سود کے ۷۲/ دروازے ہیں ان میں سب سے کم ایسا ہے جیسے اپنی ماں سے صحبت کرنا۔ (طبرانی)

حدیث: سود کے دروازے ۷۲/ گناہ ہیں سب میں کمتر ایسا ہے جیسے اسلام میں اپنی ماں سے زنا کرنا۔ (طبرانی کبیر)

حدیث: سود کے ۷۳/ دروازے ہیں سب میں ہلکا اپنی ماں سے زنا کے مثل ہے۔ (حاکم)

حدیث: سود کے کچھ اوپر ستر دروازے ہیں ان سب میں ہلکا ایسا ہے کہ مسلمان ہو کر اپنی ماں سے زنا کرنا اور سود کا ایک درم ۳۵/ زنا سے سخت تر ہے۔ (بیہقی)

حدیث: سود ۷۰/ دروازے ہیں ان میں آسان تر اپنی ماں سے زنا کے مثل ہے۔ (ابن عساکر)

حدیث: سود ۷۲/ گناہ ہے سب میں چھوٹا بحالت اسلام اپنی ماں سے زنا کی طرح ہے، اور سود کا ایک درم کئی اوپر ۳۰/ زنا سے سخت تر ہے۔ (ابن ابی الدنیا، بغوی)

حدیث: سود میں ۷۳/ گناہ ہیں سب میں کم ایسا جیسے اسلام میں اپنی ماں سے زنا کرنا اور سود کا ایک درم چند اوپر ۳۰/ زنا کی مانند ہے۔ (مصنف عبدالرزاق)

حدیث: کعب احبار فرماتے ہیں: بیشک مجھے اپنا ۳۳/ بار زنا کرنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ سود کا ایک درم کھاؤں جسے اللہ عزوجل جانے کہ میں نے سود کھایا ہے۔ (مسند احمد) [فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۸۰، ۸۱]

گھٹیا چیز کو دیکر بدلے میں عمدہ لینا؟

ایک ہی جنس کی خراب چیز دیکر اچھی چیز کو زائد لینا سود ہے مثلاً ایک من خراب گیہوں کے بدلے آدھا من عمدہ گیہوں لینا ناجائز اور سود ہے حدیث میں اس کی بھی ممانعت آئی ہے۔ (مرتب)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو خیبر پر عامل بنا کر بھیجا وہ عمدہ خرمے وہاں سے لائے فرمایا کیا خیبر کے سب خرمے ایسے ہی ہیں عرض کی نہیں یارسول اللہ، واللہ کہ ہم چھ سیر خرموں کے بدلے یہ خرمے تین سیر، اور نو سیر دیکر اس کے چھ سیر خریدتے ہیں، فرمایا ایسا نہ کر بلکہ ناقص یا خراب خرمے پہلے روپوں کے عوض بیچو پھر ان روپیوں سے یہ عمدہ خرمے خریدو، اور ہر موزونی چیز کے بارے میں یہی حکم فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

ایک اور روایت میں ہے: بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ برنی چھوہارے کہ عمدہ قسم ہیں خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لائے فرمایا یہ کہاں سے آئے عرض کی ہمارے پاس ناقص چھوہارے تھے ان کے چھ سیر دیکر یہ تین

سیر لئے، فرمایا اف خاص سود ہے، ایسا نہ کرو ہاں جب بدلنا چاہو تو اپنے چھوہارے اور چیز سے پہلے بیچ کر پھر اس سے اچھے چھوہارے مول لے لو۔ (بخاری، مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۳۶]

مال حرام پر زکوٰۃ نہیں

مال حرام پر زکوٰۃ سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سود و رشوت اور اسی قسم کے حرام و خبیث مال پر زکوٰۃ نہیں، کہ جن جن سے لیا ہے اگر وہ لوگ معلوم ہیں تو انہیں واپس دینا واجب ہے اور اگر معلوم نہ رہے تو کل کا تصدق کرنا واجب ہے۔ چالیسواں حصہ دینے سے وہ مال کیا پاک ہو سکتا ہے جس کے باقی انتالیس حصے بھی ناپاک ہیں، اور ایسے مال سے بزرگوں کی نیاز کرنا بھی جائز نہیں، نہ ہرگز اس سے کچھ حاصل کہ نیاز کا مطلب ایصال ثواب ہے اور ثواب ثمرۂ قبول ہے اور قبول پاکی سے مشروط ہے۔

حدیث میں ہے: اللہ عزوجل پاک ہے پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوا قصد نہ کرو خبیث کا کہ اس سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ (البقرۃ، ۲۶۷)

علماء فرماتے ہیں: جو حرام مال فقیر کو دیکر ثواب کی امید رکھے اس پر کفر عائد ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۲۳۶]

مخلص قرضدار کا بدلہ

آج کل قرض کے لین دین میں سود کا بازار گرم ہے بغیر سود کے قرض ملتا نظر نہیں آتا، حالانکہ قرض دیکر سود لینا حرام ہے، یوں ہی قرض لیکر سود دینا بھی حرام ہے ہاں اگر کوئی محتاج و مفلس ہے سودی قرض لیکر اپنی یا اپنے گھر والوں کی جان بچائے گا یا اور کوئی سخت مجبوری ہے تو اسکے لئے سود پر قرض لینا جائز ہے جب کہ اسے قرض خواہ کی طرف سے کسی ضرر و نقصان کا اندیشہ ہے ورنہ اس مفلس کے لئے بھی سود پر قرض لینا جائز نہیں۔ قرض خواہ پر واجب ہے کہ وہ قرض دار کو مہلت دے جب تک اسے استطاعت نہ ہو اس پر ظلم و زیادتی نہ کرے، اور قرضدار کو شریعت حکم دیتی ہے کہ حتی الامکان ادا میں کوشش کرے اور ہر وقت سچے دل سے ادا کی نیت رکھے مفلسی کو پروانہ معافی نہ ٹھہرالے کہ اب ہم سے کوئی کیا لے گا، جب ایسی سچی نیت رکھے گا اور خود فکر ادا میں شرعی طور پر کچھ کمی نہیں کرے گا تو اس سے زیادہ شرع اسے تکلیف نہیں دیتی۔ پھر اگر اسی حال پر مر گیا، اور ادا نہ ہو سکا تو امید قوی ہے کہ ارحم الراحمین جل جلالہ درگزر فرما کر قرض خواہ کے مطالبہ سے نجات بخشے گا۔ (مرتب)

حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو لوگوں کے مال بہ نیت ادا لے اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا فرمادے اور جو تلف کر دینے کے ارادے سے لے اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کردے۔ (بخاری، ابن ماجہ)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کوئی دین لے کہ اس کے ادا کی نیت رکھتا ہو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف سے ادا فرمادے گا۔ (طبرانی کبیر)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا جو امتی کسی دین کا بار اٹھائے پھر اس کے ادا میں کوشش کرے پھر بے ادا کئے مر جائے تو میں اس کا ولی و کفیل کار ہوں۔ (مسند احمد، ابو یعلیٰ)

ایک اور حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: جو کسی دین کا معاملہ کرے اور دل میں اس کے ادا کا ارادہ رکھے پھر مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے اور اس کے قرض خواہ کو جیسے چاہے راضی کردے۔ (حاکم) [فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۸۳]

حج وعمرہ کے احکام وآداب

حج ایک ایسی عبادت ہے جس کے ادا کرنے کے بعد آدمی گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے اور حج اسلام کا ایسا حکم ہے جس میں اسلامی مساوات کا مظاہرہ بھی ہوتا ہے اور احکام خداوندی کی اہمیت ووقعت کا احساس بھی، حج کے کچھ احکام وآداب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں:

حج کی فرضیت میں عورت مرد کا ایک حکم ہے جو راہ کی طاقت رکھتا ہو اس پر فرض ہے، مرد ہو یا عورت جو ادا نہ کرے گا عذاب جہنم کا مستحق ہوگا۔ عورت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ اسے بغیر شوہر یا محرم کے ساتھ لئے سفر کو جانا حرام ہے، اس میں کچھ حج کی خصوصیت نہیں کہیں ایک دن کے راستہ پر بے شوہر یا محرم کے جائے گی تو گنہگار ہوگی۔ ہاں جب فرض ادا ہو جائے تو بار بار سفر کرنا عورت کو مناسب نہیں کہ وہ جس قدر پردہ کے اندر رہے اس قدر بہتر ہے۔

حدیث میں اس قدر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امہات المومنین کو حج کرا کر فرمایا: یہ ایک حج ہو گیا اس کے بعد گھر کی چٹائیاں، یعنی اب گھر پر ہی رہنا بہتر ہے۔

یہ افضلیت اولویت کا ارشاد ہے، نہ کہ عورت کو دوسرا حج ناجائز ہے، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے بعد پھر حج کیا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۶۱]

کون ساحج، حج مبرور؟ اور کیسا حاجی مغفور؟

جس حج کے بعد حاجی گناہ نہ کرے وہ حج مبرور کہلاتا ہے، ایسے ہی حاجی کی حدیث پاک میں فضیلت ارشاد ہوئی ہے۔ (مرتب)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب تو حاجی سے ملے اسے سلام کر اور مصافحہ کر اور قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اس سے اپنے لئے استغفار کرا کہ وہ مغفور ہے۔ (مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد کرو غنیمت پاؤ گے، روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے اور حج کرو غنی ہو جاؤ گے۔ (طبرانی اوسط) [فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۴۰، ۵۵۱]

والدین یا اور کسی میت کی طرف سے حج بدل

مردوں کو زندوں کے عمل صالح کا ثواب پہنچتا ہے، میت کی طرف سے اگر اس کا بیٹا وغیرہ حج کرے تو اسے پورے حج کا ثواب ملتا ہے۔ (مرتب)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو اپنے ماں باپ کی طرف سے ان کی وفات کے بعد حج کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھے، اور ان دونوں کے لئے پورے حج کا اجر ہو، بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔ (بیہقی شعب الایمان، اصبہانی کتاب الترغیب)

حدیث: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "جب آدمی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے وہ اس حج کرنے والے اور ماں باپ تینوں کی طرف سے قبول کیا جائے، اوران کی روحیں خوش ہوں، اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا نیکوکار لکھا جائے"۔ (دارقطنی)

حدیث: ایک روایت میں یہ ہے "جس کے ماں باپ بے حج کئے مرگئے ہوں یہ ان کی طرف سے حج کرے وہ ان دونوں کا حج ہو جائے اوران کی روحوں کو آسمان میں خوشخبری دی جائے اور یہ شخص اللہ کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جائے"۔ (فوائد ثقفیات)

حدیث: "جو مردے کی جانب سے حج کرے تو اس کو مردے کے برابر ثواب ملے"۔ (ت) (طبرانی اوسط)

حدیث: "جب آدمی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو اسے دونوں کی جانب سے قبول کیا جائے"۔ قبول کا مطلب یہی ہے کہ دونوں کو برابر ثواب دیا جاتا ہے۔ (ت) (دارقطنی)

حدیث: "جو اپنے باپ یا ماں کی طرف سے حج کرے تو اس کا حج ادا ہو جائے اور وہ دس حج کی فضیلت پائے"۔

(ت) (دارقطنی) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۹۹ تا ۲۰۳]

بعد طواف، دوگانہ طواف اور زمزم پینے کی فضیلت

طواف کے بعد مقام ابراہیم میں نماز پڑھنا پھر زمزم شریف پینا فضیلت کی بات ہے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے جو سات پھیرے طواف کر کے مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز پڑھے پھر زمزم شریف پر جا کر اس کا پانی پئے اللہ عزجل اسے گناہوں سے ایسا پاک کر دے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

(مسند الفردوس، تفسیر واحدی) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۲۵]

رمضان میں طواف وعمرہ کا ثواب زائد تر

حرم محترم کے اعمال کا ثواب اس زمین پاک کے اعتبار سے ہے، نہ زمان حج کی خصوصیت سے، ایک نیکی پر لاکھ کا ثواب جیسے زمانۂ حج میں ہوگا ویسے ہی دیگر اوقات میں، اور طواف کعبہ معظمہ جو حج میں کیا جائے گا اگر وہ طواف فرض ہے جب تو ظاہر ہے کہ فرض کے ثواب کو دوسری چیز نہیں پہنچ سکتی، اور اگر وہ طواف عمرہ ہے تو رمضان مبارک میں اس کا طواف ذی الحجہ سے بہت زیادہ۔

حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رمضان مبارک میں ایک عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔ (الترغیب والترہیب) [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۷۰]

حاجی سے جملہ حقوق شرع کی معافی کا کیا مطلب؟

حج سے ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے حج کرنے کے بعد اگر حاجی آئندہ گناہ نہ کرے تو یہی حج مبرور کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی حاجی کے تمام حقوق اپنے ذمہ کرم پر لیکر معاف فرما دیتا ہے خواہ وہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد اسے ہر طرح کی معافی مل جاتی ہے، اسی قسم کے مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

جو حاجی پاک مال، پاک کمائی، پاک نیت سے حج کرے اور اس میں لڑائی جھگڑے اور عورتوں کے سامنے تذکرۂ جماع اور ہر قسم کے گناہ و نافرمانی سے بچے اس وقت تک جتنے گناہ کئے تھے بشرط قبول سب معاف ہوجاتے ہیں، پھر اگر حج کے بعد فوراً مر گیا اتنی مہلت نہ ملی کہ جو حقوق اللہ عزوجل، یا بندوں کے اس کے ذمہ تھے انہیں ادا یا ادا کی فکر کرتا تو امید واثق ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے تمام حقوق سے درگزر فرمائے۔ یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہا فرائض کو بجا نہ لایا تھا، ان کے مطالبہ پر بھی قلم عفو الٰہی پھر جائے، اور حقوق العباد و دیون و مظالم مثلاً کسی کا قرض آتا ہو، مال چھینا ہو، برا کہا ہو ان سب کو مولیٰ تعالیٰ اپنے ذمہ کرم پر لے لے، اصحاب حقوق کو روز قیامت راضی فرما کر مطالبہ وخصومت سے نجات بخشے، یوں ہی اگر بعد کو زندہ رہا اور بقدر قدرت حقوق کا تدارک کرلیا یعنی زکوٰۃ دیدی، نماز، روزہ کی قضا ادا کی جس کا جو مطالبہ آتا تھا دیدیا، جسے آزار پہنچا تھا معاف کرالیا، جس مطالبہ کا لینے والا نہ رہا، یا معلوم نہیں، اس کی طرف سے تصدق کردیا بوجہ قلت مہلت جو حق اللہ عزوجل یا بندہ کا ادا کرتے کرتے رہ گیا اس کی نسبت اپنے مال میں وصیت کردی۔ غرض جہاں تک براءت کے طریقے پر قدرت ملی کمی نہ کی تو اس کے لئے امید اور زیادہ قوی کہ اصل حقوق کی یہ تدبیر ہوگئی اور مقبولیت حج سے گناہ دھل گیا، ہاں اگر حج کے بعد باوصف قدرت ان امور میں قاصر رہا تو یہ سب گناہ از سر نو اس کے سر ہوں گے کہ حقوق تو خود باقی ہی تھے ان کی ادا میں پھر تاخیر و کمی گناہ تازہ ہوئے اور وہ حج ان کے ازالہ کو کافی نہ ہوگا کہ حج گزرے گناہوں کو دھوتا ہے آئندہ کے لئے پروانہ بے قیدی نہیں ہوتا، بلکہ حج مبرور کی نشانی ہی یہ ہے کہ پہلے سے اچھا ہو کر پلٹے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۰]

مقدمات حج اور آداب سفر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے حج کے مسائل واحکام اور اس کے آداب واصول کو نہایت جامع اور حسین انداز میں بیان فرمایا ہے شاید یہ انداز بیان اس کے غیر میں نہ ملے، میں یہاں پر کچھ خاص خاص باتیں پیش کرتا ہوں، آپ تحریر فرماتے ہیں:

(۱) جس کا قرض آتا ہو، یا امانت پاس ہو ادا کردے۔ جن کے مال ناحق لئے ہوں واپس دیدے یا معاف کرالے پتہ نہ چلے تو اتنا مال فقیر کو دیدے۔

(۲) نماز، روزہ، زکوٰۃ جتنی عبادات ذمہ پر ہوں ادا کرے اور تائب ہو۔

(۳) جس کی بے اجازت سفر مکروہ ہے جیسے ماں باپ شوہر اسے رضامند کرے جس کا اس پر قرض آتا ہے اس وقت نہ دے سکے تو اس سے بھی اجازت لے، پھر بھی کسی کی اجازت نہ دینے سے حج رک نہیں سکتا، اجازت میں کوشش کرے نہ ملے جب بھی چلا جائے۔

(۴) اس سفر سے مقصود صرف اللہ ورسول ہوں۔

(۵) عورت کے ساتھ جب تک شوہر یا محرم بالغ قابل اطمینان نہ ہو جس سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے سفر حرام ہے اگر کرے گی حج ہوجائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔

(۶) توشہ مال حلال سے ہو ورنہ قبول حج کی امید نہیں اگرچہ فرض اتر جائے گا۔

(۷) حاجت سے زیادہ توشہ لیکر رفیقوں کی مدد اور فقیروں پر تصدق کرتا چلے، یہ حج مبرور کی نشانی ہے۔

(۸) بقدر کفایت فقہ کی عام کتب ساتھ لے ورنہ کسی عالم کے ساتھ جائے، یہ بھی نہ ملے تو کم از کم ''انوار البشارۃ'' ساتھ ہو۔

(۹) آئینہ، سرمہ، کنگھا، مسواک، ساتھ رکھے کہ سنت ہے۔
(۱۰) اکیلا سفر نہ کرے کہ منع ہے، رفیق دیندار ہو کہ بد دین کا ہمراہی سے اکیلا بہتر ہے۔
(۱۱) حدیث میں ہے جب تین آدمی سفر کو جائیں اپنے میں ایک کو سردار بنالیں اس میں کاموں کا انتظام رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ)
سردار اسے بنائیں جو خوش خلق عاقل، دیندار ہو، سردار کو چاہئے رفیقوں کے آرام کو اپنی آسائش پر مقدم رکھے۔
(۱۲) چلتے وقت اپنے دوستوں، عزیزوں سے ملے اور اپنے قصور معاف کرائے اور اب ان پر لازم ہے کہ دل سے معاف کردیں۔
حدیث میں ہے کہ جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی معذرت لائے واجب ہے کہ قبول کرلے ورنہ حوض کوثر پر آنا نہ ملے گا۔
(۱۳) وقت رخصت سب سے دعا لے کہ برکت پائے گا۔
(۱۴) ان سب کے دین، جان، مال، اولاد، تندرستی، عافیت خدا کو سونپے۔
(۱۵) لباس سفر پہن کر گھر میں چار رکعت نفل الحمد و قل سے پڑھ کر باہر نکلے، وہ رکعتیں واپس آنے تک اس کے اہل و مال کی نگہبانی کریں گی۔
(۱۶) جدھر سفر کو جائے جمعرات، یا ہفتہ، یا پیر کا دن ہو اور صبح کا وقت مبارک ہے اور اہل جمعہ کو روز جمعہ قبل جمعہ سفر اچھا نہیں۔
(۱۷) دروازے سے باہر نکلتے ہی کہے اور درود شریف کی کثرت کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْنُزَلَّ اَوْنُضِلَّ وَنُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يَجْهَلَ عَلَيْنَا اَحَدٌ۔

اللہ کے نام اور اللہ کی مدد سے اور میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور نہ گناہوں سے پھرنا نہ طاعت کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے، الٰہی ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس سے کہ خود لغزش کریں یا دوسرا ہمیں لغزش دے یا خود بہکیں یا دوسرا بہکائے یا ظلم کریں، یا ہم پر ظلم ہو، یا جہل کریں یا ہم پر کوئی جہل کرے۔
(۱۸) سب سے رخصت کے بعد اپنی مسجد سے رخصت ہو، وقت کراہت نہ ہو تو اس میں دو رکعت نفل پڑھے۔
(۱۹) جس شہر میں جائے وہاں کے سنی عالموں اور باشرع فقیروں کے پاس ادب سے حاضر ہو، مزارات کی زیارت کرے، فضول سیر تماشے میں وقت نہ کھوئے۔
(۲۰) ذکر خدا سے دل بہلائے کہ فرشتہ ساتھ رہے گا نہ کہ شعر ولغویات سے کہ شیطان ساتھ ہوگا، رات کو زیادہ چلے کہ سفر جلد طے ہوتا ہے۔
(۲۱) منزل میں متفرق ہوکر نہ اتریں، ایک جگہ اتریں۔
(۲۲) ہر سفر خصوصاً سفر حج میں اپنے اور اپنے عزیزوں دوستوں کے لئے دعا سے غافل نہ رہے کہ مسافر کی دعا قبول ہے۔
(۲۳) بدوؤں اور سب عربوں سے بہت نرمی کے ساتھ پیش آئے اگر وہ سختی کریں ادب سے تحمل کرے اس پر شفاعت نصیب ہونے کا وعدہ فرمایا ہے، خصوصاً اہل حرمین خصوصاً اہل مدینہ، اہل عرب کے افعال پر اعتراض نہ کرے، نہ دل میں کدورت لائے اس میں دونوں جہان کی سعادت ہے۔
(۲۴) مکان پر اپنے آنے کی تاریخ ووقت کی اطلاع پہلے سے دیدے، بے اطلاع ہرگز نہ جائے۔

(۲۵) سب سے پہلے اپنی مسجد سے دو رکعت نفل کے ساتھ ملے۔

(۲۶) دو رکعت گھر میں آکر پڑھے پھر سب سے بکشادہ پیشانی ملے۔

(۲۷) دوستوں کے لئے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور لائے اور حاجی کا تحفہ تبرکات حرمین شریفین سے زیادہ کیا ہے اور دوسرا تحفہ دعا کہ مکان میں پہنچنے سے پہلے استقبال کرنے والوں اور سب مسلمانوں کے لئے کرے کہ قبول ہے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۹۱ تا ۶۹۴ ملتقطاً]

احرام اور حرم کے آداب واحکام

(۱) احرام باندھنے سے پہلے خوب مل کر نہائیں، وضو کریں اور نہ نہا سکیں تو صرف وضو کرلیں۔

(۲) چاہیں تو مرد سر منڈالیں کہ احرام میں بالوں کی حفاظت سے نجات ملے گی ورنہ کنگھی کر کے خوشبودار تیل ڈالیں۔

(۳) ناخن کتریں، خط بنوائیں، موئے بغل وزیرناف دور کریں۔

(۴) خوشبو لگائیں کہ سنت ہے۔

(۵) مرد سلے ہوئے کپڑے اتاریں ایک چادر نئی یا دھلی ہوئی اوڑھیں اور ایسا ہی ایک تہبند باندھیں، یہ کپڑے سفید بہتر ہیں۔

(۶) احرام باندھنے سے پہلے دو رکعت نماز بہ نیت احرام پڑھیں۔

(۷) اب حج تین طرح کا ہوتا ہے:

حج افراد ایک یہ کہ نرا حج کرے اسے افراد کہتے ہیں اس میں بعد سلام یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِی وَتَقَبَّلْهُ مِنِّی نَوَیْتُ الْحَجَّ مُخْلِصاً لله تَعَالیٰ۔

حج تمتع دوسرا یہ کہ یہاں سے نرے عمرے کی نیت کرے، مکہ معظمہ میں حج کا احرام باندھے اسے تمتع کہتے ہیں، اس میں بعد سلام یوں کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْ هَا لِی وَتَقَبَّلْهَا مِنِّی نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ مُخْلِصاً لله تَعَالیٰ۔

حج قران تیسرا یہ کہ حج عمرہ دونوں کی یہیں سے نیت کرے اور یہ سب سے افضل ہے اسے قران کہتے ہیں اس میں بعد سلام یوں کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْ هُمَا لِی وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّی نَوَیْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ تَعَالیٰ۔

اور تینوں صورتوں میں اس نیت کے بعد لبیک باآواز بلند کہے، لبیک یہ ہے:

لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔

(۸) وقت احرام سے رمی جمرہ تک اکثر اوقات لبیک کی بیشمار کثرت رکھے خصوصاً چڑھائی پر چڑھتے اترتے، دو قافلوں کے ملتے صبح شام، پچھلی رات، پانچوں نمازوں کے بعد مرد باآواز کہیں مگر اتنی بلند کہ اپنے آپ یا دوسرے کو تکلیف نہ ہو۔

(۹) جو باتیں احرام میں ناجائز ہیں وہ اگر کسی عذر سے یا بھول کر ہوں تو گناہ نہیں مگران پر جو جرمانہ مقرر ہے ہر طرح دینا آئے گا اگرچہ بے قصد ہو سہواً یا جبراً یا سوتے میں۔

(۱۰) جب حرم کے متصل پہنچے سر جھکائے، آنکھیں شرم گناہ سے نیچی کئے، خشوع وخضوع سے داخل ہو اور ہو سکے تو پیادہ

ننگے پاؤں اور لبیک ودعا کی کثرت رکھے، اور بہتر یہ کہ دن کو نہا کر داخل ہو۔

(۱۱) جب رب العالمین جل جلالہ کا شہر نظر پڑے ٹھہر کر دعا مانگے اور درود شریف کی کثرت کرے اور افضل یہ ہے کہ نہا دھو کر داخل ہو اور مدفونین جنت المعلیٰ کے لئے فاتحہ پڑھے۔

(۱۲) جب مدعیٰ میں پہنچے جہاں سے کعبہ معظمہ نظر آئے، اللہ اکبر، یہ عظیم قبول واجابت کا وقت ہے صدق دل سے اپنے اور تمام عزیزوں دوستوں مسلمانوں کے لئے مغفرت مانگے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

درود شریف کی کثرت کریں یہ ایک جامع دعا ہے اس کے بعد کسی دعا کی حاجت نہیں۔

(۱۳) یوں ہی ذکر خدا اور رسول اور اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائے فلاح دارین کرتا ہوا باب السلام تک پہنچے اور اس آستانہ پاک کو بوسہ دیکر داہنا پاؤں پہلے رکھ کر داخل ہو اور کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ للّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی ذُنُوْبِی وَافْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۹۵ تا ۶۹۸ ملتقطاً]

طواف وسعی اور صفا ومروہ کے آداب

(۱) شروع طواف سے پہلے مرد اضطباع کر لے یعنی چادر کی سیدھی جانب دہنی بغل کے نیچے سے نکالے کہ سیدھا شانہ کھلا رہے اور دونوں آنچل بائیں کندھے پر ڈال لے۔

(۲) اب رو بہ کعبہ، حجر اسود کی دہنی طرف، رکن یمانی کی جانب، سنگ اسود کے قریب یوں کھڑے ہو کہ تمام پتھر اپنے سیدھے ہاتھ کو رہے پھر طواف کی نیت کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ فَیَسِّرْهُ لِی وَتَقَبَّلْهُ مِنِّی۔

(۳) اس نیت کے بعد کعبہ کو منہ کئے اپنی داہنی سمت چلو جب سنگ اسود کے مقابل ہو کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں اور کہو:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

(۴) میسر ہو سکے تو حجر اسود پر دونوں ہتھیلیاں اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر یوں بوسہ دو کہ آواز نہ پیدا ہو سکے تین بار ایسا ہی کرو، یہ نصیب ہو تو کمال سعادت ہے۔ یقیناً تمہارے محبوب ومولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بوسہ دیا اور روئے اقدس اس پر رکھا ہے، زہے خوش نصیبی کہ تمہارا منہ وہاں تک پہنچے اور ہجوم کے سبب نہ ہو سکے تو نہ اوروں کو ایذا دو نہ آپ دبو کچلو بلکہ اس کے عوض ہاتھ سے اور ہاتھ نہ پہنچے تو لکڑی سے سنگ اسود مبارک چھو کر اسے چوم لو، یہ بھی نہ بن پڑے تو ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر لے، اسے بوسہ دے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منہ رکھنے کی جگہ پر نگاہیں پڑ رہی ہیں یہی کیا کم ہے۔

(۵) اَللّٰهُمَّ اِیْمَانًا بِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کہتے ہوئے در کعبہ تک بڑھو جب

حجرِ مبارک کے سامنے سے گزر جائے سیدھے ہولو، خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر لے کر یوں چلو کہ کسی کو ایذا نہ دو۔

(۶) مرد رمل کرتا چلے یعنی جلد جلد چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا شانے ہلاتا جیسے قوی و بہادر لوگ چلتے ہیں، نہ کودتا نہ دوڑتا، جہاں زیادہ ہجوم ہو جائے اور رمل میں اپنی یا غیر کی ایذا ہو اتنی دیر رمل ترک کرو۔

(۷) طواف میں دعا درود کے لئے رکو نہیں بلکہ چلتے میں پڑھو، دعا درود چلا کر نہ پڑھو۔

(۸) جب رکن یمانی کے پاس آؤ تو اسے دونوں ہاتھ سے یا دہنے ہاتھ سے چھوؤ اور چاہو تو اسے بوسہ بھی دو اور نہ ہو سکے تو یہاں لکڑی سے چھونا یا اشارہ کر کے ہاتھ چومنا نہیں۔

(۹) اب جو دوبارہ حجر تک آئے یہ ایک پھیرا ہوا، یوں ہی سات پھیرے کرو مگر باقی پھیروں میں وہ نیت کرنا نہیں کہ نیت تو ابتداء میں ہو چکی اور رمل صرف اگلے تین پھیروں میں ہے اور باقی چار میں آہستہ، شانہ ہلائے بغیر معمولی چال سے ہو۔

(۱۰) طواف کے بعد مقام ابراہیم میں طواف کی دو رکعت پڑھو کہ واجب ہیں۔

(۱۱) پھر ملتزم پر جاؤ اور قریب حجر اس سے لپٹو اور اپنا سینہ اور پیٹ اور کبھی اپنا رخسار اس پر رکھو اور دونوں ہاتھ سر سے اونچے کر کے دیوار پر پھیلاؤ اور دہنا ہاتھ دروازے اور بایاں سنگ اسود کی طرف۔ یہاں کی دعا یہ ہے:

يَاوَاجِدُ يَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّي نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَيَّ۔

حدیث میں فرمایا میں جب چاہتا ہوں جبریل کو دیکھتا ہوں کہ ملتزم سے لپٹے ہوئے یہ دعا کر رہے ہیں۔

(۱۲) پھر زمزم پر آؤ اور ہو سکے تو خود ایک ڈول کھینچو ورنہ بھرنے والوں سے لے لو اور کعبہ کو منہ کر کے تین سانسوں میں پیٹ بھر کے جتنا پیا جائے پیو، باقی بدن پر ڈال لو اور پیتے وقت دعا کرو کہ قبول ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: زمزم جس مراد کے لئے پیا جائے اسی کے لئے ہے۔ (ابن ماجہ)

مکہ معظمہ کی حاضری تک پینا تو بارہا نصیب ہوگا، قیامت کی پیاس سے بچنے کے لئے پیو، کبھی عذاب قبر سے محفوظی کو، کبھی محبت رسول اللہ ﷺ بڑھنے کو، کبھی وسعت رزق، کبھی شفائے امراض، کبھی حصول علم وغیرہا خاص خاص مرادوں کے لئے پیو۔

(۱۳) چاہ زمزم کے اندر بھی نظر کرو، حدیث میں آیا ہے کہ اس سے نفاق دور ہوتا ہے۔

(۱۴) صفا مروہ میں سعی کے لئے حجر اسود کے پاس آ کر اسے چوم کر جانب صفا روانہ ہو۔

(۱۵) ذکر و درود میں مشغول رہ کر صفا کی سیڑھیوں پر اتنا چڑھو کہ کعبہ معظمہ نظر آئے پھر کعبہ رخ ہو کر دونوں ہاتھ دعا کی طرح پہلے شانوں تک اٹھاؤ اور دیر تک تسبیح و تہلیل و درود و دعا کرو کہ قبولیت کی جگہ ہے، پھر اتر کر ذکر و درود میں مشغول مروہ کو چلو۔

(۱۶) پھر صفا کو جاؤ، پھر آؤ یہاں تک ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو، ہر پھیرے میں اسی طرح کریں، اسی کا نام سعی ہے۔

(۱۷) اب، خواہ منیٰ سے واپسی پر، جب کبھی رات میں جتنی بار کعبہ پر نظر پڑے لاالہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر تین بار کہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجیں دعا کریں کہ وقت قبول ہے۔

(۱۸) طواف کی طرح سعی بھی بلا ضرورت سوار ہو کر یا بیٹھ کر کرنا ناجائز و گناہ ہے۔

(۱۹) طواف و سعی کے سب مسائل مذکورہ میں عورتیں بھی شریک ہیں مگر اضطباع، رمل، سعی میں دوڑنا ان کے لئے نہیں۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۹۹ تا ۷۰۵]

منیٰ کی روانگی اور عرفہ کا وقوف

(۱) یوم الترویہ کہ آٹھ تاریخ کا نام ہے جس نے احرام نہ باندھا ہو باندھ لے اور ایک نفل طواف میں رمل وسعی کرے۔

(۲) جب آفتاب نکل آئے منیٰ کو چلو اور ہو سکے تو پیادہ چلو کہ جب تک مکہ معظمہ پلٹ کر آؤ گے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جائیں گی۔

(۳) راستے بھر لبیک ودعا اور درود وثنا کی کثرت کرو۔

(۴) جب منیٰ نظر آئے کہو:

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ مِنًى فَامْنُنْ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰی اَوْلِيَاۗءِكَ

(۵) یہاں رات کو ٹھہرو، آج ظہر سے نویں کی صبح تک پانچ نمازیں مسجد خیف میں پڑھو۔

(۶) شب عرفہ منیٰ میں ذکر وعبادت سے جاگ کر صبح کرو، سونے کے بہت دن پڑے ہیں اور باوضو سوؤ کہ روح عرش تک بلند ہو گی۔

(۷) صبح وقت مستحب نماز پڑھ کر لبیک وذکر ودرود میں مشغول رہو یہاں تک کہ آفتاب چمکے، اب عرفات کو چلو، دل کو خیال غیر سے پاک کرنے میں کوشش کرو کہ آج وہ دن ہے کہ کچھ کا حج قبول کریں گے اور کچھ ان کے صدقے میں بخشدیں گے، محروم وہ جو آج محروم رہا۔

(۸) جب نگاہ جبل رحمت پر پڑے ذکر ودرود اور لبیک بکثرت کرنے کی کوشش کرو کہ انشاء اللہ تعالیٰ وقت قبول ہے۔

(۹) عرفات میں جبل رحمت کے پاس یا جہاں جگہ ملے عام راستے سے بچکر اترو۔

(۱۰) جب دوپہر قریب آئے نہاؤ کہ سنت موکدہ ہے اور نہ ہو سکے تو صرف وضو کرو۔

(۱۱) ظہر وعصر پڑھ کر غروب آفتاب تک دعا میں مشغول رہو۔

(۱۲) نماز پڑھ کر فوراً موقف کو روانہ ہو جاؤ اور ممکن ہو تو اونٹ پر کہ سنت بھی ہے اور ہجوم میں دبنے کچلنے سے محافظت بھی۔

(۱۳) اب جو لوگ موقف میں ہیں اور جو ڈیروں میں ہیں سب ہمہ تن صدق دل سے اپنے کریم مہربان رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور میدان قیامت میں حساب اعمال کے لئے اس کے حضور حاضری کا تصور کرو، نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ لرزتے کانپتے ڈرتے امید کرتے، آنکھیں بند کئے گردن جھکائے دست دعا آسمان کی طرف سر سے اونچے پھیلاؤ، تکبیر، تہلیل، تسبیح، لبیک، حمد، ذکر، دعا، توبہ، استغفار میں ڈوب جاؤ، کوشش کرو کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا ٹپکے کہ دلیل اجابت وسعادت ہے ورنہ رونے کا سا منہ بناؤ کہ اچھوں کی صورت بھی اچھی، اثنائے دعا وذکر میں لبیک کی بار بار تکرار کرو۔

(۱۴) ایک ادب یاد رکھنے کے قابل اس روز کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے وعدوں پر بھروسہ کر کے یقین کرے کہ آج میں گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا، اب کوشش کروں کہ آئندہ گناہ نہ ہوں اور جو داغ اللہ تعالیٰ نے خالص رحمت کے سبب میری پیشانی سے دھو دیا ہے پھر نہ لگے۔

(۱۵) یہاں یہ باتیں مکروہ ہیں:

(۱) غروب آفتاب سے پہلے وقوف چھوڑ کر روانگی جبکہ غروب تک حدود عرفات سے باہر نہ ہو جائے ورنہ حرام ہے۔

(۲) نماز ظہر وعصر کو ملانے کے بعد موقف کو جانے میں دیر۔

(۳) اس وقت سے غروب تک کھانے پینے۔

(۴) یا توجہ بخدا کے سوا کسی کام میں مشغول ہونا۔

(۵) کوئی دنیوی بات کرنا۔

(۶) غروب پر یقین ہو جانے کے بعد روانگی میں تاخیر کرنا۔

(۷) مغرب یا عشا عرفات میں پڑھنا۔

اعلیٰ حضرت کا ایک خاص ناصحانہ اہم انتباہ

بدنگاہی ہمیشہ حرام ہے، نہ کہ احرام میں، نہ کہ موقف میں، یا مسجد الحرام میں، نہ کہ کعبہ کے سامنے، نہ کہ طواف بیت الحرام میں، یہ تمہارے بہت امتحان کا موقعہ ہے۔ عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ یہاں منہ نہ چھپاؤ اور تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ ان کی طرف نگاہ نہ کرو۔

یقین جانو کہ یہ بڑے عزت والے بادشاہ کی باندیاں ہیں اور اس وقت تم اور وہ سب خاص دربار میں حاضر ہو، بلا تشبیہ شیر کا بچہ اس کی بغل میں ہو اس وقت کون اس کی طرف نگاہ اٹھا سکتا ہے تو اللہ واحد قہار کی کنیزیں کہ اس کے خاص دربار میں حاضر ہیں ان پر بدنگاہی کس قدر سخت ہو گی۔

ہاں ہاں ہوشیار، ایمان بچائے ہوئے، قلب ونگاہ سنبھالے ہوئے، حرم وہ جگہ ہے جہاں گناہ کے ارادے پر پکڑا جاتا ہے اور ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر ٹھہرتا ہے، الٰہی خیر کی توفیق دے۔ آمین [فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۷۰۵ تا ۷۰۹ ملتقطا]

منیٰ ومزدلفہ اور باقی افعال حج

(۱) جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے فوراً مزدلفہ کو چلو۔

(۲) راستے بھر ذکر ودعا ولبیک وزاری وبکا میں مصروف رہو۔

(۳) راستہ میں جہاں گنجائش پاؤ اور اپنی یا دوسرے کی ایذا کا احتمال نہ ہو اتنی دیر اتنی دور تیز چلو پیادہ ہو خواہ سوار۔

(۴) جب مزدلفہ نظر آئے بشرط قدرت پیادہ ہو لینا بہتر ہے اور نہا کر داخل ہونا افضل ہے۔

(۵) وہاں پہنچ کر حتی الامکان جبل قُزَح کے پاس راستے سے بچکر اترو، ورنہ جہاں جگہ ملے۔

(۷) باقی رات ذکر لبیک، درود ودعا میں گزارو کہ یہ بہت افضل جگہ ہے اور بہت افضل رات ہے، زندگی ہو تو اور سونے کو بہت سی راتیں ملیں گی اور یہاں یہ رات خدا جانے دوبارہ کسے ملے اور نہ ہو سکے تو باطہارت سو رہو کہ فضول باتوں سے سونا بہتر ہے۔ اور اتنے پہلے اٹھو کہ صبح چمکنے سے پہلے ضروریات وطہارت سے فارغ ہو لو آج نماز صبح بہت اندھیرے سے پڑھی جائے گی۔

(۸) جب طلوع آفتاب میں دو رکعت پڑھنے کا وقت رہ جائے منیٰ کو چلو اور یہاں سے سات چھوٹی کنکریاں دانہ خرما کے برابر پاک جگہ سے اٹھا کر تین بار دھو لو کسی پتھر کو توڑ کر کنکریاں نہ بناؤ۔

(۹) راستے بھر بدستور ذکر ودعا ودرود اور بکثرت لبیک میں مشغول رہو۔

(۱۰) جب منیٰ نظر آئے یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ فَامْنُنْ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَائِكَ۔

(۱۱) جب منیٰ پہنچو سب کاموں سے پہلے جمرۃ العقبہ کو جاؤ جو ادھر سے پچھلا جمرہ ہے اور مکہ معظمہ سے پہلے نالے کے وسط میں سواری پر جمرے سے پانچ ہاتھ ہٹے ہوئے یوں کھڑے ہو کہ منیٰ داہنے ہاتھ پر اور کعبہ بائیں کو اور جمرہ کی طرف منہ ہو۔ سات کنکریاں جدا جدا سیدھا ہاتھ خوب اٹھا کر کہ سپیدی بغل ظاہر ہو، ہر ایک پر بسم اللہ اکبر کہکر مارو، بہتر یہ ہے کہ کنکریاں جمرہ تک پہنچیں ورنہ تین ہاتھ کے فاصلہ پر گریں اس سے زیادہ فاصلہ پر گری تو وہ کنکری شمار میں نہ آئے گی، پہلی کنکری سے لبیک موقوف کرو۔

(۱۲) جب سات پوری ہو جائیں وہاں نہ ٹھہرو فوراً ذکر و دعا کرتے پلٹ آؤ۔

(۱۳) اب قربانی میں مشغول ہو یہ وہ قربانی نہیں جو عید میں ہوتی ہے کہ وہ تو مسافر پر بالکل نہیں اور مقیم مالدار پر واجب ہے اگرچہ حج میں ہو۔ بلکہ یہ حج کا شکرانہ ہے، قران و تمتع کرنے والے پر واجب ہے، اگرچہ فقیر ہو، اور صرف حج کرنے والے کے لئے مستحب ہے اگر غنی ہو۔

(۱۴) یہ قربانی کر کے اپنے اور تمام مسلمانوں کے حج و قربانی قبول ہونے کی دعا کرو۔

(۱۵) قربانی کے بعد قبلہ رو بیٹھ کر مرد حلق کریں یعنی سارا سر منڈائیں کہ افضل ہے یا بال کتروائیں کہ رخصت ہے، عورتوں کو حلق حرام ہے، ایک پورا برابر بال کتروا دیں۔

(۱۶) یہاں حلق یا تقصیر سے پہلے ناخن نہ کترواؤ، خط نہ بنواؤ۔

(۱۷) اب عورت سے صحبت کرنے، شہوت سے ہاتھ لگانے گلے لگانے، بوسہ لینے دیکھنے کے سوا جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا سب حلال ہو گیا۔

(۱۸) افضل یہ ہے کہ آج دسویں ہی تاریخ فرض طواف کے لئے جسے طواف الزیارۃ کہتے ہیں مکہ معظمہ جاؤ، اس طواف میں اضطباع نہیں۔

(۱۹) کمزور اور عورتیں اگر بھیڑ کے سبب دسویں کو نہ جائیں تو اس کے بعد گیارہویں کو افضل ہے۔

(۲۰) جو گیارہویں کو نہ جائے بارہویں کو کر لے، اس کے بعد بلا عذر تاخیر گناہ ہے، جرمانہ میں ایک قربانی ہوگی۔

(۲۱) بہر حال طواف کے بعد دو رکعت ضرور پڑھیں، اس طواف سے عورتیں بھی حلال ہو جائیں گی حج پورا ہو گیا کہ اس کا دوسرا رکن یہ طواف تھا۔

(۲۲) دسویں، گیارہویں، بارہویں راتیں منیٰ ہی میں بسر کرنا سنت ہے نہ مزدلفہ میں نہ مکہ نہ راہ میں، تو جو دس یا گیارہ کو طواف کے لئے گیا واپس آ کر رات منیٰ ہی میں گزارے۔

(۲۳) گیارہویں تاریخ بعد نماز ظہر رمی کو چلو، ان ایام میں رمی جمرۂ اولیٰ سے شروع کرو جو مسجد خیف سے قریب مزدلفہ کی طرف ہے اس کی رمی کو راہ مکہ کی طرف سے آ کر چڑھائی پر چڑھو یہاں سات کنکریاں کعبہ کی طرف رخ کر کے مار کر جمرہ سے کچھ آگے بڑھ جاؤ۔

(۲۴) پھر جمرۂ وسطیٰ پر جا کر ایسا ہی کرو۔

(۲۵) پھر جمرۂ عقبیٰ پر مگر یہاں رمی کر کے نہ ٹھہرو معاً پلٹ آؤ پلٹنے میں دعا کرو۔

(۲۶) بارہویں کی رمی کر کے غروب آفتاب سے پہلے اختیار ہے کہ مکہ معظمہ روانہ ہو جاؤ، مگر بعد غروب چلا جانا معیوب ہے، اب ایک دن اور ٹھہرنا اور تیرہویں کو بدستور دوپہر ڈھلے رمی کر کے مکہ جانا ہوگا اور یہی افضل ہے۔

(۲۷) حلق یعنی سر منڈا نا رمی سے پہلے جائز نہیں۔

(۲۸) گیارہویں بارہویں کی رمی دوپہر سے پہلے اصلاً صحیح نہیں۔

(۲۹) اخیر دن یعنی بارہویں خواہ تیرہویں کو جب منٰی سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ چلو تو وادی محصب میں کہ جنت المعلیٰ کے قریب ہے سواری سے اتر لو یا بے اترے کچھ دیر ٹھہر کر مشغول دعا ہو اور افضل تو یہ ہے کہ عشا تک نمازیں یہیں پڑھو کر ایک نیند لیکر داخل مکہ معظمہ ہو۔

(۳۰) جب عزم رخصت ہو طواف وداع بے رمل وسعی واضطباع بجالاؤ کہ باہر والوں پر واجب ہے پھر دو رکعت مقام ابراہیم میں پڑھو۔

(۳۱) پھر زمزم پر آ کر پانی پیو بدن پر ڈالو۔

(۳۲) پھر دروازۂ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر آستانہ پاک کو بوسہ دو اور قبول وبار بار حاضری کی دعا مانگو۔

(۳۳) پھر ملتزم پر آ کر غلاف کعبہ تھام کر اسی طرح چمٹو، ذکر کرو اور درود دعا کی کثرت کرو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۷۰۹ تا ۷۱۴]

مدینہ طیبہ کی حاضری

(۱) زیارت اقدس قریب بواجب ہے، بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں۔ راہ میں خطرہ ہے، وہاں بیماری ہے، خبردار کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لیکر نہ پلٹو، جان ایک دن جاتی ضرور ہے اس سے کیا بہتر کہ ان کی راہ میں جائے، اور تجربہ ہے کہ جو ان کا دامن تھام لیتا ہے اسے اپنے سایہ میں بآرام لے جاتے ہیں کیل کا کھٹکا نہیں ہوتا۔

(۲) حاضری میں خاص زیارت اقدس کی نیت کرو، یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں اس بار مسجد شریف کی بھی نیت نہ کرے۔

(۳) راستہ بھر درود وذکر میں ڈوب جاؤ۔

(۴) جب حرم مدینہ نظر آئے بہتر یہ کہ پیادہ ہو لو، روتے سر جھکاتے، آنکھیں نیچی کئے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو۔

(۵) جب قبۂ انور پر نگاہ پڑے درود وسلام کی کثرت کرو۔

(۶) جب شہر اقدس تک پہنچو جلال وجمال محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

(۷) حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو نہایت جلد فارغ ہو ان کے سوا کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو معاً وضو اور مسواک کرو، اور غسل بہتر، سفید وپاکیزہ کپڑے پہنو، اور نئے بہتر، سرمہ وخوشبو لگاؤ اور مشک افضل ہے۔

(۸) اب فوراً آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع وخضوع سے متوجہ ہو، رونا نہ آئے تو رونے کا منہ بناؤ اور دل کو بزور

رونے پر لاؤ اور اپنی سنگ دلی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف التجا کرو۔

(۹) جب درِ مسجد پر حاضر ہو صلاۃ وسلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے اجازت مانگتے ہو، بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

(۱۰) اس وقت جو ادب وتعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے آنکھوں، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیال غیر سے پاک کرو، مسجد اقدس کے نقش ونگار نہ دیکھو۔

(۱۱) ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلا کر نہ نکلے۔

(۱۲) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے، گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کیے، لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عفو وکرم کی امید رکھتے حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزارِ انور میں روبقبلہ جلوہ فرما ہیں، اس سمت سے حاضر ہو کہ حضور کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے دونوں جہاں میں کافی ہے۔

(۱۳) اب کمال ادب وہیبت وخوف وامید کے ساتھ زیرِ قندیل اس چاندی کی کیل کے پاس جو حجرۂ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی ہے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزارِ انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔

(۱۴) خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلافِ ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ، یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔

(۱۵) جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال وکسل نہ ہو صلاۃ وسلام کی کثرت کرو، حضور سے اپنے لئے اور اپنے ماں باپ، پیر، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں، اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو، بار بار عرض کرو:

اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

(۱۶) پھر اگر کسی نے عرضِ سلام کی وصیت کی اسے بجالاؤ۔

(۱۷) پھر مشرق کی طرف تھوڑا ہٹ کر حضرت صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے روبرو کھڑے ہو کر سلام عرض کرو۔

(۱۸) یہ سب حاضریاں محلِ اجابت ہیں دعا میں کوشش کرو، جامع دعا کرو، درود پر قناعت بہتر۔

(۱۹) پھر منبر اطہر کے قریب دعا مانگو۔

(۲۰) پھر روضۂ جنت میں (یعنی جو جگہ منبر وحجرۂ منورہ کے درمیان ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا) آکر دو رکعت نفل غیر وقت مکروہ میں پڑھ کر دعا کرو۔

(۲۱) یوہیں مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو اور دعا مانگو کہ محلِ برکات ہیں۔

(۲۲) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو ایک سانس بیکار نہ جائے دو ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو، نماز وتلاوت اور درود میں وقت گزارو۔

(۲۳) یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو کھانے پینے کی کمی ضرور کرو۔

(۲۴) روضۂ انور پر نظر بھی عبادت ہے جیسے کعبہ معظمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا تو ادب کے ساتھ اس کی کثرت کرو اور درود وسلام عرض کرو۔

(۲۵) پنجگانہ یا کم از کم صبح وشام مواجہہ شریف میں عرض سلام کے لئے حاضر رہو۔

(۲۶) شہر میں یا شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منہ کر کے صلاۃ وسلام عرض کرو بغیر اس کے ہرگز نہ گزرو کہ خلاف ادب ہے۔

(۲۷) قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے۔

(۲۸) بقیع واحد وقبا کی زیارت سنت ہے۔ مسجد قبا کی دو رکعت کا ثواب ایک عمرے کے برابر ہے اور چاہو تو یہیں حاضر رہو۔
سیدی ابن ابی جمرہ قدس سرہٗ جب حاضر ہوتے آٹھوں پہر برابر حضوری میں کھڑے رہتے۔ ایک دن بقیع وغیرہ زیارت کا خیال آیا پھر فرمایا یہ ہے اللہ کا دروازہ۔ بھیک مانگنے والوں کے لئے کھلا ہے۔ اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں۔

(۲۹) وقت رخصت مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو اور سچے دل سے دعا کرو کہ الٰہی ایمان وسنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۷۲۰ تا ۷۲۲]

مال حرام سے حج کرنا ناجائز

مال حرام سے حج کرنا جائز نہیں بلکہ اسے حکم تو یہ تھا کہ جن سے لیا انہیں واپس دے، وہ نہ معلوم ہوں تو تصدق کردے اس کے سوا جس کام میں صرف کیا جائے گا، خلاف شرع وموجب گناہ ہوگا ہاں یہ دوسری بات ہے کہ حج کرلیا تو فرض ذمہ سے اتر گیا، جیسے چوری اور غصب کے کپڑے سے نماز پڑھنا، (فرض ذمہ سے اتر جائے گا مگر نماز مکروہ ہوگی۔ مرتب)

حدیث میں ہے کہ جو حرام مال سے حج کرے گا اس سے کہا جائے گا نہ تیرے لبیک قبول، نہ خدمت مقبول، اور تیرا حج تیرے منہ پر مارا گیا، یہاں تک کہ تو یہ ناپاک مال جو تیرے ہاتھ میں ہے واپس دے۔

(الترغیب والترہیب) [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۲۳۷]

حاجی اور کعبہ معظّمہ

کعبہ مقدسہ، خانہ خدا اور حرم خدا ہے وہ انتہائی معظم ومقدس ہے اس میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے وہاں پر رب کائنات کی خصوصی رحمت وبرکت نازل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ کعبہ مقدسہ کو قیامت کے دن اٹھالیا جائے گا اور اسے جنت کا ایک حصہ کردیا جائے گا۔ (مرتب)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک کعبہ روز قیامت یوں اٹھایا جائے گا جیسے شب زفاف دولہن کو دولہا کی طرف لیجاتے ہیں، تمام اہل سنت جنہوں نے حج مقبول کیا اس کے پردوں سے لپٹے ہوئے اس کے گرد دوڑتے ہوں گے یہاں تک کہ کعبہ اور اس کے ساتھ یہ سب داخل جنت ہوں گے۔

(احیاء العلوم، قوت القلوب) [فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۲۰۱]

✿✿✿

قربانی کے احکام و مسائل

امور اسلام میں کچھ فرائض و واجبات ہیں جن کا بجالانا لازم و ضروری ہے، ان امور میں سے قربانی بھی ہے جو واجب ہے جن کے پاس ایام قربانی میں مقدار نصاب مال ہو خواہ وہ مال روپے و نقدی، سونا، چاندی، یا کاشت وغیرہ کی شکل میں ہو ان پر قربانی واجب ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کے دنوں میں جانور کا خون بہانے کا عمل بہت زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے، بارگاہ خداوندی میں اگرچہ قربانی کا گوشت پوست نہیں پہنچتا مگر اس سے بندے کو جو تقویٰ حاصل ہوتا ہے وہ تقویٰ پہنچتا ہے، بندے کی یہی سب سے بڑی سعادت و فیروز بختی ہے کہ اس کا کوئی نیک کام خدا کی بارگاہ میں پہنچے اور وہ قبول ہو جائے۔ (مرتب)

حدیث میں ہے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت، پوچھا اس میں ہم کو کیا ملے گا فرمایا اس کے ہر بال کے برابر نیکی، لوگوں نے عرض کیا اون کے بارے میں کیا ارشاد ہے فرمایا اس کے بھی ہر بال کے برابر نیکی ملے گی۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

بال سے اشارہ بکری کی طرف تھا، تو لوگوں نے اون کہکر مینڈھے کے بارے میں پوچھ لیا۔

(مرقاۃ) [فتاوی رضویہ ج ۸، ص ۴۲۹]

امت کی طرف سے حضور کی قربانی

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دنبے کی ذبح میں فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر، الٰہی یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کے اہل بیت کی طرف سے ہے۔

دوسرے کی ذبح میں فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر، یہ اس کی طرف سے ہے جس نے میری امت سے قربانی نہ کی۔ (ابوداؤد)

مسلمانو! اپنے نبی رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت دیکھو۔

حدیث میں ارشاد ہے: فربہ و تازہ قربانیاں کرو کہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میری امت میں کروروں وہ ہوں گے جو قربانی سے عاجز ہوں گے، یا ان پر واجب نہ ہونے کے سبب قربانی نہ کریں گے حضور نے نہ چاہا کہ وہ صراط پر بے سواری کے رہ جائیں ان کی طرف سے خود قربانی فرمادی، کہ اگر وہ اپنی جان بھی قربان کرتے تو ان کے دست مبارک کی فضیلت کو نہ پہنچتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ و بارک وسلم۔

اس بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا عمل ملاحظہ ہو، خود ارشاد فرماتے ہیں:

میں ہمیشہ سے روز عید ایک اعلیٰ درجہ کا بیش قیمت مینڈھا اپنے سرکار عالم مدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے کیا کرتا ہوں۔ اور روز وصال حضرت والد ماجد قدس سرہ سے ایک مینڈھا ان کی طرف سے۔ اور اب اس سنت کریمہ کے اتباع سے یہ نیت کرلی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تابقا زندگی اپنے ان اہل سنت بھائیوں کی طرف سے کیا کروں گا جنہوں نے قربانی نہ کی خواہ گزر گئے ہوں، یا موجود ہوں، یا آئندہ آئیں۔ [الملفوظ حصہ دوم ص ۱۲۰]

قربانی کا طریقہ

سنت متوارثہ یہ ہے کہ ذبح کرنے والے اور جانور دونوں کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو، جانور کو بائیں پہلو پر لٹایا جائے اور اس کا سر جنوب کی جانب ہو اور اس کی پیٹھ پورب کی طرف تاکہ چہرہ صحیح طور سے قبلہ کی طرف ہو جائے، ذبح کرنے والا اپنا داہنا پیر جانور کی گردن کے دائیں جانب رکھ کر ذبح کرے، اگر قبلہ کی طرف جانور کا رخ نہ ہو تو مکروہ ہے، اور اگر اسے دائیں پہلو پر لٹایا جائے تو بعض ائمہ کے نزدیک حرام ہو جائے گا اس کا کھانا جائز نہیں۔ لہٰذا اس سے بچنا ہی بہتر و مناسب ہے۔ (ت)

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بقر عید کے دن دو مینڈھے سینگ والے چت کبرے خصی کئے ہوئے ذبح فرمائے جب ان کا منہ قبلہ کو کیا تو یہ پڑھا۔ (ت)

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ (احمد، ابوداؤد)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مینڈھے چت کبرے سینگ والوں کی قربانی کی انہیں اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہا۔ (ت) (بخاری، مسلم، ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور نے اپنا پاؤں ان کے پہلو پر رکھا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہا۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۳۱۶، ۳۱۷]

قربانی کی تاکید

صاحب استطاعت یعنی جو قربانی کے دنوں میں بقدر نصاب روپیہ پیسہ یا جائداد وغیرہ رکھتا ہو اس پر قربانی واجب ہے جو وسعت کے باوجود قربانی نہ کرے وہ گنہگار اور تارک واجب ہے۔

حدیث میں ایسے شخص کے بارے میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس کا ہاتھ پہنچتا ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہرگز ہماری مسجد یا عیدگاہ کے پاس نہ آئے۔ (مسند احمد، ابن ماجہ) [فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۵۲۱]

قربانی کا گوشت

قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔

- ایک حصہ غرباء و فقراء کے لئے۔
- دوسرا حصہ احباب و رشتہ داروں کے لئے۔
- تیسرا حصہ اپنے کھانے کے لئے۔

ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ پورا گوشت تقسیم کر دے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پورا اپنے صرف میں لائے اگر ضرورت ہو۔

شروع زمانہ اسلام میں تین دن کھانے بھر کا گوشت نکال کر پورے کا تقسیم کر دینا ضروری تھا کیوں کہ ہر آدمی کے اندر قربانی کرنے کی وسعت نہ تھی یہ حکم اس لئے دیا گیا تھا تاکہ آس پڑوس والے سب کو گوشت پہنچ جائے پھر جب لوگوں میں خوشحالی آئی اور ہر شخص قربانی کرنے لگا تو حکم ہوا کہ چاہے پورے گوشت کو کھاؤ، یا جمع رکھو، یا ثواب کے لئے تقسیم کر دو۔ (مرتب)

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زائد روکنے سے منع کرتے تھے اس کا مقصد مسکینوں پر آسانی تھی، اب اللہ تعالیٰ نے کشادگی فرما دی تو اب کھاؤ، جمع کرو اور کار ثواب میں صرف کرو۔ سنو یہ دن ہی کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں۔ (ابوداؤد) [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۵۱۳]

قربانی سے متعلق چند اور مسائل

فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم مطبع رضا اکیڈمی ممبئی کے حوالے سے چند ضروری متفرق مسائل درج ذیل ہیں ملاحظہ فرمائیں:

- دودھ کے جانور یا گابھن کی قربانی اگرچہ صحیح ہے مگر ناپسند ہے، حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی۔ (ص ۳۹۳)
- شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی ناجائز و نامعتبر ہے۔
- دیہات میں دس ذی الحجہ کو طلوع فجر کے بعد قربانی جائز ہے۔
- کسی عذر سے اگر شہر میں نماز عید نہ پڑھیں تو نماز عید کا وقت نکلنے سے پہلے قربانی جائز نہیں بعد میں جائز ہے۔ (ص ۳۹۷)
- قربانی میں شہر و دیہات بلکہ آبادی و جنگل سب برابر ہیں، جن شرائط سے شہر والوں پر واجب ہوتی ہے انہیں شرائط سے گاؤں والوں پر، بلکہ جنگل کے رہنے والے پر واجب ہے۔ فقط مقیم ہونا چاہئے کہ سفر میں نہ ہو، مسافر سے بھی اس کا وجوب ساقط ہے، نہ یہ کہ ممانعت ہو اگر کرے گا نفل ہوگا، ثواب پائے گا۔ (ص ۳۹۸)
- چھ مہینے تک کا ایسا فربہ مینڈھا کہ سال بھر والوں کے ساتھ ہو تو دور سے تمیز نہ ہو، اس کی قربانی جائز ہے اگرچہ خصی نہ ہو، اور بکرا سال بھر سے کم کا جائز نہیں اگرچہ خصی ہو، بکرا بکری ایک سال سے کم کا قربانی میں ہرگز جائز نہیں، نہ اس پر قربانی کی نیت صحیح۔
- خصی کی قربانی افضل ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہے۔
- قربانی والے کو یہ مستحب ہے کہ عید کے دن قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے، قربانی ہی کے گوشت میں سے پہلے کھائے، مگر یہ روزہ نہیں، نہ اس میں روزہ کی نیت جائز۔
- عید کے دن اور اس کے بعد تین دن روزہ حرام ہے، ہاں پہلی سے نویں تک کے روزے بہت افضل ہیں اس پر قربانی ہو یا نہ ہو اور سب نفلی روزوں میں بہتر روزہ عرفہ کے دن کا ہے۔ (ص ۴۴۲)
- جنگلی جانوروں میں سے کسی جانور کی قربانی جائز نہیں، اگرچہ گھر میں پیدا ہوا اور پالا گیا ہو، نہ کسی گھریلو جانور کی قربانی جائز سوائے چار کے اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری۔ (ص ۴۶۰)
- اولاد صغار کی طرف سے قربانی اپنے مال سے کرنا واجب نہیں ہاں مستحب ہے۔ اور قربانی جس پر واجب ہے اس پر ایک ہی واجب ہے، زیادہ نفل ہے، چاہے ہزار جانور قربانی کرے گا ثواب ہے، نہ کرے گا کچھ مواخذہ نہیں۔ (ص ۴۶۶)
- قربانی کا جانور عیب دار نہ ہو یعنی آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں سب اعضا سلامت ہونا ضروری ہے، سینگ ٹوٹا ہونا مضائقہ نہیں مگر جہاں سے سینگ اگا ہے اگر وہاں تک ٹوٹا تو ناجائز ہے۔ (ص ۴۶۹)
- جس جانور کی اصل پیدائش میں کان، دم یا سینگ نہ ہوں امام اعظم ﷺ کے نزدیک اس کی قربانی جائز ہے۔ (ص ۴۷۰)

ایک بڑا اہم و خاص مسئلہ

اللہ عزوجل کے نام کو گائے کی قربانی کرنے میں شریعت مطہرہ نے سات کی حد کردی، زیادہ شریک نہیں ہوسکتے، اگر ہوں گے تو وہ قربانی نہ رہی کھانے کا گوشت ہوگیا، لہٰذا سات سے زیادہ نہ ہوں، پھر چاہے حصہ برابر ہوں یا کم و بیش سب شریکوں کو قربانی کا ثواب ملے گا اور اگر سات آدمی ایک گائے کی قیمت کا چندہ نہ کرسکیں تو یہ ممکن ہے کہ سو آدمیوں سے چندہ لیں، اور وہ چندہ دینے والے، صرف سات یا کم آدمیوں کو اس چندے کا مالک کردیں، اور یہ لوگ گائے خرید کر اپنی طرف سے قربانی کریں کہ ان کو عین قربانی کا ثواب ملے گا اور ان چندہ دینے والوں کو قربانی کی مدد کا، کہ وہ بھی ثواب میں قربانی کے برابر ہوگا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۴۵۹]

انتباہ: ۱۱ر ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ کو فتح پور محلہ ایرانیاں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں گائے کی قربانی سے متعلق سوال پیش ہوا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آج کل اخباروں میں علماء نے شائع فرمایا ہے کہ مصلحۃً ضرورت ہے کہ ہندوؤں سے اتفاق کیا جائے اور بجائے گائے کی قربانی کے بھیڑ، بکری کی قربانی کی جائے، لہٰذا آج تک جو لوگ گائے کی قربانی کرتے رہے ان کے لئے آج کل مصلحت سے گائی کی قربانی کرنا نہ کرنا کیا ہے؟ (مرتب)

آپ نے اس سوال کا جو جواب مرحمت فرمایا وہ قابل دید ہے اس کا ماحصل ملاحظہ فرمائیں۔

"ہندوستان میں گائے کی قربانی قائم و جاری رکھنا واجب ہے، اور اس ناپاک مصلحت کے لئے اس کا چھوڑنا حرام، گائے کی قربانی اسلام کا شعار ہے، اور شعار اسلام بند کرنے کی وہی کوشش کرے گا جو اسلام کا بدخواہ ہے اور ہنود سے جیسا اتحاد منایا جارہا ہے حرام ہے حرام، قطعی حرام ہے، نصوص قرآن عظیم سے حرام ہے، اور اس کے جو نتائج ہورہے ہیں وہ ہر شخص پر ظاہر ہیں۔

قرآن کریم میں صاف ارشاد فرمایا کہ تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا وہ سب انہیں میں سے ہے۔ (المائدہ، ۵۱)

پھر کیوں کر ممکن تھا کہ مشرکوں سے اتحاد کرنے والے مشرک نہ ہوجاتے، یہ یہاں ہے اور اگر سچے دل سے تائب ہو کر باز نہ آئے تو صحیح حدیثوں کا ارشاد ہے کہ ان کا حشر بھی بت پرستوں کے ساتھ ہوگا، مولیٰ عزوجل اپنے غضب سے پناہ دے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۴۵۶، ۴۵۸ ملخصاً]

قربانی کی کھال کا مصرف

● قربانی، خدا کی رضا کے لئے خون بہانے کا نام ہے، واجب اس قدر سے ادا ہو جاتا ہے، پھر اس کے گوشت پوست کے لئے تین صورتیں ہیں۔

(۱) بعینہٖ اپنے صرف میں لایا جائے۔ (۲) یا وقت حاجت کیلئے ذخیرہ رکھا جائے۔ (۳) یا اس سے ثواب کا کام کیا جائے۔

حدیث میں ہے کھاؤ، جمع رکھو اور ثواب کے کاموں میں خرچ کرو۔ (ابوداؤد)

● قربانی کی کھال کو ثواب کے کاموں میں دیا جاسکتا ہے، اجزائے اضحیہ سے صرف تمول ممنوع ہے، کہ اس کے دام کر کے اپنے کام میں لائے جائیں۔

● کھال کی جس طرح جانماز، یا کتابوں کی جلدیں، یا مشکیزہ اپنے لئے بنوا سکتا ہے، یوں ہی کسی غنی کو بھی ہدیہ دے سکتا ہے اگرچہ وہ غنی امام ہو جبکہ اس کو تنخواہ میں نہ دی جائے، اور اگر تنخواہ میں دے تو امام اگر اس کا نوکر ہے جس کی تنخواہ اسے اپنے مال سے دینی ہوتی ہے تو دینا ناجائز، کہ وہی تمول ہوا، جو ممنوع ہے، اور اگر وہ مسجد کا نوکر ہے جس کی تنخواہ مسجد دیتی ہے تو جائز ہے کہ یہ مسجد میں دیدے، اور مسجد کی طرف سے امام کی تنخواہ میں دی جائے، قربانی کی کھالوں میں امام کا کوئی حق نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۴۷۸، ۴۷۹]

● جو مدرسہ تعلیم علوم دینیہ کے لئے چندہ سے مقرر ہو اس میں قربانی کی کھال خواہ بیچ کر اس کی قیمت بھیجنا کہ مصارف مدرسہ مثل تنخواہ مدرسین وخوراک طلبہ وغیرہ میں صرف کی جائے، مذہب صحیح پر جائز ہے، کہ ایسے مدارس کی اعانت، قربت ہے اور قربت میں صرف کرنے کے لئے گوشت و پوست قربانی بیچنے کی مطلقاً اجازت ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۴۸۷]

● قربانی کی کھال سادات کرام کو دینا جائز ہے، اپنے ماں باپ اولاد کو بھی دے سکتا ہے، شوہر زوجہ کو، زوجہ شوہر کو دے سکتی ہے، وہ صدقہ کی نیت سے ہو تو صدقہ نافلہ ہے ورنہ ہدیہ۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۴۷۱]

عقیقہ کے احکام

عقیقہ ولادت کے ساتویں روز سنت ہے اور یہی افضل ہے ورنہ چودھویں، ورنہ اکیسویں دن، عقیقہ اور قربانی میں خصی افضل ہے۔ اور عقیقہ کا گوشت باپ دادا بھی کھا سکتے ہیں، قربانی کے مثل اس میں بھی تین حصے کرنا مستحب ہے، اور اس کی ہڈی توڑنے کی ممانعت میں علماء نیک فالی کیلئے نہ توڑنا بہتر جانتے ہیں۔ لڑکے کے عقیقہ میں دو جانور درکار ہیں (اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک جانور، م) اور یہی کافی ہے، اگرچہ خصی نہ ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۵۴۶]

موت کے بعد عقیقہ نہیں ہے

بچے کی موت کے بعد عقیقہ نہیں کہ وہ شکر ولادت ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۵۴۵]
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ موت کے بعد عقیقہ سے متعلق ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

جو مر جائے کسی عمر کا ہو اس کا عقیقہ نہیں ہو سکتا، بچہ اگر ساتویں دن سے پہلے ہی مر گیا تو اس کے عقیقہ نہ کرنے سے کوئی اثر اس کی شفاعت وغیرہ پر نہیں، کہ وہ وقت عقیقہ آنے سے پہلے ہی گزر گیا، عقیقہ کا وقت شریعت میں ساتواں دن ہے، سات دن سے پہلے مر جانا درکنار، حدیث میں ہے کہ کچا حمل جو گر جاتا ہے وہ روز قیامت اپنا نال کھینچتا ہوا آئے گا اور اپنے ماں باپ کے لئے (جبکہ وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ گئے ہوں) مولیٰ عزوجل سے ایسا جھگڑا کرے گا جیسے قرضخواہ اپنے قرضدار سے، یہاں تک کہ حکم ہوگا کہ او کچے بچے اپنے رب سے جھگڑنے والے اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں لے جا۔

ہاں جس بچے نے عقیقہ کا وقت پایا یعنی سات دن کا ہو گیا اور بلا عذر باوصف استطاعت اس کا عقیقہ نہ کیا، اس کے لئے یہ آیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی شفاعت نہ کرنے پائے گا۔

حدیث میں ہے "لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے"۔ (ابن ماجہ)

جو بچہ قبل بلوغ مر گیا اور اسکا عقیقہ کر دیا تھا، یا عقیقہ کی استطاعت نہ تھی، یا ساتویں دن سے پہلے مر گیا، ان سب صورتوں میں وہ ماں باپ کی شفاعت کرے گا جبکہ یہ دنیا سے باایمان گئے ہوں۔

قربانی جو اپنے نابالغ بچہ کی طرف سے بعض کے نزدیک واجب ہے وہ اس کی زندگی ہی میں ہے، موت کے بعد کسی کے نزدیک لازم نہیں، ہاں ان کی طرف سے کرے تو ان کو ثواب پہنچے گا، یونہی ماں باپ کی طرف سے بعد موت قربانی کرنا اجر عظیم ہے اس کے لئے بھی اور اس کے والدین کے لئے بھی۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۵۴۷]

عقیقہ کی دعا

باپ اگر حاضر اور ذبح پر قادر ہو تو اسی کا ذبح کرنا بہتر ہے کہ یہ شکر نعمت ہے جس پر نعمت ہوئی وہی اپنے ہاتھ سے شکر ادا کرے، وہ نہ ہو یا ذبح نہ کر سکے تو دوسرے کو قائم کرے یا کیا جائے اور جو ذبح کرے وہی دعا پڑھے، عقیقہ پسر میں کہ باپ ذبح کرے یوں دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ ابْنِیْ فُلَانٍ دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَجِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا فِدَاءً لِابْنِیْ مِنَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

فلاں کی جگہ پسر کا جو نام رکھتا ہو، لے، دختر ہو تو دونوں جگہ "ابنی" کی جگہ بنتی اور پانچوں جگہ "ہ" کی جگہ ھا کہے، اور دوسرا شخص ذبح کرے تو دونوں جگہ ابنی فلاں یابنتی فلانۃ کی جگہ فلان بن فلان یافلانۃ بنت فلان کہے، بچے کو اس کے باپ کی طرف نسبت کرے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۵۴۱]

اورادووظائف

اورادووظائف کے فوائد مسلم ہیں صوفیائے کرام نے اورادووظائف کو اپنی زندگی کا جزو لاینفک قرار دیا، احادیث میں بعض مقامات پر ان کی ترغیب دی گئی صحابہ کرام نے اس پر عمل بھی کیا ہے اور یہ چیزیں بزرگان دین کے معمولات میں بھی شامل ہیں۔

چھوٹی بڑی کئی کتابوں میں کہ بازار میں دستیاب ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ سے منسوب اورادو وظائف کا انبار موجود ہے، ہم ان مجموعوں سے نہیں بلکہ خود تصانیف اعلیٰ حضرت یا الملفوظ سے چند اعمال نقل کرتے ہیں تاکہ بندگان خدا ان سے استفادہ کرسکیں، ان میں سے اکثر اعمال کی تاثیر تیر بہدف ہے۔(مرتب)

صبح وشام کی بعض دعائیں

● آدھی رات ڈھلے سے سورج کی کرن چمکنے تک صبح ہے، اس بیچ میں جس وقت ان دعاؤں کو پڑھ لے گا صبح میں پڑھنا ہوگا۔

● یوہیں دوپہر ڈھلنے سے غروب آفتاب تک شام ہے۔

(۱) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔ ایک ایک بار۔

(۲) تینوں قل تین تین بار، ان تینوں شجروں کا فائدہ ہر بلا سے محفوظی ہے۔ صبح پڑھے تو شام تک اور شام پڑھے تو صبح تک۔

(۳) بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَسُوْقُ الْخَيْرَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰهُ مَاشَاءَ اللّٰهُ مَاكَانَ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ تین تین بار۔ ان کا فائدہ سات چیزوں سے پناہ ہے۔ جلنا، ڈوبنا، چوری، سانپ، بچھو، شیطان، سلطان۔ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک۔

(۴) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ تین بار

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۤءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ایک بار صبح پڑھے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کریں اور اس دن مرے تو شہید ہو۔ اور شام کو پڑھے تو صبح تک یہی حکم ہے۔

صرف صبح کی دعائیں

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ہر کام بنے شیطان سے محفوظ رہے۔

(۲) سورۂ اخلاص گیارہ بار۔ اگر شیطان مع اپنے لشکروں کے کوشش کرے کہ اس سے کوئی گناہ کرائے نہ کراسکے جب تک

یہ خود نہ چاہے۔

(۳) تلاوت قرآن عظیم کم از کم ایک پارہ، حتی الامکان طلوع شمس سے پہلے ہو اور اگر آفتاب نکل آئے تو ٹھہر جائے اور ذکر اذکار کرے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جائے کہ جن تین وقتوں میں نماز مکروہ ہے، تلاوت بھی مکروہ ہے۔

(۴) دلائل الخیرات شریف، ایک حزب، شجرہ مبارکہ، قبل طلوع شمس ہوں خواہ بعد طلوع۔

سوتے وقت کی دعائیں

(۱) آیۃ الکرسی ایک بار، جب تک سوئے حفاظت الٰہی میں ہے، اس کے گھر اور گرد کے گھروں میں چوری سے پناہ ہو۔ آسیب و جن کا دخل نہ ہو۔

(۲) تسبیح حضرت زہرا، صبح نشاط پر اٹھے، اور فوائد بے شمار ہیں۔

(۳) الحمد اور چاروں قل ایک ایک بار۔

بعد نماز پنجگانہ کی دعائیں

(۱) آیۃ الکرسی ایک ایک بار۔ مرتے ہی جنت میں داخل ہو۔ (۲) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔

تین تین بار، گناہ معاف ہوں اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔

(۳) تسبیح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار۔ اخیر میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ایک بار۔ اس دن تمام جہاں میں کسی کا عمل اس کے برابر بلند نہ کیا جائے مگر جو اس کے مثل پڑھے۔

(۴) ماتھے پر داہنا ہاتھ رکھ کر۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ عَنِّی الْهَمَّ وَالْحُزْنَ۔

ہر غم و پریشانی سے بچے۔

نماز صبح کے بعد

● اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ كُلَّ مُهِمٍّ مِنْ حَیْثُ شِئْتَ وَمِنْ اَیْنَ شِئْتَ حَسْبِیَ اللّٰهُ لِدِیْنِیْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لِمَا اَهَمَّنِیْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لِمَنْ بَغٰی عَلَیَّ حَسْبِیَ اللّٰهُ، لِمَنْ حَسَدَ فِیَّ حَسْبِیَ اللّٰهُ لِمَنْ كَادَنِیْ بِسُوْءٍ حَسْبِیَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ حَسْبِیَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ فِی الْقَبْرِ حَسْبِیَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمِیْزَانِ حَسْبِیَ اللّٰهُ عِنْدَ الصِّرَاطِ حَسْبِیَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

ایک ایک بار یا تین تین بار، ہر مشکل آسان ہو، سب پریشانیاں دور ہوں، ایمان سلامت رہے، اللہ تعالیٰ ہر جگہ مدد فرمائے، دشمن برباد ہوں، حاسد اپنی آگ میں جلیں، نزع میں آسانی ہو، قبر میں شاداں ہو، نیکیوں کا پلہ بھاری ہو، صراط پر سہل جاری ہو۔

● بعد نماز صبح بغیر پاؤں بدلے بیٹھا ہوا ذکر الٰہی میں مشغول رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو یعنی طلوع کنارۂ شمس کو بیس منٹ گزر جائیں اس وقت دو رکعت نفل پڑھے پورے حج و عمرہ کا ثواب لیکر پلٹے۔

نماز صبح و عصر کے بعد

(۱) بغیر پاؤں بدلے اور بے کلام کئے دس بار۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ہر بلا و آفت و شیطان و مکر و فریب سے بچے گناہ معاف ہو اس کے برابر کسی کی نیکیاں نہ نکلیں۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ. سات سات بار دوزخ دعا کرے الٰہی اسے مجھ سے بچا۔

نماز مغرب کے بعد غروب آفتاب کے بعد سے شب میں طلوع صبح تک جس وقت ہو۔

(۱) سورۂ ملک۔ عذاب قبر سے نجات ہو۔

(۲) سورۂ یٰسین۔ مغفرت ہے۔

(۳) سورۂ واقعہ۔ فاقہ سے امان ہو۔

(۴) سورۂ دخان۔ صبح اس حال میں اٹھے کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہوں۔

نماز عشا کے بعد اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْـحَیُّ الْـقَیُّوْمُ لَا اِلٰـہَ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰـنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ اَبَداً عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ اَجْمَعِیْنَ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاغَوْثُ یَاغَوْثُ یَا غَوْثُ۔

سو مرتبہ، پڑھنے سے گناہوں کی مغفرت، آفات دنیوی و اخروی سے نجات اور صفائے قلب حاصل ہو۔

درود جمعہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَـی الـنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَاۃً وَّسَلَاماً عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

بعد نماز جمعہ مجمع کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو کر سو بار پڑھیں، جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو جمعہ کے دن نماز صبح خواہ ظہر یا عصر کے بعد پڑھیں، جو کہیں اکیلا ہو تنہا پڑھے، یوہیں عورتیں اپنے گھروں میں پڑھیں۔

اس کے چالیس فائدے ہیں جو صحیح اور معتبر حدیثوں سے ثابت ہیں۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھے گا، جو ان کی عظمت تمام جہان سے زیادہ دل میں رکھے گا، جو ان کی شان گھٹانے والوں، ان کے ذکر پاک مٹانے والوں سے دور رہے گا، دل سے بیزار ہوگا، ایسا جو کوئی مسلمان اسے پڑھے گا اس کے لئے بے شمار فائدے ہیں جن میں سے بعض درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) پڑھنے والے پر اللہ عزوجل اپنی تین ہزار رحمتیں اتارے گا۔

(۲) اس پر دو ہزار بار اپنا سلام بھیجے گا۔

(۳) پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔

(۴) اسکے پانچ ہزار گناہ معاف فرمائے گا۔

(۵) اس کے پانچ ہزار درجے بلند فرمائے گا۔

(۶) اس کے ماتھے پر لکھدے گا کہ یہ منافق نہیں۔

(۷) اس کے ماتھے پہ تحریر فرمائے گا کہ یہ دوزخ سے آزاد ہے۔

(۸) اللہ اسے قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔

(۹) اس کے مال میں ترقی دے گا۔
(۱۰) اس کی اولاد اور اس کی اولاد کی اولاد میں برکت رکھے گا۔
(۱۱) دشمنوں پر غلبہ دے گا۔
(۱۲) دلوں میں اس کی محبت رکھے گا۔
(۱۳) کسی دن خواب میں برکت زیارت اقدس سے مشرف ہوگا۔
(۱۴) ایمان پر خاتمہ ہوگا۔
(۱۵) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت اس کے لئے واجب ہوگی۔
(۱۶) قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے معانقہ فرمائیں گے۔
(۱۷) اللہ عزوجل اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی ناراض نہ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے اس درود شریف کی تمام سنیوں کو اجازت عطا فرمائی، بشرطیکہ بد مذہبوں سے بچیں۔

دین وایمان کی حفاظت کا عمل

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى دِيْنِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَوَلَدِىْ وَاَهْلِىْ وَمَالِىْ۔ تین تین بار، صبح وشام پڑھیں دین وایمان جان ومال اور بال بچے سب محفوظ رہیں۔ (الوظیفۃ الکریمہ)

خیر وبرکت کے لئے ایک دعائے ماثور

ایک شخص نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ سے عرض کیا کہ حضور برکت رزق کے لئے کوئی دعا ارشاد فرمائیں اس پر آپ نے فرمایا:

ایک صحابی خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی فرمایا کیا وہ تسبیح تمہیں یاد نہیں جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے خلق دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل وخوار ہوکر، طلوع فجر کے ساتھ سو بار کہا کر:

سُبْحَانَ اللّٰهِ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔

ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات دن گزرے تھے کہ خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی حضور دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی میں حیران ہوں کہاں اٹھاؤں، کہاں رکھوں۔ (بخاری)

اس شخص سے مخاطب ہوکر اعلیٰ حضرت نے فرمایا: اس تسبیح کا آپ بھی ورد رکھیں حتی الامکان طلوع صبح صادق کے ساتھ ہو ورنہ صبح سے پہلے۔ جماعت قائم ہوجائے تو اس میں شریک ہوکر بعد کو عدد پورا کیجئے اور جس دن قبل نماز بھی نہ ہوسکے تو خیر طلوع شمس سے پہلے۔ [الملفوظ اول، ص ۲۷]

رزق میں برکت کا عمل

رزق میں خیر وبرکت اور کاروبار میں ترقی کے لئے يَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ ۵۰۰ بار اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف، بعد نماز عشاء قبلہ رو باوضو ننگے سر ایسی جگہ کہ جہاں

سر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو یہاں تک کہ سر پر ٹوپی بھی نہ ہو، پڑھا جائے۔ [الملفوظ دوم، ص ۶۷]

ایمان پر خاتمہ کا عمل

ایک روز بعد فراغ نماز عشا لوگ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی دست بوسی کر رہے تھے اس مجمع میں سے ایک صاحب نے خدمت بابرکت میں عرض کی، حضور میں ضلع ہوشنگ آباد (ایم پی) کا رہنے والا ہوں مجھے حضور کی جبل پور تشریف آوری کی ریل میں خبر ملی لہٰذا ڈاک سے صرف دعاء کے واسطے حاضر ہوا ہوں کہ خداوند کریم ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے، حضور نے دعاء فرمائی اور ارشاد فرمایا:

(۱) اکتالیس بار صبح کو یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، اول و آخر درود شریف، نیز سوتے وقت اپنے اوراد کے بعد سورۂ کافرون، روزانہ پڑھ لیا کیجئے اس کے بعد کلام وغیرہ نہ کیجئے ہاں اگر ضرورت ہو تو کلام کرنے کے بعد پھر سورۂ کافرون تلاوت کر لیں کہ خاتمہ اسی پر ہو، انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

(۲) اور تین بار صبح اور تین بار شام اس دعا کا ورد رکھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ نُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا نَعْلَمُہٗ وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُہٗ۔ [الملفوظ دوم، ص ۱۱۳]

دفع بخار کا عمل

سورہ مجادلہ شریف جو اٹھائیسویں پارہ کی پہلی سورۃ ہے بعد عصر تین مرتبہ پڑھکر پانی پر دم کر کے پلایا جائے، بخار جاتا رہے گا۔ [الملفوظ سوم، ص ۲]

آیات کو معکوس کر کے پڑھنا حرام ہے

بعض وظائف میں آیات اور سورتوں کا معکوس کر کے پڑھنا لکھا ہے جو حرام اور اشد حرام کبیرہ اور سخت کبیرہ، قریب کفر ہے۔ یہ تو درکنار سورتوں کی صرف ترتیب بدل کر پڑھنا اس کی نسبت تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کیا ایسا کرنے والا ڈرتا نہیں کہ اللہ اس کے قلب کو الٹ دے۔ نہ کہ آیات کو بالکل معکوس کر کے مہمل بنا دینا۔

[الملفوظ سوم، ص ۲۲]

سبحان اللہ وغیرہ کے فوائد

سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، ان کا اخروی نفع تو یہ ہے کہ ہر کلمہ سے ایک پیڑ جنت میں لگایا جاتا ہے، اور فی الحال ان کا نفع یہ ہے کہ وہ کلمات منہ سے نکل کر ہوا میں مجتمع رہتے ہیں قیامت تک تسبیح و تقدیس کریں گے اور اپنے قائل کے واسطے مغفرت مانگیں گے۔

اسی طرح کلمات کفر منہ سے نکل کر ہوا میں مجتمع رہتے ہیں قیامت تک تسبیح و تقدیس کریں گے اور اپنے قائل پر لعنت کرتے رہیں گے۔ [الملفوظ سوم، ص ۳۱]

بینائی زیادہ ہونے کے اعمال

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے ایک شخص نے کہا کہ حضور میری آنکھوں کی روشنی بہت کم ہے، اس پر آپ نے فرمایا:

(۱) آیۃ الکرسی شریف یاد کر لیجئے ہر نماز کے بعد ایک بار پڑھئے، نماز پنجگانہ کی پابندی رکھئے اور عورتیں کہ جن دنوں میں انہیں نماز کا حکم نہیں وہ بھی پانچوں وقت آیۃ الکرسی اس نیت سے کہ اللہ کی تعریف ہے نہ اس نیت سے کہ کلام اللہ ہے پڑھ لیا کریں اور جب اس کلمہ پر پہنچیں و لا یؤدہ حفظھما، دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آنکھوں پر رکھ کر اس کلمہ کو گیارہ بار

کہیں پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

(۲) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
نُور نُور نُور نُور نُور
سفید چینی کی تشتری پر اسے اسی طرح لکھیں کہ واو اور میم کے سر کھلے رہیں اور آب زمزم شریف اور نہ ملے تو آب باراں اور نہ ملے تو آب جاری اور نہ ملے تو آب تازہ سے دھو کر ۲۵۶ بار اس پر یانور پڑھ کر دم کریں، اوّل و آخر تین تین بار یہ درود شریف:

اَللّٰھُمَّ یَا نُوْرُ یَا نُوْرَ النُّوْرِ صَلِّ عَلٰی نُوْرِكَ الْمُنِیْرِ وَاٰلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

یہ پانی آنکھوں پر لگائیں اور باقی پی لیں۔

(۳) ٹھلیا کے تعویذوں کا چلہ کریں۔

یہ عمل ایسے قوی التاثیر ہیں کہ اگر صدق اعتقاد ہو تو ان شاء اللہ تعالیٰ گئی ہوئی آنکھیں واپس آجائیں۔[الملفوظ سوم، ص۴۰، ۴۱]

قرض ادا ہونے کی پر اثر دعا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے ایک شخص نے عرض کی حضور میں آج کل بہت پریشان ہوں گزر اوقات مشکل سے ہوتی ہے قرض دار بہت ہو گیا ہوں، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ۔ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

ہر نماز کے بعد ۱۱، ۱۱ بار اور صبح و شام ۱۰۰، ۱۰۰ بار روزانہ، اول و آخر درود شریف۔

اسی دعاء کی نسبت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اگر تجھ پر مثل پہاڑ کے بھی قرض ہوگا تو اسے ادا کر دے گا۔ (ترمذی) [الملفوظ چہارم، ص۸]

زہریلے جانور سے حفاظت کی دعا

حدیث میں ہے: اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ (ترمذی)

جو صبح کو پڑھ لے گا تمام دن زہریلے جانوروں سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک۔[الملفوظ چہارم، ص۳۶]

زہر و ضرر سے حفاظت کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

صبح و شام تین تین بار پڑھیں۔ (الوظیفۃ الکریمہ)

گلا پھول جائے تو کیا کرے

اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ،
لکھ کر گلے میں ڈال لیا جائے۔[الملفوظ چہارم، ص۵۷]

بعض عمل ناجائز

● عملیات و تعویذ اسمائے الٰہی و کلام الٰہی سے ضرور جائز ہیں جبکہ ان میں کوئی طریقہ خلاف شرع نہ ہو مثلاً کوئی لفظ ایسا ہو جس کا معنی معلوم نہیں، جیسے "حَفِیْظِیْ رَمَضَان کَعَسْلَھُوْنَ" اور دعائے دفع طاعون میں "طَاسُوْسَا، جَاسُوْسَا، مَاسُوْسَا"

ایسے الفاظ کی اجازت نہیں جب تک حدیث یا آثار یا اقوال مشائخ معتمدین سے ثابت نہ ہو، یوہیں مرگی وغیرہ دور کرنے کے تعویذ، کہ مرغ کے خون سے لکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے، اس کے عوض مشک سے لکھیں کہ وہ بھی اصل میں خون ہے۔

- یوہی حب و تسخیر کے لئے بعض تعویذات دروازہ کی چوکھٹ میں دفن کرتے ہیں کہ آتے جاتے اس پر پاؤں پڑیں یہ بھی ممنوع و خلاف ادب ہے۔
- اسی طرح وہ مقصود جس کے لئے وہ تعویذ یا عمل کیا جائے اگر خلاف شرع ہونا جائز ہوگا جیسے عورتیں تسخیر شوہر کے لئے تعویذ کراتی ہیں، یہ حکم شرع کا عکس ہے اللہ عزوجل نے شوہر کو حاکم بنایا ہے، اسے محکوم بنانا عورت پر حرام ہے۔
- یوہیں تفریق و عداوت کے عمل و تعویذ کہ محارم میں کئے جائیں، مثلاً بھائی کو بھائی سے جدا کرنا، یہ قطع رحم ہے اور قطع رحم حرام۔
- یوہیں زن وشوہر میں نفاق ڈلوانا، حدیث میں فرمایا جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ بلکہ مطلقاً دو مسلمانوں میں تفریق بلاضرورت شرعی ناجائز ہے۔

حدیث میں فرمایا آپس میں بغض و عداوت نہ رکھو، ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دو، حسد نہ کرو، اللہ کے بندے ہو، بھائی بھائی ہوجاؤ۔ (ت) (بخاری)

غرض نفس عمل یا تعویذ میں کوئی امر خلاف شرع ہو یا مقصود میں ہو تو ناجائز ہے ورنہ جائز بلکہ نفع رسانی مسلم کی غرض سے محمود و موجب اجر۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو کوئی نفع پہنچائے تو پہنچائے۔ (مسلم) [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۳۳۱]

رب تعالیٰ کی رضا حاصل ہو

رَضِيْتُ بِاللهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِسَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّرَسُوْلًا۔

تین تین بار، اللہ عزوجل کے کرم پر حق ہے کہ روز قیامت اسے راضی کرے۔

مکر و بلا سے محفوظی

حَسْبِيَ اللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

دس دس بار، حدیث میں سات بار فرمایا: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دس بار آیا، فقیر (اعلیٰ حضرت) کا اسی پر عمل ہے اسے بحمدہٖ تعالیٰ تمام مقاصد کے لئے کافی پایا، اور اس میں ہر بلا و مکر سے محفوظی بھی ہے۔

ایک جامع دعا

فَسُبْحٰنَ اللهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ۔

ایک ایک بار، جس سے کسی دن سب وظائف رہ جائیں تو یہ تنہا ان سب کی جگہ کافی ہے۔ نیز رات کے ہر نقصان کی تلافی ہے۔

شیطان و آفات سے محفوظی

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۔ فَتَعٰلَى اللهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَمَنْ يَّدْعُ

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُوْنَ ۔ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ ۔ صبح وشام ایک ایک بار۔

فاقہ اور وحشت قبر و حشر سے حفاظت

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ۔ سو سو بار، صبح وشام، دنیا میں فاقہ نہ ہو، قبر میں وحشت نہ ہو، حشر میں گھبراہٹ نہ ہو۔

(الوظیفۃ الکریمہ)

قضائے حاجات و حصول ظفر و مغلوبیٔ دشمناں

(۱) اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، ۸۷۴ بار، اوّل آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف، اس قدر عدد معین با وضو قبلہ رو دوزانو بیٹھ کر روزانہ تا حصول مراد پڑھیں، اور اسی کلمہ کو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو ہر حال میں بے گنتی، بے شمار زبان سے جاری رکھیں۔

(۲) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ ۴۵۰ بار، روزانہ تا حصول مراد، اوّل آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار۔ جس وقت گھبراہٹ ہو اسی کلمہ کی بے شمار تکثیر کریں۔

(۳) بعد نماز عشاء ایک سو گیارہ (۱۱۱) بار "طفیل حضرت دستگیر دشمن ہوئے زیر" اوّل آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف تا حصول مراد یہ تینوں عمل، امور مذکورہ کے لئے نہایت مجرب و سہل الحصول ہیں۔ ان سے غفلت نہ کی جائے۔

جب کوئی حاجت پیش آئے ہر ایک اتنے اتنے اعداد معینہ پر پڑھا جائے پہلے اور دوسرے کے لئے کوئی وقت معین نہیں جس وقت چاہیں پڑھیں اور تیسرے کا وقت بعد نماز عشاء ہے۔ جب تک مراد برآئے تینوں اسی ترکیب سے پڑھے جائیں۔ اور جس زمانے میں کوئی حاجت درپیش نہ ہو تو پہلے اور دوسرے کو سو سو بار روز پڑھ لیا کریں اور اوّل آخر درود شریف تین تین بار۔ (شجرہ رضویہ مبارکہ)

پنج گنج قادری

- بعد نماز صبح يَا عَزِيْزُ يَا اَللّٰهُ
- بعد نماز ظہر يَا كَرِيْمُ يَا اَللّٰهُ
- بعد نماز عصر يَا جَبَّارُ يَا اَللّٰهُ
- بعد نماز مغرب يَا سَتَّارُ يَا اَللّٰهُ
- بعد نماز عشاء يَا غَفَّارُ يَا اَللّٰهُ

سب سو سو بار، اوّل آخر تین تین بار درود شریف۔ اسکی مداومت سے بے شمار برکاتِ دین و دنیا ظاہر ہوں گے۔

(شجرہ رضویہ مبارکہ)

شرائط وظائف اور طریقۂ زکوٰۃ

وظائف جو احادیث میں ارشاد ہوئے یا مشائخ کرام نے بطور ذکر الٰہی بتائے انہیں بلا وضو بھی پڑھ سکتے ہیں اور باوضو بہتر، ان میں حسب حاجت بات بھی کر سکتا ہے یعنی نیک بات، مگر وہ وظیفہ جس میں کلام نہ کرنے کی شرط فرمادی ہے جیسے صبح و عصر کی نماز کے بعد بغیر پاؤں بدلے، بغیر بات کئے دس بار۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

پڑھنا، اس میں بات نہ کی جائے۔

اور ذاکر پر سلام کرنا مطلقاً منع ہے اور اگر کوئی کرے تو ذاکر کو اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے، ہاں اگر کسی کے سلام یا جائز کام کا جواب نہ دینا اس کی دل شکنی کا موجب ہو تو جواب دے کہ مسلمان کی دلداری وظیفہ میں بات نہ کرنے سے اہم واعظم ہے۔

یہ وظائف اگر وقت خاص سے مختص ہیں اور وہ وقت نکل گیا تو ان کی قضا نہیں ورنہ دوسرے وقت پڑھ لئے جائیں کہ ثواب ملے اور عادت نہ چھوٹے۔ یہ احکام وظائف واذکار کے تھے۔

رہے اعمال کہ ارباب عزائم مقرر کرتے ہیں ان کی زکوۃ میں تو روزانہ غسل شرط ہے وہ غسل پاک یعنی بحالت طہارت نہانا، یہاں تک کہ اگر نہانے کی حاجت ہو جائے تو غسل جنابت کر کے دوبارہ پھر نہائے اور ان کے ورد میں کہ عمل بجا رہنے کے لئے کیا جاتا ہے وضو شرط ہے بلا وضو نہیں پڑھ سکتا، نہ ان کی زکوۃ میں یا ورد میں بات کرسکتا ہے۔ مگر جو بات شرعاً فی الحال فرض ہو اس کے لئے بمجبوری قطع قرأت لازم۔ مگر قطع کرنے کی صورت میں جتنا پڑھ لیا تھا نہ ہوگا بلکہ از سر نو پڑھے، اعمال میں قضا بھی نہیں اگر وسط زکوۃ میں کوئی دن ناغہ گیا تو زکوۃ نہ ہوئی پھر ادا کرے اور کسی دن کا ورد ناغہ ہونے کو ہو تو اس کی نیت سے اس دن ایک بار سورۂ فاتحہ، ایک بار آیۃ الکرسی پڑھ لے وہ ناغہ میں نہ گنا جائے گا، نہ اس کی قضا ہوگی اور اگر یہ بھی نہ کیا تو عمل ہاتھ سے نکل جائے گا پھر زکوۃ دے۔ غرض ارباب عزائم کے یہاں ہر طرح تشدد ہے اور اللہ و رسول کے یہاں آسانی۔ [فتاویٰ رضویہ ج۹، ص ۲۷۵]

نسیان کا مجرب علاج

(۱) دفع نسیان کو ۱۷ بار سورۂ الم نشرح ہر شب سوتے وقت پڑھ کر سینہ پر دم کرنا، اور صبح ۱۷ بار پانی پر دم کر کے قدرے پینا، اور چینی کی رکابی پر یہ حروف ا ھ ظ م ف ش ذ لکھ کر پلانا نافع ہے۔

(۲) اور چالیس روز سفید چینی پر مشک و زعفران وگلاب سے لکھ کر آب تازہ سے محو کر کے پئیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، فَسَهِّلْ يَا اِلٰهِيْ كُلَّ صَعْبٍ، بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ سَهِّلْ، يَا مُحْيِ الدِّيْنِ اَجِبْ، يَاجِبْرِيْلَ بِحَقِّ يَا بُدُّوْحُ، وَالسَّلَامُ۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۵۷]

(۳) سفید چینی کی تشتری پر لکھے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ا ھ ظ م ف ش ذ

اور اسے ذرا سے پانی سے دھو کر اس پر ۹۹۸ بار، اور نہ ہو سکے تو ۴۰۰ بار، یا ۱۰۰ ہی بار يَاحَفِيْظُ پڑھ کر دم کر لے اور وہ پانی پی لے، روز ایسا ہی کرے۔

(۴) اور کلنگ ذبح کر کے ذبح کی گرمی میں اس کا مغز نکال کر ۴۰ بار اس پر يَاحَفِيْظُ دم کر کے کھالے۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۹۸، ۲۹۹]

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد

وظیفہ کے لئے پورا کلمہ طیبہ مناسب تر ہے مگر اس کے ساتھ درود شریف لانا ضرور ہے یعنی ورد کرے، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اور صرف جزء ثانی مع درود کا بھی ورد کرسکتا ہے مگر مبتدی یا طالب علم کہ محتاج تصفیہ ہے اسے صرف جزء اول کا ذکر و شغل بتاتے ہیں کہ اس میں حرارت ہے اور دوسرا جزء کریم ٹھنڈا لطیف، اور تزکیہ گرمی پہنچانے کا محتاج، ہاں جزء اول سے حرارت حد سے متجاوز ہو تو تعدیل و برابری کے لئے بتاتے ہیں کہ مثلاً ہر سو بار لا الـه الا اللّٰه کے بعد ایک بار محمد رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم، کہہ لے کہ تسکین پائے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۶۴]

ازالۂ وہم کی دعائیں

(۱) ان دعاؤں کو روزانہ ایک بار یا اس سے زائد بار پڑھنے سے وسوسہ و وہم دور ہو جائے گا۔

لَنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ھُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

"ہمیں نہ پہنچے گی مگر جو ہمارے لئے اللہ نے لکھ دی وہ ہمارا مولیٰ اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ کرنا لازم"

(۲) حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

"اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کام بنانے والا"

(۳) اَللّٰھُمَّ لَا یَاتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یُذْھِبُ السَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ۔

"الٰہی اچھی باتیں کوئی نہیں لاتا تیرے سوا اور بری باتیں کوئی دور نہیں کرتا تیرے سوا اور کوئی زور و طاقت نہیں مگر تیری طرف سے"

(۴) اَللّٰھُمَّ لَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُکَ وَلَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔

"الٰہی تیری ہی فال فال ہے، اور تیری ہی خیر خیر، اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں"

توشۂ قادریہ

توشہ سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت اچھی اور مفید چیز ہے اور حاجتیں بر لانے کے لئے مجرب، ہمارے خاندان مشائخ کرام میں اس کی ترکیب یوں ہے۔

میدہ گندم (۵ کلو) شکر (۵ کلو) گھی (۵ کلو) مغز بادام (ایک کلو) پستہ (ایک کلو) کشمش (ایک کلو) ناریل (ایک کلو) لونگ، دارچینی، چھوٹی الائچی ہر ایک سوا چھٹانک۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دیکر صالحین کو کھلائے اور اپنے مطلب کی دعاء کرائے، اصل وزن یہ ہیں بقدر قدرت ان میں کمی بیشی کا اختیار ہے۔ نصف چوتھائی آٹھواں حصہ یا جتنا مقدور ہو کرے وہی اثر دے گا۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۶۷، ۲۶۸]

غصہ دور کرنے کا عمل

دفع غضب کے لئے لاحول شریف کی کثرت کرے اور جس وقت غصہ آئے دل کی طرف متوجہ ہو کر تین بار لاحول پڑھے، تین گھونٹ ٹھنڈا پانی پی لے، کھڑا ہے تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہے تو لیٹ جائے، لیٹا ہے تو اٹھے نہیں۔

گھر والوں میں باہمی اتفاق کا عمل

سب گھر والوں میں اتفاق کے لئے بعد نماز جمعہ لاہوری نمک پر ایک ہزار ایک بار یَا وَدُوْدُ پڑھیں، اول آخر دس دس بار درود شریف، اور اس وقت سے اس نمک کا برتن زمین پر نہ رکھیں، وہ نمک سات دن گھر کی ہانڈی میں ڈالیں، سب کھائیں، مولیٰ تعالیٰ سب میں اتفاق پیدا کرے گا، ہر جمعہ کو سات دن کے لئے پڑھ لیا کریں۔

چار سورتیں

حدیث میں شب کے وقت چار سورتیں پڑھنے کا ارشاد ہوا ہے:

(۱) یٰسین شریف، کہ جو اسے رات میں پڑھے گا صبح کو بخشا ہوا اٹھے گا۔

(۲) سورۂ دخان شریف، کہ جو اسے رات میں پڑھے گا صبح اس حالت میں اٹھے گا کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہوں گے۔

(۳) سورۂ واقعہ شریف، کہ جو اسے ہر رات پڑھے گا محتاجی اس کے پاس نہ آئے گی۔

(۴) سورۂ تبارک الذی شریف، کہ جو اسے ہر رات پڑھے گا عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۸۸]

اصحاف کہف کے ناموں کی برکتیں

محبوبانِ خدا کے اسماء گرامی سے توسل و تبرک بلا شبہ محمود و مندوب ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب کہف کے نام نفع حاصل کرنے، ضرر و نقصان دور کرنے اور آگ بجھانے کے واسطے ہیں۔

- ایک پارچہ میں لکھ کر بیچ آگ میں ڈالدیں تو اس سے آگ بجھ جائے گی۔
- بچہ روتا ہو تو لکھ کر گہوارے میں اس کے سر کے نیچے رکھدیں۔
- کھیتی کی حفاظت کے لئے کاغذ پر لکھ کر بیچ کھیت میں ایک لکڑی گاڑ کر اس پر باندھ دیں۔
- رگیں تپکنے، دردِ سر، حصول تونگری و وجاہت اور سلاطین کے پاس جانے کے لئے دہنی ران پر باندھیں۔
- دشواری ولادت کے لئے عورت کی بائیں ران پر باندھیں۔
- حفاظت مال، دریا کی سواری اور قتل سے نجات کے لئے بھی مفید ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۳۶]

فائدہ: قوی ترین اقوال یہ ہے کہ اصحاب کہف سات حضرات تھے اگرچہ ان کے ناموں میں کسی قدر اختلاف ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت پر جو خازن میں ہے ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) مکسلمینا، (۲) یملیخا، (۳) مرطونس، (۴) بینونس، (۵) ساربنوس، (۶) ذونواس، (۷) کشفیط، (۸) طنونس۔

ان کے کتے کا نام قطمیر ہے۔ (مرتب) (بحوالہ خزائن العرفان)

٭٭٭

تجاویز وتدابیر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ اسلام کے بطل جلیل، نامور محدث ومفتی اور ایک عظیم مفکر تھے ان کی فکر رسا نے جو کہا وہی ہوا اور جو ہوا وہی کہا، وہ عقابی نگاہ اور مومنانہ فراست وبصیرت کے مالک تھے انہوں نے مستقبل میں پیش آنے والی جن باتوں کی نشاندہی کی وہ حرف بحرف پوری ہوئیں وہ ایک صدی آگے دیکھنے کے عادی تھے وہ قبل از وقت تدابیر کے قائل تھے، مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے لئے انہوں نے جو تجاویز وتدابیر بتائی ہیں اگر آج بھی ان پر عمل کیا جائے تو مسلک حق کا بول بالا ہو جائے گا اور لوگ صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں گے، اہل سنت وجماعت پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا یہ عظیم احسان ہے کہ انہوں نے فرزندان توحید کی رہنمائی کی اور انہیں عقائد صحیحہ سے آگاہ وروشناس کرایا، ان کے دلوں میں عشق رسالت کی شمع فروزاں کی۔ انہوں نے مسلمانوں کو قعر مذلت میں گرنے سے بچانے کی حتی الوسع جدوجہد کی۔

اس راہ میں انہوں نے تن من دھن کی بازی لگادی اور اشاعت دین وملت کو اپنا نصب العین قرار دیا اپنی عملی استقامت سے قوم مسلم کے اندر زندگی کی روح پھونکنے کی کوشش کی............ چنانچہ

آپ مذہب اہل سنت وجماعت کے فروغ واستحکام، اس کی اشاعت وارتقاء سے متعلق مفید ومؤثر تدابیر تجویز فرماتے ہیں: ملاحظہ ہو لکھتے ہیں: (مرتب)

فروغ مذہب کے لئے دس نکاتی تجاویز

بڑی کمی امراء کی بے توجہی اور روپے کی ناداری ہے۔ حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ "وہ زمانہ آنے والا ہے کہ دین کا کام بھی بے روپیہ کے نہ چلے گا"۔

کوئی باقاعدہ عالیشان مدرسہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں، کوئی اخبار پرچہ آپ کے یہاں نہیں، مدرسین، واعظین، مناظرین، مصنفین کی کثرت بقدر حاجت آپ کے پاس نہیں، جو، کچھ کر سکتے ہیں فارغ البال نہیں، جو فارغ البال ہیں وہ اہل نہیں، بعض نے خون جگر کھا کر تصانیف کیں تو چھپیں کہاں سے، کسی طرح سے کچھ چھپا تو اشاعت کیوں کر ہو، دیوان نہیں، ناول نہیں کہ ہمارے بھائی دو آنے چیز کا ایک روپیہ دیکر شوق سے خریدیں، یہاں تو سر چپیٹنا ہے، روپیہ وافر ہو تو ممکن کہ یہ سب شکایات رفع ہوں۔

(۱) عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

(۲) طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں۔

(۳) مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔

(۴) طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔ یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف ومناظرہ میں بھی توزیع ہو۔ کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔

(۵) ان میں جو تیار ہوتے جائیں، تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً وتقریراً وعظاً ومناظرۃً اشاعت دین و

مذہب کریں، جب آپ کے اہل علم یوں ملک میں پھیلیں اس وقت کون ان کی قوت کا سامنا کرسکتا ہے۔

(۶) حمایت مذہب ورد بد مذہباں میں مفید کتب ورسائل، مصنفوں کو نذرانے دیکر تصنیف کرائے جائیں۔

(۷) تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کئے جائیں۔

(۸) شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ، مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین، رسالے، بھیجتے رہیں۔

(۹) جو ہم میں قابل کار، موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کرکے فارغ البال بنائے جائیں، اور جس کام میں انہیں مہارت ہو، لگائے جائیں۔

(۱۰) آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت وبلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

اس کے بعد آپ آگے فرماتے ہیں:

میرے خیال میں تو یہ تدابیر ہیں، روپیہ ہونے کی صورت میں اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی انشاء اللہ العزیز آسان ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ گمراہوں کے بہت، صرف تنخواہوں کے لالچ سے زہر اگلتے پھرتے ہیں، ان میں جسے دس کی جگہ بارہ دیجئے اب آپ کی سی کہے گا، یا کم از کم بہ لقمہ دوختہ بہ تو ہوگا۔

دیکھئے حدیث کا ارشاد صادق ہے کہ

''آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درہم ودینار سے چلے گا''

اور کیوں نہ ہو کہ صادق ومصدوق ﷺ کا کلام ہے، عالم ماکان وما یکون ﷺ کی خبر ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۳۳، ۱۳۴]

معیشت سے متعلق چار تدابیر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے جہاں عقائد واعمال کی اصلاح کے ساتھ مذہب اہل سنت کے فروغ وارتقاء کی صورتیں بتائیں وہیں انہوں نے معیشت سے متعلق بھی چند تدابیر بتائی ہیں جو قابل عمل اور موجب فلاح وترقی ہے، یعنی مسلمان آپس میں نزاع واختلاف کرکے ایک دوسرے کے خلاف مقدمہ دائر کرتے پھر اس میں بے دریغ روپیہ خرچ کرتے ہیں اگر ان جھگڑوں کا تصفیہ آپس میں کرلیں تو روپیہ بچ جائیں مالی خسارہ نہ ہو، سودی کاروبار اور لین دین سے انسان کی معیشت تباہ وبرباد ہوجاتی ہے، اس پر روک لگائیں، اپنی تجارت کو آگے بڑھائیں، مسلمان سودا سلف مسلمان سے خریدیں اس سے اپنی قوم کو عروج وترقی کی منزل ملے گی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی نظر معاشرے کے تمام حالات پر رہتی وہ مسلمانوں کی فلاح وبہبود چاہتے تھے، وہ مسلمانوں کو خوش حال وخوددار دیکھنا چاہتے تھے اس لئے ہر حال میں قوم مسلم کی اصلاح وتربیت میں کوشاں رہے۔ (مرتب)

معاش سے متعلق ان تدابیر کو ملاحظہ فرمائیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

اولاً: باستثناء ان معدود باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیں، اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کریں، یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ ووکالت میں گھسے جاتے اور گھر کے گھر تباہ

ہو گئے اور ہوئے جاتے ہیں محفوظ رہیں۔

ثانیا: اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں، کہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہے، اپنی حرفت و تجارت کو ترقی دیں کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہیں۔

ثالثا: بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدرآباد وغیرہ کے تونگر مسلمان اپنے بھائیوں کے لئے بینک کھولیں، جائز طریقوں پر نفع بھی لیں کہ انہیں بھی فائدہ پہنچے اور ان کے بھائیوں کی بھی حاجت برآری ہو، آئے دن جو مسلمانوں کی جائدادیں بنیوں کی نذر ہوتی چلی جاتی ہیں، ان سے بھی محفوظ رہیں، اگر مدیونی کی جائداد ہی لیجاتی تو مسلمان ہی کے پاس رہتی، یہ تو نہ ہوتا کہ مسلمان ننگے اور بنئے چنگے۔

رابعا: سب سے زیادہ اہم، سب کی جان، سب کی اصل اعظم وہ دین متین ہے جس کی رسی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو ان مدارج عالیہ پر پہنچایا، چار دانگ عالم میں ان کی ہیبت کا سکہ بٹھایا، نان شبینہ کے محتاجوں کو بلند تاجوں کا مالک اور اسی کے چھوڑنے نے پچھلوں کو یوں چاہ ذلت میں گرایا۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:
مسلمان اگر یہ باتیں کرلیں تو ان کی حالت سنبھلی جاتی ہے، مگر ان پر عمل کی حالت ملاحظہ ہو:

اوّل: پر یہ عمل ہے کہ گھر کے فیصلہ میں اپنے دعویٰ سے کچھ بھی کمی ہو تو منظور نہیں اور کچہری جا کر اگرچہ گھر کی بھی جائے ٹھنڈے دل سے پسند، گرہ گرہ بھر زمین پر طرفین سے دودو ہزار بگڑ جاتے ہیں۔ کیا مسلمانوں کی یہ حالتیں بدل سکتی ہیں؟

دوم: کی یہ کیفیت کہ اول تو خاندانی لوگ حرفت و تجارت کو عیب سمجھتے ہیں اور ذلت کی نوکریاں کرنے، ٹھوکریں کھانے، حرام کام کرنے، حرام مال کھانے کو فخر و عزت، اور جو تجارت کریں بھی تو خریداروں کو اتنا حس نہیں کہ اپنی ہی قوم سے خریدیں اگرچہ ایک پیسہ زائد سہی کہ نفع ہے تو اپنے ہی بھائی کا ہے، اہل یورپ کو دیکھا ہے کہ دیسی مال اگر ولایتی کے مثل اور اس سے ارزاں بھی ہو ہرگز نہ لیں گے اور ولایتی گراں خریدیں گے۔

ادھر بیچنے والوں کی حالت کہ ہندو آنہ روپیہ نفع لے تو مسلمان صاحب چونی سے کم پر راضی نہیں، پھر لطف یہ کہ مال بھی اس سے ہلکا بلکہ خراب، ہندو تجارت کے اصول جانتا ہے کہ جتنا تھوڑا نفع رکھئے اتنا ہی زیادہ ملتا ہے۔ اور مسلمان صاحب چاہتے ہیں کہ سارا نفع ایک ہی خریدار سے وصول کرلیں، ناچار خریدنے والے مجبور ہو کر ہندو سے خریدتے ہیں، کیا مسلمان یہ عادتیں چھوڑ سکتے ہیں؟۔

سوم: کی یہ حالت کہ اکثر امراء کو اپنے ناجائز عیش سے کام ہے ناچ رنگ وغیرہ بے حیائی یا بیہودگی کے کاموں میں ہزاروں لاکھوں اڑادیں، وہ ناموری ہے، ریاست ہے، اور مرتے بھائی کی جان بچانے کو ایک خفیف رقم دینا ناگوار، اور جنہوں نے بنیوں سے سیکھ کر لین دین شروع کیا وہ جائز نفع کی طرف توجہ کیوں کریں، دین سے کیا کام، اللہ و رسول کے احکام سے کیا غرض، ختنہ نے انہیں مسلمان کیا اور گائے کے گوشت نے مسلمانی قائم رکھی، اس سے زائد کیا ضرورت ہے نہ انہیں مرنا ہے، نہ اللہ واحد قہار کے حضور جانا، نہ اعمال کا حساب دینا، پھر سود بھی لیں تو بنیا اگر بارہ آنے مانگے، یہ ڈیڑھ دو سے کم پر راضی نہ ہوں، ناچار حاجتمند بنیوں کے ہتھے چڑھتے اور جائدادیں ان کی نذر کر بیٹھتے ہیں۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۷۷، ۱۷۸]

وصیت اعلیٰ حضرت

اے لوگو! تم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو، بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں، تمہیں فتنہ میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو، دیوبندی، رافضی، نیچری، قادیانی، چکڑالوی یہ سب فرقے بھیڑیئے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں، ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العزت جل جلالہٗ کے نور ہیں، حضور سے صحابۂ کرام روشن ہوئے، صحابہ کرام سے تابعین عظام روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم روشن ہوئے۔ اب ہم تم سے کہتے ہیں، یہ نور ہم سے لے لو۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت، ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت، جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ، پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو، فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو، پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے؟ اس لئے ان باتوں کو خوب سُن لو، حجۃ اللہ قائم ہو چکی۔ اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا۔ جس نے اسے سنا اور مانا، قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا، اس کے لئے ظلمت و ہلاکت ہے۔

(حسنین رضا خاں، مولانا: وصایا شریف مطبوعہ لاہور)

❁❁❁

مسلک احمد رضا

دین حق کا ترجماں ہے مسلک احمد رضا
سنیت کا پاسباں ہے مسلک احمد رضا

جہل کی تاریکیوں میں ہے چراغ رہنما
دل میں ہردم ضوفشاں ہے مسلک احمد رضا

ظلمت شب میں سویرا خود بخود ہو جائے گا
ایک ایساں کہکشاں ہے مسلک احمد رضا

بارش ابر کرم ہے مومنوں کے واسطے
نور کا وہ آسماں ہے مسلک احمد رضا

راہ حق کی ہے ضمانت یہ میرا ایمان ہے
بالیقیں راہ جناں ہے مسلک احمد رضا

اہل باطل کے نشیمن پر گرائے بجلیاں
دشمنو! برق تپاں ہے مسلک احمد رضا

مذہب اہل سنن کی آج یہ تعبیر ہے
مسلک حق بے گماں ہے مسلک احمد رضا

خرمن باطل پہ ایسا برق بن کر گر گیا
آج تک شعلہ فشاں ہے مسلک احمد رضا

وادی عشق و وفا میں قافلے گم ہو گئے
بے نشانوں کا نشاں ہے مسلک احمد رضا

عشق کی دہلیز پر آنا سنبھل کر اے رقیب
رہنمائے عاشقاں ہے مسلک احمد رضا

رمز دیں جس نے بتایا اس کا یہ پیغام ہے
اہل دل کی داستاں ہے مسلک احمد رضا

عرب و عجم و ایشیا کا ہوگیا ہر دل عزیز
نعرۂ ہندوستاں ہے مسلک احمد رضا

دے رہا ہے اتحاد قوم و ملت کا سبق
کیوں کہ پیغام اماں ہے مسلک احمد رضا

جس کی خوشبو سے ہے مہکا علم کا اجڑا چمن
وہ بہار بے خزاں ہے مسلک احمد رضا

مصطفیٰ و غوث و خواجہ سے ملا ہے سلسلہ
بوحنیفی گلستاں ہے مسلک احمد رضا

اہل ظاہر کیوں پڑے ہیں گوگو کی بھیڑ میں
بے گماں تسکین جاں ہے مسلک احمد رضا

شاخ گل پہ ہیں عنا دل آج بھی نغمہ سرا
سنیوں کا آشیاں ہے مسلک احمد رضا

جس کے سنگ در پہ نیر مسکراتی ہے سحر
ایسی شمع آستاں ہے مسلک احمد رضا

(از: مؤلف)

☆☆☆

پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہر چرخ نبوت پہ روشن درود — گل باغ رسالت پہ لاکھوں سلام
شہر یار ارم تاجدار حرم — نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود — نوشۂ بزم جنت پہ لاکھوں سلام
فتح باب نبوت پہ بے حد درود — ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود — ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے سر سروراں خم رہیں — اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام
دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان — کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے — اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں — ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا — چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں — اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
وہ دعا جس کی جو بن بہار قبول — اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام
جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں — اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
میرے استاذ ماں باپ بھائی بہن — اہل ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں — شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور — بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

یانبی سلام علیک

یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رسول سلام علیک
صلوات اللہ علیک

مصطفٰے خیرالوریٰ ہو سرور ہر دوسرا ہو
اپنے اچھوں کا تصدق ہم بدوں کو بھی نبا ہو
یا نبی سلام علیک

کس کے پھر ہو کر رہیں ہم گر تمہیں ہم کو نہ چاہو
بد کریں ہر دم برائی تم کہو ان کا بھلا ہو
یا نبی سلام علیک

عمر بھرتو یاد رکھا وقت پر کیا بھولنا ہو
وقت پیدائش نہ بھولے کیف ینسیٰ کیوں قضا ہو
یا نبی سلام علیک

حق درودیں تم پہ بھیجے تم مدام اس کو سرا ہو
وہ عطا دے تم عطا لو وہ وہی چاہے جو چاہو
یا نبی سلام علیک

کنز مکتوم ازل میں در مکنون خدا ہو
سب سے اول سب سے آخر ابتدا ہو انتہا ہو
یا نبی سلام علیک

وہ در دولت پہ آئے جھولیاں پھیلاؤ شاہو
کیوں رضا مشکل سے ڈریئے جب نبی مشکل کشا ہو
یا نبی سلام علیک

☆☆☆

مناجات

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدار حسن مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شور داروگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحب کوثر شہ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر
سید بے سایہ کے ظل لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوش خلق ستار خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حساب خندۂ بیجا رلائے
چشم گریان شفیع مرتجیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہ پل صراط
آفتاب ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے
رب سلم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

☆☆☆

پیغام برائے اہل سنت

منجانب: نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج قاری محمد تسلیم رضا خان قادری بریلی شریف

اس دور انحطاط میں اسلام وسنیت پر قائم رہنا بہت آسان بھی ہے اور مشکل بھی...... جو حضرات ''مسلک اعلیٰ حضرت'' پر قائم وکاربند ہیں ان کے لئے سنیت کے تقاضوں کو پورا کرنا آسان سے آسان تر ہے اور جولوگ مسلک اعلیٰ حضرت کے حاسد وبدخواہ ہیں ان کے لئے نہایت مشکل۔

(۱) برادران اہل سنت وجماعت میں سعادت وسرخروئی کے لئے وہابیوں، نجدیوں، رافضیوں، اور تمام بدعقیدوں سے خود کو دور رکھیں اور ہر موقع پر اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد جمیل مدنظر رکھیں "ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم" انہیں خود سے دور رکھو اور خود کو ان سے دور رکھو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کردیں اور فتنے میں ڈالدیں۔
لہٰذا بدعقیدوں کی ''صحبت بد'' اپنے اور اپنے مذہب کے لئے زہر ہلاہل سمجھیں اور کسی بھی موقع پر ان سے اتحاد وداد نہ کریں بلکہ ؎

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروّت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

(۲) فرائض اسلام کی پابندی ہر مسلمان سنی صحیح العقیدہ کے لئے اشد ضروری ہے۔ نماز کو اس کے وقتوں پر پابندیٔ جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی عادت ڈالیں۔ نماز جنت کی کنجی، ایمان کا نور، مومن کی علامت، روح کی غذا، قلب کی ضیاء اور کامیابی کی ضمانت ہے۔ نماز کا تارک خدا اور رسول کو ہرگز پسند نہیں۔

(۳) ''حصول تعلیم دین'' نہایت ہی ضروری ہے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وزن پر فرض فرمایا ہے۔ علم نور ہے جس کی روشنی میں ہم حق وباطل کو پہچان سکتے ہیں۔ علم زینت ہے۔ جس سے ہم خود کو سنوار سکتے ہیں۔ علم انسان کو دونوں جہان میں عزت وسربلندی بخشتا ہے۔ علم کامیابیوں کی ضمانت ہے۔ علم سے انسان ممتاز ومخصوص ہوتا ہے۔ لہٰذا خود بھی علم کی طرف خصوصی توجہ دیں اور اپنے بچوں کو بھی زیور علم سے آراستہ کریں پھر یاد رکھیں کہ کامیابیاں آپ کے قدم چومیں گی۔

خدائے وحدہٗ قدوس اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل مجھ حقیر اور تمام اہل سنت کو ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کا سچا پکا عامل وپابند بنائے اور حاسدین اعلیٰ حضرت کو حق سننے، حق سمجھنے اور حق قبول کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العٰلمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

✿✿✿